ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قادیان دارالامن والامان

نمبر ۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء | جلد دوم

برکتوں کے سال

پچھلے سال پر ایک نظر

گو سن ستانوے کو ختم ہوئے اور سنہ رواں کے آغاز کو ڈیڑھ ماہ سے زائد عرصہ گذر چکا ہے اور ہمارا اس وقت مبارک سنہ میں پرانے لکھنا بوقت کی اگنی پھیر ہے۔ لیکن ہم پچھلے سال پر پورا پورا کرنے کی چند وجوہات نقول ضرورت سمجھتے ہیں۔

اولاً الحکم کا سال رواں میں یہ پہلا نمبر ہے اس لئے رسمی طور پر سال گذشتہ کا پورا پورا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ثانیاً گو سن ستانوے اپنی ظاہری نوعیت میں ایک عبرت انگیز اور سراسر سبق آموز سال گذرا ہے اور اس کی اہمیت بعض اہل علم کے نزدیک عام الحزن کہنے پر ہو گیا۔ مگر نفس الامر میں وہ ایسا سال نہیں ہے اس لئے ان غلط فہمیوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔

ثالثاً۔ اس سال میں ہمارے مشن کی فتوحات اور کامیابیاں اس کثرت سے ہوئی ہیں کہ ان کی نظیر پچھلے سالوں میں نہیں ملتی لہذا اس پر نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے

نظر بہ وجوہات بالا ہم سنہ ستانوے پر ایک اجمالی نظر کرتے ہیں۔

جس میں یہ بتلایا جائیگا۔ کہ اس سال میں اللہ کریم نے دنیا کو دردناک عذاب سے بچانے کیلئے جو اسکے مامور کی مخالفت کی وجہ سے آنیوالا تھا مختلف طور پر اپنی مرضی کی صداقت کو ظاہر کیا۔ تفصیلی طور پر یہ اس رپورٹ میں بحث کریں گے۔ جو قادیان دارالامان کے سالانہ جلسہ کے کوائف اور مضامین کی جامع ہے۔

زمانہ کیا چیز ہے

بس فریاد مے دارد کہ بنویسید محملہا۔

تغیر پذیر حالتوں کے مجموعہ اور پرتلموں حوادث کے شیرازہ ہی کو ہم زمانہ کہتے ہیں۔ وجود و عدم۔ بقا و زوال۔ اقبال و ادبار۔ حیات و ممات کے متضاد شانوں پر غور کرنے سے اور بھی فصاحت سے ذہن نشین ہو جائیگا کہ زمانہ ہے کیا چیز؟ اگر ہماری ہستی اپنے قابو میں ہوتی تو ہم اوسے پائدار اور زمانہ کو قدیم مان لیتے۔ لیکن ہماری اضطراری حالت رہ رہ کر بتا رہی ہے کہ ہر سانس کے بعد ایک نئے عالم میں جا رہتے ہیں۔ یہی سانس اگر کوئی محسوس شے ہوتی تو دکھا دیتے۔ کہ لمحے منٹ گھنٹے دن ہفتہ مہینے سال قرن اسی کی آمد و شد کا ایک نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس اس مجمد حیات اور مقرح ذات کو ہم قدرتی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ پھر نہیں دیکھتے ہیں دن غفلت میں گذرتے اور ہماری راتیں مصیبتوں میں گزرتی ہیں۔ کتنے ہفتے رنگ اس اور امانوں کی نظر میں بسر ہو گئے ہم نے کتنے

کو دن کے نیک و بد اعمال کا اور دن کے حسنات و سیئات کا کبھی محاسبہ نہ کیا ع دن کٹا فیض مدار اور رات ارمان میں

انسان کی غفلت پر افسوس! کہ وہ اپنی زندگی کو عزیز رکھتا ہے۔ اور بدار زندگی کی پرواہ نہیں کرتا جس طرح اپنے دم سے دوسروں کو نہ دینے والا بخیل ہے۔ اوسی طرح ایک ایک دم کرکے بے مصرف گذارنے والا مفلس ہے ع

غافل ز آمد و شد نفس و کم شدن عمر ہا

آیندہ زمانہ بہ نظر حساب خواہ کتنی ہی دور ہو۔ مگر کل آیندہ سے ظاہر ہے۔ کہ آنے والا خواہ مہمان ہو یا ناخواندہ سبک رفتار ہو یا نازک خرام ایک نہ ایک دن ضرور آکر رہیگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قیامت یا یوم الحساب منکروں کے نزدیک فرضی ہی امر ہو۔ مگر عاقبت بینوں کے روبرو اور فہم سے کام لینے والوں کے نزدیک ہے۔ الغرض آناً فاناً ایک نئی تبدیلی اور دنیا عالم اوس آنیوالی گھڑی کی خبر دیتا ہے۔ یوں تو انسانی ہستی کے لئے ہر لحظہ ایک تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو لاپروائی اور عدم توجہی کے باعث محسوس نہیں کیا جاتا۔ مگر جو انقلابی و دلچسپ سین سال کے خاتمہ پر نظر آتا ہے جو کہ دنیاوی کاروبار نظر ہر ایک نئی حیثیت قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ اوسوقت جو کیفیت دل پر گذرتی ہے۔ ایک دم کے لئے تو وہ ضرور چونکا دیتی ہے اور اگر کوئی شخص سرسری طور پر انتخاب کے ساتھ اتنا کہکر ٹال دے کہ اوہو سال گذر گیا؟ اور دنیا

نوٹ سالانہ رپورٹ زیر طبع ہے

مامور بھی کرے تو جو عہدہ بیٹھا ہوا وقت اس کے ذہن میں آتا ہے
ہیں اور جو سبق وہ حاصل کر سکتا ہے بلاشک وہ بڑے قیمتی ہیں۔
پس اس تغیر سے اگر کوئی سبق لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بے
اعتبار زندگی کو پھل کر لیگا۔ لیکن عام طور پر وقت کا ناچیز اور کمتر حصہ
جس طرح زندگی کو گذارا ہے۔ اوسپر بہت کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ مگر جب
سال ختم ہو کر یہ پکارتا ہے۔ کہ عمر میں سے ایک سال اور کم ہو گیا تو
واقعی ایک عبرت انگیز افسوس پیدا ہوتا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ
کے لئے دل کو بے چین کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ مگر یہ ایک ایسا تلخ
امر ہے کہ جو ہاکم و کاست اسی طرح ہوتا رہیگا جب تک کہ وہ وقت
خاص نہ آجائے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اہل دنیا سال کے شروع
میں اپنی سلامتی کے لئے شکریہ کرتے ہیں اور اسے اندر ایک تشویش
پیدا کرنے والا خیال پاتے ہیں جو پچھلی کے ساتھ یہ سوچا دیتا ہے
کہ خدا جانے ہمکو نیا سال دیکھنا بھی نصیب ہوگا یا نہیں۔

فی الجملہ نئے سال میں اگر کوئی بات قابل غور ہوتی ہے۔ تو وہ
یہی ہے کہ انسانی ہستی کو اپنے آیندہ قیام کے واسطے کسی قدر
تردد کا موقع ملتا ہے۔ اور اسی لئے یہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ ہر ایک
شخص کو اپنی حالت پر غور کر کے آیندہ کی فکر کرنے کی مہلت
ملتی ہے اگر کسی شخص نے اس عظیم الشان تبدیلی سے فائدہ اٹھا
کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لی تو سمجھو کہ اوسنے سال کی تبدیلی کی
حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اوسکا مقصد بھی کسی حد تک پورا کر دیا۔
یہی ایک ایسا وقت ہے۔ کہ **خیر مجسم ضمیریں**
جو یوں تو کسی وقت بھی **درماندہ قوم کی حالت** سے
بے فکر نہیں ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت خصوصیت کے ساتھ
اپنی **نکبت زدہ۔ شکستہ بال** قوم کی حالت پر آٹھ آٹھ
آنسو رو رہی ہیں۔ اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں مانگ رہی
ہیں۔ کہ **خداوندا اسے بصیرت عطا کر اور دیکھنی**
کی آنکھ دے۔ اور ایک **سوچنے والا دل عنایت**
کر تا وہ تیرے نور کی عظمت کو پا کر خستہ حالی سے
نکلے!!!

الغرض اس نئی تبدیلی سے انسان کے لئے بہت سے
سبق مل سکتے ہیں اگر وہ چشم بینا اور دل دانا رکھتا ہو۔
مبارک ہیں وہ لوگ جو اس تغیر عظیم ہی پر موت
کی ٹلنے والی گھڑی کو یاد کر کے **خدا کے برگزیدہ**
اور دنیا میں آئے ہوئے **نذیر** کی عظمت کو قبول کر لیتے ہیں
اور ہولناک دن سے بچ جاتے ہیں اور **ہلاکت** ہے اون
کے لئے جو اب بھی محسوس نہیں کرتے اور زندگی کو ایک
پاسے دار اور اختیاری امر جانتے ہیں۔
مندرجہ بالا سطور میں عام طور پر ہم نے نئے سال سے

[illegible] کیا ہے۔ اب آئیے
رسمی طور پر سال گذشتہ پر ایک **اجمالی نظر**
کرتے ہیں۔ سنہ ستانوے اپنی **نوعیت** اور
حیثیت میں پچھلے چند سالوں سے کسی بات
میں کم نہیں رہا۔ اور دنیا پر انواع و اقسام کے مصائب
اور آلام کا ایک خاص **حربہ** چلتا رہا۔ جنہوں نے اس سال کو
عام الحزن یا مصیبتوں کا **سال** لکھوایا۔ گویا ایسا
ہوا۔ **قحط۔ وبا۔ زلزلے۔ آتش زدگیاں۔ بلاخیز**
طوفان۔ عالم آشوب **جنگیں** ہوتی رہیں مگر ہماری نظر
میں یہ **عام خیر** نشان تھے جو اپنے وقت پر پورے ہوئے
اور ہو رہے ہیں **متفکر نادان** اون کی فلاسفی پر بحث
کرتا اور خیالی ڈھکوسلوں سے اوس کے اسباب پر غور کرتا ہے
مگر نہیں سمجھتا کہ **سنت اللہ** اسی طرح پر چلی آرہی
ہے کہ جب کوئی **مامور من اللہ** دنیا میں آتا ہے۔ تو
طبیعتوں میں **بیداری** کی حالت پیدا کرنے کے لئے
اور بظاہر اون بداعمالیوں کی پاداش میں جن کی
کثرت نے اوس **مامور** کی ضرورت کو پیدا کر دیا ہے۔
دنیا سے ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس لئے کوئی اور سن
ستانوے کو خواہ کیسا ہی **منحوس** اور **مذموم** قرار
دے۔ مگر اس **سنت اللہ** پر نظر کرنے والے اور پھر
اوس **نذیر** کو پانے والے تو اوس کو اور بھی **برکتوں کا**
سال کہیں گے کیونکہ اس کی حالت اون کی ایمانی
قوت میں مضبوطی کی ایک اور **تہ چڑھا دیگی۔ الحکم**
بھی چوں کہ دنیا میں **امن** اور **سلامتی** کا پیغام لیکر
آنے والے نذیر کو **خدا تعالیٰ** کی لاانتہا عنایتوں
سے پانے والوں میں ہے۔ اس لئے وہ جہاں ایک طرف
خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا
اھلھا بالباساء والضراء لعلھم
یضرعون۔ پڑھتا ہے۔ وہاں خارجی طور پر ان
آثار کو پا کر اور بھی **ایمانی** طاقت میں ایک خاص قوت آئی
ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اس لئے ہم ان **آفات**
اور **بلیات** کو اپنے لئے **ایمانی جوش** عطا کرنے
والے ملائکہ اور **تضرع** کی حالت پیدا کرنے والے **الہام**
سمجھتے ہیں جنکی تہ میں وہ **مبارک وعدہ** بھی ہے کہ
ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ
ایک اور امر بھی یاد رکھنے اور خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل
ہے کہ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ایک اور کلیہ بھی بیان فرمایا ہے
کہ **ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا**

یعنے عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا جب تک بعثت رسول
نہو یہاں رسالت عامہ مراد ہے۔ نہ خاصہ۔ اس آیت
شریف پر تدبر کرنیسے پتہ ملتا ہے کہ یہ ہمارا فرض ہونا چاہیئے
کہ جب ہم آسمان پر عذاب کے آثار دیکھیں تو اوسنوقت اس
امر کا تو لحاظ کریں کہ اوس آنے والے کو بھی تو تلاش کریں
جس کی آمد کے ساتھ یہ آثار پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اللہ کریم
کی باتوں میں تو اختلال کذب نہیں ہے۔ پس اس عذاب
کے وقت میں جس نے کہیں بلاخیز طوفان کی صورت
پکڑی۔ اور کہیں زلزلہ کی شکل اختیار کی۔ اور کہیں طاعون
بن کر چمٹ گیا۔ اور کہیں قحط کی ہولناک اور بیہمانک شکل میں
بھسم کرنے لگا۔ یہ ضروری تھا۔ کہ کسی آسمان سے آنے
والے کا بھی لوگ پتہ لگانے میں مصروف ہوتے تا اس دردنا
ک عذاب سے بچ جاتے۔ مگر ابھی بھی کچھ نہیں گیا۔ صبح کا
بھولا اگر شام کو گھر آجاوے۔ تو بھولا نہیں کہلاتا۔ اگر اب
بھی وہ اس مامور کو پالیں جو بانے کا حق ہے۔ تو جیسا کہ اوپر
ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ تقدیر معلق ہے تو یہ عذاب استغفار
اور رجوع الی اللہ سے ٹل سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے سعادت
مندی سے اسے قبول کیا سو انہوں نے دوہرا ثواب پالیا۔ قرآن
پر تدبر کر کے سعادت حاصل کی اور اوس مامور کو پا کر اللہ کریم کے
قول کو صادق پا کر ایمانی طاقت کو مضبوط کیا اور یہ وہی لوگ
ہیں۔ جنہوں نے آنے والے **نذیر** کو پالیا ہے۔

المختصر سنہ ستانوے اپنی **نوعی حالت** کے لحاظ
سے بھی ہمارے ایمان کو طاقت اور دل کو سرور بخشنے وار
اور اون واقعات کے لحاظ سے بھی جو اس **مامور من اللہ**
کے مشن کے ساتھ پیش آئے کچھ کم **مبارک** نہ تھا۔ ہم
کو اس امر کے صراحت سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں
معلوم ہوتی کہ اوس **مامور من اللہ** کو لوگوں سے انشوڈیوکر
کریں۔ کیونکہ کم و بیش کوئی ایسا متنفس نہوگا۔ جس نے ہمارے
سید و امام۔ حضور **حجۃ اللہ۔ محی السنۃ**
قامع البدعۃ۔ حضرت **میرزا غلام احمد**
صاحب ایدہ اللہ الاحد **مسیح موعود و مہدی**
مسعود دام اللہ فیوضہم کی صدا ایک بار نہ سنی ہو۔ اور
جس کا **پیام** اس کے کان تک نہ پہونچا ہو۔
کم بخت انسان سنہ ستانوے کے عام واقعات
وبا۔ قحط پر تو غور کرتا۔ اور ایک ایک دفعہ اون کے فکر میں نیم
مردہ سا ہو جاتا ہے۔ اور اوس کی روح کانپ کانپ اٹھتی ہے
مگر نہ تو اس **مقدس انسان** کو دیکھتا ہے جس کی صداقت
کے لئے یہ تمام کرشمہ قدرت ظاہر ہو رہا ہے اور نہ ان واقعات
پر **ریویو** کرتا ہے۔ جو ایک **بدیہی شکل** میں خاص اس کے

ذہنی **فتوحات** ہیں۔ ہم اپنے اس فرض کے لئے اور اس خیال سے کہ شاید ان باتوں سے کوئی **مستعد طبیعت** صداقت کو پالے۔ سنہ ستانوے کے واقعات پر نظر کرنا چاہتے ہیں۔ گو اوس کو ختم ہوئے ڈیڑھ ماہ گذر گیا اور اس وقت بظاہر یہ بے وقت کی راگنی اور باسی کڑھی کا اُبال سمجھا جائیگا مگر نہیں سنہ ستانوے اپنی **مجموعی حالت** میں **ہماری مشن** کے لئے ایک بین نشان رہا ہے۔ اس لئے اس کا ذکر خالی از منفعت نہ ہوگا۔

بد اندیش مخالفین سال بھر اپنی لاحاصل کوششوں سے خدا تعالےٰ کے قائم کردہ **مشن** کو نیست و نابود کرنے میں **ان تھک** اور سرتوڑ کوششیں کرتے رہے۔ مگر خدا تعالےٰ اوس کی **عظمت** اور اپنے **بندے** کا جلال اور بھی ظاہر کرتا گیا۔

ناعاقبت اندیش مخالف - اس سال اپنی عمدی مخالفتوں میں ناکامیاب اور مایوس ہو کر دناک عذابوں میں گرفتار ہوئے۔

شروع سال ہی سے **مبارک** زمانہ شروع ہوا۔ اور پہلی سہ ماہی کے اندر وہ **عظیم الشان نشان** پورا ہوا جو ایک آریہ **نامی** قوم کے لئے مخصوص تھا۔ اور جسے سنہ ۱۸۹۲ء **عجل جسد له خوار له نصب وعذاب** - کے دل کو ہلا دینے والے الفاظ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنے پنڈت **لیکھرام** کی **خارق عادت** رعب اور ہیبت رکھنے والی موت جس پر مخالفین کو بھی پیش گوئی کے پورا ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ لیکن اونہوں نے اپنی عادت قدیم سے اس **قتل** کا بے فائدہ اور ناپاک **الزام** - ہمارے **امام** پر لگایا اور ہتیر اشور زیا مگر آخر خدا تعالےٰ نے اپنے **ہاتھ** کی **چمکار دکھائی** - اور دنیا کو دکھا دیا کہ **الیس الله بکاف عبده** - کا مطمئن کرنے والا آوازہ **ہر وقت صادق** کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے۔ باوجود **شرمناک** الزاموں کے لگانے اور پھر پوری طاقت **علم** اور روپیہ کی رکھنے کے بھی **مخالف شرمندہ** ہوئے۔ اور اظہار صداقت کے لئے خدا تعالیٰ کا **زور آور حملہ** وہ برداشت نہ کر سکے۔ اسی کے ضمن میں **اون کوتاہ اندیش** سنہا کے اعتراض بھی دور ہوئے جو پیش گوئیوں کی **حد** باوجود بالمقابل بلانے کے **بھی نجوم و جفر** کے ڈھکوسلوں تک بتاتے تھے کیونکہ سرکاری مدد پر خانہ **تلاشی** ہو جانے پر ثابت ہوا کہ کوئی **رصدگاہ** نہیں بنی ہوئی اور **نجوم و رمل و جفر** کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک **نشان** کے ساتھ **سفلہ مزاج** لوگوں کے کذب کا علے رؤس الاشہاد اظہار ہو گیا۔ **مباہلہ** یعنے **آسمانی فیصلہ** کی طرف مخالف الرائے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کم زور کب خدا تعالےٰ کا مقابلہ کر سکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے۔ بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹالتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی پاداش میں درد کب موت کا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور بے جا اتہام لگانے والا **ناظم الہند** اپنی بدزبانیوں کی سزا پا کر رہا۔ بمبئی تک جا کر سکھیا نام زا صاحب کی مخالفت میں لیکچر بازیاں کرنے والا **ہدائت رسول** جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کرتوتوں جیل میں پہونچا۔

آسمانی باتوں پر استہزا کرنے والا اور الہامات کو صرف ایک **میڈیم** کے **تفکرات** اور ملائکہ کو خیالی شکلیں قرار دینے والا انیا پرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا سینئر ام اُسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف **شیخ بطالوی** نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو **عیسائیوں** کے **جعلی** اور **مصنوعی مقدمہ** میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اُٹھائی۔ کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام ناراضی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود اپنے وہمی اور خیالی زور۔ حکومت کے آخر گورنمنٹ انگلشیہ کے **انصاف** نے اس **مامور من اللہ** کو عزت و احترام سے بری **مزماکر - ابراکے** الہام کو پورا کیا۔ اس مقدمہ کے بعض حالات ہم **جنگ مقدس دوم** میں شائع کر چکے ہیں اور عیسائیوں پر وہ ذلت کی مار پڑی کہ منہ دکھانے کے قابل تو نہیں رہے۔ اس عظیم الشان مقدمہ میں کسر **صلیب** کا نشان پھر ایک اور رنگ میں پورا ہوا۔ اس مقام پر یہ ظاہر کر دینا بھی مناسب اور بے محل نہیں کہ **ناعاقبت اندیش - الہام** کا دعوے کرنے والا **غزنوی طالفہ** بھی رد دعا کی ذلت میں پکڑا گیا۔ متذکرہ بالا مقدمہ کے رجوع ہوتے ہی اول تو اونہوں نے خلاف واقعہ یہ مشہور کر دیا۔ کہ سیدنا **مرزا صاحب** کے دشمن بذریعہ وارنٹ پابجولاں امرتسر گرفتار ہو کر آ گئے اور پھر ہر نماز میں بھی یہی جائیز مانگنی شروع کیں۔ کہ اون کو اس مقدمہ میں سزا ہو۔ مگر اونکی دعائیں **صفر منہ کی پھونکیں** ہی ثابت ہوئیں۔ اور اونہوں نے کچھ بھی اثر پیدا نہ کیا۔ بلکہ رد ہو کر ذلت کی شکل اختیار کر کے کرنے والوں پر پڑیں۔ اور **آسمانی نور** عدالت میں بھی **چمکا**۔

کم سمجھ - مباہل - مباہلہ کرنے کے بعد بھی ڈھکوسلوں تک بتاتے تھے کیونکہ سرکاری مدد پر خانہ **تلاشی** ہو جانے پر ثابت ہوا کہ کوئی **رصدگاہ** نہیں بنی ہوئی اور **نجوم و رمل و جفر** کے آلات کا کہیں نام و نشان تک نہیں۔ گویا اس ایک **نشان** کے ساتھ **سفلہ مزاج** لوگوں کے کذب کا علے رؤس الاشہاد اظہار ہو گیا۔ **مباہلہ** یعنے **آسمانی فیصلہ** کی طرف مخالف الرائے مولویوں کو بلایا گیا۔ مگر دل کے کم زور کب خدا تعالےٰ کا مقابلہ کر سکتے تھے نہ آئے پر نہ آئے۔ بیجا عذروں اور رکیک حجتوں سے ٹالتے رہے۔ آخر قصور والا مولوی آیا۔ اور مباہلہ کا برائے نام ارادہ ظاہر کیا لیکن وہ سال کے اندر ہی اوس ارادہ کی پاداش میں درد کب موت کا طعمہ بنا۔ گورنمنٹ کو اکسانے والا اور بے جا اتہام لگانے والا **ناظم الہند** اپنی بدزبانیوں کی سزا پا کر رہا۔ بمبئی تک جا کر سکھیا نام زا صاحب کی مخالفت میں لیکچر بازیاں کرنے والا **ہدائت رسول** جو دل آزار گالیاں دے کر دل خوش کیا کرتا تھا۔ آخر اپنے کرتوتوں جیل میں پہونچا۔

آسمانی باتوں پر استہزا کرنے والا اور الہامات کو صرف ایک **میڈیم** کے **تفکرات** اور ملائکہ کو خیالی شکلیں قرار دینے والا انیا پرشاد بدخواہی سرکار میں پکڑا گیا مگر افسوس اوس کا سینئر ام اُسے نہ بچا سکا۔

سب سے بڑے اور زبردست مخالف **شیخ بطالوی** نے اپنا پورا زور لگا کر مخالفت کی یہاں تک کہ جب اور کسی طرح زور نہ چلا۔ تو **عیسائیوں** کے **جعلی** اور **مصنوعی مقدمہ** میں شہادت دینے آیا اور طلب کرسی پر وہ جھاڑ کھائی۔ اور وہ ندامت اُٹھائی۔ کہ عمر بھر نہ بھولے گا۔ اور عام ناراضی کا تمغہ حاصل کر لیا۔

عیسائیوں نے بھی اپنی کوششوں میں کمی نہیں کی یہاں تک کہ اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنا کر عدالت کے دروازے تک پہونچے۔ لیکن باوجود اپنے وہمی

فٹ نوٹ اکثر نادان عیسائی اپنے خیال اور زعم میں گورنمنٹ کو عیسائی سمجھ کر بعض کم زور طبیعت کے لوگوں کو ڈرا دیتے ہیں کہ **گورنمنٹ ہماری** ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں۔ گو گورنمنٹ کا مذہب عیسائی ہے مگر اوس کی نظر میں **عیسائی یہودی - مسلمان** - اور **ہندو** سب ایک ہی درجہ اور پارے کے ہیں۔ ہم نے اکثر دفعہ عیسائی مناد وں کو علانیہ وعظ کرتے سنا۔ اور جاہلوں کو پھسلاتے دیکھا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ گورنمنٹ ساڈی ہے۔ اسیں جو چاہیئے کر اسکدے ہاں۔ ایسے لوگ گورنمنٹ کو بدنام کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کو ایکشن لینا چاہیئے۔ اور ہم فخر اور ناز سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارے **امام** کا مقدمہ اس امر کی ایک بین دلیل ہو گیا ہے۔ کہ **انگریزی گورنمنٹ** کو **عدالت کی کرسی** پر بیٹھ کر سب اقوام برابر ہیں۔ وہاں کسی کی کوئی خاص رعایت نہیں ہے۔ اس لئے اس مقدمہ میں عیسائیوں کا غلط اور دھوکا دینے والا زعم بالکل بے اصل ہے۔ **ایڈیٹر**

[illegible] دعا کرنے کا وعدہ لینے کے اور یہ دعا مانگ کر بھی کہ سچا مرزا صاحب پر عذاب آوے۔ اور جھوٹا اوس دعا کو مردود اور مخذول پاکر مباہلے کے لئے تیار ہوتا رہا۔ گویا یہ بھی ہماری ہی فتح اور کامیابی تھی۔ کیونکہ ہمارے امام نے امرتسر کے مباہلہ میں فریق مخالف کے لئے بددعا نہ کی تھی۔ بلکہ اوسنے ہمارے لئے بددعا کی تھی۔ اب اگر وہ سچا تھا۔ اور خدا اوس کے ساتھ تھا۔ جیسا اوس نے ظاہر کیا تو پھر اوسکی دعا کا رد ہونا اوس کے لئے کوئی کم نشان نہ تھا کیونکہ ہم جانتے ہیں اوس نے بددعا کی ایک سال کے اندر اثر عذاب سے بھی محفوظ نہیں رہے۔ بلکہ نت نئی کامیابی ہمارے شامل حال رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنی برکات اور انوار کا دریا بہا دیا ہے۔ یہ بھی کچھ کم کامیابی نہیں کہ خدا تعالےٰ نے اوس گروہ کے صوفی کو پھر ارادہ مباہلہ کیا۔ گویا اوسنے خود اپنی ذلت کا اعتراف کر لیا کیونکہ اگر وہ یقینی طور پر مباہلہ کا اثر سمجھ چکا تھا۔ تو پھر مکرر خواست مباہلہ کیا مطلب رکھتی تھی۔ الغرض غزنوی طائفہ کو انکی دعاؤں اور چیخوں نے کچھ فائدہ نہ پہونچایا۔ اور آسمان نے ظاہر کر دیا۔ کہ خدا اونکے ساتھ نہیں۔

اس کے علاوہ چودھویں صدی کے بزرگ کا استہزا اور بزرگ موصوف کے لئے یک سالہ پیش گوئی کا اعلان اور بزرگ موصوف کا رجوع بھی کوئی کم نشان نہ تھا۔ ان سب باتوں کے علاوہ صدہا معزز اشخاص نے اس سلسلہ کی عظمت کو قبول کیا۔ جنمیں سے ایک باخدا سجادہ نشین بھی شامل ہیں۔ اور جو ایک والی ریاست کے مرشد بھی ہیں۔ رسالہ جات اور ہزارہا اشتہار اقصار و دیار میں پھیلائے گئے۔

ستہ ستانوے کی بہترین یادگاروں میں سے ڈائمنڈ جوبلی سمجھی گئی ہے۔ اور اس تقریب پر بھی اس مامور من اللہ نے جو اپنی محسن گورنمنٹ کا بدل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عامل ہو کر فطرتی طور پر سچا عقیدتمند اور ہوا خواہ ہے۔ اپنی مہربان ملکہ معظمہ کے عظیم الشان بشارت بخش دن کی تقریب پر جو کل رعایا کے لئے مسرت مجسم تھا۔ اپنے رنگ پر خوشی منائی۔ اور خاص دارالامان میں جلسہ احباب منعقد کر کے چھ مختلف زبانوں میں اوس کی درازی عمر۔ صحت اور ایمانی دولت کی افزونی کیلئے پرجوش دل سے دعائیں مانگیں۔ اور کثیر التعداد کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیں۔ غربا اور مساکین کو کھانا دیا گیا۔ خیرات ہوئی۔ اور خاص اسی تقریب کے لئے ایک بے نظیر۔ تحفہ اور سچا ہدیہ۔ تحفہ قیصریہ کے نام سے تالیف کر کے نہایت عزت و احترام سے اپنی مہربان ملکہ کے پاس بھیجا۔ جس سے بڑھ کر بہتر اور مبارک ہدیہ کبھی قیصرہ مبارکہ کو نہ دیا گیا ہوگا۔ یہ ہدیہ۔ صداقت اور معرفت کا نور اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور بڑی ارادت اور عقیدت کے جوش سے لکھا گیا ہے۔ اور جسکو یہاں تک پسند کیا گیا کہ مکرر سرکاری طور پر خاص لنڈن سے اوسکی جلدوں کو نہایت شوق اور مسرت سے طلب کیا گیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اسی سال کے دوران میں امام ہمام کے نور البصر میرزا محمود احمد کی آمین ہوئی جسپر محمود کی آمین کے نام سے ایک چھوٹی سی مثنوی شائع کی گئی جسکو پڑھ کر اہل دل ایک بہترین سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ جو اوسمیں ایک خاص امتیاز پائیں گے کہ ان لوگوں (ماموران من اللہ) کی خوشبو کیا رنگ رکھتی ہیں۔

سال کے آخر پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جسمیں دور دراز کے احباب جمع ہوئے۔ نہایت ہی نایاب اور مجسم نور تقریریں ہوئیں۔ جو خود حضور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔ اور اس کے ہی رنگ سے رنگین ہو کر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی اور واجب الاحترام مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور سراپا لیاقت حضرت سید محمد احسن صاحب امروہی نے قرآن کریم کے سرور بخش بلکہ حیات بخش نکات بیان فرمائے (یہ تمام تقریریں جداگانہ طور پر سالانہ جلسہ کی رپورٹ کی صورت میں عنقریب طبع ہو کر نکلنے والی ہیں۔) اور اسی سال میں سالانہ جلسہ کی روئداد کو بصورت رپورٹ مرتب کرنے کی تجویز کی گئی۔ جسکی تجویز کا تاج ہمارے مخدوم مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کے سر پر رکھا گیا۔ ہم نے ان باتوں کو اسی لئے نشانات کے ذیل میں داخل کیا ہے کہ اس سے پیشتر بھی لوگ دسمبر میں آتے تھے۔ تقریریں ہوتی تھیں۔ مگر امسال جو اثر ہوا وہ اپنی شکل میں بے نظیر تھا۔ اور ایسے خیالات کا پیدا ہونا کامیابی کے آثار ہیں۔ اور صداقت کی روح کیونکہ اگر خدا تعالےٰ کا قائم کردہ مشن نہ ہوتا۔ تو ایسے خیالات جو اوسکی عام اشاعت کا موجب ہوئے ہیں پیدا ہی نہ ہوں۔ اسی مبارک سال میں حجۃ اللہ اور انجام آتھم جیسی کئی زبردست کتابیں عربی اور اردو میں شائع کی گئیں۔ اور کتاب البریت کی تالیف اور طبع کا سلسلہ شروع ہوا۔

اسی مبارک سال میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا اعلان جاری کیا گیا جو اب خدا کے فضل سے شروع سال سے جاری بھی ہو گیا ہے۔

منجملہ دیگر برکات اور فتوحات کے الحکم کا اجرا بھی اسی مبارک سال سے ہوا۔ اور الحکم کے ذریعہ جو کچھ کام اور کامیابی ہونے والی ہے۔ اوس کو اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ ہماری جماعت کے ہر فرد بشر پر بہت سی برکتوں کا نزول ہوا۔ اون کی حالتوں اور جماعتوں میں خاص تبدیلی اور طاقت آئی۔ عموماً وہ اپنے ارادوں اور آرزوؤں میں کامیاب ہوئے۔

ہمارے نوجوان اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے خصوصاً مرزا یعقوب بیگ صاحب امتحان میں کامیاب ہو کر اسسٹنٹ سرجن ہوئے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن بڑے سرجن بھی نہ رہے۔ بلکہ ایک مشہور و معروف کتاب ذکر الحکیم کے مصنف بھی بنے۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر ہمارے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ لیٹ

پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مع اپنے دوسرے احباب
مثل چودھری **نبی بخش** بی۔ اے۔ مولوی
محمد علی ایم اے وغیرہم کے قانونی
امتحانات میں شامل ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے سب
کے سب کامیاب ہوئے۔ **اللھم زد فزد**۔
الغرض ہر پہلو اور ہر حیثیت سے اس سال کو مبارک
پایا۔ اور اس لئے ہم اوس کو **عام الحزن** نہیں بلکہ
برکتوں کا سال کہیں گے۔ اب ہم اس مضمون کو
ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس سال
لوگوں پر بھی اپنی **برکات کا** سال بناوے۔ اور **سعادتمندی**
اور **نیک طینت**۔ لوگوں کے لئے ہدایت کے راستہ
کھول دے۔ تا وہ اوس کے فرستادہ کو دیکھ لیں۔ اور
اسکی طرف آسکیں۔ **آمین**

ایڈیٹوریل بریفنوٹس

الحکم کا آئینہ الارنگ

للہ الحمد آخر چیز کہ حاضر میں اسکا
آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

پچھلے دنوں الحکم کی اشاعت و اہتمام میں جو تعطل پیدا
ہوتے رہے۔ اور خصوصاً پچھلے ڈیڑھ ماہ سے اوس کی اشاعت
قطعاً بند رہی۔ اگرچہ اسنے ہمارے احباب کو اخبار اور خود
ہمارے نسبت کسی شکایت کا موقع دیا ہو۔ مگر ہم تو اسکے مشکور ہیں
کیونکہ اسی بے قاعدگی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ الحکم کی نسبت ہماری
ہمارے دوستوں اور بزرگوں کی جو خواہشیں تھیں انکو پورا
ہونیکا اسباب ہی پیدا ہو گئے۔ اور اخبار اپنی شکل و صورت اور
اہتمام میں **قومی امتیاز** اور ترقی حاصل کرنیکے قابل ہو گیا۔
اور **الحکم** کو اپنے **مشن کا سچا خادم** اور **آرگن**
بنانے کی جو تمنا ہمارے دل میں تھی۔ اسکے پورا ہونیکا وقت آگیا۔ اور
خدا نے ہماری دلی آرزوؤں اور التجاؤں کو سن لیا۔ اور اپنی **بھلائی**
اور **بھلائی** کے **فرشتوں** کے ذریعے سے ہماری مشکلات
کے برآنیکے اسباب مہیا کر دیئے۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔ اس وقت
ہم ان مقاصد اور اغراض کی تشریح نہیں کر سکتے۔ **جو الحکم** کی اشاعت
سے ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک معین اور فیصلہ شدہ ہیں۔
ہاں یہ کہتے ہیں کہ اب ہم ان مقاصد کو زیادہ وسعت کے ساتھ پورا
کرنے کی امید کر سکتے ہیں۔ بہرحال **اب الحکم** جس رنگ میں
نکلے گا۔ اوسکو ناظرین خود ملاحظہ کر لیں گے۔ چونکہ پچھلی سیقاعدگی
ہی کا نتیجہ ہوا ہے۔ کہ **اخبار اپنے مرکز** پر پہونچ گیا ہے جسکی
تمنا اور آرزو دل میں تھی اسلئے ہم اپنے ناظرین سے پچھلی ناہموار
اشاعت کے لئے معذرت بھی نہیں کرنا چاہتے۔

گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑیگی

کچھ عرصہ سے **زبان** کی قطع و
برید اور پھر اسکے کمر چڑھ جانے کے متعلق عام خبریں ہمارے کانوں
تک پہونچ رہی ہیں۔ بعض آرتھوڈکس **ہندو اخبار**
اسکو اپنی **دیوی ماتا** کے **کرشمہ** اور خوارق بتلا کر
اچھل رہے ہیں۔ ہم کو اسپر کسی قسم کی علمی بحث کرنیکی اس
زمانہ **سائنس** اور **روشنی** میں ضرورت نہیں۔
کیونکہ **زبان** کے لعاب میں خود زخم بھرنیکی قدرت
اور خاصیت موجود ہے اور اسکے زخم خود بہت جلد اچھے ہو سکتے
ہیں۔ اور خود **اہل ہنود** ہی میں کا **آریہ فرقہ** اسکے
سخت مخالف ہے۔ اور تجربات نے بھی اسکو ایک خانہ ساز
بات ثابت کر دکھایا ہے۔ اگر **دیوی صاحبہ** اپنے کرشمہ
دکھائے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور وہ ضرور کسی کنواری
لڑکی میں حلول کر کے خوارق دکھانا ہی چاہتی ہیں۔ تو
دیوی آپ جی کے سیوک اور پجاری بہتر ہو کہ اوس کے
سامنے یہی کریں۔ کہ وہ مادر زاد گونگوں کی زبان کشائی کریں۔ بہرے
یہ وہ کر دیکھائے۔ ہم کو ان باتوں کی پرواہ نہیں اور نہ ہم
یہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ کسی سے پوچھیں کہ کیوں
صاحب جب کوئی **کنواری کنیا** کسی **دیوی جی** کا
مظہر ہو جاتی ہے پھر اسے ساری **عمر کیوں** تجرید میں نہیں
رہنے دیتے۔ بلکہ ہمارا مقصد اور مدعا صاف طور پر
کو تعجب دلانا ہے۔ کہ کیوں ان واقعات کو اقدام خودکشی میں
نہ رکھا جاوے؟ جس حال میں **ستی** جیسی قبیح رسم میں
دخل دے کر لوگوں کو عورتوں کی جان پائی گئی ہے۔ تو اس
فعل سے جو نتائج بد کا منتج ہونے والا معلوم ہوتا ہے۔
کیوں نہ سلسلہ روکا جاوے۔ **موضع دھاروال** ضلع
گورداسپور میں خود **دیویاں** ہی روہ لڑکیاں جو بنام
دیوی ماتا مشہور ہو کر زبان چڑھ جانے آتی تھیں، **کنتھم**
گتھا ہو کر دست بدست دیگرے۔ پا بدست دیگرے
کی مصداق ہیں۔ فی الجملہ اس امر اہم کی طرف گورنمنٹ
کو توجہ کرنی پڑے گی۔ ورنہ اندیشہ ہے۔ کہ یہ فعل کثرت
سے جاری ہو کر موجب خلل امن عامہ نہو۔

سرکاری ملازم ہیں یا مذہبی واعظ؟

چندروز ہوئے **موضع قادیان** ہی میں ایک
صدر قانونگو صاحب بہ تقریب دورہ تشریف فرما ہوئے
اور ضمنی طور پر آریہ سماج کے اپدیشک کا بھی کام کرنے لگے۔
اور خوب دھڑلے سے **اسلام اور بانی اسلام**
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر **حملے** کئے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ
یہ لوگ سرکاری ملازم ہو کیوں اپنی ڈیوٹی کو نہیں سمجھتے
جو لوگ کھلم کھلا اپنے خیالات مذہبی کو بطور واعظ ظاہر
کریں پھر کیا بحیثیت سرکاری ملازم ان سے امید
ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے مخالف الرائے فریق سے
بھی وہی سلوک کریں۔ جو اپنے موافق بھائیوں سے
کرتے ہیں۔ ہم کو اس معاملہ پر زیادہ وضاحت سے
لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور ضلع گورداسپور
کے **بیدار مغز** ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی توجہ موجہ
منعطف کرانی پڑیگی۔ مزید حالات پھر لکھیں گے۔

تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۸ کی توسیع کی ضرورت

بارہا اس ضرورت کو محسوس کیا گیا۔
ہے کہ مقدمات اغوا کے متعلق دفعہ کو توسیع کیا جاوے۔
عموماً اغوا کا الزام مردوں ہی پر لگایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعات اور تجربہ
نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بسا اوقات اس جرم کی مرتکب عورتیں
ہی ہوتی ہیں۔ اور پھر بھی مرد ہی پھنسائے جاتے ہیں حال
میں ایک مقدمہ قوم قادیان میں ایک ڈیلیدار کی لڑکی کے اغوا کا
ہو رہا ہے۔ جسکی بابت عام چرچا پھیل رہا ہے۔ پولیس نے نہایت کوشش
اور محنت سے تفتیش کی ہے۔ ہم اسقدر پر اسوقت کوئی رائے نہیں دیتے
بجز اسکے کہ قانون انگریزی میں ہر دو پیشوا خواہ مرد ہو یا عورت شامل ہیں۔
لیکن اس اغوا کی دفعہ میں عموماً مردوں ہی کو سزا ہوتی ہے باوجودیکہ
وہ خود اکثر اغوا کی جاتی ہیں ایسی حالت میں مثالیں موجود ہیں دیکھنی چاہئیں کہ اسپر
توجہ ہوگی۔

آریہ سماجیوں کا چرخ

مقتول لیکھرام کے جنازہ پر
بہت سی تقریروں کے بعد آریہ سماج کی
دو متضاد فریقوں کو باہم ملانے کی کوشش
معلوم ہوتی ہے بالکل بے سود اور اکارت
جائیگی۔ کیونکہ باہمی تفرقہ پردازی کے سامان پھر موجود ہو گئے ہیں
بانیان سوسائٹی میں بلکہ اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ لاہور کی کالج پارٹی نے لیکھرام میموریل
فنڈ میں جو چندہ دیا ہے اسکا کم خیال تھا کہ مختلف مقامات سے وہ اسکو واپس

طاعون پر سید نامرزا صاحب کا اعلان اور پیسہ اخبار لاہور کی غلط فہمی

نبرد سید از خدائے بی نیاز سخت تر ہا ہے۔ نہ پندارم کہ بد بیند خدا از نیکوئی کارے
من از ہمدردی گفتم تو ہم خود فکر کن یارے۔ خرد از بہر ایں روز است ای دانا و بینا

ہماری شومی اعمال سے طاعون نے ہندوستان کے بعض مشہور شہروں کے بھسم کرنے سے سیر نہ ہو کر پنجاب میں بھی ڈیرا آجمایا ہے۔ اور ضلع **جالندھر** اور **ہوشیارپور** کے بعض دیہات میں یکے بعد دیگر اپنا قبضہ کر کے پنجاب کے باشندوں کو عموماً اور حکام کو خصوصاً ایک ٹھبراہٹ اور تذبذب میں ڈال دیا ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ انسداد وبا کے لئے فرو گذاشت نہیں کیا۔ بعض دربدر دہن لوگوں سے سب و شتم بھی سنا۔ مگر ایں ہمہ اپنی فراخ دلی اور اُس درد دل سے مجبور ہو کر جو رعایا کی تکلیفوں پر اُسے اس لئے زیادہ پہنچتا ہے۔ جیسے بچہ کی تکلیف پر ماں کو وہ اپنی **جائز** اور **مناسب** تدابیر انسداد وبا سے بے فکر نہیں ہوئی۔ اور جہاں تک بن پڑتا ہے۔ وہ کوشش کر رہی ہے۔ کہ اس نامراد مرض سے رعایا کو بچاوے۔

طاعون کے اس بے طرح پھوٹنے اور نہ رکنے والے عذاب نے ہر ایک دل میں جو **بنی نوع انسان** سے کچھ بھی تعلق رکھتا اور انسانی خصائص اپنے اندر رکھتا ہے۔ دیانۃ فصیات اور اُن کے مخصوص باشندوں سے خصوصاً اور عام خلق اللہ سے جو اس خطرہ میں ہے عموماً ایک قسم کی ہمدردی پیدا کر دی ہے۔ اوسی جوش ہمدردی نے جو **بنی نوع انسان** کے ساتھ کسی **مامور من اللہ** کو ہوتی ہے۔ ہمارے **سید و امام** جناب مرزا **غلام احمد** صاحب قادیانی **ادام اللہ فیوضہم** کو بھی بے قرار اور بے چین کر دیا۔ چنانچہ اوسنے اپنی جماعت کو مختلف مقامات میں صدہا خطوط **توبہ و استغفار** اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگنی اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تاکید پر مشتمل لکھے اور خود تو جب کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر بذریعہ رویا صادقہ اس وبا کے متعلق چند باتیں ظاہر کر دیں۔ جو آپ نے اس اشتہار میں جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو **طاعون** کے عنوان سے بکثرت چھپوا کر پنجاب و ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور آدمیوں میں بھیج کر تقسیم کیا۔ اور اس طرح پر **اعلام** الٰہی سے لوگوں کو متنبہ کر کے اپنے فرض سے سبک دوش ہوئے۔ چنانچہ اُسی اشتہار کے خاتمہ کے اشتہار میں سے دو شعر ہمارے اس آرٹکل کے بھی ہیب عنوان ہیں۔ یہ **اشتہار** جیسا کہ **سید نامرزا صاحب** کا عام دستور ہے۔ **اخبار والوں** کے پاس بھی بھیجا گیا۔ اصل غرض اس اشتہار کی ان کے پاس بھیجنے سے یہ تھی۔ کہ **اخبار نویس** بھی جو اپنے آپ کو **زبان خلق** سمجھتے ہیں۔ اور **ملکی رفاہ** کے لمبے چوڑے دعوے کرتے اور **بھلائی عام** کی صدائیں لگاتے ہیں۔ اُس کو اپنے اخبارات میں شائع کر کے ایک **ہم درد ملک و قوم** کی دل سوز باتوں سے آگاہ کر دیں۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے۔ کہ کتنے **اخبار نویس** اسکے اصل مطلب کو پورا کریں گے۔ مگر انتہا ہم **افسوس** اور سخت **شوک** سے کہتے ہیں کہ ہمارے اکثر معاصرین نے **وباء طاعون** کے متعلق کچھ بھی فائدہ اوس پبلک کو نہیں پہونچایا۔ جسکے **ریپریزنٹیٹو** اور **ایڈوکیٹ** وہ کہلاتے ہیں۔ اور ہم کو یہ کہنے میں بھی تامل ہے۔ کہ گورنمنٹ کے لئے بھی وہ اس **معاملہ طاعون** میں سچے مشیر ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کی رفتار اور دوڑ دھوپ کی حد **قانون طاعون** پر ہی جرح قدح رہی ہے۔ کہیں چھوٹے چھوٹے پر لمبی چوڑی مباحث اور مذہبی دست اندازی کا جامہ پہنا کر دکھایا گیا۔ اور کہیں جبر و اکراہ اور بے رحمی کے ڈر دلنے لباس پہنائے گئے۔ الغرض جب تک ہم کو غور کا موقع ملا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اُن مضامین سے جو **طاعون** کے متعلق ہمارے معاصرین نے لکھے۔ کوئی معتد بہ فائدہ پہونچا ہو۔

المختصر یہ اشتہار جیسا کہ ابھی اوپر ذکر ہوا **اخبار نویسوں** کے پاس بھی گیا ہے۔ اور لاہور کے روزانہ پیسہ اخبار میں اُس کا کچھ حصہ کسی قدر تحریف کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے اپنا حاشیہ بھی چڑھا دیا ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایڈیٹر صاحب کو اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت ہی کیا آپڑی تھی۔ کیا اس اشتہار میں کوئی ایک بھی بات ایسی تھی۔ جو معقول اور قابل تسلیم نہ ہو۔ بقول اس کے الہام اور پیش گوئی کے حصہ کے سوا باقی سب باتیں معقول ہیں **بلکہ بہت معقول** ہیں۔ اور اُن کو **قیمتی مشورہ** بتلایا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے الہام اور پیش گوئی کے لفظوں کو چھوڑ کر جو باتیں اُسکے ضمن میں **سید نامرزا** صاحب نے بیان فرمائی ہیں۔ کیا وہ واجب التسلیم نہیں؟ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار نے اُن کے **معقول۔ مؤثر۔** واجب التسلیم ہونے سے کہیں انکار نہیں کیا۔ **البتہ** اسکو اگر چڑ ہے۔ تو الہام اور پیش گوئی کی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پیسہ اخبار جو سعدی علیہ الرحمۃ کے اقوال کو یہاں تک پسند کرتا ہے۔ کہ اُس کے اخبار اور **ایڈیٹوریل میز** کے سامنے **موٹوز** بھی اُس کے ہی چین اقوال ہیں) اور نہیں تو

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر در و آ

پر ہی عمل کر لیتا۔ اور اپنے ناظرین کو اُس برکت سے حصہ لینے کے لئے آمادہ کرتا۔ اور کم از کم اس اشتہار پر خود عمل کر کے اوروں سے کرا کر آزما تو لیتا۔ پھر کچھ لکھنے کی جرأت کرتا۔ بہرحال یہ دانشمندی اور زیرکی نہیں۔ کہ خواہ مخواہ مخالفت کا قلم اٹھایا جاوے۔ ہاں اگر اس سے حصول امتیاز غرض ہو تو یہ امر دیگر ہے۔

پیسہ اخبار کے اس آرٹیکل کا لب لباب اور خلاصہ

مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اولاً۔ طاعون باوجود **انسداد** کی تدابیر کے بڑھتی جاتی ہے۔ جس سے اُسکی ترقی کا اندیشہ قدرتی امر ہے۔

ثانیاً۔ سیّدنا مرزا صاحب کی رائے دوبارہ تنزلی دیار کوئی الہامی پیشگوئی کا پہلو نہیں رکھتی ہے۔ عام آدمی بھی ایسا کہہ سکتے ہیں۔

ثالثاً یورپ میں کثرت نوحش ہر سوال دبار نہیں پھیلی۔ گویا فوحش کی وجہ سے نہیں۔

رابعاً۔ عالم رویا صادقہ میں جو باتیں نظر آتی ہیں۔ وہ تعبیر میں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ تقدیر معلق کے طور نہیں ہوتیں۔

خامساً۔ سیّدنا مرزا صاحب کا کچھلی پیدا کرنے والی دوا کو رفع **طاعون** کے لئے بتلانا۔ اور پھر توبہ و استغفار بھی بتلانا۔ دونوں میں سے ایک بے سود ہے۔ کیونکہ اگر اول الذکر دوا فائدہ کر سکتی ہے۔ تو پھر آخر الذکر کی کیا ضرورت علی ہذا القیاس بصورت آخر الذکر کے درست ہونے کے اول الذکر رائگان ہے۔

سادساً۔ سیّدنا مرزا صاحب کے اشتہار کا باقی حصہ بہت **معقول۔ موثر۔ قیمتی مشورہ۔** اور بہت **عمدہ۔ مدلل** ہے۔

مندرجہ بالا چھ امر ہیں۔ جو پیسہ اخبار کے مضمون سے بطور تلخیص ہم نے لئے ہیں۔ اور اب ہم جداگانہ طور پر ہر ایک پر مختصر سے ریمارک کرتے ہیں۔

امر ششم چونکہ خود پیسہ اخبار کے نزدیک بہت باوقعت اور معقول ہے اور وہ اُسے تسلیم کرتا ہے۔ اس لئے اس پر کچھ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہ ہوگی۔

امر اول۔ یعنے **طاعون** کا باوجود انسداد کی تدابیر پر کثرت سے توجہ کرنے کے اُس کا نہ رکنا ایک ایسا امر ہے کہ اُسکے پھیلنے کو لازم پڑا ہوا ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کے زعم میں اگر کوئی شخص اُس کو الہامی رنگ میں بیان کرے تو معاذ اللہ قابل پذیرائی نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار

الٰہیات اور **روحانی** باتوں کی طرف توجہ نہیں کرا سکتا۔ اپنے اسی آرٹیکل کے ابتدا میں وہ تسلیم کرتا ہے۔ کہ جالندھر کے قصبہ کھنکر کلاں میں جب اول اول وبا پھیلی۔ تو حکام کی پوری توجہ اور کوشش سے زیادہ زور نہ پکڑنے پائی۔ اس جگہ گویا وہ گورنمنٹ کی تدبیر انسداد کی تعریف کرتا ہے۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ تدابیر انسداد سے دوسرے لفظوں میں انسداد کلی ہو سکتا ہے۔ مگر ہم کو افسوس ہے کہ پیسہ اخبار کی یہ تعریف نری خوشامد سمجھی جائیگی۔ کیونکہ **بمبئی** اور **پونا۔ شولاپور** کی حالتوں نے اور خود ضلع **جالندھر** کے وہ زندہ دیہات اور بقول پیسہ اخبار ہی ان انسداد کی تدابیر نے کچھ فائدہ نہیں پہونچایا۔ اب اگر وبا کو **آسمان** سے کوئی تعلق نہ تھا۔ تو پیسہ اخبار جو قانون **اسباب** کو نہایت عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہی بتلائے کہ کیوں کامیابی اور پھر پوری کامیابی نہیں ہوتی۔ اور وبا کے پھیلنے کے اندیشہ کا دامن ورا ہی ہوتا جاتا ہے۔ اس سے غور کرنے والوں کے لئے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ **تدبر** کریں۔ کہ یہ **عذاب آلٰہی** ہے۔ جو شامت اعمال سے پیدا ہوا ہے۔ اور اُس کا پتہ وہی **یقینی** طور پر دے سکتا ہے۔ جو **آسمانی فراست** اور **سماوی قیافہ** اپنے اندر رکھتا ہو۔ ارضی اور سطحی فراست کا اگر یہ کام ہوتا تو اب تک اسقدر تدابیر میں کامیابی ہو گئی ہوتی۔

پیسہ اخبار کو خصوصاً اور عوام کو عموماً معلوم ہو۔ کہ **سماوی عذاب** بلا وجہ نہیں ہوتے۔ جیسا ہم نے اپنے سب سے پہلے آرٹیکل میں ظاہر کیا ہے۔ ان کی وجہ نفس الامر میں انسان کی بداعمالیاں ہی ہوتی ہیں۔ اور اسپر اضافہ اور طرہ کسی **مامور** کی **بعثت** ہو جایا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ **ما کنا معذبین حتے نبعث رسولاً**۔ یعنے عذاب آلٰہی آنے سے پیش تر کسی **مامور** کی **بعثت**

ضرور ہوتی ہے۔ **عذاب آلٰہی** اور **بعثت مامور** دو لازم ملزوم امر ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال پیدا ہو۔ کہ **مامور رحمت الٰہیہ** کا مظہر ہوتے ہیں نہ **عذاب آلٰہی** کا موجب؟ تو آپ اسکے جواب میں یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اُس کا وجود **رحمت آلٰہی** ہی کا تو مظہر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی **آن کریم** یہ بتلاتا ہے۔ کہ **عذاب آلٰہی** آنے والا ہے۔ **توبہ** اور **استغفار** سے بچ جاؤ۔ اگر بچنا چاہتے ہو۔ پھر **استہزا** کرنے والے پکڑے جاتے ہیں۔ اور **سعادت مند** امتیاز حاصل کر کے بچ جاتے ہیں۔ اور چونکہ اُس کی **بعثت** لازم ہوتی ہے۔ **دنیا کے اعمال** بد کو کیوں کہ اگر کسی چیز کی اصلاح مقصود نہ ہو۔ اور کوئی چیز قابل اصلاح بھی نہ ہو۔ تو پھر **مامور** کے **مبعوث** ہونے کی حاجت ہی کیا ہو؟ پس یہ اللہ کریم کا خاص فضل ہوتا ہے۔ کہ وہ عذاب نازل کرنے سے پیش تر ایک **نذیر** بھیجدیتا ہے۔ جس کے بعد **عذاب آلٰہی** تیار ہوتا ہے۔ بشرطیکہ **رجوع الی اللہ** اور **توبۃ النصوح** نہ کی جاوے۔ یہ ایک سچا امر اور **فیکٹ** (امر واقعی) ہے۔ دنیا کے عذابوں کی تاریخ اور **مامورانِ اللہ** کی **بعثت** کی ہسٹری پر جہاں تک جی چاہے نظر کر کے دیکھ لو۔ اور اس میں **راز** اور **سر** یہ ہوتا ہے۔ کہ **مامور** کے آنے پر **عذاب آلٰہی** ضرور ہی کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے۔ تاکہ طبیعتوں میں **بیداری** اور خواب غفلت سے چونک اُٹھنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور خود قرآن کریم اسکو بھی بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا **وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون**۔ گویا عذاب آلٰہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے۔ کہ وہ کسی **مامور من اللہ** کے آنے پر آتا ہے اور اس لئے آتا ہے۔ **لعلھم یضرعون**۔ تاکہ اُنمیں **تضرع** کا مادہ پیدا ہو۔ اب اس عذاب الٰہی کو جو اس وقت **طاعون** یا دوسرے خوفناک شکلوں میں مختلف امصار و دیار میں پھیل رہا ہے

تشویش اور خضوع پیدا کرنے والے
[illegible] چاہئے اور یہ بتانا اسی کا فرض ہے۔ جو آسمان
سے سماوی فراست لے کر آوے اور
[illegible] جیسا ابھی بیان کیا۔ اُس کی بعثت جو
خلق اللہ کی شامت اعمال کا
موجب ہوئی ہے اس عذاب کا باعث اُس
صورت میں ہو جاتی ہے جب وہ رجوع الی اللہ
نہ کریں۔ تو اس عذاب کا علاج اور مداوا
وہی مسیحا ہو سکتا ہے۔ جس کی آمد کا وہ ایک
نتیجہ ہے۔ اور اس وقت بھی موجودہ تدابیر
انسداد نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ طاعون
اُس وقت تک دور نہیں ہونے کی۔ جب تک اُس
مداوا اور علاج پر غور نہ کی جائے گی۔ جو فطرت
انسانی بھی بتلاتی ہے۔ کہ توبہ اور رجوع
الی اللہ کیا جاوے۔ کیونکہ عام طور پر جب
کوئی مصیبت اور بلا آتی ہے تو خواہ مخواہ انسان کے اندر
ایک بے چین کرنے والی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔
جو انسان کو رجوع الی اللہ کا سبق دیتی ہے
پس جیسے یہ امر بالکل طبعی کہ انسان وبا اور
ہیبت ناک مری کے دنوں میں خواہ مخواہ اُس
گھر اور گاؤں کو جہاں وہ رہتا ہے۔ چھوڑنا چاہتا ہے۔
جو ہماری گورنمنٹ کی مجوزہ تدابیر کا منشا ہے۔ وہاں
ساتھ ہی اپنے اندر انکساری اور تذلل کا خیال
بھی پاتا ہے۔ جو اُسے توبۃ النصوح کی طرف
رہبری کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس سے فائدہ
اٹھاوے۔ اور یہی سیدنا مرزا صاحب
کا منشا ہے۔ جو اُن پر ظاہر ہوا۔

امر دوم۔ کی نسبت ہم اسی قدر کہیں گے۔ کہ یہ
مادہ پرست اقوام کا خیال ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی باتیں
عام حالت موجودہ کو دیکھ کر ایک معمولی آدمی بھی کہہ سکتا
ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگر عام
فہمانہ شناسی اور موشعہ بینی اپنے مقصد میں
کامیاب کر دینے والی ہوتی ہے۔ تو ذرا ایڈیٹر صاحب
توجہ فرمائیں۔ اور ایڈیٹوریل میز کے سامنے بیٹھ بیٹھ کر سوچیں۔ کہ
بمبئی سے چھلانگ مار کر دہلی کو کھٹکر کلاں سی پہنچنا
تھا۔ جہاں پیسہ کا کوئی کارڈ تک بھی نہیں جاتا ہوگا۔
چہ جائیکہ کوئی وبا زدہ آدمی اس مرض کو وہاں پہنچاتا۔

اور پھر وہاں سے ضلع ہوشیارپور میں جاتی۔ اور سیکھوانہ کو
پاس سے چھوڑ جاتی۔ اور اگر انسانی دانش اور
عام فراست ان باتوں کی تہ تک پہنچ سکتی
تو ایڈیٹر صاحب کی دانش و فراست سے بھی بڑھی
ہوئی گورنمنٹ کے لائق اور دقیقہ رس میڈیکل
آفیسرز اپنی تدابیر میں ذرا بھی فیل نہ ہوتے۔ اور
گورنمنٹ کو اس قدر تذبذب اور ہراساں نہ ہونا پڑتا۔ جو
اب اُس کو اپنی رعایا کی بری حالت دیکھ کر ہونا پڑا۔ اور
لاکھوں روپیہ کا خرچ کرنا پڑا وہ نہ کرنا پڑتا۔ پیسہ اخبار ہی گورنمنٹ
اور ملک پر رحم کرے۔ اور اپنے گیارہ سالہ تجربہ سے
کوئی ٹوٹکا بتلائے۔ جس سے یہ وبا دور ہو۔ اور پھر ملک بھر
سے دعائیں اور گورنمنٹ سے خطاب و اعزاز لے۔ مگر
نہیں یہ نہیں ہوگا۔ جب تک دلوں کی صفائی اور
نیت بخیر نہ ہوگی؟

امر ثالث کی نسبت ہم حیران ہیں کیا لکھیں اور کیا
نہ لکھیں۔ پیسہ اخبار سا دانشمند ایڈیٹر ایک ایسا اعتراض
کرتا ہے جس کو شاید کوئی معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ
سکتا۔ وہ تو ایک ریفارمر اور مدبر ہے اور سوشل
اور مارل حالات پر بحیثیت ایڈیٹر گہری نگاہیں کرنے
والا ہے۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ بداطواری اور سیہ
کاری بجائے خود کس قدر عذاب الیم
ہے جس شخص کی اخلاقی حالت بگڑ جاوے۔ اور وہ
عبودیت کے درجہ سے گر جاوے۔ اس سے
بڑھ کر کون مبتلائے عذاب ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں
عذاب الٰہی کو طاعون سے مخصوص کرنا بھی ہم
نہیں سمجھتے۔ کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ عذاب
الٰہی مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے۔ طاعون۔ زلزلہ
مسخ عادات۔ قحط۔ جنگیں۔ وغیرہ وغیرہ
بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اب کیا پیسہ اخبار سا دانشمند
کو مصیبتوں کا سال لکھنے والا بھول گیا کہ
یورپ کس قدر مشوش رہا ہے اور ہے۔ اور کیا
نزدیک تو یورپ کی بدکاریوں۔ کو بدکاری نہ
سمجھنا ہی عذاب شدید ہے۔ ہماری
اس فقرہ سے وہ لوگ زیادہ لطف اٹھا سکیں گے
جو روحانیات اور الہامات کا کسی قدر بھی
مذاق رکھتے ہوں۔ یورپ کا ایک ایک ملک سخت خطرناک
تشویشوں۔ خطروں۔ اور فکروں کا

نشانہ بنا ہوا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یورپ والے
بدکاریاں کر کے بھی بچے ہوئے ہیں۔ ٹھیک نہیں
سمجھ رہ کر افسوس آتا ہے۔ کہ بدکاریوں پر
فخر کر کے بھی کوئی راحت اور آسائش ہو سکتی ہے
کاش یہ لوگ دل رکھتے۔ اور دیکھ سکتے کہ یہ
عذاب روح کو کیا رنج پہنچانے والا ہے۔ اور
ہم تو دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا یورپ سا عذاب کسی ملک
پر نازل نہ کرے۔ خدا شناسی اور خدا
پرستی کا اُٹھ جانا۔ ابدی جہنم ہے۔ اور یہ
وہ عذاب ہے۔ جس کا لاعلاج ہو جانا ناممکن
نہیں۔ خدا یورپ کی حالت پر رحم کرے۔ ان
حالتوں کے بعد تباہی آجایا کرتی ہے۔ پیسہ اخبار
اگر دانش مند ہے۔ تو دنیائی تہذیب اور
روشن دماغ اور پھر ایسی فواحش میں مبتلا
اقوام کی تاریخیں پڑھے۔ یورپ کی حالت دیکھ کر
ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ جگر پھٹا جاتا ہے۔ اور اُن کے
مقابلہ میں ہند کو پھر ترجیح دیتے ہیں کہ وہ ابھی
اوس دائمی اور تباہ کرنے والے
عذاب میں مبتلا نہیں ان ساری باتوں کے علاوہ
ہم یہ امر بھی جتلانا چاہتے ہیں۔ کہ بقول اوستاد
ذوق ؎

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو + تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

پیسہ اخبار یورپ کو اپنے حال پر چھوڑے اور اپنا فکر
کرے۔ اپنے اہل ملک کا فکر کرے۔ جو فی الحال
اس آفت میں مبتلا ہیں۔ اور یا خطرہ میں ہیں سنن
الٰہیہ میں سے یہ بھی ایک سنت ہے۔ کہ جسکی نظیر عام
قانون میں بھی ہم پاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یا قوم
کسی قسم کی برائیاں اپنے اندر رکھتی ہو۔ اور باایں
ہمہ عام خلق اللہ کو اس سے فوائد کثیر بھی پہنچتے
ہوں۔ تو وہ فوائد من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ
کے موافق کسی وقت تک اُن کی بدکاری کا موجب
ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے اہل یورپ نے اہل ہند
اور دنیا کو بڑے بڑے فوائد پہنچائے ہیں۔ اور اُن میں
سے ہی ایک ہماری گورنمنٹ ہے۔ جسکے زیر سایہ
ہم بہت امن آسائش سے رہتے ہیں پس
یورپ پر سرسبز عذاب نہ آنے کی یہ بھی ایک وجہ موجہ
ہے

اور اونکی نیک نیتی عام فائدہ رسانی کسی وقت مقررہ تک اس زہر کے لئے تریاق بنی ہوئی ہے۔ جو بعض دوسری کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے پیسہ اخبار کا ایسا خیال بالکل بے مطلب اور بے معنی ہے اور سنن الکبیر پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔

امر چہارم کی نسبت بھی ہم کو افسوس کرنا پڑتا ہے۔ کہ پیسہ اخبار اس کوچہ سے ناواقف اور نابلد معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس نے مکاشفات اور رویاء صادقہ کی فلاسفی اور ماہیت پر غور کی ہوتی۔ یا غور کرنیکی کوشش کی ہوتی تو اسے یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ اور یا کم از کم وہ قرآن کریم بھی تدبر سے پڑھتا۔ تو ایسی فاش غلطی نہ کھاتا۔ جن لوگوں کو مکاشفات اور رویاء اور الہامات پر کوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ اوس کی رائے پر ہنسیں گے۔ کہ یہہ پیسہ اخبار کیا کہتا ہے۔ کہ قضاء مبرم کے سوا رویاء صادقہ میں کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ ہم رویاء صادقہ پر کوئی مبسوط مضمون دوسرے وقت پر لکھیں گے۔ جس میں اوس کی فلسفی خوب کھول کر بیان کریں گے۔ اس مختصر مضمون میں جو باوجود اختصار طویل ہو گیا ہے۔ زیادہ گنجایش نہیں پاتے۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ انذار اور تخویف کے متعلق جو پیشگوئی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں۔ معاذ اللہ خدا چڑچڑا مزاج نہیں رکھتا۔ کہ بندوں کے استغفار اور رجوع پر بھی وہ یہی ضد کرے۔ کہ نہیں میں تو تمہیں مار کر ہی دم لوں گا۔ بلکہ وہ توّاب الرحیم خدا ہے۔ اور اس لئے عذاب نازل کرنے سے پیش تر اتمام حجت کرتا ہے۔ جو اسکے کمال فضل اور رحم کی دلیل ہے۔ اور یہ کہنا کہ رویاء صادقہ میں تقدیر مبرم ہی نظر آتی ہے۔ بڑی بھاری غلطی ہے۔ قرآن کریم اور دیگر صحف انبیاء اور اولیاء اللہ کے ملفوظات اور واقعات ایسی باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جب کبھی عذاب اور انذار کی خبر بذریعہ مکاشفات یا الہام اللہ تعالےٰ نے اُن پر ظاہر کی ہیں۔ وہ کبھی بھی مبرم نہیں ہوتیں حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اور قوم ثمود قوم لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے حالات قرآن کریم میں بصراحت موجود ہیں۔ پیسہ اخبار خود تدبر کرے۔ اور ہمارے ناظرین بھی سوچیں۔ اور اس بات کو بحضور قلب یاد رکھیں۔ کہ اگر عذاب الٰہی اٹل ہو۔ تو پھر دنیا میں نذیروں کے آنے کا کیا فائدہ؟ کیا خدا (معاذ اللہ) عبث کام بھی کیا کرتا ہے؟ ایسا خیال اور اعتقاد رسالت کے سلسلہ پر پانی پھیرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں ان باتوں کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ ہم صرف حضرت نوح ؑ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سورۃ نوح میں مرقوم ہے۔

انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیہم عذاب الیم۔ قال یا قوم انی لکم نذیر مبین۔ ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون۔ یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمّی۔ پ ۲۹

اب ان مقدس آیات پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اور اطاعت اور رجوع الی اللہ سے عذاب الیم کو ٹلا دیتا ہے۔ اور دردناک موت سے جو قبل از وقت بصورت عذاب آجاتی ہے۔ بچا لیتا ہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ان آیات ہی پر غور مزید کر کے مزید العمر کا اصول اور مسئلہ نکالا گیا ہے۔ جس کو کسی دوسرے وقت پر فلسفیانہ رنگ میں ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اب پیسہ اخبار کا یہ کہنا کہ رویا صادقہ میں قضائے مبرم ہی دکھائی جاتی ہے۔ یہ بداہت باطل ثابت ہوتی ہے۔ ہم کو افسوس تو یہ ہے۔ کہ پیسہ اخبار باوجود مسلمان ہونے کے ایک ایسے متہم بالشان مسئلہ کے خلاف چلا ہے۔ جس پر ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایمان بالرسالت کا دارومدار ہے۔ ہمکو پیسہ اخبار سے امید کرنی چاہئے۔ کہ وہ اپنی اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کرے گا۔ اور بذریعہ اخبار اس کو شائع کر دے گا۔ تاکہ اُس کی ۱۵۔ فروری والی تحریر کسی سادہ لوح کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو کر اُس کے عذاب کا باعث نہ ہو جاوے +

امر پنجم کی نسبت اب ہم نہیں سمجھتے کہ مندرجہ بالا امور کی توضیح کے بعد بھی دقت باقی رہے۔ پیسہ اخبار کی یہ غلطی ہے کہ سیدنا مرزا صاحب نے وباء کا آنا یقینی طور پر مان لیا ہے۔ اور اُس کو قضاء مبرم سمجھ کر پھر صدقات اور پاک تبدیلی کی تعلیم دی ہے۔ سیدنا مرزا صاحب نے جہاں اس رویا کو لکھا ہے۔ اوسکے ساتھ ہی رویا رویا ختم کرتے ہی اپنا وہ الہام لکھا ہے۔ جسکو ہم افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ پیسہ اخبار نے محرف کر دیا ہے اور اسکا جزو بلکہ جزو اعظم ہضم کر لیا ہے۔ جو دانشمند دیانت دار کے بدنام کرنیوالی غلطی ہے۔ اصل الہام یہ ہے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ انہ اوی القریۃ

آخری حصہ انہ اوی القریۃ کو پیسہ اخبار ہضم کر گیا ہے۔ جو بہت ضروری تھا۔ خیر ہم اسکو فروگذاشت سمجھ لیں گے۔ ہاں تو اول سیدنا مرزا صاحب نے طاعون کی آمد پنجاب کو قضائے مبرم نہیں کہا۔ قضاء معلق قرار دیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہر دو علاج جو سیدنا مسیح الزمان نے روحانی قواعد کے راز سے استفادہ کر کے ایک تو ظاہری علاج تجویز کیا ہے۔ اور دوسرا روحانی۔ سخت افسوس ہے۔ کہ ایک میٹریلسٹ اور اسباب پرست دہریہ بھی اسکو متناقض نہیں کہہ سکتا۔ ایک بیمار کیلئے دوا اور غذا دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے۔ یا دوا اور پرہیز غرض کہ ایک عام مریض کے لئے یہی دو ہی سلسلہ ہوتے ہیں۔ اور دُنیا میں کوئی کام نہیں جو دو سلسلوں سے وابستہ نہ ہو۔ ہم تفصیل کر دیتے۔ اگر گنجایش اور طوالت مانع نہ ہوتی۔ بہرحال جیسے ایک مریض کے لئے دوا دفع مرض کے لئے دی جاتی ہے۔ اور مناسب غذا جس کے اجزا ایک طرف تو دوا کی خاصیت رکھتے ہوں۔ دوسری طرف بیماری کی زائل کردہ قوت کو نشو و نما دینے والے ہوں، طاقت کے پیدا ہونے کے لئے دی جاتی ہے۔ اسی طرح نظام روحانی میں بھی یہ سلسلہ یوں ہی چلتا ہے۔ خارش پیدا کرنے والی دوا جو بتلائی گئی ہے۔ وہ بطور پرہیز یا غذا کے ہے۔ اور اصل علاج وہ تو یہ اور استغفار ہے۔ جسکی طرف سیدنا مرزا صاحب نے (فداہ روحی) زور دیا ہے۔ اور عام خلق اللہ کو کثیر التعداد اشتہار چھاپ کر اطلاع اور

تعلیم دی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور سعادت مند ہیں۔ وہ روحیں جو دنیا میں آکے ہوسے نادیدہ کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ اور نہ صرف اُسے سُن لیں۔ بلکہ اُس پر عمل کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ اُس دردناک عذاب سے بچنے کا سامان پیدا کر لیتی ہیں۔ جو دُنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور شریروں کو کھا جاتا ہے۔ ہم کیا ہے قابل افسوس اور واجب الرحم ہیں وہ نا عاقبت اندیش جو استہزا اور ٹھٹھے سے ان کو دیکھتے اور تکبر سے ان پر سے گذر جاتے ہیں۔ اور اپنی ہلاکت کا سامان اپنے ہاتھوں پیدا کر لیتے۔ اور اوروں کے لئے موجب عبرت ہو جاتے ہیں۔ (ربنا لا تجعلنا فتنۃ للظالمین) ہمکو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حضرت اقدس کا یہ علاج کہاں تک مفید ہے۔ پیسہ اخبار خود ہی معترف ہے۔ کہ شامت اعمال کا نتیجہ عذاب ہوتا ہے۔ اور وہ ناپاک تبدیلی ہی سے دور ہو سکتا ہے۔ چنانچہ نادر شاہ کے قتل دہلی کے واقعہ کی مثال دیکر خود ہی دلیل ہو گیا ہے۔ گو ہم جانتے ہیں کہ اوسنے اس خیال اور نظر سے یہ شعر

دیدہ عبرت کشا و قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نہیں لکھا۔ بلکہ اس خیال سے لکھا ہے۔ کہ یہ خیال کہ عذاب الٰہی بندوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے سیدنا مرزا صاحب ہی کا نہیں۔ اور استہزاً اور بہ خیال خویش تاریخی ثبوت پیش کرنے کی نیت سے لکھا ہے۔ مگر اچھا ہوا۔ کہ یہ واقعہ ہی اُس کو ملزم کرتا ہے۔ اس واقعہ قتل عام سے صاف معلوم ہو گیا ہے۔ کہ جب تک لوگوں نے اپنے فعل شنیعہ یعنے بدظنی اور بدسلوکی سے توبہ کر لے اور نادر شاہ کی زندگی کے قائل ہو کر شمشیر گلے میں ڈالے رجوع نہ کی۔ قتل کا ہاتھ بند نہ ہوا۔ دیکھو جب ایک دنیا دار بادشاہ رجوع سے چھوڑ سکتا ہے۔ تو کیا خدا تعالےٰ کو وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اب سمجھتے ہیں۔ کہ پیسہ اخبار کی تمام باتوں کا جواب آچکا۔ اس لئے اس مضمون کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُس کو سوچنے والا دل بخشے۔ اور ہمکو بھی عمل حسنہ کی توفیق دے تاکہ ایسا نہ ہو۔ ہم اس بات کو معلوم کر کے بھی اُس پر عامل نہ ہوں۔ اور زیادہ جواب دہ اور مورد عذاب ہو جائیں۔ ربنا وقنا عذاب النار۔ اے الٰہ العالمین ہم کو توفیق عمل نصیب کر۔ اور ایک نیا دل عنایت کر جو تیری عظمت کو قبول کرے۔ اور تیری صرف تیری ہی طرف جملہ آفات و بلیات سے بچنے کے لئے بھاگے۔ آمین۔

بالآخر ہم چاہتے ہیں۔ کہ اتنا اور کہدیں۔ کہ سیدنا مرزا صاحب نے جن باتوں کی ہدایت کی ہے۔ اُن کا خلاصہ مندرجہ ذیل امر ہیں۔

اوّل ہماری گورنمنٹ نے جو تدابیر حفظ ماتقدم یا تدابیر انسداد کی صورت مرض طاعون سے بچنے کے لئے کی ہیں۔ وہ فطرتی اور انسانی خواہش کے موافق ہیں جن سے بہتر اور صورت ممکن نہیں۔ اور اُس کے لئے ہم سب کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی تدابیر پر عمل کرنے اور کرانے میں اُس کی مدد کریں۔ کیونکہ وہ رعیت ہی کی بھلائی کے لئے دل سوزی سے تدبیر کرتی اور تکالیف اُٹھاتی ہے۔ اس لئے ہر متنفس کا فرض ہے۔ کہ وہ جس طرح ہو سکے اس کام میں گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اس بدظنی اور بدگمانی سے لوگوں کو بچاویں جو اون کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مریض کو لازم نہیں کہ ڈاکٹر کی رائے کا سقم دریافت کرتا پھرے۔ سانپ جب آستین میں گھس جاوے۔ تو اُس کو نکالنے اور مارنے کی فکر کرنی ضروری ہے۔ نہ اون اسباب پر بحث کرنی کہ کیونکر گھس آیا۔ پس مریض اگر ڈاکٹر پر یا بچہ اپنی ماں پر بدگمانی اور بدظنی کرے۔ تو وہ شفا نہیں پا سکتا۔ اور پرورش حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حسنہ پر بے جا نکتہ چینی بھی نہیں۔ البتہ یہ گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ پبلک ڈیوٹی پر کیسے با اخلاق انسان متعین ہونے چاہئیں اور وہ خود انسانی ہمدردی کے لحاظ سے اچھا سلوک کرنے کے لئے طیار ہوں گے۔ یا اون کو ہونا چاہئے۔

دوسرے۔ چونکہ عام اندیشہ انتشار وبا کا ہے اس لئے پاک تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کوئی معقول آدمی اس امر کو برا سمجھے۔ کون نہیں چاہتا کہ لوگ نیک اخلاق خوش معاملہ بنیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ عبودیت والا تعلق پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب انسان برائیوں اور بد اطوار یوں سے توبہ کر لے گا۔ اور پاکیزہ اخلاق اور قابل شریف چال چلن اختیار کر لے گا۔ اور پھر وباء کے پھیلنے کی صورت میں اُس کے اخلاق اور عادات اُس کو بنی نوع انسان کی ہمدردی پر مجبور کریں گے۔ وہ گورنمنٹ برطانیہ کی سچی عظمت اور قدر کر سکیگا۔ اور اُس کی مجوزہ تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ اور ان ساری باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اُس کو بلا وجہ بدظنی کرنے کا مادہ پیدا نہ ہوگا جس سے وہ اُن تدابیر سے فائدہ اُٹھا لے گا۔ جو گورنمنٹ نے بڑی دور اندیشی سے وضع کی ہیں۔ پس یہ دوام ہیں۔ جو بطور روح رواں کے ہیں۔ اس لئے ان باتوں پر استہزا (ہنسی) اڑانا کسی دانشمند اور خیر خواہ ملک کا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل مطلب سے غرض رکھنی ضروری ہے۔ اور جب پاک تبدیلی ہو جاویگی تو وباء سے محفوظ ہو کر باقی مدارج ایمان پر بھی انسان ترقی کرنے کے قابل ہو جاوے گا۔ ان ساری باتوں کو چھوڑ کر خدا ترسی اور نیکوکاری اور پاکیزہ چال چلن ایسی باتیں ہیں جن کی ہر حال اور ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔ وبا ہو یا نہ ہو۔ عام طور پر کیا پیسہ اخبار یا کوئی اور معقول آدمی بھی چاہتے ہیں۔ کہ لوگ حیوانوں اور درندوں کی سی زندگی کریں۔ یقیناً پھر ایسی کارآمد باتوں اور قیمتی مشورہ کو یوں ہی سرسری نظر سے دیکھ جانا بھی مناسب نہیں ہو سکتا۔

ایک ضروری التماس

الحکم کا یہ پہلا نمبر ہے۔ جو دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ دو ضروری مضامین کی وجہ سے ترتیب باقاعدہ نہیں ہوئی۔ اور پوسٹماسٹر جنرل کی منظوری و دخال محصول کے حاصل نہونے کی وجہ سے روانگی میں بھی دیر ہوئی ہے۔ اس لئے ۲۷ فروری کا پرچہ ہم شائع نہ کر سکیں گے۔ بلکہ یہی دو نمبروں کی بجائے سمجھا جائیگا۔ شروع مارچ سے انشاء اللہ باقاعدہ ناظرین تک پہونچنے کا فخر حاصل کرے گا۔

ضرورت

۱۔ میں کسی نو مسلم یا شریف ناریا کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری آمدنی دس بارہ روپیہ ہے اور میں کالج کی شیخ ہوں مجھے اسبات کی پرواہ نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہو بلکہ میرا ارادہ ہے کہ تو نو ناحاستہ اُمر ہا بھلا نہ اور نہ رہے ا

مکاتیب دلچسپ

اس عنوان کے تحت میں وہ مکتوب خصوصاً درج ہوا کریں گے۔ جو حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان نے اپنے خدام یا دیگر مذاہب کے سرآوردہ لوگوں کو لکھے ہیں اور مکتوبات عموماً درج ہوا کریں گے جو ہمارے احباب اپنے مخالف مزاج مولویوں یا احباب کو لکھتے ہیں۔ آج ہم تیسرا و تبرکاً سیدنا امام الوقت کے چار مکتوب لیکن بہت ہی نادر مضامین پر مشتمل کرامت نامے درج کرتے ہیں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ ایڈیٹر

نمبر اول

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام ایک گرامی نامہ

کرامت نامہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے۔ کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ جل شانہ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر و یسر دو نقیض وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے۔ لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ والشرح قلب و رضا بقضا و محبت ذاتیہ مولیٰ رنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے۔ اور ایام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پائی در زنجیر پیش دوستاں کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے۔ جو کسی ایک آدھ حرفہ محبت سے کسیقدر مستی حاصل کرتا ہے۔ عارف ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کرلیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو۔ یہی حقیقت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش و ہفت سے اپنے موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آئے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپکو یہ استقامت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔ ۱۳ فروری ۱۸۸۷ء

نمبر دوم

بابو محمد کے نام

مولیٰ کریم جلشانہ جو قادر مطلق ہے۔ اس پر قوی امید رکھیں۔ وہ آخر اپنے مبتلا بندہ پر رحم کرتا ہے۔ اسنے جو جو کرنیوالوں کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ اسکی قدرت اور طاقت کا کسی انتہا پایا ہے۔ غم کے دنوں میں بہت مزہ ہے اور بہت کچھ برکتیں ہیں۔ مگر تجربہ سے قدر معلوم ہوتی ہے۔ ۲۱ اگست ۱۸۹۵ء

نمبر سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام

خدا آپکو امراض بدنی و روحانی سے نجات بخشے۔ ہمت کو بلند رکھو اور نظر اٹھا کر دیکھو کہ یہ دنیا جسکے لئے انسان مرتا ہے اور کاہلی اختیار کرتا ہے کسیقدر ثبات و استحکام رکھتی ہے۔ کیا حباب کیطرح نہیں جسکے عدم اور وجود کا گویا ایک ہی زمانہ ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہر وقت بصیرت چاہو تا دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرے۔ اور قوت چاہو تا اسکی طرف قدم اٹھا سکو۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ وہ ایک عرصہ اور ایک مدت دراز اپنے اہل و عیال میں امن اور خوشی اور راحت سے گذارے۔ اور پھر آخر کار خالی ہاتھ جائے۔ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے۔ اور اس پر وہی فتح پاتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بیعت الموت کرے۔ جو بیعت الموت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ اسکو غیبی قوت ملتی ہے اور جسطرح تارے بے ستون کھڑے ہیں اور گرتے نہیں۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالیٰ کے عہد پر کھڑا رہتا ہے اور گرتا نہیں۔ بے آرامی میں رہو جبتک سچا آرام نہ پاؤ۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ اسلام کی حقیقت سے بے خبر اور اسلام کی صورت پر ناز کر رہے ہیں۔ مگر تمام حقیقت اسلام کی یہی ہے کہ انسان بکلی خدا کیطرف چلا آوے اور جان اور مال اور اہل و عیال وغیرہ لوازم زندگی میں سے کوئی چیز اسکو روکنے والی نہ ہو۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

نمبر چہارم

دیگر

ذوق اور بے ذوقی کی حالت میں جسطرح ہو سکے اعمال صالح کی بجاآوری میں لگے رہیں۔ جب انسان پختہ عہد کرکے ثابت قدمی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو بیذوقی سے ذوق اور بے حضوری سے حضور پیدا ہو جاتا ہے۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کی دعا کا تکرار نہایت موثر چیز ہے۔ کیسی ہی بے ذوقی و بیمزگی ہو اس عمل کو برابر جاری رکھنا چاہیئے۔ یعنی کبھی تکرار آیت ایاک نعبد و ایاک نستعین کا اور کبھی تکرار آیت اھدنا الصراط المستقیم کا اور سجدہ میں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ زندگی کا ذرا اعتبار نہیں اور دنیا کی خوابگاہ نہایت دھوکہ دینے والی چیز ہے رات کو دعا کرو صبح کو دعا کرو جنگل میں جاکر دعا کرو جماعت کی ساتھ دعا کرو۔ اور تنہائی میں دروازی بند کرکے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ نفس امارہ سے آزادی بخشے۔ جہانتک ہو سکے گریہ وزاری کی عادت ڈالو کہ رونے والوں پر اسکو رحم آتا ہے۔ کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ کے روبرو ایسے صاف و پاک جاؤ کہ جیسے قرآن شریف کی ہدایتوں کے رو سے اسکا منشا ہے۔ کامل کچھ چیز نہیں اور بے مجاہدہ کوئی کسی منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

پاک کلمات دعائیہ جو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک ہونٹوں سے نکلی ہوئی ہیں

اے رب العالمین۔ تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ اور تیری بے غایت بخشیں ہیں۔ میرے گنہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین۔ ثم آمین۔

دعا کے لئے خطوط

حضرت اقدس کے پاس دہ بارہ قصبہ سرہال قاضیاں ضلع جالندھر سے نہایت ہی عجز و انکسار سے بھرا ہوا خط بارہ دعا پہونچا کہ سخت عذاب ہو رہا ہے مردوں کی چنانچہ اور رسم اسلام ادا نہیں ہو سکتے۔ خدا رحم کرے۔ حضرت نے دعا کی

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱- موسم پچھلے چند روز سے بوجہ نزول باران رحمت خوب سرد رہا- بارش خوب ہوئی- اولے بھی پڑے دو دن سے آسمان کھل گیا ہے-

۲- **معارف و حقائق** قرآنی کا دریا بدستور بہتا رہا- **حضور اقدس امام ہمام** کے ملفوظات آئندہ سلسلہ وار درج ہوا کریں گے گویا دارالامان کی ہفت روزہ ڈائری الحکم کے ذریعہ شائع ہوا کریگی- جو تقریریں حضرت حجۃ اللہ بیان فرمایا کریں گے وہ برابر شائع کی جایا کریں گی-

۳- مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی دعا **وجعلنا للمتقین اماما** قبول ہوگئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ دارالامان میں حضرت اقدس کے مقرر کردہ **امام** ہیں مولانا صاحب جمعہ اور روزمرہ کی نمازیں پڑھاتے رہے اور جمعہ میں پنجابی لہجہ میں نہایت ہی موثر وعظ فرماتے رہے- جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوق در جوق لوگ **کشتی بیعت** پر سوار ہونے لگے- ہم مولانا صاحب کے وعظ کے **سرمن** (وعظ) بھی سلسل چھاپنے والے ہیں-

۴- **ہمارے مسافر**- دارالامان میں اسوقت قریباً پچاس کے قریب باہر سے آئے ہوئے احباب ٹھہرے ہوئے ہیں جنمیں سے قابل ذکر احباب یہ ہیں- **سیٹھ عبدالرحمن** حاجی اللہ رکھا مدراس سے آئے ہوئے ہیں- **سیٹھ آدم اسماعیل** بمبئی سے تشریف لائے ہیں یہ صاحب **طاعون** کے نشانہ ہوئے تھے مگر اللہ کریم کے کمال فضل سے بچ گئے- لاہور سے اکثر احباب تشریف لائے ہیں-

۵- **درس قرآن** مولوی **نورالدین** صاحب کا درس قرآن باقاعدہ اور مسلسل طور پر ہوتا ہے- اور پھر مولانا **نورالدین** کا درس اور درس بھی **قرآن** کا عجیب غریب نکات کا مخزن ہوتا ہے-

تالیفات و تصنیفات

کتاب البریت چھپکر طیار ہوگئی اور ہاتھوں ہاتھ جاری ہے قیمت عہ ہے ایک بے نظیر اور زبردست کتاب ہے جسمیں علاوہ حالات **مقدمہ** ہنری کلارک حضرت **اقدس مسیح موعود** دام اللہ فیوضہم کے سوانح عمری بھی کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہیں-

چہل حدیث جو مولانا مولوی **محمد احسن** صاحب امروہی نے لکھی ہے- جسمیں چالیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو اون واقعات پر مشتمل ہیں جو بموجب حضور سید الانام **بانی اسلام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصدیق مہدی و مسیح آخر الزمان کے لئے بطور پیشگوئی فرمائی تھیں- یہ کتاب زیر طبع ہے-

رپورٹ سالانہ جلسہ- دسمبر ۹۷ء میں جو عظیم الشان جلسہ بمقام دارالامان قادیان ہوا تھا اوسکی مفصل رپورٹ جو بہت سے **اسرار و معارف** قرآنی و علاج **امراض روحانی** پر مشتمل ہے عنقریب شائع ہوگی- بڑے اہتمام اور الصرام سے طیار کی گئی ہے جسکی ساڑھے چھ سو کے قریب جلدوں کی درخواست پہلے ہی ہو چکی ہے خریداروں کے نام درج رجسٹر ہو رہے ہیں- ہمارے ناظرین بہت جلد درخواستیں بھیجیں-

سلسلۃ الموعظۃ الحسنۃ بالکتب والسنۃ کا پہلا نمبر جسمیں ایک ڈاکٹر کے اعتراضات **سوری** کا تبت کا لطیف جواب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نہایت عجیب طرز پر دیا ہے **فلسفیانہ** اور **صوفیانہ** ہر دو رنگ اوسمیں موجود ہیں کتاب زیر طبع ہے- یکم مارچ سے بہت پہلے طیار ہو جاویگی- یہ سلسلہ بہت ہی لطیف ہوگا- یہ کتاب کثرت کے ساتھ شائع اور تقسیم ہونی چاہئے اس لئے ہمارے اہل و دل اصحاب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر تقسیم کریں اور اجر عظیم لیں- قیمت ۲ فی جلد ہے-

اپنے ناظرین سے التماس

الحکم اب جس رنگ اور ڈھنگ سے شائع ہوگا آپ خود دیکھ لیں گے- حضرت اقدس کے کلمات طیبات اسمیں درج ہوتے رہا کریں گے اور ضروری امور کی خبریں جو دارالامان میں ہوتی ہیں گی ناظرین تک پہونچتی رہیں گی- بہرحال الحکم اب ایک نئی طرز کا اخبار ہوگا- غرض جو کچھ ہوگا آپ دیکھ لیں گے- اب فقط طلب امر یہ ہے کہ کوئی کام ہو باہمی امداد کے بغیر نہیں چل سکتا- اس لئے اس لئے ہمارے ناظرین اس **رول** کو ایک پکا قاعدہ سمجھ لیں کہ جب تک **۳ سے** سالانہ پیشگی قیمت جو عوام سے مقرر ہے نہ پہنچیگی اخبار جاری نہ ہوگا ایک نمبر بھیجکر سکوت کیا جائیگا- **خواص** اور دوستوں اخبار جو کچھ بطور اعانت عطا فرمائیں گے شکر گذاری سے لیا جاویگا-

ہمارے قلمی معاون

ہمارے قلمی معاون کوتاہ قلمی سے کام نہ لیں اور اپنے بیش قیمت خیالات سے ہمارا ہاتھ بٹائیں-

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

جس مدرسہ کی ضرورت اجراء پر اکتوبر ۱۸۹۰ء میں اشتہار دیا گیا تھا جنوری ۱۸۹۱ء سے اوسکا افتتاح ہو گیا ہے- اسوقت ۷۰ طالب علم درج رجسٹر ہیں اور چار مدرس جو **سیدنا مرزا صاحب** کے مشن کے خادم ہیں- مدرسہ کے نصاب تعلیم میں **دینیات** لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے اور عام مدرس کی نسبت یہ لحاظ اور خیال رکھا گیا ہے کہ طالب علم چھ سال کے اندر پنجاب یونیورسٹی کے **امتحان مڈل** میں داخل ہو سکے- اور انگریزی **تعلیم حروف تہجی** شروع کرتے ہی شروع ہوتی ہے- مدرسہ کا انتظام ایک مجلس **ناظم التعلیم** کے سپرد ہے جسکے جنرل سکرٹری **خواجہ کمال الدین بی- اے ایل ایل بی** سابق پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور مقرر ہوئے ہیں اور میر مجلس جناب مولانا مولوی **نورالدین** صاحب بھیروی اور پیٹرن اور مربی **حضرت اقدس حجۃ اللہ سیدنا مرزا صاحب** مسیح موعود دام اللہ فیوضہم- دو سو زائد ممبروں کے نام درج رجسٹر ہو چکے ہیں- اسوقت **دوسری مڈل** تک مدرسہ میں تعلیم دیجاتی ہے- **بورڈنگ ہوس** کی تجویز ہو رہی ہے- عنقریب کھلنے والا ہے- ہمارے احباب اور عوام لوگ جو دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ مند اور متمتع ہونا چاہتے ہیں اپنے لڑکے بھیجیں **بورڈنگ ہوس** کے قواعد عنقریب شائع ہونگے- اسوقت تک مدرسہ میں کوئی فیس بھی نہیں لی جاتی- گو کچھ عرصہ کے بعد بہت قلیل فیس لگائی جاویگی-

ہمارے شاعر طبع آزمائی کریں

ذیل میں ایک مصرع لکھا جاتا ہے جو ہمارے دوست **محمد علی شاہ** مدرس **غوطہ** فتح گڈھ نے بغرض طبع آزمائی لکھا ہے- آپ اسپر غزل لکھی جاوے

مصرع طرح- مرحبا سید مدعی مہدی موعود مسیح

قیمت پیشگی سالانہ

قیمت پیشگی سالانہ

اخبار الحکم

ان الحکم لا یتبع اھواء کم ولکن اتبع ما یوحی الیّ

نمبر دوم | دار الامن والامان قادیان مورخہ ۶ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دوم

تخمیس در مدح مسیح الزمان مجدد دوران مہدی آوان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آدام اللہ فیوضہم از ابو احمد امیر الدین امیر

بحمد اللہ در دم را بوقت خویش مال شد — ہماں (کو جستجو کردیم از ندت) عیاں شد
چرا در پردہ گویم۔ آں کہ چوں خورشید تاباں شد — بشارت اے مسلماناں! کہ قصر کفر ویراں شد
چو فیضان خداوندی طراز انسان شد

نصیب مومنین عالمین شد دولت سرمد — زپنجاب آبروئے تازہ بر مسلمیں آمد
بایں داں ہماں شد خالق ما مہرباں از حد — امام قادیانی میر ایمنی غلام احمد
زحق امکو علم از پئے تائید قرآن شد

بود فیضان او در ربع مسکون بحر خوں پیدا — شدہ محروم از رویت چو حربا دیدۂ اعمے
گواہ صدق او ادراک انسانی نہ شد تنہا — نشان آسمانی شاہد او اندریں دعوے
بہ الہام و کرامانش مدد از فیض رحمان شد

بفرجہ عالم حق نہاں بود ایں در مکنوں — بزاد از حجاب (الحمد للہ) ایں نہاں بیروں
بحکم گفتۂ ما کنتی الرسل ختم الرسل اکنوں — کمر بستہ از پئے انکار یاراں آں چنیں چوں
زمانہ از نزول رحمت حق بحر فیضان شد

بباغ جنت اوصاف ایں خس ہمی نماشد — نمیداند کسی کو راز باطن بس نے باشد
ز ذکرش قدسیاں را کز ملائے بس نماشد — دریں دعوی مرا شرمندگی از کس نمیباشد
دلیل من براہینش کہ از کلکش نمایاں شد

مسیحا را حیات عنصری بنگر کہ شد مرحوم — الوہیت نباید راست با شان عبودیت
نے بینی مخالف را چساں گشتہ شد زنیت — نہ دا جلد دریہاں ماندنائے از ربوبیت
الوہیت بروں از رقعۂ آزاد بھگواں شد

نہ دہری را توانائی کہ سازد پیش او منزل — برہمو ناند آریا ساں تاب اندر دل
چراغ بزم زرتشتی ست گل چوں جاے دو پیل — نہ طاقت پادری را کو در آرد پا دریں محفل
یہودی را نہ از بیہودگی بیہودگی جاں شد

اگر مے بینی از چشم بصیرت کیش و آئینش — نیاری بر زباں از بے لگامی گاہ نفرینش
مخالف ایں جو یم کو ندارد باورم زینش — الا اے دشمن دیں گر کنی رد برہانیش
کہ از لک روپیہ عشرت دہد کاین عین ایماں شد

برو جہل مرکب را بدر اے جاہلم از سر کن — نگہ از دیدۂ انصاف بر ہر صحف و دفتر کن
پس آنگہ در خیال رد او آمادہ لشکر کن — گرت طاقت نباشد خلعت اسلام در بر کن
مسلمان شو مسلمان شو چو قائم کتوبیں شد

گرفتم گل گرفتی غیر شاہ چوں در ابوئے — بہ منزل کے رسی۔ بیرہ۔ اگر صد سال میپوئی
مگر ایں زنگے نینتال را بیہودہ میشوئی — الا اے بیدئے دانا! ثمر از بید میجوئی
کہ امید میوہ از وے مے نماید ہر کہ نادان شد

اگر بر وجہ احسن مے نہ بینی نور دین او — کہ یعنی از وساوس سے ہست سنگے سد آہنی
مترس از لوم لائم حل شود تا مشکلات تو — بر داز صدق دل رازے تسلی کن تشفی جو
بیاید خوان فیضان خدا آنجا کہ مہماں شد

اگر خواہی کہ در محشر شوی با عزت و حرمت — وگر خواہی کہ در عقبیٰ دہندت روضۂ جنت
ز اخبار دُرر گوہر شمار ایں مغتنم ساعت!!! — بیا اے طالب یکجاں! مدد از دست ایں دولت
کہ از فیوضات الٰہی۔ جُمد حرماں شد

مجدد اللہ ہر عیسیٰ زمان مہدی دوراں — کہ روشن یا براہیں شد برنگ مہر و تاباں
بفکر کامل و بازائے روشن قوت برہاں — اگر از فارسی نام و نشاں جوئی کدام ست آں
کہ از خیر البشر تذکیر او در صحیحاں شد

ہمیں ست آنکہ گشتہ با نشاں او در جہاں پیدا!! — ہمیں ست آنچہ از وے سر دو عالم نور ایجا!!
ہمیں ست آں مجدد کو شد از خیر الانام یکتا!!! — ہمیں ست آن غلام احمد کہ دیں کو در دنیا
اگر باشد ثریا اتصال او بدوراں شد

ترا دیدار نشان ما خدا چوں طرفہ تر آمد — بدل بودش کہ مے بوسید از فرط ادب پائے
امیر آسا ہمی جستی بہ ہر دم منزل و جا ہت — رفیقی را تمنائے زیارت بود بے غایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحاں شد

(ابو احمد امیر الدین - امیر)

www.aaiil.org

امام الزمان کے کلمات طیبات

اس عنوان کے تحت میں ہم ہمیشہ وہ مقدس کلمات درج کیا کریں گے۔ جو وقتاً فوقتاً حضرت حجۃ اللہ کے مبارک منہ سے نکلا کریں گے۔ ایڈیٹر

کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار کر کے ہی آئے ہیں۔ مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہو سکے۔ اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جاوے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قوت رجولیت ہی کمزور ہو۔ تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہیئے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلا میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

حلال بر بھی ایسا زن مفہ ما دو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ۔ غرض اگر حلال کو حلال سمجھ کر بیویوں ہی کا بندہ ہو جاوے۔ تو بھی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کی منشا کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا یہ منشا نہیں۔ کہ بالکل زن مرید ہو کر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اللہ تعالےٰ کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہفریبی اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے فرقہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعایتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے۔ ان کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

خدا کا فعل بھی حکمت سے خالی نہیں دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے معاملہ میں قطعی الہام دیکر جب لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ اونہیں نگاہ کی پس خدا کے فعل میں بھی ایک خاص لطف ہے مگر اس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے۔ کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں۔ مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یاد رکھو۔ کہ دعا کے لئے اگر جلدی جواب مل جاوے۔ تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے نہ امید نہ ہو۔ دعا میں جس قدر دیر ہو۔ اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے۔ تو خوش ہو کر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ توقف کامیابی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو دعائیں انسان کی قبول ہوتی ہیں۔ بظاہر توقف اور دیر ہوتی جائے گی اسی قدر اس کی اضطراری حالت اور بے چینی بڑھتی جائے گی جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جائیگا۔ ایڈیٹر)

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں مصائبت معاضبت کو کہتے ہیں۔ اور حوت مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور نون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونس کی وہ حالت ایک معاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے۔ کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیش گوئی اور دعائیں ہی رائگاں گئیں۔ اور یہ بھی خیال گذرا۔ کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی معاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور وَنَادَوْهُنَّ اَوْصَدَقَاتٍ فرد قرار جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلتا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا۔ جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جائے صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونس کے حالات میں در منثور میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا تجھے رحم آ جائیگا۔ ع

ایں مشت خاک اگر نہ بخشم کجا کنم

منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ کہ غازیآباد شہر میں بڑھنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

ابو لہب قرآن کریم میں عام ہے۔ نہ خاص مراد وہ شخص ہے۔ جس میں التہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح حمالۃ الحطب۔ ہیزم کش عورت سے مراد ہے جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی۔ چغل خور عورت۔ آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی کہتا ہے۔

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

سورہ تبت پر اعتراض کرنا ہنسی کرنا ہے۔

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام دعا ہے۔ میں نے اپنے احباب حاضرین اور غیر حاضرین میں سے جن کے نام یاد آئے۔ یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی۔ اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سرسبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کے لئے یہ بڑی نشانی ہے۔ (جزاک اللہ فی الدارین خیرا)

رمضان کا مہینا الحمد للہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل ہے۔ پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا۔ کس کو معلوم ہے کہ اگلا سال کون ہوگا۔ پھر کتنے دن کا مقام ہوگا۔ اگر اپنی جماعت کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا جاوے۔ جو انتقال کر گئے ہیں۔ یہ ایسے وقت میں فرمایا۔ کہ جب فہرست میں نوٹ کے نام ثبت ہو رہے تھے۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہو کر آئے گا۔ اور بڑے شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور اس کے آنے سے پیش تر ایلیا آسمان سے اترے گا۔ مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا یوحنا کو بنایا۔ اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی۔ کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیوں کر مان لیتے پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کہے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور علماؤں کو پیش آئی۔ وہ منتظر ہیں۔ کہ مسیح اور مہدی آ کر لڑائیاں کریگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ امر ہی ملحوظ نہ رکھا تھا۔ اور پنجاب ہی نے بضع الحرب کہکر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ پھر بھی یہ امن اور سلامتی کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

مندرجہ بالا کلمات طیبات فروری ۱۹۰۹ء کے ہیں جو ہم نوٹ کرنے کے لئے ڈائری لکھنے کا التزام ہمنے کیا ہے اور ہفت روزہ ڈائری کی الحکم کے ذریعہ

شیخ محمد حسین بٹالوی کی جھوٹ کی مار

اور

انی مہین من اراد اہانتک

کا نئے طور پر اظہار

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

ہمارا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا کہ شیخ محمد حسین بٹالوی کی بے تکی باتوں پر کوئی ایکشن لیکر اپنے قیمتی کالم مضائع کریں۔ خصوصاً اس وقت سے جب کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اور اپنی آنکھوں سے الہام انی مہین من اراد اہانتک کا خوفناک نظارہ اپنے ہی گھر بٹالہ میں بمقدمہ ہنری مارٹن کلارک کرسی مانگ کے دیکھ چکا تھا۔ مگر اس کے تازہ اور سفید جھوٹ نے رجوع حال میں اسی معاملہ کرسی کے متعلق اس نے کھلے بندوں ظاہر کیا ہمکو مجبور کر دیا۔ کہ شیخ صاحب کی اس نہایت ہی مضرت انگیز حرکت پر پبلک کو اور خود شیخ صاحب کو ایکبار اور توجہ دلا کر تجدید کری ین ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں بٹالوی صاحب کا کرسی مانگ کر جھاڑیں کھانا۔ اور جھڑکیاں سننا۔ کوئی ایسا مخفی امر نہ تھا۔ جسکی اطلاع کسی کو نہ ہو سکتی ہو۔ ایک عام مجمع میں جہاں کئی معزز اشخاص اہل کاروں وغیرہ کے علاوہ موجود تھے۔ انکا درخواست کرسی پر برہم ہونا۔ اور جسٹس صاحب کا ڈانٹ بتانا۔ اسی وقت طشت از بام ہو چکا تھا۔ اور خود ہم نے ہی آج سے سات آٹھ پیش تر انہی دنوں میں جبکہ مقدمہ ثانی کے تیسرے نمبر میں اس ساری کیفیت کا نظارہ دکھا کر ناظرین کو دکھلا دیا تھا۔ کسی تردید سے آج تک شیخ صاحب کا قلم ٹوٹ گیا۔ اور جھوٹ سے تو وہ اس کے مخالف ایک حرف نہ لکھ سکے۔ اور نہ کسی خط تردید کے ذریعہ ہم کو اطلاع دی۔ ان کا اشاعت اگر قریب تھا۔ تو کسی اور اخبار میں مشتہر کراتے۔ وصرم مہوتسو کی رپورٹ کے مضمون پر تو چودھویں صدی میں اعلان کرانے دوڑے۔ مگر افسوس کہ اس کلنک کے ٹیکے کو اتارنے کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اور اب سات ماہ بعد آیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور اس جھوٹ بلکہ سفید اور کریہہ جھوٹ کو جسکی تحقیق اور فراقرسے اُن کے دماغ میں بھول اور نفخ کا دور ہو رہا تھا۔

اب اگلا جس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ہمارے سید و مقتدا حضرت امام الوقت (ایدہ اللہ) نے ۲۸ فروری سے روان کو ایک خط بعد ثبت شہادات اس بحث اور ہمدردی کے جوش سے رجو اس مبارک اور مقدس قوم کو اپنی مخالفوں سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہوتی ہے۔) مناظرہ کو لکھا۔ اور جس میں اُن کو لکھا گیا۔ کہ ایک آسمانی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ اپنی اصلاح کے لئے اس خط سے مدد لیں۔ یہ سید نا مرزا صاحب کے خط کا لب لباب ہے۔ (جسکو ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔) اور اسی خط میں ضمناً آں حضرت نے کرسی والا معاملہ بھی انکو یاد دلایا۔ مگر شیخ صاحب بجائے اس کے کہ اس خط سراپا ہدایت سے کچھ استفادہ کرتے۔ اولٹے اسی ذلت کی گٹھڑی کے اٹھانے کو تیار ہو گئے۔ جیسا اُن کے اس خط سے پایا جاتا ہے جو سید نا مرزا صاحب کے خط کے جواب میں درج کرتے ہیں۔

الغرض اب محمد حسین صاحب کی ساری بحث کا دار و مدار اور ساری کوششوں اور مغلوبوں کے خاتمہ کا انحصار آجکے اسی کرسی والے واقعہ کی تصدیق پر آخیر ہے۔ ہم کو شیخ صاحب کی حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمارے سامنے وہی نقشہ انی مہین کا کھچا جاتا ہے۔ اور الہام قہر نفس ..... پر چھپکار سامنے آتا جاتا ہے۔ اور بار بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ یہ نادان ملاں ابھی اپنے ہاتھوں اپنی ذلت دیکھنے کا مشتاق معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک ایسے روز روشن کی طرح بین واقعہ کی تکذیب پر جرات کرتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یا الٰہی کیا اس شخص کا کانشنس بالکل سُن ہو گیا۔ یا تو ابھی انی مہین کا تازیانہ اور لگانا چاہتا ہے۔ بہرحال اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا راز اور سر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ راست بازوں اور صادقوں کے لئے ایک ارشاد پہنچانا ہی شیخ صاحب کے ہاتھ سے اس واقعہ کی تصدیق چاہتے ہیں۔ یا اون کی خاطر تمہی اور تقاوانڈیٹی ہے۔ یہ اُن کا اپنا فرض ہے کہ اپنا بلا کذب ثابت کرنے کے لئے اول تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرتے۔ کہ مجھ تجیب الطرفین کی نسبت انہوں نے غلط چھاپ دیا کہ کرسی مانگ کر ذلیل ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اون کو اندیشہ تھا کہ حاکم واقعہ کو کیوں کر جھٹلا سکوں گا۔ اور نہ ہی وہ کبھی کہ اس کو عرض تحریر میں لیا جائے نہیں لایا۔ اور نہ تردید کی۔ تو اس پبلیک طور پر اپنے بعض خوش اعتقادوں کو لکھ دیا کہ نہیں میاں ہم بلا عدالت کرسی مانگنے والا نادان تھا۔ سہو سے یا اپنے کو جو کرسی ملتی تھی۔ پس تمام کند والا معاملہ تھوڑا ہی تھا۔ مجھے جھڑکیاں نہیں ملیں۔ اور باہر کرسیوں پر سے نہیں اٹھایا گیا۔ گراب آگرے مردے اکھاڑ کر اگر ابھی فہ لست میں کچھ کسر باقی ہے۔ تو یہ اُسی کا فرض ہے کہ اپنی بریت اور صفائی کے لئے ان معززین کی جو عدالت کے اندر باہر موجود تھے۔ تصدیق کر لیں کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ اور کم از کم کپتان ڈگلس صاحب سے ہی کوئی چھٹی منگوا کر شائع کر دے۔ ہم بھی سمجھ لیں گے۔ کہ ہاں شیخ صاحب کو در اصل جھڑکیاں اور جھاڑیں نہیں پڑیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکیگا۔ تو ہم پبلک اور خود شیخ صاحب کو توجہ دلاتے ہیں کہ ایسے صریح جھوٹ سے اس کو سوائے رسوائی کیا حاصل ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے اس معاملہ کو طشت از بام کیا۔ الحکم کا ایڈیٹر ہے۔ اگر شیخ صاحب میں کوئی حوصلہ اور ہمت تھی۔ تو مرد میدان بنتے اور اسکی تردید کرتے یا اوسے عدالت کے ٹھڑے تک پہونچاتے۔ بہرحال ہم کو اندیشہ ہی اندیشہ ہے۔ کہ اسی پوٹلی کو پھول کر زیادہ رسوا ہوں گے۔ شیخ صاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا اس قدر معززین جو وہاں موجود تھے۔ سب کے سب دروغ گو ہیں۔ اور وہی ایک راست باز ہے۔ شیخ صاحب خدارا اپنے اوپر رحم کرو۔ بہت ذلیل ہو چکے۔ اب درد کا حد سے گذرنا ہے۔ دوا ہو جانا پر عمل کرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔ ابھی وقت ہے خدا تعالےٰ کے حضور گر پڑو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ ورنہ یہ جھوٹ بہت ہی بے طرح پیٹے گا۔ اور رہی سہی بڑے تمام عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

حکمت کے موتی۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ تین خصلتیں جو لڑکوں میں ہیں۔ اگر جوانی میں ہوتیں۔ تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتے۔ اول وہ رونے کا غم نہیں رکھتے۔ دوسرے بیماری کے وقت خدا کی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تیسرے آپس میں لڑتے ہیں مگر دل میں کینہ نہیں رکھتے۔ فوراً صلح کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کھانے سے کم ہوتی ہے۔ مگر غم کھانے سے بڑھتا ہے۔ اور ہر شے خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے۔ مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

امام الوقت کی خط و کتابت

ذیل میں ہم **امام الزمان** حضرت سید مرزا صاحب ایدہ اللہ کا وہ ہدایت نامہ شائع کرتے ہیں جو حضور نے میاں محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو اُن کی یہ بات سُن کر (کہ میں نماز میں اُن پر لعنت کرتا ہوں۔ (معاذ اللہ) اپنی سچی ہمدردی اور حقیقی جوش محبت سے (جو اس مقدس قوم کو بنی نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخالفوں سے خصوصاً ہوتی ہے) لکھا اور یہ قول سچ کر دکھایا ؎

گالیاں سُن کے دُعا دیتا ہوں اُن لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور درد کھایا ہم نے

اس خط کو پڑھ کر ہمارے ناظرین معلوم کریں گے کہ یہ **کریم النفس انسان** (کہ باوجود ان مولوی کی سب و شتم سے سخت ستایا گیا اور سخت دکھ دیا گیا اور نہ اپنے لئے بلکہ اس لئے کہ اُس نے اُس کو خدا کی اور آسمان کی باتیں سنائیں۔ ایسی حالتیں اس مقدس انسان نے بیسیوں بار اس قدر مخالف الرائے کے حق میں دعائے خیر ہی کی ہے اور ہمیشہ یہی نمونہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس کو وہ آنکھ اور بصیرت دے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کے دیکھنے پر قادر ہو سکے اس وقت بھی اوس کے لطف سخن سے اس **راست باز** نے یہی چاہا۔ کہ گو عہد سے خط و کتابت بند ہو تو خود ہی ابتدا کر کے پھر اپنی تبلیغ کی۔ اور ایک **عظیم الشان نشان** ظاہر ہونے سے پیشتر اُس کو بھی ہمدردی اور جوش دل سے لکھا۔ تا وہ اوس وقت جب وہ نشان ظاہر ہو۔ اس ہدایت نامہ سے مدد لے کر اپنی اصلاح کر لے۔ مگر اس شتاب کار **ظالم** کی تیزی طبع ملاحظہ ہو۔ کہ بجائے اس کے اوس خط سے استفادہ کرتا۔ اور صبر و استقلال سے اوس نشان کا انتظار کرتا۔ اور کرشمہ قدرت کو دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو طیار کرتا۔ اُس

بہ عاجزی کرسی کے جھگڑے کو لے بیٹھا کہ ثابت کرو۔ جیسے غلام مہدی کھلارگ میں کرسی نہیں ملی۔ اور تھوڑی کیاں ملیں۔ ناظرین خود حضرت مسیح الزمان اور اوس کے خط کو پڑھ کر اندازہ کر لیں گے۔ کہ کونسا خط اپنے اندر ہدایت کی روشنی اور کونسا بدحواسی کی تاریکی رکھتا ہے۔ الغرض ہم اون ہر دو خطوں کو ذیل میں چھاپ دیتے ہیں۔ حضرت **مسیح الزمان** نے اوسی روز میاں محمد حسین بٹالوی کے خط کے جواب میں ایک اشتہار چھاپ دیا ہے۔ جسکو اسی سلسلہ خط و کتابت میں ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُعوذ اللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب ہدایکم اللہ

مجھے زبانی جمع نے اللہ مولوی قطب الدین صاحب معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کسی مصلحت سے آپ کے مکان پر گئے۔ اور ہمدردی انسانی سے چاہا۔ کہ آپ کو حق کی طرف دعوت کریں مگر آپ نے علاوہ کئی الفاظ سب و شتم کے جو میری نسبت استعمال کئے۔ یہ بھی کہا کہ میں نماز میں اُن پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ میں تمام باتوں کے سننے سے اگرچہ آپ کی صلاحیت سے نومید ہی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ میں نے بعض بشارات میں دیکھا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ پر عنقریب وہ زمانہ بھی آوے کہ آپ کی آنکھ کھلے۔ اور آپ اُن گالیوں اور شوخیوں اور جانفشانیوں سے توبہ کریں۔ اس لئے میں نے یہ خط صرف اس امر پر آپ کو مطلع کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ تا شاید کسی وقت یہ امر آپ کو کام آوے۔ اور آپ کی زیادہ بصیرت کا موجب ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ چند سو امر الہامات اور رویا سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ایک نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے۔ جو بہت سے لوگوں کو میری طرف کھینچے گا۔ اور اُس دن بہت سے نیک دل انسان سچائی کو پہچان لیں گے۔ میری اس تحریر کو آپ محفوظ رکھیں۔ میں چند کس معزز گواہوں کی شہادت اس پر ثبت کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور اس کام پر نفس ہمدردی نے مجھ کو آمادہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (سورہ جن) سو کسی شخص سے ایسی پیش گوئی کا ظاہر ہونا۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اوس کے سچا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ پر بہت افسوس ہے۔ کہ ابتک آپ نے

نہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے فائدہ اوٹھایا۔ اور نہ عقل خداداد سے کام لیا۔ اور نہ آسمانی نشانوں سے جو میرے ہاتھ پر یا میرے سے ظاہر ہوئے۔ ہدایت پائی۔ احمد بیگ کی وفات سے لے کر لیکھرام کی موت تک ایک لمبا سلسلہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کا تھا۔ لیکن کسی نشان نے آپ کو فائدہ نہ دیا۔ آفتاب ماہتاب بھی رمضان میں منکسف ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ نے انسانیت اور ٹھنڈی مزاج سے اپنے شبہات کو دور نہ کرایا۔ صدی میں بھی چودہ برس گذر گئے۔ مگر آپ نے کسی مجدد کا پتہ نہ دیا۔ جو فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ میں نے مباہلہ کے ساتھ بھی آپ سے فیصلہ کرنا چاہا مگر آپ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ خدا تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب تو انتہا تک آپ کی نوبت پہنچ گئی۔ آپ کہتے تھے۔ کہ میں نے ہی تم کو اونچا کیا۔ اور میں ہی گراؤں گا۔ آپ کو سوچنا چاہئے کہ اس فضول گوئی میں کیسے آپ جھوٹے نکلے۔ کیا میں نے الہام کا دعویٰ آپ کے صلاح مشورہ سے کیا تھا۔ کیا میں نے کبھی آپ پر بھروسہ رکھا۔ یا آپ کو کچھ چیز سمجھا۔ اور اب مختلف شہروں اور قریب اور دور کے ملکوں کے صدہا آدمی اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سو دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے کیسے آپ کے غرور کو توڑا۔ کہ میں ہی گراؤں گا۔ سچ ہے۔ کہ آپ نے تو کسی چال بازی میں کسر نہ کی۔ مگر ہر ایک حملہ کے وقت آپ ہی کی ذلت دیکھنی پڑی۔ ہائیکورٹ کے مقدمہ میں آپ نہایت نادانی سے دامن کشاں کچہری میں پہنچے کہ تا میری ذلت دیکھیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے روبرو اور میری جماعت کے روبرو آپ کو ذلیل کیا۔ آپ کا کرسی طلب کرنا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین ٹھڈے کرسیاں لے کر کرسی سے محروم رکھنا۔ یہ کیسی ذلت تھی۔ کہ جو میرے روبرو میری جماعت کے روبرو منشی غلام حیدر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے روبرو مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے روبرو لالہ رام بھج وکیل کے روبرو اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اردلیوں کے روبرو آپ کو نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی آپ کی اس حالت پر رحم آیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ مجھے مفتری کہتے ہیں۔ مگر بتا نہیں سکتے۔ کہ کیا ابتدا دنیا سے آج تک کوئی ایسا مفتری آپ نے دیکھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے روز دعوے الہام سے میری طرح پچیس برس تک مہلت دی ہو۔ جو خدا پر افترا کرے۔ وہ تو گھٹنے کی عمر بھی نہ پاتا۔ اور جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں تو پچیس برس سے برابر خدا تعالیٰ کا الہام پیش کر رہا ہوں براہین کا زمانہ ہی دیکھو جو اب تھا ۲۰ برس کے قریب ہو گیا۔ اللہ جل شانہ قسم کر کے گواہوں کے دستخط دوسرے صفحہ پر اس حق کے ثبت کئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی - خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی - سر نواب صاحب - سیٹھ عبدالرحمن - حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ مدراس - مولوی محمد فضل صاحب سکنہ کندہ تھانہ لالہ موسیٰ - سیٹھ اسمٰعیل آدم تاجر بمبئی - مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی - مولوی قطب الدین صاحب سکنہ بدوملہی - میاں معراج الدین صاحب عمر ٹھیکہ دار لاہور - شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم - حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزل باش - عبدالرحمن خاں صاحب غزنوی - مولوی نورالدین صاحب بھیروی +

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۸ء　　نمبر ۱۴

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے اور ضلالت و الحاد سے نجات بخشے +

السلام علی من اتبع الھدیٰ - آپ کا خط ۲۸ فروری ۹۸ء کو پہونچا - جس کو میں نے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا - افسوس آپکے مرید میاں قطب الدین صاحب پہنچا کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے - اور کیا جواب لائے - اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے - اور کیا جواب لائے - اور نہ سمجھے کہ وہ میرے پیام و سوال کا جواب نہیں ہے - الخ (نقل مطابق اصل) آپنے **اشتہار چھپوا** کر دیا اور ان کی چشم بصیرت کو نابینا کر دیا - اس لئے وہ نہ سمجھ سکے - کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے - اور یہ امر تو بطور پیش گوئی کے لکھدیا گیا تھا - کہ آپ ان پر چھپوا کر دیں گے - جو ظہور میں آیا -

تعجب آپ کی جرأت پر آیا - کہ آپ نے اس خط میں اپنے ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کر دیا - اور شرم سے کام نہ لیکر یہ خیال نہ کیا - کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں - ان کو تمہارا مخاطب بارہا بدلائل رد کر چکا ہے - پھر میں ان کا اعادہ کیوں کرتا ہوں +

اس افسوسناک و عجیب کے اعلان پر دوبارہ اعادہ بطور مثال اعادہ کرتا ہوں - (یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے - کیونکہ میاں قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں - اور آپ کی اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں - اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ سے پیام دوبارہ پہنچانے کا وعدہ کئے ہیں - (نقل مطابق اصل یہ مولوی صاحب کی انشاء پردازی ہے - ایڈیٹر)

آپ نے کتاب البریہ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں تین دعوے کئے ہیں - اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی - اور کہا کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور اُس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی - جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں** - اور کہا کہ تو **جھوٹا ہے - بک بک مت کر** - دوسرا یہ دعوے کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا - تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اُٹھایا گیا - تیسرا دعوے یہ ہے - کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اس پر بیٹھ گیا - تو اوس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی - اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ میں جو بناوٹی ہے - پادریوں کی گواہی دیتا ہے - اور میری چادر پر بیٹھتا ہے - میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا - میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں - جس میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے - آپ ان دعووں میں سچے ہیں تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو) ان ہی لوگوں میں سے جن کے نام اپنے خط میں درج کئے ہیں صرف دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں - اور اون سے شہادت دلوائیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ کی تصدیق کریں - تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو آپ کے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے رد جواب سے قلم و زبان کو بند کر لوں گا - اور اگر ان گواہوں نے آپ کے بیان و الفاظ کی تصدیق نہ کی - تو اس صورت میں آپ اپنے ملہمانہ دعاوی - مسیحائی - مہدویت - نبوت وغیرہ سے تائب ہو کر خالص اسلام کے پابند ہو جائیں گے یہ پیام یہ تھا - جس کے جواب میں آپ نے صرف دعوے کا (مطابق اصل) کر دیا - اور نہ سوچا - کہ دعوے تو آپ نے پہلے سے بھی کیا تھا - اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا - نہ اعادہ دعوے اب بھی آپ توجہ کریں - اور جواب مطابق سوال دیں - ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا -

راقم آپ کا خیر خواہ خدیم

ابوسعید محمد حسین

۱۴ آیا - افسوس - ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک کرینگے - ایڈیٹر -

فٹ نوٹ - اس فقرہ سے پایا جاتا ہے - کہ گویا مولوی قطب الدین صاحب حضرت میاں صاحب کے معاذ اللہ صدق پر ہمیں سمجھتے ہیں - بالکل **جھوٹ** اور گزاف جھوٹ ہے - جو میاں محمد حسین کے حصہ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو لعنت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے کرسی دی؟

(راستی موجب رضائے خدا است)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں - اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرأت دیتے ہیں - کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے - اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا - ابھی کل کی بات ہے کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں - اور کرسی دینے سے انکار کیا - اور کہا - کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا" اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں" لیکن نہایت افسوس ہے - کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا - کہیں تو یہ مشہور کر دیا کہ مجھے کرسی ملی تھی - اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے - مگر میں نے عمداً نہیں لی - اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا - چنانچہ آج میری طرف بھی اس مضمون کا خط بھیجا ہے - کہ گویا اس کا کرسی مانگنا - اور کرسی نہ ملنا - اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں - ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین** - ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں - کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے - کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی - اور اس کا اصل سبب یہی تھا - کہ مجھے اُس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا - اور نہ چاہا - کہ میرا دشمن کرسی پر ہو - اور میں زمین پر بیٹھوں - اس لئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی - اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی - اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی - اور درحقیقت یہ سوال کا نہایت قابل شرم تھا - کیونکہ سچ یہی ہے

نوٹ - [illegible] صاحب کی [illegible] کیونکہ [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] ہو اور یہاں پر شیخ صاحب کی لعنت کی قیمت ایک کوڑی بھی [illegible]

کہ یہ شخص اور نہ اس کا باپ رحیم بخش کبھی بطور سائل کرسی نشین میں شمار کئے گئے۔ اور اگر یہ اس کا باپ کرسی نشین تھا تو گویا سرکیپٹل گورنمنٹ انتہا درجہ کی غلطی کی کہ جو اپنی کچہری میں ایسا شخص بیٹھا رہا جس ان دنوں کا نام نہیں لکھا۔ بالخصوص کی بات ہے کہ کہلانا مولوی۔ اور اس قدر فاش دروغ گوئی۔ اور پھر اپنا اپنے خصم کی کسی نہ ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں۔ گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ضمیر سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں۔ تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے۔ اور پھر کبھی رد و قدح نہیں کریں گے۔ افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہ آئی۔ جھوٹ کہ اکبر اکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے۔ کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر زور دیا ہے۔ یہ ہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ اور دنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا گواہ کوئی ایک دو آدمی نہیں۔ بلکہ اس وقت کچہری کے اردگرد صدہا آدمی موجود تھے جو کرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر۔ اور پھر کپتان لیمار جیمز صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ کرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا۔ اور کیسی عزت کی گئی تھی۔ پھر خوشی غلام حیدر خاں صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع جو اب تحصیلدار ہیں۔ اور مولوی فضل الدین صاحب پیشہ ور اور لالہ رام بھج دت صاحب وکیل اور ڈاکٹر کلارک صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے تمام اردلی یہ سب تو بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے محمد حسین کی حمایت پر جھک کر کسی کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس بات پر قسم نہیں کھا سکے گا۔ کہ یہ واقعہ کرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے۔ کہ اس شخص کو کیا ہو گیا۔ اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی۔ ذرہ شرم نہیں کی۔ کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں۔ وہ کیا کہیں گے۔ اس طرح تو آئندہ مولویوں کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کرسی ملی تھی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس ان کو کرسی پر بٹھا لیا تھا۔ تو پتہ دینا چاہئے۔ کہ وہ کرسی کہاں بچھائی گئی تھی۔ شیخ مذکور کو معلوم ہوگا۔ کہ میری کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی۔ اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کرسی تھی۔ اور اسی طرف ایک کرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔

اب دکھانا چاہئے۔ کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی۔ اور اسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا۔ خدا نے اس کو عین عدالت میں ذلیل کیا۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ راست باز کی عداوت کا ثمر ہے۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ تو طریق انصاف یہ ہیں۔

اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک حلقہ سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رقعہ طلب کرے۔ جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو۔ اور جب ایسے حلفی رقعے جمع ہو جائیں۔ تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کر کے مجھ کو طلب کرے میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو۔ کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی۔ اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی۔ بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے۔ کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا۔ اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا۔ کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعوے باطل کی تائید میں قسم کھائے۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ پھر کیوں کر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو

دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے۔ کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔ کہ عدالت نے اس کو کرسی دی۔ اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں۔ اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں۔ اور میں نے اس کا انکار کیا۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی۔ اور کوئی جھڑکی نہیں ملی۔ اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے۔ کہ ملنے پر بھی کرسی نہیں ملی۔ بلکہ جھڑکیاں ملیں۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام درج ہے۔ اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا۔ لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کر کے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی۔ کہ آپ کو کرسی کی طلبی کے وقت کرسی ملی تھی۔ یا جھڑکیاں ملی تھیں۔ اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا۔ کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود ہوتے ہیں۔ جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے۔ اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے۔ کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ زیادہ کیا لکھیں۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی۔ کہ ایسے ایک شخص معاملہ میں قلم اٹھائیں۔ اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا۔ کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا۔ اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے تو نہایت خیرگی اختیار کر کے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت یہ دعوی کیا۔ کہ یہ شخص کاذب ہے۔ اور اس نے میرے پر کرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے۔ اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر موثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا۔ تا بعض ناواقف ایک راست گو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اس کی بیہودہ جاں تقریریں حقانی سلسلہ کی راہزن نہ ہوں غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وہ شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے۔ جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو بٹالہ سے اس نے بھیجا ہے۔ جس میں میرے بیان کرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صاف انکار کیا ہے۔ اور ایسا ہی ان لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو اس طرح کی دروغ گوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ ان معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا کو بچشم خود دیکھا۔ اور باعین موقعہ پر سنا۔ اور جو کچہری میں حاضر تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔ حضرت امامنا و امام المسلمین (زادہ اللہ بروح الامین) نے فہرست اسماء درج فرمائی۔ ہم صرف نقد اوپر اکتفا کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر) **تعداد ۱۰۳۔**

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ ۱۸۹۸ء۔

سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا مدراس سے مندرجہ ذیل دعائیہ شوقیہ شعر حضرت اقدس امام ہمام کی مدح میں بھیجتے ہیں ؎

سایہ گستر بادیا رب بر دل شیدا ما
حضرت مہدی ما عیسیٰ ما مرزائے ما

سرمن (خطبہ)

ذیل میں ہم اپنے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک سرمن درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ایک جمعہ میں بیان فرمایا۔ اس خطبہ کا زیادہ حظ اور لطف اس صورت میں بخوبی آئے گا جب وہ مولانا ممدوح کو گویا اپنے سامنے ممبر پر بولتا ہوا تصور کریں گے ۔ ایڈیٹر

سفینۃ النوح
یا
کشتی بیعت

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ سورۃ ھود ۲

تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ان بدکاروں اور شریروں کی بابت ہم سے ذکر نہ کر۔ اور ان ظالموں کی نسبت بات چیت نہ کر۔ یہ اپنی شرارتوں اور شیطنتوں کا مزا چکھیں گے۔ اور یقیناً یقیناً غرق ہو جائیں گے

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق کشتی بنانی شروع کی۔ منکر اس کو دیکھ کر تمسخر کرتے۔ اور ہنسی اڑاتے۔ مگر نوح علیہ السلام ان سے کہدیتے۔ کہ سنو! تم بھی ٹھٹھا کرتے ہو۔ ہم بھی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ رہنے تم میری اس حرکت پر ہنسی اڑاتے ہو۔ اور اس کو مخول اور فضول قرار دیتے ہو۔ اور میں تمہاری اس حماقت اور عجب پر ہنستا ہوں۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کس دل اور گردے کے ساتھ لغو قرار دیتے ہو لیکن یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ وہ وقت عنقریب آتا ہے۔ کہ ثابت ہو جائیگا کہ ٹھٹھا کرنے میں کون سچا تھا؟ تم یا میں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ ایک عذاب آسمان سے اتر کر بے ایمانوں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔ ہاں وہ دائمی عذاب جو موجب عبرت ہے ظالموں اور شریروں کو بھسم کر جائیگا۔

یہ قصص جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہیں۔ ہم کو ہمیشہ ان سے سبق لینا چاہئے اور اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح ان کو صرف داستان اور کہانی قرار دینا نہ چاہئے۔ کہ یہ موسیٰ کی داستان اور یہ فرعون کا قصہ ہے۔ اگر ہم بھی ان قصص کو جو موجب ہدایت ہیں۔ اسی نظر ہاں اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس نگاہ سے مشرکین عرب نے دیکھا۔ تو افسوس سے کہنا ہوگا۔ کہ ہم بھی اساطیر الاولین کہنے والوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ امر خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب میں یہ قصے عبرت کے لئے ہیں تاکہ سعادت اور رشد کی راہیں کھلیں۔ تا معلوم ہو کہ کوئی مشرک قوم کس چال پر چلی۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس پر انعام ہوا یا غضب کا آسمان اس پر ٹوٹ پڑا۔ پس ان قصص کو سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ ان سے پورا پورا حق لو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس بے حقیقتی کی وجہ سے ہلاکت کے وارث ٹھیر جاؤ۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ یہ کیسا واقعہ عجیب ہے۔ نوح کو حکم ہوتا ہے۔ تو کشتی بنا۔ بظاہر حالت ایسی ہے۔ کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ جس سے عام آدمی معمولی نگاہ کا شخص بھی یہ خیال کر سکے۔ کہ طوفان عظیم آنیوالا ہے کیونکہ اس وقت بیرومیٹر اور ہواؤں کی پیمانہ شناسی کا محکمہ نہ تھا۔ جس سے پتہ لگ سکتا۔ کہ طوفان کے آثار ہیں۔ موسم کے حالات سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ پھر ایسے وقت میں کہ کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ حتیٰ کہ خیال تک بھی آنے والے طوفان کا ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ ایک مرد صادق یعنے نوح، کشتی بناتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ زمین پر کوئی نمی یا نالہ قریب پر ایسا نہیں۔ جس کی طغیانی ایک طوفان عظیم کر دے۔ اب فطرتاً شورہ پشت اور ٹھٹھے کرنے والے لوگ نوح کو دیکھتے ہیں۔ اور ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے مار کر کہتے ہیں۔ بڈھے کو کیا ہو گیا؟ آسمان پر بادل کا نشان نہیں۔ کوئی سوتا اور چشمہ یا دریا پاس نہیں زمین نشیب میں نہیں۔ جو طوفان آئے۔ اور آئے تو موجب ہلاکت ہو۔

بے شک بیوقوفوں اور زمینی خیالات کے انسانوں کی نظر وہیں تک پہونچ سکتی ہے۔ وہ کیا جانیں کوئی فوق الفوق طاقت اور زبردست ہاتھ بھی ہے۔ جو ایک آن کی آن میں ہر زندہ ہستی کو نابود کر سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی باتوں پر ہنسنے والے بیوقوف اور اس کے برگزیدوں پر ٹھٹھا مارنے والے احمق کب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کشتی بنانے والا حق پر ہے۔ مگر دیکھو کچھ آدمی خواہ ایک دو ہی سہی۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جو اس کام کو عبث اور لغو نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا کا ہر دلغو کام نہیں کرتا۔ وہ اس کو صادق مانتے اور اس کی باتوں کو سچ سمجھتے ہیں۔ ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ وہ کن چیزوں سے اندازہ کر سکتے ہیں؟ بیشک ان کے پاس اندازہ اور پیمانہ تہاں میٹرالوجیکل محکمے غلطی کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ مگر وہ پیمانہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ پیمانہ کیا ہے؟ ایمان۔ ایمان بالغیب۔ حسن ظن اور صبر۔ نوح علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اس کے خط و خال اس کے چال چلن کو دیکھ کر اندر ہی اندر ایمان اس کے حکیمانہ فعل پر ہو گیا۔ کہ نوح کا یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ مادی پیمانہ اور ظاہری نظر ہی ٹھیک پیمانہ ہوتی۔ اور بصیرت اور معرفت کا کوئی حصہ وہ نہ پاتے۔ تو ٹھٹھے بازوں کی نظر بھی تو اس کاٹھ کی لکڑی اور اوزاروں پر پڑتی تھی۔ اور ایماندار اور خدا کی باتوں کو مان لینے والے بھی ان ظاہری ساز و سامان کو دیکھتے تھے۔ شریر منکر ہیں۔ کہ ٹھٹھا مارتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور خدا ترس ایماندار ہیں۔ کہ ان کو اس کشتی کی ساخت میں خطرے غضب کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور وہ اندر ہی اندر آنیوالے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہیں۔ اہ! احمق اپنی عیش کو دائمی سرور سمجھتا ہے۔ اور اپنی خوشیوں کو پائدار اور یقینی سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہلاکت کے دن قریب ہیں۔

مگر وہ خدا کا مامور صادق نوح ؑ ان سے کہتا ہے۔ فسوف تعلمون ۱۲

اے ٹھٹھے باز قوم عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا جبر قوم کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ وہ ذلیل شدہ قوم خدا کے غضب کے نیچے آئی ہوئی شریر قوم خود ظاہر کر دیگی کہ ٹھٹھا مخول کس کے شایاں تھا۔ آیا یہ میرا حق تھا۔ کہ میں تمہاری نادانی اور ہٹ پر ہنسوں یا تمہارا؟ آخر لمبی دوڑ میں نتیجہ نے نوح کی راستی ثابت کر دی اور دکھا دیا۔ کہ سچ مچ نوح کا ہنسی کرنا ہی بجا تھا۔

[illegible] بنا کر اپنی عقل پر بھروسہ کر کے آسمانی عقل پر ہنستے تھے۔ آخر زمانہ نے فیصلہ کر دیا۔ اور دنیا نے دکھلا دیا۔ کہ شریر اور ظالم ہلاکت کا طعمہ ہو گئے۔ اس عجیب واقعہ نے دکھلا دیا۔ کہ اگر کسی زمانہ میں کوئی شخص کہے۔ کہ طوفان آنیوالا ہے۔ اور میں کشتی بناتا ہوں۔ اور یاد رکھو۔ کہ کوئی ذریعہ کام نہ دے گا۔ اور کوئی صورت بچاؤ اور رستگاری کی نہ ہوگی۔ مگر وہی جو میں بتلاتا ہوں۔ اس وقت لازم ہے۔ کہ سن لو۔ ایمان بالغیب اور تدبر سے کام لیا جائے۔ نہ ان شتاب کار [illegible] اسباب پر بھروسہ کرنے والے منکر [illegible] طرح طرح کی بازی اور تمسخر کے لئے زبان کشائی کی جائے۔ ورنہ نتیجہ وہی ہوگا۔ جو نوح پر ہنسنے والے ناپاک شریروں نے دیکھا۔ اور عالم کو دکھایا۔ میں کہتا ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ سنہ دو ہزار اور معمولی نبوت دو اور دو چار کی طرح ثبوت چاہنے والے ساحل نجات پر نہیں پہونچ سکتے۔ وہ ضرور ضرور ہلاک ہوں گے۔ سنو! میں اب کہتا ہوں کہ ٹھیک ایسی ہی ایک آواز ہاں بالکل انہی الفاظ میں ذرا سی تبدیلی کے بھی بغیر ۱۸۸۸ء میں ہندوستان کے ہر چہار کونوں میں گونجی۔ اس آواز نے انہی الفاظ میں کہا۔ کہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ یہ الہام احمد بیگ بھی یہی صدا درج ہے۔ اور اوسی کشتی بنانے والے کا نام خدا نے ہاں خود خدا نے نوح رکھا ہے۔ ضلالت اور بے دینی کے ہلاک کر دینے والے طوفان میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ وہی ہے۔ وہ کون؟ وہ امام اس زمانہ کا مجدد اور مہدی ہے۔ اس پر میری طرف سے اور تمام سننے والوں اور مسلمانوں اور ملائکہ کی طرف سے اس قبولیت کی گھڑی میں کیونکہ خطبہ کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ماثور ہے۔ صلوٰۃ اور سلام ہو اس امین اس امام نے اس زمانہ کے نوح نے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی تیار کی۔ اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن حصین ہوں۔ خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے اس مضبوط قلعہ میں آؤ۔ ہاں میرے پاس آؤ۔ ظالم انکار کرنے والا اور میری باتوں پر ہنسنے والا ہلاک ہوگا اب احمق نا عاقبت اندیش کہتا ہے۔ کہاں ہے سمندر کہاں ہے پانی۔ احمق! او نادان تیری زبان تجھے اسی طرف متوجہ کرتی ہے [illegible] نے نوح علیہ السلام سے کی۔ میں تمہیں کو بتا کر کہا دیتا ہوں۔ جو اس کشتی پر جو خدا کے حکم سے خود خدا کی نگرانی اور نظر میں طیار ہوئی۔ سوار ہوئے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو آنے والے طوفان سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ اور میری بات کو غور سے سن لو۔ نہ صرف سن لو۔ بلکہ خوب یاد رکھو۔ کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حق وارد ہی ہے۔ جو خدا کی نگاہ میں حق دار ہوگا۔ اور وہ وہی ہے جس کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہوگی۔ جو اللہ تعالےٰ کے اوامر کی تعمیل کرتے۔ اور نہی سے باز رہتے ہیں۔ وہی ہیں۔ جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور ساحل نجات تک پہونچ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کودکر یہ ظاہر بیٹھ بھی جائے تو میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہوگا۔ میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور اس کلام کے سننے اور پڑھنے والوں کو سچا تقویٰ اور حقیقی طہارت عنایت کرے۔ اور آنے والے طوفان سے جو فسق و فجور اور معصیت کا بلا خیز طوفان ہے۔ امن میں رکھے آمین

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے۔ سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور اوعمدہ مختار کو دکھانا پڑتا ہے مگر الٰہی کشتی کی سنت اسکے خلاف ہے۔ ان میں اولاً پڑتال صحیح کے بعد جو جو لوگ سوار ہو جاتے ہیں۔ اور جب کشتی موج و خار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے۔ اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا و بے نفاق ایمان اور تقویٰ کا محکمہ پوچھا جاتا ہے۔ آخر تہی دست نکلنے پر بڑی ذلت سے کشتی سے رانده کیا جاتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل چلا تھا کہیں قریب ہی اولے پڑ جانے کے باعث چند روز خوب سردی اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔

۲۔ ہولی کے باعث قادیان کے ہندو خوب خاک و دھول اڑاتے رہے جدھر جاؤ نئے ملونگ نئے بہروپ نظر آئے۔ مرد و زن عورتیں۔ عورتیں سے محنت بنتے رہے اور بازاری آدمی ایسی تقریبوں کی نمبردار بنکر امردوں اور نوخیز لڑکوں کو نچاتے رہے۔ ہم مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سوسائٹی کے لحاظ سے کہتے ہیں۔ کہ اپنے لڑکوں کو زنانہ لباس پہنا کر نچانا ہم نہیں سمجھتے کہ کون سا غیرت باپ پسند کریگا۔ گورنمنٹ کی خانوں پر سرکار کی دیتا کل من عامیں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر نہیں معلوم ہوتی کے بھڑوؤں کو کیوں مخل نظام و فواحش بلند ہوئے نہیں کا جاتا۔ اور اسپر یہ ہے کہ نئی روشنی و تہذیب کا تقاضا ہمارے بعض بھائی بھی ایسے جلسوں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھے گئے۔

۳۔ آریہ دھرم سبھا [illegible] نے بتلایا کہ سالانہ جلسہ ہے۔

۴۔ ایک طرف قادیان دارالامان کے باشندوں کے ایک فریق کا یہ حال ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی بھی خوشی کی تقریب عجیب نظارہ قابل دید تھا۔ دو ہزار سے زیادہ اشخاص جمع تھے۔ حضور مقتدس نے نماز عید پڑھائی ایک مخلص کی لڑکی جو اسپتال دارالبقا کو سدھار گئی جنازہ پڑھا۔ اور اسکی مغفرت کیلئے دعا مانگی۔ پھر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نماز عید پڑھائی۔ مسلمانوں نے جو قادیان کے علاوہ پاس کے دیہات سے آئے تھے۔ نہایت شوق اور احتفاظ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی

۵۔ رمضان کے مہینے سے لیکر آجتک کوئی سو آدمی کے قریب اور گرد کے نئے آدمیوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی ہر جمعہ کو پندرہ بیس آدمی بیعت ہوتے ہیں والحمد للہ نو فرد لوگوں میں عام تحریک جاری ہے۔ خدا کے ملائکہ یہ کام خود کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے کسی موقع پر لکھا ہے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے صدق دل کی وعظ کا بھی بڑا اثر ہے۔ اصل یہ ہے سخن کز دل بروں آید نشیند جرم بر دل خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

۶۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن بدستور جاری۔ اور چشمہ فیض قرآنی کا اثر ساری۔

۷۔ نئے مہمان۔ بھیرہ۔ امرتسر۔ لدھیانہ سے چند احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۸۔ ۵۔ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی الصباح سیٹھ عبدالرحمن حاجی الہ دکھا اور سیٹھ آدم اسمٰعیل [illegible] وطن کو روانہ ہوئے۔ حضرت اقدس ایسی شفقت اور محبت سے جو ایک مہربان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے۔ کچھ فاصلہ تک چھوڑنے گئے۔ بہت سے احباب ہمراہ تھے۔

۹۔ نئی تالیفات و تصنیفات۔ حضرت اقدس نے اس ہفتہ میں ایک اشتہار محمد حسین بٹالوی کے متعلق شائع کیا۔ جو آپکے اخبار میں درج ہے۔ اور ایک درخواست گورنمنٹ کیمتعلق بھی انگریزی میں چھپوا کر ارسال فرمائی۔ جسکا منشا اور خلاصہ یہ ہے کہ ہماری پاک جماعت ایک امن اور سلامتی کی قدر کرنیوالی جماعت ہے۔

مسک العارف یعنی جہل حدیث زیر طبع ہے۔

سورۂ تبت کی تفسیر قریب الختم۔ قیمت ۲ فی جلد ہمارے ذمہ قدرت جتنا کثرت خرید تقسیم کریں۔ جلدی درخواستیں بھیجیں۔ نہ من بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔ حضرت اقدس ملعون کے متعلق ایک رسالہ لکھ رہے ہیں اور رسالہ الدعا والاستجابۃ بھی زیر تصنیف ہے۔ ہر دو رسالے نوادر ہدایت علم ہوں گے۔

مکاتیب دلچسپ

پچھلے اشتہار میں جو مکتوبات **امام الزمان** سلمہ اللہ الرحمٰن درج ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے صادق دوست منشی **محمد صادق** زایدہ اللہ بروح منہ اور سب سے زیادہ منشی **ظفر احمد** صاحب سلمہ ربہ کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی مکتوب **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ وہ ہمارے پاس بھیجدیں۔ تاکہ اندراج اخبار کے لئے ہم کو سہولت ہو۔

آج ہم ذیل میں اپنے **واجب التکریم** مخدوم مولانا **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی کا ایک مکتوب درج کرتے ہیں جو اُنہوں نے اپنے ایک سیال کوٹی دوست کو **تعزیت نامہ** کی شکل میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین اور ہمارے مخالفین خصوصاً اندازہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ کہ **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق پیدا کرنے والے لوگوں کی ہر ایک بات محض **خدا** ہی کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور ہر امر میں **خدا** ہی اُن کا مقصود بالذات ہو جاتا ہے۔ بہر حال وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے سیالکوٹ سے سخت غم انگیز خبر ملی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد صاحب اچانک اس عارضی سے گذر گئے۔ خدا تعالیٰ اُن کو اپنی بے حد رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ چونکہ مرحوم چوہدری صاحب کو مجھ سے خصوصاً ایک ایمانی تعلق تھا۔ میں انشاء اللہ اُن کے لئے سوز دل سے دعا کروں گا۔

اگرچہ ایسے سانحہ پر ایک تسلی بخش کا منصب اختیار کرنے سے میرا دل مجھے خود شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں چاہوں کہ اپنے لائق رحیم باپ کی وفات پر آپ نحیف سا صدمہ بھی اُٹھائیں بلکہ میں تو صاف صاف اظہار کرتا ہوں۔ کہ مرحوم کے مفارقت اس قابل ہے کہ کبھی بھی مندمل نہ ہو سکنے والا زخم اُن کے درماندگان کے دلوں میں پیدا کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کی جاری سنت پکار کر کہتی ہے۔ کہ او! ناشکیب! لوح سر اور دسر لوں پر کیا سر پٹخنا ہے اپنے گور و کفن کے فکر میں مصروف ہو۔ کہ اب عنقریب تیری باری ہے۔ مرحوم کے روح سے نیکی کرنا۔ مرحوم کو آسمانی انجمن میں منتظم کرنا کہ وہ فرزند رشید دنیا میں چھوڑ گیا ہے۔ لائق بیٹے کا فرض ہے۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ لائق بیٹے کو اب ایسی **سیلج** پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جس کا وہ قبل اس کے از راہ بیش بینی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہماری پاک شریعت نے ثواب پہونچانے کے کئی طریق بتائے ہیں۔ صدقات جاریہ کے کئی اقسام ہیں۔ اور دعائے مغفرت مانگنا۔ **دعا** بڑی مقبول اور اہم چیز ہے۔ مگر اُس کے لئے چاہیئے۔ کہ **داعی** اپنے اندر صلاحیت **قبولیت** پیدا کرے۔ اور یہ بجز صادق تقویٰ اور راسخ ایمان کے پیدا ہونا ناممکن ہے۔ اور یہ صفات بجز صادقین متقین کی معیت اختیار کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ میرے دل میں کئی دنوں سے جوش پیدا ہو رہا تھا۔ کہ میں آپ کو تبلیغ کروں۔ کہ آپ اس راہ پر مردانہ قدم مارنے کے لئے نکلیں۔ اب اس تحریک میں اس سانحہ سے اور بھی ترقی ہو گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب **امام زمان** کے وجود سے عدم شناختہ اور ایک سادگی کے عالم میں گذر گئے۔ اور زندگی میں حق تھا کہ وہ شناخت کرتے اور موقع اور وقت بھی کافی ملا تھا۔ مگر وہ توفیق نہ پا سکے۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ وہ ایک سادہ غفلت کی حالت میں اُٹھے ہیں۔ ایک منکر اور متکبر کی صورت میں نہیں گئے۔ اب آپ روح و جسم میں اُن کے خلف الرشید اور نحیف ہیں۔ اُس کمی کو آپ پورا کریں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔

میرا دلی اعتقاد ہے کہ آپ رشید اور سعید ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی کہ آپ سنتے ایک مدت خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے سنا۔ میں یہ گمان کرنا بھی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس راستی کی گواہی میں ابھی کوئی تامل ہے۔ اس لئے کہ آپ اب تک آسمانی نور کو شناخت نہیں کر سکے۔ مجھ پر یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر خبر کی دی ہے۔ کہ آپ بہت دنوں سے حق کا سراغ لگا چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں دیر ہو۔ کہ آپ علانیہ شاہدین میں مکتوب ہو جائیں۔ ایک قوم ہے۔ اور آپ اُنہیں خوب جانتے ہیں۔ جو دن کے اطراف میں اور رات کے آناء میں پکار پکار کہتے ہیں۔ اور وہ اس اعتراف میں اپنی جانوں میں شرمندہ نہیں ہیں۔ ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین۔ پروردگارا ہم تیرے اتارے پر ایمان لائے اور اس فرستادہ کے پیچھے ہو لئے۔ اب ہم کہیں چاہتے۔ کہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور دلی اعتقاد پر کفایت کریں۔ سو تو ہمیں اُن لوگوں کی فہرست میں درج کر لے۔ جنہوں نے علانیہ مرد میدان بن کر اُس سچائی کی گواہی دی۔ اور اپنی عملی کارگذاریوں سے اپنے اندرونی اعتقاد کی سچائی پر مہر کر دی۔ بہت لوگ ضعیف دل سے مخفی نیت پر اکتفا کرتے۔ اور لوگوں میں نشانہ نہ ہونے کو ایک کام سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کی نیت پر پشہ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ اخفا کے وجوہ و محرکات اور لوگوں سے ڈرنا اس اخلاص اور توحید کے مخالف پڑا ہے۔ جو ثواب اور اجر کی سرسبز جڑ ہے۔ اور اجر کی فلاحی یہی ہے کہ ادھر سے کچھ کھوئے۔ تو اس طرف سے پائے۔ اس مشرک ڈرپوک نے کھویا کیا ہے۔ جس کا عوض پانے کی اسے عالم البا طن خدا سے توقع ہے۔ اور درحقیقت کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن سے ڈر کر یہ حق کا علانیہ اتباع نہیں کرتا۔ وہ تو بلا خوف کھلے کھلے باطل کی پیروی کرتے۔ اور روز روشن میں یہ بدکاریوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسی حرکات کرتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ڈرتے۔ مگر یہ ناخدا ترس مشرک اُنکے ڈر سے خدا کی رضا کی باتوں کو بھی اختیار نہیں کر سکتا۔ خدا کرے۔ کہ آپ میری مخلصانہ باتوں کو غور سے پڑھیں۔ مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں نے اپنے دینی کے چلن کے خلاف راہ لی ہے۔ کہاں تعزیت و تسلیت اور کہاں یہ داستان۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہی حق ہے۔

۲۱ فروری ۱۹۰۸ء

مکتوب ۲

مولانا عبد الکریم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپکا خط پڑھ کر تشویش ہوئی۔ بار بخار کا عود کرنا بتاتا ہے۔ کہ طبع میں بخار کا مادہ موجود رہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔ کہ وہ نسخہ مولوی نور الدین صاحب کا جو میں نے کچھ مدت ہوئی آپ کو لکھا تھا۔ ہفتہ میں تین چار مرتبہ استعمال کیا کریں۔ میں آپ کے لئے ہمیشہ دعا کروں گا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتا ہوں۔ آج ظہر کے وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کی پاک خدمت میں آپ کے لئے عرض کیا۔ اور باصرار عرض کیا۔ یقیناً دعا کرینگے میری روحانی حالت اس دفعہ الحمد للہ بہت اچھی ہے۔ مجھے ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ تہجد کی توفیق مل جائے۔

اور پچھلی رات اُٹھنے میں دوران سر کا سخت خوف ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت دعا سے توفیق بھی ملی۔ اور عافیت بھی اب میں اس نماز میں خاص برکت اور قبول اور ذوق اور حضور محسوس کرتا ہوں یہ سب باتیں صحت میں رہنے سے میسر آ ہی جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں بے باکی اور شوخی کا ایسا مادہ رکھا ہے۔ کہ اُس کے اخلاق آرام اور امن اور عیش کے ایام میں خدا تعالےٰ سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُس کی سنگ دلی اور غفلت اور بے حیائی اور خدا کی طرف پیٹھ پھیرنا حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خوف دلانے والے روح میں گداز پیدا کرنے والے نشان دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے اخذنا هم بالبأساء والضرّاء لعلهم يضرعون۔ یعنے جب اُنکی شوخی اور اعراض حد سے بڑھ جاتا ہے پھر ہم اُن پر قحط اور وبا اور لڑائیاں بھیجتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ فروتنی اور گریہ وزاری کی خصلت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں ہر روز امام صادق آنے والی بلاؤں سے بذریعہ تازہ الہامات کے ڈراتے اور شہوات کے بخار اور تخویف سے یوں تباہ کرتے ہیں جیسے آگ خس و خاشاک کو بھسم کر دیتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سابق کی نسبت صلاحیت اور تقویٰ اللہ بڑھتا جاتا ہے۔ آج تیسرا روز ہے الہام ہوا۔ کہ یوم تاتیہ الغاشیۃ یوم تجد کل نفس بما کسبت۔ یوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ یعنی ایک خوفناک غش ڈالنے والا انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اُسوقت ہم ہر شخص کو اُسکے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔ حضرت نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی۔ کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو۔ تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالےٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنیوالوں کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ بھی ضرور تہجد کی عادت ڈالیں۔ گھر میں بھی تاکید کریں۔ اور حقیقتاً یہ وقت ہماری جماعت کے لئے موسم بہار ہے۔ اس میں اگر کوئی شاخ برگ و بار نہ لائے۔ تو یقیناً وہ ایندھن ہے۔ جو آگ میں جھونکا جاویگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی بھی خوفناک وقتوں ہی کے سبب سے ہوئی۔ جو لڑائیوں کی صورت میں اُنہیں پیش آئے۔ اور خدا تعالےٰ نے وہی اصلاح کے لئے اوقات کو وبا کی اور قحطوں اور جنگوں کی شکل میں بدل دیا۔ اور ضرور تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہوں۔ خدا تعالےٰ نے تو سارے نشان ظاہر کر دئے۔ تو کہ آنکھ اور دل والے جان جائیں کہ آنے والا آ گیا۔ مگر افسوس بدنصیب گروہ اب تک اس نور اور حق کی طرف سے غفلت اور استہزا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ پس ہم پر تو حجت پوری ہو گئی۔ اور ہم اس اعتراف دلیلیک سے اپنے منہ آپ پکڑے گئے۔ اگر ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور ہمارے پنہانی غیظ و غضب و تہیو اور چھپی بدکاریاں اور ظاہری شوخیاں اپنی ویسی ہی جوانی پر ہیں۔ تو ہم اوروں کی نسبت دوگنا عذاب ہوگا۔ اور مسیح ہمارے حق میں وبال اور نکال ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بدفعلیوں کی وجہ سے اُس کی توہین کا باعث ٹھہر گئے۔ اور ہماری چھپی بدکاریاں اس کی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں روک اور اُس کی ترقی میں بھاری چٹانیں اور فتنہ کا باعث بن گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی مرتبہ ناک سر زمین کا وعدہ ہوا۔ اور خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا۔ مگر قوم کی بدکاری اور بے حیا زندگی اُس مرد خدا کی ناکامی کا باعث ہوئی۔ سو وہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ اس جہاں سے اُٹھ گیا اور وعدہ پورا نہ ہوا۔ ہماری پاک کتاب میں تقویٰ کی بے حد تاکیدیں مختلف صیغوں میں اسی وجہ سے لگائی گئیں کہ پہلی قومیں عدم تقویٰ کے سبب سے عبرت انگیز نمونہ بن چکی تھیں۔ خدا تعالےٰ نے چونکہ رحمانیت سے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے کامل ہوں۔ اُن کی جماعت کو وہ سچی طہارت اور تقویٰ نصیب کی جس کی نظیر بعد کے قرنوں میں مشکل سے ملتی ہے۔ قرآن کریم اُن کی تبدیلی کا جابجا ذکر کر کے دکھاتا ہے۔ کہ وہ جو ابناء اللہ کہلاتے اور ابناء اللہ ہونے کا دم مارتے ہیں۔ کیوں مغضوب و مخذول ہوئے۔ اور مسلمان کیوں مسند کی وجہ سے منصور و موید ہوئے۔ بہت بڑی اور کامل کلید جس سے صحابہ نے دنیا کی سرپیشگیوں کو کھولا اور تنگ جگہوں اور مہلک راہوں میں خدا تعالےٰ نے اُنہیں مخرج عطا کیا۔ نماز کی سچی پابندی اور اسمیں خشوع کرنا تھا۔ مینے قرآن کریم میں تدبر کر کے دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہر سخت اور نازک وقت میں اندرونی حرب ہو۔ یا بیرونی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کو رجوع بہ نماز کرتا ہے۔ اور یہ ایسی صفت ہے۔ کہ تقویٰ اور خشیت اور خوف خدا کا اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جماعت متقی بن جاوے۔ اور نمازوں میں خشوع و خضوع کی عادت کریں۔ اور ایک دن مجھے درد سے فرمایا۔ کہ اصلاح اور تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔ اُس دن میری حالت سخت غیر ہو گئی۔ مینے اپنے اندر دیکھا۔ تو کوئی اصلاح اور نیکی اپنے اندر نظر نہ آئی۔ اور میں سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتا۔ بلکہ امام بنتا تھا۔ مجھے یہ بات کر دینے والا خوف و امنگیر ہوا۔ کہ کہیں میری معصیت کی وجہ سے اس الٰہی سلسلہ میں کوئی ہرج مرج پیدا نہ ہو۔ مینے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور اب امید کی خوشبو سونگھنے لگا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائے گا۔ اس سے غرض یہ ہے۔ کہ ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ اپنے بھی کھاتوں کی پڑتال شروع کر دیں۔ کہ حساب کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سورج غروب ہو جاوے۔ اور ہمارا دن بالکل ضائع چلا جاوے۔ ..... یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جس کے دو دن برابر ہوں۔ اُس نے نقصان اُٹھایا۔ خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو اور سب بھائیوں کو استقامت بخشے۔ آمین

عبد الکریم ۴ فروری ۹۰ء

قابل تقلید مظہر خوشی ۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے اپنے امتحان قانونی پاس ہونے کی خوشی میں اخبار الحکم کے پانچ پرچے خرید کئے۔ جو اُن کے ارشاد کے موافق پانچ دیہات کے نام جاری کئے گئے۔ اس قسم کی تحریک سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نوجوانوں اور دیگر احباب کو الحکم کی سچی امداد کا ایک راستہ ہاتھ آ گیا۔ خواجہ صاحب کی اس امداد پر ہم آپ کا شکریہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادوں میں زیادہ کامیاب ہوں۔ تاکہ اوسی قدر امداد الحکم کو دے سکیں۔ آمین

ضرورت

میں کسی نو مسلم یا شریف باپ کی بیٹی نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ بیوہ یا بوڑھا مرد ہو یا سید ہو یا پیر ہو یا گوزری ہو یا شیخ ہوں مجھے اسکی پرواہ نہیں کوئی قوم کی ترقی کی بنا بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر ہمارا بچہ بھی مسلمان اور غریب ہو میرا عقیدہ یہ ہے کہ عیسیٰ کی ہے۔ خاکسار فضل الٰہی کلانوری معرفت منیجر الحکم قادیان دارالامان

ہم لٹا بیٹھے ہیں آج لعل و گہر نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اعنی ہے جن میں ہر شہر کے پسر لعل و مروارید سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین فہمی وقار طرز اشتہار و اسناد پیش کرنا سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گرم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں بچاؤ خواہی عام اور راستبازی کا ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا بتائیں

حکیم شیخ نظام الدین

شفاخانہ امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت ادا کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ سادہ کاغذ پر لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو۔ دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ جرمانہ بوصحت کے طالب الوقت ادا کرے۔ دولت نہ ہو شرط جاؤ فضل خدا داد کی منادی عام مبارک ہو

اس خادم نے ۳۸ سالہ طبیہ تجربات و فقرات کا لین مبتلا مبتلین کے خدمات سے ایسے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند زینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا بیخ انگشت یک سان نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر رسید و مستعفی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بند کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بند و پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ جرمانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد مسمار دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پائے پر دینا کس قدر گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس نسل سے منور نہیں۔ وہ زمانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ؎ بیاد وہ شہر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ نشہ ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا پر ہر ٹکٹ علیحدہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم فیس	نمبر	نام مرض	رقم فیس	نمبر	نام مرض	رقم فیس	نمبر	نام مرض	رقم فیس
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی عمر جاتی	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض عمق کو زائد	صہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہ گر جائے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور آنکھ	عا	۳۰	خفقان سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	۵	۱۳	جسر بدن	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کم زوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لپھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر۔ شیخ نظام الدین حکیم امرتسر۔ چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی مونیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ ۶ ممیرے کا سُرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیری ماشہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کی سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے خصوصاً مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو یہ سرمہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی کا جانا - دُھند - سوش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر - ناخونہ - باہم اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیدا کردہ کیونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئی نہیں ہے اور ہر کس و ناکس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے یہ سرمہ نہایت ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - [illegible] صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس سند یافتہ یورپین (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے - اور پرداں پڑتے تھے آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا - جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ مانگا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکی نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپ نے ایسی دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا التمس ہے کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ دسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکمار اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمبل وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپکے سُرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صاحب محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل محلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا -

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی سے

الحکم

قیمت سالانہ پیشگی سے

نمبر سوم | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء یوم یکشنبہ | جلد دوم

پاک شاعری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرحبا سید مہدی مسیح موعود
تیرے آنے سے کھلا اسم یہ پر یوم الموعود

تو وہ شاہد ہے کہ دی جس نے شہادت حق کی
تیری مدت سے زمانہ میں ملا حق کو نمود

تو نے ثابت کیا اس کج سماعت سے آیا
ذات سے تیری ہے اعلم سعادت موجود

تو وہ مومن ہے کہ ایمان ترا جیسے
جبکہ عالم میں نہ تھا بانی اسلام کا شور

تجھ سے اس قادر مطلق کی ہوئی حمد و ثنا
شرک کو توڑ ہوئی دجال کی قوت نابود

حی و قیوم خدا تو نے دکھایا آ کر
تو نے سمجھائی تری جبکی صفات محمود

دور کی تو نے بہر دین ضلالت ساری
شرک کا امین میں تجھ سے بہت سی مسدود

دین حق کا ہوا اسوقت تجھی سے اظہار
جلوہ قرآں کا دکھایا ہوا باطل مردود

دل ہی کیونکہ جنہوں نے کہ ستایا تجھکو
نار بھڑکا کے بنے وہ تو میرے اصحاب الخد

چڑ گئے تجھ سے ہے کیا اسپر کذب تیرے
کیونکہ یا زندہ ہے ایمان بخدا رسول

تیری عظمت کو خدا نے ہی بڑھایا یا اللہ
تجھ کو کیا غم کہ تیرا یار ہے بیحد ودود

تیری تائید و حمایت میں ہے اللہ تیرا
تو تو آدم ہے ملائک تیرے آگے مسجود

کر دعا بند و نکے حق میں کہ تیرا کام ہے یہ
راہ دکھلاں کو وہ حق ہے تیرا خضر

کیا فلاح پائینگے جو تجھکو نہ پہچانینگے
مان لینے میں ہے تجھکو مسیحا بہبود

ہمنے پایا ہے ترا وقت ہمارے عیسیٰ
ہمکو بخشا ہے خدا نے تو مسیح موعود

تیرے منکر نہیں جینگے خدا تا قصر
کوششیں انکی ہیں ثابت ہو کر سعی سعود

یہ ملی ہمکو سعادت کہ تجھے پہچانا
کر دعا حق سے کہ انجام ہو اپنا محمود

امام الزمان کے کلمات طیبات

میں دیکھتا ہوں کہ باوجود مصائب و مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کرینگے۔ تاوقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالےٰ سے مصالحت نہیں کرتے۔ یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی میں نے دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں لوگوں نے ذرا بھی قحط کی مصیبت کو محسوس نہیں کیا۔ شراب خانے اُسی طرح آباد تھے۔ اور بدکاریوں اور بدمعاشیوں کے بازار برابر گرم تھے۔ ابتدا میں جب کبھی کوئی برائے نام فتوسی کہ مدینہ کے نام سے آجایا کرتا تھا۔ تو لوگ ڈر جایا کرتے تھے اور مسجدیں آباد ہو جاتی تھیں۔ مگر اس وقت شوخی اور بے باکی حد سے بڑھ چلی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضل کرے۔

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اُسکی فکر کرتا ہے۔ اور دور اندیش وہ ہے۔ جو مصیبت سے پہلے اُس سے بچنے کی فکر کرے۔

انسان کو یہی لازم ہے۔ کہ آخرت پر نظر رکھکر برے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے۔ کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدمعاش کو تو ہر دم تمہارا زکا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھیگا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

دیکھو قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے۔ کہ اگر دل سخت بھی ہو تو رو رو کے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔ اگر نہیں آتا تو رو رو کی صورت بنا کے پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ کیونکہ اُن کو تو تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعوے کر کے کوئی اُس کے پیچھے تو یہ بھی لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کرے۔ اور اُسکو کاہلی کی جرأت نہ دلاوے۔ وہ اُنکی محبت سے دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کرلے۔

انسان بہت آرزوئیں و تمنائیں رکھتا ہے۔ مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزو کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے۔ اور یہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اُسے کیا معلوم ہے اُس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر نور کو پیا ہے۔

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اُٹھا دے۔ اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں فنا کرے۔

www.aaiil.org

خط وکتابت

ذیل میں ہم مخدومی مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک خط درج کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی عبداللہ مدرس مالیر کوٹلہ کو اس خط کے جواب میں لکھا جو اوسنے فروری ۹۸ء میں ہمارے مخدوم جناب نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے نام انکی دوران قیام دارالامان قادیان میں لکھا۔ اول ہم اس خط کا خلاصہ درج کرتے ہیں جو نواب صاحب کے نام لکھا اور پھر مولانا صاحب امروہی کا جواب درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

وہو ہذا

جس طریق سے آپ نے کہا ہے اسطریق سے تو میں کسی چیز کو بھی نہیں مان سکتا۔ ..... اور نہ کوئی مرزائی ایسا بڑا بحاث معلوم ہوتا ہے کہ جسکا دباؤ علماء پر پڑے علماء عدم فرصتی اور ان امور کے قابل توجہ نہ ہونیکے سبب ان چیزوں میں پڑنا نہیں چاہتے ..... اگر حیات مسیح کا مسئلہ قرآن میں نہیں مثیل مسیح کا بھی نہیں اگر کچھ ہمت ہے تو اسکو بھی نہ مانو۔ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری مسئلہ نہیں بہت ہلکا ہے۔ جسکے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔ لیکن مہذبانہ تقریر ہو اور شرائط مقرر ہو جائیں اور ہم پا جائیں تو مرزائی ہو جائیں اور مرزائی ہار جائیں تو تمہیں مرزا کو چھوڑنا پڑیگا خواہ تحریری سوال جواب کرا لو خواہ مناظرہ یہ تمہیں اختیار ہے ..... آخر میں واضح ہو کہ اگر مقابلہ ہوا تو ہم فتحیاب ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتی اگرچہ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں والسلام۔

سید مولوی محمد احسن صاحب کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عنایت نامہ آمروز فراہم مولوی عبدالحق صاحب آپکی عنایت سیر حال [illegible]

رہے۔ السلام علیکم محمد احسن آپ کا قدیم دوست نہایت درجہ کا مشتاق عرض کرتا ہے ؎

اشتیاقیکہ بدیدار تو دارد دل من ۔ دل من داند و من دانم و داند دل من

اس مشتاق نے اپنی قدامت کا استحقاق اسواسطے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ تخمیناً چار سال گذرے ہونگے جو یہہ مشتاق بابو محمد صاحب کے مکان پر اس غرض سے فروکش ہوا تھا۔ کہ جن صاحب کے خصوصاً آپ کو اگر حضرت عیسیٰ بن مریم کی وفات میں کچھ شک و شبہ ہو۔ تو وہ اُس کو صاف فرما لیویں۔ مگر جب آپنے محض سکوت فرمایا۔ تو خود یہ مشتاق ہی شکوک و شبہات مخالفین کی طرف سے بیان کر کر اون کے جواب ہاے شافی دیتا رہا۔ تاہم آپنے سکوت محض اختیار کیا۔ اور نیز مدت ہوئی کہ آپ حضرت نواب صاحب بہادر کے ہمراہ قادیان میں تشریف لائے تھے۔ اوسوقت یہہ مشتاق بھی اس جگہ پر حاضر تھا۔ اور دیگر علماء و فضلاء مخصصین حضرت اقدس بھی یہاں پر حاضر تھے۔ مع ہذا التحریکات مسائل متنازعہ فیہا میں کسی قسم کی تحریک آپ کو پیدا نہ ہوئی۔ غرضکہ یہ مشتاق آپکا قدیم دوست ہے۔ اور یہ دو وجہیں اپنی قدامت کی بطور دو شاہد کے پیش کی گئیں ہیں۔ آگے رہا نہایت درجہ کا مشتاق ہونا اوسکے وجوہ ذیل میں ہیں۔ (۱) مدت گذری کہ حضرت اقدس نے مسئلہ توفی کی نسبت مخالفین کے لئے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ (۲) پھر بعد ازاں دیگر اشتہارات و رسالجات بھی اس بارہ میں بہت کثرت سے آجتک شتہر ہوتے رہے ہیں۔ لیکن فریق ثانی کی طرف سے صدائے ہل من ناصر کا مضمون واقع ہے۔ اور اس کا تو آپکو اپنے خط میں بھی اقرار ہے کہ علماء مخالفین ان مسائل متنازعہ فیہا میں ساکت ہیں خواہ وجہ اس سکوت کی عدم فرصت ہو یا کچھ بھی وجہ ہو مگر موجب آپکو اقرار کے علماء مخالفین ساکت ضرور ہیں۔ (۳) اس مشتاق نے پنجاب سے لے کر مدراس وغیرہ تک اسواسطے سفر کیا۔ کہ کہیں علماء کا مہر سکوت ٹوٹے اور تمام نامی علماء سے اس بارہ میں گفتگو کرنا چاہا۔ لیکن کوئی صاحب اپنے پرانے خیالات کے حامی پیدا نہ ہوئے۔ (۴) شیخ بطالوی صاحب نے بھی اشتیاق اس مشتاق کو پورا نہ کیا۔ باوجودیکہ وہ آپکی جماعت کے اس بارہ میں مقتدا ہیں۔ اور انکو بڑا ید طولے حاصل ہے۔ حتی کہ عیسائیوں سے بھی وہ اس مخالفت میں دیتے رہتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہوگئے ہیں اور بڑی بڑی ذلتیں بھی بیچارے نے اُٹھائیں۔ مگر کیا عرض کروں کہ اس مشتاق کو وہ بھی یہہ لکھتے رہے۔ کہ مجھکو ایسی فرصت نہیں ہے۔ بعد الفراغ تمہارا اشتیاق بھی پورا کیا جاوے گا۔ (۵) ایک بیچارے مولوی محمد بشیر صاحب سب کی طرف سے مباحثہ دہلی میں فدیہ ہوئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے اون کا فدیہ نہ تو قبول فرمایا تھا۔ آپ نے اگر الحق دہلی ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ تو حال اس فدیہ کا آپ کو بھی معلوم ہوا ہوگا۔ مہذا بعد اس کے اس مشتاق کو اُنہوں نے فیصلہ چاہا۔ جب اس مشتاق نے بموجب اونکی درخواست کے اون کے فنون تقیہ کا مقدمہ ایسا خفیفہ کیا کہ اون کو نہایت درجہ کی خفت حاصل ہوئی۔ تب وہ بھی محلہ خاموشاں میں جا بسے اور آجتک مہر سکوت اپنی زبان پر لگائے بیٹھے ہیں غرضکہ بہت ایسی وجوہ اشتیاق ہیں جن کا بیان بہت طویل ہے۔ بھلا اب غور فرمائیے کہ جب ایک ایسا مشتاق ہو اور پھر اس کو آپ کے خط مسرت نمط کے وہ فقرات بھی پہنچ جاویں مضمون میں۔ (کہ توفی کا مسئلہ کچھ بہت بڑا بھاری نہیں جس کے ساتھ کہو ہم نپٹ سکتے ہیں۔) اور پھر اوس خط میں آپ کی طرف سے ایک زبردست یہ الہام بھی ہو۔ کہ اگر مقابلہ ہوا۔ تو ہم فتح یاب ہوں گے۔ اور یہہ پیشین گوئی ہے۔ جو کبھی ٹل نہیں سکتی۔ اگرچہ زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ تو پھر اس مشتاق کا شعلہ اشتیاق اس الہامی تحدی کو سن کر بھڑک نہ بھڑک اوٹھے گا۔ اور کیونکر آپ کی تحقیقات علمیہ کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ پھر مسئلہ بھی ایسا کہ جسکی وجہ سے ہزارہا اہل اسلام مرتد اور کافر ہوگئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بھی ان مرتدین اور کفار کی مقتدرانہ تائید میں بہ ہمہ وجوہ متوجہ ہے۔ اور پھر حضرت عیسےٰ کا منصب اور عہدہ بھی اس مدعی نے غصب کر لیا ہے۔ اندریں حالت تو اوترنا حضرت عیسیٰ ہی کا ایسی اشد ضرورت کے وقت فرض اور واجب تھا۔ کیونکہ اگر ایسی ضرورت کے وقت بھی نہ اوترے تو پھر کب اوتریں گے۔ لیکن خیر یہ حکم اذا عدم الماء فالتیمم جائز آپ ہی اون کی طرف سے نائب اگھڑے ہو جیئے۔ اور جو ادلہ اون کی حیات جسدی کے آپ پر مکشوف ہوئے ہوں۔ خدا کے واسطے اونکو ظاہر کیجئے۔ اور اب مثل سابق کے ہرگز اون کو مخفی نہ رکھئے۔ کیونکہ اول تو حضرت نواب صاحب بہادر کا آپ پر بڑا حق ہے۔ اور بالفعل آپ میں اور نواب صاحب میں زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہے۔ جیسا کہ آپ "خود تحریر فرمایا ہے۔ اور سچ فرمایا ؎

وشتان بین مشرق و مغرب

دوسرے جبکہ آپ کے پاس مسئلہ توفی وغیرہ میں علوم کا خزانہ مخفی ہے۔ تو پھر کیا دیگر اہل اسلام کا حق آپ پر نہیں جو مرتد ہوگئے۔ اور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیا بعید ہے کہ آپکی علوم و معارف کے اظہار سے اون کا ارتداد بند ہو جاوے

ورنہ حضرت من چند عرصہ میں آپ دیکھیں گے۔ کہ اکثر حصہ اہل اسلام کا حسب آپ کے زعم کے ملت اسلامیہ سے خارج ہو کر کفر میں شامل ہو جاوے گا۔ اور مسلمانوں کی مردم شماری اقل قلیل رہجاوے گی۔ پھر وہ علوم اور معارف جنکو آپ نے مدت سات برس سے مثل قرآن مجید امام مہدی صاحب کے مخفی کر رکھا ہے وہ کس کام آوینگے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ کہ اسلام میں بڑے فرقے دو ہی تھے۔ ایک شیعہ دوسرے سنی۔ شیعوں نے تو امام مہدی کو اصلی قرآن مجید دے کر کسی غار میں مخفی بٹھا دیا۔ وہ تو قرآن فضائل اہلبیت کا غار میں لئے بیٹھے ہیں۔ ہرگز نہیں نکلتے۔ سنیوں نے حضرت عیسےٰ کے حیات کے متعلق جو آیات قرآنیہ تھیں۔ اوس قرآن کو حضرت عیسیٰ کے پاس پہونچا دیا۔ اور ایسی تحریف کی۔ کہ بجائے آیات مثبت حیات کے توفی کی آیات کو قرآن مجید میں داخل کر دیا ایک تو بیرونی فتنے اسلام پر وارد ہو ہی رہے تھے۔ اب ہزاروں فتنے اندرونی بھی مدت سات سال سے پیدا ہو گئے۔ نہ امام مہدی صاحب غار میں سے باہر نکلتے ہیں۔ نہ حضرت عیسےٰ آسمان پر سے اوترتے ہیں۔ اور علماء کو بالکل فرصت نہیں۔ مخالفین کو بڑی مشکل کا وقت آگیا ہے۔ خیر آپ کو تو اپنے غالب رہنے کا الہام ہو چکا ہے۔ حسب الوعدہ برائے خدا آپ ہی کچھ مدد فرمائیے۔ ہم آپ سے یہ نزاع بھی نہیں کرتے۔ کہ آپ مرد علماء سے ہیں یا نہیں۔ شاید آپ کا علم علم لدنی ہی ہو ؎

بلا سے کوئی ادا اون کی ہو نہ ہو چاہے کسی طرح سے تو مت جائے دلوں کا
مدد کرے اثر سے کسی تنہائی ہے آج لشکر غم مقابلہ دل کا

زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو۔ زمین نہ لوٹ دے بکدن یہ زلزلہ دل کا

لیکن پیشتر دو تین امور ضروری عرض کئے دیتا ہوں تا کہ آپکی اوقات ضائع نہ ہو۔ ایک تو یہ ہے۔ کہ مسئلہ توفی میں مولوی بشیر کے ظنوں ناقصہ کو پیش نہ فرمائیے۔ وہ خود اپنی ظنوں کے غیر قطعی ہونیکے مقر ہیں۔ دوسرے یہ کہ اون کے تمام شبہات و شکوک کا تار و پود بکھیر دیا گیا ہے۔ ہاں اندریں صورت اگر آپ چاہیں۔ تو اوا جائے اولہ قاہرہ کا جواب دیں بعد اون کے ظنوں ناقصہ کو پیش فرماویں۔ اور چونکہ توفی کے بارہ میں آپ کو بڑا دعوے ہے۔ لہذا جو معنے توفی کے آپ بیان فرماویں۔ خواہ کسی تفسیر سے یا بطور خود۔ تو اوس کے اثبات میں آپ کو حسب دلیل گنجائش اور وسعت دیجائیگی۔ یا تو قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثبوت ہو۔ یہ نہ ہو کہ اوسی آیت فلما توفیتنی یا متوفیک کے متعلق میں اقوال تفاسیر ہی میں۔ اون کو آپ نقل کرو [illegible]

اور تفاسیر میں وفات حضرت عیسیٰ کے اقوال بھی لکھے ہیں پھر یہ اقوال جہات کے کیونکر آپ پیش فرما سکتے ہیں کیونکہ ذالک تعارض تساقط مسئلہ مقررہ مسلمہ ہے۔ ..... ہاں دوسری آیات قرآن مجید سے اپنے معنے مزعوم کا ثبوت دیویں۔ کیونکہ توفی یا توفی کے مشتقات قرآن مجید میں بکثرت وارد ہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں لفظ توفی کا آیا ہو اور کہیں قرآن مجید میں نہ آیا ہو۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگر قرآن مجید سے آپ پیش نہ فرما سکیں۔ تو احادیث سے ہی پیش فرماویں جس میں توفی کے وہ معنے ہوں۔ جو آپ کے مزعوم ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو محاورات صحابہ کے اپنے معنی مزعوم کے ثبوت کے لئے تحریر فرمائیے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو کتب لغات سے ہی اس ترکیب اسنادی محاورہ توفاہ اللہ کے معنے سوا قبض اللہ روحہ کے تحریر فرماویں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایام جاہلیت کے شعراء میں سے کسی شاعر کا شعر یا کلام اپنے معنے مزعوم کے ثبوت کے لئے پیش فرمائیے اور واضح خاطر عاطر ہو کہ اگر آپ نے توفی کے معنے اماتت رسولا دنیا کے لئے تو اس سے بھی مدعا حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ مضر مقصود ہے۔ کیونکہ آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا میں بھی توفی بمعنے قبض ارواح کے ہی ہے۔ ورنہ سیاق اور سباق آیت کا محل ہو جاوے۔ آپ ذرہ ترجمہ کر دیکھیں۔ اور اگر ہم تسلیم بھی کر لیویں کہ یہاں پر توفی کے معنے اماتت رسولا دنیا کے ہی ہیں تو پھر اس آیت کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز کی نہی کے لئے لا تقربوا الصلوٰۃ کو پیش کرے۔ اور دیکھو اوسی کے آگے یہ آیت ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ آیت میں دو صورتیں مذکور ایک ارسال دوسرے امساک پس درصورت اماتت کے سنت اللہ یوں جاری ہے۔ کہ ارسال واقع ہوتا ہے اور جسم عنصری دونوں صورتوں میں زمین پر ہی رہتا ہے اور درصورت موت کے امساک جب ہم کہتے ہیں۔ کہ بعد توفی حضرت عیسیٰ کے دو ہزار برس تک زندہ رہے اور امساک ہی امساک ہے۔ ارسال نہیں۔ تو بالضرور ماننا پڑے گا۔ کہ موت واقع ہو گئی۔ اور رفع جسمانی میں آپ کبھی ہرگز بحث نہ کیجئے۔ کیونکہ ہم اولہ قطعیہ سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ اس میں رفع جسمانی سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں اور اس علم پر تفسیر اصحاب کہف کا بھی بیان کرنا آپکو مفید نہ ہوگا۔ وہاں پر توفی کا بالکل ذکر نہیں۔ وہ بھی ما نحن فیہ سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر کتب لغات سے بھی آپ ثبوت نہ دے سکیں۔ تو اتنا ہی کریں۔ کہ جیسا نزول مسیح آپ کے خیالوں میں جما ہوا ہے۔ اوسکی کوئی نظیر جو پہلے کسی زمانہ میں ہو چکی ہو پیش کریں۔ کہ فلاں وقت میں فلاں نبی کی بعثت اُس شان سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔ اور ہم تو اپنے مسئلہ مثیل مسیح کی ہو بہو نظیر بھی نزول الیاء کا قصہ کتب بیبل سے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون س ۱۴۔ یہی تو وارد ہے۔ بلکہ جو دشواریاں حضرت عیسیٰ کو اس قصہ نزول الیاء میں پیش آئی ہیں۔ یہاں پر اون کا عشر عشیر بھی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں کہ یہ قصہ نزول الیاء جعلی و اختلاقی ہے۔ تو اس کہنے کی بھی گنجائش نہیں۔ نہ یہود کی تحریف ہو سکتی ہے۔ نہ نصاریٰ کی۔ کیونکہ اگر یہود کی طرف سے ہو تو حضرت عیسیٰ خود اس تحریف کو ظاہر فرما کر اپنا پیچھا چھوڑا سکتے تھے۔ اور نصاریٰ کی طرف سے بھی کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا۔ وہ اپنے اور حضرت عیسیٰ کے مخالف دعوے کے کوئی تحریف کیونکر کر سکتے تھے۔ ایسا کہنا محض خلاف عقل ہے۔ اسے حضرت دلائل عقلیہ بھی بالکل معطل نہیں ہو سکتے۔ تمام دار مدار تکالیف شرعیہ

اور وجود دلائل عقلیہ ہی تحکام دلائل نقلیہ کا کرتے ہوں۔ اوسکو گھچری مچری شرعی نہیں کہہ سکتے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ س ۲۸۔

بالآخر یہ گذارش ہے۔ کہ اس مسئلہ توفی میں امور ستہ مذکورہ میں سے جو امر آپ کو آسان معلوم ہو۔ اوس کو اختیار فرما کر جواب باصواب سے اطلاع بخشیں۔ لیکن جو کچھ ہو۔ باصواب ہو ؎

اول اندیشہ وانگہ گفتار پائے پیش آمدست پس دیوار

باقی رہے دوسرے مسائل سو وہ بعد طے مسئلہ توفی کے فیصل ہو سکتے ہیں۔ یا رہا صحبت باقی۔ وہ بسلام خیر ختام

مورخہ ۳ فروری ۹۸ء محمد احسن

سورۂ تبت کی تفسیر چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ مینیجر الحکم قادیان سے طلب کریں

قیمت فی جلد معہ محصول ۲ر

آٹھ جلد سے کم باہر نہ جا سکیں گی۔

ایک مبارک تجویز

ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب - بی - اے - ایل - ایل - بی نے حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اون کتابوں کے مکرر چھاپنے کی تجویز کی تھی جو کتب خانہ دارالامان قادیان میں ختم ہو چکی ہیں یا ختم ہونے والی ہیں مگر وہ اس تجویز کو اپنی مصروفیت اور کثرت کام کیوجہ سے پورا نہیں کر سکتے الحکم کے ذریعہ اوس کے ابتدائی نمبروں میں براہین احمدیہ کے چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا - لیکن من بعد خواجہ صاحب کا ارادہ سمجھ کر ہم نے اون کا زیادہ خیال نہ کیا - اب چونکہ خواجہ صاحب کی عدم الفرصتی نے ان کو اس مبارک تجویز پر عمل کرنے سے باز رکھا ہے ہم نے پھر عزم بلکہ عزم بالجزم کیا ہے کہ اس سلسلہ کو شروع کریں اس لئے ہم براہین احمدیہ اور ان کتب کو دوبارہ چھاپنا شروع کرینگے جو قریب الختم یا بالکل ختم ہیں فی الحال ہم شہادۃ القرآن کے چھاپنے کا انتظام کر رہے ہیں اسلئے جو جو صاحب شہادۃ القرآن کے خریداری کے شائق ہوں وہ اپنی درخواستیں ہمارے پاس بھیجدیں اور ایسا ہی جو صاحب اس سلسلہ کے حامی ہوں یعنے ہر ایک طبع شدہ کتاب کی ایک یا متعدد جلدیں خریدنے پر آمادہ ہوں وہ بھی اطلاع دیں تا اونکے نام درج رجسٹر کئے جائیں قیمت کتب کے لئے یہ لحاظ رکھا جائیگا کہ موجودہ قیمت سے دو ثلث سے زیادہ نہ ہو اور کم جسقدر ہو سکے ہو براہین احمدیہ کو جس اسلوب اور ڈیمنگ پر ہم چھاپنا چاہتے ہیں وہ اگلے نمبر میں مفصل اشتہار کے ذریعہ ظاہر کرینگے +

ایک ضروری گذارش

انسانی ارادے اور وعدے بسا اوقات انسان کو شرمندہ کرتے ہیں - ہمارے ناظرین اخبار کے بدیر پہونچنے پر شکایتی خطوط لکھنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور وہ اس میں حق پر ہیں لیکن اگر وہ ذرا سا ہماری مجبوریوں کا بھی اندازہ کریں تو ہمکو بھی معذور سمجھیں - قادیان جیسے گاؤں میں پریس اور اسکے ذخیرہ کا اندازہ آسان امر نہیں - ایک پریس میں اور بہت سے کام کیا رد صد ہمارے کا عالم ہو رہا ہے اور ابھی ڈاکخانہ سے باقاعدہ رعایتی محصول داخل کرنے کی منظوری بھی حاصل نہیں ہوئی اخبار ٹکٹ لگا کر روانہ کرنا پڑتا ہے جس میں دو چند اخراجات کا تحمل ہونا پڑتا ہے - بہرحال ابھی تک اخبار کی باقاعدہ اشاعت کی ناظرین کیا خود ہمکو شکایت ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ عمداً ایسا کرتے ہیں - اخبار کے جسقدر باقاعدہ اور بروقت اشاعت کا ہمکو خیال ہے ناظرین کو نہیں ہوگا مگر ہم مایوس نہیں وہ کارساز خدا جسنے الحکم کو اپنے اصلی مرکز پر پہونچایا تاکہ وہ اپنا مشن کامل طور پر پورا کر سکے ایسے اسباب بہم پہونچا دے گا - جو اسکی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہو جائینگے اس لئے ہم اپنے ناظرین سے امید کرتے ہیں کہ وہ گھبرائیں گے نہیں اور نہایت صبر اور استقلال سے دیکھیں گے کہ الحکم کیا ہوتا ہے - اور کیا کرتا ہے - خدا کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا - الحکم اگر خدا تعالےٰ ہی کی رضا جوئی اور اسکے قائم کردہ مشن کے اعلائے کلمہ کے لئے جاری ہوا ہے تو یقیناً یقیناً وہ کامیاب ہو کر رہیگا وما توفیقی الا باللہ ھو نعم المولیٰ و نعم الوکیل -

میاں احمد اللہ امرتسری کی ملامت
اور
کوتے ہتھیار دنسے حق سے مجادلت

نہ پنداری کہ چشمش رسم عیاری نمیداند
نمائد انچناں خود را کہ پنداری نمیداند

ہمارے ناظرین میاں احمد اللہ صاحب سے ناواقف ہوں تو اتنا ہی ذکر انکے انٹروڈیوس کے لئے کافی ہے کہ وہ امرتسری گروہ (فرقہ غیر مقلدین) میں مولوی غلام علی صاحب مرحوم کے معاون اور غزنوی طائفہ جسکے امام تھے جہاں سے سید تاہر احمد صاحب سلمہ ربہ کی تحریف اور بعض مخفی مخیفہ دوائیوں کی وجہ سے غزنوی گروہ نے انکو مضمون غلط کی طرح نکال دیا اور انکا یہ خروج متولیان مسجد میں نیا چاند چڑھانیکا موجب ہوا اور ایسا گل کھلایا کہ ایک گروہ دو فریق بن عدالت تک جانا پڑا - اور مدت تک اس مقدمات کی طرح اخراجات کا زیر بار ہونا پڑا - اس ساری روداد کا مقدمۃ الجیش بھی خروج تھا - الغرض مسجد سے نکل کر کچھ عرصہ تک ہماری جماعت سے احمد اللہ صاحب ملتے ملاتے رہے پھر یکایک اونکی زندگی میں اس پیرانہ سالی میں ایک روانی اور نئی ہوئی حسرتیں اور بجھے ہوئے ولولے دوسروں کی دیکھا دیکھی جواں ہوئے اور جھوٹ مخالفت کا لباس پہن کر ھل من مبارز کہتے ہوئے میدان میں اترے - خود ہم سے بارہا گفتگو ہوئی مگر وہ حق کی مخالفت میں کہاں کامیاب ہو سکتے تھے آخر لاجواب اور ساکت ہوئے پھر ہم سے بات کرنا تو درکنار ہمارا وجود اون کے لئے موت نظر آتا تھا - بایں ہمہ مخالفت میں ایسی حد سے بڑھے کہ تھپڑ مارنے سے بھی عار نہ رہا - چنانچہ میاں نبی بخش کا معاملہ الحکم کے ذریعہ شائع ہو چکا ہے غرض یہی میاں احمد اللہ ہیں - ہمارے دوران قیام امرتسر میں احمد اللہ صاحب مسجد کے گوشہ میں بیٹھ کر تو بڑی بڑی باتیں کیا کرتے تھے مگر سامنے آنے سے ڈرتے تھے آخر دسمبر ۹۷ء کے اواخر میں مولانا محمد احسن امروہی نے خود ان کے مکان پر جا کر یہاں تک آپ کی گت بنائی کہ انکو ان اواخر ایام عمر میں کیا ہوگئی یہاں تک کہ قادیاں آنے کا وعدہ کیا جسپر مولانا محمد احسن نے کہا کہ ہم آپکو اپنے کندھوں پر بیٹھا کر لے چلیں گے مگر پاس سے کسی زمانہ ساز نے کہا کہ نہیں کچھ ضرور نہیں الغرض ہمارے قادیاں چلے آنے کے بعد میاں احمد اللہ بظاہر میدان خالی پایا - اور ہمارے ایک نوجوان بھائی میاں غلام محمد امام مسجد کو اپنے دم میں لانا چاہا مگر دال گلتی نہ دیکھ کر اوسکے خلاف اور بے سود کوششیں کرنی چاہیں مثل مشہور ہے ملا کی دوڑ مسجد تک جب انکو کوئی راہ گریز نہ ملی تو یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے اسکو مسجد سے نکال دیا جاوے پہلے تو اسکو سمجھاتے بوجھاتے رہے مگر جب اوسکی طرف سے دندان شکن جواب ملے تو پھر وہی چوہوں والی کونسل بنانیکی تجویز کی اور ادھر ادھر رقعہ بازیاں کرنے اور فتوے دینے کی گیدڑ بھبکیاں دینے لگے جب اوسنے مسجد کی بھی پرواہ نہ کی تو پھر ایک اور چال چلی گئی - کہ ہمارے مخدوم جناب خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب اونریری مجسٹریٹ کی معرفت دھمکی دلوائی چاہی شیخ صاحب جو امرت سرئے خانوں کی ناک ہیں اونکے بہروں میں ایسے آنے والے نہ تھے اور نہ ہیں - القصہ یہ لوگ جب اور کچھ پیش نہیں جاتی دلائل و براہین سے غالب نہیں آسکتے تو پھر بے ہودہ طور پر گردن کی رگیں پھلا کر شور مچایا کرتے ہیں ہم کو

افسوس ہے میاں احمد اللہ صاحب اس آخری عمر میں بھی خدا ترسی سے کام نہیں لیتے۔ اور نہیں دیکھتے کہ دن بدن اُنکا مخالف فریق جسکو وہ حق پر نہیں سمجھتے کیسی دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اور آسمان کس طرح پر انکی ہلاک پر جھکا ہوا ہے اور کیونکر اُسکے مخالف ذلیل اور خوار ہوتے جاتے اور ہر میدان میں شکست پر شکست اٹھاتے اور نیچا دیکھتے ہیں۔ گر راج ہٹ۔ بال ہٹ۔ تریا ہٹ پر اون کی ملا ہٹ مستزاد ہی ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدا اونکی حالت پر رحم کرے اور انکو چشم بینا عطا کرے آمین۔

میاں احمد اللہ صاحب آپ خوب یاد رکھیں کہ ان حکمت نمائیوں میں آپ ہی کو نیچا دیکھنا ہوگا۔ خدا راست بازوں کو ضائع نہیں کرتا۔ مگر ہاں حق کی مخالفت کرنے والا ناداں تباہ کیا جاتا ہے۔ اسلئے آپ خوف خدا کو دلمیں جگہ دیں اور اس آخری عمر میں کہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو انکار کے خطرناک جوئے سے رہائی پالو آخر میں اوس ماموں من اللہ کے الفاظ میں آپ پر محبت پوری کیجاتی ہے۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟　　خوابی کا صاف نامہ لکھو گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟　　حق کیطرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے غرق دلا نصب میں دنیا　　آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کروگے رد ہم حق سے یہ بات　　کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

قتل لیکھرام کی سالگرہ

۶ مارچ ۱۸۹۸ء کو لاہور کے آریوں نے قتل لیکھرام کی سالگرہ منائی اچھا ہوا۔ یہ بھی قدردانی ہے۔ اس معاملہ میں لیکھرام دیانند سرستی سے بھی بڑھ گیا۔ پیارے سوامی صاحب کی ایسی یادگار قائم نہیں ہوئی تھی۔ یہ قومی قدردانی ہے۔ مگر یہ ابھی معلوم نہیں ہوا۔ کہ آیا گوشت خور پارٹی نے بھی اس غم و ہم میں حصہ لیا یا نہیں۔ اور اپنا وہ خیال کہ لیکھرام میموریل فنڈ کا چندہ واپس دیا جائے۔ بدل لیا۔ یا اسی پر قائم ہیں۔ بہرحال یہ نئی قسم کی سالگرہ پنجاب میں ہوئی۔

محمود کی آمین ۔ دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ قیمت ۲ درخواست مینیجر الحکم کے نام ہو۔ اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور مہدی معہود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فیصدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو دفعہ ہو جائیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دینگے۔

مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

ضرورت

میں کسی نومسلم یا شریف ناراض باپ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں میری ماہوار آمدنی دو ہزار روپیہ ہے اور میں کنواری شیخ ہوں مجھے اسکی پروا نہیں کہ لڑکی کس قوم کی ہے بلکہ میں اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر کوئی باپ اپنی لڑکی عزیز کی (میری عمر ۲۷ سال کی ہے) خاکسار

فضل الٰہی کلانوری معرفت مینیجر الحکم قادیان دارالامان

گورنمنٹ پنجاب سے ضروری گذارش

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک

یہ امر گو متعدد مرتبہ گورنمنٹ کی توجہ کیلئے نہ اپنی لئے بلکہ اپنی ارادت کیش اور عقیدتمند جماعت کیلئے وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کیلئے ہمارے سید و مقتدا **امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ عرضداشتہائے مطبوعہ پیش کیا کہ وہ جماعت جو سید مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ اور بنی نوع انسان سے سچی بھلائی۔ بغاوت اور شرارت کی ارادوں اور خیالوں کو دور کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتی ہے اور ہمنے دیکھا کہ کسی ایسے **امام مہدی یا مسیح کی آنیکے خیالات دور کرتی ہے۔ جو آکر فتنہ و فساد یا جنگ و جدال کرے۔ اور جہاد بالسیف کا حکم دے۔** گورنمنٹ کی نظر ایک مبارک جماعت ہے اور یہ تو امر گورنمنٹ سے مخفی ہی نہیں اوس جماعت کا **امام** یعنی مرزا غلام احمد صاحب ابن مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم ایک خاندان کا چشم و چراغ ہے جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا ہوا خواہ اور جانفروش دوست ہے مگر بعض کوتہ اندیش لوگوں کی یہہ دغابازیاں اور بیش بینی جو وہ اپنے خیالات رکھتے ہیں کہ کوئی تاج و تخت کا خواہشمند **مہدی مسیح** آئیگا اور جنگ و جدل کرتا پھریگا۔ اور اسلئے سید مرزا صاحب کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اپنی محسن گورنمنٹ کیساتھ پوری وفاداری اور خیر خواہی سے سلوک کرنیکی تعلیم دیتا ہے بلکہ اوسنے اپنی شرائط بیعت میں یہہ امر داخل کر دیا ہے کہ جو آدمی کسی قسم کی **بغاوت** کا خیال رکھتا ہو وہ میری بیعت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ ہماری گزیدہ جماعت پر پولیٹکل کینہ پینتے ہوئے چلائیں اور اسلئے اس امر اس وقت نے گورنمنٹ کو توجہ لائی ہے کہ اُس اور اوسکی جماعت کو خیر خواہی اور خیر سگالی میں دنیا لگی اور اپنے اس بیان کے موید کرنیکے لئے ظاہر کیا ہے کہ **اولاً** سید مرزا غلام احمد صاحب ایسے خاندان کے ممبر ہیں جو ہمیشہ سے گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دوست رہا ہے۔ **ثانیاً** وہ ایسے مذہب کے پابند ہیں جو صلح اور سلامتی کی تعلیم دیتا اور اپنی محسن گورنمنٹ کی شکریہ اور اطاعت کی ہدایت کرتا ہے اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کا حکم اپنے اپنے محسن گورنمنٹ کی اطاعت سے اُنکو انکار بھی چارہ نہیں۔ **ثالثاً** خدا تعالیٰ نے اُنکو ایسے منصب سے سرفراز فرمایا ہے جو جہاد بالسیف یا جنگ و جدل کو مٹانیوالا ہے اور اسی لئے کوتاہ اندیش مخالفوں نے اُنکو ستایا۔ **رابعاً** عملی طور پر اپنی جماعت کی تعداد سے ہزارہا روپیہ صرف کر کے بیشمار تعداد کتابیں چھاپ کر اسلام کی تعلیم پھیلا رہے ہیں جنسے **مخالفت جہاد**

ہمارے نام ایک شفقت نامہ

اگرچہ ضروری نہ تھا کہ ہم اپنے کسی پرائیویٹ رنج خط کو شائع کرتے۔ لیکن چونکہ اس شفقت نامہ سے جو ہدایت نامہ کی شکل میں ایڈیٹر الحکم کے مہربان باپ سے بھی بڑھکر شفیق عم مکرم ... میاں مولا بخش کلارک لاہور نے لکھا ہے۔ اون لوگوں کے لئے بھی جو دارالامان میں رہتے ہیں۔ چند نصیحت اور ہدایت کی باتیں مل سکتی ہیں۔ اس لئے اوس خط کے چند فقرات شائع کرتے ہیں۔

وہو ہذا

عزیز القدر اطال عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ تو **امن کے گھر میں** ہے۔ جو ایک طرح سے باغ عدن کی استراحت سے کم نہیں۔ مگر چونکہ یہ باغ عدن دنیا میں ہے۔ اس لئے شیطان کی آزمائش کا بھی اندیشہ ضروری ہے۔ مبادا کوئی **مار سیرت** اس میں بھی گھسکر ڈنگ مارے اور پھسلا جاوے۔ اس لئے میں تم کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ سب پھل کھانا مگر **تمیز** (خود پسندی) **خود بینی** اور **عیب چینی** کا پھل نہ کھانا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ **انسان** اول کی طرح جنت سے نکالا جاوے۔ (ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین آمین) ..... قادیان رہنے میں تجھکو یہ بھی تاکید کرتا ہوں کہ زیادہ اختلاط عوام الناس سے کرنا اچھا نہیں۔ نہ تکبر و انانیت کے رو سے بلکہ بے جا بے تکلفی کے سبب سے کیونکہ بے تکلفی سے بے لطفی پیدا ہو جاتی ہے جس کا آخری نتیجہ بدمزگی۔ رنجش و بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ اس کام سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں لکھنے پڑھنے میں مصروف رہنا چاہئے۔ اپنی سیلف ریسپکٹ کا خیال بھی ضروری چیز ہے۔ حضرت امام الزمان مرزا صاحب سلمہ الرحمن کے وعظ و پند سے مستفیض ہونا۔ اور اونکی عملی زندگی کے رنگ سے رنگین ہونیکی سعی کرنا چاہئے۔ اور مولانا نورالدین صاحب اور مولانا عبدالکریم صاحب اور سید محمد احسن اور مرزا خدا بخش جیسے اشخاص کی صحبت سے اخص فیض اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ یہ لوگ علاوہ دنیوی امور میں تجربہ اور وجاہت رکھنے کے دینی امور میں صادق اور صحیح الایمان ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کی صحبت سے بہت کچھ استفادہ کرتے رہے ہیں۔ خصوصاً اول الذکر دو صاحب۔ تکبر سے بچنا۔ تکبر سے بچنا۔ سب سے مخدوم پیشانی سے ملنا اور اخلاص سے رہنا مقدم ہے۔ میں تجھکو ڈراتا ہوں۔ کہ ہر ایک کام خشیۃ اللہ سے شروع کرنا چاہئے۔ کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا ہنسنا۔ غرضیکہ ہر ایک فعل میں الٰہی خوف ہو۔ کیونکہ سلیمان کہتا ہے خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے اور قرآن کہتا ہے جسکو حکمت دی گئی اوسے خیر کثیر دی گئی۔ پس ہر وقت خوف الٰہی اور خشیۃ اللہ حقیقی طور پر نہ ریاکاری اور ظاہرداری کے طور پر تیرا اوڑھنا بچھونا ہو تا خدا تجھ پر الطاف و اکرام کی بارش کرے۔ اور تجھے زمانے کے امام کے پاس رہنے کی حقیقی توفیق دے۔ اور تو اوس مطلب اور غرض کو سمجھ لے جو ایسے لوگوں کے پاس رہنے سے ہوتا ہے۔ **امام** کے پاس بیٹھنا اوس کے ساتھ کھانا کھانا۔ کوئی مشکل کام نہیں۔ مگر حقیقت کے رو سے بڑا گہرا اور خطرناک ہے۔ ہر وقت دعا مانگنی چاہئے۔ کہ خدا تعالےٰ صدق نیت عطا کرے اور ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کسی کے لئے ٹھوکر کا پتھر بن جائیں۔ یہودا اسکریوطی بھی مسیح کے ساتھ کھانا بلکہ چھاتی پر لیٹتا تھا۔ بہشت کی کنجیوں کا وارث ... پطرس بھی تو مسیح کے ساتھ رہتے تھے۔ پس ہمیشہ دعا اور استغفار کرنی چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس **مبارک عہد پر جو امام الوقت** کے ہاتھ پر کیا ہے ہم کو قائم رکھے۔ دارالامان میں رہنے پر کبھی نازنہو۔ ایسا ناز جو تکبر اور انانیت پیدا کرے۔ ایسی رہائش سے وجاہت حاصل کرنی چاہئے۔ جو فخر کے قابل ہو۔ حکیم صاحب سے خصوصاً بردباری کا سبق سیکھنا چاہئے۔ کسی کو اخبار دینے میں اس امر کا لحاظ رکھو کہ منت و الحاح سے نہ دیا جاوے۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ کہ اللہ پر توکل و بھروسہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ سے بڑھکر کسی کو اپنی ضرورتوں کا متکفل نہیں بنانا چاہئے۔ اور نہ اوس کی رضاجوئی کو چھوڑ کر اپنی غرض اور مطلب کو پیش نظر رکھ کر کوئی کام کرنا چاہئے۔ نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ مگر وہ ان کے لئے ہی مولیٰ اور وکیل ہوتا ہے۔ جو اوس سے رشتہ عبودیت کا سچ مچ گانٹھ لیتے ہیں۔ بجز اس کے ایسا تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔ اب میں نہیں چاہتا۔ کہ تجھکو زیادہ تاکید کروں۔ تو خود ان باتوں پر غور کر اور سمجھ اپنا مسلک السلام متروک الواحد بنالو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔ اللہ تعالےٰ تمہارا حافظ و معین ہو۔ آمین۔ عاجز مولا بخش لاہور

پوسٹل انتھارٹیز توجہ فرمادیں

برنچ پوسٹ آفس قادیان ایک مسندین (ریٹائرڈ) پنشنر کے ہاتھ میں ہے جسکے حسن سلوک سے وہ ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز سمجھا جاتا ہے۔ اپنے کام میں مستعد اور ہوشیار ہے۔ باوجودیکہ ڈاکخانہ قادیان کا انتظام و انصرام اس قابل ہے۔ کہ اوسکو مستقل پوسٹ آفس بنایا جاوے۔ مگر ہم نہیں جانتے۔ ابھی تک پوسٹل اتھارٹیز کے زیر نظر کیا ہے۔ جو ڈاکخانہ کو مستقل نہیں کیا جاتا۔ اس وقت قادیان میں **تین سکول دو پریس** اور ایک اخبار جاری ہیں۔ اور ڈاک کی روانگی اور آمد تمام علاقے سے زیادہ ہے۔ پھر نہیں معلوم پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب بہادر پنجاب کیا مصلحت سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار الحکم کو رعایتی محصول کی شرح سے قادیان میں فائدہ اٹھانے سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیان کے برنچ آفس کے کاروبار کی کثرت اس قابل ہے۔ کہ وہاں کے برنچ آفس کو مستقل بنایا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پوسٹ آفس توجہ فرمائیں گے۔ اور اس برنچ پوسٹ آفس کو ہیڈ آفس بنانے کی تجویز کرینگے +

بدمعاش دلیر ہو چلے

کلانور کے علاقہ سے خوفناک ڈکیتیوں کی خبریں سنی گئی ہیں بدمعاش اور اوباش آدمی دلیر ہوتے جاتے ہیں جنکے انسداد کے لئے پولیس کو بہت توجہ کرنی پڑے گی۔ اور قصبات میں بھی پولیس کی طاقت کو مضبوط کرنا پڑے گا۔ دیہات کے چوکیدار جو پولیس فورس کا حصہ سمجھے جاتے ہیں بالکل لاپرواہ اور لاشے محض سمجھے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ امور امن عامہ کی طرف چندان توجہ کرتے ہیں۔ بلکہ کر سکتے ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرض منصبی کو نمبردار یا ذیلدار۔ یا کسی بڑے لالہ صاحب کی خدمات کی بجا آوری سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ اور اون کو اون خدمات سے اتنی فرصت نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ذاتی اور منصبی کام پر توجہ کریں یہی وجہ ہے۔ کہ بدمعاش دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ رات کے بارہ بارہ بجے تک شراب فروشی کی دوکان کھلی رہتی ہے قمار باز دل کھولکر کھلے بندوں جوا کھیلتے ہیں۔ اور چوکیدار کو ادنیٰ غلام سے بھی بدتر سمجھتے ہیں کیا اچھا ہو۔ کہ چوکیدار کو اختیارات ذرا وسیع کر دئے جائیں۔ اور کوئی متدین آدمی

از صفحہ ۱ جو

سرمن (خطبہ)

جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب ایدہ اللہ بروح منہ سیالکوٹی نے ۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو بروز جمعہ پڑھا جزاھم اللہ احسن الجزا

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ انا ھدنا الیک ط قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء فساکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بایٰتنا یؤمنون ۔ الذین یتبعون الرسول الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون (سورۃ اعراف)

(ترجمہ)

ہمارے لئے اس دنیا میں نیکی لکھ اور آخرت میں بھی نیکی لکھ یقیناً ہم تو تیری ہی طرف متوجہ ہوگئے ہیں خدا نے کہا میں جسکو چاہوں اپنا عذاب دونگا اور میری رحمت سب چیزوں پر پھیل گئی ہے پس میں اپنی رحمت متقیوں اور زکوٰۃ دینے والوں کے لئے لکھ دوں گا جو پیروی کرتے ہیں الرسول کی جو امی ہے جسکو لکھا ہوا پاتے ہیں اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں اُن کو معروف کا امر کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور ستھری چیزیں اُنکے لئے حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے اور اُن بوجھوں اور غلوں کو اُتار پھینکتا ہے جو اُن پر تھے۔ جو لوگ اوسپر ایمان لائے اور اُسکی تائید کی اور اس نور کی پیروی کی جو اُس کے ساتھ اوتارا گیا ہے وہی لوگ فلاح اور نجات پائیں گے +

ان آیات میں غور کرنے سے بڑے عظیم الشان فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ رسول کی ضرورت ۔ اسلام کی ضرورت رسول کے آنے سے پیشتر دنیا کی کیا حالت تھی؟ کیوں ایک ارث کتاب قوم تباہ ہوئی؟ کیوں اُس سے وہ نور چھینا گیا؟ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے متبعین اوس نور کے وارث ہوگئے؟ یہ مہتم بالشان امور ان آیات میں تدبر کرنے سے خوب حل ہوتے ہیں ان آیات سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کا نبی اسرائیل کے ساتھ بہت بڑا ذکر ہے (جو پیشگوئی رنگ میں اور مالک کی نظر میں ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات کا پیشگوئی کے طور پر ایک ذکر ہے) خدا تعالےٰ نے بنی اسرائیل سے بہت بڑے وعدے کئے تھے منجملہ اون وعدوں کے فرعون کی غلامی سے چھوڑا کر بالمقابل اوس پاک سرزمین کا وارث بنانے کا وعدہ تھا جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اس وعدے کا ایک بڑا حصہ پورا ہوا یعنے اُنہوں نے موسیٰ کی طفیل اوس بڑی غلامی سے نجات پائی اور خدا نے انہیں مصر کے آہنی اور جلتے ہوئے تنور سے نکال لیا۔ لیکن دوسرا حصہ جو تکمیل وعدہ تھا اور جو ایک عظیم الشان فضل تھا یعنے بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہونا اور اُن نعمتوں سے متمتع ہونا جو اوس سرزمین میں پائی جاتی تھیں پورا نہ ہوا! کیوں؟ کیا خدا کی طرف سے ظلم ہوا؟ یا خدا تعالےٰ نے بے وجہ اُنکی کامیابی کی راہیں روک ڈالدی اس کا مفصل بیان اس سورت میں درج ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنی نالائق کرتوتوں سے اپنے تئیں اس قابل بنا لیا کہ وہ اوس وعدہ کی زمین کو نہ دیکھ سکے اور خدا کی غیوری نے اجازت نہ دی کہ اوس خطا کار قوم کو بیت المقدس کی سرزمین میں داخل کرے یہ عظیم الشان وعدہ جو ایک اولوالعزم نبی سے کیا گیا تھا۔ یعنے موسیٰ علیہ السلام کی کرتوتوں کے وجہ سے پورا ہونے سے رہگیا۔ اور خود وہ نبی جسکے منہہ اور ہونٹوں سے اس وعدہ کے الفاظ نکلے تھے اپنی آنکھ سے اوسکی تکمیل نہ دیکھ سکا۔ اس مقام پر غور کرنیوالے دلوں اور فکر کرنے والی طبیعتوں میں بہت بڑی گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مومن کی روح کانپ اٹھتی ہے کہ جب ایک عظیم الشان نبی موسیٰ جیسا کلیم وعدہ کی زمین میں نہیں پہونچ سکا پھر خدائے تعالےٰ جو رحمان و رحیم خدا ہے کیا اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا؟ وہ تو فرماتا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر قوم کی بدکاریاں اور شوخیاں اپنے ہاتھوں ایسے سامان بہم پہونچاتی ہیں کہ سنت اللہ اسوقت ایک مخفی شرط سے جو اس وعدے کے اندر ہوتی ہے کام لیتی ہے اور یہ لاتبدیل اور لاتحویل قانون ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں سے استفادہ کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے یہ قاعدہ ہم عام طور پر مشاہدہ میں آیا ہوا بھی دیکھتے ہیں کہ جو لوگ کسی چیز سے وہ کام نہیں لیتے جو اوسکی غائیت و غرض ہے یعنے یا اوسے بیکار چھوڑ دیتے ہیں اور یا اوسکا غلط استعمال کرتے ہیں تو وہ ضرور بیکار اور نکمی ہو جاتی ہے دیکھو ایک سپاہی اپنا ہاتھ اونچا کیے رکھتا ہے اور اُسے بے حس و حرکت چھوڑ دیتا ہے اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ سوکھ کر کانٹا ہو جاتا ہے اور اوس میں حس حرکت کی قوت زائل ہو کر انسان کو ان تمام فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ جو مقصود تھے اسی طرح جو قوم یا آدمی اپنے قوائے کا درست استعمال نہیں کرتا تو وہ خدا تعالےٰ کے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جس کی سزا دو قسم کی دیجاتی ہے۔ اول اوس بداستعمال سے اون نتائج بد کا مترتب ہونا جو اس کا خاصہ ہیں دوئم اون مفاد سے محروم رہ جانا جو اس سے مقصود ہیں ہماری دانست میں سزا و جزائے اعمال کا یہی ایک راز اور قانون ہے دنیا میں بھی فائز المرام اور کامیاب وہی انسان ہوتے ہیں جو خدائے تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو برباد نہیں کرتے اور آخرت میں بھی فلاح وہی پانے والے ہیں ہم نے غور کرنے کے بعد نیکی کی فلسفی یہی سمجھی ہے کہ قوائے انسانیہ سے وہی کام لیا جاوے جو اُنکا اصل مقصد ہے ۔ اور اوسکی ضد بدی ہے یہ بحث ایک علیحدہ مضمون ہے جو اس مختصر میں نہیں آسکتا ایڈیٹر

اس سنت اللہ کی چال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مریدوں اور پیروؤں کی بدیاں شدت کی کامیابی کیلئے ایک روک ہوجاتی ہیں جماعت کی بے حیائی اور بے باکی جماعت کو اون وعدوں سے محروم رکھتی ہے جو اوس سے ہوئے ہیں یہ مضمون مسلمانوں اور ہم لوگوں کیلئے خصوصاً بہت ہی غور کے قابل ہے۔

اس پہاڑ پر موسےٰ ستر آدمیوں کو منتخب کر کے لیگئے اور وہاں خوفناک نظارہ دکھلائی دیا جو حقیقتہً باریک اشارہ تھا کہ یہ لوگ تجلیات الٰہی کے تحمل کے قابل یا تعالےٰ خدا تعالےٰ کے وارث ہونیکے قابل نہیں ہیں رموز شناس موسےٰ نے اس اشارہ کی تہ میں تہیج کر یہ دعا کی واکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ۔ اس دنیا میں جو وعدے تو نے مجھسے کئے ہیں کہ ہم تجھکو پر ظفر و منصور ہوں اور دشمن کے قبضہ سے سرزمین موروث کو چھڑا سکیں ہمارے لئے قطعی طور پر انہیں پورا کر۔ اور ہمارا انجام بھی اچھا ہو یعنے ایسا نہ ہو کہ قوم دنیوی کامیابیوں کے نشہ سے سرشار ہو کر روحانی خوبیوں اور انجام کار سے غافل ہو جائیں جیسا کہ کامیاب قوموں کے حال آخر کار ایسی ثابت ہوئی ہے بلکہ ہمارے لئے دین و دنیا دونوں جمع کر۔ (حضرت مولانا صاحب کے اس استدلال سے کہ دنیا میں نصرتیں اور فتوحات دینے سے بعد غور ہم یہ نتیجہ نکالتے

[illegible] کسی چیز یا وعدہ کو کسی کے لئے پورا کرنا چاہتا
تو اس کے لئے وہ سامان بہم پہونچا دیتا ہے۔ چونکہ **دعا**
[illegible] اسباب کے ایک سبب ہے۔ جو **فطرتی جوش**
کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اون میں اس قسم کی دعا کی
حالت کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس سے دنیوی منفعات
اور تائیدات ہی مراد تھیں۔ اور اسی لئے هٰذِهِ الدُّنْيَا
کا لفظ بھی منہ سے نکلا۔ ایڈیٹر) رسول اللہ صلے اللہ سے
بھی مکہ میں مدینہ کے ستر آدمیوں نے اُس گھاٹی پر مخفی بیعت
کی۔ اور آپ نے اُنہیں مدنی قوموں کو تبلیغ کرنے کے لئے
منتخب کیا۔ اور خدا تعالیٰ قوم بنی اسرائیل کے خلاف دنیا اور آخرت
کے دونوں قسم کی حسنہ اُن کے حق میں پوری کی۔ یہ باتیں
اور یہ تشبیہی واقعات غور کے قابل ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کا
جواب بہت ہی قابل غور ہے۔ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ
مَنْ اَشَآءُ۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہم تو صراط مستقیم پر آ گئے
مگر بہت ابتلائی ہے۔ کہ نہیں یہ قوم اپنے اعمال اور افعال سے
اوس حسنہ کی مستحق نہیں اور بیت القدس کی پاک سرزمین
میں داخل ہونے کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قابل نہیں ہے بیشک
میری رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن میرا قانون تقاضا کرتا
ہے۔ کہ میرے رحیمانہ وعدے متقیوں اور حقوق عباد نگاہ
رکھنے والوں کے لئے مکتوب یعنے قطعی ہوتے ہیں۔

میری رحمت جو حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الاخرہ پر مشتمل ہے وہ
متقیوں ہی کے لئے مخصوص ہے۔ دنیا کی کامیابی اور
فتوحات بھی ان ہی لوگوں سے خاص کر دی گئی ہیں۔ اور
بنی اسرائیل میں متقی نظر نہیں آتے۔ اسی لئے میں یہ حسنۃ الدنیا
اور حسنۃ الاخرۃ ایک متقی قوم سے مختص کرتا ہوں۔ اور وہی
وعدہ کی سرزمین میں داخل ہوگی جسمیں دودھ اور شہد کی
نہریں جاری ہیں۔ وہ راست باز قوم کون ہے؟ الذین
یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا
الآیہ یعنے وہ راست باز وہ لوگ ہونگے جو الرسول النبی الامی
کے متبع ہونگے جس کی نسبت پیش گوئیاں تورات اور انجیل میں
مذکور ہیں۔ حکم کرتا ہے۔ اُن کو نیک باتوں کا۔ اور روکتا ہے۔
بری باتوں سے۔ یہ مضمون بہت ہی قابل غور۔ اور وسیع
ہے۔ اور یہ خطبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں
چند امور نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرونگا۔

ان آیات میں بہت الفاظ قابل غور ہیں۔ اللہ جل شانہ فرماتا
ہے۔ الرسول۔ النبی۔ الامی۔ یہ نام ہمارے سید و مقتدا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہیں۔ اور آپکی دعوت تبلیغی کی

بتفصیل یہ ہے۔

تحلیل الطیبات اور تحریم الخبائث۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر

اور بوجھوں کا اوتارنا پھینکنا اور طوقوں
کا توڑ ڈالنا یہ پانچ کام ہیں جو اس رسول کو پورا کرتے ہیں الامی
نام رکھنے سے یہاں یہ بھید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ظاہر
کرنا چاہتا ہے کہ اوس مغرور قوم کا جو تورات کی وارث کہلاتی
ہے اور علوم سماوی کا مخزن بنتی ہے صرف ڈھانچا ہی
ڈھانچا رہ جائیگا اور معرفت کا نور اُن سے چھین لیا جائیگا
اور اسکی قائم مقام اور وارث وہ قوم بنے گی جو یہ صفات
حمیدہ اپنے اندر رکھیگی اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی
ضخیم کتابوں کے پڑھ لینے یا لمبے کرتے اور دراز دامن چغے پہننے
سے دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور خدا کی نظر پڑھ پڑھ
کر بڑی بڑی باتیں کرنے پر نہیں پڑتی بلکہ وہ تو دل کی تہ تک
پہونچتی اور اسکو ٹٹولتی ہے کہ آیا اوس میں پاکیزگی کا نور ہے
یا نہیں۔ وہ اپنی باتیں متکبر پڑھے ہوؤں اور پندار عالموں
سے دریغ رکھتا ہے اور امیوں اور خالی برتن والوں کو
اپنی معارف کا گنجینہ دار بناتا ہے وہ جو بڑی بڑی حدیث
دانی اور اسفار ضخمہ اور مجامیع و مسانید کے کوٹھی دار
ہونے کا دم مارتے ہیں ایک گاؤں کے رہنے والے
سادہ اور پاک برگزیدہ کی شناخت سے محروم رکھے جاتے
اور بے نفس رسمی علوم سے پاک ان پڑھ اسکی شناخت
اس کی محبت اور لوازم محبت سے بہرہ مند ہوتے ہیں
سچی پاکیزگی اور حقیقی طہارت گناہوں سے پوری نفرت
کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر کا تسلط عرش دل سے اٹھا
دیا جائے اور ہر ایک قسم کی ریا اور بدکاری۔ بے ایمانی
خواہیہ کے راہوں سے پوری کنارہ کشی ہو۔ یہی حقیقی
زندگی ہے۔ جو کسی قوم کو خدا کے وعدوں کا وارث
بناتی ہے۔

امی کے لفظ پر غور کرنے سے یہ نکتہ بھی سمجھ میں
آتا ہے (اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے) کہ بنی اسرائیل کی وارث
ہونیوالی قوم ایک سادہ اور پاک قوم ہوگی تکلف اور
تصنع کے راہوں اور رسمی علوم و فنون سے انہیں سروکار
نہ ہوگا اور اسلئے رعونت اور انانیت اور تعلی اور تکبر اوسکے
پاس نہ آئے گا۔ اور وہ رسول جو اس قوم کو وعدہ
کی زمین کا وارث بنانے والا ہے تمام دنیوی تعلیموں سے
سادہ آئے گا۔ وہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہوگا۔
نہ اوسنے کسی پر تکلف گدی نشین کے آگے مریدی اور خادمی
کے زانو تہ کئے ہونگے اور اُسے زیبا ہوگا اور اُسکا استحقاق ہوگا
کہ یہ کہے ؎

چوں حاجتے بود بادیہ جنگ مرا + من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

یہودی رسمی علم کے گھمنڈ سے امی عرب کو بڑی حقارت کی نگاہ سے
دیکھا کرتے اور اعتقاد کر نہیں سکتے تھے کہ ایسی قوم بھی خدا تعالےٰ
کے فضل کی مورد بن سکتی ہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ نبوت
اور ولایت اور امامت کے ابدی ٹھیکہ دار وہی ہیں اور شامی یونیورسٹی کے
بے سرٹیفکیٹ لئے کوئی ایسے دعاوی کا حقدار نہیں ہو سکتا
عجیب بات ہے کہ جیسے وہ احبار اللہ اور انبیاء اللہ کہلاتے
اور مس نار سے اپنے تئیں معصوم محفوظ جانتے تھے لازماً اخلاق
میں ایسے گر گئے تھے کہ عہدوں سے معاملات میں بے ایمانی
اور دغا اور فریب کو ناجائز نہ سمجھتے تھے۔ افسوس ہمارے
زمانہ کے مثیل الیہود بہشت کے ٹھیکہ داروں کا بھی یہی رویہ
اور چال ہے۔ یہود کو اسی تکبر اور بدعاملگی نے خدا تعالےٰ کی
نظر سے گرا دیا اور آخر اس اینٹ کو جسے مغرور معماروں نے رد
کر دیا تھا عظیم الشان عمارۃ کے کونے کا سرا بنایا۔

(امی کا لفظ ام القریٰ کیطرف بھی اشارہ کرتا ہے کیونکہ
وہ صفت نسبتی ہے جسکا اشارہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے چنانچہ یرمیاہ
نبی کے ۳۱ باب اور یسعیاہ کے ۵۴ باب اور گنتی کے ۱۱ باب اور استثنا
کے ۱۸ باب میں اسکی طرف خاص اشارات ہیں اسی لئے الامی کا لفظ
آیا یعنے وہ اُمّی جسکا ذکر کتب سابقہ میں ہے ایڈیٹر)

سنو! اس زمانہ میں بھی اللہ تعالےٰ نے ایک امام کو پیدا کیا ہے جو اُسی
الرسول۔ الامی کی چال پر چلا ہے۔ اُسنے بھی ایک جماعت بنائی ہے
اسی طرح جسطرح خدا نے ارادہ کیا۔ مگر نادان مخالف اوس امام کو ایک اردو
نویس منشی کہتے اور اُسکی جماعت کو اردو خواں لوگوں کی جماعت بتلاتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی جماعت کا سید احسن مثلاً (مولانا مولوی سید
محمد احسن صاحب امروہی ایک اردو خواں منشی ہے اور وہ جو نوکری کا
چکتا ہے چند نسخہ جاننے والا طبیب ہے اور فلاں مدرسہ کے لوٹر کا
کو اردو پڑھانے والا ہے۔ غرض کہاں تک بیان کروں اس تحقیر اور
ہتک کا اندازہ بھی ہے جو اس مخالف جماعت نے اس امام اور اُسکی
جماعت کی نسبت اختیار کر رکھی ہے۔ میرا دل اُنکے لئے تڑپتا اور
میری روح اُن کے لئے رقت میں ہے کہ کاش وہ ان آیات کو پڑھتے
اور تدبر سے ان میں نظر کرتے۔ اسی قسم کی باتیں ایک قوم کی نسبت
آج سے تیرہ سو برس پیشتر کہی گئیں مگر نظر اٹھا کر تو دیکھو کہ جنکی بابت
کہا گیا اونکا کیا حال ہوا۔ اور جنہوں نے کہا وہ کہاں تک پہونچے وہ
جو اپنے تئیں معزز و موثر سمجھتے تھے اور بادی النظر میں تھے بھی ایسے ۳

ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا

گذشتہ ضروری کے عنوان سے جو اشتہار متعلق بیعت ہمارے سید و مخدوم جناب مسیح الزمان ثمہ الرحمان نے شائع کیا تھا اوس میں بالقاء ادب جلیل سید نا میرزا صاحب (ایدہ اللہ بروح منہ) نے بیعت کرنے والوں کی فہرست اسماء مع تکالیف ضروریہ طیار ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس امر کی ضرورت اور فوائد کے متعلق ہم سید نا میرزا صاحب کے اس اعلان کو بخلبہ درج کرتے ہیں اور اسکی تکمیل کے طرق کے متعلق خود اشتہار عرض کرتے ہیں کہ چونکہ ہر ایک کام اپنے اپنے وقت پر ہوتا ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے ہوتا ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس مقدس ارادہ کے پورا ہونیکا وقت آگیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کام کو ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ پورا کرا دے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ چونکہ اس ضرورت کو الحکم نے محسوس کر کے پہلے بھی بذریعہ الحکم ظاہر کیا تھا اور اب یہ تحریک ہمارے دلوں میں پھر شدت ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے بھروسہ پر ہم اس کام کو شروع کرنے والے ہیں اسلئے ہر ایک صاحب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں مندرجہ ذیل نقشہ کی خانہ پری کر کے ہمارے پاس بھیجدیں تا کہ اس ضروری کتاب کی تکمیل کے لئے ہمکو آسانی ہو۔

نام	ولدیت	سکونت مستقل	سکونت عارضی	پیشہ	کیفیت بیعت

ہم عنقریب یہ اشتہار جدا چھپوا کر بکثرت تقسیم کریں گے شروع اپریل سے ہم اس کام کو شروع کریں گے اور ردیف دار یہ کتاب مکمل ہوگی پہم حضرت اقدس کی تبلیغ میں سے وہ حصہ درج کرتے ہیں جو اس ضرورت کے متعلق حضور نے لکھا ہے + ایڈیٹر

وھو ھذا

اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً للہ طلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واضح ہو کہ بالقاء رب کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے انکو میت کیا ہے نکال کر فی الجملہ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کے جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں اس سکونت مستقل و عارضی اور کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پا دیں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزون تک پہنچ جائیں تو ان سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنے والوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی انکے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام سابقین یعنے داخلین بیعت میں شائع کیجائے اور ایسا ہی ہوتا رہے۔ جب کہ اسماء اور نشان اپنے اندازہ مقدرہ تک پہنچ جائیں یہ انتظام جس کے ذریعہ سے راست بازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہو اور اپنی سچائی کے مختلف اثر جو شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عزوجل کو بہت پسند آیا ہے۔ مگر چونکہ یہ کاروائی بجز اسکے بآسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود سابقین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجدیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تمام سے بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بہ تحریر خاص اپنی پوری پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جس میں تمام بیعت کرنے والوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہوں انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہوگا ازاں جملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنے والوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایک دوسرے کو دعا خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک موقعہ و محل پر ایک دوسرے کی ہمدردی کر سکینگے اور ایک دوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کی طرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو ان میں سے اپنے ہم الارت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کے روحانی بھائی دنیا میں کس قدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خداداد فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم اُن پر ظاہر کرے گا۔ کہ خدائے تعالےٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت و جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے۔ اور آجکل اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھکر انکا قدر کرے اُن سے جلد صلح کر لیوے۔ اور دلی غبار کو دور کر دیوے۔ اور صاف باطن ہو جاوے۔ اور ہرگز ایک ذرہ کینہ دل میں اُن سے نہ رکھے +

عہ جس مدعا کے لئے بیعت ہے یعنے حقیقی تقویٰ اختیار کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلئے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد رکھے اور اس وہم میں نہیں رہنا چاہئے کہ اگر تقوائے اور سچا مسلمان بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقوائے کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا رنگ پکڑے اور یہ برکت تو حیات صادقین و جذبہ کاملین بیعت میں داخل ہو جاوے اور اس کا جز بنجاوے اور وہ مشکوٰۃ نور دل میں پیدا ہو جائے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے لفظوں میں روح القدس بھی کہتے ہیں جس کے پیدا ہونے کے بعد خدائے تعالےٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بری معلوم ہوتی ہے جیسے وہ خود خدائے تعالیٰ کی نظر میں بری و مکروہ ہے اور نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق مالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلئے ابتدائی نقطہ جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں فرمایا ہے ھدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھدًی للفاسقین یا ھدًی للکفرین ابتدائی تقوائے جسکے حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعیدوں کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت والے اسکے مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ متجمعہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشانا خلقا آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا وجود ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور تولد ثانی پاتا ہے + فتدبر ھذا

ایڈیٹوریل نوٹس

(گر قبول افتد زہے عز و شرف)

ہم آج ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے منظور ہونے کی اپنی برگزیدہ جماعت سے خصوصاً امید ہونی چاہئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت جس قدر مسلمانوں کو ہے اوسکے محسوس کرنے کے لئے ابھی عام دلوں میں قوت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر اس سے ہم مایوس نہیں ہوتے کیونکہ یہ پودہ اس باغبان نے لگایا ہے جو بحکم کہ وقت فرزند یک رسید دہ مادر یاں برمنا د بلند تر محکم تر نہاد کا مصداق و مخاطب ہے یہ سرسبز ہوگا اور ضرور ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور عام دل اسکی ضرورت محسوس کرنے پر کریں گے۔ اور اسکی آبیاری اور سرسبزی میں ہمہ تن کوشاں ہوں گے۔ مگر ابھی ابتدائی حالت میں جن لوگوں کو اوسکی سرسبزی کا خیال پیدا ہوگیا ہے۔ وہ مبارک ہیں کیونکہ وہ السابقون الاولون کے مصداق ہونے والے ہیں۔ اس لئے فی الحال ہم اون دلوں ہی کو مخاطب کرکے چند باتیں کہنا چاہتے ہیں۔ جو اوسکی ضرورت کو محسوس کر چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اثر پذیر ہو سکتے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی بیسیونگ کمیٹی نے مکان مدرسہ کی تعمیر کا انتظام کر لیا ہے۔ گو ہمارے نزدیک ابھی یہ قبل از وقت ہے۔ لیکن جب کارکن کمیٹی نے اسکی ضرورت کو سمجھا ہے۔ تو ہمکو مخالفت ظاہر کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم بھی اسکے ہم زبان ہو کر اسکی تکمیل میں ساعی ہوں + بناء علیہ ہم اپنے ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ مکان مدرسہ کیلئے یوں تو خاص چندہ کی ضرورت ہے کیونکہ جس حال میں فنڈ مدرسہ صرف ماہواری چندہ ہی ہے اور ابتدائے اخراجات کی کثرت اور آمدنی کی دوسری سبیل نہ ہونے کی وجہ سے بہت ہی مشکلات بظاہر نظر آتی ہیں تعمیر مکان ایک بڑی بھاری مشکل ہے مگر اسکو آسان کرنے کے لئے ایک تجویز ہماری سمجھ میں آئی ہے جسکو ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے جسقدر لوگ قربانی کرتے ہیں ہر ایک شمار میں قربانی کی کھالیں اپنے طور پر جمع کریں اور اُنکی فروخت سے جسقدر روپیہ جمع ہو وہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کی امداد میں بھیجا جاوے یہ ایک ایسا کام ہے جسکے لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین بڑی خوشی سے اسپر کاربند ہونے کی کوشش کریں گے ہم اپنی اس تجویز پر عملی کارروائی ہوتے دیکھ کر بہت خوش ہونگے اور ایسے تمام اشخاص کے نام الحکم کے ذریعہ شایع کئے جائیں گے تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی تحریک ہو۔

قدامت قربانی از کسب آسمانی اس نام کا ایک ہفتہ وار رسالہ نور علی نور لودیانہ کے ایڈیٹر ہمارے مکرم شیخ الدین صاحب واعظ اسلام کی تالیف سے بغرض ریویو ہمارے پاس پہنچا۔ ہم افسوس کرتے کہ ریویو نگاری کے اہم فرض سے ایک ہفتہ وار اخبار میں بسکدوش نہیں ہو سکتے ریویو نویسی عام اخبارات میں ایک معمولی بات سمجھی گئی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ اخبار نویس ریویو کی فلاسفی نہیں سمجھتے مگر اتنا ضرور کہینگے کہ اگر وہ ریویو کی فلسفی جانتے ہیں اور پھر عملی طور پر اوس سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ اونکی کمزوری ہے اور ایسا کیا جاتا ہے ریویو کی غرض مصنف کے نقائص اور کمیوں کو پورا کرنا ہوتا ہے جو نہیں ہوتا اس لئے ہم عام چال تو چلنا نہیں چاہتے اور ریویو کی سرخی جما کر فضول باتیں جنکا ریویو سے تعلق نہیں لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف اتنا لکھتے ہیں کہ کتاب مذکور نے ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ گوشت خوری کے مسئلہ پر بڑی بھاری روشنی ڈالی ہے۔ اور قربانی پر بڑے اعتراض کرنے والوں آریوں کو لاجواب کیا ہے عقلی اور نقلی دلائل سے قربانی کا جواز ثابت کرکے دکھلایا ہے۔ رسالہ مذکور ہمنے بالاستیعاب پڑھا ہے لکھائی چھپائی جلد ترتیب اچھے ہیں جس مضمون کو لیا ہے عمدہ طور پر نبھایا ہے ہماری رائے میں یہ کتاب ہر مسلمان واعظ اور دینی مذاق رکھنے والے آدمی کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ جو صاحب چاہیں مہر بھیجکر شیخ الدین واعظ اسلام و ایڈیٹر نور علی نور لودیانہ سے طلب فرمائیں

ایک فتنہ انگیز کتاب پچھلے سال جب لٹریچر پنجاب پر باقاعدہ سالانہ رپورٹ مرتب ہوئی تھی اوسوقت ان ناقابل الذکر فتنہ انگیز کتابوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا جو بعض آریہ مکذبوں نے تکذیب کے خیال سے لکھی تھیں اون کتابوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا گیا تھا کہ ایسی کتابوں کی اشاعت اور اجرا ملک کی ایک یا دوسری مذہبی جماعت میں نفرت پیدا کرکے امن عامہ میں خلل اندازی کا موجب ہوتا ہے اور امن عامہ کے قیام ہی کی ضرورت کو محسوس کرکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (جو بنی محسن گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو شیر مادر کے ساتھ پی چکا ہے) دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کی توسیع کیطرف گورنمنٹ کو توجہ دلانے کی ضرورت پڑی اور اس امر کا اعلان کرنا پڑا کہ کوئی مخالف مذہب خواہ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو یا برہمو کوئی دوسرے مذہب پر اعتدال کی حد سے گذر کر حملہ اور اعتراض نہ کرے۔ اور اسکی مسلمہ کتب سے باہر جانا دل آزاری اور خلل امن عامہ کا ارتکاب سمجھا جائے گا۔ مگر بعض جیتی گاڑی میں ڈوڑ

نکالنے والونکی طفیل **امام** صاحب کو اپنے اس ارادہ کے التوا کی ضرورت پڑی مگر تاہم **خدا کے مرد** کی باتیں فضول نہیں ہوئیں قانون بدخواہی سرکار نے آپکا مطلب کسی حد تک پورا کر دیا۔ بہرحال ایسے لٹریچر کی انسداد کی اشد ضرورت اور سخت ضرورت ہے جو ملک کے اخلاق اور امن کے خرمن پر شرارہ کا کام کرتا ہے چنانچہ ان دنوں ایک کتاب **امہات المومنین** یا دو بار **مصطفائی کے اسرار** کسی پادری نے چھاپ کر ایک ہزار جلدیں اوسکی بلا درخواست مسلمانوں کے پاس بھیجکر اونکو آزار دیا اور اُنکے دلوں کو صدمہ پہنچایا ہے گو کہنے کو یہ بات ہے۔ کہ کتاب مذکور **شیخ محمد حسین بٹالوی** کی ایک ہزار روپیہ کے انعام کی تحدی کے جواب میں شایع ہوئی ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ شیخ صاحب نے اسکو کسایا مگر ہم اتنا تو انصاف سے کہیں گے کہ شیخ بٹالوی نے گالیاں دینے کو نہیں کہا تھا۔ اور اگر اوس تحدی کے جواب میں ہی سہی انعام موعودہ کا مطالبہ کیا ہوتا گو شیخ بٹالوی نے ان گندی اور ناپاک گالیوں سے جو انکی بدولت **مقدس اور مطہر** ذات انسان کامل کو دی گئی ہیں اپنے آپ کو ایک حد تک مسلمانوں اور خدا کے سامنے جوابدہ بنا لیا ہے۔ لیکن یہ صاف اور صریح طور پر دل آزاری ہے کہ ایک ہزار جلد ایسی گندی کتاب کی مفت اون مسلمانوں کے پاس بھیجی جاوے جنہوں نے کوئی درخواست کتاب مذکور کے لئے نہیں کی۔ اسلئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہز اونر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کریں کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کو جسنے اُنکے زیر سایہ کروڑہا اہل اسلام کے دلوں کو بدیہی صدمہ پہنچایا ہے حکماً روک دیں۔ جیسا کہ پادری ٹی ولیم صاحب ریلوے کی کتاب "تاریخ محمد کا اجمال" روک دی گئی تھی۔ یہی تو اس مبارک گورنمنٹ کی خوبی اور برکت ہے کہ گورے کالے اور مذہب غیر مذہب کا کوئی لحاظ نہیں ہے ہمکو امید کرنی چاہئے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب اپنی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول فرما کر اور مسلمانوں کے شکستہ دل پھر اپنی انصاف پروری اور تالیف قلوب کا پھاہا رکھ کر اون کو تسلی دیگی۔ مالاخر ہم بجائے خود امام **الوقت** سید نا میرزا صاحب کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ وہ اہل اسلام کی ایک معزز جماعت کے روحانی پیشوا ہیں وہ اپنے اس ارادہ توسیع دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچائیں جسکے لئے ہم کو امید کرنی چاہئے کہ گورنمنٹ ضرور توجہ کریگی۔ کیونکہ اون کی آواز **محمڈن کمیونٹی** کی آواز ہے +

نہ گالیاں دے کر آزار دیا جاتا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قیمت پیشگی سالانہ ۲ روپیہ

قیمت پیشگی سالانہ ۲ روپیہ

نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دوم

حیدرآباد دکن کی جماعت کی طرف سے

عریضۂ نیاز

بحضور حضرت اقدس امام مہدی آخر الزمان مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سالک مسالک حقیقت و عرفان واقف رموز و اسرار قرآن۔ غواص بحر توحید آشنائی۔ یم تجرید مظہر انوار الٰہی۔ مصدر برکات نامتناہی۔ مقبول جناب احدیت۔ مقرب بارگاہ صمدیت۔ حافظ کلام ربانی۔ ہادی مراحل خدا ترسی و خدا دانی۔ محی ملت بیضا۔ حامی شریعت غرا۔ فخر الاولیا تاج الاتقیا۔ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین۔ امیر المومنین امام المسلمین۔ آفتاب عالمتاب آسمان امامت۔ شہسوار عرصۂ ارشاد و ہدایت۔ حضرت امام آخر الزمان۔ مہدی دوران۔ مسیح موعود ایدہ اللہ و نصرہ۔

ہم لوگ جو خدا تعالےٰ کے عاجز بندے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنےٰ امتی اور حضور اقدس کے جان نثار خدام میں سے ہیں۔ یہ عریضہ نیاز نہایت ادب کے ساتھ ایک خالص غرض سے خدمت فیضدرجت میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جناب عالی بنظر رحمت شفقت اس کو ملاحظہ فرمائینگے۔ حضور کا اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء جو مرض طاعون کے بارہ میں شائع ہوا ہے ہم لوگ بھی اوس کو شرف مطالعہ سے مشرف ہوئے۔ حال جناب ہم لوگ اس بات کو پہلے سے جانتے تھے اور اوس سبب سے خوف زدہ بھی تھے۔ کہ ایک طرف سے اس ظلمانی زمانہ کی نئی روشنی اور اس پر فتن زمانہ کی منافقانہ تہذیب اس نہر ناک زمانہ کی نامعقول تہیج بیت نے اہل عالم کو نمونۂ نہایت فسحہ کا چالاک بیباک آزاد و گستاخ و شوخ و شریر بنا دیا ہے۔ اور دوسری طرف سے اس زمانہ آخر کے خشک ملاؤں نے اپنے نفسانی جذبات کو انتہا تک پہنچا کر باہمی عناد و محبت و رشد و ہدایت کی تمام راہیں مسدود کر دی ہیں افسوس صد افسوس کہ ایک ادنیٰ کی مبارک آواز اون کے شنوا گوش تک پہونچ سکے۔ اور انہوں نے اس خدا داد نعمت کی کچھ قدر کی جو عین ضرورت کے وقت حضرت قیوم عالم جل شانہ نے اُن کو عطا کی تھی۔ روحانی نور اور آسمانی امور سے وہ اس وجہ محروم و بے نصیب ہو گئے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی اُن قدیم سنتوں کو بھی انہوں نے بالکلیہ اپنے دل سے فراموش کر دیا ہے جس کے آثار و نقوش نظام فطرت و قانون قدرت میں مندرج ہیں۔ اگر اونکی سعید فطرت اون کو مضطر کرتی اور وہ اپنی بصیرت سے کام لیتے اور حضور اقدس کی جان بخش و روح پرور تصنیفات کو تدبر سے دیکھتے۔ اور جناب عالی کی پاک ہدایت و مبارک تعلیم پر ایک منصف و دانا دل لیکر غور کرتے۔ تو اُن کے خون کا قطرہ قطرہ اور اُن کی خاک کا ذرہ ذرہ اس امر پر شہادت دیتا۔ کہ اللہ جل شانہ نے اس پر آشوب و پر ظلمت زمانہ میں اپنی رحمانی تجلی کے ساتھ اس عالم کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اپنی عظیم الشان رحمت کو ایک نہایت عالی خیال و روشن دماغ و بلند حوصلہ و سلیم العقل و علیم المزاج و سعید الفطرت و کامل الایمان و پاک نور و پاک دل و متقی و مقدس و کریم النفس انسان کی صورت میں نازل کیا ہے۔ تاکہ ابدی زندگی کے طلب گار ہلاکت کی راہ سے بچکر صراط مستقیم کو لیں۔ اور اوس منزل مقصود پر پہونچ جائیں جس پر پہنچنا پیدائش انسان کی علت غائی ہے۔

مگر ہم اس بات سے سخت دردمند ہیں کہ بجائے قدر شناسی شکر گذاری کے ان لوگوں نے حضور کی تکلیف و توہین کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ اور کوئی پہلو مخالفت و مخاصمت کا باقی نہ چھوڑا۔ ان حالات کو دیکھ دیکھ کر اس بات سے دل ڈرتا تھا۔ اور خوف آتا تھا۔ ؎

تا دل مرد خدا نامد بدرد ٭ ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

آخر کار وہی ہوا۔ کہ قحط و زلزلہ کے متواتر و مسلسل صدمات سے ایک عالم تباہ ہو گیا ہے۔ اور اب خدا تعالےٰ کے قہری تجلی کے آثار اور بھی زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ اور طاعون جیسا مرض مہلک ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور اس عالمگیر موت کے احاطہ سے نکل جانا انسان ضعیف البنیان کی طاقت و امکان سے باہر ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ عالم اسباب کے تمام حوادث اسباب سے وابستہ ہیں۔ مگر ذات پاک حضرت صانع عالم جل شانہ جو متصرف فی الاسباب ہے۔ اُسی کے ارادہ مشیت کے بموجب اس کائنات کی ہر ایک حرکت و سکون واقع ہوتی ہے۔

چونکہ اس مرض کا شیوع اس ملک کے حدود میں بھی شروع ہو گیا ہے۔ روز متوحش خبریں پہونچتی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ آثار بہت خطرناک ہیں اور معلوم نہیں۔ کہ کس وقت کیا حادثہ وقوع میں آئے۔ اور ہم لوگ اپنے ایمان و عقائد کا اوسی طرح جس طرح حضور نے اپنی پاک و مقدس کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ حضور کو شاہد ٹھہراتے ہیں۔ جیسے اول الشاہدین خود خداوند تعالیٰ جلشانہ کی ذات مدفع الدرجات ہے۔ اور متعدد ہیں۔ کہ میدان محشر میں بروز حساب ہمارے ان

دعا کی اگلی اجابتیں کیونکر دیدہ حضور کو بھی لاثانی ہیں۔ الحاصل
[illegible] ہے اور حضور بھی [illegible]
ہم بہ صدق نیت اس بات پر ایمان لا چکے ہیں۔ کہ یہ صفات
حضور اقدس کی کما حقہ الذات و تمام و آئینہ کمالات اسلام سے نقل
کئے گئے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ جل شانہ نیز محض ہے اور مبدا
جمیع خوبیوں کا ہے۔ اور جامع ہے تمام خیرات کا۔ اور جامع ہے تمام
کمالات کا۔ اور جامع ہے ہر ایک ہر کا اور موجد ہے تمام وجودوں کا
اور علت العلل ہے ہر ایک موثر کا۔ جس کی تاثیر یا عدم تاثیر ہر ایک شے
اس کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں
اور صفات میں۔ اور اقوال میں اور افعال میں۔ اور اپنے تمام کمالات
میں۔ ازلی ہے اور ابدی ہے اپنے جمیع صفات کاملہ کے ساتھ۔
اور حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و
خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے۔ اور وہ
نعمت مرتبہ تمام پہونچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان وہ راست
اختیار کر کے خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین
کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن شریف خاتم کتب
سماوی ہے۔ اور ایک شعشعہ یا نقطہ اوس کی شرائع اور حدود
اور احکام اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کم ہو سکتا ہے اور
ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ جنت و جہنم خدا کے ازلی ابدی
کے صفات قدیمہ جلال و جمال کے مظاہر تام ہیں۔ اور ملائک مقسمات
و مدبرات امر ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کتابوں
اور اوس کے رسولوں پر۔ اور بعث بعد الموت پر۔ نیز ہمارا اُن
تمام باتوں پر ایمان ہے۔ جو قرآن شریف میں درج ہیں۔ اور جو اُن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کی طرف سے لائے۔

جس طرح ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اسی طرح ہم اس پر
بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت
کو جس بات کی خبر دی تھی۔ اور جس کو بعض صفات مشابہتوں کی وجہ
سے اور بعض کمالات و مناسبتوں کی وجہ سے مہدی فرمایا تھا۔
اور جس کی ظہور کی زیادہ سے زیادہ صدی چہاردہم میں باتفاق علماء
و اولیاء امید کی گئی تھی۔ وہ بلاشبہ حضور اقدس ہیں۔ قطع نظر اُن
مقدس دلائل کے جن کو حضور نے اپنی مبارک کتابوں میں تحریر
فرما دیا ہے۔ ہم نے احادیث نبویہ کے بموجب اُن کے ہستی آثار
و علامات کو دیکھ لیا ہے جن کا وقوع زمانہ ظہور امام آخر الزمان سے وابستہ
تھا۔ اس کوشش میں خدا تعالےٰ نے ہماری مدد کی
اور ہمارے سینوں کو کھول دیا۔ اور یہ فہم و بصیرت ہم کو عطا کی اور
اب ہمارا دل یقین سے معمور ہو گیا ہے۔

اور رمضان المبارک کا کسوف و خسوف جو اُسی کی صداقت

حدیث کے الفاظ کے مطابق واقع ہوا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیا۔ اور اس آسمانی نشان کو دیکھ کر ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہو گیا
ستارہ دُم دار کے طلوع کی تصحیح اطلاع ہو گئی۔ یہ وہی ستارہ ہے
جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت طلوع ہوا تھا
اور بعد ظہور حضرت امام آخر الزمان کے پھر طلوع ہوا۔ اور یہ
دوسرا آسمانی نشان تھا۔ جس نے حضور کی صداقت پر شہادت
ادا کی۔ ہم نے دجال کو دیکھا۔ اور اُس کو شناخت کیا۔ اور بعینہٖ
اُس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ لکھا ہوا اچھی طرح
پڑھ لیا۔ نیز وہ زلزلہ و طاعون جو بصورت عذاب دنیا میں شائع
ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اور جن کی خبریں احادیث نبویہ میں
بکثرت دی گئی تھیں۔ اُن کو دیکھ کر ہم خدا تعالےٰ کے قہر و
جلال سے اُسکی رحمت کی پناہ چاہتے ہیں۔ غرض کہ ہم اس بات
پر ایمان لا چکے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالیقین فوت
ہو چکے۔ قرآن کریم اُس کی وفات کی قطعی و یقینی خبر دیتا ہے اور
آنے والا مسیح آ گیا۔ ہم نے ان عقائد کی اپنے عیال و اطفال
کو بھی تعلیم دی ہے۔ اور وہ بھی اس عقیدہ میں ہمارے ساتھ
متفق ہیں۔

ہم اللہ تعالےٰ کے اس احسان عظیم کا بدل و جان بدرجہ
غایت شکر کرتے ہیں کہ جس حضور کا وہ مبارک زمانہ پالیا جسکی
تمنا میں تیرہ سو برس دنیا کی عمر ختم ہو گئی۔ اور صدہا راستباز
اس عہد کی آرزو میں اس عالم سے گذر گئے۔

آخر پر ہم نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ حضور سے
خاص طور پر ایک درخواست کرتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں
کہ حضور اُس کو قبول فرما دیں گے۔

اگرچہ ہم نے اس بات کا التزام کیا ہے۔ کہ نماز پنجگانہ
کے ساتھ درود و استغفار بھی بکثرت پڑھیں۔ اور اپنے متعلقین
و متعلقات کو بھی اس کا پابند کیا ہے۔ مگر جب ہم اپنے اعمال و
افعال پر نظر کرتے ہیں۔ تو بے انتہا ندامت کی وجہ سے دعا
کرنے میں بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ مگر اس خوف سے کہ خدا
تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا بھی ایک کفر ہے۔ ہم اس
بات کی دعا کرتے رہیں گے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم کو حضور کے مبارک
عہد کے نیک انجام تک جمیع آفات ماضی و مستقبل سے محفوظ
رکھ کر زندہ رکھے۔

مگر ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ کہ تمام دنیا کی
دعائیں اور تدبیریں ایک طرف اور حضور کی ایک دعا کے نیم
شبی ایک طرف۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ حضور مستجاب الدعوات
ہیں۔ اس لئے اس بات کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ حضور

ہمارے حق میں یہ دعا فرمائیں۔ کہ ہم حضور کے ایام کامیابی
جہاں تک مقدر ہے۔ دیکھ لیں۔ اور اگر ہم سب کی یا ہم میں
سے کسی کی موت مقدر ہے۔ تو ہم نہایت خوشی کے ساتھ
خدائے تعالیٰ کے فضل و قدر پر راضی ہیں۔ اس حالت میں ہم اس
دعا کے متمنی ہیں۔ کہ ہمارا خاتمہ ایسی عقائد پر ہو جن کو ہمنے بصراحت
اوپر لکھ دیا ہے۔ اور ہم ہمیشہ حضور کی جماعت کا جو ہمیشہ اس
اس عالم سے گذر جائے گا۔ اس کی اطلاع دوسرے بھائیوں کی
طرف سے جو زندہ رہیں گے۔ ضرور لوری جائیگی۔ تا حضور اُسکے
لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ ہمارے اعمال پر اگر اطلاع نہیں ہے کہ
ہم قابل مغفرت ہوں۔ یہ جز خدا کے نوبے کی وسیع رحمت ہے اور
حضور کی دعا کے اور کوئی ذریعہ نجات کا نہیں ہے۔ ہم اس پر یہی
یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنی اوس سچی ارادت و عقیدت و محبت
کا جو ہم حضور کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اجر عظیم پاویں گے۔ اب ہم
اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔ پہلے اپنے آپ کو اور اپنے عیال
اطفال کو اللہ جل شانہ کی حفظ و حمایت اور حضور کی دردمند
دل کی دعاؤں کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ ہم سے دونوں جہان
میں راضی ہو۔

ہمارے جماعت کے تمام بھائیوں کو ہماری طرف سے
سلام مسنون پہنچے۔ ۱ سید مردان علی۔ ۲ محمد بصیر الدین۔ ۳
محمد ابو الحسن۔ ۴ سید علی۔ ۵ سید رضوی۔ ۶ صفدر حسین۔ ۷ محمد عباس
محمد [illegible]۔ ۹ محمد [illegible]۔ ۱۰ مرزا صادق [illegible]

سورۂ بقرہ کی تفسیر چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔ منیجر الحکم قادیان سے طلب کریں
قیمت فی جلد معہ محصول ۱۰/ آٹھ جلد سے کم باہر نہ جا سکیں گی۔

ٹریکٹ سیریز نمبر

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں
جس سے حضرت اقدس سیدنا و مولانا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو اور اسلام کی خوبیاں
ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں
وہ نظمیں رجو صداقت اسلام و مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل
ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے مشہور خطبہ اور بعض دیگر لطیف
مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔
اور حضرت اقدس سیدنا و مولانا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں
یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں گے۔ اور اگر ہمارے احباب نے
توجہ کریں تو کثرت شائع ہو جائیں گے۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کو مدد دیں تو
اور سو سو ٹریکٹ عہ [illegible] حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینہ میں شائع
ہو سکتا ہے اور ہم دو ہزار روپیہ چار ہزار چھپا کر مفت تقسیم کرا سکیں اور تقسیم کے انتظام
کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار کچھ اور تعداد بھیجی جا کر ادارہ تقسیم

سرمن (خطبہ)

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء)

میرے کان میں جب یہ بشارت پڑی۔ جس خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھ دیا۔ کہ اب کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اور جس میں متکبرین اور امام مستکبرین نے انا خیر منہ کی ہانک لگائی۔ اور موعود اور اس کے اصحاب کو زمرۃ الاسمین کہا۔ اور جب پہلے سیالکوٹ کی مسجد میں جلسے میں حکیم حسام الدین صاحب کے مقابلہ کہا۔ کہ دعوے جدید کا مدعی علوم دینیہ اور علوم آلیہ سے بے بہرہ ہے۔ میرے دل میں یقین ہے فولاد کی طرح کر گیا۔ کہ دعوے کرنے والا اور اس کے ساتھ ہیں لاریب حق پر ہیں۔ اور وہ جھوٹے ہیں اور اسی یقین پر اللھم صل علی محمد وآلہ کے مطابق ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور ان کے دشمن ہر قسم کے انتقام کے قابل نہیں رہیں گے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ میرا گمان سچا نکلا۔ اور میری امیدوں کو جو سوقت ایمان بالغیب کے رنگ میں تھیں۔ تازگی اور نمایاں کامیابیوں سے سرسبز کر دکھایا۔ اور پھر فرمایا ہے یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر کیسی تمام اور متمم تعلیم ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تمام خوبیوں کی ہدایت اور تمام برائیوں سے بچنے کی نصیحت ہے۔ کوئی مشکل اسلام کو کسی کوئی کمزوری پیش کر کے کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے اوسی تعلیم نہیں دی۔ کیونکہ یہ اسلام ہی ہے جس کے متعلق کہا گیا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اس کی شان میں یہ آیت ہے۔ اس آیت کی زیر تفسیر ایک قصہ لکھا ہے۔ جو تعلیم اعجاز کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ عرب میں ایک بڑا شاعر تھا۔ اوسکی قوم نے حضرت کے پاس منتخب کر کے جھگڑنے کے لئے بھیجا کہ اگر تم مان لو گے ہم بھی مان لیں گے۔ چنانچہ وہ بڑا شاعر ان کی طرف سے حضور کی خدمت میں پہنچا۔ جب وہ مسجد میں آیا تو یہ الفاظ حضرت پڑھ رہے تھے۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر یہ سن کر فی الفور واپس گیا۔ اور قوم سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے پوچھا۔ ہم میں تمام خوبیاں ہی خوبیاں ہوں اور برائیاں ہی برائیاں ہوں۔ اسلام کی یہی منشا ہے۔ اب سب مسلمان ہو جاؤ۔ غرض وہ مسلمان ہو گئے۔ یہ ہے اعجاز اسلامی تعلیم کا۔ ان آیات پر غور کرنے سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے طور پر بیان فرمائی ہیں۔ یہ امر نہایت وضاحت سے ایک سوچنے والا دل سمجھ سکتا ہے۔ کہ مصلح کی ضرورت کب ہوتی ہے۔ وہ پانچ صفتیں ہی ضرورت حقہ ثابت کا اظہار ہیں۔ ان میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب دنیا کا یہ حال ہو۔ کہ امر بالمعروف نہ کیا گیا ہو۔ اور منکرات سے روکنے والا کوئی نہ ہو۔ اور گندی چیزیں حلال سمجھی جاتی ہوں۔ اور طیبات کو حرام کہا جائے۔ اور ناپاک چیزوں اور بدعات شنیعہ اور عقائد فاسد اور اعمال قبیحہ کے خطرناک بوجھوں کے تلے قومیں دبی ہوں اور دنیوی جذبات کے طوقوں سے ان کی گردنیں جکڑ بند ہو کر زمین کی طرف جھک جائیں۔ اور کتوں کی طرح ان کی ناکیں مٹی اشیاء کی بو لینے میں سطح زمین سے رگڑ کھاتی رہیں۔ اور آسمان کی طرف دیکھنا انہیں کبھی نصیب نہ ہو۔ ایسے وقت میں غیرت الٰہی جوش مارتی ہے۔ اور اس بات کی ضرورت حقہ داعی ہوتی ہے۔ کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ اور جیسا کہ یہ بیچ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ مصلح میں صفات کیسی ہوں۔ یعنے زمانہ کی ضرورت ہو۔ اور وہ ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ واقعات موجودہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین قدیمی ایرانی وہندی اور ہندی سب کے سب اغیار اللہ ان عیوب میں مبتلا تھے۔ یہود کی نسبت کتاب کریم صاف کہتی ہے۔ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ۔ یعنے یہود میں سوسائٹی کا یہ حال تھا۔ کہ کوئی کسی کو فعل بد کے ارتکاب سے نہ روکتا۔ نصاریٰ کی حالت اور حرمت کا کوئی انتہا ہی نہ تھا۔ مجوس ایران محرمات ابدیہ کو حلال سمجھتے تھے۔ اور باحتی فرقوں سے شہر کے شہر بھرے ہوئے تھے۔ غرض ہر طرف ضلالت اور ظلمت کا طوفان آ رہا تھا۔ اس لئے حضور کی بعثت ہوئی۔ یہ مرغوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو خواہ مخواہ نہیں چنا کرتا۔ اور کسی شخص کو مجدد اور صحت تجدید فضول نہیں بنایا۔ جب تک کہ زمانہ میں اوس کی ضرورت اور اوس کی پاک ذات میں اصلاح کی صلاحیت موجود نہ ہو۔

مجھے اکثر تعجب آتا ہے۔ کہ نصاریٰ قرآن کو دیکھتے ہیں۔ اور بعضے ان میں سے تفسیر قرآن بھی کرتے ہیں۔ ان آیات پر کبھی انسانی دل سے نہیں سوچتے۔ کہ ان آیات میں ایک مصلح کی نسبت کتنا بڑا دل کو ہلا دینے والا دعوے ہے۔ یہ صفات و خواص ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل کتاب کے مقابلہ میں قوم میں انسانی قوائے سائنس کو ہلانے والا تعجب اللذت سے بھر جانا اور یہ دعوے ہی اوس پر قوی اور مضبوط عیسائیت کو کافی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ اگر کوئی چاہے۔ کہ نورت و انجیل سے مصلح عالم کے ایسے صفات نکال کر دکھائے۔ تو اوس کی ورق گردانی آخر اوس کی حیرانی اور شرمندگی کا باعث ہوگی۔ ہم انجیل کے نسخے محض بے سود اور بے نتیجہ پڑھتے ہیں۔ جب ہمیں اوس کی تلاش ہوتی ہے۔ کہ انجیل کے یسوع نے زمانہ کی حالت کا تقاضا کیا پورا کیا ہے۔ اور اوس کے پورا کرنے کے لئے اپنے وجود کی ضرورت اور اصلاح کا عملی اور علمی ثبوت کیا دیا ہے۔ برخلاف اس کے قرآن کریم نے اسلام سے پہلے دنیا کی حالت کا ایک نقشہ دکھایا ہے۔ اور اس طرح صاف ثابت کیا ہے۔ کہ زمانہ پکار رہا تھا۔ کہ مصلح کی ضرورت ہے۔ الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا یعنے زمین بالکل مرنے کی سا ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ اوسے نئے سرے سے زندہ کرے۔ اس جامع مانع آیت نے ایک لفظ میں زمانہ کے تقاضے اور مصلح کی ضرورت کو کس خوب صورتی سے دکھایا ہے۔

پھر اس قوم کی صفات جا بجا ذکر کی ہیں۔ جو قرآن کریم کی تعلیم سے فیض یاب ہوئی۔ مگر کس قدر افسوس ناکامی و ناکامیابی کشمکش ہوگی۔ اگر کوئی دیکھنا اور دکھانا چاہے۔ کہ انجیلی یسوع کی حالت بھی اس امر کا ثبوت دے سکتی ہے۔

تعلیم موریہ نے لائف آف محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں جہاں تمام انبیاء صلعم اور یسوع انجیلی میں موازنہ کرنا چاہا ہے۔ تلخ گھونٹ پی کر اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ یہ مقابلہ سید الوری نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یسوع انجیلی کو اپنے زمانہ اور عہد میں کچھ بھی کامیابی نہیں۔ اس کے آگے محض بیہودہ اسباب ناکامی کی قرار دیتا ہے۔ غرض صادق اور حقیقی مصلح جو کامیابی کی زیبا خلعت زیب تن کر سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ جامع صفات ہیں۔ اگر ان صفات کا آدمی مطلوب نہیں۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ کوئی اس سے بہتر کسی مصلح کے صفات بیان کرو۔

سنو! ہمارے زمانہ میں ایک شخص نے دعوے کیا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ اول ہمکو یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا وہ اس دعوے کے قابل ہے یا نہیں؟ اور پھر دیکھیں گے۔ کہ زمانہ کو اوس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ بارش عجیب چیز ہے۔ یہ مردہ کو راحت دینے والی اور صدہا امیدوں اور مسرتوں کو ساتھ لانے والی۔ مگر جو وقت پر نہ ہو۔ تو محض بے سود اور ناقابل التفات اور مضر ہے۔ سو جیسے بارش کے لئے قانون قدرت ہے۔ اسی طرح روحانی بارش یعنے وحی الٰہی اور ہبوط وحی کے لئے بھی قانون قدرت ہے۔ اسی نکتہ معرفت کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل یعنے ہمنے اس رسول کو تمام حقہ ضرورتوں اور مقتضائے وقت کے پورا کرنے کی صفات اور قابلیت دے کر نازل کیا ہے۔ اور یہ اترا بھی ایسے وقت میں ہے۔ کہ جب ضرورت حقہ تھی۔ اور زمانہ باطل کے ہاتھوں سے تنگ آکر

الحق کو چاہتا تھا۔ یہ آیت بھی پورا فوٹو دکھاتی ہے۔ زمانہ کی حاجت کا جو ہمارے ہادی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود سے پہلے تھی۔ یہ کس قدر غور کے قابل بات ہے۔ کہ آج سے اُنیس برس قبل یہی الہام اس دعوے کرنے والے کو بھی ہوا۔ جو اس جدید دعوے کے سننے والے کو خیر خواہانہ صلاح دیتا ہے۔ کہ اُسی طرح آج بھی تقاضائے وقت اور صفات مصلح میں صبر اور حسن ظن سے غور اور جستجو کرے جیسی اُسنے پہلی صدی کے وقت کی۔

کیا اس وقت یہ صحیح بات نہیں۔ کہ زمین جل اُٹھی تھی اور بالکل ہرا نقشہ اُس کا ہو رہا تھا۔ ؎

ع بوستاں زرد و مردم مرد ع

تاریکی نے سارے عالم کو اپنے پردوں کے نیچے لے رکھا تھا۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس سلا یعنے امیوں اور علم و کتاب کے مدعیوں دونوں کے اخلاق بگڑ گئے۔ اور اس فساد اخلاق کی وجہ اُن کی بدعملیاں اور بدکرداریاں ہیں اور اس بدعملی کا تسلط ہر طرف پورا ہو رہا ہے۔ کوئی یوں سمجھو کہ سارے زمین اچاٹ رہی تھی۔ کہ ایک [illegible] کی [illegible] ہے۔ جو اُس کی پشت کو فسق و فجور کے ناقابل [illegible] سے نجات دے۔

بڑے افسوس [illegible] کہ ہمارے [illegible] اور نہی عن المنکر کو بالکل چھوڑ دیا۔ [illegible] جو ہزاروں اور شہروں کے [illegible] بولتے ہیں [illegible] ہوئے [illegible] ہو سکیں۔

[illegible] خرابیاں اور قسم کی بداخلاقی اور قسم کی بے ثباتیاں عقوق والدین کرنے والے اسی کریم و محترم کی نکاح سے [illegible] کہ ایک [illegible] بازوں کے حلقہ میں ایسے وقت میں کیا ضرور تھا۔ کہ ایک [illegible] دنیا میں [illegible] وہ آیا اور وقت پر آیا اور پوری قابلیت کے ساتھ آیا۔ وہ بحمد اللہ [illegible] ثابت کر رہا ہے۔ کہ وہ [illegible] وہی ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سلام شوق [illegible] اصلی روا تقیا امت میں سے [illegible] کہ اُس [illegible] دعوے کیا [illegible] کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام [illegible] بالکل [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت میں [illegible] یا ظلمہ عالم [illegible]

اور گُم مذاہب کو مخاطب فرمایا۔ اُسی طرز پر مسیح موعود کا مشن بھی ہوگا۔ سید المرسلین صلعم نے یہود و نصاریٰ سے مباحثات کئے۔ اُن کی بدکرداریوں اور ناپاک عقیدوں کو ظاہر کیا۔ عرب کے بربمؤں اور تناسخیوں کے خبیث خیالات کی بیخ کنی کی۔ اُس وقت کے عظماء و رؤسا قیصر و کسریٰ وغیرہم کے نام دعوت حق کے خطوط لکھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے ہند کے برہمنوں اور آریوں اور نصاریٰ اور یہود سے مباحثات کئے۔ اور ان بے باک شوخوں سے ایک طرف حق کی حمایت کی اور دوسری طرف اُن کے قلعوں پر متواتر حملے کر کے اُن کو خاک کے برابر کر دیا۔

اور باآنکہ چونکہ ایمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ سے رنگین تھا۔ یورپ کے کل سلاطین کے نام حضرت اعلم و اعظم قیصر و نجاشی کے نام لکھے۔ اور یہاں تک [illegible] ایک فرد حکام سے ایسا نہیں رہا جس کی آنکھ اور ہاتھ نے اُس کے تبلیغی نوشتہ کے دیکھنے اور چھونے کا شرف حاصل نہ کیا ہو۔

کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے سید و مولےٰ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ برس کی زندگی میں اس جہاں سے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے اُنہیں پیدا کیا تھا۔ ایک معظم [illegible] کی۔ [illegible] قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] عمر [illegible] ندیشہ [illegible] وہ [illegible] کہ وہ [illegible] حق اور ابطال باطل پر مشتمل ہے۔ پس اتباع سنت تو یہ تھا کہ آپ کی سیرت کی [illegible] پیروی کی جاتی۔ کوئی ان مفتریات [illegible] کہ [illegible] ان [illegible] ملل باطلہ تو ایک طرف [illegible] کسی [illegible] بھی کلمہ [illegible] نہ [illegible] یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سامنے [illegible] دیئے۔ اور ہمتوں کو پست اور حوصلوں کو سرد کر دیا۔ کہ حق دار آئے اور اپنا حق لے۔ کیا ہی [illegible] ثابت ہوا۔ جو کتاب مجید میں تیرہ سو برس قبل کہا گیا تھا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ پ ۲۶ - ۲۸ - خدا تعالیٰ کی حکمت ہے۔ کہ کل مفسرین اس آیت کو مسیح موعود کے زمانہ سے مخصوص کرتے ہیں۔ اصل الواقع حق بھی یہی ہے۔

سو سلام اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کہ وہ شخص کس پایہ [illegible] کام کا ہو گا [illegible]

اور غوث اور مجدد امت مرحومہ میں ہوئے اور سب کے سب اپنے مقتدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے مقتدی اور عاشق تھے۔ مگر یہ بات کیا ہے۔ کہ آپ نے سلام کسی کو بھی نہ کہا۔ فکر کرنے والے کے لئے اس میں آیات ہیں +

اس تمام بیان میں ہماری جماعت کے لئے امید بیم یا تبشیر و انذار دونوں ہیں۔ بشارت تو یہ ہے۔ کہ ہم نے اس مبارک وقت کو پایا اور امام وقت کو پہچانا۔ اور قبول کیا۔ اور امید ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے داخرین منھم اور اُن کے وعدوں کے مصداق اور وارث ہوں گے۔ اور انذار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ پہلے بھی اُس نے متقیوں سے ہی یارانہ لگایا۔ اور اب بھی وہ متقیوں سے ہی دوستی کرے گا۔ یہود کا کہا گیا۔ فضلتکم علی العالمین اور [illegible] یوں نبوت اور ملوکیت اُن کے خاندان میں جاری رہی۔ مگر جب تقویٰ اللہ چھوڑ دی تو نعمتیں سلب کی گئیں۔ اور آخر استقلال زمین یا بلفظ دیگر داخل خارج سے وقت نبی جماعت کی نسبت بھی یہی کہا گیا۔ فسا کتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوٰۃ الآیۃ

یاد رکھو قرآن کریم کا لانے والا امام المتقین ہے۔ اور آپ کی جماعت تقوے و طہارت کے سچے نمونہ ہیں۔ ایرانیوں کے لشکر کی ڈراؤنی کثرت کو دیکھ کر مسلمان لشکر کے بعض ضعیف دل گھبرا گئے۔ تو اُس صحابی سپہ سالار نے کیا خوب جواب دیا۔ کہ ہم آدمیوں کی قوت و تعداد کے بل پر تو نہیں لڑتے ہم تو ایمان اور دین کی قوت سے لڑتے ہیں۔ اور میں تو چاہتا ہوں۔ کہ ان کفار کی تعداد اس سے بھی مضاعف ہو۔

ہم کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ ہمیں متقی اور صالح بنائے۔ اور مجھے تو کامل امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ضرور ضرور اس جماعت کو ایسی ہی جماعت بنائے گا۔ جیسے اُس کے وعدے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی طرح اس جماعت کے معلم بھی خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آخر میں میں اپنی جماعت کو مبارک دیتا ہوں کہ بیشمار لوگوں سے خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کے حصہ میں حسنۃ الدنیا و حسنۃ الآخرۃ لکھ دے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

انوار [illegible] قادیان دارالامان میں [illegible] مالک و مہتمم نے چھپوا کر شائع کیا

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✦ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ✦ اغنی ہے خن میں ہر لشکر کے سپر ✦ لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

حکیم شیخ نظام الدین

شفاخانہ لونالی امرتسر

اشتہار

شرطیہ دوا

اشتہار

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و جبات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر (۱) اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو تگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) سر طبیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ امید خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ قیامین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو محلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ بفضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دینا۔ کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ ؎ بر باد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیجکر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امرا حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ✦

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو۔	عہ	۱۰	قولنج دوری	عہ	۱۹	نقرہ	عا	۲۸	مل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق سوزاک	صہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیچھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن صاحب ہاسپٹل گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ نابینائی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹروں حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی گئی کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فیتولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فیتولہ بند تین روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ میں عہ روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ روپیہ۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر (پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب)

اس سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ میں جلن کہتے ہیں۔ نظر ناخونہ۔ باہر دراندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئی نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے۔ اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار دیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی بیکس پر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے۔ اور پڑوال پڑتے تھے آنکھیں جو سب سرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم و تعظیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو اثر دکھلایا یعنی ایک دو کاندار مسمے دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم کے کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم سرمہ ممیرہ کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب و کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶ مارچ ۱۸۹۵ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (مالک) اڈیٹر و پبلشر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۵ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۸ء و ۶ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

قصیدہ

از خاکسار حافظ سید محمد مختار احمد مختار شاہجہانپوری

اے چشمۂ جود و کرم۔ بحر فیوضات اتم ٭ عالی ہمم والا حشم۔ محبوب ذوالکرم
اے مصدر لطف و عطا اے معدن جود و سخا ٭ اے منبع مہر و وفا اے مخزن فیض اتم
اے حامیٔ دین متین اے خادم شرع مبین ٭ اے عالم علم یقین اے عاشق شاہ امم
اے چارۂ بیچارگاں اے رہنمائے گمرہاں ٭ اے مہر تابان جہاں اے مظہر لطف و کرم
اے مظہر شان خدا محبوب خاص خدا ٭ پابند فرمان خدا تابع بہ لطف و کرم
اے باد باغ عزو شاں اے مہد اے آخر زماں ٭ اے باعث آرام جاں اے رفع رنج و الم
اے مورد انعام حق اے باعث اکرام حق ٭ اے مہبط الہام حق اے ذوی حشم اے محتشم
اے مہد عالی ہمم اے باد والا حشم ٭ اے عیسیٰ فرخ شیم اے رہبر راہ ارم
اے عشق تو جان من اے الفت تو جان من ٭ اے درد تو درمان من اکنون بطلب بدم

تو ہی ہمارا پیشوا تو ہی ہمارا رہنما ٭ تو ہی ہمارا مقتدا اک چار کمتر میں ہم
کو رنج و غم سہتے ہیں ہم مشق ستم ہوتے ہیں ہم لیکن ہمیں کہتے ہیں ہم تخمیر شد اے جان ہم
سوئے تو ظلم نارواں لیکن بصبر پر رضا کیا ٭ جب سے آئے کر دیا ہمنوا سر تسلیم خم
ہم سیکھے ہیں اے نکو خو تیری لفظاں آرزو کرتی ہیں تیری گفتگو لحظہ بلحظہ بیش و کم
جو عالمان باخدا کہتے ہیں پیر علم با صفا ٭ دل تجربہ کر دیا پیر فدا پیر رضا صوفی صفا
باقی ہیں جو ناآشنا وہ تجھ کو کہتے ہیں برا ٭ تیرے غلام آپ شوا کہتے ہیں پیر رضا
دیکھو تم اے اہل ریا دیکھو تم اے اہل جفا ٭ دیکھو تم اے اہل فا دیکھو تم اے اہل ستم
وہ پہلوان باخطا و شہسوار با صفا ٭ تم سب کو ہے للکارتا آجاؤ سب مل کر بہم
دکھلا کے فرمان خدا با قول شاہ انبیاء
ثابت کر دیں کہ اے باقی چور و ستم

(باقی آئندہ)

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط

ہم کو ظن غالب تھا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس ہائی کورٹ۔ مطالبات مندرجہ خط سابقہ مولانا سید محمد حسن صاحب کا کوئی جواب باصواب دیں گے۔ لیکن جب اُن کا خط مورخہ ۱۵ فروری ۹۸ء بنام سید صاحب صادر ہوا۔ یہ امید ہماری مبدل بیاس ہو گئی۔ چنانچہ اون کے خط کا بعینہٖ ہم انتخاب کرتے ہیں۔ بعض جو سید صاحب نے اُس کا جواب تحریر فرمایا ہے جس کا جواب ہی آج تک ندارد ہے۔ ذیل میں درج کریں گے۔ تاکہ ناظرین منصفین خود فیصلہ فرمالیویں۔ والانتخاب ہذا (۱) سید صاحب کے خط میں چند اشعار ایسے ہیں جو قابل توجہ نہیں۔ اور چند غلط متعلق اعلا کے ہیں۔ اور اکثر الفاظ بے محاورہ ہیں۔ (۲) کمپ انبالہ کا قصہ بابت سکوت مولوی صاحب کے محض افترا اور بہتان ہے۔ بلکہ قضیہ برعکس ہے۔ (۳) تمام پنجاب اور ہندوستان کے علما کے ساتھ بحث مباحثہ اور اُن کا سکوت مسئلہ توفی وغیرہ میں افترا اور بہتان ہے۔ (۵) سید صاحب سے اب گفتگو کرنا مرنے کو مارے شاہ مدار والا مضمون ہے۔ (۶) اگر کہو۔ تو آپکی غلطیاں اخبار میں چھپوا دیکاویں۔ (۷) چند الفاظ نامہذب سید صاحب کے خط میں موجود ہیں۔ (۸) میرے مخاطب نواب محمد علیخاں صاحب ہیں تم کیوں کو دخل سے بیل کو دا کو دی گون۔ یہ تماشا دیکھے کون (۹) جب نواب صاحب منظور کر لیں گے اور شرائط بھی طے ہو جاویگی۔ تو مجھے کسی مرزائی سے کوئی خوف نہیں۔ سید صاحب سے کیا خوف ہے۔ وہ تو حلوائے بے دودھ ہیں۔ (۱۰) جب نواب صاحب انکار کر دیں۔ تو پہلی تحریک موقوف از سر نو جب بحث ہوگی۔ نمبر اول مرزا صاحب گر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر مولوی نورالدین صاحب۔ اگر وہ بھی قبول نہ کریں۔ تو پھر مولوی عبدالکریم صاحب۔ نمبر وار مولوی عبدالقادر صاحب۔ پھر مولوی کمال الدین صاحب۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب گرد سوار۔ پھر کوئی اور مرزائی گرد سوار۔ جس کو مرزائی پسند کریں۔ (۱۱) لیکن سید صاحب کا نمبر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی شرائط قبول نہ کرے۔ (۱۲) براہ مستقیم سید صاحب کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ تحریر ہو معرفت نواب صاحب کے ہو۔ اور میعاد لگانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ (۱۳) صرف اس خط کا جواب بھیجکر نواب صاحب کی معرفت سلسلہ جنبانی فرماویں۔ (۱۴) قادیان میں جو آپ گفتگو کو کہتے ہیں۔ چونکہ ایک مرتبہ آپ انبالہ میں ذلیل ہو چکے تھے۔ لہذا دوبارہ آپ سے گفتگو نہ کی فقط۔

یہ ہے۔ انتخاب فرائد اشعار صاحب کے۔ بنائت تمام موصوف و استفاط اُن فقرات اور الفاظ کے جن سے آنحضرت کی تہذیب اور افشا پردازی اس قدر درجہ عالی تک پہونچی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ کرہ ارض سے بلند ہو کر کرۂ ناری تک پہنچ گئی ہے۔ سید صاحب نے اس کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ بھی بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ اور حکم کے فیصلہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ رائے ناظرین خود ایک حکم اون کے پاس موجود ہے۔ بنام مولوی صاحب بعد سلام مسنون آنکہ عاجز کو ان نمبر چہارہ گانہ میں

www.aaiil.org

سے کسی قسم کی شکایت نہیں۔ کیونکہ پھر مطلب سے دور جا پڑے گا۔ اور جو اصل غرض فخر الشعرا صاحب کی اس بلند پروازی سے ہے۔ کہ اصل بحث توفی نہ آنے پاوے۔ وہ اون کو حاصل ہو جاوے گی۔ لہذا چند سطروں میں مطلب کو ختم کرتا ہوں۔ جناب سے اون دلائل کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جن سے بمقام کمپ انبالہ مسئلہ توفی وغیرہ میں ساکت کیا۔ ذلیل کیا اور تمام کمپ انبالہ میں اس کی شکست اور ذلت کی شہرت ہو گئی۔ اون دلائل مشتہرہ کے مطالبہ کی سخت ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ اول تو یہ عاجز ان بزرگوں کو بسبب طول مسافت اور نیز نقصان حافظہ کے بھول گیا ہے۔ بعلاوہ اس پر یہ ہوا۔ کہ فخر الشعرا صاحب نے باوجود اصرار و تقاضے عاجز کے قادیان میں حسب اقرار خود ان دلائل مفحمہ کو پیدا نہ دلایا۔ پھر علاوہ یہ ہوا۔ کہ باوجود اس ارشاد کے کہ اگر آپ مقابل ٹھیرے۔ تو بہ قسمت کیونکہ آپ ایک حلوائے بے دود ہیں (معنی اچھا اس حلوائے بے دود کی یہ عزت افزائی فرمائی۔ کہ مولوی صاحب یعنے عاجز آپ کا نہ بر تمام مرزائیوں کے بعد ہو سکتا ہے۔ جب کوئی مرزائی شرائط کو قبول نہ کرے آپ) خود جناب الٰہی انصاف فرماویں۔ کہ حلوائے بے دود بھی کوئی ایسی شے ہوا کرتی ہے۔ کہ دس ہزار مرزائیوں کی موالکت کے بعد اس کا تناول کیا جاوے ؎

ہر بیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا

اب فرمائیے۔ کہ یہ عاجز فخر الشعرا کی فتح و نصرت کے بھوکا ہے یا نہیں۔ معذور ہے۔ یا نہیں۔ معاف فرمایا جاوے۔ بے اختیار زبان سے نکلتا ہے۔ کہ ؎

خوے بد را بہانہ بسیار
ما کہ از تو آمدہ مرا ان چنیں کنند

کہاں تک اسباب پیش نسیان کے۔ فتح و نصرت فخر الشعرا کی نسبت عرض کروں۔ اسی عنایت نامہ میں کچھ فقرے یہ تحریر فرمائے ہیں کہ عاجز ان براہین قاطعہ سے بالکل نسیا منسیا ہو گیا ہے۔ اول فقرہ عنایت من مولوی محمد حسن مشتاق توفی درحیاتہ السلام علیکم ہے۔ یہ محقق توفی کا مقابل میں لفظ حیات کے جو مولوی صاحب کے قلم فیض رقم سے نکلا ہے۔ اوس غلبہ فتح کو جو ان کو کمپ انبالہ میں عاجز پر حاصل ہوا۔ شائد آپ کو یاد دلاتا ہو لیکن عاجز کو تو یہی فقرہ غلبہ و فتح کو بھلا رہا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کی تحریر میں دونوں شانیں موجود ہیں ؎

مثنوی من چو قرآن مدل
بعض را دادی و بعضی را مضل

ایسا اس مشتاق توفی کی یہ دعا ہے۔ ربنا افغر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار ۳ پ

آمین دوسرا فقرہ یہ ہے۔ کہ (صحیح کو تمام صدر میں دھوم مچ گئی کہ توفی کا ثبوت دیتے دیتے مولوی محمد احسن خود ہی متوفی بن گئے۔ بھلا یہ شیرازہ حملے آپ کے اوس غلبہ و فتح کو جو کمپ انبالہ میں آپ کو حاصل ہوئے۔ اس عاجز کو کیونکر نسیا منسیا نہ کر دیتے۔ کہ یہ عاجز تو متوفی ہی ہو گیا۔ اور مصداق اس مقولہ کا ہوا۔ کہ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا ۳ پ۔ غور فرمانے کی جگہ ہے۔ کہ تمام کمپ انبالہ میں بقول آپ کے اس لفظ متوفی کی دھوم مچ گئی اور آپ کو اب تک خبر نہیں۔ کہ حقیقت توفی اور متوفی کی کیا شے ہے۔ اہل بصیرت منصف کے لئے تو یہی دھوم مچ جانا فرض انبالہ میں آیات صدق و کذب کے لئے کافی و وافی ہے۔ مگر ؎

نادان کو کافی نہیں دفتر رسالہ

قال اللہ تعالیٰ وقد انزلنا آیات بینات للمتقین۔ وفی انفسکم افلا تبصرون ۳ پ۔ حضرت خوب یاد رکھیں کہ جس قدر امر حق پر آپ حملے کریں گے۔ وہ سب آپ ہی پر وارد ہوں گے۔ یاد کرو قصہ اوس شیر کو جسنے خود پنجہ اوپر حملہ کر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ؎

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آں شیر کہ بر خود حملہ کرد

فرمائیے مولوی صاحب اب بھی فتح و نصرت کمپ انبالہ کا تمہارے کو صحیح صحیح یاد آیا یا نہیں۔ مرا یاد دار تو فراموش۔ اب یہ مشتاق توفی کا پھر وہی دعا کرتا ہے۔ ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین والسلام ۳ پ۔ اب عاجز یہ عرض کرے کہ اگر آپ صادق ہیں۔ تو وہ براہین قاطعہ جو توفی کے بارے میں بمقام کمپ انبالہ پیش کیں تھیں۔ خدا کے لئے تحریر کر کر دو فرما دیویں ورنہ یہ آپ کا دعوے فتح و غلبہ کا بالکل جھوٹا اور افترا ثابت ہو جاوے گا۔ کیونکہ امور ذیل سے بڑھ کر اس کی تکذیب کے لئے اور کیا ثبوت ہوگا۔ (۱) نہ آپ وہ دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کی بالفعل پیش کریں۔ (۲) نہ بوقت قیام قادیان باوجود تقاضے اور اصرار کے اُن دلائل کا اعادہ فرماویں۔ (۳) نہ عاجز کے مطالبہ مندرجہ عنایت نامہ مورخہ ۴ فروری سنہ حال کے جواب میں توفی کی بحث میں ایک حرف تک لکھیں۔ (۴) اور نہ اس عریضہ کے جواب میں باوجود تاکید حضرت مخدوم نواب صاحب بہادر کے کوئی دلیل پیش کریں۔ تو اب منصفین ہی فیصلہ کریں کہ مولوی صاحب اپنے دعوے میں صادق ہیں یا کاذب اور عاجز کی طرف سے یہ بھی اجازت ہے کہ سوائے دلائل قاطعہ کمپ انبالہ کے بنا بر زیادہ ذلت عاجز کے اون دلائل میں جس قدر چاہیں زیادت فرماویں۔ کمی نہ کریں۔ یہ شی کا اختیار رہے۔ تاکہ الہام آسمان و زمین کے ٹل جانے کا بھی بخوبی صادق ہو جاوے۔ زیادہ کیا عرض کروں والسلام خیر ختام۔ مورخہ ۱۵ فروری ۱۸۹۸ء خاکسار محمد حسن

سید صاحب کے اس خط کا جواب ۱۳ مارچ ۱۸۹۸ء تک کچھ بھی موصول نہ ہوا۔ اور صدائے بخاست کا مصداق یا ہتے سمجھ لیا تھا۔ کہ کسی کی نصیحت دار و گیر کا کام کر گئی ہوگی۔ مگر ۱۵ مارچ کو اتفاقاً اوکاڑہ ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا خط ملا جس سے معلوم ہوا۔ کہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادتوں کا علاج کچھ نہیں جس میں وہی بازاری گفتگو اور بھٹیاریوں کا سا لب و لہجہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمارے مخدوم سید محمد احسن صاحب ایسی خرافات کا جواب تک دینا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم مولوی صاحب کے اس خط کی طرف متوجہ ہونگے۔ جو اونکی اندرونی حالت کا چربہ ہے۔ کیونکہ بمصداق مثل مشہورہ کل ناء ینز شبہ بما فیہ وہ خط بالکل اُن کی باطنی اور قلبی حالت کا ایک فوٹو ہے۔ گو ہم خود بھی نہ چاہتے تھے کہ ایسے خطوط کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ایک گھری نظر سے اگر دیکھے جائیں۔ تو بہت ہی کچھ قابل اعتراض ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ میاں عبداللہ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں۔ کہ بس اُن کی تحریروں کا کوئی جواب ہی نہیں دے سکتا۔ اور بغلیں بجاتے ہیں۔ چھلکر چھلکر میدان مارنے والے سورمے بن بیٹھیں اس لئے ضروری ہوا۔ کہ ریمارکس کے ڈھیر اور ہنٹر سے اُن کی کسی قدر خدمت کی جاوے۔ اس لئے ہفتہ آئندہ میں اُن کے خط پر ریمارک کئے جائیں گے۔ اور آئندہ کے لئے یہ سلسلہ بند کیا جاوے گا۔ اور پھر ایسی تحریروں پر مطلق التفات نہ کی جاوے گی۔

ہمارے ناظرین اس خط کو جو ہمارے مخدوم سید مولانا مولوی محمد احسن صاحب نے میاں عبداللہ کے نام مشتمل بر مطالبات خود لکھا ہے۔ اور جو اوپر درج ہے۔ پڑھ کر اندازہ کر لیں گے۔ کہ کس قدر رفق اور ملائمت سے بطریق موعظہ حسنہ لکھا گیا ہے۔ لیکن جو جواب دیا گیا ہے۔ وہ ایک عالم کی شان نہیں۔ بہرحال ہم اگلے اشو میں میاں عبداللہ کا سورما پن کھول کر دکھا دیں گے۔ اور اس پر بھی تسلی نہ ہوگی۔ تو اور آگے کر دیں گے۔

تفسیر سورۂ تبت اور تحمد کی آمین دوسرا ایڈیشن منیجر الحکم سے طلب کریں۔

(منیجر)

ایک مسلمان اور ایک عیسائی میں دوستانہ اور محققانہ گفتگو

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمخدوم کی کبھی در کانوں سنی کیفیت جو ذیل میں درج ہے شاید مہربانی اپنے قیمتی اخبار کے ذریعہ سے یہ ناظرین کریں۔ میں نے اس گفتگو میں فریقین کے دلائل کو سنتا اور جانچتا تھا۔ چونکہ مجھے فریقین کی دوستانہ گفتگو سے بڑا بھاری اور عمدہ سبق ملا ہے یعنے یہ کہ بات فوراً طے ہو جاتی ہے اور فریقین میں امر متنازعہ پر بدیں اتفاق ہو جاتا ہے اگر دلیل کے مناظرین اور مباحثین یہ مناظرہ اور مباحثوں میں یہی دوستانہ طریق مرعی رکھیں تو میرے خیال میں ہزارہا امور متنازعہ فیہا جھٹ پٹ طے ہو جاویں گفتگو کے درج کرنے سے پہلے میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس گفتگو کے محرک سے آگاہ کروں۔ بخاری شریف میں ایک حدیث نحن الآخرون السابقون بالحدیث ہے۔ اور آج طلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ گو ہم تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد میں ہوئے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے پہلے جنت میں ہم ہی جاویں گے۔ ان کو توریت اور انجیل کتابیں پہلے دی گئیں ہم کو قرآن کریم پیچھے ملا۔ یہی جمعہ کا دن ہے۔ جو درحقیقت خداوند نے ہمارے لئے اور سب دنوں سے منتخب کیا ہوا ہے۔ اور اس دن کو تمام کرنے کے لئے انبیاء کو حکم دیا گیا تھا۔ مگر انہوں نے جمعہ کو توڑ دیا تھا۔ اور دونوں کو پسند کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ ہم کو اس دن کا نشان اور پتہ دیدیا۔ غرض یہ ہے کہ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی مرضی سے ہفتہ اور اتوار کو منتخب کر لیا ہوا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے کوئی صریح حکم ان دنوں کی مخصوص العبادت کرنے کے لئے نہیں دیا۔ مگر جب کبھی کسی عیسائی سے دریافت کیا گیا تو یہی سنا۔ کہ اپنی مرضی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے حکم سے یہ دن مقرر کئے گئے تھے۔ تب جب ان سے دریافت ہوا کہ حکم نکال کر دکھاؤ۔ تو ہمیشہ ٹال مٹول ہی سنتے ہے۔ بائبل کو خوب غور سے پڑھا۔ کہیں سے یہی صریح حکم تو رہا درکنار۔ کوئی اشارۃً یا کنایۃً یا دلالۃً بھی نہ نکلا۔ بالآخر ایک فرنگی پادری صاحب سے جو اس ملک میں غالباً ۴۰ سال سے زیادہ بائبل کی تعلیم کر رہے ہیں۔ اور اپنی منصب کے موافق سینکڑوں پادری صاحبان سے اخلاق کے رو سے اشرف واقف ہیں۔ یہ بات ٹھہری کہ آپ سے ہم کچھ باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کچھ وقت مقرر فرماویں۔ انہوں نے نہایت مہربانی سے ایک دن اور وقت مقرر فرمایا۔ غرضکہ وقت مقرر پر پادری صاحب جن کی کنیت ابوالمسیح ہے۔ اور مسیحی صاحب کی کوٹھی پر گئے اور مجھے بطور ناظر اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہونچکر دیکھا کہ اون بزرگ کے پاس ایک اور دیسی درسی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرضکہ دو مسیحی صاحبان تھے۔ اور دو ہی محمدی صاحبان تھے۔ مسیحی صاحبان میں سے اصل مخاطب صرف فرنگی صاحب ہی تھے البتہ دیسی صاحب بھی ان کو وقتاً فوقتاً مدد دیتے تھے۔ اور میں صرف اس گفتگو کا سامع اور راوی ہوں قبل اس کے کہ محمدی صاحب نے اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا۔ پادری صاحب نے خود بخود اس طرح پر سلسلہ گفتگو شروع کر دیا۔

مسیحی۔ کل ایک مولوی صاحب کو عرصہ تک کلمتہ کے معنی سمجھاتا رہا۔ مگر وہ نہ ہی سمجھ سکا۔

ابوالمسیح۔ آپ نے قرآنی لفظوں کے سمجھانے کی تکلیف کیوں کی؟ پھر خاص کر کسی مولوی کو۔ اگر وہ مولوی تھا تو اوس کو آپ سے سمجھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر اوس کو ضرورت تھی۔ تو وہ مولوی نہیں تھا۔

مسیحی۔ خیر آپ ہی سمجھ لیویں۔

ابوالمسیح۔ مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں اس کے معنی خود جانتا ہوں۔

مسیحی۔ خیر بھلا کلمہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ جو لفظ یا معنے انسان زبان سے نکالے یعنے اپنا مطلب ظاہر کرے۔ وہ کلمہ یا کلام ہے۔ پس کلمہ اور کلام ایک ہی چیز ہے۔ اور انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ گویا قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کہ مسیح خدا کا کلام یعنے خود خدا ہے۔

ابوالمسیح۔ ہاں مگر یہ یعنے علم صرف میں کلمہ کی یہی تعریف ہے۔ کہ لفظ یا معنے کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور پھر اوسمیں اس کی فارسی عربی میں تین قسمیں اسم و فعل و حرف ہیں۔ اور انگریزی میں نو قسمیں ناؤن۔ پرونا ؤن وغیرہ۔ پس مسیح ع چونکہ کلمہ ہیں جس کی تعریف آپ نے بیان کی ہے اور پھر کلمہ کی تین یا نو قسمیں ہیں۔ اب آپ مہربانی کر کے بتاویں۔ کہ مسیح ع اسم ہے۔ یا فعل ہے۔ یا حرف۔ یا آپ کی بولی کے مطابق وہ ناؤن ہیں۔ یا پرونا ؤن یا ورب ہیں۔ یا آرٹیکل۔

مسیحی۔ واہ صاحب! واہ آپ نے تو خوب کلمہ کے معنے بیان کئے ہیں۔

ابوالمسیح۔ آپ کی تعریف کے مطابق۔

مسیحی۔ اچھا پھر آپ ہی فرماویں۔ کہ کلمتہ جو قرآن میں مسیح ع کی تعریف میں بیان ہوا ہے اس کے کیا معنے ہیں؟

ابوالمسیح۔ پہلے یہ فیصلہ کر لیویں۔ کہ آیا میں نے جو آپ کو پہلے کہا تھا۔ کہ آپ قرآن شریف سمجھانے کی تکلیف نہ اوٹھاویں اور نہ کچھ ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ یا غلط۔

مسیحی۔ درست ہے۔ مگر آپ معنے سمجھا دیویں۔

ابوالمسیح۔ آج میں آپ سے چند امور متعلق بائبل پوچھنے یا کہو اگر چہ میں نے انگریزی اور اردو میں بائبل کو پڑھا ہے۔ اور میں اوسکو خوب سمجھتا ہوں۔ مگر پھر بھی انصاف اجازت نہیں دیتا کہ میں خود بخود تو مان نہ مان میں تیرا مہمان کا مصداق بن کر آپ سے آپ بائبل کا مطلب پڑھا بیان کروں۔ اور بائبل کے معتقدوں سے دریافت نہ کروں اسی طرح آپ کا فرض ہے۔ کہ آپ اپنی مرضی سے قرآن مجید کے معنے خود بخود نہ گھڑ لیا کریں بلکہ اس کے حامیوں اور معتقدوں سے پوچھ لیا کریں۔ اگر وہ آپ کا مطلب بیان کریں۔ تو پھر آپ اگر کچھ اعتراض کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔

مسیحی۔ واقعی درست ہے۔ آپ اس کے معنے فرماویں۔

ابوالمسیح۔ بہت اچھا سنئے۔ کلمہ کی جمع آپ جانتے ہیں کیا ہے۔

مسیحی۔ آپ فرماویں۔

ابوالمسیح۔ اسکی جمع ہے۔ کلمات۔ آپ نے کبھی پڑھی سنی ہے۔ ما نفدت کلمات اللہ ۲۱ پ۔

مسیحی۔ نہیں۔ آپ اسکے معنے بھی بتاویں۔

ابوالمسیح۔ اس کے معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے کلمات (کلمہ کی جمع) کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی کوئی گنتی نہیں ہے۔ ہر ایک چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ اوس کا کلمہ ہے جیسے یہ درخت یہ پتھر یہ کرسی یہ زمین یہ آسمان وغیرہ وغیرہ۔ اب کلمتہ کے معنے یہ ہوئے۔ کہ حضرت مسیح ع جن کو نصاریٰ خدا کا بیٹا یا خود خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔ وہ تو ہماری دیگر مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے۔ یعنے مخلوق ہونے کے لحاظ سے جیسا درخت وغیرہ ہے۔ ویسا ہی مسیح ع ہے۔ خالق ان دونوں کا صرف ذات باری ہے۔ اور بس۔ پس قرآن کریم مسیح ع کو نہ خدا کہتا ہے۔ اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ صرف دیگر

مخلوقات کی طرح ایک مخلوق اور اس کی تفسیر و تشریح قرآن کریم میں سینکڑوں جگہ ہے۔ آپ اگر چاہیں تو وہ جگہیں سنا دیں۔

مسیحی - خوب آپ نے بھی غضب دکھا دیا۔ کلمتہ کے معنے تو کر دیئے۔

ابوالمسیح - میں نے کوئی معنے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ خود قرآن کریم نے کر دیئے ہیں۔

مسیحی - مگر قرآن نے اور دو ترجمہ میں کلمہ کے معنی حکم لکھا ہے۔

ابوالمسیح - ایک ہی بات ہے۔ خداوند تعالیٰ نے جس چیز کو کلمہ کن کے حکم سے پیدا کیا ہے۔ یعنے جس چیز کو کہا کہ تو ہو جا۔ بس وہ وہیں ہو گئی۔ مسیح کو بھی خدا کا کلمہ یعنے کن کے کہنے سے پیدا ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ نے جس کو کہا کہ مسیح تو پیدا ہو جا۔ بس وہ وہیں ہو گیا۔ مگر آپ ترجمہ نہ پڑھا کریں۔

مسیحی - واہ جی واہ۔ ہم ترجمہ کیوں نہ پڑھا کریں۔ اگر ترجمہ نہ پڑھیں۔ تو مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - ترجمہ آدھی تحریف ہوتا ہے مسلمان تو جھوٹ کے سخت دشمن ہیں مطلب سمجھنے کے لئے ترجمہ کافی نہیں ہوتا۔

مسیحی - واہ جی واہ! تحریف کیسی ہوتی ہے۔

ابوالمسیح - جو کچھ مفہوم ایک زبان کے لفظ میں ہوتا ہے۔ وہ دوسری زبان کے لفظ میں بہت ہی مشکل ہے۔ بلکہ بعض وقت محال ہو جاتا ہے۔

مسیحی - یہ سب درست مگر ہم مطلب کیسے سمجھیں۔

ابوالمسیح - اصل زبان میں مہارت پیدا کرو۔

مسیحی - پھر بھی تو ترجمہ کرنا پڑے گا۔

ابوالمسیح - نہیں تفسیر و تشریح کرنی پڑے گی۔ سوکھے ترجمہ سے کام نہیں نکل سکتا۔

مسیحی - جو اصل زبان نہ پڑھ سکیں۔

ابوالمسیح - وہ چپکے بیٹھے رہیں۔ اگر نہیں بیٹھ سکتے۔ تو جو اصل زبان سے ماہر اور اس اصل کتاب کے حامی ہیں ان سے دریافت کیا جاوے۔

مسیحی - درست ہے۔ جب تک اصل زبان نہ پڑھی جاوے مزہ نہیں آتا۔

ابوالمسیح - آپ لوگوں کے پاس اصل بائبل ہے۔ یا اس کے ترجمے۔

مسیحی - اصل بھی موجود ہے۔ اور ترجمے بھی موجود ہیں۔

ابوالمسیح - سب عیسائیوں کے پاس اصل انجیل موجود ہے۔ اور سب عیسائی اوس کو سمجھتے۔ اور اوس کی تلاوت کرتے ہیں۔؟

مسیحی - نہیں۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ضرورت ہے۔ صرف بوڑھے ہی اصل زبان سے واقف ہیں۔

ابوالمسیح - کیا اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ بجز معدودے چند عیسائیوں کے کسی کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی - ہیں! یہ کیسے۔

ابوالمسیح - اس لئے کہ آپ لوگوں کے پاس صرف ترجمے ہوتے ہیں۔ اور ابھی ثابت اور مسلم ہو چکا ہے۔ کہ ترجمے حقیقت میں معنوی تحریف ہوتی ہیں۔

مسیحی - ہم تو اصل اور ترجموں سب کو خدا کا کلام کہتے ہیں اگر ترجمہ ہو۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ اور اگر اصل ہے۔ تو بھی وہ خدا کا کلام ہے۔ یعنے خدا کی مرضی نہ کہ خدا اپنی زبان سے کچھ بولتا ہے۔ الفاظ۔

ابوالمسیح - اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہو جاتا ہے ابھی ہم اوپر تسلیم کر چکے ہیں آپ مانتے ہیں۔ یا نہیں۔

مسیحی - بے شک وہ ٹھیک ہے۔ میں بھی مانتا ہوں۔

ابوالمسیح - دونوں میں جب فرق ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دونوں کو کیوں ایک منصب دیتے ہیں۔ اگر دونوں کا ایک ہی منصب ہے۔ تو پھر ہمارا مسلم شدہ قاعدہ فضول ہے۔

مسیحی - ہاں اتنا تو درست ہے۔ کہ اصل کے برابر ترجمہ نہیں ہو سکتا۔

ابوالمسیح - آپ نے فرمایا۔ کہ دونوں خدا کا کلام ہیں۔ یعنے دونوں امر جو آپس میں برابر نہیں ہیں۔ اور نہ ہو سکتے ہیں۔ خدا کا کلام ہیں۔ اور اگر وہ دونوں ہی خدا کا کلام ہیں۔ تو دونوں میں مساوات ضروری ہے خلاصہ یہ کہ آپ فرماتے ہیں۔ دونوں برابر آپس میں برابر ہیں۔

مسیحی - نہیں نہیں۔ ہماری یہ مراد نہیں ہے۔ ہمارا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ دونوں اصل اور ترجمہ سے خدا کی مرضی پوری پوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے دونوں خدا کا کلام ہیں۔

ابوالمسیح - پھر بھی وہی بات رہی۔ جب پوری پوری مرضی اصل سے بھی معلوم ہو چکی اور ترجمہ سے بھی تو اسکے یہی معنے ہوئے۔ کہ دونو خدا کے کلام ہیں اور دونو آپس میں مساوی ہیں۔ حالانکہ ابھی آپ مان چکے ہیں۔ کہ اصل اور ترجمہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

مسیحی - سچ ہے۔ خیر بات یہ ہے کہ اصل اصل ہے اور ترجمہ اصل نہیں ہے۔ آپ ترجمہ کا ذکر جانے دیں۔ اصل ہمارے پاس موجود ہے۔

ابوالمسیح - جس قدر عیسائی روئے زمین پر موجود ہیں۔ مثلاً امریکہ میں یوروپ میں انڈیا میں کیا یہ سب یونانی اور عبرانی سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

مسیحی - پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ صرف علماء

ابوالمسیح - علماء سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیا صرف دینی علماء یا فلاسفران۔

مسیحی - صرف علماء دین۔

ابوالمسیح - علماء دین عیسوی جو اصل زبان یونانی اور عبرانی جانتے ہیں۔ اون کی تعداد بمقابلہ دیگر خواندہ عیسائیوں کے کس قدر ہے۔

مسیحی - بہت تھوڑی۔

ابوالمسیح - جو یونانی یا عبرانی نہیں سمجھتے۔ وہ بائبل کو نہیں پڑھتے

مسیحی - ضرور پڑھتے ہیں۔ مگر یونانی عبرانی کی ضرورت ہی کیا ہے۔

ابوالمسیح - ضرورت تو ابھی اوپر ثابت ہو چکی ہے کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی کے برابر ہوتا ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ وہ سب پڑھتے اور عمل کرتے اور اپنا مطلب برآری کر لیتے ہیں۔

مسیحی - ہاں بے شک۔

ابوالمسیح - بھلا اب تو میں اس بات کے کہنے کا مستحق ہوں کہ باستثنا معدودے چند کل دنیا کے عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے۔

مسیحی - سب کے پاس خدا کا کلام ہے۔ جی کچھ پرواہ نہیں خواہ وہ اصل زبان میں ہو۔ خواہ غیر زبان میں کیونکہ دونوں سے خدا کی مرضی ظاہر ہوتی ہے۔ اور خدا کے کلام کا مقصود بھی یہی ہے۔ بس۔

ابوالمسیح - کیا ابھی ہم اور آپ نہیں مان چکے کہ اصل اور ترجمہ میں بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔

مسیحی - ہاں مان چکا ہوں۔ مگر مرضی خدا دونو طرح سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ابوالمسیح - میں اس بات کو اور زیادہ صاف کرنا چاہتا ہوں میرے خیال میں دونو طرح سے مرضی اچھے پورے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتی

مسیحی - فرمائیے۔

ابوالمسیح - ابھی آپ نے ایک آیت پڑھی تھی ابتدا میں

[illegible] اور کلام خدا کے سوا تھا۔ اور کلام خدا تھا
[illegible]
[illegible] یونانی نہ بولتے ہیں۔
[illegible]
مسیحی۔ اس آیت میں کلام کس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔
مسیحی۔ اصل لفظ لوگوس ہے۔
ابوالمسیح۔ یہ لفظ خدا کا اول کا لفظ ہے۔
مسیحی۔ نہیں میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ خدا کے کلام سے یہ مطلب نہیں ہاں کہ وہ کلام خدا کے بولے ہوئے الفاظ ہیں۔
ابوالمسیح۔ [illegible] کس طرح ہو گیا۔
مسیحی۔ [illegible] اپنی مرضی بھی پر ظاہر کرتا ہے [illegible] جس کی لفظ خدا کا کلام ہے۔
ابوالمسیح۔ تو جس وہ کلام کا [illegible] ہوا۔ نہ کہ کلام خود اور نہ اس سے خدا تعالیٰ کی مرضی پورے طور پر ظاہر ہو سکتی ہے۔
مسیحی۔ یہ بڑی گستاخی ہے کہ ہم خدا کی نسبت کہیں۔ کہ وہ بھی بولتا ہے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ اپنی مرضی نبی پر ظاہر کرتا ہے۔ پھر وہ اس مرضی کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ جیسی [illegible]
ابوالمسیح۔ میرا سوال یہ ہے۔ کہ ایسا کلام کلام الٰہی نہیں کہلا سکتا۔ صرف نبی کا کلام کہلا سکتا ہے [illegible] مرضی خدا کو پوری طرح پر ادا نہیں کر سکتا۔
مسیحی۔ یہ عجیب فہم ہے آپ اس کی کچھ تشریح کریں۔
ابوالمسیح۔ غور سے نہیں بلکہ سے پوچھتا ہوں۔ کہ آپ صفات الٰہی کو صفات کمال مانتے ہیں یا نہیں۔
مسیحی۔ کیوں نہیں مانتا ہوں۔
ابوالمسیح۔ خدا کا علم۔ خبر۔ حکمت وغیرہ وغیرہ صفات کمال ہیں۔
مسیحی۔ ہاں بیشک۔
ابوالمسیح۔ خدا کے علم و حکمت کی وسعت کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔
مسیحی۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ محال ہے۔
ابوالمسیح۔ [illegible] نبی اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ یہ [illegible]
مسیحی۔ بیشک [illegible] اس سے بڑھ کر کوئی

اور ہو نہیں سکتا۔
ابوالمسیح۔ کیا نبی خدا کے علم و حکمت کا احاطہ کر سکتا ہے۔
مسیحی۔ نہیں وہ بھی نہیں۔
ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی میں خدا کا علم اور خدا کی حکمت اور صفات کمال شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔
مسیحی۔ بیشک ضرور ہوتے ہیں۔
ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی اسمیں صفات کمال الٰہی شامل ہیں۔ اس کے لا انتہا علم و لطائف و اسرار کا احاطہ نبی کر سکتا ہے۔
مسیحی۔ واقعی نہیں۔
ابوالمسیح۔ خدا کی مرضی کا جیسے احاطہ نہیں کر سکتا۔ خدا کی وسعت کو کس طرح وہ اپنے لفظوں میں ادا [illegible] بیان کر سکتا ہے۔
مسیحی۔ ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے۔
ابوالمسیح۔ خدا وند تعالیٰ کا اپنی مرضی کو ظاہر کرنا ضروری ہے؟
مسیحی۔ بڑا ضروری۔
ابوالمسیح۔ جب اس کی مرضی کا ظاہر ہونا بڑا ضروری ہے۔ اور اوسکی مرضی کا احاطہ نبی بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ اوس کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی لفظ بھی نہیں بنا سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کی نسبت ایسا خیال کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے۔ تو ایسا انسان بیچارہ کیا کرے۔ کیا ضروری نہیں ہے کہ اپنی مرضی کو ظاہر کرنے کے لئے خود خدا تعالیٰ آپ کوئی ایسے لفظ بولے یا بولے جو اوسکی مرضی کی وسعت کے لئے وادی ہوں۔
مسیحی۔ ہاں بیشک ضروری ہے۔
ابوالمسیح۔ بس اب تو معلوم ہو گیا کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ لفظ خود خدا تعالیٰ کے بولے ہوئے ہیں۔
مسیحی۔ ہاں۔
ابوالمسیح۔ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ کلام کیا گیا تھا۔ وہ لوگوس ہے۔
مسیحی۔ ہاں۔
ابوالمسیح۔ لوگوس خدا کا کلام ہے۔ یعنی خدا نے آپ بولا اور نبی کو حکم دیا۔ کہ ایسا بول۔
مسیحی۔ ہاں۔
ابوالمسیح۔ نبی اپنی نبوت کے منصب کے لحاظ سے ہاں

تک۔ وہ اس لفظ کی وسعت معانی کا احاطہ کر سکتا تھا کیا اوس کے برابر کوئی اور شخص بھی خواہ اوس کا کیسا ہی مقرب اور مخلص کیوں نہ ہو احاطہ کر سکتا تھا۔
مسیحی۔ نہیں۔
ابوالمسیح۔ کیا وہ مترجم یا وہ کمیٹی مترجمین جس نے لوگوس کا ترجمہ کلام کیا ہے۔ اوس کے خیال میں لفظ کلام اوس وسعت معانی کے لئے حاوی ہے۔ جو لوگوس کے لفظ میں ہے۔
مسیحی۔ نہیں۔
ابوالمسیح۔ آپ یونانی جانتے ہیں۔ آپ ہی بتا دیں۔ کہ لوگوس کے کل مفہوم ٹھیک ٹھیک طور پر لفظ کلام کے اندر آ گئے ہیں۔
مسیحی۔ نہیں۔ [illegible] اس کے مفہوم مجھے بھی یاد ہیں لیکن ان میں سے صرف ایک مفہوم کلام بھی ہے۔
ابوالمسیح۔ تو بس آپ کے کلام کے مطابق بھی کلام صرف [illegible] حصہ کل مفاہیم لوگوس ہوا۔ باقی ۴ یا ۵ مفاہیم کدھر گئے۔
مسیحی۔ ہاں ترجمہ میں یہ بڑی مشکل بات ہے۔ کہ ایک زبان کے لفظ کے کل مفہوم دوسری زبان کے لفظ میں پورے پورے طور پر آ سکیں۔
ابوالمسیح۔ مسلمانوں کا یہ کہنا کہ نرا ترجمہ کرنا اور تحریف معنوی دونوں ایک ہی بات ہیں۔ درست ہے یا نہیں۔
مسیحی۔ ہاں اس لحاظ سے تو وہ درست کہتے ہیں۔
ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل دونوں کا مساوی درجہ ہو سکتا ہے۔
مسیحی۔ نہیں ہو سکتا۔ آگے بھی بیان ہو چکا ہے۔
ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ کو خدا کا کلام کہہ سکتے ہیں۔
مسیحی۔ واقعی نہیں کہہ سکتے۔
ابوالمسیح۔ کیا ترجمہ اور اصل سے پورے پورے طور پر خدا کی مرضی ظاہر ہو سکتی ہے۔
مسیحی۔ نہیں۔
ابوالمسیح۔ اب تو میں اس بات کے کہنے کا مجاز ہوں کہ عیسائیوں کے پاس خدا کا کلام نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس صرف ترجمے ہی ترجمے ہیں۔ اور جن کے پاس اصل ہے بھی وہ کلام الٰہی کا حکم رکھتے ہیں۔
مسیحی۔ اس طرح اگر تدقیق کرو گے۔ تو یہ مشکل کوئی کتاب خدا کا کلام ثابت ہو سکے گی۔
ابوالمسیح۔ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ نرا ترجمہ تحریف معنوی ہے

[illegible]

[illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [illegible] ایک کام [illegible] اور ایک [illegible] اور [illegible] اور [illegible] ایک [illegible] ہے۔ اس میں اپنے مولیٰ کے احکام کی تعمیل و تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی خدائی [illegible] پر قائم کرنے کو یہ غنیمت ہے۔ تعظیم و [illegible] شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے جس قانون پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔ اُس کا نام قرآن شریف ہے۔ پھر اس پر توجہ۔ فکر۔ غور کرو۔ اور اُس پر عمل درآمد کو اختیار کرو۔ والسلام

۱۰ دسمبر ۱۸۹۵ء دستخط نور الدین از قادیان

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ الحمد شریف بکثرت پڑھیں۔ اور درود شریف کو بہت پڑھا کریں۔ اور پھر قرآن شریف کو بغرض تعلم و تدبر پڑھا کریں۔ اور دعا مانگنے کی عادت ڈالیں۔ دعاؤں میں الحمد شریف بے نظیر دعا ہے۔ میں رمضان کے بعد قادیان جاؤں گا۔ والسلام ۲۸ فروری ۹۸ء

دستخط نور الدین۔

(۳) السلام علیکم۔ کیسے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فعل پر ہر طرح راضی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں حکمت رحمت فضل اور انسان کی اصلاح مدنظر رہتی ہے۔ قبولیت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر تکبر ہوگا تو جہنم ٹھکانا ہے۔ اور مصیبت کے موقع پر وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اضطراب مت کرو۔ دعا کی جاتی ہے۔ اور پیارا مولیٰ رحیم کریم و مالک ہے۔ والسلام دستخط نور الدین از قادیان ۲ جون ۹۷ء

(۴) منجانب حضرت اقدس امام الزمان جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ۔ بنام خاکسار الراد عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ السلام علیکم

صادق آں باشد کہ ایام بلا
نے گذارد با محبت با وفا

ہر ایک مرضی الٰہی پر صبر کرتا اور اپنے مولیٰ سے کامل تعلق [illegible] اور نفسی تعلیمیں کی کوئی پرواہ [illegible] اللہ سمجھا جاتا ہے۔ درود استغفار [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] آپ کا [illegible] دعا کی [illegible] اللہ تعالیٰ ہر حالت میں [illegible]

[illegible] حضور امام الزمان از قادیان

خدا کرے ایسا ہی ہو (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحکم نمبر ۳ و ۴ ملا۔ موجب ہدایت ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ یہ اخبار زبان بدن اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ذریعہ سے بہت سے دلوں کے واسطے راستی کی طرف آنے اور استقامت پانے کا موجب ہو رہا ہے۔ اور اس میں آپ نے ایک قابل رشک خدمت کو اٹھایا ہے۔ فایدکم اللہ بصدق و نائبین۔ پرچوں کا دیر سے نکلنا۔ یہ کوئی قابل شکایت امر نہیں۔ ابتدا میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اُس کے بیش قیمت مضامین تمام دیر کی کا معاوضہ ہو جاتے ہیں۔ آپ ہمت کو مضبوط رکھیں۔ چند روز ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ الحکم میری میز پر پڑا ہے۔ گویا ڈاک والا یا کوئی چھوڑ گیا ہے۔ اُس پر نمبر درج ہے جب میں نے اُس کو اٹھایا اور کھولا۔ تو وہ ایک بڑے لمبے چوڑے کاغذ پر سول ملٹری کی طرح ایک ضخیم اخبار ہے۔ اور نہایت خوشخط اور خوشنما ٹائپ کا چھپا ہوا اردو میں ہے۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے آپ کی نیک نیتی اور خدمت دین کا جوش بہت جلد اپنا پھل دکھائیگا۔ میں بسبب مصروفیت امتحان اس سے پہلے آپ کو اپنا خواب نہیں لکھ سکا۔

راقم نیاز۔ محمد صادق لاہور ۲۸ مارچ ۹۸ء

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں (جو صداقت اسلام اور تمہیدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں) اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر جماعت ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ در فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اثنا ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیٰ ہذا حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اُس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔

مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

امرتسر میں مسجد احمدیہ

یوں تو ہر ایک شہر اور قریہ میں ہماری جماعت کے لوگوں کو مسجدوں کے ٹھیکہ دار ملا مسجدوں میں آنے اور نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی آیت ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ

پر غور نہیں کرتے۔ لیکن [illegible] یہاں تک کہ جب [illegible] پچھلے کسی [illegible] ہمارے ایک بھائی میاں [illegible] کو جو ایک مسجد کا امام تھا مسجد سے علیحدہ کر دیا۔ اس پر ہماری جماعت کو ہر ہفتوں میں جماعت نماز میں پڑھنی پڑیں۔ یہ تو ایک معمولی شان تھا کیونکہ [illegible] چونکہ امرتسر جنگ مقدس اول ثانی کا مرکز رہا ہے۔ اور [illegible] کی زمین ہے۔ اس لئے امرتسر جیسے شہر میں ہماری جماعت کو مسجد کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہمارے احباب جمع ہو سکیں [illegible] اسلام میں [illegible] وغیرہ وغیرہ۔

اواخر مارچ میں ہمکو اتفاقیہ امرتسر جانا پڑا اس قریب پر ہم نے اس ضرورت کے متعلق اپنے احباب میں تحریک کی [illegible] وقت تعمیر مسجد کے لئے بڑے [illegible] چونکہ امرتسر کی جماعت غریب ہے۔ اور اہل [illegible] معمولی مزدوری پیشہ اصحاب ہیں۔ تاہم ان کی ہمت قابل داد ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ناظرین بھی حسب ارشاد **وتعاونوا علی البر والتقوی** [illegible] ہو کر امرتسر کی جماعت کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ذیل میں ہم اس چندہ کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ جو ابتک **مسجد احمدیہ** امرتسر کے لئے امرتسر [illegible] گیا ہے۔

میاں نبی بخش صاحب [illegible] ۱۰ روپیہ
مکان [illegible] ۱۰ روپیہ
تھا۔ جو اونہوں نے مسجد کیلئے عنایت
کیا اور [illegible] دینا منظور
کر لیا باقی [illegible]

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب [illegible] جزاہم اللہ احسن الجزاء
میاں چراغدین صاحب تیلی ایک سو [illegible] مولوی حمد اللہ کو
تعمیر مسجد کیلئے [illegible] نذر کر گئے
سو روپیہ دیا تھا۔ جو اب [illegible] نماز
نہیں پڑھ سکتا (افسوس)

میاں قطب الدین صاحب سوداگر [illegible]
میاں عطاء اللہ صاحب سوداگر [illegible]
میاں جان محمد صاحب [illegible]
میاں غلام محمد صاحب علاقہ بند [illegible]

مسجد احمدیہ کے لئے چندہ ارسال کرنے والے اصحاب
مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر شیخوپورہ کٹڑہ اعوان [illegible]

امرتسر کے نام [illegible] کریں۔
ہم کو امید ہے۔ کہ جلد **مسجد احمدیہ امرتسر** تعمیر ہو کر موجب برکت ہوگی۔

امرتسر میں ہمارے دو تین دن

ہم کو مطبع کی بعض ضروریات کی وجہ سے مارچ کے اواخر میں امرتسر جانا پڑا۔ اور اپنے احباب اصحاب کی پرزور اصرار پر چند روز ٹھہرنا پڑا۔ اس اثنا میں شہر کے مختلف حصوں میں اللہ کریم کے فضل و کرم سے اور اس کا پاک کلام سنایا گیا۔ اور اپنے مشن کا اعلان کیا۔ لوگ شوق سے سننے کو آتے رہے۔ دوران قیام میں انجمن تائید الاسلام امرتسر کا سالانہ جلسہ بھی ہوا۔ اور اس جلسہ میں ہمکو بھی کچھ کہنے کا اتفاق ہوا۔ ہماری تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ مدرسہ تائید الاسلام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور انجمن جماعت اسلام امرتسر عرصہ سے نوٹ چھپی ہے۔ اس کا روپیہ جمع ہے۔ بہتر ہے۔ وہ روپیہ انجمن تائید الاسلام میں جمع ہو۔ اور یہ درخواست کی جاوے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر اپنی شاخ [illegible] کو مدرسہ تائید الاسلام کے متعلق کر دے۔ اس تجویز کو سب نے پسند فرمایا۔ لیکن غزنوی طائفہ نے اور شیخ محمد حسین بٹالوی نے موقع پاکر نئے کفرنامہ کا بہانہ تلاش کیا۔ اور مولوی حمد اللہ کو کفرنامہ میں شامل ہونے کے لئے زور دیا گیا۔ اور داخل کر کے ہی چھوڑا۔ ایک اور لطیفہ بھی جلسہ کا قابل ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارے علماء کہاں تک اہل دینی پر نظر رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے چار طالب علموں کو عہ انعام دینے چاہے۔ مگر اس کے پاس صرف ایک روپیہ تھا۔ اس پر اوسنے کہا۔ کہ اس روپیہ کو کوئی خرید لے چنانچہ ایک شخص نے عہ کو وہ روپیہ خرید کیا۔ مولوی ثناء اللہ مدرسہ تائید الاسلام۔ [illegible] وہ روپیہ آ [illegible] کر فنڈ مدرسہ میں داخل کر لئے مگر اتنے میں مولوی رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب نے شور مچایا۔ کہ یہ بیع درست نہیں۔ غرض پھر اور صورت پر وہ روپیہ داخل کر لئے گئے۔ افسوس سب عالم بیٹھے رہے اور کسی کو خیال نہ آیا۔ کہ یہ بیع جائز ہے یا ناجائز۔ مگر ہمارے رسل بابا صاحب اور عبد الجبار صاحب کو کہنا پڑا۔ شاید بعض دشمن کہتے ہی ہوں۔ اور بھی ادھر ادھر کی تقریریں ہو کر

مگر افسوس قرآن کریم کے معارف اور اسرار سننے میں نہ آئے۔ جو ایسے جلسہ میں امید ہو سکتی تھی۔ آخر میں بالکل اڑا دیا گیا۔ ہم **انجمن تائید الاسلام امرتسر سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ پلا جو اسطرح پر کھایا اور احباب کو کھلایا جاتا ہے۔ مدرسہ تائید الاسلام کے جمع شدہ روپیہ سے کھلایا جاتا ہے۔ یا اس کے لئے علیحدہ چندہ ہوتا ہے۔** ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس کا جواب دے کر مشکور فرماویں گے کیونکہ ہم اس امر کے متعلق کچھ لکھنے والے ہیں۔ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے اخبار الحکم انجمن تائید الاسلام کے طلباء کو مفت دینا چاہا۔ مگر میاں احمد اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ نیز محمد حسین بٹالوی کی تقریر کا خلاصہ ہم نے قلمبند کیا ہے۔ جسکو ہم اپنے ریمارکس کے ساتھ شائع کریں گے۔

صداقت کسطرح چمکتی ہے

صداقت کی روشنی تاریکیوں کے سایہ میں بھی چمکتی ہے۔ تائید الاسلام کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ہم نے جو تجویز پیش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے مخالف لوگ مولویوں نے ہمارے چلے آنے کے بعد شور مچانا شروع کیا۔ ایک صادق اور راستباز بھی اون میں موجود تھا۔ جس کی روح تلاش حق میں دشتی ہرن کی طرح تڑپتی تھی۔ اوس نے فی الفور اُن کی مخالفت پر یہ نتیجہ نکالا۔ کہ جب یہ لوگ ایک شخص کی بالکل صحیح اور مناسب تجویز کی محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس **سیدنا مرزا صاحب** کے کفش برداروں میں ہے۔ تو اس سے بڑھکر انکی ضدیت اور عداوت کا کیا ثبوت ہوگا۔ چنانچہ اس پر خدا تعالےٰ نے اُس کا سینہ کھولدیا۔ اور شرح صدر کے ساتھ وہ امام الزمان کی شناخت کے قابل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۸ء کو دارالامان میں پہونچکر حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ **والحمد للہ علی ذالک۔** یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ہم خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہماری مغفرت کے لئے یہ سامان بہم پہونچایا۔ وہ رحیم خدا جسنے ہمکو اس بھری مجلس مخالفین میں بولنے کی طاقت دی اور پھر

الحکم جلد ۲ نمبر ۳۰ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ہوتا ہے۔ کہ مضمون حقیقی نہیں ہوتی۔ اور تقدیر فی مستقبل ہوتی ہے۔ خود کرو اس دلیل پر جو بعد پہلے نہ تک کے واقع ہوئی ہے۔ **قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا**۔ پس ترجمہ خاص میں مترجم کو عرف موجودہ کا لحاظ ضروری ہے۔ تو کہ غلطی سے بچے۔

دوسرا امر جس پر توجہ ضرور ہے۔ وہ قصص ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ان قصص کی تفصیل ضروری تو نہیں۔ مگر بعض مقامات بدون کسی تفصیل کے اس زمانہ میں سمجھنے مشکل ہیں۔

مثلاً ذوالقرنین کا قصہ بعض جہلا نے بھولے منفسرین نے یونانی سکندر کو جو ایک بت پرست شراب خور شراب کا بیٹا بنانے دیا تھا۔ ذوالقرنین بنا دیا۔ اور اگر سکندر نامہ کو دیکھیں۔ تو شرم آجاتی ہے۔ کہ کیا قرآن کریم اور اس نابکار کا اسطرح تذکرہ کرتا ہے۔

اور پھر یہ نہیں لگتا۔ کہ یہود نے یہ سوال عین ذوالقرنین کس بنا پر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم ہے۔ اس کا کیا دخل تھا۔ اور خارج از بحث تذکرہ کرنے سے جناب ہادی کامل **فداہ ابی و امی** صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا غرض پڑی تھی۔ کہ اس کا ذکر فرماتے۔ یا اللہ کریم اپنی جلیل القدر۔ کافی۔ پاک۔ نور۔ ہدی۔ رحمت کتاب میں اس کا ذکر فرماتے۔ حالانکہ بات صاف تھی۔

دانیال کی کتاب میں حضرت دانیال نے جناب خوعالم خاتم النبیین کی بابت پیشگوئی کرتے۔ اور حضور علیہ السلام کا زمانہ بتاتے کے لئے ذوالقرنین کا قصہ بتایا ہے۔ دیکھو دانیال ۸ باب اور یہ ذوالقرنین ۸ باب ۲۱ دانیال کا سکندر رومی سے جسکو دانیال نبی نے ذوالقرنین کر کے بیان فرمایا ہے۔ پہلے ہے۔ دیکھو دانیال ۔ ۷ ۔

میں یہ بیان اس قصہ نہیں کرتا۔ کہ دانیال کی کتاب سے کس طرح اسی پاک زمانہ خیر القرون کا پتہ لگتا ہے۔ بلکہ ذوالقرنین کے قصہ پر میرا رد سے سخن ہے۔ پھر عیسائیوں نے اس کے مخفی کرنیکے لئے ذوالقرنین کے معنے میں بڑی بڑی شرارت کی ہے۔ جیسے ان تفاسیر سے ظاہر ہے۔ آپ انگریزی میں دیکھ سکتے ہیں۔ حالانکہ کیقباد یا مثلاً داؤد علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے متعلق اسرائیلی لوگوں نے اور یا کا ۔ ناپاک۔ گستاخ بہتان جو بیان کیا ہے۔

بعض بھولے مفسروں نے بے تدبر تسلیم کر لیا۔ حالانکہ علمی کا وہ پاک ترجمہ میں نے نہیں۔ نے فرمایا کہ اگر کوئی فصاحت اور بلاغت والا قصہ جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق بیان کرے گا۔ تم میں سے تو میں اُسے رجم کرونگا۔ جیسے تفسیر کبیر کے رحمہ اللہ مفسر نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو ان تمام مفسروں نے چھوڑ دیا۔

اور لوط علیہ السلام کے متعلق آج کل کے ایک مفسر عالم نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ معاذ اللہ اونہوں نے اپنی لڑکیوں سے شراب پی کر زنا کیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ **ونعوذ باللہ من ھذہ الخرافات والمصائب**۔ حالانکہ ہمیں اپنی مقدس کتاب میں جس میں صاف اللہ کریم فرماتے ہیں۔ پتہ لگتا ہے۔ کہ شیطان لعین کا اللہ تعالےٰ کے مخلص بندوں پر جنمیں انبیاء علیہم السلام سرتاج اور مخلصوں میں نفس رئیس ہیں۔ ہرگز کچھ دخل و تصرف نہیں۔ ایسی ہی اللہ تعالےٰ نے طالوت کی مدح میں فرمائی ہے۔ اور ہمیں آگاہ فرمایا ہے۔ کہ **زادہ بسطۃ فی العلم والجسم** اور یہ بھی فرمایا۔ کہ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** پس کیا خشیت والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ کہ جیسے معالم التنزیل میں طالوت کے ناپاک ارادوں کا ذکر ہے۔ کہ اس نے جناب داؤد علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ افسوس۔

پھر جب تو صریح قدیم سے بالکل ظاہر ہے۔ کہ جالوت دو تھے۔ ایک طالوت کے مقابل اور دوسرا داؤد کے مقابل اسی لئے قرآن کریم کے آخر دوسرے سیپارہ میں **فھزموھم باذن اللہ** پر وقف دیکر **وقتل داؤد جالوت** کا تذکرہ الگ کر دیا ہے۔ اور ساتھ کا کوئی قصہ قرآن کریم نے نہ فرمایا۔

ایسا ہی صدہا قصص بنی اسرائیل کے بے جوڑ تفسیروں اور مفسروں نے بدون حجت نیرہ کتابیہ و سنت تفاسیر و تراجم میں بھر دی ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

یہ تو بیرونی قصص کا نمونہ تھا۔ اب اندرونی قصص پر گذارش کرتا ہوں۔ ہمارے ہادی کامل کے قصص احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔ مگر ہمارے مترجموں پر اللہ تعالےٰ رحم فرماوے۔ کہ اونہوں نے ان صحیح قصص کو چھوڑ کر کہاں کہاں موضوعات سے کام لیا ہے۔ نمونہ کے طور پر **زینب صدیقہ** ام المومنین کا قصہ ہے۔ جس کے متعلق افسوس ہزار افسوس نابکار لوگوں نے لکھ دیا۔ کہ حضور علیہ السلام **زینب** کو دیکھکر اس پر عاشق ہو گئے۔ حالانکہ عشق کا لفظ ہی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں۔ چہ جائیکہ عشق **رسول اللہ زینب** پر ہو۔ اور پھر بالکل ظاہر ہے کہ ام المومنین **زینب** آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اور آپکے آزاد کردہ غلام جناب **زید** رضی اللہ عنہ سے بیاہی گئیں۔ اور یہ نکاح ہمارے ہادی کامل کے فرمان سے ہوا۔ اور اس زمانہ میں جاہلیت کی رسم تھی۔ یہ عشق کیسا۔ کیا آپ نے **زینب** کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ یا **ماریہ** قبطیہ کا ناپاک قصہ کے حضور نے اپنی بی بی کی لونڈی سے بدون اجازت جماع کیا۔ جس پر **یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک** ۔ نازل ہوئی۔ حالانکہ اصل قصہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مجدد اور حکیم الامت نے بھی **زینب** کے قصہ میں لغزش کھائی ہے۔ اور حجۃ اللہ البالغہ میں ایک لفظ لکھ دیا ہے۔ جس سے ایک مومن رنج اور تکلیف پاتا ہے۔ **غفرہ اللہ بفضلہ ومنہ وکرمہ آمین۔ فانہ کان نعمۃ کامل الہند وانا احبہ للہ وفی اللہ نربا للہ۔**

تیسرا امر جس پر مترجم کو توجہ کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ منشابہ اور محکم کا لحاظ ہے۔ شیعہ سنیوں کے دلائل میں جو آیات نکالی ہوتی ہیں۔ اُن کو متشابہ کہتے ہیں۔ اور سنی شیعہ کے دلائل پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم اور شوکانی نے جن آیات کو محکم کہا ہے۔ اون کو اونکے مخالفوں نے متشابہ کہا۔ غرض یہ بحث اس زمانہ میں قابل غور ہے۔

رحمت کرے اللہ امام المحدثین امام بخاری پر جس نے ان تمام قصوں کو پاک کر دیا ہے۔ کہ متشابہ کے معنے کئے **یصدق بعضھا بعضا** ۔ سبحان اللہ کیسی پاک اور صاف بات ہے۔ جس نے صدہا جھگڑے ختم کر دیئے۔ اور تمام نزاعوں کو جڑ سے کاٹ ڈالا۔

چوتھا امر جس پر توجہ چاہئے۔ وہ مقطعات قرآنی پر غور کرنا ہے۔ نواب صدیق حسن نے جیسے لوگوں کو ان کے معانی کرنیسے ڈرایا ہے۔ اور آپنے امام شوکانی سے اس امر میں حصہ لیا ہے۔ قابل مضحکہ ہے۔ کیونکہ مقطعات پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ تصوف نے غور فرمائی۔ اور یوں نہیں کہا۔ کہ ان کے معنے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں بات بہت باریک ہے۔ کسی قدر قدسی ترجمہ میں جو سعدی کی طرف منسوب ہے۔ کہیں کہیں اس امر کو خوب بنایا ہے۔ میں بھی ان پر آج کل کچھ لکھ رہا ہوں۔ اور میرے مقتدا نے ان معانی میں صحابہ و تابعین ہیں۔ **سو الحمد للہ رب العالمین**۔ اور ان معانی کا ثبوت انشاء اللہ

قرآن کریم اور [illegible] دیا ہے۔

[illegible] ضرور ہے۔ نسخ کا مسئلہ ہے میں اپنا ایک [illegible] نوٹ ختم کر دیتا ہوں۔ آپ اس قصہ پر غور فرمائیں۔ [illegible] **اکم اللہ احسن الجزاء۔**

میں ایام [illegible] مدینہ منورہ پہنچا۔ اور مجھے اتباع نبوی اور احادیث قرآن کریم کا جوش تھا۔ اس لئے میں ضروری سمجھا۔ کہ آیات منسوخہ کو یاد کروں۔ اس لئے میں مدینہ کے کتب خانہ میں گیا۔ وہاں مجھے ایک کتاب ملی جس میں پانچ چھ آیات منسوخ کا ذکر تھا۔ وہاں سے وہ کتاب لایا۔ اور ارادہ کیا کہ یہ کتاب یاد کروں۔ مگر بعض باتوں کو جو اس میں منسوخ کہا۔ میں اس رسالہ والے کی رائے سے اتفاق نہ کر سکا۔ پھر مجھے جرات ہوئی تو میں نے **اتقان** پر نظر کی۔ یہ کتاب میرے نزدیک اسلامیوں کا فخر ہے۔ اور اس تک کی کتاب کسی شیعہ خواجہ میں میں نے نہ سنی نہ دیکھی اور نہ مجھے امید ہے۔ کہ ہو۔ تو اسمیں میں کے قریب آیات میری نگاہ میں پڑی۔ پھر کیا تھا۔ گویا مجھے بادشاہی مل گئی۔ مگر ان آیات پر بھی جب میں نے غور کیا۔ تو مجھے حسرت ہوئی۔ اور مجھے اللہ کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر رحم فرمایا۔ کہ مجھے ایک عجیب و غریب کتاب **فوز الکبیر فی اصول التفسیر** مل گئی۔ سبحان اللہ کیا نورانی کتاب ہے۔ اس میں پانچ ہی آیت کو منسوخ قرار دیا۔ اللہ العدوہ دن دنیا میں مجھ پر عجیب تھا۔ مارے خوشی کے میں جامے میں نہیں سماتا تھا۔ اور اصل خوشی کا باعث یہ تھا۔ کہ میرے دل نے مجھے پکار کر کہہ دیا۔ کہ نور الدین! قرآن میں آیت منسوخ کوئی نہیں۔ اور ہرگز قرآن میں آیت منسوخہ موجود نہیں کیونکہ اگر آیات منسوخہ قرآن میں موجود ہوتیں۔ تو کم سے کم کچھ ایما جناب باری سے یا جناب **صادق مصدوق حبیبی و خلیلی سیدنا و مولانا و رسولنا و نبینا المصطفیٰ المصفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و ذریاتہ و اہل بیتہ** سے یا حضرات **خلفاء راشدین** سے یا **ابو بکر و عمر** رضی اللہ عنہ سے جو راس رئیس علماء وقت ہیں۔ ان سے کچھ ثابت ہوتا۔ یہ امر نسخ کا دعوے علماء نے اپنے خیال سے کیا ہے۔ جب دو آیات کی تطبیق نہیں آئی۔ تو دعوے کر دیا۔ ایک آیت منسوخ ہے۔ پس میں ایسی آیت منسوخہ کا جو موجودہ فی القرآن ہوں۔ قائل نہ رہا۔ شاید میرے الفاظ عمدہ طور پر مقصد کو ادا نہیں کر سکے۔ منشا یہ ہے۔ کہ میں اس بات کا قائل ہی نہ رہا۔ کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ موجود ہے۔ **والحمد للہ رب العالمین۔** اور میں نے ان پانچ مقامات کو تفاسیر میں دیکھنا شروع کیا۔ تو بحمد اللہ پانچوں ایسے مقام تھے۔ کہ تفسیر کبیر جیسی عام تفسیر سے وہ معنے صاف حل ہو گئے۔ صرف دو مقام پر میری تسلی نہ ہوئی۔ جو پھر اور تفاسیر سے وہ بھی حل ہو گئے۔ میں مدینہ سے لاہور پہنچا۔ وہاں ایک شخص فرقہ اہل حدیث کا مجھے ملا۔ اس نے کہا۔ ہم قرآن پر کیسے عمل کریں۔ جبکہ ہمیں معلوم نہیں۔ کہ ناسخ کیا ہے۔ اور منسوخ کہاں ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا۔ کہ قرآن مجید میں منسوخ آیت کوئی نہیں۔ وہ تو آگ ہو گیا۔ اور مجھے پکڑ کر ایک شخص محمد حسین بٹالوی کے پاس پہنچایا۔ مجھ سے اور انہوں نے طیش میں آ کر کہا۔ کیا آپ نسخ کے قائل نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ نسخ کا دعوے غلط ہے۔ اگر آپ کو کوئی آیت منسوخ معلوم ہوتی ہے۔ تو مجھے فرمائیے۔ اور بحث جانے دیجئے۔ میری اس عرض پر وہ کہنے لگے۔ کہ **شوکانی** نے کہا ہے۔ جو نسخ کا منکر ہے۔ وہ جاہل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں **شوکانی** کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کون ہے۔ اور مجھے اس کی اتباع سے کام نہیں۔ آپ کوئی آیت پڑھیں۔ آخر وہ کہنے لگے۔ کہ تم **سید احمد خاں** کو جانتے ہو۔ میں اس وقت **سید احمد** کو نہیں جانتا تھا۔ پس میں نے جواب دیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ غرض یہ قصہ قابل غور ہے۔ اور آپ میرے اس قصہ کو قصہ تصور نہ فرما دیں۔ یہ ایک نفس الامری حالت کا بیان ہے۔ جس نے مجھے قرآن کریم کی شاہراہ پر چلنے کے لئے بڑی راہ کھول دی ہے۔ اگر جناب کو کسی آیت میں تامل ہے۔ تو مجھے ارقام فرما دیں۔ مگر میں ٹھنڈے دل کا آدمی ہوں۔ اور آپ کی طبع میں مجھے ایسی حدت معلوم ہوتی ہے۔ جو محتاط مومن کی شان سے ذرا فاصلہ رکھتی ہے جیسے آپ کے کارڈ سے میں ثابت کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چھٹا امر جس پر مترجم کو غور ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہے۔ ترتیب آیات قرآنیہ کا۔ میرے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن کریم الحمد شریف سے لے کر سورۃ ناس تک ایک ایسی ترتیب رکھتا ہے۔ کہ اگر ایک آیت کہیں سے نکال دی جاوے۔ تو قرآن قرآن نہیں رہتا۔

ایک شخص **صدیق حسن خان** نام نواب بھوپال میں گذرا ہے۔ اونہوں نے اپنی تفاسیر میں جیسے **جامع البیان** کے ابتدا میں حاشیہ پر لکھا ہے۔ بڑی طول اور فضول تقریر سے ثابت کیا ہے۔ کہ کوئی آیت مکہ میں اتری۔ کوئی مدینہ میں۔ کوئی سفر میں۔ کوئی حضر میں۔ کوئی صلح میں۔ کوئی جنگ میں۔ پھر کیسا احمق ہے وہ جو قرآنی آیات کو ترتیب مانتا ہے۔ یہ ہے خلاصہ ان کے کلمات کا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ ترتیب قرآنی مدنظر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی نہ ہوتی۔ تو ضرور تھا۔ کہ قائم رہتی۔ وہ ترتیب جس پر نزول ہوا تھا۔ جب ترتیب نزولی کو بدل دیا گیا ہے۔ اور جب یہ معاملہ حضرت خاتم الانبیاء کے حضور خود حضور کے حکم معلے سے بلکہ جناب باری کے فرمان سے ہوا ہے۔ تو کیوں نہیں۔ نواب خیال فرماتے۔ کہ ترتیب نزولی کو بدل کر دوسری ترتیب پر قرآن کریم پڑھی اور اس دلیل ہے۔ کہ قرآن میں موجودہ حالت پر کوئی ترتیب خاص مدنظر ہے۔ میں نے اس معاملہ پر بہت غور کیا ہے۔

بے ربط یورپ والوں کا اعتراض کہ قرآن کریم بلند پروازی سے ایک مضمون کو چھیڑتا ہے۔ پھر ختم نہیں کرتا۔ اور دوسری بات کو شروع کر دیتا ہے۔ قابل غور مضمون ہے۔ اس خط میں نہیں دوسرے خط میں اس کا نمونہ ضرور دونگا۔ غرض مترجم کو ضرور ہے۔ کہ نوٹوں سے ترتیب قرآنی کو مدنظر رکھ کر بنایا جاوے۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حسینی مسمی بہ حیات مرتضیٰ اس امر کو نصب العین رکھتے ہیں۔ گو پورے کامیاب نہیں ہوئے۔

ساتواں امر جس کو ضرور ہے۔ کہ مترجم مدنظر رکھے حال کا فلسفہ ہے۔ جس کی بنا رکو اکثر مشابہ پر ہے۔ مگر ہمارے ہندوستانی طالب علم اس میں مجبوری سے قیاس قیاسی اور خیالی اور امر محقق شدہ میں تمیز نہیں کر سکتے۔

ایک طرف تو **سید احمد خاں** کی جماعت نے یورپ کے فلسفہ اور سائنس سے دبکر صلح کر لی ہے۔ ڈریپر اور اس کے بھائیوں کا ایسا ڈر پڑا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ان کے خیالات کے پیچھے پیچھے لگا دیا ہے۔ تمام مذاہب کی جان اور تمام خلق کے لئے اعلیٰ جزا میڈیولیت دعاء سے ہی منکر ہو گئے۔ تا آیات نبوت اور مسئلہ الہام۔ و وحی و ملائکہ و آخرت اور جنت و نار کے وجود سے گویا انکار کر لیا۔ میٹریلسٹ لوگوں کے حملات کو دیکھ کر وحدت وجودیوں کی طرح اسی مخلوق کو بعد حذف تشخصات خدا مان لیا۔ جیسے ان کے خطبات سے ظاہر ہے۔ بقیہ مشکلات سے یوں پیچھا چھوڑا۔ کہ جدید فلسفہ کو موید نہ دیکھا۔ وہاں کہہ دیا کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے حسب خیال یہود اور نصاریٰ کے یا حسب خیال مشرکان عرب کے فرمائی گئی ہے۔ رہا بقیہ قرآن۔ اس میں یہاں تک کامیاب ہوئے۔ کہ لکھ دیا۔ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہی ہندوستان سے گویا لئے گئے۔ سبحان اللہ یہ ہے۔ دین کی نصرت اور حمایت۔

اب ان کے مقابلہ میں مولوی صاحبان کا حال بھی قابل غور ہے۔ زمین کی کروت سے منکر ہیں۔ اس امر کے بھی منکر ہیں۔ کہ کوئی آدمی اسکندریہ سے سوار ہو کر امریکہ پہونچ کر جاپان کی طرف سے آنکلے۔ اور کلکتہ سے بمبئی۔ اور وہاں سے اسکندریہ پہونچے۔ کیونکہ راستہ میں کوہ قاف جو زمرد کا پہاڑ ہے۔ جس کی رگوں سے زلزلہ آتا ہے۔ اور جس کے اردگرد سانپ لپٹا ہے۔ اور جس کے اوپر آسمان رکھا ہے۔ اسے کیسے گذرا۔ یہ مثالیں غالباً ایسی مخفی نہیں ہوں گی۔ میرے دوست نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں کچھ لکھا۔ اور مینے بمقام لدھیانہ وعظ سنا کہ نیل دریا کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ یہ چاند سے نکلتا ہے۔ کسی نے وہاں میں عرض کیا۔ کہ حضرت اگر نیل کا چاند سے نکلنا خلاف مشاہدہ نہیں۔ تو گنگا کا مہادیو کی جٹا سے نکلنا کیوں منع ہے۔ اب واعظ صاحب کے پاس کیا تھا۔ فتوے دے دیا۔ کہ یہ شخص کافر ہے۔ اس کو مار کر نکال دو۔ وہ تو نکالا گیا۔ اور یہ شخص جواب ہاتھ آئے دو ہیں۔ وہاں مرتد ہو گئے۔ کہ اسلام مقتضی ہے۔ پھیلایا گیا ہے۔ اور اس میں ایسے ہی مسائل ہیں۔ پھر کیا تھا آزادی کا زمانہ۔ پکے کافر بن گئے۔ اور نوکری کی ملازمت کر لی۔ آخر سالہا سال کے بعد جب بوڑھے ہو گئے۔ ایک انگریز نے ان کو کہا مسٹر فلانے دیکھو یورپ والے کیسے محنتی ہیں۔ نیل کا منبع انہوں نے دریافت کر لیا ہے۔ جبال القمر ہے۔ اب یہ صاحب اس انگریز سے جبال القمر کا نام سنکر بے تاب ہو گئے۔ اور روتے ہوئے لوگ حیران کہ یہ کیا تماشا ہے۔ اس نے کہا آج اس جبل القمر نے مجھے مسلمان بنا دیا۔ جیسے میں نے اس انگریز سے سنا۔ جس طرح اس لفظ نے مجھے کافر بنایا۔ جب میں نے اس لفظ کو ایک واعظ سے سنا۔ مولانا یہ ہے۔ مشکل ترجمہ کرنے میں۔ ایک طرف نیچری ہیں۔ اور ایک۔ ہمارے علماء کروت ارضی کے منکر۔ حرکت ارضی کے منکر۔ علم کیمیا کے منکر۔ جیالوجی کے منکر۔ انکے درمیان ایک راہ ہے۔

آٹھواں امر جس پر ترجمہ کو عور ضرور ہے۔ اصول ترجمہ کا قائم کرنا ہے۔ ہمارے مفسرین خواہ متقدمین ہوں جیسے ابن جریر۔ ابن کثیر۔ امام سیوطی صاحب در منثور۔ خواہ درایت والے جیسے امام رازی۔ امام غزالی قاضی بیضاوی خواہ صوفی ہوں۔ جیسے شیخ محی الدین بن عربی۔ اور مصنف تفسیر الخالق اور بخاری ہی محمد الوہاب صوفی۔ خواہ لغوی ہوں۔ جیسے محمد الدین فیروز آبادی۔ خواہ علم اشتقاق والے۔ جیسے امام راغب ان سب لوگوں کی تفاسیر کو دیکھو مقدمہ میں اصول کو ہرگز قائم نہیں کرتے۔ اور یہ بڑا گڑبڑ کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر میں اور سید احمد خاں نے تحریر فی اصول التفسیر میں بہت کوشش کی ہے۔ مگر وہ ایسی کوشش ہے۔ کہ یورپ کے واسطے... کافی نہیں۔ اور اس میں بہت کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔

تو ان امور مفسرین کے طبقات کو تو لوگ قائم کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ **اول** درجہ تفسیر القرآن بالقرآن کا ہے۔ اور **دوم** درجہ تفسیر میں حضرت حق سبحانہ کے اس نائب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جس کے حق میں فرمایا۔ **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** **علیہ** مرتبہ خلفائے راشدین وغیرہ وغیرہ۔ مگر عمل درآمد اس کو نہیں دکھاتے۔ مثلاً **ہدی للمتقین**۔ کی تفسیر میں بیسیوں معنے متقی کے بیان کریں گے۔ اور قرآن کریم نے مثلاً **لیس البر ان تولوا وجوہکم** میں جو معنے متقی کے بیان کئے ہیں۔ اسکا ذکر تک نہ کریں گے۔ **یقیمون الصلوٰۃ** میں اقامت پر بحث ہوگی۔ اور کوئی نہیں لکھے گا۔ کہ وہ نماز جس کا ٹھیک رکھنا ضروری ہے۔ اس کی تفسیر رسول کریم نے یہ فرمادی ہے۔

آپ کے لیے یہ فیصلہ کو پہلے پورا دیکھ لیں۔ اگر پسند ہو تو کالا لیجئے۔ ورنہ رمیش خاوند۔ واپس بھیجدیں۔ اس کی نقل مینے نہیں لی۔ اور نہ مجھے فرصت ہے۔ کہ اس کی نقل کروں۔ بلکہ دوبارہ دیکھنا بھی مشکل ہے۔ اگر پسند ہو۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ میں اور بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر دوسرے وقت پر چھوڑتا ہوں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشی۔ آمین۔

آپ ایک کو چہ سے بیخبر ہیں۔ اس پر عرض ہے۔ حضرت پیر و مرشد مجدد الوقت مہدی آخر الزمان کا تذکرہ کرتے وقت آپ نے نعوذ باللہ کا لفظ شریعت اسلام سے ناواقفی کے باعث استعمال فرمایا۔ احادیث صحیحہ میں جناب خلیفہ اول ابوبکر رضی کو ابراہیم اور مسیح۔ اور جناب خلیفہ ثانی کو نوح۔ اور ابوذر کو مسیح عیسیٰ ابن مریم اور جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ اور قرآن میں بعض مومنوں کو امرات فرعون۔ اور بعض اہل ایمان کو مریم بنت عمران اور بعض مومنات کو امرات نوح اور امراۃ لوط فرمایا گیا ہے۔ اور حضرت یعقوب جو خفی کو الہام الٰہی میں زید بن حارثہ جو حبیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ انکا نام دیا گیا ہے۔ پھر ؎

کاش کانانکہ عیب من جوئند
روے آں دلستاں بدیدندے
ترسم آں قوم کہ بود کشاں میخندند
در سر کار خرابات کنند ایماں را

آپ کا سلام علیکم یہ کلمہ مرزا صاحب اس لئے نہیں کہا گیا۔ کہ آپ نے نعم و نیاز کے لیے صرف استعمال نے اجازت ندی۔ آپ کو ابتدا سے خطوں میں ایک صادق علم کے متعلق ایک محب اسلام کا دل دکھانا مناسب نہ تھا۔

اللہم ثبت قلوبہم ہے۔ والسلام

ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر

بالقابہ کا انتقال

سر کہ آید بجہاں اہل فنا خواہد بود
وآنکہ باقیست وبا قیست و خدا خواہد بود

۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء کو اونریبل سر سید احمد خاں بالقابہ نے حاجی محمد اسمٰعیل خاں کی کوٹھی میں انتقال کیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

سر سید صاحب کے انتقال کی خبر معاً بذریعہ ٹیلیگرام دور و نزدیک پہونچائی گئی۔ اور جہاں جہاں یہ خبر پہونچی۔ عام طور پر مسلمانوں میں ایک جوش ماتم پیدا ہوا۔ لاہور میں بھی یہ خبر پہونچی۔ اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے ماتمی جلسہ کا اعلان فی الفور شائع کیا گیا۔ چنانچہ ۲۹ مارچ ۱۸۹۸ء کو اسلامیہ کالج میں ایک ماتمی جلسہ ہوا۔ جسمیں چند بزرگوں نے پاس ہوئے۔

لاریب سرسید مرحوم پاتا ہے اسلمانوں کے ہوا
[illegible] اور انگریزی تہذیب اور مغربی روشنی کے اس قدر
[illegible] تھے کہ مسلمانوں کے قدیم الحالی اور
[illegible] کی پہچان پر پہنچنے کی
لئے وہ اس کو بھی جرم نہ قرار دیتے تھے۔ یہ اعتراف
کہ اون کی ذات سے مسلمانوں کو بہت سے دینوی فائدے
پہنچے نا انصافی اور نمک حرامی ہے۔ سر سید اپنی ذات میں ایک
[illegible] تھے۔ مگر ہم کو یہ کہنے میں کوئی تامل اور تردد
نہیں۔ کہ انہوں نے ایک طرف وہ مسلمانوں کی [illegible]
[illegible] تھا۔ وہاں دوسری طرف [illegible]
[illegible] سوچنے میں بھی خطا کر گیا تھا۔ جو قوم کو [illegible]
[illegible] سکتے ہیں۔ سید کا مشرب یہ تھا کہ سچ
چلو تم ادھر کو جدھر کی ہوا ہے۔

اور اسی لئے وہ ہر معاملہ میں قرآن کریم کو حکم بنا کر چلا
بلکہ مغربی تہذیب اور یورپ کے فلسفہ نے اوس پر ایسا
اثر کیا۔ کہ وہ مسلمانوں کو جہاں انگریزوں کے قالب میں
ڈھالنا چاہتا تھا۔ وہاں اُس کی یہ بھی بڑی بھاری غرض
تھی۔ کہ اون کے اطوار و اوضاع اون کے طریق معاشرت
اور اصول تمدن یہاں تک کہ اون کا علم الٰہی بھی یورپی
فلسفہ کا پجاری ہو کر رہے۔ اور اسی وجہ سے اونہوں
نے ہمیشہ **الٰہی فلسفہ** اور آسمانی قانون کو مغربی فلسفہ
کا متبع بنانا چاہا۔ اور یہ ساری مشکلات اُن کو اس لئے
پیش آئیں۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں انگریزیت کا
دخل جس سے ان کو امید تھی۔ کہ وہ فائز المرام ہوں گے۔
انکے مشن کی کامیابی کے لئے یہی پہلی تدبیر تھی۔ جو بطور
فونڈیشن سٹون کے تھی۔ اور جو افسوس ہے غلط
تھی۔ اہل اسلام کی دنیوی حالت کا سدھار دینی حالت
کی اصلاح سے ایسا وابستہ ہے۔ کہ جب تک دینی حالت
سدھرے دنیوی حالت کی اصلاح ممکن ہی نہیں۔ ہمکو
کوئی ضرورت نہیں۔ کہ ہم اس معاملہ پر فلسفیانہ بحث
شروع کریں۔ کیونکہ مشاہدہ صحیحہ نے اس امر کو ثابت کر
دکھلایا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جب کب مسلمانوں
نے کامیابی حاصل کی ہے۔ اور وہ **حسنۃ الدنیا** سے
بہرہ ور ہوئے ہیں۔ اوس کی وجہ اتفاق اور دین داری کی
راہوں پر قدم مارنا ہی ہوا ہے۔ اور بجز اس کے ہم دعوے
سے کہتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی اصلاح ممکن ہی نہیں
خیر سید صاحب اپنی زندگی کے دن پورے کر کے چلے گئے۔ اور
اپنی حالت سے بتا گئے۔ کہ ؎

من نہ کردم شما حذر بکنید

یہ اوسی مغربی تہذیب اور روشنی کا نتیجہ ہے۔ جس نے
سید صاحب کو دعا کے خیر سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ چنانچہ
لاہور کے ماتمی جلسہ میں باوجود شریک ہونے جنازہ کے
بھی کسی نے چوں نہ کی۔ سیاہ کوٹ پہن لینے یا سیاہ
کالموں میں ماتمی الفاظ لکھ دینے سے سید کی روح آسمانی
ماتمیں میں مستبشر نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے۔ بعض کو یہ
اندیشہ لوگ یہ خیال کریں۔ کہ ہم گرتے مردے اکھاڑنے
بیٹھ گئے ہیں۔ نہیں نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم کو سید
صاحب کے انتقال پر افسوس ہے۔ مگر اوسی لقا قضا بشریت
سے جو ہر ایک انسان کو لاحق ہے۔ اور جو حقیقت پوچھو
تو کسی کے مرنے پر کیسا رنج اور کہاں کا افسوس۔ کیونکہ رنج
اور افسوس رضا و تسلیم کے مدارج کے خلاف عمل ہے اور
فعل خداوندی کو خلاف مصلحت سمجھنا ہے۔ لیکن چونکہ مدارج
رضا و تسلیم کے حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک خدا تعالےٰ
کا خاص فضل نہ ہو۔ اور انسان ہمہ تن اوسی کا نہ ہو جاوے
اور اوس کی مرضی اور ارادہ کی تار اوس کو بتلی کی طرح نہ
چلا دے۔ اور یہ اُس وقت میسر آتا ہے۔ جب اوسکی رضا جوئی
کیلئے تذلل اور انکسار سے یا بالدعا پر دستک دی جاوے
اور اتقا کی راہوں پر صبر و استقلال سے تجلیات الٰہی کے
نظارے دیکھنے کے لئے مستعد کمر باندھی جاوے۔ راستے کے
ابتلاؤں اور کھٹراہٹ کے پہلوؤں سے بیدل نہ ہوں۔ پھر الٰہی
ہستی اپنا جلال دکھاتی ہے۔ اور غیریت کو بھسم کر کے اپنا
نور اوسکی جگہ چھوڑتی ہے۔ پھر رنج و غم عسر و یسر سب
ہیچ ہو جاتے ہیں۔ زندگی اور موت ایک معمولی چیز نظر آتی ہے۔
الغرض ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ سید کے مرنے
پر افسوس کریں۔ رنج نہ کریں۔ کیونکہ یہ راہیں رضا و تسلیم
کی بہت دور ہیں۔ اور سید کے انتقال کا صدمہ بظاہر ایسا
نہیں۔ کہ کم از کم اون لوگوں کو جلدی بھول سکے۔ جو دنیوی
اصلاح دنیوی اسباب ہی کے ذریعہ چاہتے ہیں۔ یا کم از
کم سید کی تدابیر کو ہی خضر راہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ایسی
نصیحت بے محل اور غیر مناسب ہے۔ البتہ ہم اپنے اوس
فرض سے سبک دوش ہونے کے لئے جو ہر ایک مسلمان کو
یامرون بالمعروف کی صورت میں ملا ہے اتنا
کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قدر جزع فزع سے سید صاحب
کی واپسی تو ہو نہیں سکتی۔ اب بہتر یہی ہے۔ کہ اون کی
موت سے بھی جیسا اُن کی حیات سے استفادہ کیا۔ فائدہ اٹھایا
جاوے۔ اور اس سے سبق لیا جاوے کہ دیار و زر بے چند۔
آخر کار یا خداوند۔

پس اون نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش
کرنی چاہئے۔ جو سید صاحب دین کو دنیا پر مقدم نہ کرنے
کی وجہ سے کر گئے۔ اور اون کی بہترین یادگار یہی ہو سکتی
ہے۔ کہ اون کی موت سے وہ کمزوری پوری کی جاوے۔ جو
وہ اپنی زندگی میں پوری نہ کر سکے۔ سید صاحب کے کان میں
ایک آسمانی معلم کی صدا متواتر اور متعدد مرتبہ عام
طور پر پہونچی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اوس سے استفادہ نہ کر سکے
اور وہی مغربی فلسفہ اور یورپی تہذیب اون کے لئے ٹھوکر کا
باعث ہو گئی۔ گو یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اونہوں نے
اوس **ایمان کی منادی کرنے والے** پر بکفیر و سب
و شتم کی بوچھاڑ نہیں کی جیسی امام کے علماء نے کی۔ مگر ہمیں
بھی کلام نہیں۔ کہ ناصح مشفق کی باتوں کی طرح بھی اوس نے
اوس کی باتوں پر کان نہیں دھرا۔ اور باوجود اسکے کہ اونہوں
نے وہ مبارک زمانہ پایا جس کی آرزو ہزارہا ابرار کرتے چلے
گئے تھے۔ مگر اوس فلسفہ بے معنی کی تقلید اور انگریزیت
کی ہوا نے اون کو محروم ہی رکھا۔ جس کے لئے سید رحمۃ اللہ
کی حالت پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے۔ اور سب سے زیادہ
افسوس یہ ہے۔ کہ متعدد مرتبہ امام الوقت نے اوس کو آسمانی
منادی سنائی۔ مگر وہ کان رکھتے ہوئے بھی نہ سن سکے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خیر اب وہ وقت گیا۔ سید صاحب کے کاموں کی قدر
کرنے والے نوجوان اور بڈھے اب بھی موجود ہیں۔ وہ
اس **روحانی معلم** سے استفادہ کریں۔ سید صاحب
کی غرض و غایت **تعلیم** تھی۔ مگر یہ سمجھنے میں اُنہوں نے
غلطی کھائی۔ کہ آسمانی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم کچھ کام دے
سکتی ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ جب تک آسمانی تعلیم حاصل
نہ ہوگی۔ اور آسمانی معلم کی باتوں پر کان نہ دھرا جائے گا۔
قوم کی حالت نہ بدلے گی۔ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم
حتی یغیروا ما بانفسہم**۔ بالکل سچی بات ہے۔) پس
ہمکو محمڈن کمیونٹی اور خصوصاً اون لوگوں سے جو مغربی فلسفہ
اور تہذیب کے دلدادہ اور سید صاحب کے ہم خیال ہیں۔
امید ہونی چاہئے۔ کہ **وہ آنے والے آسمانی معلم**
کی باتوں پر توجہ کریں گے۔ اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ
سید کی وفات ہی پر نہ کر دیں گے۔ کیونکہ اس سے بہت

برا اثر پیدا ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر تریاق کی طرح ایمانی طاقت سلب کر جاتا ہے۔ اور شرک کا متعفن مادہ پیدا کرتا روحانی اور ذہنی قویٰ کو دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے پس اب وقت یہی ہے۔ کہ آسمان پر نظر ہو۔ زمینی اور سطحی خیالات سے منہ موڑا جاوے حسنۃ الدنیا کے حصول کے لئے اون تدابیر کو اختیار کیا جاوے۔ جو سنۃ اللہ دنیا کے خدا نے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور جو تیر بہدف ثابت ہو چکی ہیں اور مرحوم سید کے لئے دعا مغفرت کی جاوے۔ کیونکہ ارحم الراحمین خدا کی مغفرت اور معافی کا دامن بہت وسیع ہے۔ ہاں تو سید صاحب مرحوم کے لئے دعا ہے۔ کہ خدا اون کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اُن کے پس ماندگان کو صبر جمیل اور اُن سے ہم خرمائی اور کم صداقت کی راہوں کی پیروی کی توفیق۔ آمین۔

ایرانیوں کے لئے آسمانی بشارت

لہ الحمد آں چیزکہ خاطر میخواست
آخر آمد از پس ہیچ دہ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی تجلی کی بشارت اور اوس کی پیروی کی راہوں کی ہدایت کا سلسلہ ایران میں ہوگا بلکہ آناً فاناً اس قدر وسیع ہوتا جاتا ہے۔ کہ ایک خدا ترس اور سلیم الفطرت انسان کا دل آمنا و صدقنا کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور اُس کو اس مبارک سلسلہ کی تعلیم سے چارہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس قدر جوش تبلیغ اور پھر اوسکے دامن کی درازی بجز خدا تعالیٰ کے ہاتھ کے سہارے کے ممکن نہیں۔ مفتری کبھی اس قدر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب ایدہ اللہ نے کم و بیش ہر قوم کو تبلیغ کی ہے۔ اور تبلیغ کے متعلق نت نئے سامانوں اور ذریعوں کا میسر آتے جانا۔ اس عزیز خدا کے وعدہ کی صداقت کو خوب ظاہر کر رہا ہے۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ اور یہ وہ وقت آجاتا ہے۔ کہ زمین اپنے کناروں تک سماوی بشارتوں اور برکات سے بہرہ مند ہو۔

ان دنوں میں جو رسالہ الدعاء والاسباب کو زیر نظر رکھ کر امام الوقت نے لکھنا شروع کیا ہے۔ اوس کا مبارک نام ایام الصلح رکھا گیا ہے۔ دوران تصنیف رسالہ میں بعض خوارق ایسے ہوئے۔ کہ سیدنا میرزا صاحب دام فیضہم نے پسند فرمایا۔ کہ ایام الصلح ایرانی لباس میں بھی شائع ہو۔ خدا کی شان ہے۔ کہ امام الوقت کا یہ ارادہ ایسے وقت پر ظاہر ہوا۔ کہ اوس کی تکمیل کا سامان بھی بہت ہی جلد بہم پہونچ گیا۔ جس پر غور کرنے والی طبیعتوں کو ایک نشان عظیم کا پتہ ملتا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود تو اردو رسالہ کی تصنیف میں مصروف تھے۔ اس لئے ایک ہی وقت دو کام آسان نہ تھے۔ لہذا جناب کے اس حکم کا قرعہ پڑا۔ مخدوم حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایدہ اللہ بروح منہ کے نام پر۔ مولوی صاحب ممدوح کو یہ دوسرا موقع ہاتھ آیا۔ کہ آسمانی علم کی تعلیم کو ایرانی لباس میں پیش کرنے کا فخر حاصل کریں۔ اس سے پیشتر حضرت ثمرہ ہند دام افضالہا کو جو تبلیغ کی گئی تھی۔ اوس کا فارسی ترجمہ مولانا ممدوح نے کیا تھا۔ اور اب دوسرا وقت ہے۔ کہ آپ کو حصہ دار بنا۔ اور ایرانیوں کو مائدہ آسمانی پہونچانے والے خوش نصیبوں سے آپ کو بھی جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ مولانا عبدالکریم صاحب نے حضرت اقدس کی تبلیغ میں جس قدر حصہ لیا ہے۔ وہ کسی دوسرے نے کم لیا ہوگا۔ اور ہم کو مولوی صاحب کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ کہ مولوی صاحب جیسا معذور انسان اس قدر کام جو اب کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور روح القدس کی امداد بغیر کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ نماز پنجگانہ وقت کے امام آپ ہیں۔ جمعہ کے امام آپ ہیں۔ بعض طالب علموں کو قرآن کریم اور دیگر سبق پڑھاتے ہیں۔ حضرت اقدس کے خطوط کے جواب لکھتے ہیں۔ رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۵ء کے مسودات کی تصحیح فرماتے ہیں۔ جو اگر غور سے دیکھا جاوے۔ اس قدر مشکل کام ہے کہ معمولی قابلیت کا انسان نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کتب بھی فرماتے ہیں۔ خطوط کا خلاصہ۔ اور اخبارات کے مضامین بھی حضرت کو سناتے ہیں۔

پھر باوجود اس قدر کثرت کار کے الحکم کے لئے اپنے خطبات کا مضمون درست کرتے ہیں۔ جو ایڈیٹر الحکم ہر جمعہ کو بفضلہ تعلیم کرتا ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو قلم وغیرہ اخبار الحکم کے اندراج کے لئے آتی ہیں۔ اوسکی تصحیح کا کام بھی حضرت مولانا صاحب نے محض اپنے کرم اور ہمدردی سے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ان کے علاوہ خانہ داری کے امور بھی آپ سے جدا نہیں۔ ان سب پر مستزاد ایام الصلح جیسی کتاب کو ایرانی لباس پہنانا۔ ایام الصلح کے ترجمہ کے مشکلات کا اندازہ ناظرین کو اُس وقت ہوگا۔ جب ایام الصلح اردو میں شائع ہوگا۔ اور ترجمہ کی خوبی اوس وقت معلوم ہوگی۔ جب ایام الصلح کو فارسی میں پڑھیں گے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہم اپنے دل میں اس امر کے اظہار کے لئے ایک خاص جوش پاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کی اس قدر مصروفیت پر ایام الصلح کا ترجمہ بھی ایک خاص نشان ہے۔ جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ حضور ہی کی دعا کا اثر اور اور فیض صحبت کا نتیجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی عبدالکریم جیسے معذور انسان سے اس قدر کام لے رہا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی روح القدس سے مدد فرماوے۔ ہم نے تبلیغ کا ترجمہ بھی پڑھا ہے۔ اور خوش قسمتی سے ایام الصلح کا بھی کچھ حصہ دیکھنے میں آگیا۔ پھر ان دونوں میں جو فرق ہے۔ وہ قبل از وقت ہم ناظرین کو کن الفاظ میں بتلائیں۔ الغرض فارسی بولنے اور سمجھنے والوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اُن کو بھی مائدہ سماوی سے خدا تعالیٰ نے بہرہ مند فرمایا۔ ہماری غرض اس ذکر سے صرف اس قدر تھی۔ کہ ایام الصلح تو بجائے خود ایک نشان ہی ہے۔ اور اوس کا ترجمہ بھی عظیم الشان نشان سے کم نہیں۔ مگر کن لوگوں کے لئے جو سوچنے والا دل رکھتے ہیں۔ جن کی فطرتیں سلیم اور طبیعتیں سعید ہیں۔ کجرو۔ اور کج پسند نااہل ان باتوں کی قدر کیا سکتے ہیں۔ بالآخر ہم پھر دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر اپنے افضال و اکرام کی بارش کرے۔ اور ہم کو بھی ایسی توفیق دے۔ کہ ہم اوس قسم کی خدمات سے کسی قدر حصہ لے سکیں۔ جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو دی ہے۔

سورۂ والعصر کی تفسیر از عالی جناب سیدنا امامنا و امام المسلمین زیر ترتیب ہے۔ مفصل اشتہار آئندہ۔ درخواستیں بدفتر الحکم کے نام آنی چاہئے۔

قابل غور

حضرت اقدس کے مریدان صادق کی جو کتاب بطور ڈائرکٹری تالیف کرنے کا ارادہ ہم نے کیا ہے۔ اوس کی ضرورت پر ابھی بہت کم توجہ کی گئی ہے کیونکہ اون خطوں کی تعداد نے جو ابھی تک ہمارے پاس نشانہ مندرجہ الحکم کی خانہ پری کے بعد وصول ہوئے ہیں یہ تبلایا ہے۔ کہ عام طور پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ اس عدم توجگی کی وجہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اوس کی ضرورت نہیں۔ بہرحال ہمارے ناظرین اپنے حالات بھیجیں۔ تاکہ اس کی تالیف دفتر نصیب کا کام شروع کیا جاوے۔ ٹریکٹ سیریز میں بھی ابھی کل دو درخواستیں آئی ہیں۔ تاہم ہم مایوس نہیں۔ اور ہم کو امید ہونی چاہیئے۔ کہ انشاء اللہ ایک وقت یہ ضرورت پوری ہوگی۔

حضرت اقدس کی ہمدردی اور حضور کے مخالفوں کے حوصلے

لاہور کے مسخرہ اخبار جعفر زٹلی کے لکھے نہ پڑھے پروپرائٹر وایڈیٹر خادم قوم ملا محمد بخش نے جو خرافات اپریل فول کی دیوانگی میں سیدنا حضرت **مسیح موعود** کے دشمنوں کی وفات کی نسبت اپنے ماتمی اور افسوسناک حادثہ ۱۱ میں کی ہیں۔ اون کے مناسب تدارک کے لئے گورنمنٹ پنجاب کو ہم الحکم کے غیر معمولی پرچہ مؤرخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء کے ذریعہ توجہ دلا چکے ہیں۔ ہم کو اس پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر بعض احباب کے تشویش نما خطوط نے ہم کو مجبور کیا کہ پھر ایک بار گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ سب سے پہلے تو ہم ملا محمد بخش کو اور پس پردہ بیٹھ کر شوخیاں کرنے والے معشوق کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں۔ کہ کیوں حضرت! **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا مورد بننے میں ابھی بھی کوئی فرق ہے۔ ناموں کے پیچھے قادری وغیرہ دم چھلے لگا لینے تو آسان ہیں۔ مگر کیا لغویت میں پڑنا اور بظاہر اپریل فول بن کر تمسخر اور دل آزاری کے جرائم کا ارتکاب کرنا انسانیت اور شیوہ اسلام ہے۔ مومنوں کی شان تو ہے۔ **والذین ہم عن اللغو معرضون** لیکن کیا ایسی گندی بکواس کرنے والے اپنے آپ کو مومن کہلا سکتے ہیں۔ یہ لہو دس امام اور اوس کی مقدس جماعت ہی کا خاصہ ہے۔ کہ باوجودیکہ اس قدر دل آزاری کی گئی۔ لیکن کریم النفس امام نے اپنی جماعت کو قطعاً عدالتی چارہ جوئی سے روک دیا۔ جو لوگ ہمارے مخالفوں کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے مخالفوں کے حوصلوں اور بلند پروازیوں کا اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی ایسی سخی پر کفرنامہ طیار ہوتے ہیں۔ کیا ایسے ہی لوگ مومن کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ جو جھوٹ کی نجاست پر بڑھ بڑھ کر منہ مارتے ہیں اور عملی طور پر لعنت اللہ کو مول لیتے ہیں۔

سیدنا **مرزا صاحب** حق کے فضل و کرم سے ہمہ وجوہ **توانا و تندرست** ہیں۔ لیکن ناعاقبت اندیش مخالف افترا پردازی سے اپریل فول کی آڑ تلاش کرتے ہیں۔ احمق کیا قانون اور شرافت کے بھی بری کر سکتے ہیں۔ قانون انگریزی نے کہیں اپریل فول کی بکواس اور تمسخر آمیز اور فتنہ انگیز تحریروں کو مستثنےٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہو۔ تو ایک کند ذہن ناتراش اور شریر النفس انسان بہت کچھ خرابیاں پیدا کر سکتا ہے۔ مگر نہیں قانون نے کہیں اپریل فول کا استثنےٰ نہیں لکھا۔ اس لئے ملا صاحب کو اور پس پردہ مخنثوں اور مستور الحال مگر چھنال عورتوں کی طرح بیٹھ کر دراندازیاں کرنے والوں کو معلوم رہے۔ کہ اپریل فول کا دیوانہ پن ان کو بچا نہیں سکتا۔ گورنمنٹ پنجاب کے نوٹس سے باہر نہیں رہنا چاہیئے۔ کہ اس تحریر سے جو ملا محمد بخش کے افسوسناک حادثہ کے ذریعہ شائع ہوئی ہے۔ رعایا کی ایک کثیر التعداد جماعت میں بددلی اور تشویش پھیلانے کے سوا اور کوئی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا **مرزا صاحب** **مرزا غلام احمد ایدہ اللہ** کی ایک کثیر التعداد جماعت خاص لاہور میں موجود ہے۔

دوسرے افسوسناک حادثہ میں بعض اطبا رفوت شدہ کے نام بتلا رہے ہیں۔ کہ فضول بکواس ہے۔ اور حقیقت میں اپریل فول کے ذریعہ سے جو بات پھیلائی گئی ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ایسی مشوش تحریروں کے انسداد کے لئے کافی انتظام اور توجہ کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ ملا محمد بخش محض ایک کم سواد اور نابلد محض ہے۔ نہ کوئی دنیوی وجاہت رکھتا ہے۔ نہ علم سے حصہ اس لئے یہ شرارت محض فتنہ پرداز آدمیوں کی ہے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کی تفتیش کی ضرورت ہے۔ آخر میں ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ہے۔ **لعنت اللہ** جو نابکار جھوٹوں پر پڑا کرتی ہے۔

ما ارید الا الاصلاح ع

خاکسار ہم سخن از رہ غربت گویم
یعلم اللہ کہ بجز نیست غباری ما را

رسالہ الاصلاح کا جو تعاون دفتر الحکم میں پہنچا۔ شکریہ رسید دی جاتی ہے۔ ریویو بعد ملاحظہ چند نمبر لکھیں گے۔ کیونکہ بلا نظر کامل ریویو لکھنا ریویو نویس کا کام نہیں۔ الاصلاح کے شکریہ کے عنوان میں **امہات المومنین** کے مصنف کا شکریہ دیکر ہمکو افسوس ہوا۔ کہ لاکھوں روپیہ دیکر ایسی کتاب کے موصول ہونے پر شکر گذار ہوتا ہے جس سے بجز دل آزاری اور رنجیدہ کوئی دوسرا امر محفوظ نہیں رکھا گیا۔ مسلمانوں کی ہمت و حمیت دربارہ جواب دیکھنا اور انتظار ایک مسلمان خواہشمند اصلاح کے لئے مناسب نہیں۔ اور ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ ایسی بیباک مصنف کا جواب گورنمنٹ کے انصاف سے دیا جاوے جسنے اوسکی چھ کروڑ رعایا کے دلوں کو عمداً رنج دیا۔ اور فتنہ انگیز کتاب چھاپ کر ایک ہزار مفت بلا درخواست بھیجی۔ امید ہے کہ یہ اصلاح اپنی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور دوستانہ مشورہ کو بدگمانی پر حمل نہ فرمائیں گے۔

دارالامان کا ہفتہ ع

۱۔ موسم بدل گیا۔ گرمی شروع ہوئی۔ فصلیں پک گئیں الحمد للہ اچھی ہیں۔

۲۔ حضرت اقدس امام و امام المسلمین حضرت مرزا غلام احمد صاحب بفضلہ تعالےٰ بہمہ وجوہ تندرست اور اپنے مشن کی تبلیغ میں شب و روز مصروف ہیں۔ **ایام الصلح** تصنیف فرما رہے ہیں۔

۳۔ حضرت مخدومی مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ **ایام الصلح** کا فارسی میں ترجمہ فرما رہے ہیں علاوہ دیگر خدمات مشن کے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

۴۔ قرآن کریم کا درس مستورات حاری مولانا مولوی نورالدین صاحب کی سعی قابل مسکوری۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دارالامان

مورخہ ۳ اپریل ۱۸۹۸ء یوم یکشنبہ

خطرناک جھوٹ

ایک کثیر التعداد جماعت کی دل آزاری

جلد ۲ نمبر ۱

قابل توجہ گورنمنٹ

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن + خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

ہمکو حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ کم بخت پیٹ اور چند روزہ زندگی کی خاطر انسان لعنت اللہ علی الکاذبین کا سخت وعید پڑھتا ہوا بھی دن دھاڑے سفید جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتا۔ ہماری جماعت (جسکے ہم ایک فرد اور جسکے پیشوا اور امام گورنمنٹ انگلشیہ کے نسلاً بعد نسل جان نثار دوست اور فرمان پذیر رئیس جناب مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد میں) پر سفید اور سیاہ لوگ مختلف قسم کے دل آزار حملے کرتے اور سناتے ہیں۔ اسوجہ سے متعدد مرتبہ گورنمنٹ عالیہ کو خود ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ یہ لوگ کمینہ حملے کرنے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ لاہور کے ایک لکھے نہ پڑھے نام خود فاضل ایک عام حیثیت کے آدمی ملا محمد بخش رجو کسی جعفر زٹلی نام کے اخبار کا مالک بھی کہلاتا ہے۔ اسنے حال میں ایک اشتہار "افسوسناک حادثہ" کے عنوان سے کثیر التعداد چھاپ کر شائع کیا ہے۔ جسمیں امام ہمام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ احد کے دشمنوں کی وفات طاعون جیسی مراد و ایک لعنت مجسم مرض سے شائع کر کے ایک بڑی بھاری جماعت کی دل آزاری کی ہے۔ جو اشتہار اس بیباک ملا نے باوجود قانون سنسر کے پاس ہو جانیکے شائع کیا ہے۔ ہم اسکا شائع کرنا بھی خلاف تہذیب و اخلاق سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک اشتہار سے ایک بڑی بھاری جماعت میں جو گورنمنٹ کے معزز عہدہ داروں اور وفادار ملازموں اور عقیدتکیش رؤسا اور تاجروں کی جماعت ہے سخت بددلی اور گھبراہٹ پھیلائی گئی ہے۔ جس سے نقص امن عامہ کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے ہم پر زور الفاظ میں گورنمنٹ کی حضور اس دکھ اور تکلیف کا استغاثہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک صریح جھوٹ اور لعنت سے بھری ہوئی گذرسی ہماری جماعت کو پہونچایا گیا ہے۔ عالیجناب سند مرزا غلام احمد صاحب دام مجدہم کے سلامت باکرامت ہونیکے باوجود اور خود لاہور میں حضور کے متبعین کی ایک کثیر التعداد جماعت کی موجودگی میں ایسا اشتہار مکذبانہ جھوٹی بھرا ہوا شائع کرنا بجز ایک مجرمانہ کیا ہے۔ ان تمامی وجوہ کے لحاظ سے کیس القوم باخدا انسان کی حیثیت سے کام ہو سکتا ہے۔ ہم نہیں کہنا چاہتے کہ جس جماعت کی اسقدر دل آزاری کی گئی ہے اور جسکو ایسی خود تراشیدہ منحوس خبر سے رنج دیا گیا ہے۔ قانونی چارہ جوئی کرے گی۔ یا نہیں۔ لیکن اس میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ کہ اس جھوٹ کی خبث سے بھرے ہوئے اشتہار کی غرض و غایت ایک جماعت کو رنج دینا۔ اور عوام میں ان کی نسبت برے خیال پیدا کرنا۔ جو مذہبی حیثیت سے ہوں ہے۔ اس لئے ہم کو اپنے صوبہ کے عادل لفٹنٹ گورنر سے امید ہونی چاہئے۔ کہ وہ اس کا مناسب تدارک فرماویں گے جو ایسی بے باک اور جھوٹی خبریں پھیلانے والے دلیر انسان کا قرار واقعی انسداد فرماویں گے۔

بالآخر ہم عوام الناس کو یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مخالفوں نہیں نہیں حق کے دشمنوں کی ذلت اور خواری اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ وہ جھوٹ جیسی نجاست سے پرہیز نہیں کرتے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تو مسلم امر ہے۔ کیا اب حضرت اقدس عالی جناب سیدنا میرزا صاحب مجدد الدہر مسیح موعود و مہدی مسعود امام اللہ فیوضہم الی یوم الموعود کے باکرامت زندہ اور سلامت ہوتے ہوئے ایسے اشتہاروں کا عمداً شائع کرنا۔ جو مجسم جھوٹ ہوں۔ آلت متذکرہ بالا کا مصداق نہیں بناتا ہے ناظرین خود خیال فرماویں۔ یہ ہے ایک درنشان حق اور باطل میں تمیز کر لینے والی آنکھوں کے واسطے اور شریف اور غور کرنے والی طبیعتوں کے لئے منکر آمیں۔ دیکھیں۔ سیدنا مرزا صاحب ماشاء اللہ کیسے توانا اور صحیح سلامت اپنے مخالفوں کی ذلت کے لئے ہر روز کیا ہر آن میں نئے افضال و اکرام الٰہیہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ بخیال ایشانی طریق تفاؤل حضرت اقدس کے دشمنوں کی موت کی جھوٹی خبر حضور کی درازی عمر پر دال ہے۔ خدا کرے۔ کہ حضور ہزار برس سال سلامت باکرامت رہیں۔ ہم اپنے احباب کو فی الحال یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ حسب معمول صبر اور تحمل سے کام لیں۔ اور انتظار کریں۔ کہ خدائے علام الغیوب اور منتقم حقیقی کیا ظاہر کرتا ہے۔ اور ان کی تحسین گورنمنٹ کیا تدارک کرتی ہے۔ ہمکو گورنمنٹ انگلشیہ کے انصاف و عدل سے کامل امید ہے۔ کہ وہ ہمارے درد دل کا درمان فرمائے گی۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت کی دل شکنی کو دور کرے گی۔ اور ایک دلیر آدمی کا مناسب انتظام کر کے مرہم تسلی شکستہ دلوں پر رکھے گی۔ خدائے قادر مطلق کی درگاہ سے تو ہم کو کامل امید ہے۔

کہ وہ ایسے دلیر اور بے باک انسان کو جو خدا سے مجادلہ کرتا اور اوس کی باتوں پر ہنستا ہے۔ خسر الدنیا والاخرۃ کرکے چھوڑتا ہے۔ اور بجائے خود یہ کیا کم سزا ہے۔ کہ جھوٹ کی نحوست پر مارا جاوے۔ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مورد بنایا جاوے۔ یہ خدائی لعنت جو حق کے مخالفوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ اور مفتریوں اور سعید فلاروں کے لئے ایک نشان ہے۔ اگر ایسے قوم نشانہائے خداوند قدیر + چشم بچشم کہ چشم نشانے امت کبیر +

بنی نوع انسان کا سچا خدمتگذار

احقر العباد محمد یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

دارالامن والامان ۳۰ اپریل ۱۹۰۸ء

اخبار الحکم قیمت پیشگی مع محصول ڈاک سے سالانہ مینجر اخبار الحکم قادیان سے طلب کرو۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامن والامان میں چھپا)

ہم سناتے ہیں یہ وہ لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل و در یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار خرد اشتہار و اسناد بے شمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاروں سے نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں خیر خواہی خلق اور راست بازی سے کام [illegible]

حقیقت الدین نظام الدین

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مجلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ جرمانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جاوے فضل خداوند کی منادی ہے عام مبارکباد کی

اس خادم الاطباء کو ۳۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء و کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے خدا تیج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدار والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو تگر عمدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جاوے۔ (۴) شرطیہ بعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھدے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین مخبر شخص کے پاس بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پاوے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مجلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ جرمانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خدا کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سے بر بادہ شجرے کہ جسکا ثمر نہیں۔ گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک تحفہ بھیجکر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکو اولاد نہو	عہ	۱۰	فوائج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	جنکندر	عہ	۲۹	نطول عرض و غنی کو نامرد	صہ
۳	جسکا حمل ۳-۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور آنکھ	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	سہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	[illegible]	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	لیچھ	صہ	۳۴	[illegible]	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف [illegible]	صہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سیل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سر [illegible]	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر پنجاب چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن مسکل اگرامر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش دانہ و سرخ ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ دو سال کیلئے کافی ہے مبلغ ۱۲ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ۔ خالص مصری فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ روپیہ۔ خرچ ڈاک خریدار۔ دینا ہے۔ حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخونہ بال اور اندر کی جھلی کا ورم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اسلئے ہر کسی کیلئے استعمال مفید ہے مفصلہ بالا میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہو وہاں اس مفید دوا کو ضرور ہاتھ رکھنا چاہئے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ میں بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ مسانگلے صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میاں سنگھ صاحب آہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیمار علاج مریضہ مسمات انم دیوی نمبر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں فرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی کا دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم۔ شاید آں جناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا۔ یعنی ایک دو کاندار سے دو لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بسبب ہلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعا گو ہے۔ بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام علاقہ تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس کبیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں۔ کہ دو تولہ ممیرے سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ کندو ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر میری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت علیحدہ پارسل بھیجدیں۔ دستخط سردار صاحب محمد خان درانی شاہزادہ کابل حلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک نرکستان ۶ مارچ ۱۸۹۵ء۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی تراب پبلشر و پرنٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا

قیمت پیشگی سالانہ ہے۔

البدر

قیمت پیشگی سالانہ ہے۔

نمبر ۷ و ۸ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۱۳ و ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے بیان پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سخن رخصیہ۔ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص اخبار بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو دو سو ہستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دینگے۔ مینجر البدر کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ ۲۰+۲۶۔ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں۔ چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اسلئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں۔ [درخواست خریداری بنام نمونہ کیلئے ایک آنہ ... مینجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۂ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ۔ قیمت ملاحصول ۲ر

محمود کی آمین۔ دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۱ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۂ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

تھوڑے عرصہ میں ایک منظوم رسالہ موسوم بالانتباہ چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ جو جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے لکھا ہے اس قابل ہے کہ کمیسیون جلد میں مفت تقسیم ہو۔ درخواستیں مینجر الحکم کے نام ہونگی۔

مینجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی اشتہار بند سیج بند پر اندے۔

www.aaiil.org

کیونی کیڈ

عبد مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے طالب رضا و مولیٰ حق کو حق سے پانے اور راستی کو راستی سے شناخت کرنے کی اگر تجھے خواہش ہے۔ اور تو چاہتا ہے۔ کہ نادانی اور جہالت کی ظلمت کدہ سے نکل کر صداقت کی نورانی محلوں میں داخل ہو جائے۔ تو تو جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام معجز نظام کو سرسری اور بیرونی نظر سے مت دیکھ + اُن حکمتوں کو جو بطن کلام میں امانت رکھی گئی ہیں اپنی جہالت اور نادانی کے حوالہ نہ کر۔ کسی خبر صداقت اثر کے الفاظ کو صرف رسمیاً عادتاً زبان سے تکرار کرنا چھوڑ کر مطالب کلام کی طرف رغبت کر۔ اور دیکھ کہ کن پہلوؤں پر اُس کی بنا ہے۔ اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا منشا ہے۔ اگر اپنی نظر فہم معانی سے کوتاہ ہے۔ تو کیا کسی کریم النفس صاحب حال مبارک فال سے بھی معانی کا سمجھنا گناہ ہے۔ تو اپنی اس محتاجی کو جو تجھ میں موجود ہے۔ اقرار کر۔ اور کسی سلیم الفطرت صاحب دل کے آگے اس کا اظہار کر پاک انسان سے مدد لینے میں عار نہ کر۔ بغض و عناد کی ظلمت سے باہر آجا۔ ضد و عداوت کی تاریکی کو ترک کر۔ کبر و نخوت کی قبا کو اتار ڈال۔ اپنے زمانہ کو جس میں تو ہے۔ نظر حقارت سے مت دیکھ۔ فضل و فیض الٰہی کی بے انتہا رحمتوں کے دروازے بند مت سمجھ۔ اور صرف سابقین اولین پر ہی انعامات کا ختم ہو جانا خیال کر کے موجودہ الٰہی رحمتوں کے نیچے آئے ہوئے مبارک وجود سے مونہہ نہ پھیر۔ دیکھ صفات الٰہیہ کے دائرہ کو تنگ سمجھ کر کسی انسان پر ہی اُن کے وارد ہونے کو محال سمجھنا سخت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ اگر تیرا دائرہ کرم تنگ ہے۔ تو ہو۔ مگر کیا اگر ہمیشہ کریم الصفات ذات کو بھی تو اپنے ہی خیال کے کوتاہ اور ناقص پیمانے سے ماپنے لگا ہے۔ کہ اپنے زمانہ کے برگزیدہ کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے۔ بس پھر کہتا ہوں۔ اور سچ کہتا ہوں کہ ایسی ٹھیکہ داری میں خسران مبین کا اندیشہ ہے۔ اپنے خیالات کو صاف کر۔ اور ٹھنڈے دل سے ادراک معانی پر قادر ہونے کی کوشش کر۔ ہاں تو اس راز کی تلاش کر۔ جو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا علوم اور کبھی نہ ختم ہونے والے خزانوں سے عطا ہوتا ہے۔ بہت سے راز اور حکمتیں رب السموٰت والارض کے خزانوں میں مخفی ہیں۔ جن کا نزول آسمان دنیا پر ہوا۔ اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ لا انتہا معارف حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر حکمت لبوں سے نکلے ہیں۔ جن سے اس جناب پاک کے کلام معجز نظام کے جوامع الکلم ہونے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ بہت سے کلام کرنے والے کسی خبر صداقت اثر کے مطالب پر زبان کھولتے ہیں۔ اور کسی اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے واسطے اس کو وجہ ثبوت ٹھہراتے ہیں۔ مگر ایک حالت ہے۔ جو صاحب حال کے اپنے حال سے کھلتی ہے۔ اور وہ مجسم ثبوت ان معارف کا ہوتا ہے جن کی سند خود اُس کی ذات ہوتی ہے۔ اُس کی طرف حمایت الٰہی کی ایک چمک پڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے سبب سے اُس کو امتیاز کلی حاصل ہوتا ہے۔ پس کسی کا صرف زبان سے کسی خبر صداقت اثر کا پڑھ دینا اُس کے اپنے مانے ہوئے اعتقاد کے لئے وجہ ثبوت ٹھہر جانا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ عبد مومن کے لئے حدیث قدسی کے معانی پر اطلاع پانے کے لئے بھی یہ ہی اصول درکار ہے۔ کیونکہ کلام لطیف بھی اپنے اندر ایک ایسی لطافت کا بھرا ہوا نور رکھتا ہے۔ کہ جو خود بخود کسی صادق عبد مومن کی حالت پر سچی روشنی ڈالتا ہے۔ حضور مقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ایک حدیث قدسی میں یوں روایت فرماتے ہیں۔ لا

یزال عبدی المومن یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت وسمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا۔ ورجلہ التی یمشی بہا وبی لفظ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یعقل

اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرا عبد یعنے میرا بندہ کیسا بندہ **عبد مومن** میری طرف قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ کیسے حاصل کرتا رہتا ہے۔ نفلوں کے ادا کرنے سے اُس کو یہاں تک تقرب میں ترقی ہوتی ہے کہ میں اس عبد مومن سے پیار کرنے لگ جاتا ہوں۔ پس جب میں اُس کو اپنا پیارا بنا لیتا ہوں۔ تو اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ میں ہی اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی زائد لئے ہیں۔ کہ وہ مجھ سے سنتا ہے۔ مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے۔ اور مجھ سے سمجھتا ہے۔ اب یہ حدیث قدسی عبد مومن کا ایک حال ہے۔ جس کے معانی کی تشریح عبد مومن کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھیر دیتی ہے۔ یعنے جب کوئی مبارک انسان اپنی اغراض نفسی اور خواہشات ذاتی سے بالکل علیحدہ ہو کر ذات اقدس سبحانہ تعالیٰ کی راہوں میں قدم انداز ہوتا ہے۔ تو اُس کے سارے طریق تقرب الٰہی کی وجہ سے پردہ ہائے نفسانی پھاڑ کر ذات کامل الصفات کا شہود حاصل کرنے کی طرف جھک پڑتے ہیں۔ اُس وقت اُس کی مراد ذاتی اللہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی۔ وہ صرف اُسی ذات بے چون و بے چگون بے مثل چہرہ کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور اُسی کو اپنے پرسوز و طپش قلب کے لئے کامل اطمینان اور عین تسلی سمجھتا ہے۔ اس تحت سوز و گداز کی حالت میں اگر اُس کی نظر اپنے باطن کی طرف جاتی ہے۔ تو اُس میں بھی اسی کو ڈھونڈتا اور ڈھونڈتا ہے۔ زمین کی پہنائی پر نظر ڈالتا ہے۔ تو اُس کی تلاش میں۔ آسمان کی بلندی پر نگاہ پڑتی ہے۔ تو اُسی کی جستجو میں۔ **بین الارض والسموات** جو کائنات اُس کی آنکھوں کے سامنے گذرتی ہے۔ اُس کے متفرق اور گوناگون عجائبات میں بھی اُسی کے رنگ کا طالب ہوتا ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ چلتے پھرتے۔ دن کے اُجالے میں رات کی اندھیرے میں۔ مجلس میں تنہائی میں۔ اس کو اُسی ایک کی دھن لگی رہتی ہے۔ پس جب روح انسانی اپنے اندر اس قدر تقاضا رشید پیدا کر لیتی ہے۔ اور روح حق کی ایسی مشتاق ہو جاتی ہے۔ تو پھر قلب انسانی اس قابل ہوتا ہے۔ کہ وہ دائم و قائم بے مثل و بے رنگ بے چون و بے چگون ذات اپنی صفات کاملہ کا نور اس میں ڈالے۔ پس یک بہ یک اس فنا اتم پر پہنچتے ہوئے عبد مومن کے مقابل جبکہ اس کی عبودیت جو اُس کا ذاتی جوہر ہے۔ اس درجہ کاملہ پر پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ باقی ذات اپنے دائمی بقا کے بے انتہا دائش کو کھولے ہوئے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اور عین بے رنگی میں اس اسیر رنگ کی نیرنگیاں جلوہ نما ہونی شروع ہوتی ہیں۔ پس اللہ کی ذات عبد کی ذات

میں صفات کی کل کاری سے ایسے ایسے نقش و نگار اور بیل بوٹوں کے بلاغ لگا دیتی ہے۔ کہ عین الیقین کے چشموں میں پہنچ کر یہ عبد اپنے ذاتی تقاضا میں صفات الٰہیہ کا رنگ لے لیتا ہے۔ اور اُن سے رنگین ہو کر ذات کے مقابل میں تو عبد مگر صفات کے مقابل میں ظل کہلاتا ہے۔ پھر اس کے جمیع افعال و حرکات خواہ سمع سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا بصرت۔ ہاتھوں سے متعلق ہوں یا پاؤں سے محسوسات ہوں۔ یا معقولات انہیں صفات کا رنگ کی رنگینی کو دکھلاتی ہیں۔ جو ان صفات والی ذات کا عین تقاضا ہوتا ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر اس پر وہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ جو حدیث قدسی میں بیان ہوئے ہیں اور مخبر صادق کی زیادہ صدق بیان سے یہ فرمان حق سبحانہ تعالےٰ نکلے میرے پس اس مقدس جماعت کے پرکھنے کے لئے یہ ایک کھسوٹی ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جب میرا مقرب بندہ میرے دربار میں میری حضوری حاصل کرتا ہے۔ تو وہ میری صفات کا ظل ہو جاتا ہے۔ یعنی میری ذات کے مقابل تو وہ عبد ہی رہتا ہے۔ اپنی عبودیت کو ترک کر کے اللہ نہیں ہو جاتا۔ مگر صفات اللہ کے مقابل آ کر اُن کا رنگ حاصل کر کے اُن کا ظل ہو جاتا ہے۔ اللہ کے اسم ذاتی کے مقابل اس کا اسم ذاتی اس وقت عبد ہوتا ہے۔ جو اس کو مومن ہونے کی جہت سے ملا ہے۔ اسماء صفاتیہ کا وہ مورد بن کر اپنے اندر سے صفات اللہ کا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ اب ان اسماء صفاتیہ کے معانی عبد مومن کی سچی اور کامل عبودیت سے ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صافیان بصیرت اپنی بصارت باطنی سے اسماء صفاتیہ کی روانگی کو عبد مومن کے اندر بخوبی شناخت کرتے ہیں۔ اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کے انوار اُن پر چمکتے ہیں۔ کسی کی راہبری اور ہدایت کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ اپنے قلب منور کی چمک سے جو مناسبت کی رنگ میں ان کے اندر ہوتی ہے۔ نور و ظلمت میں فرق کر لیتے ہیں۔ یہ ہی ایک جماعت ہے۔ مگر بعض جہالت اور خود غرضی خود غرضی نے میدان میں سرگردانی کرتے ہوئے اپنے آپ کو عیسیٰ کامل قرار دے لیتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میری معرفت کامل ہو چکی ہے۔ میں دریائے حقیقت کا پورا شناور ہوں۔ پس وہ نہ اپنے قلب کے نور سے بلکہ اپنے نفس کے غرور سے عبد مومن کی شناخت میں قاصر رہ کر ضد و عداوت بغض و حسد کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی جہالت اور نادانی پر نادان ہو کر ہمہ دانی کا دعوے کر کے ہیچو من دیگرے نیست کی صدا لگاتے پھرتے ہیں۔ اور صادق کی شناخت میں کبھی خفیہ کبھی علانیہ کبھی بات سے اور کبھی لات سے سبھی دکھلاتے ہیں۔ حق اُن کو کڑوا لگتا ہے۔ ناحق کرتے ہیں۔ رنج کھاتے ہیں۔ اور جن موت مرے جاتے ہیں۔ اندرونی مرض کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔ حق پر ستور میں بیٹھ کر گفتگو کرنے سے ان کو بیزاری ہوتی ہے۔ جب کسی حق پرست قوی دست کے قابو آ جاتے ہیں۔ تو بیقراری پر بیقراری بڑھتی ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور ان کو اس عذاب سے نجات دے۔ اگر کوئی نیک فطرت سعادت نشان انسان کسی بھلی بات کو کسی سعادت مند سے سن کر قبول بھی کر لیتا ہے۔ اور حق کی طرف میلان بھی دکھلاتا ہے۔ تو یہ خود غرضان ہرابانی اُس کی راہ زنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اُن سعادت مندوں کی نسبت جن کو وہ پچھلیں سے سعادت مند مانتے ہوئے ہوتے ہیں۔ صفات الٰہیہ سے کسی قدر رنگ پا جانے کے سبب جو کسی عبد مومن کی صحبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ خود اپنی کور باطنی کے سبب سے بدظنیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نہ خود سمجھتے ہیں۔ نہ دوسروں کو سمجھنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح خود اپنے اور بعض مسکین طبع انسانوں کی بدبختی کے اسباب پیدا کرنے کے باعث ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک سادہ دل سلیم الفطرت انسان کو خدا ان خود غرضان ہرابانی سے بچائے۔ جو خود تو گمراہ ہو کر ڈوبے تھے۔ دوسروں کو بھی ساتھ لے ڈوبنے کے درپے ہیں۔ عبد مومن کی اُس حالت پر لیجانے کے لئے جس میں وہ صفات اللہ کا ظل ہوتے ہیں۔ اسماء صفاتی کے متعلق کو سمجھنا ضروری ہے۔ خدا کی ذات اسماء صفاتیہ ہی کے آئینہ میں اپنا جلوہ دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنے کامل مظہر میں ہی اپنی صفات کی عکس کو ڈالتا ہے۔ اور اسی نمونہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عبد مومن کے کان۔ اللہ کے کان ہیں۔ اور اُس کی آنکھیں۔ اللہ کی آنکھیں۔ اور اُس کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور اس کے پاؤں۔ اللہ کے پاؤں۔ اور اُس کا فہم اسی ذات کا فہم ہے۔ خدا کے افعال جو اس کے صفات سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اُس انسان میں جس کو وہ عبد مومن کا خطاب عطا فرماتا ہے۔ مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔ خدا کی زمام قدرت کا یہ انسان مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً اسماء حسنہ میں سے صفت رحمانیہ کی جلوہ گری اسم رحمان سے ہے۔ یہ صفت جس کا تقاضا خود ذات پاک پورا کر رہی ہے۔ وہ صفت ہے۔ کہ جس میں کسی عمل نیک یا بدی جزا کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اس کا ظہور اس عالم میں عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ اس صفت کا کافر کے کفر فاسق کے فسق اور مومن کے ایمان۔ پرہیزگار کی پرہیزگاری عابد کی عبادت۔ نیک بخت کی نیک بختی۔ اور صالح کی نیک کرداری کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جو کچھ دیا جائے۔ بلا معاوضہ کسی خدمت کے محض بے تعلقی سے دیا جائے۔ کھلایا جائے۔ پلایا جائے۔ دیا جائے۔ دلایا جائے۔ کوئی کام کسی کا سنوارا جائے۔ غرض جو کچھ کیا جائے۔ محض بے تعلقی سے کیا جائے۔ کچھ غرض درمیان نہ ہو۔ جیسا کہ رحمان کو اپنی رحمانیت اور رب العالمین ہونے میں کچھ غرض نہیں ہے۔ اُس نے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اس کے کہ کوئی اس کو مانتا ہے۔ یا نہیں۔ یا اُس کی بندگی بجا لاتا ہے۔ یا نہیں۔ کسی مذہب یا کسی فرقہ کا ہے۔ دشمن ہے۔ یا دوست اپنی رحمانیت کے خوانچہ کو بچھایا ہوا ہے۔ اور قبل از پیدائش آدم و بنی آدم اپنے تقاضا رحمانیت سے سب کچھ جو اُس کی پرورش کے لئے ضروری ہے۔ پورا کر رہا ہے۔ اور محض رحمانیت کے فضل سے چاند سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ سب کو کام میں لگا رہا ہے۔ پس بلحاظ اس صفت رحمانیت کے۔ عبد مومن میں عام ہمدردی کا ایک ایسا سوز ہوتا ہے۔ کہ جو اُس کو بغیر کسی طرح کے نفع ذاتی کے مخلوقات الٰہی کے ساتھ رحم کرنے کا ایک جوش دلاتا ہے۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ خیر خواہی بنی آدم کے ایک ایسے منصب پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور ایسا مقام حاصل کرتا ہے۔ کہ اس مقام کے لحاظ سے وہ اظہار ہمدردی اور خیر خواہی میں کسی قوم یا کسی فرقہ کا لحاظ نہیں کرتا۔ اور صفت رحم کو ایسا عام کر دیتا ہے۔ کہ یگانے بیگانے میں اس حالت پر اسے کوئی غیر نہیں ہوتی۔ یہ ہی وہ منصب ہے۔ جس پر یہ قوم پہنچ کر طبیعت دلی سے اصلاح خلق پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس راہ میں ہر ایک دکھ اُٹھانے کے لئے بڑی رضامندی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس خدمت کے بجا لانے میں مال کو پانی کی طرح بہاتی ہے۔ جان کو ہر ایک خطرہ میں ڈالنے سے دریغ نہیں کرتی۔ ان کا خوان نعمت اسی صفت کے ظل کے نیچے آ کر ایسا فراخ ہوتا ہے۔ کہ کوئی خود اپنی بدقسمتی سے محروم رہ جائے تو رہ جائے۔ مگر یہ قوم خدا اپنے خوان کرم سے کسی کو محروم کرنا نہیں چاہتی۔ پس عبد مومن کا اس مقام پر مخلوق خدا وہی نسبت ہوتی ہے۔ جو خدا کو اپنی مخلوق سے رازق ہونے کی

پاک شاعری

قصیدہ مدحیہ درشان حضرت اقدس امام زمان از ہیچمیرز مہدی حسین عافاہ اللہ

اے خواص عیسوی نازل شدہ بر بام تو
روبہ اعدا فتادہ ہر سحر در دام تو
آہوئے دجال ہم زیں نخچیر بیدل رام تو
مہدیٔ آخر زماں خالق نہادہ نام تو

وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ - سے

آفرین حق سزد بر کار نیک انجام تو
کفر و ایماں خرد از پرتو اسلام تو
ماہ کامل ز انفعال نور بدر نام تو
مہر مہرے بر دے رشک صبح و شام تو

ہر دو را شرمندگی از نور رشان مجبوں
در مہ رمضاں چو دیدند وقت ایام تو
ذوالفقار حیدری در دست تو خالق نہاد
کافر دیں ز قلم از ضربت صمصام تو
کلک تو نشتر بود در گلوئے منکرین
جرعۂ اعدا پراکندہ کند الہام تو
احمد مرسل ترا اندر کنار خود کشد
در صف بیدیں چو بیند حملۂ ضرغام تو
مہدیٔ گم کردہ راہاں مصلح بر ناد پیر
ایھا الشیطان بیا کاصنام تو
رقبل للکفار قد جاء الھدیٰ من ربکم
اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَلَا تُطِیْعُوْا

آسب بیار راشد قبیل و اولیاء معتمد
نام نامی شد غلام احمد قدا نام تو

مطلع دوم

آشنائے غاصم ہر دل و دار نام تو
نا کجا بینم فراق روئے دل آرام تو
چند نالم روز و شب در ہجر بے ہنگام تو
انتظاری تابہ کے در آمد پیغام تو
من بیکدم ازاں محروم از انعام تو
ورنہ در آفاق عالم بانگ زن قسام تو
اے خوشا وقتیکہ رخت خود بستم بر کشم
حبذا حینیکہ بندم بر کمر احرام تو
بارگاہ عالیت را بوسہ گاہ خود کنم
مسجد من مسجد فرخندگی فرجام تو
نقد جانرا بر کف پایت نہم شاداں شوم
روح را قربان کنم بر جسم گندم فام تو
لحظہ اے عمر را در خدمتت آرم بسر
ہمچو سایۂ زیم گاہ و زنم بر گام تو
وا دریغا من تو دوم کہ دور از تو بہا
یا الٰہی بہر دریا ہم ز فیض عام تو
من غریب بے نوا یم تو شہ عالی مقام
لطف کن لطفیکہ باشد در خور اکرام تو
من ہماں ساعت ترا دانستم ای ابر کرم
از جبیں یافتم ہمیں سالہ او نام تو
از من مسکیں دعا و زآسماں آمیں شنو
بر جناب علی و اصحاب ذی الافہام تو
ما کہ در وقت بلا ماندہ ز قلب سلیم
از حیا پیشی نیاورد ند بر اقدام تو

جناب حکیم نور محمد صاحب ملکوی

از دعائے منتہیانت موج نور آید بہ نور
از سر ہوئے غفلت بستر دجام تو

محمود کی آمین

دوسرا ایڈیشن چھپکر طیار ہو گیا ہے - قیمت ۲/

قصیدہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۵ و ۶)

یعنے مسیح ناصری اللہ کے پیارے نبی
بایں حیات دنیوی بر سما کہ چرخ دوم
بیحیائے اہل ریا کرتے ہو تم جور و جفا
کیوں در تمنے کردیا خوف خدائے اکبرم
ہیں حضرت عیسےٰ کہاں جو پس آئیگا یہاں
ہے بے سر و پا یہ گماں خالق عالم کی قسم
خالق نے فرمایا نہیں قرآن میں آیا نہیں
حضرت نے بتلایا نہیں پھر یاد لیں کس طرح ہم
قرآن کیا کچھ دو ہر دیکھو جسے منظور ہے
جینے کا کچھ شہ کو ہے یا فوت ہو کر تم
علامہ شیخ علی الہیدری کی عبارت
لیکن نہ یا غیر مولوی تو کیا کریں عاجز بشر ہم
لوگو کرو خالق کا ڈر دیکھو نہ ہو بے علم پر
کہتے ہیں کیا اہل نظر دیکھو بسوئے سو کر ہم
مالک نے فرمایا ہے کیا کیا ابر قسم نے لکھا
کیا ہے محمد نے کہا کیا کہتے ہیں پیر و حرم
فرزند عم مصطفےٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا
دیکھے جسے ہو شک ذرا کیا ہے بخاری میں قسم
قول جناب عائشہ طبرانیہ ہے یوں لکھا
یعنی مسیح با صفا رہی ہو سوئے عالم
ان سب کا ہی قول جب ہے پھر نہ کیا کب
کیا کر نہ ہو تو گو غضب ہے کفر نہ ہو تم کیا ہم
باز آؤ ان عائشہ سے خوش نہ ہو سبا سے
ثابت ہے تمہیں ہبات موعود مسیح ذیشم
جب ہے یہ بیان جناب قول مصطفےٰ
پھر پاس بے پیر عذر کیا کرو دوسرا تسلیم خم

لے ابن احمد - دیکھو سراج منیر ۱۲ - دیکھو مجمع بحار الانوار جلد اول ۱۲
دیکھو سراج السالکین ۱۲ ابن اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری شریف دیکھو
بخاری شریف کتاب التفسیر آیۂ شریفہ یا عیسیٰ الخ واذ قال اللہ تو فیتنی الخ
ش ابن عباس رضی اللہ عنہ - دیکھو صحیح بخاری شریف
زیر آیت یا عیسیٰ انی الخ ۱۲

با آؤ ظلم و جور کیا فارغ ہو اے سرور
دیکھو نگاہ غور سے حال غلام احمد م
قول شہ جن و بشر صادق ہے پیر و حرم
انصاف سے دیکھو اگر یا نہ مطلق غیر و کم
شمس و قمر کا واقعہ تھا جو کہ قول مصطفےٰ
وہ ہو تو پورا ہو گیا کیونکر طرح مانیں نہیں ہم
مہدی نہیں وہ شیر نر تھا کھڑا ہو بنجر
آجائے جو تم ٹھوک کر سکو اور بیاں تازہ دم
عیسیٰ ہی ہو کیا آیا ہے نہیں ہے دیر
یا اور اسکے ماسوا ہے ہو تو یہ ہند و دھرم
المختصر کل شیعیا اسکی منتظر آمد کیا
ہیجان سب کو کر دیا حجت ذرا سکی کیا تم
وہ جامۂ اسلام جسکا ہی اکمل ہے
مصروف صبح و شام ہے اسکا ہمیشہ ذکر ہم
وہ عزت جا فوا ہو وہ بادشاہ قوم ہے
وہ خیر خواہ قوم ہے قوم ہو قوم او سپہ ہی تم
آ قوم ب بہر خدا تو اپنی ضد سے باز آ
کر اپنی حالت پر ذرا تو آپ ہی لطف کا
آ امت شاعب کا فرد یا کسکو لقب
یہ کیا کیا تو نے غضب کیا کیا تو نے ستم
وہ کہتے ہیں مسعود ہے وہ عیسیٰ موعود ہے
اسکا عدو مردود ہے نزد خدائے اکبرم
ہاں ہے وہ منظور خدا ہاں ہے وہ مامور خدا
ہاں ہے وہ نور خدا لاریب سلطان القلم
عالم میں اسکی خوبیاں ہیں جلوہ گر خورشید سا
معروف ہے اسکی زباں مشہور ہے اسکا قلم
کیا لب پر کیا تقریر ہے کیا ہاتھ کیا تاثیر ہے
کیا ہاتھ کیا تحریر ہے پر دے کے کتنا فلم
اسکے غابل ہی آپ کہ کیونکر ہی پر تیب
جملہ فصیح عرب خاموش مرش عجم
وہ شہسوار ہائل گرہ جنگ پر
بھاگیں عدو بدگہر ہٹ ہر طرف ایکدم
ترساں ہے جمع دل شمشیر زاں ہے انبوہ گراں
ہے اسکی کلک زباں گویا کہ شمشیر دو دم
جو عزت دین و دنیا کی عظمت دین و دنیا کی
جو خدمت دین اسنے کی عالم ہے کہنے سے فلم
یہ آسمانی پیر گر دیکھو مثل شمس و قمر
چکر لگائے در بدر گاہے گاہے ہر عجم
لیکن ایسے کوئی بشر اسکا نظر آئے نظر
ہے غیر ممکن سب بسا ہاں کہتے ہیں ہم
پر اسکی تو صیف ثنا کیا کر سکے کوئی بشر
ابدال تو کر اب یہ دعا آمین کہتے جائیں ہم
اے خالق ارض و سما اے مالک ہر سر
دنیا نہیں فہم و ذکا ہاں لیں اہل ستم
آپ اسکے جھگڑے دور سب مل جلکے مسرور ہوں
بغض و حسد مفقود ہو سب مفقود ہو رنج و الم
دجال بد اطوار پر عیسیٰ کرے فتح و ظفر
خدا کے دل شاد کرے آذوا لجاہل و دو الکرم

کر رحم اب یہ استان کیا تو ہے کیا تیرا ایمان
مختار روک اپنی زبان مختار تھام اپنا قلم

ہمارے معزز ناظرین -

زر چندہ یعنے قیمت اخبار کے بھیجنے کی طرف توجہ فرماویں - کیونکہ روپیہ کا کام روپیہ سے چلتا ہے - مینجر -

ایک عیسائی کے چار سوال

اور

اونکا جواب

(سوال اول) محمد مصطفےٰ ؐ کی تعلیم اگلے نبیوں کے موافق اور مطابق ہووے۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ خدا کی کلام میں اختلاف ہو۔

(جواب) توریت استثنا ۱۳ باب ۱-۵ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا تمکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے اور وہ بات جو اوس نے دکھائی واقع کے مطابق ہو۔ اور وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں تم نے نہیں جانا۔ اور کہے آؤ۔ ان کی بندگی کریں۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھریو۔ کیونکہ وہ آزمایش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحب غور کرو۔ کتاب استثنا سے یہہ تین امر ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱ کاذب اور جھوٹے بھی معجزات دکھلا سکتے ہیں۔ ۲ جو نبی ایسے غیر معبودوں کی طرف بلائے۔ جنہیں بنی اسرائیل نہیں جانتے۔ وہ جھوٹا ہے۔ ۳ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مار ڈالا جاویگا۔

اس پر سب سے پہلے تو یہ لطیفہ ہوگا۔ کہ آپ یہہ بتلائیں۔ کہ وہ کبھی ابن مریم یا اُس روح کو جو تثلیث کی متہم ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس جب بقول آپ کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لئے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودوں کی طرف کھینچنا چاہا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ تو بے شک اگرچہ اونہوں نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بہ قول عیسائیوں کے بطور استثنا ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ مسیح نے اگر ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو محمد در رحم میں مجسم ہوا اور مسیح کے ہاتھ سے مٹایا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہیں تھا۔ جس کی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر حرہ یہ کہ مسیح بقول آپ صاحبوں کے مار ڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کا چھپا ہوا نشان ہے۔ استثنا ۱۳ باب ۱-۵ نتیجہ [illegible] ہے۔ اوس نبی پر اُس خاتم الانبیاء پر اور اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا۔ جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت کی طرف اُن کو جھکانا چاہا۔ جس کی عبادت کی طرف اُن کے آباؤ اجداد نے جھکانا چاہا تھا۔ شک ہو۔ تو پڑھو۔ اِمْ کُنْتُمْ شُهَدَاءَ الخ۔ سورۂ بقر پارۂ اول رکوع ۱۶۔ ترجمہ۔ کیا تم حاضر تھے۔ جس وقت کہ یعقوبؑ کو پہونچی موت۔ جب کہا۔ اُسنے اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجوگے پیچھے میرے۔ کہا ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادوں کے یعنے ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ کے رب کی۔ وہی ایک اب اور ہم اُسی کے خاص پر ہیں۔

مگر یاد رہے۔ کہ حضرت مسیحؑ نے بنی اسرائیل کو اُن کے جانے ہوئے خدا کی طرف نہیں بلایا۔ اور پھر بقول عیسائیوں کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے پادری صاحب میری عرض یہ ہے۔ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا الخ سورۂ آل عمران پارۂ ۳۔ رکوع ۱۵۔ ترجمہ۔ اے کتابیو۔ آؤ۔ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کریں۔ مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں۔ اوس کی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپسمیں ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے۔

اور حضرت محمدؐ کی صداقت اور معجزہ یہہ ہے۔ کہ ایک طرف توحید کی تعلیم کی۔ اور شرک سے جو ایسے معبودوں کی طرف بلاتا ہے۔ جس کو بنی اسرائیل نہیں جانتے منع فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ شَیْئًا الخ۔ سورۂ نساء پارہ ۵۔ رکوع ۱۴۔ ترجمہ اللہ یہ نہیں بخشتا۔ کہ اُس کا شریک ٹھہراوے اور اس سے نیچے کے گناہ بخشتا ہے جس کو چاہے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا۔ وہ دور پڑا بھولکر۔ پھر فرمایا۔ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا الخ۔ ترجمہ۔ عبادت کرو اللہ کی۔ اور اُس کے ساتھ ساجھی نہ کرو کچھ۔

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر تمام مجالس میں قرآن شریف کی یہ آیت سُنائی۔ اور صاف بتایا۔ کہ میں مارا نہ جاؤنگا یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ الخ۔ سورہ مائدہ۔ پارہ ۶۔ رکوع ۱۳۔ ترجمہ۔ اے رسول پہونچا دے جو اترا تیرے رب سے۔ اور اگر یہ نہ کیا۔ تو تو نے کچھ نہ پہونچایا۔ اوس کا پیغام۔ اور اللہ تجھکو بچا لیگا لوگوں سے۔

(آپکا دوسرا سوال) جو شخص دعوے پیغمبری کرے۔ چاہیئے۔ کہ ظاہری دلیل رکھتا ہو۔ یعنے پیش گوئیاں اور معجزات۔

(جواب ۲) مرقس ۱۶ باب ۱۷۔ میں لکھا ہے۔ کہ جو ایمان لائیں گے۔ وہ میرے نام سے دیو نکالیں گے۔ اور نئی نئی بولیں گے۔ سانپوں کو اوٹھائیں گے۔ مہلک چیزیں پئیں گے۔ اور اُن کو نقصان نہ ہوگا۔ بیماروں کو ہاتھ رکھکر چنگا کریں گے۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک عیسائی مومن معجزات دکھاتا ہے۔ پس آپ کی انجیل کے رو سے معجزہ نبوت کے لئے لازمی دلیل ہی نہ ہوا۔ جب مسیح نے یہہ کرشمے عامۂ مومنین کے لئے نشان ٹھہرائے۔ تو صرف معجزات خاصۂ نبوت نہ ٹھہرے +

پادری صاحب غور کرو۔ تم میں سے بھی کوئی صاحب ایمان ہے۔ اگر ہے۔ تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر ذرا اپنے آپکو پرکھ کر دکھلاؤ۔ اگر کہو کہ ان کرامات اور معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب اُنکی ضرورت نہیں۔ تو پھر انصاف سے کہو۔ محمدؐ صاحب کیوقت ان کی ضرورت کیوں مانتے ہو۔ تم کو کس امر نے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس سے ثابت ہوتی ہے۔ عدم ضرورت سے چھپا لو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی تجویز کرو۔

اب آنحضرت کی پیشین گوئیاں سُن لو۔

(۱) قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ پارۂ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔ ترجمہ۔ تو کہدے اے محمد اسلام آیا۔ اور شرک بھاگا۔ بے شک شرک بھاگنے والا ہے۔ یہہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

(۲) اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا۔ پارۂ ۲۹ سورۂ مزمل رکوع ۱۔ ترجمہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ گواہ تم پر۔ جیسا ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔ پس فرعون نے اوس رسول کا کہنا نہ مانا۔ پھر ہمنے اُس کو ہلاک کرنیوالی پکڑ سے پکڑا۔

اس جگہ باری تعالےٰ اپنے پاک کلام میں ہاں صادق کلام میں نبی عرب کو موسےٰ کا مثیل و نظیر فرما کر اہل عرب سے خطاب کرتا ہے۔ کہ جیسے فرعونی موسےٰ کے عصیان کے باعث تباہ ہوئے ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہو جائینگے

پھر فرمایا۔ (۳) وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم [illegible]
۹۔ سورۂ انفال۔ رکوع ۴۔ ترجمہ جب تک تو اے رسول
ان میں ہے۔ اللہ [illegible] نہ ڈالیگا۔ پھر اس پیشین گوئی
کا وقت صاف [illegible] اور اس کی مدت بھی بتا دی۔ فرمایا
قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ ولا
تستقدمون [illegible] سورۂ [illegible] رکوع ۴۔ ترجمہ
تو کہہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے کہ
اوس سے ایک ساعت ادھر اودھر نہ کر سکو گے۔

اللہ اللہ یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ عادۃ اللہ
قدیم سے اسطرح پر ہے۔ کہ جن قوموں نے نادیان برحق
کی نصیحت نہ سنی۔ اور اُن کے دل سوز مشفقانہ کلام پر دھیان
نہ کیا۔ ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی میں گرفتار ہوئے۔ اور جو نبی
کا نشان بتا دیا گیا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔ اور جو
اس نبی کی بات نہ مانیگا۔ سزا پائے گا۔ اب کفار عرب اس
سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتیں
اور دل کو جلا دینے والے آزار دے چکے ہیں۔ چونکہ وہ
نبی صادق و مصدوق ہے۔ اور وہ نبی وہ ہے جس کی
نسبت موسےٰ اور عیسےٰ نے خبر سے بشارت دیتے چلے
آئے۔ [illegible] کلمۃ اللہ پر سے انتقام
آمادہ ہوا۔ کہ اون کے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا جاوے۔
مگر باری تعالےٰ بالہام [illegible] رسول سے فرماتا ہے۔ کہ جب تک
تو ان لوگوں میں موجود ہے۔ [illegible] سزا نہ دیں۔ اون پر
عذاب نہ ہوگا۔ اور حق تعالےٰ نے ایک سال اس کی میعاد مقرر
فرمائی [illegible] لا تقدم و تاخر ایک ساعت
کے [illegible] دیدیا گیا۔ قدرت حق کا کرشمہ
[illegible] ایک سال بعد پورا
[illegible] جس کا سرغنہ ابوجہل تھا۔
[illegible] کی مشورت کی۔ اسی واسطے ۱۵ جولائی
[illegible] کے دن آپ نے مکہ سے ہجرت کی۔
اور مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ دوسرے سال یعنے
[illegible] میں بدر کا معرکہ ہوا۔ جس میں وہ سب
معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے
الحمد للہ۔ اس کے علاوہ اس قدر مکی حضرت کی پیشین
گوئیاں موجود ہیں۔ کہ چھوٹے سے رقعہ میں اون کی گنجائش
نہیں۔ اگر ضرورت ہو تو جس قدر آپ چاہیں لکھ سکتا ہوں۔
اب لیجئے۔ حضرت مسیح کی پیشین گوئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ قوم
ہر قوم اور بادشاہت ہر بادشاہت پر چڑھیگی۔ کال اور

دبائیں پڑیں گی۔ اور بڑے بڑے زلزلے واقع ہوں گے۔
متی ۲۴ باب ۷۔ اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ جو کوئی اپنی جان
بچانی چاہے۔ اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لئے
اپنی جان کھوئے۔ اوسے پائے گا۔ متی ۱۶ باب ۲۵۔
آپ نے پطرس کو فرمایا۔ روہی پطرس نہ جو رسول اور
صاحب کتاب ہوا۔ اور جس نے بڑی دلیری اور جرات
سے دوستانہ [illegible] کہہ کر تین بار انکار کیا۔ میں آسمان
کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند
کریگا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے
آسمان پر بھی کھلا ہوگا۔ متی ۱۶ باب ۱۹۔ اور شاگردوں
سے فرمایا۔ کہ میرا پیالہ پیو گے۔ اور وہ بپتسما جو
میں پاتا ہوں پاؤ گے۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔

پہلی پیشین گوئی۔ (اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکیں)
[illegible] قانون قدرت کی استمراری واقعات کا استنباط
ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت
پر بادشاہت کا چڑھنا۔ اور کال اور زلزلے اور وبال
کا واقع ہونا۔ نیچر کی ایسی عادات میں سے ہے۔ کہ اس
کی نسبت کسی ایک کا بالتعیین وقت اور گول مول پیشین
گوئی کرنا کبھی بھی غلط نہیں جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب
اور ترہیب پر ہے۔ اس قسم کی باتیں منصوفانہ قیاس
سے بڑھ کر کچھ رتبہ نہیں رکھتیں۔ پطرس کی کوئی
خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ نیز مقتدر ضعیف ریفارمر کسی
ہی خیالی ٹوٹکوں چٹکلوں سے تو دل لبھایا کرتے ہیں۔ اور
کس کس کو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چابیاں
نہیں دیا کرتے۔ ایسی باتوں کے لئے نظر خارجی
شہادت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ حساب۔ دوستان در دل
کا سا معاملہ ہے۔

چوتھی بات کچھ محتاج بیان نہیں۔ یہود کی سخت
ہیبت ناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو
کمال بے چین اور بے دل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے
پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔
چاروں طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔
صرف دو چار ٹوٹے ہوئے انیس و جلیس گرد و پیش بیٹھے
معلوم ہوتے تھے۔ بیشک ٹلنے والی زبردست مصیبت
کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیوں کا ضعف عادتاً اس
قسم کے یاس کے کلمات منہ سے نکالنے پر ایک بے
بس انسان کو مجبور کر دیتا ہے۔

(آپ کا تیسرا سوال یہ ہے) کہ اُس کے اعمال اور
چال چلن سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو۔

(جواب) اس کے لئے ہم آپ کے بھائیوں کی تصدیق
پیش کرتے ہیں۔ ذرا دل کے کان کھول کر غور سے پڑھو اور
بے ایمانی اور تعصب کو دل سے دور کر کے منصفانہ مزاج بنا کر
انصاف کرو۔

(۱) واشنگٹن اروِنگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ مذاکرات
آف محمد کے صفحہ ۱۹۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ اون کے اوائل زمانہ
سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا
کہ اُن کو ایسے ناراست اور جھوٹا فرار دینے جس کا اون پر الزام
لگایا گیا ہے۔ کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول
مال مقصود تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب
ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی وحی ادعائی کے اظہار سے تو
سالہا سال پیشتر اونہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ مجھے
اپنے سرمایہ کے اضافہ کی خواہش نہیں۔ تو کیا حصول جاہ
مراد تھا۔ حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن میں عقل اور امانت
میں رفیع المرتبہ۔ اور قریش کے عالیشان قبیلے اور اوس
کے معزز و ممتاز شعبہ میں سے تھے۔ تو کیا حصول منصب
مطلوب تھا۔ مگر کئی پشتوں سے تو تولیت کعبہ اور امارات
حرم خاص اونہیں کے قبیلے میں تھی۔ اور اون کو اپنی
وقعت اور حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا
لیکن جس دین میں اونہوں نے نشو و نما کی تھی۔ اوسی
کو جڑ سے نکالنے میں تو اونہوں نے ان سب منافعہ کی بیخ
کنی کر دی۔ حالانکہ اسی مذہب پر تو ان کے قبیلے کی جاہ
و عزت کا دار و مدار تھا۔ اس کی بیخ کنی کرنے سے ضرور
ہوا۔ کہ اون کے اقربا کی عداوت اور اہل شہر کے غیض و غضب
اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا
ہو گیا۔ ان کی تنسیخ خدمات نبوت میں کوئی شی ایسی
روشن اور صریح نہ تھی۔ جو ان کے ان مصائب کی اجر جزیل
ہوتی۔ اور جس کے طمع کے دھوکے میں پڑتے۔ بلکہ برخلاف
اس کے اس کی ابتدا تو اشتباہ و اختفا میں ہوئی۔ بعد
تک تو اوس میں کوئی عمدہ کامیابی نہ ہوئی۔ جیسے جیسے
اونہوں نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیوں کو آشکار کیا ویسے
ہی اور اوسی قدر لوگوں نے اون سے ہنسی اور ٹھٹھا اور برا کہنا
شروع کیا۔ اور آخر کو بڑی طرح سے اذیتیں دیں۔

(۲) رادویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف میں صفحہ ۲۳۔

مطبوعہ ۱۸۶۱ء میں لکھتے ہیں۔ کہ دلیلوں سے ثابت ہے۔ کہ محمد کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے تھے۔ کہ اپنے ملک کے لوگوں کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑا دیں۔ اور یہ کہ نہائت مرتبہ کی خواہش اون کی یہ تھی۔ کہ سب سے بڑے امر حق یعنے توحید الٰہی کا جو اونکی روح پر بدرجۂ غایت مستولی ہو رہی تھی۔ اشتہار کریں

(۳) ڈاکٹر اے اسپرنگر اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں۔ محمدؐ تیز فہم اور نہائت مرتبہ کے عالی نظر تھے۔ صاحب رائے۔ صائب۔ اور عالی مذاق تھے۔ گروہ شاعر کے نام کو پسند کرتے تھے۔ مگر بہت کم کے تو شاعر تھے۔ اور قرآن شریف کی عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوس کے عمدہ فضائل ہیں۔ اون کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اون کو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی۔ اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔

علاوہ ازیں اور بہت سے ثبوت موجود رکھتا ہوں۔ جو آپ کے طلب کرنے پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ثبوت آپ کے بھائی عیسائی صاحبوں کے ہیں۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ اون کو نکال کر دیکھ لو۔

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے (کہ جبراً اونہوں نے اپنی تعلیم قبول کروائی۔

ہم (جواب) اے مخالف یہ تیرا محض افترا اور جھوٹھ ہے۔ اس لئے کہ مجھ میں مومن اور محمدی مسلمان بننے کے واسطے یہہ امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ دل کے کمال خلوص سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور محمد صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتوں پر پورا پورا یقین ہو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جبر اور زور سے دلی عقائد پیدا نہیں ہوتا۔ پس جبر سے محمدی مسلمان بنانا ممکن ہی نہیں۔ قرآن کی آیات ذیل پر غور کرو۔ صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جبر و اکراہ سے محمدی مسلمان بنانا جائز نہیں

(۱) لا اکراہ فی الدین الخ سورۂ بقرہ پارہ ۳۔ رکوع ۳۔ ترجمہ۔ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا۔ اے پادری صاحب کیسے صاف طور سے قرآن شریف نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے۔

(۲) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۵۔ سورۂ یونس۔ ترجمہ۔ کیا اے محمدؐ تو لوگوں کو مومن بننے کے واسطے مجبور کرتا ہے۔

جن لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلام تمام مذاہب میں ایسا سخت مذہب ہے۔ کہ اپنے سوا دوسرے ہر ایک مذہب کو تلوار سے استیصال کرتا ہے۔ اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذہب کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی غلط فہمی آیات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے۔ اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوس کے جانشین خلفائے راشدین کے اس چال چلن سے صاف انکار ہے۔ کہ اسلام میں صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازوں کو خواہ مخواہ مسلمان نہیں کیا جاتا۔ کیا رسول خدا محمدؐ مصطفےٰ کے وقت خیبر کے باشندوں کو جو یہود تھے۔ اپنے مذہب پر نہیں رکھا گیا۔ اور یہود ان خیبر کے لئے صلح کے بعد یہودیت پر عمل درآمد کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک تھی۔ کیا بحرین والے عیسائیوں پر تشدد کیا گیا ہے۔ کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو۔ کیا بیت المقدس کی فتح کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیوں اور عیسائیوں کو وہاں آباد ہونے نہیں دیا۔

اے نئے پادری ذرا آنکھیں کھول اور کتب سابقہ تواریخ وغیرہ کو دیکھ۔ تا تجھکو یہہ حال بخوبی معلوم ہو جاوے کہ اصل بات کیا ہے۔ صرف اون دو چار زبانی اعتراضوں پر تو بڑا پادری بن بیٹھا ہے۔ جو تجھے تیرے کسی عیسائی بنانے والے نے بتلا دیئے ہیں۔ ذرا انصاف کو کام میں لاؤ۔ اور آنکھوں کے ناخن اوتروا کر کتابیں دیکھو۔

سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتلاتا ہے۔ کہ شہر مدینہ کے ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور مکہ میں بھی آں حضرت کا یہی رویہ اور سلوک رہا۔ بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی سلطان صلاح الدین اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ میں کوئی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ کہ کسی شخص کو اونہوں نے بالجبر مسلمان کیا ہو۔ ہاں ہم اون کے وقت میں غیر قوموں کو بڑے بڑے عہدوں اور مناصب پر ممتاز و سرافراز پاتے ہیں۔

پس کیسا بڑا ثبوت ہے۔ کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ کیا آپ کو اپنے اوس مسیح پر گھمنڈ ہے جو متی باب ۷۔ آیت ۲۱ میں کہتا ہے۔ کہ جو مجھے خداوند کہتا ہے۔ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوگا۔ یا جس کی تعلیم یہہ ہے۔ کہ جو کوئی تیری داہنی گال پر طمانچہ مارے۔ بائیں بھی اوس کے آگے رکھ۔ جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے۔ تو دو کوس چلا جا۔ (متی ۵ باب۔ آیت ۳۹۔ پادری صاحب چاہئے۔ کہ میں آپ کو اپنا اسباب اوٹھوا کر سیالکوٹ تک بے گار پر لے جاتا ہوں۔ آپ میرا اسباب وزیر آباد تک چھوڑ آویں۔ آئیے اگر اپنے مسیح کے سچے تابع دار ہو۔ یا وہ مسیح جس سے فقیہ لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ کے حرام کار اور بدلوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوائے اون کو کوئی نشان دکھلایا نہ جاویگا۔ متی باب ۱۲ آیت ۳۹۔

پھر وہ مسیح جس سے ایک عورت سوال کرتی ہے۔ کہ ہمارے باپ دادوں نے اس پہاڑ پر پرستش کی۔ اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنی چاہئے۔ یروشلم ہے۔ تو اوسکا جواب چونکہ مسیح سے کچھ صاف بن نہیں آیا۔ تو کہہ دیا۔ کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ۔ وہ گھڑی آنے والی ہے۔ جس میں تم نہ تو اس پہاڑ پر اور نہ یروشلم میں باپا کی پرستش کرو گے۔ یوحنا باب ۴۔ آیت ۱۹۔

کیا ایک صاف دل انسان یہ کلام خدا کا کلام مان سکتا ہے۔ اور اوس عاجز انسان کو خدا مان سکتا ہے۔ جو اتنا فیصلہ بھی نہیں کر سکا۔ کہ ہمارا اصلی کعبہ کونسا ہے۔

حال میں ایک اور دین عالم نے عیسائیوں کی انجیل مقدس کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ میری رائے میں کسی دانشمند آدمی کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے۔ کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے۔ صرف اسی قدر ضرورت ہے۔ کہ وہ انجیل کو پڑھے۔ پھر صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کو اس طرح پڑھو۔ کہ جیسے تم کسی اور کتاب کو پڑھتے ہو۔ اور اوس کی نسبت ایسے خیالات کرو۔ جیسے کہ تم کسی اور کتاب کی نسبت کرتے ہو۔ اپنی آنکھوں سے تعظیم کی پٹی نکال دو۔ اور اپنے دل سے خوف کے بھوت کو بھگا دو۔ اور دماغ اوہام سے خالی کر۔ درتب انجیل مقدس کو پڑھو تو تمکو تعجب ہوگا۔ کہ تم نے ایک لمحہ کے لئے بھی کیوں کر اس جہالت اور ظلم کے مصنف کو عقل مند اور نیک اور پاک خیال کیا تھا۔

سو پادری صاحب آپ بھی براہ مہربانی اپنے بھائی کے کہنے پر چند منٹ کے واسطے عمل کر کے دیکھ لیں۔ تو آپ کو بھی بخوبی روشن ہو جائے گا۔ ضرور اس پر عمل کرو۔ پھر مذہب عیسائی جس کے خاص بڑے زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام اونہوں نے یسوع مسیح رکھا ہے

بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں۔ اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی **آدمی** قریم ۴ بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۴ برس کی عمر پاکر اس دار فنا سے گذر گیا۔

جب ہم سوچتے ہیں۔ کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کرکے پھر بھی اپنے مطلب سے ناامید اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا۔ اور بقول عیسائیوں کے سولی پر کھینچا گیا۔ اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کہ کیا ایسے انسان کو جس کی دعا بھی جناب الٰہی میں قبول نہ ہو سکی۔ اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ناپاک لکھا ہوا مر گیا۔ قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔ پادری صاحب ذرا اوس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں پہنچا ہوا۔ چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودیس کی طرف بھیجا گیا۔ اور جھڑکیاں کھاتا ہوا۔ گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس حالت پر ملال میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر مجبور کرنا چاہا۔ اوس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کرکے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا۔ اور اونہوں نے ایک دم میں اوس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یہی خدائی کی شان ہے۔

یسوع سے یہودیوں نے صلیب پر کھینچ کر کہا تھا کہ اگر تو اپنے آپ کو بچائے۔ تو ہم تیرے پر ایمان لاوینگے۔ تو وہ اون کے سامنے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ورنہ اپنے تئیں بچانا کیا کوئی بڑا کام تھا۔ صرف اپنی روح کو اپنے جسم کے ساتھ جوڑنا تھا۔ سو اس کمزور کو جوڑنے کی بھی طاقت نہ ہوئی۔ پیچھے سے پردہ داروں نے باتیں بنا لیں۔ کہ وہ قبر سے زندہ ہو گیا تھا۔ مگر افسوس کہ اونہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ یہودیوں نے تو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ہمارے روبرو ہمیں زندہ ہو کر دکھلاوے۔ پر جبکہ اونکے روبرو زندہ نہ ہو سکا۔ اور نہ قبر سے زندہ ہو کر اون سے ملاقات کی۔ تو یہودیوں کے بلکہ ہر ایک محقق کے نزدیک اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ حقیقت میں زندہ ہو گیا تھا۔ اور جسمانی ثبوت نہ ہو۔ تب تک اگر فرض بھی کر لیں۔ کہ قبر میں لاش گم ہو گئی۔ تو اس سے زندہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ عند العقل بھی ثابت ہوگا۔ کہ کوئی چور اکر لے گیا ہوگا۔ دنیا میں اس قسم کے آدمی بہتیرے گذرے ہیں۔ مثلاً ایک بابا نانک صاحب کو دیکھ لو۔ کہ ۱۷ لاکھ سکھ صاحبان کا یہی اعتقاد ہے۔ کہ درحقیقت وہ مرنے کے بعد معہ اپنے جسم کے بہشت میں چلے گئے۔ اور نہ صرف اعتقاد بلکہ اون کی معتبر کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ اب کیا عیسائی صاحب قبول کر سکتے ہو۔ کہ حقیقت میں بابا نانک معہ اپنے جسم بہشت میں چلے گئے۔

افسوس ہے۔ کہ عیسائیوں کو دوسروں کے لئے تو فلسفہ یاد آجاتا ہے۔ اور اپنے گھر کی معقول باتوں سے فلسفہ کو پرے بھی نہیں دیکھتے۔ اے صاحبان ذرا غور کرو۔ اور عقل سے کام لو۔ ایسے قادر خدا پر بھروسہ کرنا جو اپنا آپ بھی بچا نہیں سکتا۔ کیا یہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ آؤ آؤ۔ جلدی آؤ۔ دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ جو حق اور راستی سے بھرا ہوا ہے۔

میں اس کو اور بھی زیادہ لکھتا۔ مگر عقل مند اور سمجھ والے کے واسطے کافی ہے۔ اور بے عقل کے آگے دفتروں کے دفتر بھی فائدہ نہیں۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ**۔ یہ تحریر کہ جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے نیز مولوی نور الدین صاحب نے آپ کے سامنے بڑے بڑے مفصل ثبوت رکھ دیئے ہیں۔ اور زیادہ ضرورت ہو۔ تو اون کی کتابیں منگوا کر مطالعہ کرو۔ اور ضرور مطالعہ کرو۔ تاکہ تمہیں شاید اللہ تعالیٰ راہ راست پر لاوے۔ آمین ثم آمین۔

فقط۔

اخبار ٹرتھ لکھتا ہے۔ کہ ۱۸۸۷ء سے انگلستان میں اسلام نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ بہت کچھ ترقی ہوگی۔ سال بسال نومسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جنوری کو دو عیسائی ایک دن مسلمان ہوئے۔

پیرس میں فربہ آدمیوں کا ایک کلب کھولا گیا ہے۔ جس کے ممبروں کا وزن بڑھانے کے واسطے یہ قواعد جاری کئے گئے ہیں۔ کہ تمام ممبر مجلس میں ڈٹ کر کھائیں۔ سوئیں اور شراب پئیں۔ اور اگر کل مقولہ ہے کہ خوش رہو اور فربہ ہو۔

افسوس۔ کہ یادگار خاندان تیموری پرنس ثریا جاہ صاحب رئیس اعظم دہلی سخت علیل ہیں۔

ایک عالم نے حساب لگایا ہے۔ کہ سطح زمین اگر بالکل ہموار ہوتی۔ تو سمندر کا پانی ہر جگہ پر ۹۰۰ فیٹ بلند ہوتا۔

پایہ تخت اٹلی میں ایک شخص نے ۴۲ روز کا فاقہ کیا۔ اس نے اس نمائش سے بہت روپیہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تمام عمر میں اس نے ۲۵۰۰ دن تقریباً ۷ سال فاقے کئے۔

گورنمنٹ بمبئی نے احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ موجودہ طاعون کمیٹی ۳۱۔ اپریل سے توڑ دی جاوے گی۔ کمیٹی مذکور جدید انتظام کے متعلق میونسپل کمشنر سے مشورہ کرنے کے بعد تجاویز پیش کرے گی۔ قیاس کرتے ہیں۔ کہ موجودہ کمیٹی کے کل اختیارات میونسپل کمشنروں کو ملیں گے۔ اور کل انتظام میونسپل کمیٹی کی طرف سے ہوگا۔

سنہ ۱۸۹۱ء میں سرکاری انتظام سے مکھن اور دودھ کی فروخت کا ایک کارخانہ الہ آباد میں جاری ہوا تھا۔ ۱۰ ہزار سرکار نے لگایا تھا۔ اس وقت کارخانہ کی بدولت سرکار کے پاس ۴۰ ہزار کی جائداد ہو گئی ہے۔ ۱۰ ہزار کا سالانہ منافع ہے۔ ہر سال اس کارخانہ سے سرکار نے ۵ لاکھ ۸۱ ہزار پونڈ دودھ اور ۲۶ ہزار سو پونڈ مکھن فروخت کیا۔

کلکتہ گزٹ میں طاعون کو بنگالہ میں آنے سے روکنے کے لئے یہ قاعدہ شائع ہوا ہے۔ کہ صوبہ بنگالہ کے ریلوے اسٹیشنوں پر اوترنے والے یا بنگالہ ہو کر گذرنیوالے مسافروں کو اپنا صحیح نام اور پتہ بتا دینا چاہئے۔ برٹش ایسوسی ایشن افسر پولیس جو اس تحقیقات اور امتحان کے لئے اسٹیشنوں پر تعینات رہے گا۔ دریافت کرے۔ اور افسر پولیس جو بر اہ ریل پر سفر کرتا رہے گا۔ کسی مسافر سے ٹکٹ مانگے تو دیدینا چاہئے۔ جو منزل مقصود پر پہونچ جانے پر پھر مسافر کو واپس کر دیا جائے گا۔

التقویم العام یعنے پانچہزار برس کی جنتری قاہرہ کے مشہور عربی رسالہ الہلال کے دفتر سے بزبان عربی شائع ہوئی ہے۔ اسمیں مسیحی ہجری اور قطبی سنین کی جنتری ہر ایک سن کی ابتداء سے لے کر پانچہزار برس کیلئے درج کر دی گئی ہے اور ترتیب ایسی سہل رکھی گئی ہے کہ بلا تکلف یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں انگریزی تاریخ کو کونسا سن اور کونسی ہجری یا قطبی تاریخ ہوگی۔ یہ کتاب دفاتر کیلئے بالخصوص ایسی مفید پائی گئی ہے۔ کہ حکومت مصر نے کل سرکاری دفاتر کیلئے ایک ایک جلد لکھ جانیکا حکم دیا ہے۔ کتاب کا حجم ۸۳ صفحہ ہے۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

ہم حسب وعدہ مولانا مولوی نورالدین صاحب کے معلومات کے متعلق یادداشتوں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اللہ تعالےٰ جب تک چاہیگا۔ جاری رہے گا۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ۔ ساری صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے پاک پرستش کے مستحق معبود کا نام ہے۔

رحمٰن۔ کی تعریف سورۂ فرقان کے اخیر میں سجدہ کی جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ **رحمٰن**۔ بلا مبادلہ رحم کرنے والا۔

رحیم۔ سے مراد اللہ کریم کی وہ صفت مقدسہ مراد ہے جو نیکی کے بدلے نیکی پہونچانے والی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ **بالمومنین رؤف رحیم**۔ س ۱۱۔ پ ۱۱

الف۔ ہمزہ استفہام کے لئے آتا ہے۔ عربی کی محاورہ میں **الف** سے مراد ہے۔ کہ ہر ایک سوال جو انسان زبان حال سے کہتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اے خدا مجھے اپنی رضامندی کی راہ سکھلا۔

لام سے تعریف ظاہر ہوتی ہے۔

م۔ بولنے کے وقت نیچے اور اوپر کے ہونٹ کو ملاتا ہے۔ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہیں ختم ہوتا۔ اور اس میں الفاظ کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ جو بات انسان کا حال دریافت کرتا ہے۔ اس کی تعریف الفاظ میں اس سورۃ شریف اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے۔

(۲) **الم**۔ کی ترکیب میں ایک **اشارت ہندی** کا نسم بھی دکھایا ہے۔ جو عرب خاصہ ہے۔ اس کے معنے **انا اللہ اعلم** (میں اللہ بہت جاننے والا ہوں) بھی ہیں۔ علل چار ہوتے ہیں۔ علت صوری۔ علت مادی۔ علت غائی۔ علت فاعلی۔ علت غائی **ہدی للمتقین** میں بیان فرمائی۔ اور علت صوری **لاریب فیہ** میں۔ اور علت ذی **ذلک الکتاب** میں۔ رہی علت فاعلی اس کا بیان **الم** میں فرمایا۔

الم کے لفظ سے حساب جمل کے طریق پر **رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم** کی اوس بشارت کا پتہ بھی لگتا ہے جو انبیاء نبیوں کے چالیس صحیفوں میں مرقوم ہے۔

کتاب۔ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس وقت آیت نازل ہوتی تھی۔ اوسی وقت لکھی جاتی تھی۔ یعنے لکھی ہوئی۔

ہدی للمتقین۔ کا لب لباب یہ ہے۔ کہ جو شخص رضاء الٰہی کا طالب اور اوس کی خلقت پر رحم کرنے والا ہو۔ اُس کو قرآن شریف ہدایت کرتا ہے۔

متقین کے معنے **الذین یومنون** وغیرہ میں بیان ہوئے۔ اور یہ کہ ہدایت اوس کو ہوگی۔ جو سیدھے راستہ پر چلے گا جو اس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے۔ یعنے جس راستہ سے کوئی آدمی ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کو ہم کہیں گے کہ جس راستہ سے وہ ہمارے پاس آیا ہے۔ اوس کے لئے ہمارے یہاں پہونچنے کا راستہ ہے اور جو شخص اُس راستہ پر چلا ہی نہیں۔ اوس کے لئے فائز المرام ہونے کا ہم کیوں کر دعوے کر سکتے ہیں۔

(۲) جس شخص کے دل میں محبت آگئی ہے۔ کہ خدا اور اوس کا رسول برحق ہیں۔ اور اوس کی کتاب سچی کتاب ہے۔ تو وہ دل میں کہتا ہے۔ کہ میں اوس خدا کی رضامندی حاصل کروں۔ اور اوسکی خلقت سے ہمدردی اور محبت پس **لتعظیم لامر اللہ و شفقت علی خلق اللہ** اتقار کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ اور متقی کی یہی شان ہے۔

(۳) **متقین** سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ وہ شخص ہیں جنکو ہدایت کی ضرورت ہے۔

[یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ ہدایت تو اون لوگوں کی چاہیئے جو فاسق اور بدکار ہیں۔ نہ کہ متقیوں کی اور اس لئے انجیل کا یہ قول کہ حکیم بیمار کو مطلوب ہے۔ نہ تندرست کو بہت فضیلت رکھتا ہے؟ مگر یہ سوال ہدایت کی فلاسفی پر غور نہ کرنے اور صحیفہ فطرت پر عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ دیکھو آفتاب کا فیضان وسیع اور عام ہے۔ لیکن وہ ناقدر شناس احمق آفتاب کی روشنی سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ جو گھر کی کھڑکی اس نیت سے بند کر دے۔ کہ روشنی اندر نہ آنے پائے۔ آفتاب کی روشنی مخصوص نہیں ہے۔ لیکن اوس کے حصول کے ذریعہ کو ہم پہونچانا لازمی ہے۔ اسی طرح سے قرآن کریم کی ہدایت مخصوص امر نہیں۔ لیکن صدق نیت سے خدا کی طرف قدم اٹھانے والے متقی فائز المرام ہو کر اتقا سے فلاح کے درجہ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور نا عاقبت اندیش مستعجل وہم اور شک میں پڑ کر بھٹکتا پھرتا ہے۔ مسیح کا قول کہ طبیب کی ضرورت بیماروں کو ہے۔ بہ ظاہر کتنا ہی چکنا چپڑا اور دل خوش کن نظر آوے۔ مگر مسیحی خود ہی سوچ کر بتلاویں۔ کہ کیا وہ طبیب احمق نہ کہا جاوے گا۔ جو یہ کہے۔ کہ دوا میں کھاتا ہوں۔ اور آرام مریض کو ہوگا؟ کیا کوئی عقل سلیم اور فکر مستقیم اس امر کو مان سکتا ہے۔ کہ مریض کی مرض کا علاج نہ کیا جاوے۔ اور طبیب کی نسخہ دانی سے ہی مرض کافور ہو جاوے۔ ممکن نہیں۔ پس **انجیلی یسوع** کا یہ قول ایک دل خوش کن وعظ ہو تو ہو۔ مگر اوس کی عملی صورت نہیں۔ پس قرآن کریم کی ہدایات کیسی فلسفیانہ بنا پر قائم ہے۔ کہ وہ **متقیوں** کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ یعنے جو لوگ صدق اور سوز سے الٰہی راہوں پر قدم مارنے کے لئے نکلتے ہیں پھر اون کی اوس راہ پیمائی کا نتیجہ اوس پر مترتب ہو جاتا ہے۔ اور وہ فلاح پا جاتے ہیں۔ اور یہی علت غائی نزول قرآن کی ہے۔ فتدبر۔ ایڈیٹر)

جلسۂ طاعون

کسی دوسرے مقام پر ہمارے ناظرین اوس اشتہار کو پڑھیں گے جو بنی نوع انسان کی روحانی ہمدرد اور ناصح مشفق نے محض خلق اللہ کی بھلائی اور اپنی محسن گورنمنٹ کو ایک ضروری کام میں امداد دینے کی خاطر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ایسے موقع پر کہ لاہور میں ایک عام جلسہ انتظام طاعون کے متعلق ہوا۔ بہت ضروری تھا۔ کہ ایسا جلسہ ہو۔ جسمیں گورنمنٹ کے انتظام اور تدابیر انسداد کی خوبی عام طور پر ظاہر کی جاوے۔ چونکہ اس روحانی پیشوا کا تعلق ایک جماعت کثیر سے ہے۔ جو ایک بارسوخ اور معزز اور گورنمنٹ کے معتمد عہدہ داروں کی جماعت ہے۔ اس لئے بوثوق امید کی جاتی ہے۔ کہ اس کا اثر بہت ہی مفید پڑے گا۔ جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو بہت ہی فائدہ پہونچے گا۔ یہ جلسہ **عید الضحیٰ** کی تقریب پر ہوگا۔ ایسے جلسوں کی ہر شہر اور قریہ میں ضرورت ہے۔ اور ایسے شریف دل انسان ان ایام بلاؤ وبا میں یہ کشش مطلوب ہیں۔ جو ایسے دل سوز ناصح مشفق کی باتوں پر کان دھریں۔

مہدی آخر الزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

قابل توجہ گورنمنٹ

نمبر اوّل

اس مضمون کو ہم نے الحکم کے ابتدائی نمبروں میں شروع کیا تھا۔ لیکن بوجوہات چند درچند یہ مضمون ناتمام کا ناتمام رہا۔ اس عرصہ میں جو کچھ معلومات مسئلہ مہدی کے متعلق اور معلوم ہوئے۔ اونہوں نے پھر آکلاہ کیا۔ کہ اس ضروری مضمون کی تکمیل کی جاوے۔ چونکہ یہ سلسلہ چھ مہینے پیچھے سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے اوسکو قائم رکھنے کے لئے جس قدر نمبر اس مضمون کے شائع ہو چکے ہیں۔ اون کو بھی درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلسل ہو جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ انشاء اللہ اب یہ مضمون بہت کچھ مفید اور دلچسپ ہوگا۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

ایڈیٹر

مندرجہ بالا نام اسلامی دُنیا میں ایک خاص نظر سے دیکھا جاتا ہے اور کچھ عرصہ سے سوڈان وغیرہ بلاد میں مہدی آخر الزمان کا چرچا ہے۔ فی الحقیقت ایسے آثار اور سماوی نشانات بھی دیکھے گئے ہیں۔ جو کچھ اوپر ہزار سال پیشتر مہدی کی پیش گوئیوں کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم غلطی نہیں کرتے۔ تو قریباً تین چار سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس قسم کی خبریں ہمارے کانوں تک پہنچی تھیں۔ کہ حجاز اور بعض دیگر سیدھی سادھی اقوام نے مہدی آخر الزمان کے خروج کا زمانہ سمجھ کر اپنے زنگ آلود ہتھیار صاف کرنے شروع کر دئے تھے قطع نظر ان باتوں کے کہ مہدی آخر الزمان کا نام پولیٹیکل دُنیا میں ایک **مہیب اور خونخوار** دکھائی دیتا ہے۔ (جو دراصل ایسا نہیں ہے) اس لئے ہمنے مسئلہ مہدی پر مفصل مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ ہمارے ان مضامین میں مسئلہ مہدی کی خوب چھان بین کی جائے گی۔ اور مدلل طور پر دکھایا جائے گا۔ کہ دراصل جس **مہدی** آخر الزمان کے آنے کی خبر ہے۔ وہ آچکا۔ اور وہ **صلح** اور **سلامتی** کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ نہ تلوار چلانے اور مُلک گیری کے خیال سے۔ ہم نہایت ہی معقول طور پر ثابت کر دکھلائیں گے۔ کہ ہمارے بعض مسلمان جو اپنی کوتاہ اندیشی اور کمی تدبر کی وجہ سے کسی **کلک** مشم کے خواستگار مہدی کے منتظر ہیں سراسر غلطی پر ہیں۔ ہمارے اس مضمون کو شاید بعض کم فہم مسلمان اس بات پر محمول کریں۔ کہ گورنمنٹ کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی خاطر سے لکھا گیا ہے۔ اگر وہ ایسا خیال کریں۔ تو اُن کی سراسر نادانی اور کمزوری ہے۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے ہماری **علت غائی** اور خاص مقصد یہ ہے۔ کہ اُن خیالات کو جو ایسے موقعہ پر عموماً پیدا ہو جاتے ہیں۔ دور کریں۔ اور گورنمنٹ پر اچھی طرح سے واضح کر دیں کہ **مسلمان** ہرگز ہرگز ایسے **خونی** مہدی کے منتظر نہیں ہیں۔ اور نہ اسلام کی کتابوں میں اُس کا کہیں پتہ ہے۔ اور مسلمانوں سے ہمیشہ وفاداری اور فرمان پذیری کی امید کامل ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ہمارے یہ مضامین پڑھ کر بھی خونی مہدی کا منتظر رہیگا۔ تو **لاریب** ہم گورنمنٹ کو اس کے تدارک پر توجہ دلائیں گے۔ اور ہم اپنے پاک کانشنس سے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسے آدمیوں کا وجود بے شک خطرناک ہے۔ اور اُن میں سچی اطاعت اور وفاداری کا جوش نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنے مخالف مسلمانوں سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ جبتک وہ ہمارے کل مضامین کو جو اس سلسلہ میں شائع ہوں گے۔ **نہ پڑھ لیں۔** کسی قسم کی **رائے زنی** نہ کریں۔

یہ امر کسی مزید تحقیقات یا دلیل کا محتاج نہیں ہے کہ جب کسی بزرگ اور دلیر مسلمان نے اپنے مہدی آخر الزمان ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس بات کا ہمیشہ یہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ کہ مبادا مسلمان لوگ اب فتنہ و فساد پر آمادہ ہوں اور دُنیا میں شورش برپا کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے موقع پر ہمیشہ عظیم الشان سلطنتیں حتے المقدور بہت جلد ایسے خیالات کا قلع قمع کرنے کی میں رہی ہیں۔ اور مدعی مہدیوں کے نابود کرنے اور اُس برے اثر سے جہان کو محفوظ رکھنے میں ساعی ہیں۔ جو **جہلاء کوتہ اندیش** لوگوں میں متعدی امراض کی طرح پھیل جاتا ہے۔ ان تمام امور کو زیر نظر رکھکر خروج مہدی کی چرچا پر مسلمانوں کی حالت کو خطرناک تصور نہ کیا جاوے۔ ہمنے مناسب سمجھا ہے۔ کہ اس مبارک اسلامی پیشین گوئی کی اصلیت کو پولیٹیکل لحاظ سے عوام کے سامنے کھول کر بیان کر دیا جائے۔

مہدی کا مسئلہ اس قدر وسیع ہے اور اُس کے متعلق احادیث کا سلسلہ اس قدر طویل ہے۔ کہ ایک دو آرٹیکلوں میں اُسکے ہر ایک حصہ پر بحث کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ مگر تاہم ہم حتی الوسع اس مسئلہ کو پورے طور پر صاف کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

علماء اہل اسلام نے مہدی آخر الزمان کی بشارت کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ بعض نے تو اس مسئلہ کے سخت لتے لئے ہیں۔ اور سرے سے انکار ہی کیا ہے۔ کہ حضور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مہدی کی بشارت ہی نہیں دی۔ اور ان تمام احادیث کو جو مہدی کے بارہ میں ہیں۔ **حصول خلافت** کا بہانہ اور بالکل وضعی قرار دیا ہے۔ بعض نے گو بالکل انکار نہیں کیا۔ لیکن اس کا مدار بالکل کمزور اور ضعیف روایتوں پر رکھا ہے اور بعض نے اس بشارت کو صحیح اور یقینی مانا ہے۔ اور وہ معترف ہیں کہ مہدی کے بارہ میں نبوتی پیشین گوئی ضرور ہوئی ہے۔

علماء کے یہ تین گروہ مہدی آخر الزمان کی بشارت کے متعلق ہیں۔ اس کو ہم یہیں چھوڑ کر ہر ایک پہلو پر ایک نظر نظر کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو کلام نہیں۔ کہ تمام اہل اسلام بالاتفاق ایک آئندہ مہدی کا انتظار ضرور کر رہے ہیں۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی حصہ ملک میں رہتا ہو۔ اور خواہ کیسی ہی مختلف سوسائٹی کا ممبر کیوں نہ ہو۔ مگر ایک مرتبہ اُس کے کان میں یہ آواز ضرور پہنچ چکی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں ضرور پیدا ہوں گے۔ اور اُن سے پھر اسلام کا غلبہ ہو جائیگا۔ پس یہ امر مان لینا پڑے گا۔ کہ اہل اسلام ایسی معقول اور زندہ قوم میں اس قسم کا خیال عام ہونا کبھی بھی بلا وجہ اور فضول نہیں۔ ضرور ہے کہ اس کی تہ میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہو۔

جو لوگ بشارت مہدی کے سرے سے منکر ہیں اونہوں نے مہدی والی حدیث پر ایک وسیع اور مبسوط بحث کی ہے۔ ہر ایک روایت کے مضمون اور اُسکے راوی کی کیفیت پر ایک روشنی ڈالی ہے۔ اور اس وقت تمام پولیٹیکل حالتوں کا خاکہ کھینچ کر ثابت کیا ہے کہ کس کس موقع پر اور ضرورت پر ایسی احادیث کی تراش عمل میں آئی۔

مثلاً ایک حدیث ابوداؤد میں ام سلمہؓ کی روایت سے درج ہے۔ جسمیں مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

ایک شخص مدینہ سے مکہ کیطرف آئیگا۔ رکن اور مقام کے درمیان لوگ اُسکی بیعت کرینگے۔ پہلی دفعہ جو لشکر شام سے آئے گا بغیر فتح کے واپس چلا جائے گا۔ یعنی **یخسف بہم البیداء بین المکۃ والمدینۃ**۔ خسف سے مراد واپس چلا جانا۔

اس حدیث کے تمام واقعات ہیر پھیر کرکے عبداللہ بن زبیرؓ کے واقع سے ملتے جلتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر کا مدینہ سے مکہ کو جانا۔ اور رکن اور مقام میں عبداللہ بن زبیر سے لوگوں کا بیعت کرنا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو جگہ بیداء ہے۔ وہاں سے لشکر مدینہ کا جو شام سے آیا تھا واپس ہونا۔ یہ سب واقعات اس بات کی کافی شہادت ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ اس حدیث میں کہیں بھی مہدی کا لفظ نہیں آیا۔ اسی طرح بہت سی احادیث اسی پولیٹکل شورش کے زمانہ کی اختراع ہیں۔

اسوقت جو حالت اقوام کی تھی اور جس طرح پر اندنوں حصول خلافت کے لئے جائز و ناجائز مساعی کی جارہی تھیں۔ وہ تاریخ بتلاتی ہے۔ اور اُن پر نظر کرنے سے یہ شہادت اور بھی ترقی کر جاتے ہیں۔ مثلاً بنو عباس اور بنو فاطمہ ایک دوسرے کے بالمقابل حصول خلافت کی تدابیر میں مصروف تھے۔ بنو عباس نے جب خراسان میں قیام خلافت کا ارادہ کیا۔ تو بنو فاطمہ نے بھی خراسان میں اپنی خلافت قائم کرنے کا عزم کیا۔ قطع نظر اس کے بنو امیہ کا اس زمانہ میں سخت زور تھا۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف دار بنو امیہ کو ہٹا کر عبداللہ بن زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور اس پر اہل اسلام کے چار فرقے بن گئے تھے۔ اول وہ جو بنو امیہ کے طرف دار تھے۔ دوسرے عبداللہ بن زبیر کے۔ تیسرے بنو عباس کے۔ چوتھے بنو فاطمہ کے۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

ایک ڈاکٹر صاحب نے ولایت سے ڈھاکہ میں ایک دوست کو لکھا ہے۔ کہ جب ولایت میں بیماری طاعون کی بڑے زور شور سے پھوٹی تھی۔ تو کوئی آدمی محلہ موچیاں میں بیمار نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ موچی لوگ پرانا چمڑہ جلایا کرتے تھے۔ نیز پورانے چمڑے جلے ہوئے کی راکھ بیماروں کو کھلانے سے صحت ہو جاتی ہے۔ اور دھواں چمڑہ مذکور کا مکان کے اندر بیماری کو آنے سے روک دیتا ہے۔

عہد میثاق اور علوم جدیدہ

(حضرت آدم ؑ کی پشت سے بروز میثاق تمام ذریت کا نکلنا۔ اس پر مبحث خیالات اور اُن کا رد علوم جدیدہ سے)

قرآن مجید میں بصراحت مذکور ہے۔ کہ خدا نے حضرت آدم کی مبارک پشت سے کل اولاد کو اونکی عالم ذریت میں نکالی۔ یعنے جس قدر بنی آدم قیامت تک ہوں گے۔ سب حضرت آدم کی پشت سے نکالے گئے۔ اور اونمیں حس و حرکت اور عقل دی گئی۔ اور خدا نے ان سب سے اپنی خدائی کے اقرار کا اور دیگر امور کا عہد لیا۔ چنانچہ ہمارے نبی کی نبوت وغیرہ جملہ عقائد کا ایسے آیات اور احادیث کو سنکر حضرات نیچری اور دہریہ مضحکہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس کی واقفیت سے انکار کرکے چند شبہات وارد کرکے اس کو محال اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ ذیل میں وہ شبہات مع اون کے رد کے ہم بیان کرتے ہیں۔

پہلا شبہ ۔ یہ ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں اتنی گنجائش کہاں تھی۔ کہ بے شمار غیر متناہی ذریت اوس سے نکالی جاتی۔ جواب اس کا یہ ہے۔ کہ حال کی تحقیق اور تجربات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک قطرہ پانی میں اس قدر کیڑے چھوٹے چھوٹے زندہ موجود ہیں جس قدر آدمی دنیا میں اس وقت موجود ہیں۔ بلکہ اون سے زیادہ۔ پر چونکہ مردم شماری سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اتنے آدمی ہر وقت دنیا میں زندہ رہتے ہیں۔ اب ایک قطرہ کی جسامت اور حضرت آدم کی پشت کی جسامت سے نسبت دینے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پشت میں کس قدر گنجائش تھی۔

اگرچہ ہمکو پوری مساحت پشت حضرت آدم کی تحقیقاً معلوم نہ ہو۔ مگر اتنا ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اون کی جسامت کروڑہا قطرہ کے برابر ضرور تھی۔ اب یہ شبہ تو باطل ہو گیا۔ رہا یہ خیال کہ ذریت آدم کی غیر متناہی ہے۔ اس کو بھی باطل سمجھو۔ کہ اون کی ذریت کے پیدا ہونے کی ابتدا اور فنا ہونے کی انتہا دونوں طرف زمانہ محدود میں ہے۔ پس زمانہ متناہی میں غیر متناہی ذریت کیونکر ہو سکتی ہے۔

ایضاً ہم کو نقشہ ولادت اور وفات کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ روزانہ بلکہ فی منٹ اس قدر آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی قدر مرتے ہیں۔ اور علوم متعارفہ (۲ و ۳) اقلیدس میں ثابت ہے۔ کہ اگر مقدار متناہی پر مقدار متناہی بے شمار متناہی صادق جائے۔ تو مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔ یا مقدار متناہی سے مقدار متناہی بدفعات متناہی کم کیجائے تو باقی بھی متناہی رہے گا۔

لہذا ابتدائے ولادت سے بنی آدم کے تا روز قیامت جس قدر آدمی پیدا ہوں گے۔ اور جس قدر مریں گے۔ سب کا مجموعہ بھی متناہی ہوگا۔

بلکہ اگر سچ پوچھئے۔ تو یہی خبر وہی ہمارے قرآن کی ہمارے سچے نبی کی زبانی ہمکو تعین روز قیامت کی بھی خبر دیتی ہے۔ اگر ہم کو پوری جسامت حضرت آدم کی پشت کی معلوم ہو جائے۔ اور ایک قطرہ پانی سے اوس کی نسبت۔ تو قاعدہ اربعہ متناسبہ کو لحاظ کرکے قطرہ کے کیڑوں کو ذریت آدم سے حساب کرکے زمانہ ابتدا و انتہائے ولادت بنی آدم معلوم کر لیں۔ مگر چونکہ پوری جسامت پشت حضرت آدم کی آج معلوم نہ رہی۔ لہذا مجبوری ہے۔

دوسرا شبہ ۔ اتنی ذریت کے نکلنے کی راہ حضرت آدم کی پشت میں کہاں تھی۔ اس کا جواب بھی تحقیقات جدیدہ سے آسان ہو گیا۔ جبکہ جسم انسانی کی ایک بالشت مربع میں چار لاکھ مسام ہیں۔ تو حضرت آدم ؑ کی پشت کی مساحت کو خیال کرو۔ کتنے بالشت مربع تھی۔ اور فی بالشت مربع سے چار لاکھ کے حساب سے کس قدر ذریت نکل سکتی تھی۔

تیسرا شبہ ۔ یہ چھوٹے چھوٹے ذرہ خواہ کیسے ہوئے ذریت آدم زندہ کیوں کر ہوئی۔ اور ان میں عقل اور گویائی کیونکر آئی۔ اس کا جواب بھی جدید تحقیقات سے آسان ہو گیا۔ اس لئے کہ علم حیوان کے علماء نے ثابت کر دیا۔ کہ یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے جو پانی کے قطرہ میں ہیں [illegible]

لہ یہ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں موتیں ہر منٹ میں ۷۷ ہر روز میں ۱۱۰۹۷۷۰ اور ہر سال میں ۴۰۲۵۶۳۹۸۲۵ ہوتی ہیں اور پیدائشیں کا حساب ہر منٹ میں ۷۷ ہر روز میں ۱۱۰۸۰۰ اور ہر سال میں ۴۰۲۷۶۹۲۰۰۰ ہے۔ (ایڈیٹر)

ولایتی چٹھی

اس عنوان کے تحت میں ناظرین نے عموماً اخبار عام و کوہ نور میں پہلے اخبار لاہور میں ولایتی نامہ نگار کے مضامین پڑھے ہوں گے۔ اس عنوان کے پیچھے اپنے ایک نیز بھائی کے مضامین درج کیا کریں گے۔ جو ہندوستان سے باہر ہیں۔ ناظرین کو ان مضامین کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ روح پر کیا اثر ہوتا ہے جب کہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی باتیں کس قسم کی ہوتی ہیں۔ یہ نامہ نگار ہمارے ایک نوجوان بھائی ابو محمد افضل صاحب ہیں۔ جو مشرقی افریقہ میں ملازم ہیں۔ پچھلی دفعہ رخصت پر اپنے وطن میں تھے۔ دارالامان سے چلتے وقت انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اور اب انہوں نے اپنا سفرنامہ لکھنا شروع کیا ہے۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے مضامین ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔ ایڈیٹر

موٹر خانہ ۳ فروری ۱۹۰۸ء۔ رات کو ۸ بجے ہم نے قادیان سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ۲ فروری کی آخری شام کو جو ہمنے امام الزمان میرزا غلام احمد صاحب کی مجلس خدا نما میں گذاری تھی۔ اور اپنے آئندہ سفر کی راہ میں اور جہاز کی سواری اور حضرت اقدس کا وہ کشف جس میں آپ کو دکھلایا گیا تھا۔ کہ اس جلسہ میں جو لوگ شریک ہیں۔ آئندہ جلسہ کے وقت میں سے بعض کس طرح بنایا کر دار البقا کی طرف سدھار جانے والے ہیں۔ یہ تمام اپنے اسباب قدرت نے مہیا کر دیئے تھے۔ کہ اس دن کی شام کو اگر ہم اپنی تقی اور پاک زندگی حاصل کر کے آخری شام کہہ دیں۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ یا یوں کہو کہ جس آفتاب صداقت کو خداوند تعالیٰ نے اہل دنیا کی تقی اور پاک نشو و نما اور بالیدگی کے لئے چڑھایا تھا۔ اس کی ساعت بلندی اور صداقت کی بھری ہوئی کرنوں کے سمیٹنے کے لئے آنے کا ہمارا آخری وقت تھا۔ اور جس طرح آب حیات سے ہم اپنے پژمردہ دل کو پانی دیا کرتے تھے۔ اور اس کی نالیوں کو وہ آب حیات جذب کر کے آخری گھڑی تھی۔ اس لئے جس نے مضمون کی تمنا کے بعد حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ جس مقام سے میں صراط مستقیم کو دیکھتا ہوں اور نفسانی خواہشوں کا ایک اندھا ہوا دریا ہمارے درمیان تھا۔ اب چونکہ پھر ہمیں وہیں روانہ ہونا ہے۔ اس لئے میرے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کے فاسد خیالات و جذبات کا غبار کرے۔ اور حقیقی اور پاک نور سے دل کو روشنی بخشے۔ اس عرض کے جواب اور علاج میں حضرت اقدس نے چار امر فرمائے۔ کہ جن کو ہم اپنے دوسرے بھائیوں کی اطلاع اور تبلیغ کے لئے درج کئے دیتے ہیں۔

(۱) قرآن کی تلاوت کرتے رہنا۔ (۲) موت کو یاد رکھنا۔ (۳) سفر کے حالات قلم بند کرتے رہنا۔ (۴) اگر ممکن ہو۔ تو ہر روز ایک کارڈ لکھتے رہنا۔

اس کے بعد عشاء کی نماز باجماعت گذار کر ہر ایک بھائی سے ہم نے الوداعی مصافحہ کیا۔ اس وقت کا نظارہ بھی بے شک ایک قابل ذکر نظارہ ہے۔ کیونکہ دنیا میں اپنے عزیز و اقارب اور یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق آج کل کے زمانہ میں جبکہ ہر طرف سفر کی آسانی کے سامان اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بنی نوع انسان کے لئے مہیا کر دیئے ہیں۔ بہت کم رہتا ہے۔ اور قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہمارا دستگیر ہو کر اس پاک سلسلہ اور پاک جماعت میں لایا۔ کئی بار ہمیں بھی اپنے عزیز و اقارب و یار دوست سے جدا ہونے کا اتفاق پڑا تھا۔ لیکن اس وداع اور اس الوداع میں ایک ایسی امتیازی حالت تھی۔ جو ہمارے دل کو اس امر پر اطمینان دلانے کے لئے کافی ثبوت ہو سکتی ہے۔ کہ جس شخص سے ہمارا تعلق بیعت ہے۔ اور اس کے باخلاص مریدوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محکم تعلقات ہو جانے کا کس قدر شوق اور امنگ دل میں بھری ہے۔ اور ہم نے اپنی جان اور مال کو کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت نہیں کیا۔ جس نے اس مزدور دنیا کے لئے کوئی مکر و فریب بنایا ہو۔ بلکہ جس طرح ہر ایک بات اپنے پھلوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اسی طرح ہر ایک مادی کامل کی شناخت اس کے مریدوں کی تربیت اور ان کے خدا کے ساتھ دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔ اس الوداعی نظارہ میں ہم نے دیکھا کہ ہر ایک ہمارا روحانی بھائی بڑے تپاک سے معانقہ اور مصافحہ کرتا۔ اور زاد سفر کے لئے ایک خاص امانت کے ذریعہ سے ہماری اعانت کرتا تھا۔ اور امانت یہ تھی کہ ہر ایک نے اس نیت سے کہ مسافر کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ اپنے اپنے لئے دعا کا وعدہ ہم سے لیا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے نماز میں خشوع کی دعا کرنا۔ کسی نے کہا کہ میرے لئے استغفار کی دعا کرنا۔ اور کسی نے خاص اپنے کے اپنے حق میں دعا کے لئے کہا۔ اور بعض احباب نے یہاں تک بھی فرمایا کہ ٹھیک جس وقت جہاز چلتا ہو۔ تو اس موقعہ پر ہمارے لئے دعا کرنا۔

بھائیوں سے رخصت ہوئے اور اپنا سامان سفر درست کرتے کرتے رات کے ۳ بجے کے قریب قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ۹ بجے لاہور پہنچے۔ اور بیماری طاعون کے چونکہ تجربہ کے راستہ جانے سے ۱۰ دن کی کوارنٹائن ہر ایک مسافر کو تھی۔ اس لئے ہمارا کرایہ جو جہاز مورخہ ۸ فروری کو روانہ ہوتا تھا۔ میرا اور ساتھ والے کی جہاز میں سواری کا اتفاق نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کریم نے ابھی اس سرزمین کا آب و دانہ اور چند دن کھانا لکھا تھا۔ جس میں اس نے بڑے پیار و محبت سے اپنے مخلوق کی بھلائی کے لئے ایک نور نازل کیا۔ اور اس کا مقدس عبد خاص کو بتایا۔ جو قادیان کا رئیس ہے۔ اس لئے مورخہ ۵ فروری کو ہمارے محسن بابو شیخ محمد صاحب نے اس عاجز کو اطلاع دی۔ کہ تمہارا جہاز ۸ تاریخ کے ۱۵ تاریخ کو روانہ ہوگا۔ اور اس طرح سے ہم کو ایک ہفتہ لاہور میں ٹھہر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ وقفہ قادیان میں ایک بار پھر ہونے اور ان نورانی شکلوں کی ایک بار پھر زیارت کرنے کے لئے عمدہ موقعہ تھا۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کل عالم میں سے برگزیدہ کر کے اپنی خاص خدمات کے لئے طیار کر رکھا ہے۔ تاکہ دنیا میں صلح اور امن کی زندگی پھیلے۔ اور ہر ایک قسم کے شر اور فساد کی جڑ دور ہو جاوے۔ مگر افسوس ہے

دل میں دل بدی کی ہی بات نہ ہونے پائی

چند روز بعد ہمارے خانہ داری نے مطلق روانگی کی اجازت نہ دی۔

مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۸ء کو جب کہ ہند دہلی سے لاہور سے گذر رہا تھا۔ کہ دیوار پر ایک اشتہار چسپاں دیکھا۔ جو حضرت پریس لاہور کا مطبوعہ تھا۔ اس کے سرنامہ پر لفظ ہجرت بہت موٹے خط میں چونکہ لکھا تھا۔ اس لئے ہر ایک رہ گذر کی نظر اس کی طرف کھنچ جاتی تھی۔ پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ ایک لڑکی جو کہ پیدائشی

مرض فالج میں ۱۴ سال سے مبتلا تھی۔ سامرہ مقام میں جناب امام حضرت محمدی ؑ کے توسل سے فوراً چشمہ زدن میں شفایاب ہوگئی۔ اس بیمار کو صاحب مشتہر نے اس زمانہ میں معجزہ قرار دیا ہے۔ ہمیں اس سے تو غرض نہیں۔ کہ کسی کا دل دکھاویں۔ اور ناحق دور بیٹھے کسی کی بدظنیوں کا نشانہ بنتے رہیں۔ مگر چونکہ صاحب مشتہر سے ہمارا بھی کچھ مذہبی تعلق ہے۔ اس لئے ہمدردی کے خیال سے اتنا ضرور کہہ دینگے۔ کہ اس زمانہ کی روشنی میں جب کہ ہر طرف عمل مسمریزم کا چرچا ہے۔ اور ایسے معجزات کی حقیقت کو اس عمل نے خاص کر کے بہت ہی کچھ کھول دیا ہے۔ تو پھر ایسے علاج کیا کسی خاص فرقہ مذہب کی صداقت کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ ہندو اور عیسائیوں نے مشق کر کے بیماریوں کا علاج اس عمل کے ذریعہ سے کیا ہے۔ تو کیا ایسا اون کے اس فعل کو معجزہ قرار دے کر اون کے مذہب کی تصدیق کی جاوے۔ اور ایسے ہی بے بنیاد اور بے سروپا معجزوں کی ایک لمبی فہرست صاحبان مہتی وغیرہ نے انجیلوں میں درج کر کے حضرت یسوع کی خدائی ثابت کی ہے۔ تو کیا اون کو فی الواقع خدا ہی جان لیا جاوے۔ افسوس ہے کہ جن شخصوں کے ہاتھ میں قرآن جیسی کتاب اونکی امام موجود ہے۔ تو وہ ایسے ایسے لچر حیلوں کو کیوں پیش کر کے ایک ہوش مند عقل کے انسان کے بھی محل اعتراض بنتے ہیں۔ اور اون کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ کسی مذہب کی خوبی کن باتوں پر مبنی ہوتی ہے۔

مؤرخہ ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء

آج کا دن بھی ایک مبارک دن تھا۔ کہ جو ہمیں مشکل سے بھولے گا۔ اس دن کی شام خصوصیت کے ساتھ بہت سی برکتوں سے بھری ہوئی تھی۔ کہ جس نے ہمارے مکان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے اللہ تعالےٰ کی محبت اور نور سے بھرے ہوئے دو چہروں سے روشن اور منور کر دیا تھا۔ جو شخص اس حال کو ایک ذرا سی عمیق نظر سے بھی غور کرے گا۔ تو امید ہے۔ کہ اوس پر صادقوں کا صدق ضرور کھل جاوے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ آج لاہور میں دن بھر بوندیں پڑتی رہیں۔ کہ جس کی وجہ سے ہر ایک گلی کوچہ اور سڑک ایک دلدل بنا ہوا تھا۔ اور عین مغرب کی نماز کے وقت جب کہ بندہ شہر سے اپنے سفر کے لئے چند ایک اشیاء ضروریات خرید کر کے لا رہا تھا۔ مکان سے چند قدموں کے فاصلہ پر ہمارے روحانی بھائی مفتی محمد صادق صاحب۔ اور مولوی فضل الٰہی صاحب قصبہ مترنگ سے واپس ہوتے ہوئے ملے۔ ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ چونکہ بندہ کی تاریخ روانگی ۱۲ فروری مشہور ہو چکی تھی۔ اس لئے اودا ملاقات کے لئے یہ دونوں اصحاب عاجز کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ اور بہت سے انتظار کے بعد آخر مایوس ہو کر اب پھر واپس چلے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے سچے مومنوں اور راستی کے قبول کرنے والوں اور صدق پر مثل پروانہ ہر دم کے گر کر جل مرنے والوں کی غائر نظر ہوتی ہے۔ اور اوسے ایسے اونکی تکلیف بھی وہ اپنے مخلص بندہ کی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ عاجز کہ جس کی ملاقات ان دو صاحبوں کی مطلوب چیز تھی ان کی ٹھٹھاتی ہوئی امیدوں کے وقت آحاضر ہوا۔ اور پھر ہم ہر سہ اشخاص مل کر مکان پر آئے۔ چونکہ مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ اور یوم المطر بھی تھا۔ اس لئے سب سے اول وضو وغیرہ کر کے نماز مغرب و عشاء ادا کی گئی۔ اور بعد ازاں سب نے مل کر ماحضر تناول کیا۔ اور باوجودیکہ سخت اندھیری رات تھی۔ اور پانی کی بوندیں گرتی بھی ابھی پورے طور سے بند نہ ہوئیں تھیں۔ کہ ان ہر دو بزرگوں نے رخصت طلب کی۔ اگرچہ ہمنے اس اندھیری رات اور دلدل بھرے راستہ میں ان کا جانا گوارا نہ کیا۔ مگر تاہم بنی نوع انسان کی سچی خدمت گزاری اور ہمدردی اور خلق شناسی اور موقع بینی کی جو روح ان کے دلوں میں پھونکی گئی تھی۔ اوس نے ان کو رات کو عاجز کے مکان پر قیام نہ کرنے دیا۔ اور آخر یہ کہہ کر کہ چونکہ آپ کی آخری رات اپنے اہل و عیال میں ہے۔ ہم اہالیان خانہ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے۔ وہ دونو صاحب قریب ۹ بجے رات کے شہر لاہور کو روانہ ہوئے۔ بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کی نظر ان ہمارے دوستوں نے دکھائی۔ جس کی اس زمانہ کو بہت ضرورت ہے اور خصوصاً اہل اسلام کو۔ کیونکہ اس سخت اندھیری رات اور پانی برستے اور تا ہوا زمین پر دلدل کی کثرت ان تمام تکلیفوں کو ہمارے دوستوں نے برداشت کیا مگر اون کے وہاں قیام کرنے سے جو تکلیف تھوڑی یا بہت کہ دراصل جس کی مقدار ان کی تکالیف کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ تھی۔ اہالیان خانہ عالم مستورات کو پہونچ سکتی تھی۔ اوس کو ان کے رحم سے بھرے اور دوسرے کو آرام دامن دینے والے دل نے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالےٰ اون کو اس ایثار کی جزائے خیر دے۔

آج مغرب اور عشا کی نماز ہمارے بھائی محمد صادق صاحب نے پڑھائی۔ اور جو دعائیں اون میں آخری رکوع کے بعد اونہوں نے اپنے معطی کریم سے طلب کیں۔ وہ مجھے بہت ہی پیاری لگیں۔ اور اون کی اس اخلاص بھری نماز نے عاجز کے دل کی بہت سی آلودگی کو دھو دیا۔ اور جس ادب اور تضرع کی آواز سے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالی میں التجا کرتی چاہیئے۔ وہ اور بحق مجھے ان کی نماز سے زیادہ تر توضیح کے ساتھ معلوم ہوئے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کوئی ایسا نہیں چھوڑتے۔ جس میں دو تین دفعہ اوس کے چشمہ سے پانی نہ پی آویں۔ جسے فارسی مثل کا ایک شخص آسمان سے زمین پر لایا۔ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم وہ ہیں کہ اس چشمہ نور سے ہزاروں کوس دور پڑے ہیں۔ اور صرف اپنے مادی اور دینی بھائیوں اور بھینوں کی دعاؤں سے زندگی کے دن بسر کر رہے ہیں۔

مؤرخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۹ء

آج شام کو بندہ کی روانگی لاہور سے تھی۔

مکان سے رخصت ہوتے وقت کل اہالیان خانہ کے ساتھ مل کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ عالی میں سفر کے لئے دعا کی گئی۔ ۵ بجے کے قریب جب بندہ مکان کے دروازہ باہر نکلا۔ تو مستورات میں ایک کہرام کا عالم تھا۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی۔ جس سے آنسو نہ نکلتا ہو۔ اور کوئی چہرہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس پر حسرت اور مایوسی کے آثار نہ ہوں۔ ان لوگوں کی موثر اندوہ گینی کی حالت نے آخر میرے دل پر بھی اپنی تاثیر کی۔ اور ایک دراز سفر اور جدائی کی یاد نے آخر آنکھوں میں آنسو بھر دیئے۔

اوس وقت جب کہ عزیز و اقارب کی محبت اور اونکی جدائی قلب کے اوپر مختلف قسم کے حملے کر رہی تھی کہ فوراً تائید ایزدی سے مجھے اپنے ایمان کو پرکھنے کا

خیال آیا اور یہ آیت بوقت دل پر گزری۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ۔ س ۲ ر پ

اس کے گذرتے ہی ساتھ ہی اوس وقت سفر آخرت کا خیال بھی گذرا۔ کہ جس نے پہلے صدمات کی کچھ تمانی کی۔ اور اوسی حال میں موت کے وقت امراض کا انسان کو لاحق ہو جانا۔ اللہ تعالےٰ کی ایک بڑی مہربانی انسان کے حال پر معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہہ جدائیاں جو انسان وقتاً فوقتاً اپنے عزیز و اقارب سے پیش آتی رہتی ہیں۔ چونکہ وہ یقینی ہوتی ہیں۔ اسی وجہ اونکا صدمہ دل پر محسوس ہوتا ہے۔ اور ان جدائیوں میں کوئی شرط ایسی ساتھ نہیں ہوتی۔ کہ جس کی وجہ سے دل تسلی پا سکے۔ اور شائد کا لفظ استعمال کر کے اپنے غم و ہم سے کچھ عرصہ کے لئے نجات پا سکے۔ بخلاف اس کے دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگرچہ موت بھی ایک یقینی جدائی ہے۔ مگر لرزے والے کو ایک تو یہ غیر نہیں ہوتی کہ میں ضرور اس مرض سے مرجاؤنگا۔ دوسرے چونکہ وہ اپنی عمر میں پہلے بھی کئی بار بیمار ہو ہو کر شفایاب ہو چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ عام قانون قدرت یہی نظر آتا ہے۔ اور یہہ امید لگی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ شائد میں اب بھی تندرست ہو جاؤں۔ اس لئے اپنے عزیزوں کی جدائی کا صدمہ جو کہ دل کو بہت ہی مضمحل کرنے والا اور حسرت اور افسوس کی سرد آہیں نکلوانے والا۔ اور خون کو پانی بنا کر آنکھوں سے بہانے والا ہوتا ہے۔

اوس ابدی جدائی کو ہرگز نہیں ہوتا۔

تیسری۔ چونکہ موت کے وقت انسان کو صرف اپنی جان کی فکر ہوتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے خیالات دنیاوی سے بیماریوں نے چھٹکارا چور کر کے اوسے کسی اور ہی اوڈھیبن میں لگایا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بھی وہ ایسی جدائیوں کے صدمہ کو عام طور پر محسوس نہیں کرتا۔ غرضیکہ موت کے وقت مختلف عوارضات کا انسان کو لاحق ہونا بھی اللہ تعالےٰ کی بنی آدم پر ایک رحمت ہونے کا خیال اپنے دماغ میں لئے ہوئے بندہ مکان سے رخصت ہوا۔ اور لاہور ریلوے سٹیشن پر نماز مغرب سے کچھ عرصہ پیش تر جا پہونچا۔ جہاں پر علمی محبان منشی محمد صادق صاحب اور مولوی فضل الٰہی صاحب اور ایک اور بھی دو صاحب موجود تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مرزا ایوب بیگ و مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی آن پہونچے۔ اس وقت میں نے ان صاحبوں کے آگے اپنا وعدہ سفر کے حالات نویسی کا برادرم یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ساتھ جو تھا۔ اوس کا ذکر کیا جس کو سنکر منشی محمد صادق صاحب نے جہاں بہت خوشی کا اظہار کیا۔ وہاں آپ نے ایک نئے لکھنے کے قابل ایک امر معروف بھی بندہ کو کیا۔ کہ جو ان حالات نویسی کی روح تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان تمام تحریروں میں اخلاص کا خیال ضروری ہے۔ کیونکہ انسان بہت سی تقریریں کر سکتا ہے۔ اور لکھ سکتا ہے۔ مگر اس امر کی دعا ضرور چاہئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے قول و فعل کو ایک جیسا کر دے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے محسن منشی صاحب کو جزائے خیر دے۔ اور اون کے ارادوں میں کامیاب کرے۔ گاڑی کے چلنے میں شائد ایک دو منٹ ہی ہوں گے۔ کہ دوڑتے دوڑتے بھائی شیخ عبداللہ اور حکیم فضل الٰہی صاحب بھائی معراج الدین صاحب اور شائد اور بھی کوئی صاحب ان کے ہمراہ ہوں گے۔ مگر بندہ کو یاد نہیں۔ آپہونچے۔ اور مصافحہ کر ہی رہے تھے۔ کہ گاڑی روانہ ہوئی۔

اس سٹیشن کی ملاقات پر ہمارے محسن بھائی منشی محمد صادق صاحب نے ایک اور بھی ایسا کام کیا۔ جو کہ در اصل قابل تقلید ہے۔ آپنے اس حدیث کے موافق کہ مسافر کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ میری نوٹ بک پر اپنی لاہور کی جماعت کے ممبروں کے نام جس قدر اون کو اوس وقت یاد آ سکے۔ اس غرض سے نوٹ کر دیئے۔ کہ میں اون تمام اصحاب کے لئے سفر میں دعا کرتا جاؤں۔ اور اس طرح سے ایک غائبانہ مدد اون تمام اشخاص کی منشی صاحب نے فرمائی۔ کہ جن کے نام اونہوں نے تحریر کر دیئے۔ اور وہ نام یہہ ہیں۔ مرزا ایوب بیگ صاحب مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جماعت لاہور۔ خلیفہ صاحب۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ قاضی غلام حسین صاحب۔ منشی ظفر احمد صاحب۔ فی الواقع جس قدر حسنات کے بڑھانے میں ہمارے یہہ بھائی منشی محمد صادق صاحب بڑھے ہوئے ہیں۔ اس پر ہمیں بھی رشک آتا ہے۔ اور ہم اونہی سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے بھی دعا فرماویں۔ کہ جس قدر سوز و گداز اور بنی نوع اور خصوصاً اپنی جماعت کی ہمدردی اون کے قلب میں بھری گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو بھی عنایت کرے۔

جس وقت بندہ ریل پر سوار ہوا۔ اوس وقت بخار ہوا ہوا تھا۔ اور چونکہ ہر سٹیشن پر طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے خطرہ تھا۔ اس لئے لاہور سے روانہ ہوتے ہی یہہ فکر دامن گیر ہوئی۔ کہ خدانخواستہ اگر کسی سٹیشن پر اتارے گئے۔ تو جہاز نہ مل سکے گا۔ اور اس طرح پھر ہفتہ دو ہفتہ کی دیر ہو جاوے گی۔ (باقی آئندہ)

محمد افضل

۲۵ مارچ ۱۹۰۸ء

جلسۂ طاعون

چونکہ یہہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور آج جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارہ میں اب تک شائع ہوئی ہیں مع طبی اور شرعی فوائد کے جو ان ہدایتوں کی موید ہیں اپنی جماعت کو سمجھائے جائیں اسلئے یہہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت آج ضرور تشریف لا کر ثواب جلسہ عید اکبر کو شامل ہو۔ اصل امر یہہ ہے کہ ہمارے نزدیک مسلمانوں کو اطمینان نہیں ہے کہ اس ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں لکھا گیا ہے دو چار دن تک سخت تشویش ہے لہذا وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہمدردی کو دل و جان سے قبول کر کے اپنی نیکذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے اور صرف یہ خود ہرگز گورنمنٹ کی پابند ہو بلکہ کوشش کرے کہ دوسرے بھی اس ہدایتوں پر کاربند ہوں اور بدبخت احمق لوگ فتنہ انگیز نہ بنیں۔ افسوس ہمارے ملک میں سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہہ ہدایت شائع ہوئی کہ جس گھر طاعون کی وارداتیں ہوں گھر خالی کر دیا جائے اسپر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی لیکن میرا خیال ہے کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے حکم ہوتا کہ جس گھر طاعون کی وارداتیں ہوں گھر خالی کرو اور اسپر بھی بعض جاہل لوگ حکم کی مخالفت کرتے اور دو تین رات کے بعد گھر سے نکلنا شروع کر دیتے تو سچ تو یہہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ نادانوں کی بیجا دلیلوں سے اپنی سچی خیر خواہی یا کو ہرگز نہ چھوڑے کیونکہ یہہ لوگ اگر حکم نہ مانیں تو کیوں اپنی نیک کی کارروائی کو پسند نہیں کر سکتے مثلاً ایسی ہمدردی کے نقشہ پر جو یہہ ہدایت ہے کہ ایسی حکمت عملی ہو جو عرب بھی ہو اور عجمی بھی ہو اور نیز اسلامی سیر سوم کرنے والی غائت درجہ حیات چاہئے اور اس مصیبت میں جو طاعون زدہ لوگوں کو درپیش ہے جو مشکلات اور آفات بسبب پیش آنے کے شفقت پدری کی طرح حتی الوسع ان مشکلات کو آسان

نوٹ۔ یاد رہے کہ اگرچہ

۴ کرتا ہوں بنہر کی کتابت بک اللہ تعالےٰ کیلئے طبع کرتا ہوں بخیر ہو والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۲۰ اپریل ۱۹۰۸ء الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

اِنَّ اَمْرَنَا لَعَجِیْبٌ یَّھْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَ اٰمَنَّا بِہٖ

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ ۲ے

قیمت پیشگی سالانہ ۲ے

نمبر ۱۰ و ۱۱ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۶ و ۱۳ مئی - ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو ٹریکٹ عہ ۸ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی مع محصول ڈاک عہ

۲۰ + ۲۶ - تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹیکل - علمی مضامین - اور ملکی معاملات سے مملو **اردو** زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت **شہر دہلی** سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر متاثر نہیں چونکہ **اردو** سرکل سے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں } درخواست خریداری بنام
نمونہ کے لئے ایک آنہ }

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ عقدۃ الحسنہ قیمت بلا محصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت - ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر - از عالی جناب **امام الزمان** سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بعنوان ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے +

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی اور پشمینہ سیج بند ہر اندے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

ایڈیٹوریل

مہدی آخر الزمان

اور

ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر ثالث

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر کے مطالعہ سے یہ امر خوب طور پر واضح ہو گیا ہے کہ خلافت کے حصول کیلئے کس کس قسم کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ اگر مہدی کے آنے کی پیش گوئی نبوی علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ تو بنی فاطمہ یا بنی امیہ یا بنی عباس میں سے ہر ایک اپنے خاندان میں مہدی کے ہونے کا دعوے کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں جب کبھی بنی فاطمہ یا بنی عباس کی طرف سے کسی پیشگوئی کی بنا پر مہدی کا پیدا ہونا مشتہر کیا گیا تو خلافت بنی امیہ نے کبھی اسکی تردید مشتہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ حضرت اقدس بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیش گوئی دربارہ مہدی نہیں فرمائی۔ اور نہ آئندہ کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مدعی کو جھوٹا دعوے دار قرار دے کر اس سے مقابلہ کیا۔ اس سے صاف طور پر یہ امر سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ بنی امیہ کو اس امر کا تو خیال ضرور تھا۔ کہ کوئی مہدی آئندہ آنیوالا ضرور ہے۔ اور جسکی بنا اور وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی ضرور فرمائی تھی۔

ابوداؤد نے جو حدیث ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فساد کی خاطر جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے واضع کیگئی ہے لیکن اسکو مہدی آخر الزمان کی بشارت سے کیا مناسبت صرف یہ دلیل کہ ابوداؤد نے اسکو باب المہدی میں بیان کیا ہے۔ اس امر کی کوئی تسلی بخش اور کافی دلیل نہیں ہے۔ غایت ما فی الباب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مؤلف نے ترتیب میں غلطی کھائی۔

الغرض یہ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے ایک آنیوالے مہدی کی پیشگوئی اور بشارت ہوئی ہے۔ اور ضرور ہوئی ہے۔ ... دوسرا امر جو بشارت مہدی کے متعلق مشکوک ہے۔ اور جسپر فاضل محققین کو شبہہ ہے یہ ہے کہ احادیث متعلقہ مہدی کے راوی جرح اور تحقیق کی تاب نہیں لا سکتے اور ہمارے اپنے خیال اور تحقیق سے یہ امر بہت کچھ قرین قیاس اور قابل وثوق ہے۔ اور ہم اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان احادیث کے راوی ایسے ہیں جنپر نکتہ چینی اور جرح کی نسبت کچھ گنجائش ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا اور یقین کر لینا کہ اسی وجہ سے یہ احادیث صحیح نہیں غلط ہے۔ اور بالکل نادرست۔ کیونکہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے بلکہ ہمارے تجربہ میں روز آتا ہے کہ بعض خبریں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ ایسے وسائل سے ہمارے پاس پہنچتی ہیں جو غیر معتبر ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کو غلط اور افواہ قرار نہیں دیتے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ صرف ایک سوفسطائیوں کا خیال ہے مثلاً اگر کوئی شخص منطق کا ایک قضیہ جما کر کہے کہ ہر ایک چیز جو چمکتی ہے۔ سونا نہیں اور پھر کہے کہ سونا چمکتا ہے۔ اسلئے سونا بھی سونا نہیں۔ تو یہ بالکل ایک مغالطہ یعنے لاجک فیلسی ہے۔

اس بنا پر گو ان احادیث کے راوی جرح کے تحت میں آتے ہیں اور اُنپر بہت کچھ نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ جرح اور نکتہ چینی اسکی مستلزم نہیں کہ اُنہوں نے جو کچھ بیان کیا بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ بہرحال ہم اس امر پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے بلکہ ہم یہ تسلیم کر لیں گے کہ مہدی کی مثبت احادیث تمام تر غیر کافی ہیں۔ مگر ان میں ایک امر زیادہ قابل غور اور اہم سوال یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ مسیح موعود کی احادیث کو محدثین نے بالاتفاق صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ سوال تو حل ہو جاتا ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی اللہ کے آنیکے متعلق نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ضرور بشارت فرمائی ہے۔

اب قابل غور اور زیر بحث یہ امر ہے۔ کہ آیا مہدی اور مسیح دو جدا جدا ناموں کا نام ہے۔ یا ایک ہی شخص واحد کے دو نام ہیں۔ جو بہ لحاظ خدمات اور مناصب کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ سوال فی الحقیقت بہت کچھ دلچسپی اور حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جسپر ہم بھی پوری روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے فاضل الدہر ابن قیم نے اپنی کتاب منار میں اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نہایت معقولیت کیساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ ابن قیم کہتا ہے۔ کہ مہدی کے بارہ میں چار مختلف قول ہیں یعنے محققین نے چار مختلف طور پر اپنی رائے اس کے متعلق ظاہر کی ہے۔ جن میں سے ایک وہ عالموں کا اس پر ہے۔ کہ امام مہدی ابن مریم ہی ہوگا۔ چنانچہ ابن ماجہ اور حاکم اپنی کتابوں میں اسی روایت کو لائے ہیں۔ کہ لا مہدی الا عیسیٰ ایسے قوی اور واجب التسلیم سندات کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں اسے انکا کیا جائے اور کیوں یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص کے دو جداگانہ اور مختلف نام ہیں۔ جس کو استعارہ کے طور پر دو الگ دیا جائے کہ ایک ہی شمع ہے مگر دو سے فانوس میں۔ آفتاب ہی ہے لیکن مطلع اور ہے۔ اور اسی خیال کی اور بھی تقویت ہوتی ہے جبکہ احادیث کے مضامین پر تعمق اور غور سے نظر کیجائے اور ضابطہ پر یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ نفس الامر میں ایک ہی امام کے نام ہیں۔ اور دو مختلف اشخاص کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری کے مطالعہ سے جو بعد کتاب اللہ صح الکتب ہے۔ پایا جاتا ہے کہ مسیح حکم عادل ہو کر آئیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت نصرانیت کا غلبہ یا اقتدار ہوگا۔ نصرانیت سے مراد وہ مذہب ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے بعد پولوس نے جو اوائل میں نصرانیت کا سخت مخالف تھا پھیلایا۔ اور من بعد اپنے تئیں عیسائی ظاہر کر کے اپنی تعلیمیں ملا کر اپنے خیالات کو رواج دیا۔ جو اب ربع مسکون پر پھیل رہا ہے۔ ہماری اپنی رائے میں نصرانیت سے گورنمنٹ انگلشیہ مراد لینا ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اپنی پیشگوئیوں سے جو اسنے مسیح موعود کی بشارتوں کے متعلق اجمالی طور پر بیان کیں پایا جاتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں یہ بارہ رسول ہوگا اُس وقت سلطنت کی ویسی حالت ہوگی۔ جیسی کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ تاریخ اور حوادث پر غور کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت ایک پرامن اور بالکل گورنمنٹ انگلشیہ کا مبارک عہد تمام سلطنتوں سے بڑھکر مفید اور امن بخش ہے۔ جس میں سلامتی اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔ اس لئے یہ امر کبھی بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ مسیح یا مہدی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین تازہ کرنے اور اسکی عزت کو دور کرنے آئیگا اور جو آنحضرت صلعم کا سچا مقتدی اور متبع ہوگا۔ پھر ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ سلطان وقت کو خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی بیدین ہو یا دیندار ظل اللہ سمجھکر اور مان کر اس کے خلاف کیوں کر کریگا اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ عادل اور فراخ دل ہے جسنے ہر ایک قسم کی آزادی تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام کی

دے رکھی ہو۔ بلکہ جسکا مبارک عہد تمام عہدوں اور زمانوں سے زیادہ مبارک اور پُر فتح ہو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ہم ایسے مخالف مسلمانوں کو کہاں اپنے تئیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر سچا عامل قرار دیکر بھی نصرانیت سے مراد گورنمنٹ نصرانیہ لیتے ہیں۔ یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ اور بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ چونکہ درمیانی طور پر یہہ امر قابل بحث آگیا ہے اسلئے ہم اسپر ہم ذرا وضاحت سے بحث کرکے پھر نفس مضمون کیطرف عود کرینگے۔ اس مقام پر اپنے مخالف مسلمانوں کو عموماً اور اپنی مہربان اور عادل گورنمنٹ کو خصوصاً توجہہ دلاتے ہیں۔ کہ اس شخص نے جو دنیا میں مثیلے مسیح کے نام سے آیا ہے اور جسکا مشن دُنیا کو ہر ایک قسم کی بدعتوں سے نجات دینا اور صلح اور سلامتی کے ساتھ دُنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ان مقاصد کو حل کیا ہے۔ جو اپنے مقام پر جو اس مسلسل مضمون کے آخر میں ہوگا۔ بیان ہونگے۔ اللہ اللہ کیا ایسا شخص اور اُسکی جماعت گورنمنٹ کی بدخواہ ہو سکتی ہے؟ جو یہ ظاہر کرے کہ **دُنیا کے بادشاہوں کو ان کی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہماری آسمانی بادشاہی ہے۔** اور جو کوئیں و کبٹوریہ امن بخش اور محفوظ عہد پر فخر کرے۔ اور مادر مہربان کے پر امن زمانہ میں پناہ لے۔ یا وہ لوگ جو یہ خیال راسخ کئے بیٹھے ہیں۔ اور اُس کی مخالفت کو ایک ناستبازی اور تقوی شعاری کا کام جانتے اور کہتے ہیں کہ نہیں یہہ غلط ہے۔ بلکہ دولت اور ملک کا خواہاں سلطنت کی ہوس رکھنے والا امام مسیح کے نام سے آیا ہے۔ العجب ثم العجب

(باقی ہے)

ولائتی چٹھی

نمبر سوم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹

گوشت ہفتہ میں ایک بکری ذبح ہوتی ہے۔ اور ہم پانچ آدمی برابر حصہ کر لیتے ہیں۔ کیلا شکر قندی پپیہ کا پھل بہت ہیں۔ تو بیا انٹی سرکاری گاے اس جگہ پر ہیں۔ کمیالہ اچھی بستی ہے مگر ہر چیز بہت مہنگی ہے ایک بوٹ کی قیمت عہ روپیہ۔ شکر ایک سیر صہ روپیہ کی۔ دیا سلائی ہر کیسٹا ایک روپیہ کا ایک گز۔

ہم ۳۰ جون ۹ء کو ممباسہ سے چلے تھے ۲۸ جولائی کو ہم **کوکویو** پہونچے (یہہ مقام ممباسہ سے ۳۰۰ میل پر ہے۔ اور اسی کے پاس بعض اقوام افریقہ نے اب انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ جس کے لئے فوجیں ہند سے آرہی ہیں۔ اس مقام پر ریلوے کی بھی ایک سروس پڑتی ہے) چونکہ ہمارے راستہ کے علاقہ میں بیماری چیچک تھی۔ اس ۸ دن قرنطینہ میں رہے۔ رصاحبان انگریزی راستہ میں چوکیاں قائم کی ہیں۔ اون کو اس قسم کے اختیارات ہیں۔ اور اور اکثر سوداگران عاج کی حفاظت و محصول محصول وغیرہ پر چوکیاں کرتی ہیں۔) بعد ازاں قلعہ میں داخل ہوئے **کوکویو** کے درمیان راستہ میں بے شمار شکار ہے۔ (کبونیری ممباسہ سے میل ہے۔ ہرن۔ گورخر۔ جنگلی بھینسے۔ گینڈے۔ نیل گاے۔ نکلوں کے گلے ہیں۔ فقط ایک گلہ گورخر میں ۳۰۰ گورخر تھے۔ شتر مرغ نہیں ہوتے۔ یہاں آکر ہمارے چاول اور شکر خلاص و ختم ہوگئے۔ پھر یہاں سے کیالہ تک سوائے جواری کے آٹے کے کچھ نہیں ملا۔ زیادہ گذارہ گوشت پر تھا۔ یہاں دودھ۔ دہی گھی۔ گنا۔ مکھن بہ کثرت ہیں۔ ممباسہ سے یہ جگہ ۳۵۰ میل ہے۔

یہاں سے آگے **مسائی** لوگ (ایک افریقہ کی جنگ جو سخت قوم) ہیں۔ اون کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ لوگ بڑے زبردست۔ بہادر۔ لڑاکے۔ اور مضبوط ہیں۔ بالکل ننگے۔ صرف کاندھے پر ایک کھال بکری کی چھوٹی سی رکھتے ہیں۔ بدن طرح طرح کے رنگوں سے رنگتے ہیں۔ ڈھال اور نیزہ ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکری گائے۔ ہر ایک کے پاس دو دو سو تین تین سو تک ہے۔ پہلے یہ لوگ مشرق کو کب **ویری** تک اور مغرب کو جھیل وکٹوریہ نیانزا تک لوٹ مار کرتے تھے۔ اور سینکڑوں آدمی اور قافلہ تباہ کر دیتے تھے۔ مگر اب ان کی طاقت بسبب انگریزوں کے آنے کے ٹوٹ گئی ہے۔ تاہم اب بھی اکیلے دوکیلے کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ یہاں پر بابو محمد بخش اور عبدالحمید سے ملاقات ہوئی (یہہ دونو صاحب ریلوے ملازم سروس کے لئے عرصہ ایک سال سے آگے گئے ہوئے ہیں۔ اور اوس طرف سے ممباسہ کو سروس کرتے واپس آرہے ہیں)۔

یہاں سے روانہ ہوکر ۱۲ دن کے بعد شمونی پہونچے۔ راستہ میں تین تین بڑی بڑی جھیلیں آتی ہیں۔ **نے واسا۔ المنٹیٹا۔** اور **نکورو۔** مذکورۃ الآخر جھیل کھارے پانی کی ہے۔ شمونی تک بالکل جنگل ہے۔ یہہ جگہہ بہت سرد ہے۔ اور سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ یہاں سے چل کر ایسے گنجان جنگل میں داخل ہوگئے۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ۵ دن تک برابر اندھیرے میں چلتے رہے۔ بڑے بڑے درخت جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سورج کی روشنی نہیں دیکھنے دیتے۔ بے شمار نہریں ان درختوں میں بہ رہی تھیں۔ جنگل سے نکل کر پانچ دن کے بعد **ناندی** میں داخل ہوئے۔ یہاں ڈاکٹر خدا بخش مقیم ہے۔ (یہہ ایک بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ اول ریلوے میں تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کی سروس سول محکمہ میں ہوئی۔ اور یوگنڈا گئے ہے)۔۔۔۔ مصاحبہ کا نام یہاں عنقا ہے۔ صرف مرچ و نمک بطور تحفہ کے سمجھا جاتا ہے۔

ناندی سے چل کر یوگنڈا تک ملک آباد ہے۔ کوندو (راستہ میں کسی بستی کا نام) میں مرد و عورت بالکل مطلق مادر زاد ننگے ہیں۔ ..... مینے ذکر نہیں کیا مساعی عورتیں (جس قوم کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) کھال کا کپڑا ایک کمر سے گھٹنے تک اور دوسرا کندھوں پر رکھتی ہیں۔ زیور اون کا لوہے کی بے شمار تاریں ہوتی ہیں۔ کچھ گلے میں۔ گھٹنے سے لے کر ٹخنے تک کندھے سے لے کر ساعد تک موٹی تار کا چوڑا۔ اور پھر باریک زنجیریں (لوہے اور پیتل کی) کوئی تیس یا چالیس گلے میں پہنتی ہیں۔ گورنگ کی سیاہ ہیں۔ مگر ممباسہ والوں سے خوبصورت ہیں۔

غرضکہ دو اکتوبر کو ہم وکٹوریہ نیانزا کے کنارے پر پہونچے بہت بڑی جھیل ہے۔ جو تین Steam lam ایک چھوٹا دخانی جہاز ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اس کے کنارہ کنارہ شمال مغرب کو روانہ ہوئے۔ ۶۔ دن کے بعد اوسوگا کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ جو علاقہ یوگنڈا کا ایک حصہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ کیلا بے شمار ہے۔ ۳۔ دن تک ہم چلتے رہے ہیں۔ اور دوسری چیز نہیں دیکھی۔ پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تمام ملک سرسبز اور باغ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اوسوگا کی چھاؤنی جھیل کے عین کنارہ پر ہے۔ یہاں ایک خلیج ہے۔ جو ہم نے کشتیوں میں بیٹھ کر عبور کی یہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ دوسرے کنارہ پر یوگنڈا کا علاقہ ہے۔

۱۲۔ اکتوبر کو کمپالہ دارالخلافہ یوگنڈا میں داخل ہوئے یہاں سب گھر گھاس کے ہیں۔ قریب ۲۰ کے ہندی مستری ہیں۔ اور ایک کمپونڈر ہے۔

دو ہندو ڈاکٹر ایک علاقہ یوڈو میں جو جھیل کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور دوسرا پورٹ ایاسس میں جو یہاں سے دو دن کا راستہ ہے۔ جھیل پر انگریزی بستی ہے۔ کمپالہ سے لے کر سندی تک راستہ بہت قریب سے کھارہ ۱۰ فیٹ اونچی ہے۔ اور پانی بے شمار بعض جگہ گھٹنے تک بعض جگہ گھٹنے تک ..... غرضکہ بڑا بھاری جنگل ہے۔ اور بے شمار ناقہی اسمیں ہیں۔

تمام ہاتھی دانت جو ممباسہ زنجبار باگالویو۔ دارالسلام کو جاتا ہے۔ یہاں سے ہی جاتا ہے۔ سب سوداگر پہلے یہاں دفتر میں محصول داخل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت ملتی ہے۔ پرسوں ایک دانت وزن میں ایک سو بیس پونڈ پینے ساٹھ ساٹھ سیر کا نکلا۔

سنا ہے کہ پنجابی پلٹن یوگنڈا کو آرہی ہے خدا وہ وقت جلد لاوے ..... فقط۔

ہمارے دوست رحمت خاں کے اور بھی خطوط حالات سے پر ہمارے پاس ہیں انشاء اللہ تعالیٰ روانہ کئے جائیں گے۔

سمن (خطبہ)

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۸ اپریل کو دیا

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون واستعینوا بالصبر والصلوۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون

سورہ فاتحہ یعنے الحمد شریف جو ہم کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ اوس میں اسی امر کی بڑی بھاری اور ضروری تعلیم دی ہے۔ کہ ہم اون لوگوں کی راہ تلاش کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اہدنا الصراط میں بڑی فکر کی ضرورت ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جو بات تجربہ کے معیار پر کامل عیار ثابت ہو چکی ہے۔ اوس سے بہتر دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ عربی زبان میں ایک عام ضرب المثل ہے۔ **سل المجرب ولا تسئل الحکیم** تجربہ کار سے دریافت کر نہ حکیم سے۔

اللہ تعالیٰ اہدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کر کے صراط الذین انعمت علیھم میں اوس اندیشہ اور وہم کو دور کرنا چاہتا ہے۔ جو کسی دوسری اور نامعلوم بات پر عمل درآمد کرنے سے پیشتر ذہن میں گذر سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایسا اوپر اتھیں۔ کہ کوئی اوس پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں نہیں بلکہ وہ راہ ایسا معروف و مشہور عام ہے۔ کہ ہزاروں ہزار منعم علیہم اوس پر چلے اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اوس راہ پر چلنے والوں پر کس قدر آسمانی فیضان ہوا۔ فی الحقیقت یہ بات قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بزرگی اور امتیاز اوسی سے مخصوص ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی بدیہی باتوں میں اون کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اون کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر اور آسان ذریعہ سمجھانے کا ممکن ہی نہیں۔ جیسے اگر ادویات کی تاثیریں اور خواص اس طرح بتلائے جاتے کہ اون کی توضیح اور تشریح میں موٹی موٹی ضخیم کتابیں ہی لکھی ہوئی ہوتیں۔ اور کوئی ایک آدھ آدمی بھی تجربہ کر کے اوس پر گواہی دینے والا نہ ہوتا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کبھی بھی یہ کام انسانی طبیعت کے قبول کرنے کے لائق ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے طریق الفاظ تک ہی محدود رہتے۔ تو اون کا کمال اور حسن ظاہر نہ ہوتا جیسا اب ہوتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر ظالم اور بخیل ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے احسان عام اور فیضان کو مختص کرنا چاہتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام[1] کو ایک نمونہ قرار دے کر بھی اس امر واقعی کا انکار کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس راہ پر چل کر وہی فیضان اور فیض نہیں اٹھا سکتا۔ کس قدر غلطی اور کیسی شرمناک غلطی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ زید تو ایک راہ پر جو لاہور کو جاتی ہے۔ چل کر لاہور پہونچ جائے۔ اور بکر اوسی راہ پر چل کر نہ پہونچ سکے۔ ایسے خیالات خدا تعالیٰ کے فیوضات کے انکار کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ پس قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جو راہ تعلیم کی ہے۔ وہ راہ ایسی نہیں بتلائی۔ کہ جس پر کوئی کبھی کوئی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں۔ بلکہ اوس کی بابت ہزارہا تجربہ کرنے والوں کے پاک نمونے ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں گذرے ہیں۔ دور جانے کی بات نہیں۔ اوس مقدس راہ پر چل کر فائز المرام ہونے والا تجربہ کار تو دم میں سے آیا۔ اور تم میں بیٹھا ہوا اوس صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ قرآن نے جو راہ اختیار کی ہے۔ وہ راہ ایسی راہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی قوم کو نہیں سوجھی اور سوجھتی کیونکر یہ انسانی عقل۔ انسانی ارادے اور زمینی سمجھ کا کام نہیں۔ یہ تو آسمانی نور کی رہبری اور ہدایت کا کرشمہ ہے۔ قرآن نے دو فریق پیش کئے ہیں۔ ایک فریق کہتا

---

[1] جن کے وجود اوس مقدس راہ کے تجربہ کاروں کے پاک نمونے ہیں جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کا خاص مقصد ہے۔ ایڈیٹر۔

ہے۔ کہ ہماری تمام باتیں اپنے ہوا و ہوس کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔ اور اوس کے ہی پاک منہ سے نکلتی ہیں۔ اور اوس مرکے ثبوت میں یہہ کہا۔ کہ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان ہیں۔ ہماری جماعت کوئی قومی جماعت نہیں۔ بالکل مسکین اور مجبور القوم انسان ہیں۔ پھر اس پر بھی تم دیکھو گے۔ کہ تمہارے زور آور حملوں میں **ہم ہی کامیاب ہوں گے**! حقیقت میں یہہ بات کہنے والا فریق دنیا کے اسباب کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضعیف اور کمزور فریق ہے۔ جسکو دیکھ کر ہر ایک نیا دار معاً یہہ بول اٹھتا ہے کہ یہ آج نہیں کل ہلاک ہو گا۔ اس کی ہستی ہی کیا ہے۔ اوس پر ہر ایک نے اپنے ترکش کے تمام تیر خالی کئے۔ جو کچھ کسی کے پاس تھا اوس کی مخالفت ہی میں صرف کیا۔ مگر ایک لمبی دوڑ ایک مدت کا مقابلہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ باوجود اس قدر کمزوری اور بے سروسامانی کے یہہ فریق اپنے زبردست حریف پر جو ہر طرح سے نظر باسباب بے قیاس قابل تھا۔ کہ بامراد ہوتا۔ مظفر اور منصور ہوتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک عاجز انسان کیونکر ایک قومی جماعت کو زبردست کرتا۔ اور اون کے منصوبوں کو پاش پاش کر کے فتح پاتا ہے۔ لا ریب یہہ نظارہ ایک غور کرنے والے دل کے لئے ایک عجیب نظارہ ہے۔ اس میں راز کیا ہے۔ بات یہہ ہے۔ کہ اون کی ہر مقابلہ میں کامیابی ہر پہلو میں اون کی فتح یہہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ کی چمتکار دکھانا ہے۔ اور یہہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ایک نصیب الغیب نصرت اون کے شامل حال ہے۔ اس سے یہہ بات تجربہ میں آگئی۔ کہ جس طریق پر یہہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا سچا ذریعہ ہے۔ وہ کامیابی کی راہ وہ خطا نہ کرنے والا طریق وہی ہے۔ جو سورۃ فاتحہ میں **ارحم الراحمین** خدا نے تعلیم کیا ہے۔ اس دعا کے اندر ایک ایسی خاصیت ہے۔ کہ دقیق در دقیق خاصے اوس میں شامل ہیں۔ رذیلہ صفات دور ہو کر اون کی جگہ صفات حمیدہ لیتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں قدم آگے بڑھتا ہے۔ ایک نیا سرور نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس قدر احتظاظ اور لذت ملتی ہے۔ کہ بے اختیار ہو کر قدم آگے کو پڑتا ہے۔ اور یہہ بات ایک مشہودی امر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے کہ بس ہر میدان میں فتح ہی فتح ہے۔ اوس کے بالمقابل ایک اور وجود دکھائی دیتا ہے۔ جو اس راہ پر نہیں چلنا چاہتا۔ اور وہ غوں راہ بن کر بہکاتا اور ٹھوکر کا پتھر بنتا ہے۔ لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہر جگہ نامرادی کلفت اور رنج کے خوف ناک اور ناقابل برداشت پہاڑ اوس پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ بالآخر وہ جاتا ہے۔ اور نہیں چل سکتا۔ آخر فنا ہو کر اپنے مقابل مقدس حریف کی صداقت پر مہر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مقابلہ کا تاریخ پتہ بتلا سکتی ہے کہ جب سے انسانی ہستی کا نشان ملتا ہے اسی وقت سے یہ مقابلہ قرآن ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر دم یہہ اٹل قانون نظر آتا ہے کہ یہ قوم مظفر و منصور ہوتی چلی جاتی ہے اور مخالف ناعاقبت اندیش مخالف اپنی ہلاکت کا موجب ہوتے جاتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ایسے گرتے ہیں کہ دنیا اُن کو نگل کر ہمیشہ کے لئے نام و نشان تک کھو دیتی ہے۔ غرض تو سورۃ فاتحہ میں خدا نے ایک منعم علیہم کا گروہ بتلایا ہے اور نماز میں فرض کیا کہ اُسی راہ کے لئے پوری تڑپ اور جوش ظاہر کی جاوے۔ یہہ لفظ اور عرفا کا بلند روح میں ایسا گداز پیدا ہو کہ وہ اُس سچی تڑپ کے آثار عین الیقین کی طرح دیکھے۔ کیونکہ یہ راہ ایک تجربہ شدہ ہے۔ یہ راہ غولان بیابانی کی راہ نہیں جہاں آبادی کا نشان نہیں اور کسی قافلے یا کاروان کا نقش پا نہیں بلکہ اس پر ہزار ہا ہزار نقش پا موجود اور زندہ نشان میل اور فرسخ نظر آتے ہیں جو اپنی عملی حالت سے دکھاتے اور چلنے والے کی زندگی سے مشاہدہ کراتے ہیں کہ وہ فائز المرام کرنے والی راہ کے زندہ نشان ہیں۔ فی الجملہ سورۃ فاتحہ میں جو راہ بتلائی گئی ہے یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور کامیابی کی راہ ہے اور اُس کے خلاف چلنا نامراد رہنے کا نشان اور ہلاکت کا سامان بہم پہنچانا ہے اور یہہ امر دعوے ہی دعوے نہیں جس طرح حقائق الاشیاء کا علم تا وقتیکہ تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ اُس کے ساتھ نہ ہو محض ایک خیالی امر قرار پا سکتا ہے اُسی طرح اس راہ کی صداقت کے لئے شواہد موجود ہیں۔ یعنی جو اُس پر چلے اور فائز المرام ہوئے اور جو خلاف چلے اور نابود ہوئے۔

اور سورۃ البقر کے سورۃ الفاتحہ کے بعد شروع ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ایک دعوے پیش ہوتا ہے اجمالی رنگ میں۔ سورۃ البقر اس کی دلیل ہے اور تفسیر۔

وہ **انعمت علیہم** جن کی راہ کی ہدایت ہوتی ہے کون تھے؟ اور اُن پر کیا انعام ہوئے۔ کس طرح خدا کے فضل نے اُن کو اپنے سایہ میں لیا؟ پھر **مغضوب علیہم** کون تھے؟ اور اُن کی راہوں سے بچنے کی فکر کہ اُن کے نمونہ کو دیکھ کر کرنی چاہئے۔ ان ساری باتوں کا بیان سورۃ البقر میں جس کا میں نے ایک رکوع پڑھا ہے نہایت شرح و بسط سے فرمایا ہے۔ پس ان باتوں پر غور کر کے ایک سچی تڑپ اور سچے جوش سے انعمت علیہم کی راہوں پر چلنے کی دعا مانگنی چاہئے اور مغضوب علیہم کی راہوں سے بچنے کی توفیق مانگنی چاہئے تا کہ ان خطرناک بیابانی سے بچ کر انسان منزل مقصود کو پہنچے۔

اب اس مقام پر انعمت علیہم اور مغضوب علیہم کا ذکر چھیڑ دیا ہے تا کہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا پتہ لگے اور بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جیسا میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کے راہوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کی قوم بنائی ہے۔ اُن کے چال چلن کو دیکھ کر تفتیش اور تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ جس راہ پر وہ چلے اُس راہ پر چلنے کا نتیجہ اُن کی صریح کامیابی ہے۔ بالمقابل بنی اسرائیل مغضوب علیہم ٹھہر گئے۔ مغضوب علیہم جب ہی ہوتے ہیں۔ جب انعمت علیہم کی راہیں دکھائی جاویں۔ مجرم تب ہی ہوتا ہے جب قانون شائع ہو۔ پھر اُس کی خلاف ورزی میں مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل قیامت تک ایک نمونہ ٹھہر گئے۔

جب انسان سورۃ فاتحہ پڑھے تو انعمت علیہم پر ٹھہر کر بنی اسرائیل کی اُس حالت پر غور کرے جو سورۃ البقر میں مندرج ہے۔ اور کانپتے ہوئے دل سے سوچے کہ انعمت علیہم کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ بھی ہے جو ہلاکت کا کھلا کھلا راستہ ہے اور اُس سے بچنے کے لئے چیخ چیخ کر فریاد کرے اور دعا مانگے۔ لہ

نوٹ لہ ۔ انسان کی فطرت میں یہہ اضطراری حالت واقع ہے کہ جب وہ کسی تکلیف یا مصیبت کو سامنے دیکھتا ہے تو چلاتا اور شور مچاتا ہے۔ بظاہر اُس چیخ پکار سے کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا لیکن نفس الامر میں اُسی شور و پکار اور ہائے فریاد میں تسلی اور اطمینان کی روشنی کی جھلک سی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مصیبت کے آنے پر بے اختیار انسان رو پڑتا ہے۔ پس شیطان رجیم چونکہ ہر آن انسان کے بہکانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور انعمت علیہم پڑھتے ہی مغضوب علیہم کا نظارہ پیش نظر آجانے سے یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کی ٹھوکر سے ہوشیار اور خبردار ہو کر چلے اور سورۃ الفاتحہ کی اس ترتیب میں ہم کو یہہ راز معلوم ہوتا ہے کہ اگر انعمت علیہم کی راہ کا ذکر ہوتا (دیکھو صفحہ ۶)

یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے قرآن جیسی محکم کتاب ہم کو عطا کی جو معرفت کے مشکل سے مشکل مسائل کو آسان لفظوں میں حل کر دیتی ہے۔

اے اسرائیل کے بیٹو! میری نعمت کو یاد کرو میں نے اپنے رسول تمہارے پاس بھیجے۔ عمدہ کھانے کھانے۔ ٹھنڈا پانی پینا اور شاندار لباس پہن لینا یہ کیا چیز ہے بڑی نعمت الٰہی یہی ہے کہ خدا کے فضل سے نوح اور اس کے فرستادہ پیدا ہوں۔ جن کی راہوں پر چل کر ابدی روٹی ملی۔ ابدی آسایش کا سامان میسر آئے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ میرے عہد کو تم پورا کرو۔ میں اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اس عہد کے پورا کرنے میں کوئی لالچ عہد شکنی پر مجبور نہ کرے۔

اس آیت میں **مغضوب علیھم** کی پہلی خصلت معلوم ہوتی ہے اور یہ پتہ لگا کہ **مغضوب علیھم** منعم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ انعام الٰہی کی سچی قدر نہ کرنا اُس کے غضب تک پہنچا دیتا اور **مغضوب علیھم** کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی بیماری جو غضب الٰہی کو کھینچ لاتی ہے اُس کے عہد کو توڑنا ہے۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر۔ اور یہ ایمان ایسا نہیں کہ تم اس کی نسبت شکایت کر سکو کہ کوئی بدعت ہے اور صحف سابقہ میں اس تعلیم کی کوئی نظیر نہیں بلکہ یہ وہی تعلیم ہے جو کامل اور مکمل ہو کر دنیا میں آئی ہے اور تمہارے انبیاء کی تعلیم اور پیشگوئیاں جو اوہوری اور محتاج تصدیق و تکمیل تھیں اُن کی تکمیل و تصدیق کے لئے آیا ہے اور حق کے ساتھ آیا اور حق لیکر آیا اور وقت پر آیا ہے۔ اس کے معنے اگر سمجھنے ہوں تو ہمارے پاس چابی موجود ہے۔ ہمارے امام نے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ احمقوں نے کہا کہ کیا نشان ہے قطع نظر اس کے کہ نشان موجود ہیں۔ نشان کی ضرورت تب ہوتی اگر قرآن کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ اور اس کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ کا ذکر نہ ہوتا تو وہ ایسی معنی خیز اور مطلب بردار نہ ہوتی بلکہ اسکے ضمن میں ہم اس اعتراض کا جواب بھی پا سکتے ہیں جو اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ کر کر سکتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ کی ہدایت کافی تھی اس لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اس ترتیب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ دراصل ایک ایسی راہ ہے جو مغضوب علیہم اور والضالین کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یعنے ایک طرف تو مغضوب علیہم کی راہ ہے جو تاریکی اور ذلت کے گڑھے کی طرف لئے جاتی ہے اور دوسری طرف والضالین کی خوفناک راہ ہے

خلاف کوئی سلسلہ قائم ہوتا۔ امام موعود تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ میں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے آیا ہوں۔ اس مقدس تعلیم کی روشنی پھیلانے اور اغلاط کو برباد کرنے آیا ہوں۔ مخور کرنیوالا سوچ سکتا ہے کہ یہ انوکھی بات نہیں ہو سکتی ابلیس ضروری تھا کہ اس دعوے کو بلا حجت مان لیتے۔ دیکھو تم اس سنت سے واقف ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جب آئے ہیں تو اول نمونہ کفر کا ان عالموں ہی نے قائم کیا ہے حقیقت میں **اوّل کافر بہ** کے معنی یہی ہیں کہ علما جو سندوں اور صحاح کو پیٹ میں رکھنے والے ہیں۔ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو پھر عوام اُن کے مقلد ہو جاتے ہیں۔ **اول کافر بہ** میں سمجھا دیا ہے کہ تمہارا حق تو یہ ہے کہ تم **اول مسلم بہ** ہو تم تو اس سنت سے واقف اور خوب ماہر ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت میں مجدد ہوں گے میرے دعوے سے حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور تم خوب واقف ہو اور قرآنی عزت اور کلمہ کے بلند کرنے کا دعوے کرتے ہو تم کو چاہئے تھا کہ تم ایسی ٹیڑھی نہ جمانے کہ لوگ گمراہ ہو جاتے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے ہلاکت کی راہ میں جا پڑتے۔ میں بہت سوچتا ہوں۔ زنا ایک گناہ ہے۔ جس سے زمین کھٹتی اور آسمان پھٹتا ہے۔ مگر **مغضوب علیھم** میں شامل کرنے والا گناہ اُس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ زنا کی وجہ سے جو آتشک ہو جاتا ہے وہ دو دو چار چار پشتوں کو تباہ کر کے پھر صاف ہو جاتا ہے۔ مگر جو گناہ مغضوب علیہم کے پیچھے آج تک ہاتھ دھو کر پڑا ہے۔ اور قیامت تک پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ وہ رستباز دل کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکا دیتا ہے اور اُن کے کام میں ایک روک ڈالنے کا موجب بنتا۔ اور سبتوں کے لئے

جو ہلاکت کی اندھیری راہوں اور تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچاتی ہے اور انکے بیچ سے ہو کر انعمت علیہم کی راہ ہے جو بظاہر کٹھن اور سخت راہ ہے لیکن حقیقت معراج اور صعود کی راہ ہے جو علیین تک پہنچاتی ہے اور اقرب الی اللہ کرتی ہے پس اس اوپر چلنے کیلئے انسان کو جہاں ایک طرف مستعد کمر باندھنی چاہئے اُس کے ساتھ ہی ایک بڑی بھاری احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اور اسی لئے انعمت علیہم پر پہنچ کر سالک کے دل میں ایک بڑی گھبراہٹ اور اضطراب ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو ذرا سی بے احتیاطی اور بے فکری سکون خونک اُنہیں سے کسی ایک میں جو اُسکے تحت میں دونوں میں طرف واقع ہیں گرا کر چکنا چور کر دے لہذا ایک سچی تڑپ اور گداز اس روح سے اس مقام پر پہنچکر

ٹھوکر کا پتھر ہو کر رہتا ہے۔ یہ قیامت تک برا نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل ہی کو دیکھو کہ ایک قوم ہے جو ایک وقت اُس کی یہ حالت تھی کہ خدا کے فضل اُس پر اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آتے تھے اور پھر غضب الٰہی کا پہاڑ اُن پر ایسا ٹوٹا ہے کہ اُنہیں میں کرسی رہا نہ کہوں؟ خدا کے فرستادوں اور ماموروں کو جو دنیا کا نور اور روشنی کے فرشتے تھے ان ناعاقبت اندیش بہشت کے ٹھیکہ داروں نے اپنے علم و فضل کے گھمنڈ میں آکر تاریکی کے فرشتے ثابت کرنے کی کوشش کی یہ لوگ ہیں جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اُس کی راہوں میں پتھر ڈالنے والے ہیں۔ یہ انکار کا گناہ۔ یہ تکذیب کا جرم ایسا متعدی ہے کہ نسل در نسل پیچھا نہیں چھوڑتا اور اس کا وبال اور نکال ایسا سخت اور نہ ٹلنے والا ہے کہ قیامت تک ذلیل کئے جاتا ہے۔ ان تکفیر کا فتوے تیار کرنے والوں نے وہی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ایک نور کے فرزند اور روشنی کے فرشتے کو تاریکی کا خوفناک ہیولا اور ڈراونی شکل کا غول بیابانی اور اندھیرے کا جن دکھلایا ہے اُنہوں نے اُس کفر نامہ میں ایک مامور کے مقدس خط و خال ایک بھونڈی شکل میں دکھائے ہیں۔ کہ جب اگلی نسل کے پاس جاوے تو وہ اُس مامور کو جس کو خدا نے نور کر کے بھیجا ہے ایک ہیولا اور جن سمجھ کر ڈر جاویں اور اُس سے دور بھاگیں کس قدر عظیم الشان ظلم اور شرارت ہے۔ کیسی دل کو ہلا دینے والی خوفناک مکروہ حرکت ہے۔ اسکا فکر نہیں کہ اُنہوں نے تکفیر کی۔ یہ سچ نہیں کہ ایک مامور خدا کو ستایا گیا۔ یہ تو سنت اللہ جاری آئی ہے سچ اور فکر کی تو یہ بات ہے کہ ان اندھوں کو تو علم دیا گیا تھا سمجھ اور فکر سے بہرہ وافر ملا تھا۔ اُنہوں نے اسی راہ اوروں کی ٹھوکر کے لئے کیوں طیار کی۔ پس جب **غیر المغضوب علیھم** پڑھا جاوے تو کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے لبوں سے اس ابدی جہنم کی راہ سے بچنے کے لئے دعا کی جاوے کہ اے خدا ان لوگوں کی راہ سے بچا

دعا مانگنی چاہئے ہماری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ سالک راہ نجات کیلئے کٹھن اور صعب ترین منزل یہی ہے اور یہی وہ مقام ہے جس میں سالک متقی کہلاتا ہے جیسے متقی کیلئے بڑی احتیاطوں کی ضرورت ہے اسیطرح سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے داعی کیلئے کیونکہ انعمت علیہم کی آرزو کرنیوالا انسان بھی اتقا کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اور فلاح اور نجات کی منزل پر پہنچتا ہے جب منعم علیہم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے پھر اسے معراج حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں تنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کا وجدان کو ملتا ہے پھر ایک قسم کی گھبراہٹ اور خطرہ سے وہ دارالامان میں ہوتے ہیں اور پوری تسلی اور تسکین ملتی

ہے۔ غرض انعمت علیہم کی راہ پر قدم رکھنا دراصل بال سے باریک اور تلوار سے تیز راہ ہے اور اس کی حقیقت ہمارے ذہن میں صراط المستقیم ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ اور اسی پر چلنے والے سالک کو گذرنی پڑتی ہے۔ ایڈیٹر

جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور ساتھ ہی اس امر کو ذہن میں رکھو۔ کہ یہ مغضوب کون تھے اور کیوں ہوئے؟۔

وقت چاہتا تھا کہ کوئی نازل ہو۔ زمین پکار پکار کر کہتی تھی۔ کہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ تقویٰ اور طہارت اُٹھ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ خدا کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں حیا و شرم شیر مادر کی طرح پی گئے ایک شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آیا جس نے زمین کو دہائی دینے پر مجبور کیا تھا تمہارا کیا بگڑا۔ کیا کوئی نماز کم ہوئی؟ کیا قرآن کا کوئی حصہ کم ہوا؟ کیا ذوق شوق کم ہو گیا؟ پھر اے تکفیر بازی کرنے والے گروہ مولویاں تم اوّل کافر بنو کیوں متوجہ ہو میرے نشانوں کے عوض میں تھوڑا مول نہ خرید و۔

یہ دنیا اور ما فیہا آسمان اور زمین بھی الٰہی آیات کے بدلے ثمن قلیل ہے۔ محمد رسول اللہ کے بدلے دنیا نہ خرید و۔ رسول اللہ کی پیشگوئیاں آیات بینات کی صورت میں پوری ہو چکی ہیں جو حضور کی کامیابی پر ایک روشن دلیل ہیں اور حضور کی کامیابی اور رفتار گفتار میں اگر وہ شخص جھوٹا ہوتا تو کیا کہ کے ۱۳ برس اُس کے لئے کافی نہ تھے کیا خیال آسکتا ہے کہ کہ ایک تن تنہا یتیم ایک زبردست قوم کا مقابلہ کرے اور خدا کے سہارے اور ہاتھ کے سہارے بغیر وہ مظفر و منصور ہو جائے کیا انسانی ذہن اور تدبیر کوئی ایسا نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ اب اتنی لمبی رفتار اور دوڑ میں اس قدر قرائن قوی تمہارے ہاتھ میں آگئے ہیں کہ تم کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ تم اُسی راستباز اور مامور من اللہ ان لوگوں دنیا کا لالچ روکتا اور سد راہ بنتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہی دنیوی لالچ جو آیات اللہ کا ثمن قلیل ہے خدا کے غضب کو کھینچ لاتا ہے۔ یہی حال اب تک چلا جاتا ہے۔ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن انکار کے گڑھے سے نہیں نکلتے پر نہیں نکلتے۔

ایک مولوی صاحب سے پوچھو کہ متوفی کے معنے عام طور پر مر گئے ہیں وہ روح اور راستی سے جانتا ہے کہ اس کے یہی معنے ہیں لیکن چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بھی موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو گیا ہے اس لئے انکار کرتا ہے۔ اور رکیک اور بالکل بے معنی تاویلیں کرتا ہے۔ ہاں اگر موعود نہ آیا ہوتا تو کوئی رکیک معنی لیکن بے موعود کے ہوتے ہوئے توفی کے معنے کچھ اور کرنے والا موعود کے وجود کی ایک دلیل ہے اس لئے مولوی صاحب کا دل گوارا اجازت نہیں دیتا کہ موت کے معنے کرے۔ اتنا بڑا انسان جو قیامت تک ایک نمونہ ہو کر آیا ہے اس کے نشان تو بہت بڑے تھے مگر سنت اللہ یونہی ہے اور یونہی چلی جائے گی۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون۔ حق کو باطل سے نہ ملاؤ۔ اور حق کو نہ چھپاؤ نہیں تم تو عالم ہو جانتے ہو اب حق کو باطل سے ملانے کے لئے بھی دیکھ لو۔ اور اس کی تفسیر کے لئے غور کرو کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی میں قرآن محکم نے جو ترتیب ازلی اور محکمانہ رکھی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں حاشا اللہ خدا سے غلطی ہو گئی۔ اللہ اللہ کس قدر بیباکی اور شوخی ہے۔ ناتوان انسان کہاں قدم مارتا ہے اور کس مقدس ذات کی شان میں لب کشائی کرتا ہے کیا یہ ہنسی کی بات نہیں؟ دیکھو کیونکر حق سے باطل کو ملا دیا۔ وانتم تعلمون یہ لفظ خدا کے غضب کو کھینچنے والے ہیں۔ روحیں خوب جانتی ہیں کہ ہم بے ایمانی کرتی ہیں۔ دعوے کرنے والا سچا ثابت ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے اب بیرونی ثبوت دیا۔ واقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین۔ جس جماعت کی شمولیت کا حکم دیتے ہیں یہ خدا کے فرمانبرداروں کی اعلیٰ جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے۔ مگر اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ لوگوں کو تو تم حکم دیتے ہو۔ کہ ہر ایک انسان سے نیکی کرو مگر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اُس کی جماعت کے ساتھ خود یہ سلوک کرنا چاہئے۔ کہ غیظ و غضب اور سب و شتم کر کے رکھ دیا جاوے اور کوئی وسیلہ ازار رسانی کا باقی نہ رکھا جاوے۔ وانتم تتلون الکتب تم تو کتاب اللہ میں پڑھتے ہو مگر انسان جب تک اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ نکالے دوسرے کی آنکھ کا تنکا کب نکال سکے گا پھر آخر کار نمونہ بھی دکھایا اور الٰہی کتابوں اور اُسکی اُمّی سنت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد فیصلہ حق و باطل کا عجیب ذریعہ بتلایا کہ تم دعاؤں اور روزوں کے ساتھ رات کو اٹھ اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اے مولا کریم ایک شخص کہتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ ہم تیری رضا کے خواہشمند ہیں اگر وہ سچا ہے تو تو اطمینان اور یکسوئی عطا کر اور خواب یا کشف کے ذریعے اُس کی سچائی ہمارے دل پر ظاہر کر دے اور دل کو ٹھیک طرف متوجہ کر دے ٹھیک اسی مضمون اور منشا کو پورا کرنے والا اشتہار ہمارے امام کی طرف سے شائع ہوا اور میں سچ کہتا ہوں کہ طالب حق کے لئے اُس سے بڑھ کر اور کسی نشان اور آیت کی ضرورت نہ تھی وہ کافی تر تھا۔ رات کے اندھیرے میں تاریک کوٹھری میں جب نیچر سویا ہوا ہے۔ ایک انسان مولا کریم کے حضور دعا مانگتا ہے۔ پھر اُس وقت خدا کا فضل اُس کی دستگیری کرتا ہے۔ ہمارے حضرت امام نے بھی یہی فرمایا کہ تم دعائیں مانگو میں اگر حق پر ہوں تو خدا تعالیٰ تم پر میرا حق پر ہونا ظاہر کر دے گا۔ مگر نادانوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی۔ اب اس قدر بیرونی اور اندرونی شواہد کے قائم ہو جانے کے بعد اور طریق تصفیہ بتلا دینے پر بھی اگر کوئی حق کی طرف نہ آئے اور خدا کے فضل سے بہرہ ور نہ ہو تو اس میں قصور کا۔ پھر اتمام حجت ہو جانے پر خدا کے غضب کو کون روک سکتا ہے۔ اور آسمانی بجلی کو کون کہہ سکتا ہے کہ اے بجلی آسمان سے نہ گر۔ مگر دھڑ کے والے لوگ۔

خدا ہم سب کو اپنے فضل سے اُس راہ پر قائم رکھے جو انعمت علیہم کی راہ ہے وآخر دعوانا۔ ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی نبیہ محمد وآلہ اجمعین۔

ایک خط اور اُسکا جواب

مندرجہ ذیل ایک خط جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب کے نام لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس خط کے جواب کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی تھی۔ لہذا جناب ممدوح نے یہ کارڈ ہمارے سپرد کیا۔ جس کو ہم مع اوس کے جواب کے شائع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک روز قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے بندہ کی نظر ان آیات شریف پر پڑی۔ جو س ۲۔ پ ۳۔ اور س ۷۔ پ ۱۔ میں موجود ہیں۔ یہ آیات شریف انجیل کے حواریوں کی قصہ کے برخلاف پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حواریوں کو ہر ایک عیب سے بری کرتا ہے۔ جو عیب کہ انجیل نے حواریوں پر لگائے ہیں۔ اب ہم بہت حیران ہیں کہ قرآن شریف کا مضمون تو ٹھیک ہے۔ مگر انجیل نے کسی کو ملعون اور شیطان اور کسی کو مسیح کی ہتھیلی سے روپیہ چرانیوالا۔ اور کسی کو نو روپیہ لے کر مسیح کا گرفتار کروانیوالا

اور بعضوں کو تو تیاری کے وقت منتر بتر ہو جانے والے کہا ہے۔ کہ ہم سوائے قرآن شریف ان کی سچی تواریخ کو دریافت کریں گے کہاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(۲) اور سورت یوسف میں یوسف کا لیجانا بھائی کے اسباب میں پیالہ کا پاس رکھنا۔ اور پھر اس کو نکال کر اپنے پاس رکھنا۔ نبیوں کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ پہلے تو یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب میں پیالہ رکھ دیا تھا۔ اور پھر اس کو چور بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور قرآن شریف کی آیت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ یوسف نے عمداً پیالہ کو اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ کیونکہ تکید کے معنے میں زدہ پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ربما یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا۔ غرض بہت سی آیات شریفہ قرآن کریم میں تسلل کے لفظ سے موجود ہیں۔ جو یہاں چسپاں کرنے کے لئے ہم دیگر مضامین میں درج کرنا ضرور عنایت فرماویں۔

خاکسار۔ عبدالسبحان تاجر فروش و مالک شفاخانہ سرکاری

فاما الجواب

حواریوں پر قرآن شریف

حواری نقل کلام مسیح علیہ السلام ہیں مسیح علیہ السلام کے حواری تھے۔ اور وہ اوس مقدس انسان کی رسالت پر ایمان بھی لائے تھے۔ یہ بات بالکل ٹھیک اور واقعی امر ہے۔ کہ ایک راستباز اور پاک انسان کے صحبتی ناپاک اور بدنام کنندہ نہیں ہو سکتے۔ پس برخلاف اس امر کے جو قرآن کریم نے حواریوں کی نسبت فرمایا۔ کوئی بھی پختہ اور قابل پذیرائی ثبوت اون نامعقول باتوں کا جو حواریوں سے منسوب کی جاتی ہیں کسی کے پاس قطعاً نہیں۔ ہاں اناجیل موجودہ کی اوپر اگر کسی کو شبہ ہو تو یہ مسلم اور فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ انجیل متی اور لوقا وغیرہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔ اور لوقا اور مرقس وغیرہ اشخاص کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اناجیل کے سرنامہ پر ان لوگوں کے نام موجود ہیں جن کی طرف اناجیل منسوب ہیں۔ اور ان ناموں کے حواریوں کا کوئی ذکر قرآن اور حدیث۔ آثار صحابہ و اقوال تابعین اور ائمہ اہل اسلام میں قطعاً موجود نہیں۔ قرآن کریم ایک ایسی انجیل کا پتہ دیتا ہے جو مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی مگر موجودہ اناجیل کے سخت طور سے انکار کرتے ہیں۔ [illegible] سیدنا مسیح علیہ السلام کو وہ [illegible] راستباز اور مقدس نبی کر کے [illegible] کوئی کلام نازل [illegible] اسمار کا انکشاف بھی ہو جایا کرتا۔ [illegible] اور اہل سنت والجماعت کے خدام جناب [illegible] اور عیوب سے معصوم نبی کو مانتے ہیں [illegible] الجماعت جناب علی المرتضیٰ ایک راستباز اور مقدس انسان کو مانتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں سے تھے۔ اسی طرح یہی ایک قسم کی شرکت فی الاصحاب ہو گئی ہے ورنہ وہ مقدس انسان جو اولوالعزم نبیوں میں سے ایک اور بنی اسرائیل کے خاندان نبوت کا خاتم تھا وہ وجیہاً فی الدنیا والآخرہ اور اس کے حواری نحن انصار اللہ کہنے والے راستباز لوگ تھے اور انجیلی مسیح کوئی اور خدا جانے کون شخص تھا ایسا ہی اس کے حواری بھی اس کے ہم شکل تجویز کر لئے گئے۔ جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا ہے انجیل کسی یسوع کا ذکر کرتی ہے ہمارے مفسرین نے صاف طور پر لکھا ہے کہ یسوع نام ایک شریر انسان تھا اور وہ پھانسی دیا گیا حالانکہ قرآن کریم صاف طور پر مسیح ابن مریم کی نسبت فرماتا ہے ما قتلوہ وما صلبوہ پس موجودہ اناجیل کا یسوع نامی شخص قرآن کریم کا عیسیٰ بن مریم نہیں ہو سکتا اور نہ یسوع کے حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری قرار پا سکتے ہیں ایسی حالت میں تعجب ہے کہ آپ کیوں حیران ہیں یسوع کے حواری اگر اس کو ملعون اور شیطان کہیں تو ہمارا کیا نقصان ہے ہمارے خیال میں پہلے سوال کا جواب کافی آ چکا ہے۔ اور اگر مستفسر صاحب اس پر کچھ اور کلام کریں گے۔ تو زیادہ تشریح کر دی جائیگی۔

باقی آئندہ (ایڈیٹر)

انجمن حمایت اسلام لاہور اور امہات المومنین کے میموریل

پر

سید نامزا صاحب کی ضروری اور قابل قدر میموریل

پنجاب اخبار لاہور کی خاموشی

من بہر جمعیتے نالاں شدم
نفت بد حالاں و خوشحالاں شدم

انجمن حمایت اسلام لاہور سے تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک کتاب اقوال [illegible] نام کی نسبت (جو کسی ڈاکٹر احمد شاہ نامی مقیم [illegible] محمد حسین بٹالوی کی ایک ہزار روپیہ کی تعلی انعام کے جواب میں لکھی گئی ہے) اور جس کی ایک ہزار جلدیں بلا درخواست مفت مسلمانوں کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا ہے۔ جس کتاب مذکور کی اشاعت کا مکمل طور پر ہو چکی تھی۔ اس وقت انجمن حمایت اسلام لاہور کا میموریل ارسال کرنا کوئی معنی اثر پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ ایسے میموریل سے مسلمانوں کا ایک خاص روپیہ ضائع ہوتا تھا۔ پس ایک ناصح مشفق نے جو قادیان کا ایک خادم اور اسلام اور اہل اسلام کا فدائی ہے اس نقصان اور [illegible] کو محسوس کر کے جو ایسی صورت میں اہل اسلام کو پہنچ سکتا تھا فوراً ایک میموریل طیار کر کے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ارسال کیا کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل کو مسلمانوں کی ضرورت کا کفیل نہ سمجھا جاوے۔ اس موقع پر انجمن حمایت اسلام کو اگر واقعی اسلامی حمیت اور حمایت کا جوش تھا تو چاہئے تھا کہ سید نامزا صاحب کی سعی کی تعریف ہوتی کہ اس نے ایک شتاب کاری سے پہنچنے والے نقصان کا انسداد کرنے کی کوشش کی مگر وہ بجائے اسکے مخالفت پر اٹھی۔ اس کی طرف سے ابھی باقاعدہ کوئی عملی کارروائی ظاہر نہیں ہوئی مگر لاہور کے پنجاب اور بزرگ نامی اخبار میں [illegible] کے اشوبس ایک مضمون سید [illegible]

مرزا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے میموریل پر استہزا اور تمسخر آمیز نکتہ چینی کے لباس میں شائع ہوا ہے جس کی نون کہو دیتی ہے کہ اگر کل نہیں تو آج انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کے بعض ممبر اگر ممبر نہیں تو واقف ضرور ہیں۔ بہرحال ہم کو اس سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ انجمن کی تحریک سے وہ مضمون لکھا گیا یا ایڈیٹر صاحب کو خود ہی جوش نے مجبور کر دیا بلکہ ہم اس مضمون پر معقول طور سے نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اور بزرور کی ساری تحریر کا لب لباب اور خلاصہ اگر اس کی شرح اور استہزا کو نکال دیا جاوے تو درج ذیل امر ہیں :-

اول۔ انجمن حمایت اسلام کی غرض و تجویز میموریل سے جواب لکھنا ہے۔ اور نہ مولفۃ القلوب پرستخانہ کرنا بلکہ گورنمنٹ کو اس رائے کی اطلاع دینا مقصود ہے جو کتاب مذکور سے اس کو پہنچا۔

ثانیاً۔ سیدنا مرزا صاحب دام اللہ برکاتہم کا میموریل کبھی باوقعت نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب کا یہ دعوی کہ تعلیم یافتہ اور معزز لوگ میرے ساتھ ہیں ایک گوشہ میں رکھ کر قابل بیرانی اور جائز نہیں ہے۔

ثالثاً۔ کتاب کا جواب لکھنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں اور معقول اور مہذب جواب جس کا سیدنا مرزا صاحب نے دعوے کیا ہے ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرت اقدس سے۔

رابعاً۔ سیدنا مرزا صاحب اپنے کسی پہلے انگریزی میموریل میں موجودہ میموریل کے متضاد لکھ چکے ہیں۔

خامساً۔ ایک طرف مرزا صاحب سب و شتم پر صبر اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں جو باہم مخالف امر ہیں۔

سادساً۔ سیدنا مرزا صاحب کی تحریر دل نے مسلمانوں کو آریہ وغیرہ لوگوں کے ہاتھ سے صدمہ پہنچایا ہے خصوصاً پچھلے سال میں ہم نے جہاں تک نظر کی ہے یہی چیز اور بزرور کی تحریر کا ماحصل ہے جس پر ہم ایک نظر کرتے ہیں۔

اور اول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حال میں انجمن حمایت اسلام نہ جواب لکھنا چاہتی ہے اور نہ استغاثہ کرنا۔ پھر وہ گورنمنٹ سے کس قسم کا انتداد چاہتی ہے۔ ہم کو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام جواب صرف اپنی ایک بات کو بنانے کے لئے جواب دینے سے گریز کرتی ہے۔ اپنے مقاصد کے نمبر اول میں معترضین اسلام کے جواب دینا ہی تحریر کرتی ہے چنانچہ ہم بھی اس کو درج کرتے ہیں۔

"۱۱۔ معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی۔"

آخر میں نمبر ۱۲ میں ان مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بھی بتلایا ہے "یعنے ان مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجراء وغیرہ وسائل کو عمل میں لانا"

اب انجمن کے ان مقاصد پر نظر کرنے کے بعد ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انجمن جس کا اول الغرض معترضین اصول مذہب اسلام کے تحریری یا تقریری جواب دینا تھا اب اسے کیونکر تو کہتی ہے اور نہ ہم نے اس اصول کی ترمیم ہی آج تک انجمن کے کسی کاغذ میں دیکھی کہ اب بجائے جواب دینے کے میموریل بھیجے جایا کریں گے۔

ہم کو انجمن کی شتاب کاری پر سخت افسوس ہے اور اس سے بڑھ کر اوبزرور کی تیزی پر کہ اس نے بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی شروع کر دی ہم کو اس امر پر کافی بحث کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ہم یہ ثابت کرنے بیٹھیں کہ آیا سیدنا مرزا صاحب کے ساتھ تعلیم یافتہ گروہ ہے یا نہیں کیونکہ متعدد مرتبہ یہ امر روز روشن میں آ چکا ہے اور خود اوبزرور کا ایڈیٹر اس امر سے واقف ہے اور قطع نظر اس کے تعلیم یافتہ گروہ کا ہونا یا نہ ہونا کسی امر معقول کی نفی نہیں کر سکتا اسلئے اسکو ہم خارج از بحث سمجھتے ہیں۔

امر ثالث کی نسبت اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معقول اور مہذب جواب نہیں ہو سکتا تھا تو انجمن نے آپ کس بنا پر معترضین مذہب اسلام کے جواب تہذیب سے دینے کا ذمہ اٹھایا تھا اور کیا اوبزرور کا ایڈیٹر جو خود ہی انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کا غالباً ممبر ہے ہم کو بتلا سکتا ہے کہ اس نے کتنی مرتبہ انجمن میں یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے اور اس اصول کی ترمیم کی جاوے اور آج تک جو رسالے میں عیسائیوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں انہیں بند کیا جاوے مگر ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی کوئی تجویز انجمن کی روئیداد میں نہ دکھا سکے گا۔ پھر ایسی نامعقول بات کہہ کر ہم نہیں سمجھتے۔ وہ کیونکر اپنے فرضی نصبی سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ اوبزرور کا یہ حملہ کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب خصوصاً معقول اور مہذب جواب نہیں دے سکتے ایک دریدہ دہنی ہے جو خدا تعالیٰ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی ہے۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور خود اس مرد خدا کے جوابات شائع کر چکی ہے اگر اس نے نہیں دیکھے تو وہ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کا جواب پڑھے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ انجمن نے جس حال میں اپنا یہ اصول اول قرار دیا ہے اب اس سے چھوڑ کر میموریل بھیجنے کا اصول کہاں سے تراش لیا ہے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب نے جس قدر معقول اور مہذبانہ پیرایہ میں جواب دیئے ہیں کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ہر ایک تصنیف اس امر کی شاہد عدل ہے ہاں اگر کہیں صداقت کی لازمی عبارت نے ایڈیٹر اوبزرور کو نکتہ چینی کا موقع دیا ہو تو یہ اس کی بدقسمتی ہے کہ اس نے پہلے ان کتابوں کو نہیں پڑھا جو اسلام پر اس وقت لکھی گئی ہیں جبکہ سیدنا مرزا صاحب کو خبر نہ تھی۔ مرزا صاحب کی کوئی کتاب اوفنیسو نہیں بلکہ ڈفنسو ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے آریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو صدمات اٹھانے پڑے ایک بڑی بھاری ناشکری ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمت سے کی جاتی ہے مرزا صاحب کا وجود باوجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے ابر رحمت ہے کاش اس سے کوئی فائدہ اٹھاوے آریوں نے اپنے کوتکوں خیازہ کو نہ پہنچا۔ اس میں یہ دو امر کیا الزام یہ ایڈیٹر اوبزرور کی خوش فہمی ہے یا اس کی غیرت اسلام کہ وہ از خود ایک ایسا خوفناک الزام ایک مقدس مستباز پر لگاتا ہے جس سے اسکا وجود گورنمنٹ تک کے نزدیک جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہے پاک ثابت ہو چکا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ کتاب سپنا رتنہ پرکاش اور بجرانگ وغیرہ جس وقت طیار ہوئی تھیں اس وقت مرزا صاحب کی تصنیفات ابھی دنیا میں پیش بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور قطع نظر اس کے حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی حال میں کسی کے بزرگ پر دل آزار حملہ نہیں کیا اوبزرور ہم کو بتلائے کہ کیا انجمن نے اس سے پیشتر کبھی کوئی اس قسم کی کارروائی کی ہے اصل بات یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس معاملہ میں بالکل تہی دست ثابت ہوئی ہے معترضین مذہب کے جواب دینے کا اصول تو انجمن نے قائم کر لیا تھا مگر آج تک اس نے اس پہلو میں اس قدر کام کیا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے اور چونکہ وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتی اس لئے رفع ندامت کے لئے اس نے یہ سبیل سوچ لی کہ چلو قریب ترچھٹی ہوئی مسلمانوں کو کہدیں گے کہ میموریل بھیجدیا ہے۔ بھلا میموریل سے کیا ہو سکتا ہے جب ایک جائز حق گورنمنٹ نے پہلے سے دے رکھا ہے اس کو کام نہ لینا بھی ایک قسم کی ناشکر گذاری ہے یہ تھوڑی عاقبت ہے

کہ گورنمنٹ نے اپنی ان آدمی سے ہر ایک کو بہرہ مند کیا ہے وہ کسی کو جواب دینے سے نہیں روکتی۔

امر چہارم میں جو اوبزرور کی کوتاہ فہمی اور عدم تدبر کو ثابت کرتے دیتا ہے۔ آج تک مرزا صاحب کی قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا۔ جو موجودہ میموریل کے خلاف ہو ہاں اس سے پیشتر بھی اور اب بھی سید نا مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ ایسا قانون ہونا چاہئے جو ہی میدان میں نہ دکھائی کرنے والوں کو ایک خاص حد کے اندر رہنے دے۔ یعنے وہ کسی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کریں جو اس کی مسلمہ کتب میں درج نہ ہو۔ یہی پہلے میموریل میں درج تھا جس سے اوبزرور کا خوش فہم ایڈیٹر مخالف رائے پیدا کرتا ہے اور باہم دونوں میموریلوں میں تناقض بتلاتا ہے۔ کیا دنیا میں سلگاری اور راستی اور امن پھیلانے کی اس سے بہتر کوئی سبیل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور یہ امر جواب دینے کے مخالف نہیں بلکہ جیسا اس انگریزی میموریل میں ظاہر کیا ہے جواب دینا بھی ایک قسم کا امن پھیلانا ہے اس لئے کہ ایسے دل آزار حملوں سے جو صدہا مسلمانوں کو پہنچتا رہا ہے اس کا جواب جب مخالف کو مل گیا ہے تو ان کو ایک قسم کی تسلی اور صبر آگیا ہے۔ اسی وجہ سے موجودہ حالت میں بھی سید نا مرزا صاحب نے جواب دینا ہی پسند فرمایا ہے۔ اور ہم کو اس سے بہتر کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک طرف صبر اور برداشت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں یہ باہم تضاد باتیں ہیں یہ بھی ہمارے ہمعصر کی خوش فہمی ہے یا تو وہ صبر کی فلاسفی نہیں جانتا اور یا عمداً استہزا کرتا ہے صبر اور برداشت ایک کتاب کے دل آزار حملوں کے جواب دینے کے مخالف کہاں ہیں؟ یہ بھی تو صبر ہی ہے کہ ان حملوں کو سرد دل سے سن لیا۔ اور بطریق احسن جس کی ہدایت قرآن کریم میں ہے ان کا جواب دے دیا۔

ہاں یہ امر صبر اور تحمل کے صریح مخالف ہے کہ اس پر تدبر نہ کیا جاوے اور گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیج کر ہی خاموش ہو رہے الغرض جو کچھ پنجاب اوبزرور نے ظاہر کیا ہے۔ وہ حمیت اسلام کے جوش سے نہیں بلکہ چند شخصوں کی ایک بات کو پالینے کی خاطر لکھا ہے اور ہم کو افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں ایک مناسب اور جائز اور مفید ترین بات کی قدر نہیں کرتے؟ اصل یہ ہے کہ جب ان کو وہ دیدہ دور بین اور دور اندیش دل ہی نہیں ملا جس سے وہ اس موجود کی برکات سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کی باتوں پر کب کان دھر سکتے ہیں۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دیکھا جاوے اور انتظار کیا جاوے کہ گورنمنٹ انجمن کے میموریل پر کیا جواب دیتی ہے اور اس کے لمبے چوڑے دعووں کی کہاں تک تکفل ہوتی ہے۔

اس کے بعد پھر مناسب رائے ظاہر کی جاوے گی اس وقت اس جواب سے پیشتر کچھ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اوبزرور خود اپنی تحریر کو پڑھے کہ اس میں استہزا اور تمسخر کے سوا رکھا کیا ہے کیا کوئی معقول اور موزون بات بھی ہے۔ یا نری الفاظ پرستی ہی ہے۔ دنیا کو معلوم ہو جاوے گا جس وقت اس خدا کے مرد کی آواز ظاہر ہوگی۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا اپنے نذیر کی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کرے اور ناعاقبت اندیش نادانوں کی قلعی کھول دے۔ چونکہ جناب مرزا صاحب خود ہی اوبزرور کی غلط فہمیوں پر تاویلی بیمار کس شائع کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے ہیں۔ والسلام +

دارالامان میں جلسہ طاعون

جیسا کہ ہمارے گذشتہ نمبر سے واضح ہوا ہوگا عالیجناب سید نا مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم نے ایسی حالت میں کہ لاہور میں اطبار کا ایک جلسہ طاعون ہو چکا تھا قرین مصلحت سمجھا کہ دارالامان میں اپنے طور پر ایک جلسہ کریں چنانچہ اس جلسہ کیلئے وہ اعلان شائع کیا گیا جو ہم پچھلے نمبروں میں چھاپ چکے ہیں اور اس جلسہ کو لئے عید اضحی کا موقع بہت موزون اور مناسب سمجھا گیا۔ اعلان کے شائع ہونے پر پشاور سے لیکر ٹیالہ تک کے احباب جمع ہو گئے جلسہ کی مختصر کارروائی ہمارے مخدوم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ایک خاص اشتہار کے ذریعے شائع کر دی ہے جسکو ہم بطور ضمیمہ آج کے اخبار کے ساتھ شائع کرتے ہیں اس لئے اس پر کچھ زیادہ ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اس جلسہ میں حضرت اقدس سید نا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیش قیمت تقریریں قلمبند کر لی ہیں جن کو مناسب صورت میں عنقریب شائع کرینگے اجمالی طور پر جلسہ کے حالات سے واقفیت کے لئے جلسہ طاعون کی کارروائی کے عنوان سے جو اعلان شیخ صاحب نے شائع کیا ہے کافی تر ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی منجھلی صاحبزادی (جس کی عمر قریباً ایک سال کی ہوگی) نے آغوش مادر کو خالی کر کے آغوش دایہ رحمت الٰہی میں آرام کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولوی صاحب جیسے راضی برضائے الٰہی کے لئے صبر و تسلیم کی تلقین حکمت بلقمان آموختن ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو نعم البدل دے اور عزیزہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔

۲۔ موسم میں گرمی کا خوب رنگ آگیا تھا مگر چند روز سے خوب جھکڑ اور تند ہوا چلتی ہے۔ ۱۲۔ کی شب کو خاصی بارش بھی ہوگئی جس سے اتنی حدت فی الحال نہیں رہی۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ اور ایام الصلح کا ترجمہ زور سے کر رہے ہیں۔

۴۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا سلسلہ حسب معمول جاری۔ حضرت اقدس بفضل خدا مع اپنے جمیع ممبران خاندان تندرست اور عمدہ ترین حالت صحت رکھتے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

• للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

گذشتہ دسمبر کے جلسہ کی رپورٹ کے اشتہار پہنچے تمام ناظرین اکتا گئے ہوں گے مگر ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ رپورٹ مذکور اب باقاعدہ زیر طبع ہے اور حتی الوسع عجلت ممکنہ میں اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے۔

توجہ بھی چاہئے

ہمارے بالغ نظر ناظرین جو ہمارے دست و بازو ہیں الحکم کی امداد و اعانت میں سست نہ ہوں۔ خریدار پیدا کر کے اس کی کثرت اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ اور زر چندہ ارسال کر کے اور کرا کر اس کی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہوں۔ کیونکہ مالی مشکلات کے دور ہونے پر باقی مشکلات بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایک شیعہ کے نام جناب مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک قابل قدر خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

جناب سید صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ افسوس میں نے عبث آپ کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے جناب علی رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی محبت ہے کہ جیسی ایک امت بدرجہ اتم اُس امام متقین سے ہونی چاہئے۔ میں نے نص صریح کے اظہار سے اپنا عقیدہ لکھا اور اُس رسالہ میں بھی بقدر ضرورت کے لکھا اور یہ عقلاً و شرعاً ایک نیک گمان شخص کے لئے کافی تھا۔ مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی کوشش اس میں مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ میں ملزم قرار پاؤں۔ انسان اپنے منطوق کلام سے قابل اخذ و ملام ہوتا ہے نہ مفہوم و متبادر کلام سے۔ میں نے منطوقاً و نصاً تو اپنے صادق مافی الضمیر کا اظہار کر دیا۔ اور آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اتنا لکھنے پر بھی مجھے جناب اللہ اور آپ کے اس اعتراف کے لئے مائل کیا۔ کہ آپ کو اس سلسلہ عالیہ سے انتساب ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ خوب جانتا اور اُس کا قانون فعلی یعنی مخلوق کی ہدایت گواہ ہے کہ میں اس رسالہ کی تحریر سے اپنا مخلصانہ مدعا بکمل وجوہ پورا کر چکا اور صحیح معنوں میں کامیاب ہو چکا ہوں۔ اور دوسری بروت تالیف کے لکھنے میں ہوں جسے بحول اللہ و قوتہ عنقریب ختم کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی قوت دلائل پہلے رسالہ سے کہیں بڑھ کر ہوگی اور آپ کا دل صاف دیتا کہ اکثر لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں میری رائے میں اور لئے جنبش و اضطراب پیدا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر مجھے یہ سنایا جاتا کہ میری کوشش کو خدا نے جو اخلاص سے لئے قبول کر لیا ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ میں منافق اور عند اللہ مردود و مخذول ہوں۔ سنت اللہ مستمر اسی طرح چلی آتی ہے کہ صادقوں کا ساتھ تھوڑے ہی دیتے اور قلیل ہیں جو اُن کے سامعین جمیل کا شکر کرتے اور قبول سے دادا دیتے ہیں۔ سید صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اُس پہلے خط کو شائع کر دیا جائے تو میرے پیارے سید اور سادے بزرگ آپ کو یاد نہ ہو مطالبہ کا۔ کہ آپ نے کچھ مابہ الاعتنا امر اُس میں لکھا ہی نہ تھا آپ کے سادہ نیک نہاد اصحاب نے آپ کو مغالطہ دیا ہے کہ آپ کی تحریر میں کچھ بات بھی ہے۔ آپ میرے اس خط کے بعد ذرول سے اُس میں غور کریں کہ آپ نے لکھا ہی کیا ہے۔

اُس سارے خط میں جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے آپ نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ اوّل مجھے دشمن جناب علیؓ ثابت کرنے کے ناکامیاب کوشش فرمائی ہے۔ دوم بنی عباس کی خوشامدیوں کی جھوٹی تاریخوں کی لغو روایات کی بنا پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اسلام کو غیر ملکوں میں پھیلانے والے اور پھر آخر دم تک کلمہ طیبہ پر قایم رہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معائب شماری کی ہے اور خوب ہی جلے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے غور نہیں فرمائی کہ میں علی کا دشمن کیا خارجی ہوں۔ اباضیہ فرقہ کا ممبر ہوں۔ یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ وہ خبیث قوم تو حضرت علی اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یکساں بیزار ہیں۔ ابھی مسقط کے ایک عالم کی کتاب جو بڑا مستند خارجی عالم تھا ہمارے ایک دوست نے ارسال کی ہے اس میں ان کے عقائد ان ائمہ دین کی نسبت پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رافضی شیعہ تو آپ کی نزدیک بھی مسلم ہے کہ میں ہوں۔ رافضی تو میری خوش قسمتی سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ میرے نام پر بھی ضرور بستر کرتا ہوگا۔ تو پھر خدا کے لئے آپ ہی فکر کریں کہ میں کیا ہوں۔ بس یہی کہ میں بفضل اللہ پکا محمدی سنی ہوں اور محمدی صد ہزار لعنت بھیجتا ہے ابوبکر کے دشمن پر عثمان کے دشمن پر علی کے دشمن پر حسن کے حسین کے دشمن پر جملہ دشمن پر بغض کل صحابہ کے دشمن پر۔ اب بتایئے کیونکر کس کو حق پہنچتا ہے کہ میری کوئی ایسی تحریر ثابت کرے جو ایسی ہی کریں جس سے میں دشمن علیؓ ٹھہر جاؤں۔ ہاں اصل بات دور نکل گئی۔ آپ نے حضرت علی پر اپنی تحریر میں کیا احسان کیا آپ نے جو تم ڈھانا چاہا مجھے ہی غلطی سے نشانہ بنایا۔ سجائے اس کے کہ آپ وہ خط جو تحریر کرنے والا ہے اور جس میں حقیقتاً بجز جوش اور ابال کے کام کی کوئی بات نہیں شائع کریں اور جس کا الواقع مجھے بڑے خیال ہے اس میں آپ کا فضل ہے کہ شیعوں کے مورد ملزم قرار دے کر علی کے سر پر سے اُن الزامات کو اٹھانے کی کوشش کریں جو شیعوں کی تصویر پر لاحاصل وارد ہوتے ہیں اور ایک راستی کا حامی اور مدیر ظلم سے انتقام لینے والا حق رکھتا اور یوں تو بھی تھا کہ وہ تصویر میرا کے سامنے رہتی اُس کے واقعی خط و خال کے پیش کرتا۔ اور وہ میں نے پیش کی اور اُس میں بحمد اللہ اُس حد تک کامیاب ہوا جو ایک صادق کی کامیابی کے لئے مقرر ہے۔ تعجب اور پھر تعجب کی بات ہے کہ میں جو لکھنے والا اور بولنے والا ہوں میں علے وجہ البصیرۃ گواہی دیتا ہوں کہ میرا مدعا جناب علی رضی اللہ عنہ کی اہانت نہیں ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علی من یعادے علیاً او یسبہ او یہینہ مگر آپ میرے دل پر حکومت کرنے اور غلطی کھانے ہیں کہ الفاظ سے ایسا نکلتا ہے۔ کہاں تہذیب مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اپنا عقیدہ قسم کھا کر کسی کے آگے بیان کرے بجز ترحم کے۔ سو میں نے کہہ دیا آئندہ آپ مختار ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ نے حضرت امام زمان حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کا تازہ رسالہ حجۃ اللہ شیعوں کے خلاف نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمان نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان پیرو اور براہین میں اُن کے عجیب شان کو معترف ہیں میرے لکچر کے اُس حصے کو جس پر آپ غلط فہمی سے ناراض ہوئے ہیں اپنے رسالہ میں زبان عربی میں ترجمہ کر دیا بلکہ کچھ اور سخت الفاظ بڑھا دیئے ہیں آپ از راہ کرم ضرور اُس رسالہ کو پڑھیں۔ یہ لکچر حضرت اقدس نے اتنا پسند فرمایا کہ چار مرتبہ پایا۔ سنا اور اپنی طرف سے مختلف مقامات میں بھیجا کہ گویا یہ حضرت ہی کی تصنیف ہے۔ یہ بڑا ہی زبردست حربہ اور محکم اصول ہے جو دشمن کو قیامت تک سر اٹھانے نہیں دیتا۔ اُن کے مسلمات عقاید کی بنائی ہوئی تصویر کی تقبیح و تشنیع کی جائے۔ اور مجھے بحمد اللہ یہ بڑا بھاری فخر حاصل ہے کہ اب تک اعدائے حق سے کوئی شخص قرآن کریم کے اصول کو مدنظر رکھ کر میرا جواب دے نہیں سکا حالانکہ بڑے بڑے غیرت مند مجتہدوں کو لاہور لکھنؤ سیالکوٹ اور دیگر مقامات میں رسالہ بھیجا گیا۔

۱۔ جب ہم بصدق دل مانتے ہیں کہ ابوبکر جیسے اول الملہمین حضرت علی ہیں (اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ان باتوں کے ثبوت کے لئے موجود ہیں) اور پھر بدۃ العمر سچے اخلاص سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ آپ نے بسر کی۔ اور محض تاکید کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ پر لات ماری تو از راہ کرم فرمائیے ہمارے عقیدہ ہمارے محبوب علی رضی اللہ عنہ پر کیا کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے۔ بس تو کیا صحیح نہیں کہ شیعوں کے عقاید کے موافق شیعوں کے علی پر وہ

سب الزام وارد ہوتے ہیں جو اُس نفاق و شیخین کی بنا پر رسالہ میں لکھے گئے۔ اور ہمارے نزدیک کوئی علی حقیقی موجود بوجود خارجی ایسا نہیں ہوا جو اُن الزامات کا مستحق ہو جو لکھے ہیں وارد کئے گئے تو پس فرضی علی ہوا یا اور کچھ۔

۲۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور وہ صادق عادل گواہ ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل الاٰیۃ۔ میں حیران ہوں کہ یہ ایمان لذیذ اور محبوب اور مقبول ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے غل و غش اور حقد و عناد سے پاک تھے جو نجس اور دنی دنیا داروں میں ہوتا ہے اور جس کے ثبوت کے لئے کہ دار رافضی قوم ہے۔ یا یہ ایمان کیونکر بخش اور عند اللہ مقبول اور اسلام اور رسول اسلام کی عزت بتلانے فرمانے والا ہے کہ مانا جائے کہ وہ دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ نکالتے تھے۔ رات دن ایکدوسرے کی استیصال کی تاک گھات میں لگے رہتے تھے اور جب موقع پاتے فریب سے دغا سے لوگوں کو اکسا کر بھڑکا کر اپنی کمینی نفسانی غرضیں پوری کرتے تھے۔ اور گدیوں اور جائدادوں کے پیچھے اسی طرح رات دن کڑھتے کباب ہوتے رہتے تھے جیسے ہمارے ہاں کے بدعتی ناخدا ترس گدیوں کی وراثتوں کے مقدمات کے پیچھے حکام انگریزی کی کچہریوں اور عام میں ٹھکا فضیحتی کراتے پھرتے ہیں۔ ای الفریقین احق بالامن

۳۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت نے مسلمانوں کی باآرام صحت کا ورق الٹ دیا اور فتن و مصائب کے بڑے بھاری بند کو توڑ دیا جو حقیقۃً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر نا قابل انسداد رخنہ حاصل کر چکا تھا۔ ناممکن ہے کہ حضرت علی کے احباب کو نا قابل اندمال زخم دل میں نہ لگا ہو۔ مگر قوم اور رشتہ داروں اور نہایت ہی قریبوں کی نسبت کون ایسے الفاظ لا سکتا ہے کہ ان کی زار حالت کو بیان کر سکے۔ اور پھر قوم بھی بنو امیہ۔ جری۔ ہوشیار۔ غیور اور زمانہ میں ہر قسم کی دلیرانہ کارروائی کر سکنے والے۔ طبعاً ایک انسان خیال کر سکتا ہے کہ اُن کے طبائع میں کیسا زلزلہ ہائے پڑا ہوگا۔ جناب معاویہ خلافت اولیٰ اور نقد خلافت سے مستقل اور مکرم معظم گورنر اور بلفظ دیگر بڑی بھاری سلطنت شام کے بادشاہ چلے آتے تھے امیر المومنین عثمان اور منظوم عثمان اور قریبی رشتہ دار عثمان اور ہم قوم عثمان کے قتل سے کوئی رائے لگا سکتا ہے کہ ہوش ربا صدمہ انہیں پہنچا ہوگا۔

اسی وقت سے وہ قاتلان عثمان سے انتقام لینے کا ارادہ دل میں ٹھان کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی حیص بیص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہوگئی۔ اور بالآخر وہ لوگ جن پر یقین تھا کہ وہ مرحوم خلیفہ کے قاتل ہیں وہ خلیفہ زندہ کے دربار میں موجود ہیں اور کسی قسم کی سزا انہیں نہیں ملی بلکہ خلافت امیدوار مقرب و مکرم بنائے گئے ان حالات سے ایک ایسا خیال معاملات کو سمجھ سکنے والا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ایک [illegible] اور حاکم کس قدر غلط فہمی پر مجبور اور معذور ہوتا ہے۔ اور اور ہمارے اعتقاد میں (برخلاف اعتقاد [illegible]) ایسے مقام میں ذری اُن کے خیالات پلٹ ہوں تمہاری خوب تسلی ہو اور ہمارا شکر کرو۔ حضرت علی جیسا راستباز صادق بے لوث بے غرض انسان کبھی کل شبہ نہیں رکھتا کہ اُن کے نزدیک قاتل واقعی قاتل ثابت ہوتے اور پھر حضرت عثمان کے لوتھ آپ اُن سے یوں درگذر فرماتے غرض اس وقت کے خوفناک نتیجہ نے نہ تو حضرت علی کو کچھ پتہ لگنے دیا اور نہ جناب معاویہ ہی حقیقت کا سراغ لگا سکے اور ادھر اُدھر کے غیر ملکوں کے ہزاروں در انداز اپنے اغراض کی بنا پر نہ چاہتے تھے کہ اصلیت منکشف ہو جائے۔ آخر آپس میں لڑائی ہوگئی۔ اور تھوڑی مدت کے بعد جیسا کہ نتیجہ سے عیاں ہے اُس اصلی فطرت اور سچی محبت اور باطنی پاکیزگی نے غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور معاملہ صاف اور انجام بخیر صلح ہوگیا۔ ورنہ شیر خدا الغالب علی کل غالب کبھی ممکن تھا کہ درگذر کرتے جب تک ناپاک مدعیوں کو وجود سے ارض مقدسہ کو مقدس نہ کر لیتے۔ یہ محض غلط ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر سب و لعن کرتے تھے۔ اب فرمائیے ہمارے اصول پر حضرت علی کیسے مقدس اور بے آزو بے لوث ٹھہرتے ہیں۔ اور عراق کے حاکم ہو کر تو حضرت علی نے بھی ارض جنت کے وارث ہو ہی چکے تھے۔ اب بتائیے وہ حملہ شیعوں کے علی اور فرضی علی پر تھا یا اور کچھ! میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بدگمانی نہ کریں گے اور ایک بھائی کا خط آرام سے پڑھیں اور احباب کو سنائیں گے۔ ایک عرض یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں حضرت اقدس مرزا صاحب بھی یاد فرماتے ہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو کرایہ ارسال خدمت ہوگا۔

ہاں ایک کام کی بات رہ گئی تھی۔ وہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی عادت تھی کہ اسی طرح دشمن کے ایذا سے انتقام لینے کے لئے دشمن کے مقتدا کے اُن اعتقاد کے موافق تصویر کھینچ کر پھر اُس پر جمع کرتے تھے۔ چنانچہ سلسلۃ الذہب میں جامی علیہ الرحمۃ روافض کے ظلم عظیم پر جرح چلاتے ہیں کہ [illegible] ان کے علی کی نسبت فرماتے ہیں اور حقیقت میں ایک دنیا دار پست فطرت کی نسبت اس سے زیادہ سچا اور واقعی بیان ہو نہیں سکتا جو ایک شعر میں ادا کیا گیا ہے۔ شعر ہے

بر خلافت رائش بسے مائل ۔۔۔ لیک بوبکر و زمیاں حائل

آپ فرمائیے آپ کا کانشنس یا ایمان دار کہتا ہے کہ کوئی ایسا علی موجود تھا جس کے روح میں یہ ترپ تھی یا یہ قول تمہارے لئے کہ ایک دشمن اور ایسی طرح وہ نہ لفظ خلافت اُسے نصیب ہوا اور ہر وقت منہ سے رال ٹپکتی رہتی تھی کہ کاش اس مائدہ کے کنارے [illegible] نعال ہیں میں آسے میسر ہو۔ اور پھر اسی ہوس اور ارمان میں میں خلافتیں گذر گئیں اور اس اثنا میں نہ تو کم بخت جاں گداز طمع اور حسرت اُس کے دل سے نکل سکی اور نہ بدبختی نے کسی درجہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کرنے دیا۔ ایک انادنیا اور اُس کی کیفیتوں کو سمجھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے رات دن کی اوقات کیسے بسر ہوتے ہونگے جیسے شیعوں کے نزدیک اُن کا مقتدا علی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی بہت دلائل سے حقیقت میں لیے لے جا چکے ہیں کہ شیعوں کا سا اعتقاد جناب علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت رکھنا اُن کی پاک ذات کو ہر قسم کے ناپاک اعتراضات کا ہدف بنانا ہے تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے اور آپ ہی اکیلے منصف ٹھہرے کہ جب ہمارے نزدیک ہمارا مقتدا علی داماد رسول زوج بتول محب و متبع خلفائے ثلاثہ ان تمام عیوب سے مبرا تھا اور حقیقت میں کوئی ایسا علی موجود بوجود خارجی نہ تھا جو اُن خوفناک الزامات کا نشانہ بن سکے تو ہمارے نزدیک وہ فرضی علی ہوا یا کچھ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب قرآن کے پیروں کے لئے وقت ہے کہ مذاہب باطلہ اور عقاید مزخرفہ کے اوپر سے ملمع اتار کر انکا اصلی چہرہ دنیا کو اور خود ان ہی کو دکھایا جائے۔ اس لئے کہ بہتیرے ایسے سادہ دل ہیں جو الف و عادۃ کے ممارست کی سبب سے اپنے عقاید مسلمہ کی قباحت اور شناعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے ہزاروں برکات اور صلوات ہوں اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود مہدی مسعود پر جس نے اس اصل حکم کو جو قرآن کے بعد مر چکی تھی اس زمانہ میں اپنے مسیحی نفس سے زندہ کیا۔ اور اس ہی اہل حق کے غیظ قلوب کو دور کیا اور اُن کے صدور کو شفا بخشی۔ دشمنوں میں اور ہم میں جو نخوت بلحاظ اسلام کے مقتدا کیساں مسلم تھے اس لئے سادہ دل اہل حق اپنے مسلم مقتدا کی نسبت جان خراش سب و شتم سنکر اور پھر کلیجہ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہتے اور قول کا منہ تاکنے لگ جاتے کہ اب

وہ انہیں کیا کہیں اس لئے کہ غلطی سے گمان کرتے تھے کہ دشمن کا مقتدا اُن کا بھی ولیا ہی مقتدا ہے مگر ہمارے سید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو کھول دیا اور ثابت کر دکھایا کہ بجز اسماء کے شراکت کے حقائق کچھ نہیں ہیں "ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وآباءکم" نصاریٰ کا یسوع اور ہے اور ہمارا حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اور ہے روافض کا علی کوئی اور ہے جو حرص و آز کا ایک پتلا تھا اور ہمارا علی زکی النفس مطہر القلب کوئی اور ہے۔ ان دونوں کے درمیان بجز اسماء کے اور کوئی شراکت نہیں۔ یہ جو یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ دشمن کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیتا ہے۔ میں اگر چاہتا تو کثرت اشتغال سے وقت کو زبردستی چھین کر آپ کے پہلے خط پر چند سطور عرض کر دیتا مگر قلع نظر عدیم الفرصتی کے میرے دل میں گذرا کہ شاید آپ دوبارہ غور کر کے اپنے نامہ تمام اعتراض آخر آپ ہی متنبہ ہو جائیں اس لئے کہ بکچر خود ہر ایک ممکن اور محتمل اعتراض کو رد کرنے کا متکفل ہے۔ لیکن آپ کے دوسرے بااصرار و وعید آمیز خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا۔ پھر اس میں تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ نقل کرنے والا کوئی نہ ملا اور بے نقل کئے بھیجنا مناسب نہ تھا۔ اب اگر آپ اس خط کو شائع کریں تو جوانمردی کا مقتضا یہی ہے کہ اس مرد حنہ کو بھی ساتھ ہی منسلک فرماویں۔ کوئی تو ہوگا جو ہمارے درد سے ہمدردی کرے گا

بہرحال میں پھر ایک دفعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم یہاں سے کرایہ خدمت میں ارسال کریں گے۔

آپ کا زیر عتاب دوست **عبدالکریم** از قادیان
۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہار ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اے برگزیں جماعت کے ممبرو اور اے اسلام کے سچے حامیو! بموجب ریزولیوشن کمیٹی منعقدہ ۵ مئی ۱۸۹۸ء آپ کی خدمت مبارک میں گذارش ہے۔ کہ یہ امر آپ پر مخفی نہیں۔ کہ حضرت اقدس جناب امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر اور اس امر کی اشد ضرورت محسوس کر کے کہ اونکی تعلیمی حالت نہایت ناقص اور خراب ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ضرورت بالا کے پورا کرنے کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں جاری کیا جائے چنانچہ بعض ہمدرد ان قوم نے اپنی حیثیت کے بموجب چندہ سے امداد کی۔ مگر جس سٹینڈرڈ کا مدرسہ فی الحال تجویز کیا گیا تھا۔ وہ آمد اُس کے لئے غیر مکتفی تھی پس لئے ابھی مدرسہ مڈل کی دوسری جماعت تک یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے جاری کر دیا گیا۔ اور اُسی مدرسہ میں اس وقت دارالامان اور گردونواح کے دیہات کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے برادران بیرونی نے اس امر کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن جہاں مکان مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارت تیار نہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے مساکین طلباء بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا ذیل کی مدیں قائم کر کے آپ صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہر ایک صاحب حسب مقدور ہر مد یا جس مد کے لئے چاہیں امداد فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں۔

(۱) عام اغراض مدرسہ
(۲) تعمیر مکان مدرسہ بورڈنگ ہاؤس
(۳) مساکین فنڈ

آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ایسے کام سوائے قوم کی مجموعی امداد کے چل نہیں سکتے۔ اور یہ امداد بھی کسی غیر کی امداد نہیں ہے۔ بلکہ یہ امداد اپنے نفس کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہی لوگوں کے بچے یہاں تعلیم پا کر دنیا کے لئے نمونہ بن کر نکلیں گے۔ اس امداد سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو **دنیاوی** کہ آپ کے بچے دنیا میں خاص امتیازی فخر حاصل کریں گے۔ دوسرا **دینی** جس سے ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا پاک پروردگار ہم پر راضی ہوگا۔ اور انجمن امید کرتی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ڈونیشن اور ماہانہ یا سالانہ رقوم ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرماوینگے اور تساہل اور سہل انگاری کو دور کر کے بہت جلد اس کی تعمیل میں کوشش فرماویں گے۔

المشتہر **عبدالکریم** جائنٹ سکرٹری انجمن تعلیم اسلام دارالامان
قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۸ء

امہات المومنین کی نسبت ایک قابل قدر میموریل

ذیل میں ہم وہ میموریل درج کرتے ہیں جو عالی جناب حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب **مرزا غلام احمد** ایدہ اللہ الاحد رئیس اعظم قادیان نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی اصلاح کی غرض سے ہز اونر لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا ہے۔ تاکہ اسلام اور اہل اسلام کو اس نقصان عظیم سے بچاویں جو انجمن حمایت اسلام کے میموریل کی اصلاح کے بدون ایک عمیق نظر سے دیکھنے والے انسان کی نظر میں پہنچ سکتا تھا۔ **ایڈیٹر**

میموریل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آرپی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سُنکر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر عمل میں لاوے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کشمیا اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے

محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مولف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دیا گیا مگر ہمیں چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کا مکرر آور سختی سے جواب دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پائیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہرینگے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کر دے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام کیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے ایک کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس سے پہلے کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے مہذب اور باادب اور نرمی سے باہر نہ جائے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں الگ نزاع کریں اور پھر کسی حد تک اس حد کے بعد ایک طرح ہی رہے جس کے لئے آپس سے سامان چاہئے اس لئے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اسی طرح اپنے تئیں اور نیز دوسری نوع کو مضرات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق ڈراوے لہٰذا گورنمنٹ عالیہ ہمیں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو آپ نے حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارہ میں پیش کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں کیا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے۔ جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی بازپرس کرے [illegible] کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے [illegible] اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ [illegible] کہ ہزار کاپی امہات مومنین کی مسلمانوں میں [illegible] خدا جانے کتنی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی [illegible] اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل اور پوری ہو چکی ہے۔ منہ

کتاب اپنی قابلیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اسطرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اسلئے ہم باادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نفرماوے * کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑتا ہے کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور درماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائیگا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنی انصاف کو پہنچائیں پھر کچھ بھی اس کتاب کا رد لکھنا ابھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے مفصل اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فی حد ذاتہ سچے سمجھے جائیں گے۔ اور قبول کیا جائیگا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری دینی عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچانا چاہا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا رد کا بھی اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا ہمارے نزدیک معقول اور پسندیدہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم درد ناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ کو [illegible] ہیں جو صاحب امہات مومنین کے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مولف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور بہبودی اصلاح کے جوش کا دعوے رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کرنے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہماری جماعت بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک بڑی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اھل الکتٰب الا بالتی ھی احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلھم بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہئے کہ ان کو فائدہ پہنچے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے یا بالواسطہ خود اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہدایت بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ خبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے وہ ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ امہات مومنین کے تلف کرنے یا رد کرنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے۔ کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ سورہ آل عمران ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجکر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی کوئی نئی بات کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذی کثیرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ بھی اسی صدی میں اس سے

* ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ ارادہ ابھی دقت نظر کے لائق ہے کہ امہات مومنین کی طرف سے جو ضرور رکھنے کے لائق تھا وہ ہم نے کر لیا اور اگر گورنمنٹ پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت بند کر دیں تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ سے کیا کیا گئیں اور وہ کیا کرے منہ

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر نہ رہے کوئی لاولد مضطر غنی ہے حق میں بر بشر کے پسر لعل فرزند نعیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین کو یقاً طرز اشتہار و نہاد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندنما جو فروش شہرت سے جو نہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا بتائیں۔

شفاخانہ ثانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ دوا بصرف قیمت دی جاتی ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ رسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کی اس پر بھی یقین نہ آوے وہ چھلکا لیجائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ صحت کے طالبوں کو اولاد آرزومند دولت ہاتھ آجاتی ہے فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فوائد کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خسرا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول (۱) کم مقدار والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو تگر عہد دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ مدد ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بہ شرط کامیابی بند پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو جملہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد وصول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ قرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر رضا۔ کس کو گراں ہے۔ نر زندہ نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سہ بربادہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب استاد کا فہرست پر چہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی یہ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و اعیان حسب منشاء خود شرائط مندرجہ منشیٔ ہیں

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل آتشا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض و حلق کو زائد	صہ
۳	جسکا حمل ۴-۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لیہہ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	صہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آشوب	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آشوب کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

اخبار الحکم

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۰ و ۲۷ مئی ۱۸۹۸ء ۔ روز ۔ | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین متعلق بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ ۵ و ۱۰ صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں ایک سلسلہ اور ایک خاص انعام بھیجا جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ رسمی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں گے۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر سکتے ہیں۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۰۔۲۶۔۲۔ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

بالعد کا قاعدہ نہیں (درخواست خریداری بنام نمونہ کے لئے ایک آنہ کی ... مینیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۂ تبت ۔ موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت ۱۲ مصول

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۱۔

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر از عالی جناب امام الزمان سلام اللہ علیہ

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار ۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت ہر قسم ریشمی اور سوتی پیچ جنتر پرانے سے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

ولائتی چٹھی

نمبر چہارم

ڈیر ایڈیٹر قبل اس کے کہ میں اپنے سفر جہاز کے حالات پھر شروع کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تازہ اخبارات سے جو ہمارے علاقہ یوگنڈا ریلوے کے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤں۔ کیونکہ تازہ کھانا ہوئے باسی کھانا مناسب نہیں۔

آج کل ہمارے ریلوے ۳۵ میل پر ہے۔ اس مقام کا نام **سنادو** ہے۔ لکھتے ہیں لکھی جاتی ہے۔ مگر بولنے میں نہیں آتی۔ دن کو بہت گرمی اور رات کو بہت سردی ہے۔ اس مقام میں دس میل کے احاطہ تک ایک سخت آفت کا سامنا ہمارے اہل پنجاب بھائیوں کو ہے۔

اس علاقہ میں ایک شیر اور شیرنی ہے۔ جس نے آج تک ۲۲ سے زیادہ جانیں تلف کی ہیں۔ جب اس مقام میں ریلوے کے آدمی پہونچے۔ تو اکثر گرد و نواح میں سنا گیا ہے۔ کہ انسان کی ہڈیاں دیکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قافلہ جو اس راستہ سے گذرتا ہے۔ اس مقام کو اپنے لئے بہت دشوار گذار اور سخت خطرناک تصور کرتا ہے۔

جنگلی جانوروں کا دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ آگ سے ڈرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں شیر اور مادہ مطلق نہیں ڈرتے۔ آدمیوں کا جتھا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ایک دم اون میں کود کر جسکی قضا ہوتی ہے۔ اوسے لے جاتا ہے۔ آج تک کئی دفعہ بکرا وغیرہ اسکو شکار کرنے کے لئے باندھا گیا۔ مگر بکرے پر مطلق وار نہیں کرتا۔ جنگل اسقدر گنجان ہے۔ کہ دور سے گولی بالکل مار نہیں کر سکتی۔ تمام حکام ریلوے سخت تردد میں ہیں۔

اس کے زیادہ غصہ کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کوئی سوداگر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہوا اس کے دو بچے یوگنڈا کی طرف لے گیا ہے۔ اس لئے اسے آپ ہی انسان سے سخت ضد ہو گئی ہے۔

تمام قلی وغیرہ رات دن جاگتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اپنی حاجات ضروریہ کے لئے بالکل خیمہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ خیمہ کی ڈوریاں کسے بالکل بند بیٹھے رہتے ہیں۔ جس آدمی کو اوٹھا کر لے جاتا ہے۔ سوائے اوس کے کسی کپڑا یا کھوپڑی یا ہڈی کے اور کچھ پتا اوس کا نہیں ملتا۔

برادرم اڈیٹر! اب میں یہاں سے پھر اپنے سفر کے حالات لکھتا ہوں۔

ریتی سے چل کر پھر ہر مسافر کا امتحان صحت ایک سٹیشن مالیر پر یہاں سے کراچی تیسرا سٹیشن ہی ہوتا تھا ابھی ٹرین اس سٹیشن پر نہیں پہنچی تھی کہ پھر مجھے بخار ہو گیا اور جب اس سٹیشن پر پہنچے تو اُس وقت مجھ کو کمال وسعت کی فکر دامنگیر ہوئی کیونکہ حرارت برابر جسم پر محسوس ہوتی تھی اور نبض تیز چل رہی تھی۔ ایسے خطرناک موقع پر اللہ تعالےٰ نے میری دستگیری کی اور اس طرز سے بچا لیا کہ میں خود اُس سے بہت تعجب اور دریائے حیرت میں تیرنے لگا۔ اس حرارت کے دور کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا موجود نہ تھی کہ میں فوراً کھا لیتا۔ مگر پورے اطمینان کے ساتھ یہ سنت اللہ دل نشین تھی کہ اللہ تعالیٰ نزول عذاب کیوقت خائف کو بچا لیتا ہے سو میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق اس عاجز کو بھی نجات دی۔ ٹرین ٹھہرتے ہی ایک ڈاکٹر مسافروں کا امتحان صحت کرتا ہوا ہماری گاڑی کے پاس آیا نیچے اُتر کر جب میں نے نبض دکھائی تو اُس نے اچھی طرح نبض کو دیکھا اور دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہا آخر کہا کہ جاؤ بیٹھو۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو اُس کو کچھ شبہ پڑا اور پھر مجھے بلایا اور دوبارہ نبض کا امتحان کر کے پھر کہا کہ اچھا جاؤ۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔

مورخہ ۱۴ فروری کی رات کو ۱۲ بجے گاڑی سٹیشن کراچی پر پہونچی۔ باوجود ایک بڑا بندرگاہ اور شہر ہونیکے دیکھا گیا کہ اس اسٹیشن پر قلی یعنے بہت کم دستیاب ہیں۔ صرف معدودے چند آدمی تھے۔ جو چند اشخاص کا سامان اوٹھا کر سٹیشن سے باہر چھوڑ آئے تھے۔ اور پھر آ کر دوسرا سامان لے جاتے تھے۔

چونکہ میں اجنبی تھا۔ اس لئے تھوڑے سے گاڑی والوں نے مجھ سے بہت دیر تک زیادہ کرایہ کا اصرار کیا۔ آخر ایک گاڑی کرایہ کر کے پوچھتے پوچھتے اوس مقام پر پہونچے۔ جہاں ۳۰۰ قلی افریقہ کے جانے والے اوترے ہوئے تھے۔

(اوترے ہوئے سے مراد آسمان سے اوترے ہوئے نہیں۔ جیسے ہمارے بعض اہل اسلام بھائی لفظ نزول سے **نزول من السماء** ہی سمجھ لیتے ہیں)

اس مقام پر پہونچکر قدرت کا عجیب تماشا نظر آیا۔ کہاں ہندوستان کا عالمگیر قحط اور کہاں کشتگان مرض طاعون کی تعداد کہ جس سے ہر فرد بشر کو عبرت حاصل کر کے اپنی اخلاق عادات افعال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ اور خدا کے غضب کو فرو کرنے کے سامان بہم پہونچانے چاہئیں۔ اور کہاں ان ۳۰۰ ساکنان پنجاب کا لہو و لعب میں مشغول ہونا۔

دوکان کے پاس پہونچتے ہی مجھے طبلہ سارنگی کی آواز آئی۔ اور اوس کے ساتھ ہی ایک طوائف یعنے کنجری کے گنگرو اور گانے کی آواز بھی کان میں پڑی۔ مکان کے اندر جا کر میں نے دیکھا۔ کہ اکثر قلی کپڑے لتے اوتارے صرف لنگوٹی باندھے ایک گول دائرہ میں کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ اور اون میں ایک کنجری معہ ساز و سامان کا رہی ہے۔

تحقیق پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دو دو چار چار پیسہ چندہ ڈال کر یہ طائفہ منگوایا ہے۔ خیال کی جائے ہے۔ کہ ابھی یہ لوگ اپنے عیال و اطفال عزیز و اقارب خویش و بیگانہ سے جدا ہو کر آ رہے ہیں۔ اور کل عوض بارہ روپیہ تنخواہ ہے۔ جہاز کا لمبا سفر ابھی درپیش ہے۔ پس ماندگان کو خرچ کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ قوم کی ضروریات بنی نوع انسان کی ہمدردی کی ان کو خبر نہیں۔ صرف یہ خیال بندھا ہے۔ کہ اب ہمنے ہزاروں کوس جانا ہے آخری مجرا تو ہند کا دیکھ چلیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فیہ آیۃ لاولی الابصار۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم**

سچے امام کا الہام یہیں یاد آتا ہے۔ شکر ہے۔ اور حمد ہے اوس ذات پاک کی جس نے ہمیں امتیاز کی راہ بتائی۔ اور صلوٰۃ اور سلام اوس کے صادق رسول پر جس سے ہمنے یہ راہ پائی۔ آمین۔ چونکہ بندہ کچھ تو مسافر اور کچھ بیمار کا ماندہ تھا۔ باقی آئندہ

پاک شاعری

[illegible]

دل چسپ چٹھیاں

نمبر اوّل

لاہور ۱۰ مئی سنہ ۹۰ء یوم سہ شنبہ

بحالی خدمت جناب میرزا صاحب دام ظلکم وعنا تکم

السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد از ادائے آداب وسلام سنت سید الانام واضح رائے عالی ہو کہ میں نے اگرچہ آپ کی زیارت نہیں کی تو بھی آپ کی تعریف سنی اور آپ کی بعض بعض کتابوں کو دیکھا ہے ایک دو باتیں نہایت ادب کے ساتھ پوچھتا ہوں امید ہے کہ جواب سے سرافراز فرمائیے گا۔

(۱) اول یہ کہ کوئی ایسی کتاب سے مجھے آگاہ کیا جائے جس میں ہندوؤں کی آسمانی کتابوں کو ثابت کیا ہو کہ آسمانی نہیں اور ہندو مذہب مذہب الٰہی نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ کیا باعث ہے کہ اسلام سارے دنیا کا مذہب نہ مانا جائے

(۳) سوم یہ کہ جو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں مگر آنحضرت صلعم فداہ ابی وامی کو رسول خدا نہیں مانتے ان کی آخرت میں کیا حالت ہوگی؟۔

(۴) چہارم یہ کہ دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ ایک امیر کے گھر ایک غریب کے گھر۔ ایک کی دونو آنکھیں درست ہیں اور ایک کی دونو یا ایک خراب۔ اگر ان میں سے ایک جس کی آنکھیں خراب ہیں یہ کہے کہ بار خدایا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ تو نے میری آنکھ کو بغیر کسی گناہ کے خراب کر دیا۔ تو اسکا جواب کیا ہے اور یہ لوگ اسکو جو ان بدلنے کے اصول سے جواب دیتے ہیں مگر ان کے اصول ہی درحقیقت ٹھیک ہیں۔

اگر ان سوالوں کا جواب مجھے عنایت کیجیگا تو کمال مشکور ہونگا

نیاز مند ہدایت اللہ انارکلی لاہور

فاما الجواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا خط بحضور امام صادق پہونچا۔ چونکہ مرزا صاحب آج کل بڑے ضروری کاموں میں مشغول ہیں۔ اس لئے جواب کے لئے مجھے ایما فرمایا۔

جواب سوال اوّل ہندوؤں کے تعلق مباحثہ کی خاص کتابیں۔ سبحان اللہ الجبار۔ اور ظفر مبین ہیں۔ جنکو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے طبع کرایا ہے۔ ایک اور انکی کتاب ہے۔ کیفر کفر یہ کتابیں مراد آباد میں ملینگی۔

ہم لوگوں کا یہ یقین ہے۔ کہ یہ مذہب بھی اپنے بعض اصول وفروع میں منجانب اللہ ہے۔ مگر خلف کی نادانی سے اس میں غلط در غلط رواج مل گئے ہیں۔ اور اسقدر مسخ ہوگیا ہے۔ اب اوس کی اصلی صورت کا پتہ بدون مطالعت قرآن کریم کے بالکل محال ہے۔ **وصلے اللہ علے من جاء بالفرقان**۔ مرزا جی نے بھی ان کے اس مذہب کے متعلق **براہین احمدیہ** میں بہت کچھ لکھا ہے۔ وہ قابل دید بحث ہے۔ آپ کسی سے براہین لے کر دیکھ لیں۔

جواب سوال دوم اسلام میں وہ تمام تعلیمیں موجود ہیں۔ جو انسانی جماعت کے لئے مشترکاً ضروری ہیں۔ قوانین مختص الزمان اور مختص المقام کو اگر ہم چھوڑ دیں۔ تو جو کچھ اشتراک تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے۔ اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔

جواب سوال سوم جو لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے وہ بڑے بدمعاش اور سخت قابل سزا ہیں۔ اور ایسے لوگ فی الواقع تو دنیا میں موجود نہیں۔ صرف فرض اور خیال میں ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں۔ اور نیک ہیں۔ تو اون کو رسول کریم سے کیا عداوت ہے۔ کہ انکو نہیں مانتے۔ رسول کریم نے تو اللہ تعالےٰ کی وحدت اور یکتا ہونے پر زور مارا ہے۔ اور کامیاب کوشش کی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں ایک۔ اسماء میں ایک۔ صفات میں ایک۔ افعال میں ایک ہے۔ **ولم یکن لہ کفوا احد**۔ س ۳۰۔ تمام انواع و اقسام نیکیوں کو دنیا میں پہونچایا۔ اور لوگوں کے لئے ایسی کوشش کہ کروڑ در کروڑ نیک بن گئے۔ اور بلند مقاموں پر چڑھ کر بلند آواز سے **اللہ اکبر** پکارتے ہیں۔ سکھ بڑے خدا پرست کہلاتے ہیں۔ مگر اس **اللہ اکبر** سے جل جاتے ہیں پس ایسا آدمی کیوں کر خدا پرست اور نیک بن سکتا ہے۔

جو محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ اگر وہ نیک خدا پرست ہوتا تو قطعاً محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرتا۔

غور کرو دن نکلا ہے۔ سورج موجود ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سورج موجود ہے۔ اور ایک دوسرا شخص اسی کا مؤید دکھائی دے۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا پس معلوم ہوا۔ کہ اس خبث باطن کو اس راست باز سے ذاتی عداوت ہے۔

الٰہی صفات کا مسئلہ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کون آدمی ہے جس نے کھول کر ہمیں سنایا اور سنانے میں کامیاب ہوا۔ اسی طرح نیکی کے اصول اس نادان نے کیونکر مان لئے یا اُن پر عمل درآمد کیسے کیا جب کہ ایک نیک اور کامل نیک اور اعلےٰ درجہ کے راستباز کا انکار کرتا ہے۔

سوال چہارم کا جواب کہ ہر ایک لڑکا بیمار کیوں ہوتا ہے۔ غریب کے گھر کیوں پیدا ہوتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک شریعت کا قانون اور دوسرا قانون قدرت شریعت کے قانون کی پابندی اس وقت ہوتی ہے جب انسان عاقل۔ بالغ استطاعت والا ہو جاتا ہے اور باوجود فہم و فراست و عقل و استطاعت قانون شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لڑکے۔ مجنون۔ فترۃ کے زمانہ کے لوگ بہت بوڑھے۔ بہرے اس میں مستثنےٰ ہیں۔

دوسرے کیا معنی قانون قدرت کی پابندی میں ذرہ ذرہ جکڑا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی میں ہر ایک ماخوذ ہے پتھروں میں غور کرو کوئی ناقص کوئی کامل عناصر دیکھو کوئی اعلےٰ درجہ کا ہے اور کوئی ادنےٰ درجہ کا پھر بعض عناصر مصفی اور بعض خطرناک زہروں میں مبتلا۔ پھر نباتات پر نظر کرو بعض کیسے مفید اور بعض کیسے مضر اور خبیث ایسے جانوروں میں غور کرو ان میں کس قدر فرق ہیں۔

انسان کے درمیان فرق بھی ان فروق پر مبنی ہے۔ ہاں تکالیف کے بارہ میں گفتگو پیش آجاتی ہے۔ مگر ہم صاف دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک شخص لڑکے کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یا کسی لڑکے کو مار ڈالے۔ تو لڑکا عیب دار ہوگا۔ یا مر جائے گا۔ مگر لڑکے کا گناہ نہیں۔ اس لئے قدرت اس لڑکے کو بدلہ دیگی۔ اور اس دکھ دینے والے کو سزا دیگی۔ ایسے ہی جس نے اپنی غذاؤں یا امراض کا حصہ کسی لڑکے کو دیئے۔ اوس کے بدلہ میں لڑکے کو عمدہ بدلہ دیا جاویگا۔ اور باعث تکالیف کو سزا ملیگی۔ ہاں اگر اس کے اور اسباب تلافی کر دیں تو یہ امر دوسری طرف قانون قدرت کا نظارہ ہوگا۔

صرف تفرقہ کے باعث تناسخ کا قائل ہونا سخت غلطی ہے کیونکہ خود تناسخ والے بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک خدا ابدی حکمران ہے اور ارواح ہمیشہ سے اوس کے ماتحت ہیں۔ اور ذرات دونوں (خدا اور ارواح) کے ماتحت ہیں۔ یہ فرق جو تینوں میں ہے اس فرق سے بہت زیادہ ہے۔ جو غریب اور امیر میں ہے۔ یا بیمار اور تندرست میں کیونکہ غریبی اور بیماری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ان تینوں اشیاء میں تبادلہ کبھی محال ہے۔

تناسخ والے انصاف سے غور کریں۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے یہ تفرقہ ہوا۔ خدا تعالےٰ کیوں ابدی حکمران ہے۔ اور ارواح کیوں ہمیشہ محکوم ہیں اگر اعمال کے لحاظ سے ہیں۔ تو خدا اور ارواح میں بھی جہنم ماننا چاہیے گا۔ اور اگر اور نہیں جہنم نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بدون جہنم کے اور اور اسباب بھی تفرقہ کا باعث ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے۔ چاہتی ہے۔ اس پر کتاب لکھی جاوے۔ اس لئے خط میں اس پر بس کرتا ہوں۔

نورالدین۔ ۶ مئی ۱۸۹۸ء

میموریل

بقیہ قابل قدر میموریل

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر ۱۰ و ۱۱

پہلے اسلام نے دیکھی ہے؟ اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا طریق یہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے۔ بہرحال اس بدگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا جب تم دل آزار کلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی امت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا تہذیب کا دعوےٰ تھا گالیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام شہوت باز۔ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہراتے۔ بیشک ان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے جو اس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں۔ اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے۔ کہ جب مثلاً ایسی کتاب امہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زنا کار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ اور پھر عمداً نہایت گالی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کسقدر رنج عام مسلمانوں کو پہنچے ہونگے اور کیا کچھ انکے دونی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہونچ گئی ہے۔ مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بیخبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہونچائی گئیں اور سیدھے سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا۔ باوجود اس بات کے کہ پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور نور افشان کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں سخت تھیں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔

یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیہ موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہماری دلوں کو دکھ پہونچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے۔ اسلئے عقلمند اور دوراندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے افانت تکرہ الناس۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارہ میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب امہات المومنین کی لغوگوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلاویں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کیساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی ہمت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اس غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔ ۴ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر دوم

پچھلے دو نمبروں میں ہم منافقوں تک بحث کر آئے ہیں۔ اب قرآن اون لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک کافر اور دوسرے منافق۔

اوّل الذکر لوگ جو کہ خدا تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر یعنے اون کی قدر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اون سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں پا سکتے۔ عام طور پر قدرت کا لایتبدیل اور لاتحویل قانون یہی ہے۔ کہ جب انسان کسی طاقت سے کام لینا چھوڑ دے۔ تو وہ طاقت بتدریج کمزور یا بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ اور بالمقابل جس طاقت سے ٹھیک وہی کام لیں۔ جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو وہ بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کی فلاسفی یہی ہے۔ مثلاً دیکھو ایک نادان ہندو فقیر خلاف قدرت اپنا ہاتھ جو کاروبار کرانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بے حرکت چھوڑ دیتا ہے۔ اب کبھی ممکن نہیں وہ قدرت کے قانون کے اثر سے بچ رہے۔ اور ہاتھ خشک نہ ہو۔ ہم نے تھوڑا عرصہ ہوا اخبارات میں پڑھا تھا۔ کہ ایک لیڈی نے بلا دیورپ میں عہد کر لیا۔ کہ جب تک شادی نہ کرے گی۔ گفتگو نہ کرے گی۔ چالیس سال کے بعد زبان بالکل بند ہو گئی۔ الغرض اس آیت **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون**۔ الآیہ۔ پر غور کرو۔ کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر و قدر نہیں کرتے اور کسی نعمت کا شکر یہی ہے۔ کہ اوس چیز سے وہی کام لیا جاوے۔ جس مطلب کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو اس نعمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے۔ جس کی قدر نہیں کی مثلاً رسول کریم دنیا میں ہی نافرمانوں کو انذار کرنے کے لئے تشریف لائے پس جس شخص نے اوس انذار کی قدر نہ کی۔ اور اوس کا فائدہ نہ اٹھایا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس انکار کی کا نتیجہ مرتب ہونا تو ضروری ہے۔ کہ اوس کے ایمانی قوائے آہستہ آہستہ سلب ہو جاویں۔ پھر یہ طاقت ایمانی کیونکر نشو و نما نہ پائیگی۔ ایمان کے اعلیٰ مراتب تو درکنار ایسے لوگ ایمانی دولت سے ہی محروم ہوں گے۔ پس **سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم** جملہ معترضہ بطور علت موجبہ کے آیا ہے۔ یعنے جب تیری (جو انعام اللہ میں سے افضل ترین نعمت ہے) اون لوگوں نے قدر نہ کی۔ اور تیرے انذار اور عدم انذار کو مساوی قرار دیا۔ پھر اوس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی تھا کہ اون کی ایمانی طاقت سلب ہو۔ اور روحانی اور ذہنی قوائے بیکار ہو جاویں۔ اس لئے **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون** کا ترجمہ یہ ہے کہ بے شک جو منکر ہوئے۔ اس لئے کہ تیرے ڈرانے اور نہ ڈرانے کا وجود و عدم برابر سمجھا اس لئے وہ با ایمان نہیں ہو سکتے۔ اور ایمان نہ لاویں گے۔ پس اس میں کسی کا کیا قصور۔ نادانوں نے خود اپنی کرتوت اپنے فعل اور ہاتھ سے ایمان سے محرومی حاصل کی۔ پس **ختم اللہ علےٰ قلوبہم و علےٰ سمعہم و علےٰ ابصارہم غشاوۃ و لہم عذاب عظیم** ط کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ کیونکہ کسی پر مہر لگنا کے یہی معنے ہیں۔ کہ اوس کو قطعی کر دینا۔ اور یہ اون کے کفر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ جب اونہوں نے **قلب** کی ایک طاقت کو بے کار چھوڑا۔ تو اب اوس کا اثر بیرونی قوائے سمع اور بصر پر بھی پڑا۔ اب وہ کان رکھتے ہیں۔ پر سنتے نہیں آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ **ختم اللہ علےٰ قلوبہم** پر اکثر لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ یہ اون کی غلطی ہے۔ وہ قانون قدرت پر نظر کریں۔ اور **ان الذین کفروا** کو جو علت موجبہ **ختم اللہ علےٰ قلوبہم** کا ہے خوب سوچیں۔ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقرۃ رکوع دوئم

اب منافقوں کا حال بیان ہوتا ہے۔

یخادعون کے معنے **یمکرون** کے ہیں پس معنے یہ ہوئے۔ کہ منافق چھوڑتے ہیں اللہ کو قاموس میں **خادعہ** کے معنے **یمکر** لکھے ہوئے موجود ہیں۔ قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت قرآن ہی کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ قرآن میں کوئی لفظ اشکال طلب ایسا کوئی نہیں آیا جسکی تشریح اور توضیح دوسرے مقام پر نہ ہوئی ہو۔

یخادعون کے معنے **یمکرون** قرآن کریم کے دوسرے مقام پر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منافقوں کے لئے الگ فرمایا ہے۔ **نسوا اللہ** کے معنے ہیں جو چھوڑا ہے اُنہوں نے اللہ کو۔ اللہ تعالےٰ سے وصف **فریب** اور دغا کی مذموم صفات کو منسوب کرنا دانشمند اور خدا ترس انسان کا کام نہیں ہے۔

یخادعون کے معنے **یمکرون** بھی لغت اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ثابت ہیں قرآن کریم میں ان معنوں کی تصدیق میں فرمایا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علےٰ من عند رسول اللہ حتےٰ ینفضوا** پس **و ما یخدعون** کے معنے ہوئے اور بخل نہیں کرتے۔

ما یشعرون کے معنے ہیں۔ ادنےٰ فہم ہی نہیں رکھتے۔ علم نہیں رکھتے۔ خیال نہیں کرتے

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا کے معنے کی تشریح کی مزید ضرورت اوس اصول کے بیان کرنے کے بعد کہ جب انسان کسی طاقت کو بیکار چھوڑ دے وہ زائل ہو جاتی ہے نہیں معلوم ہوتی۔ خصوصاً **بما کانوا یکذبون** پر غور کرنے کے بعد پس اب اس آیہ کا صرف ترجمہ کافی ہوگا۔ اور وہ یہ ہے ان کے (منافقوں کے) دلوں میں کم زوری کا مرض ہے۔ نہ مسائل اسلام میں قوت فیصلہ اور نہ اہل اسلام سے تاب مقابلہ۔ پس وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ مرض تو آخر اللہ تعالےٰ بڑھائے گا۔ کہ مسائل روز بروز بڑھتے جائیں گے اور جماعت اسلام ترقی کرے گی۔ اگر ان چند مسائل پر ان کو مشکلات ہیں۔ تو اب مسائل اور بڑھیں گے۔ اگر جماعت قلیل اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان سے ڈرتے ہیں۔ تو یہ جماعت روز افزوں ترقی کرے گی۔ **تکذیب الرسل** ایک ایسی کرتوت اور عذاب الٰہی کو کھینچ لانے والی حرکت ہے۔ کہ سب

امراض روحانی اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور شقاوت کی تاریک راہوں کی اسی ایک قعل سے بدبخت انسان چلا جاتا ہے۔

عہد الست یا عہد میثاق

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں پٹنہ کے ایک ماہواری رسالہ "اصلاح" نامی سے ہم نے ایک مضمون عہد میثاق اور عموم جمعہ کے عنوان سے درج کیا تھا۔ جس کو مولوی غلام حسین کنتوری ہم قانون شیخ نے لکھا تھا۔ اس مسئلہ عہد الست پر جس طریق سے مولانا موصوف نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ بجائے خود اس کو زیادہ تاریک بنانے والی ہے۔ اوسوقت کوئی ریمارک ہمنے مضمون مذکور کی نسبت نہیں کیا تھا لیکن بعد میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب بھیروی نے اوس تحریر پر ریمارک کرنے کے لئے ہمیں فرمایا۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا۔ کہ اوس عام غلطی کو جو عہد الست یا عہد میثاق کے متعلق عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ جسکی وجہ سے مخالفین و معترضین کو اعتراض کا موقع ملا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے ہم "اصلاح" پٹنہ کے لائق ایڈیٹر سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریر پر نظر فرمائیں گے اور اپنے رسالہ میں اس کو درج کرکے اس کی تصحیح اور تنقیح کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور کرینگے۔

عہد میثاق یا عہد الست قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا گیا ہے۔ جو سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع میں یوں درج ہے۔ **واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا** الخ سیپارہ نہم۔ سورۂ اعراف رکوع ۲۲۔

اس آیت کے ترجمہ میں الفاظ اور لغت عرب اور محاورات کو مدنظر نہ رکھنے کی وجہ سے ایک خرابی پیدا ہوئی ہے۔ جو ان سارے اعتراضات کی موجب ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری و مقدم امر اس کے ترجمہ ہی کی صحت ہے۔

عام طور پر یہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کہ جب کہ تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اون کی اولاد کو باہر نکالا۔ اور اونکو ہی اون پر گواہ کرکے کہا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اونہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ مگر محاورات عرب پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ وہ ظہور کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں۔ چنانچہ قاموس میں ظہر اظہر ہم اسے وسلہم نکالا ہے۔ ظہر کا لفظ زائد ہے۔ اور بین کے معنے وسط کے ہیں۔ اور اس فقرے کے معنے اون میں یا اون کے بیچ میں۔ اور یہ محاورہ ہمارے سید و مقتدا حضرت سید الاصفیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نکلا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کنت بین ظہرانی اصحابی۔ باب الایمان۔ یعنے آپ ہم میں تھے محاورات عرب میں بولتے ہیں **ما فصحاک وما خرجت من اظہرنا** تو کیسا فصیح ہے اور تو تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ ان محاورات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب ظہر یا ظہور کا لفظ عموماً زاید بولتے ہیں قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے وہ محاورات عرب سے باہر نہیں۔

دوسرا لفظ قابل غور اس آیت میں بنی آدم ہے حالانکہ آیت میں صرف آدم کے ساتھ بنی کا لفظ موجود ہے مگر عام طور پر بنی آدم سے مراد ابوالبشر لے لیا جاتا ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ لہذا یہ خیال کہ کسی خاص دن یا خاص وقت پشت آدم سے تمام پیدا ہونے والی مخلوق کو خارج کرکے جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں اُن سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار لیا۔ قرآن کریم کے لفظ سے ثابت نہیں ہوتا پس **عہد میثاق یا عہد الست فی الخارج** کوئی چیز نہیں مفسرین میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں۔ کہ نفس الامر میں آدم کی پشت سے اس کی ذریت کو نکالا اور اقرار لیا اور اپنی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے اقوال کو یا ایسی احادیث کو قابل تسلیم قرار دیں جب کہ وہ قرآن کریم کے صریح الفاظ کے متناقض ہیں اور اس لئے قرآن کریم پر اُن کو ترجیح کبھی اور کسی امر حال میں نہیں دیجتی۔ تفسیر کبیر میں بقول ابن الصحاب الظاہر لوگوں کی بابت اس مضمون میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے بنی آدم کے ظہور یعنے پشتوں سے اون کی ذریت یوں نکالی ہے۔ کہ نطفہ پشت اباء میں تھے۔ وہاں سے رحم مادر میں آیا۔ جہاں وہ مراحل ستہ طے کرکے کامل الخلقت بن کر پیدا ہوا اور پھر اوسے حواس خمسہ و سبع حسوں میں جو اس عشرہ دئے گئے۔ جنکی بدولت وہ الوہیت اور ربوبیت خدا پر دلائل قائم کرنے کے قابل ہو گیا۔ یہی دلائل بذات خود ایک عہد اور اسبات پر گواہ ہو گئے۔ اور اون کی حالی زبان نے اوس کی الوہیت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مطالب کو قرآن کریم کی اس آیت کے الفاظ ہی سے مستنبط کیا ہے۔ اور حالی زبان کے متعلق قرآن کریم اور اقوال عرب سے شواہد لے کر اوس اور بھی موکد کر دیا ہے۔

بہرحال جیسا کہ ہم نے اشارۃً کہا ہے۔ کہ بڑی بھاری غلطی ظہور جو ایک زائد لفظ ہے کے ترجمہ کرنے میں واقع ہوئی ہے۔ اور سارے دقتیں اسی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

اب ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا کہ جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اون کے ہی درمیان سے اون کی اولاد لی۔ اور خود اونہیں ہی اون پر گواہ ٹھہرایا۔ گویا اون کی فطرت اور حالت کو ہی اس امر کا شاہد قرار دیا۔ کہ کیا اون کی بناوٹ اور ساخت کسی پیدا کرنے والے کی دلیل نہیں۔ تو یہ اختیار اونہوں نے کہا کہ ہاں ہم گواہ ہوئے۔

یعنے انسان کا وجود جو بے انتہا نادرات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل قوی ہے۔ اور **اشہدہم علی انفسہم** کے معنے یہی ہیں۔ کہ خود انسانی فطرت اور انسانی وجود خدا تعالےٰ کی ہستی کا شاہد ہے۔ اور **قالوا بلی** سے صاف ثابت ہے۔ کہ انسان فطرتاً اوس پاک ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ اب عہد میثاق کی جو حقیقت ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ تو آج کل کے فلسفی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔

ہمارے مخدوم مولوی نورالدین صاحب بھیروی نے جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو بفضل خدا اول رشک بہرہ رکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ

فرمایا ہے۔ جو فصل الخطاب میں درج ہے۔ کہ عادل۔ رحیم۔ قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں اون کی بدو فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکھا ہے۔ جو ہمیشہ وجود الٰہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے۔ یا اقلاً یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارض کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کی سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی ذی ایمان کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مر گئی ہو۔ اور وہ کم بخت انتہا کنوئیں میں جا پڑا ہو۔ اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اوسنے اپنا نام کٹوا لیا ہو۔ تو یہ اوس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو اسطرح پر انسان کو سمجھاتا ہے۔ کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہے۔ اور اوس کی ترکیب وہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

اصلاح خیالات کے وقت کی ضرورت

سنت اللہ پر نظر کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے۔ کہ انسان کی اصلاح حال وتہذیب نفس کے لئے اللہ کریم نے برگزیدہ لوگوں کو وقتاً فوقتاً فہیم کے خطاب سے مخاطب فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ایسے ریفارمر ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر آکر لوگوں کے ناقص خیالات میں تغیر وتبدل کرنے کی زبردست تحریکیں کرتے رہے ہیں۔

لاریب اون کی مساعی موثر اون کے تجربے وسیع اور اون کے جذبے کارگر تھے۔ لیکن اون کی ہیوگرافی (سوانح عمری) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ بنی نوع انسان کے خیالات پر اپنا قابو نہیں پا سکے۔ اون پر ہمدردی کا حرم قائم کیا گیا۔ قوم اور ملک کی طرف سے آفات ومصائب پہونچانے میں کوتاہی نہ ہوئی۔ مگر وہ اپنے ارادے کے پکے اور عزم کے سچے اون تمام آلام اور مصائب میں بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اور قوم کی بدگوئی پر منہ موڑ کر ایسا نہیں کیا۔ کہ بالکل الگ تھلگ ہو گئے ہوں۔ نہیں بلکہ جو حادثہ اون پر گذرا۔ اونہوں نے اوس کو بھی خیالات قوم کی تبدیلی اور اصلاح کا باعث سمجھا۔ اللہ اللہ کس قدر عزم اور استقلال ہے۔ مگر یہ سادہ یہ ذہن کسی ایسے انسان کے بدول دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل سے جسمانی حجاب اور ظلمانی پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ اور اون کی بجائے نور اور روشنی بھر دیجاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اوس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور عالم ملکوت کے اسرار سے اوسے بہرہ وافر ملتا ہے۔ اور الٰہی ہستی اوس کو اپنے خاص سایہ میں لیتی ہے۔ تب یہ استقلال اور عزم اس کو ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ریفارمر اور مصلح اون مصائب اور تکالیف کو جو قوم کی طرف سے اونہیں پہونچتی ہیں۔ نہایت لذت اور سرور کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بہت سے ریفارمر جاں سے گذر گئے۔ مگر اصلاح خیالات کا دروازہ کھول گئے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے وحشی اور قسی القلب لوگوں کو معلوم نہوا۔ مگر آنے والی نسلوں کو اون کی موت ایک تاریک وحشت اور بہانتک جہالت سے روشنی میں لے آئی۔ اون کی قوم کو پتہ نہ لگا۔ مگر مورخوں نے یہ سراغ نکال لیا۔ اور پرزور الفاظ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہ **قومی شہید** تھے جو صرف **اصلاح قوم** پر نثار ہو گئے۔

ایک بڑی روک جو اون کے راہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور درحقیقت اوسی کو دور کرنا اون کا فن ہوتا ہے۔ وہ پرانے تقلیدی خیالات ہوتے ہیں۔ اون پرانے خیالات ومعتقدات میں جو صرف رسمی اور تقلید کے طور پر اون کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ انقلاب پیدا کرنا ایک امر عظیم وخطیر ہوتا ہے۔ تبدیل خیالات ہی انسان کو تاریکی یا روشنی میں لانے کا ذریعہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو یہی ایک آلہ ہے۔ جس پر قومی شائستگی اور تہذیب یا وحشت وجہالت نکبت وشقاوت کا انحصار ہے۔ اور یہی ایک امر ریفارمروں کے پیش نظر رہتا ہے۔ جس پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی دیا جا رہا ہے۔

ریفارمر کا تبلیغ پر جو بیس ہونا۔ اور اس امر پر زور دینا کہ ہماری طرف سے منادی کرو۔ ہمارے خیالات شائع کرو۔ اس کی غرض وغایت صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اصلاح خیالات ہو۔ اور نفس الامر میں یہی ایک مجرب نسخہ ہے۔ جو کامیابی کا پیارا پیارا گھڑا دکھاتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ جب بار بار تحریک ہو گی۔ اور تحریر سنئے تقریر سے خیالات میں متواتر اُمنگ۔ جوش اور اولٹ پھیر پیدا کیا جاوے گا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ طبائع اور نفوس اوس کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ روشنی یا تاریکی پھیل رہی ہے۔ وہ خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بار بار کی تکالیف سے کبھی بھی نہیں گھبراتے۔ اور ہراساں وترساں ہو کر باز نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس طرح پہاڑ کی سخت چٹانوں سے جا کر ٹکراتا اور اکثر منہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوتا ہے۔ مگر مٹتا نہیں۔ بار بار ادھر ہی جاتا اور ٹکریں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا راستہ بنا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ **ریفارمر** دنیا اور اوس کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی اونہیں پاگل کہے۔ وہ سنتے ہیں۔ سڑی اور شاعر کی پرواہ نہیں رکھتے۔ نفس پرست اور شہرت طلب اون کو کہا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی حالت سے ایسا استغنا ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ان باتوں کے وہ مخاطب ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اون کو مہجور القوم اور بسا اوقات ملک سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنے خیالات کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ایک طریق اون لوگوں کی صداقت کی پڑتال کا ہے۔ کیونکہ جیسا ہم نے اس مضمون کے شروع میں کہا۔ ایسا عزم اور استقلال عام انسانی طاقت سے فوق اور بالاتر ہے۔

ریفارمر اپنے انتشار خیالات واشاعت مقالات میں بہت زور دیتے ہیں۔ اور وہ طبائع انسانی پر قابو پانے کی یہی سبیل دیکھتا ہے۔ لیکن انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگ تو ایسے

ہوتے ہیں۔ کہ جو اپنی سعادت اور فرقت ممیزہ سے بہت جلد خیالات کا مبادلہ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر ایک تحریر یا تقریر۔ ہر ایک کلام اور فقرے کو خوب غور سے سنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو دو اور دو چار کی طرح جانتے ہیں۔ کہ انسان زبان قلم یا قلم زبان سے جو بات نکلتی ہے۔ وہ ایک بے معنی اور بے سروپا ہوا نہیں ہوتی۔ بلکہ اوس میں بسا اوقات سحر کہو۔ یا افسون معجزہ کہو۔ یا کچھ اور غرض ایک ایسی طاقت اور قوت ہوتی ہے۔ جو بشرطیکہ سننے والے کی استعداد اور قابلیت ہو۔ کانوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی ہے اور اوس پر جا کر اپنا قابو پا لیتی ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے کسی نے کہا ہے۔

سخن سحر است اگر گفتن بداند

اور دفعتہً خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ مگر یہاں یہ امر بھی بحضور دل یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ایسا موثر کلام عام لوگوں کا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسا اعجازی اثر بھی اون لوگوں ہی کی زبان میں رکھا جاتا ہے جس کی مخالفت خدا کی ناراضی اور موافقت اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا موجب ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پورانے دنیا نویسی خیالات کے لوگ جن کو دوسرے لفظوں میں مخالف الرائے بھی کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ کوشش کرتے اور تعلیم دیتے ہیں۔ کہ اوس کی باتوں کو نہ سنا جاوے۔ اور اوس کی تحریروں کو نہ پڑھا جاوے۔ کیونکہ وہ ناعاقبت اندیش بدباطن حاسد اس امر کو خوب جانتے ہیں۔ کہ اون کے کلام میں وہ اعجازی اثر اوس زبردست طاقت نے رکھا ہوتا ہے جو دلوں پر حکومت کرتی ہے۔ پس یہ بھی ایک سیمیار ہے۔ جو است باز ریفارمر کی صداقت کا کہ اوسکی تحریروں یا تقریروں کے سننے یا پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے۔ اور اس میں دوسری طرف یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ جہاں خالی الذہن ہو کر پڑھا یا سنا۔ جھٹ اوس کا مقناطیسی اثر دل پر ہوا۔ ہاں سعادت اور رشد کی استعداد ہونی چاہیئے۔ جیسے بارش آسمان سے آتی اور برکات اور فضل الٰہی کو ساتھ لاتی ہے۔ مگر شورزمینیں اوس کے فیض سے بالکل بے نصیب رہتی ہیں۔ اسی طرح سے آسمانی ریفارمر اور روحانی مصلح کی باتیں بھی اوسی بارش کے ہم رنگ ہیں۔

سورج کی شعاعیں وہیں پڑ کر اپنا فیضان اور نور پہونچا سکتی ہیں۔ جہاں اون کی آمد کے لئے روزن اور جھروکے ہوں۔ اگر کوئی نادان اپنی کھڑکی بند کرے اور پھر چاہے کہ سورج کی روشنی اندر آوے۔ تو یہ تو ممکن ہی نہیں۔ پس ریفارمر کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے اول ضروری ہے۔ کہ سرد دل اور صبر اور استقلال سے اوس کی باتوں کو سن لیا جاوے۔ اور پھر غور کیا جاوے۔ اور ایک مستعد دل لے کر اون سے استفادہ کرنے کی جد و جہد کی جاوے۔ پھر اللہ کریم اپنے وعدہ کے موافق اوس کی اپنی راہیں کھول دیتا اور آسان کر دیتا ہے۔ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی سپیکر یا لیکچرار یا کسی ریفارمر کے کلام نے آناً فاناً میں انسانوں کے قلوب کو ادھر سے اودھر کر دیا ہے۔ بزدلوں اور کاہلوں کو مرد اور چست و چالاک بنا دیا ہے۔ مغلوب لشکر کو غالب اور مضبوط اور آہنیں قلعوں کو فتح کر دیا ہے۔ اور بعض اوقات ایک نامرد اور پورچ آدمی کے اقوال نے فاتح قوم کو مفتوح اور غالب کو مغلوب بنا دیا ہے۔ تو اریخ ایسے عبرت خیز واقعات کی شاہد عدل ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو پورانے دنیا نویسی خیالات اور تقلیدی بندھنوں میں کچھ ایسے بے طرح اسیر ہو گئے ہیں۔ کہ وہ ان خیالات سے نکل کر ایک ناصح مشفق کی باتوں کو بھی نہیں سننا چاہتے۔ اور یہی نہیں۔ کہ وہ اون بیش بہا معارف اور حقائق سے بے پرواہ ہیں۔ بلکہ ایسے خیال اور یقین والوں کو اپنا ہر طرح سے دشمن سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو ملاء اعلیٰ میں ملعون یا مردود کہلاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ آسمانی لعنت کے نیچے آ کر خدا سے بکلی دور جا پڑتے ہیں۔ اس لئے اون پر حق و باطل کا انکشاف ہو نہیں سکتا۔ اور یہ وہی لوگ ہیں۔ جو ازلی محروم کہلاتے ہیں۔ وہ سعادت مندی کی راہوں کی طرف ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے۔

ایسے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں جن کی نسبت کسی حد تک یہ جانا ہے۔ کہ کہا جاوے کہ اون کے دل پر جو مہر عرصہ دراز سے لگ چکی ہے۔ اوس پر دوسری مہر نہیں لگ سکتی۔ اون کے لئے بہت بڑی زبردست اصلاحی قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اون کا دل ایک بڑی بھاری چٹان کی مانند ہوتا ہے۔ جس کا آمد سی اور سیلاب سے جنبش کھانا اگر محال نہ ہو۔ تو ممکن مشکل ضرور ہے۔ مگر سچے ریفارمر آسمانی تائیدات لے کر آنے والے ریفارمر ایسے لوگوں کی اصلاح سے بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے۔ کیوں؟ اون کی ایمانی اور توکل کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے زبردست اور ہیبت ناک ہاتھ کے سامنے کوئی چیز ان ہونی اور نہیں نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی ظاہر پرست ہمارے اس جملے پر اعتراض کرے کہ یہ ایک شخص خدا تعالےٰ کو ایسا ہی ایک قادر مطلق خدا مانتا ہے۔ تو ہم اوس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہیں گے۔ کہ صرف لفظی اور لسانی طور پر۔ ورنہ وہ ہمہ قدرت ہستی کو اگر ویسا ہی مانتا۔ پھر اپنی ادنےٰ ادنےٰ احتیاجوں اور ضرورتوں پر غیر اللہ کی جھوٹی خوشامدیں اور بیجا منتیں کیوں کرتا۔ اور خدا تعالےٰ پر طرح طرح بدظنیاں اپنی عملی حالت سے کیوں کر کے دکھلاتا۔ پس درحقیقت یہ سچا درجہ یقین اور توکل کا ان لوگوں ہی کو ملتا ہے۔ جو اوس کے عرش کے سامنے اپنی روح کو سجدہ میں پھینک دیتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو ایک خاص سکینت اور تسلیت ملتی ہے۔ اس لئے وہ سنگ دل سے سنگ دل انسان کی اصلاح اور روبراہ ہونے سے بھی مایوس نہیں ہوتے اور لحظہ کے لئے بھی متذلل ہو کر نہیں بیٹھتے۔ انہوں نے ایسے موقعوں پر اپنے ریفارمر کی طاقت کو دو چند اور چہار چند بلکہ وہ چند کر دیا ہے اور بار بار کی طاقت اور مزاحمت اور نبرد آزمائی سے بھی اُس بھاری چٹان کو ہلا مرکز سے ہٹا دیا۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مسیح نے انجیل میں اشارہ کیا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا۔ غرض ایسے متذلل ان لوگوں کے خیالات کی اصلاح کے لئے مصلح اور ریفارمر کی ایمانی طاقت کی قوت جس قدر زبردست ہوگی اسی قدر زیادہ کامیابی کی امید ہے اور سچے ریفارمر کا یہ خاصہ ہوتا ہے۔ کہ جب وہ ایسے لوگوں کی اصلاح کی طرف آتا ہے جو اُس کی طرف آنے سے اور اوس کی باتوں تک سے نفور اور گریزاں ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی اصلاح کی قوت کو جیسا اوپر بیان کیا ہے زبردست کر دیتا ہے جیسے جب کسی انجن کے ساتھ زیادہ گاڑیاں ہوں یا کسی بہت بڑی بھاری شے

کی نقل مکانی مطلوب ہو تو اوس کی سسٹم (قوت وخانی) بڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جیسے جیسے دل قابل اصلاح اوسے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اوس قدر اوس کی سسٹم آف ریفارمیشن کو تیز کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ **کامیاب** اور **بامراد** ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر **بالغ خرد** ناظرین اور غور کرنے والی طبیعتیں **راستبازوں** اور ماموران من اللہ کی تبلیغ کا جوش دیکھ کر بھی اون کی **صداقت** اور اون کے مشن کی عظمت کو پہچانتی ہیں۔ کیونکہ جس قدر زور اور ہمت وہ اپنے مشن کی تبلیغ میں صرف کرے گا۔ اوسی قدر اوس کی صداقت کا راز کھلتا جائے گا۔ عالم مفتری کبھی اور کسی حال میں اپنی تبلیغ میں مستقل مزاج اور اپنے ارادہ میں پکا نہیں ہو سکتا۔ پس جب تم دیکھو۔ کہ کوئی **مرد خدا** ایک زبردست اور پرزور انجن کی طرح اپنے مشن کی تبلیغ میں چلا جاتا ہے۔ تو اوس کی تکذیب اور انکار سے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ پھر اندیشہ یہی ہے۔ کہ جیسے ایک تیز دوڑتے ہوئے انجن سے ناداں بیل ٹکر مار کر مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اوس **فانی مرد** کا مقابلہ ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ جوش اور ہمت اوس کو بخز اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کے سہارے اور ٹیک کے نہیں مل سکتی۔

یہ امر بھی خوب یاد رہے۔ کہ جس تحریر یا تقریر سے لوگ متاثر نہیں ہوتے۔ تو یہ یا تو متکلم یا مقرر کا قصور ہے۔ اور اوسے وہ سچا ہوش عطا نہیں ہوا۔ اور یا اوسے دلوں تک پہونچا دینے کا کافی ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر آخر اللہ کر صورت کم ہوتی ہے۔ جب خدا کسی **مصلح** کو بھیجتا ہے۔ تو اوسکے لئے وہ سب سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اوس کی **آواز** کو پہونچانے اور موثر بنانے کے لئے اوسے ضروری ہوتے ہیں۔ ہم اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سچے ریفارمروں کے لئے یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ اون کو ایسے سامان ملیں جو ہر حال اور ہر میدان میں اُن کی تضحیک کا موجب ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کا خاص وعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں الٰہی نصرتوں کو ہر آن اور ہر لحظہ میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ایک اور معیار ہے۔ **ناصح مشفق** اور **حقیقی راست باز** اور **منبع اصلاح** کی صداقت کا۔ یعنے اوس کو ایسے اسباب ملتے ہیں۔ جو ہر حالت میں اوس کے لئے مفید اور اوس کے مخالفوں کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

قادیان میں معاشوں کا حوصلہ اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی قابل تعریف کوشش

ہم نے آج تک بہت کم ایسی باتوں پر ایکشن لیا ہے۔ جو عام معاملات سے متعلق ہیں۔ لیکن اون معاملات پر جو امن عامہ اور عام بنی نوع انسان کی ہمدردی کے متعلق ہوں۔ ضروری امور سے پہلو تہی کرنا ایک اخبار نویس کا فرض منصبی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ مقامی حکام کو ہماری رائے نے کہاں تک مدد دی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں پر یہ امر خوب روشن ہے۔ کہ **امرتسر** کی اخباری دنیا میں جس قلم نے مقامی حکام کو مفید مشورتیں اور ہر وقت امداد دی ہے۔ وہ وہی قلم ہے۔ جو آج **الحکم** کی روح رواں ہے۔ بلکہ اوسے فخر حاصل ہے۔ کہ امرتسر کے مقامی حکام نے اوس کی خدمات سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اوس کو ایک وقت خاص پر بطور **سپیشل پولیس آفیسر** مقرر کیا۔ اور اوس کی خدمات بہ حیثیت سپیشل پولیس آفیسر سے خوش ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ضلع امرتسر نے خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی عطا فرمایا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا فخر رکھتے ہیں۔ کہ ہماری رائے اس معاملہ میں کچھ کم اثر انداز نہ ہوگی۔

چند روز سے قادیان میں رات کو بدمعاشوں کی خطرناک جرأتوں نے اہالیان قادیان کو سخت تشویش اور فکر میں ڈال رکھا ہے۔ یہ بدمعاش ابھی تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ خاص قادیان کے باشندے ہیں یا بیرونجات سے آتے ہیں رات کو لاٹھیوں اور گنڈاسوں وغیرہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔

دو تین دن تک تو متواتر حاکم علی نام کنسٹبل متعینہ قادیان کی سرتوڑ کوشش سے اہل شہر کسی قسم کے مالی یا جانی نقصان سے محفوظ رہے مگر اس نامراد گروہ کی ضدیت اور غصہ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ۱۱ مئی ۱۹۰۷ء کی شب کو یہ مسلح گروہ پھر آیا اور متعدد مقامات پر کلوخ اندازی کرتا رہا اور ایک عورت اور ایک ہندو پر اینٹیں پڑیں آخر اُسکا مقابلہ چوکیدار سے دیر سے مع کنسٹبل مذکور بھی ہو گیا۔ یہ لوگ لاٹھیوں۔ اور گنڈاسوں سے مسلح تھے اس لئے کمزور جماعت چوکیداروں کی جس کی تعداد چھ سات تھی اُن کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکی لہذا علے الصباح محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ (جو ایک منصب جفاکش محنتی آدمی ہے) کو اطلاع دی گئی جو فی الفور ایک معقول انتظام کے ساتھ تشریف لائے۔ چنانچہ اونہوں نے رات کو آتے ہی مختلف مقامات پر متعدد آدمیوں کا پہرہ ایسے ڈھب سے لگایا جس سے اون کی انتظامی قابلیت اور لیاقت کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور آپ بہ نفس نفیس چوکیداروں کے ہمراہ تمام رات گشت کرتے رہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الحکم بھی اس موقع کے ساتھ رات بھر گشت کرتا رہا۔

یہ امر دیکھ کر ہم بٹالہ پولیس سٹیشن کے متعلقہ دیہات کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔ کہ اون کو ایک **محنتی** اور **جفاکش** اور اسپر **خلیق** پولیس افسر ملا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم باعث خوش نصیبی نہیں۔ کہ اون کا ماتحت شیخ محمد شریف سارجنٹ بھی تندہی اور جفاکشی میں اپنے قابل افسر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہونہار نوجوان بہت جلد ترقی کے مدارج طے کرے گا۔ بہر حال ہم کو اس وقت کسی کی تعریف یا تذمیم سے کام نہیں۔ ہم تو یہ امر دکھانا ہے۔ کہ بدمعاشوں کی یہ جرأت اور حوصلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ گو ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی انتظام کی وجہ سے ۲۲ کی رات کو بالکل امن رہا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس امر کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

کہ انتظام بدمعاشوں کے لئے پولیس فورس کو اس علاقہ میں سپیشل پولیس کی معرفت بڑھایا جاوے۔ ہم نے اپنے طور پر جو اشخاص کی طریق معاش اور عام چال چلن کے متعلق ڈائری طیار کی ہے۔ اور اس کو ہم جوڈیشل پولیس کے اعلیٰ آفیسر کے پاس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امر پولیس بٹالہ کے لائق آفیسر کے لئے ضرور قابل لحاظ ہے۔ کہ قادیان میں عملہ کرنے والے بدمعاشوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں ڈاک خانہ قادیان کے ایک چٹھی رساں شیخ فضل الٰہی نے بھی جو ایک مستعد طبیعت کا نڈر سا آدمی ہے۔ بہت مدد دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چوکی داروں کے ساتھ متواتر کئی شب پھرتا رہا۔ اور ۲۲ مئی کی شب کو بھی رات بھر ڈپٹی انسپکٹر کے ہمراہ ہی رہا۔ یوں تو ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کو مدد دے۔ مگر ایسے لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بھی ضرور پولیس اتھارٹیز کو توجہ فرمانی چاہئے۔ اس معاملہ کے متعلق ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ فضل الٰہی جیسے مستعد اور پرعزم طبیعت کے چالاک انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم دوسرے موقع قادیان کے انتظام کے متعلق پولیس اتھارٹیز کو مفید رائیں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو ہم نے ذاتی تجربہ سے حاصل کی ہیں۔ اور وہ معلومات دیں گے۔ جو یہاں رہ کر ہم نے بہم پہونچائے ہیں۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں جب ۶ مئی ۹۸ء کو قادیان دارالامان گیا تھا۔ تو حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے چند ایک کلمات مشتمل بر پند و نصائح فرمائے تھے۔ کہ میں لاہور کی جماعت کو جا کر کہہ دوں۔ میں نے ان کلمات کو لے کر جہاں تک مجھے یاد رہا۔ لکھا۔ ایک بیان لکھا۔ اور جلسہ فرقانیہ لاہور میں پڑھا۔ اور اس کی نقل آپ کو ارسال کرتا ہوں۔ تاکہ اگر مناسب ہو تو درج اخبار فرماویں۔

وہو ہذا

"فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہہ دیں۔ اور ان کو سمجھاویں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دیگا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور ان کی حفاظت کرتا۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالےٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے۔ تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی + ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور تحمل سے ہر ایک سمجھاؤ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا سیموریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے اور اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔"

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت لاہور کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے اسکے واسطے خاص دعا کے لئے درخواست کی۔ اور ہر ایک کو جو اسکو پڑھے اسکے آگے ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے لئے خاص طور پر دعا کرے کہ ہم نجات کے صدمقام میں ہیں

مرقومہ نیاز۔ محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور

۲۱ مئی ۹۸ء

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مندرجہ ذیل خطوط عالی جناب سیدنا مسیح الزمان و مہدی دوران حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد نے ہمارے بھائی قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ کے نام اون دنوں میں لکھے تھے۔ جب کہ مخالفین اون کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دے رہے تھے۔ مکتوب نمبر دوم کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو خصوصاً معلوم ہوگا۔ کہ یہ گرامی نامہ ایک جلیل القدر پیش گوئی پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے جلی قلم سے شائع کیا ہے۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

محبی مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا محبت نامہ کل کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہموم غموم سے نجات بخشے۔ اہل حق کو اوائل میں تکلیفیں پہونچتی ہیں۔ مگر آخر اُن تکالیف سے نجات پاتی ہیں۔ اب آپ ایک تجرد کی حالت میں ہیں۔ اگر اس عاجز کے پاس ہی آبیٹھیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح خدا تعالیٰ آپ کی ضرورت کا متکفل ہو جائے گا۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مومن کی نظر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر ہوتی ہے۔ نہ اسباب پر۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پہلے بھی یہی بات زبانی کہی تھی۔ عمر ناپائدار اور کار دنیا ہمہ ہیچ۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس عمر کے ہم سب لوگ موت کے کندے بیٹھے ہیں۔ اور آسمانی آماں ہر یک کو اپنے وقت پر پہنچیگی اس صورت میں فکر موت بہت مقدم ہے۔ تا حسرت کے ساتھ جان نہ نکلے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر ایک نیک کام کی قوت بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا کرے۔ آمین۔ آتھم کی پیش گوئی کی نسبت ایک مبسوط رسالہ اسی جگہ قادیان میں چھپ رہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ القدیر دو ماہ تک شائع ہوگا۔ پھر اس عرصہ کے بعد یاد دلانا چاہئے۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مکرمی اخوی ام قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر یہ دریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ جس قدر ابتلا آں مکرم کو پیش آیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے مستقیم الحال بندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ تا ان کی استقامت اور قوت ایمانی لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا وہ اس ذریعہ سے بڑے بڑے ثواب حاصل کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سخت دل مخالف لوگوں نے جو ہمارے ہی قوم کے علماء اور ان کے ہم خیال ہیں۔ اپنی فتنہ اندازی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور اگر ان کے اختیار میں قتل اور سفک دماء ہوتا۔ تو وہ یہی کر گذرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے عنان حکومت ایک دوسری قوم کو دے دی ہے۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ

ہم کو اور ہماری جماعت کو اس ابتلا میں نہیں چھوڑے گا اور وہ دن جلدی آنے والے ہیں جو حق کی چمک لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور مخالف حق کے نادم اور غائب ہوں گے۔ جناب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کو دیکھو کہ کیا کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دکھ درد اٹھانے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور سب دوست دشمن ہو گئے۔ لیکن آخر خداوند تعالیٰ نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور اسلام کو زمین میں پھیر جما دیا۔ یہی حال اس جگہ ہوگا۔ **اور مخالفوں کو بجز سیاہ روئی اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا خدا تعالیٰ اُن کی بد دعائیں انہیں پر ڈالیگا اور وہ گردشیں جن کی وہ انتظار کرتے ہیں انہیں پر پڑیں گی۔** میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تین چار ہفتہ کے لئے قادیاں میں تشریف لے آویں اور قاضی محمد یوسف صاحب ساتھ آجائیں اس میں انشاء اللہ القدیر آپ کو روحانی فائدہ ہوگا اور قاضی صاحب کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ انسان جس چیز کا قصد کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ میسر کر دیتا ہے۔ یہی بات قاضی صاحب کو بعد السلام علیکم میری طرف سے کہہ دیں کہ آپ کے ساتھ بالاتفاق تشریف لے آویں آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے نہ زمانہ کا کچھ اعتبار نہ عمر کا کچھ بھروسہ بہتر ہے کہ ضرور آجائیں اور قاضی صاحب کو ساتھ لے آویں مگر تین چار ہفتہ کے لئے وہاں کا کچھ بندوبست کر آویں۔ باقی عند التلاقی۔ آپ کے خواب کا پرچہ میں نے رکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر شائع کروں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد

الانذار

ہمارے ناظرین ایک عرصہ سے **الانذار** نام ایک رسالہ کا اشتہار ٹائیٹل پیج پر مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ الحمد للہ کہ رسالہ مذکور ایک عجیب شان سے چھپ رہا ہے اس رسالہ کی ترتیب کے لئے خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اس کی قدرت نمائیوں پر ایک نئی شان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ابتدا میں صرف یہی خیال تھا کہ سید حامد شاہ صاحب کی نظم ہی کو چھاپ دیا جاوے مگر بعد میں چوہدری رستم علی خاں صاحب کی ایک فارسی نظم کو ساتھ شائع کر دینے کا خیال پیدا ہوا۔ ابھی پریس میں باقاعدہ رسالہ مذکور بھی نہ گیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جلسہ طاعون کا ڈھنگ ڈالا۔ اس پر ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ جلسہ طاعون کی کارروائی بھی اسکے ساتھ ہی شائع کر دی جائے۔ مگر ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے ایک چوہدری میں جلسہ طاعون کی کارروائی کا نمونہ ناظرین کو دکھایا ہے۔ مگر چونکہ وہ مختصر سا اشتہار حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے اندراج کا متحمل نہ ہو سکتا تھا اور یہ ضروری تھا کہ وہ تقریریں بھی شائع ہوں الحکم کے کالم بھی اس قدر طویل تقریروں کے متحمل نہیں تھے لہذا جلسہ طاعون کی روئداد کو **الانذار** کے ساتھ ضمیمہ کر دیا اور اب **الانذار** کی ترتیب مضامین یہ ہے۔

الانذار (سید حامد شاہ صاحب کی پردرد نظم) قصیدہ فارسی (از چوہدری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر) **طاعون** اشتہار حضرت اقدس آپ پہلے میل طاعون کی بابت شائع فرمایا۔ اشتہار جلسہ طاعون۔ میموریل اصلاح میموریل انجمن حمایت اسلام جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تقریر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ تقریر حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان صاحب سلمہ الرحمان **کارروائی جلسہ طاعون** از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ آخر میں ارادہ ہے کہ طاعون کے متعلق اپنے احباب کی خواہش بھی **بشرطیکہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر مؤکد کر کے ہمارے پاس بھیجدیں۔** اور حضرت اقدس کے الہامات بطور ضمیمہ درج کر دیں۔ اور خیال تو یہی ہے کہ فرہاد در دہ الابلاغ جو حضرت اقدس کا ایک عظیم الشان اشتہار بغرض تکمیل تبلیغ و اتمام حجت بر اہل اسلام شائع ہو چکا ہے ساتھ ہی درج کریں۔ اگر رسالہ کی ضخامت نے اجازت دی یا احباب نے خواہش ظاہر کی تو وہ بھی منضم کیا جاوے گا۔ آئندہ اللہ تعالیٰ نے بہتر جانتا ہے کہ کیا ہوگا کیا نہیں۔ بہرحال **الانذار** طبع ہو رہا ہے۔ ہمارے بالغ خرد ناظرین اور معزز مخدوم اگر کوئی رائے دینا چاہیں تو حکمۃ عجلت میں بھیجدیں منظوری کا موجب ہوگا۔ تخمیناً تین جزو کا رسالہ ہوگا قیمت ۲ بلا محصول ڈاک درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام بہ اجازت وی۔ پی۔ یا نقد قیمت سے آئیں۔

ڈومیسٹک

۱۸ مئی ۱۹۰۹ء کی رات کو ہمارے مکرم مخدوم جناب میر زاخدا بخش صاحب تحصیلدار نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے گھر خداوند کریم کے کمال فضل و کرم سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہم اس مولود مسعود کی تولید پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علے العالمین مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے پاک قدموں اور مبارک گھر میں اس بچہ کا جنم لینا امید دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے برومند کریگا۔ اور ایک زندگی عطا کرے گا اس لئے ہم دعا مانگتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس مولود مسعود کو اپنے والدین کی نظروں میں عمر طبعی تک پہنچا دے اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور اس پر اپنے فضل کا ہاتھ ہر آن رکھے۔ آمین

جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام کو تین روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی اور مدرسہ کے فنڈ میں بھی مناسب امداد دی۔ الحمد للہ آج تک بچہ اور زچہ عمدہ صحت میں ہیں۔ اللھم زد فزد۔

گرجا گھر و نیل ارڈ بشپ کی طاعونی دعا

لاہور کے بشپ پادری نے پنجاب کے کل گرجا گھروں میں پڑھے جانے کے لئے یہ دعا لکھی ہے۔ پنجاب کے سب گرجا گھروں میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

اے ہمارے خدا جس نے اپنی نامعلوم حکمت سے حکم دیا ہے۔ کہ اس ملک کے بعض شہروں میں مرض طاعون پھیلے۔ اور اس صوبہ میں بھی داخل ہوا اپنے رحم سے اس کی بربادی کو روک دے اور اس کو ملک میں پھیلنے دے اور غالب آنے دے۔ لوگوں کے دلوں کو موڑ دے کہ ان کی حفاظت کے لئے جو بندوبست ضروری ہو اس کی اعانت کریں۔ اے خدا تو خود ان لوگوں کی حفاظت کر جو طاعون زدہ لوگوں کی بیمارداری کرتے ہیں اور اس سزا کو لوگوں کے لئے خیرات اور ہمدردی میں متحد ہو جانے کا ذریعہ بنا دے۔ یہ دعا ہماری اے خدا حضرت کے واسطے قبول کر لے۔ آمین۔

اس دعا کے آخری فقرہ سے ناظرین کو حضرت عیسےٰ اور خدا میں مغائرت معلوم ہوگی جو عیسائی عقیدہ تثلیث یا الوہیت مسیح کے خلاف ہے

یہ دعا جس جملہ سے شروع ہوئی ہے جو انجیل کی ناتمام اور ناقابل تعلیم کا نتیجہ ہے بے شک انجیل میں وہ اسرار اور رموز نہیں جو دعا کی انتشار کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ

لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰھا

اخبار الحکم

نمبر ۱۴ و ۱۵ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۶ و ۱۳ جون ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ تقریریں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سیر من رحیم، اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب توجہ کریں۔ تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ میں مدد دیں۔ اور سو سو ٹریکٹ ماہوار مہدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ماہ میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار از لطائف ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم کیا جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت قدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک ۱۲ روپیہ

۲۶۰۲۰ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت شہر دہلی سے ہر روز بذریعہ آب و تار سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں۔ چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مالجد کا قاعدہ ہمیں { درخواست خریداری بنام.... نمونہ کے لئے ایک آنہ { منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بلا محصول

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن۔ قیمت ۔ ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر رضا شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند۔ سیج بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

ولایتی چٹھی

نمبر ۵

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا اس لئے آرام کی ضرورت تھی۔ اسجگہ تو سونا مناسب نہ جانا کیونکہ شور وغل کی وجہ سے نیند کا ہیکو آنے لگی تھی آخر انکے افسر جمعدار کو بلوا کر کہا کہ ایک آدمی مجھے دو کہ سرائے میں چھوڑ آوے چنانچہ اس کی وساطت سے میں سرا میں پہونچا اور وہیں صبح کی۔ کراچی کی سرائے بہت عمدہ سرا ہے۔ اسکے وسط میں ایک چھوٹا سا باغیچہ اور ایک پانی کا نلکا ہے۔ اور ایک کونہ میں پائے خانہ وغیرہ بہت عمدہ بنا ہے جس سے مسافر کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے۔ اور ہر مسافر کے لئے ایک عمدہ وسیع کوٹھڑی پتھر کی عمارت کی ہے۔ جس میں ایک دریچہ اور ایک دروازہ ہے۔ دروازے عمدہ اور مضبوط ہیں اور کل کوٹھڑی بھی اچھی محفوظ ہے۔ فرش پکا چونے کا ہے۔ چارپائی بھی کرایہ پر مل جاتی ہے۔ اور اس کا انتظام ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔

صبح کو اٹھکر بندہ پھر اسی مکان میں آیا جہاں قلی لوگ تھے۔ اور ایک کو ساتھ لیکر اپنے مہربان اور مربی محسن بابو صاحب بابو حسین بخش صاحب سپروائزر یوگنڈا ریلوے کے مکان پر پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی خبر سننے میں آئی کہ جہاز تین دن کے بعد روانہ ہوگا۔ کیونکہ افریقہ کی طرف ہندوستان سے برٹش انڈیا کمپنی کے جہاز جاتے ہیں صرف ایک جہاز برکن لائن کا چلتا ہے۔

برٹش انڈیا کمپنی وہ کمپنی ہے جس کا ٹھیکہ یوگنڈا ریلوے کے ساتھ ہے اور سامان وغیرہ مباسہ پہونچا دینے کا کام اسکے ذمہ ہے۔ دراصل جہاز کی روانگی کی تاریخ آج ہی ۱۵ فروری تھی مگر کمپنی کو ایسی دقتیں پیش آگئی تھیں کہ مجبوراً اسے مقررہ تاریخ کے بعد ہی جہاز روانہ کرنا پڑا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس مہینے کے آغاز میں ہی (مقررہ تاریخ یاد نہیں) سوائے جہازوں کے کپتان کے باقی کل افسران وغیرہ و ملاحان نے ایک ماہ پیشتر نوٹس دیا ہوا تھا کہ اگر ہماری تنخواہ میں اضافہ نہ کیا جائے گا تو ہم کام بند کردیں گے۔ وہ تاریخ پہونچتے ہی اس کمپنی کا جو جو جہاز جہاں جہاں جس بندر پر تھا وہیں کھڑا رہا اور ان لوگوں نے خدمات جہاز سے انکار کردیا اسی وجہ سے ہمارا جہاز بھی روانہ نہ ہو سکا۔ سنا گیا کہ چونکہ اس کمپنی نے ڈاک پہونچانے کا ٹھیکہ بمبئی سے کراچی تک کا لیا ہوا تھا اس لئے اس ایفائے عہد کی خاطر چھ ہزار روپیہ کسی اور جہاز کو دیکر ڈاک کراچی پہونچائی گئی تھی۔

اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جہاز کے انتظام کی کچھ تفصیل ہدیۂ ناظرین کردیجائے۔ سو واضح ہو کہ اکثر بڑے جہازوں میں ایک چیف افسر اور تین چھوٹے افسر جنکو فسٹ آفیسر سیکنڈ آفیسر تھرڈ آفیسر کہا جاتا ہے ہوتے ہیں۔ اور ایک چیف انجنیر اور اسی ترتیب سے اس کے ماتحت تین ۳ انجنیر ہوتے ہیں جنکو فسٹ سیکنڈ اور تھرڈ انجنیر کہتے ہیں۔ ایک کلرک ہوتا ہے اور ان سب کے اوپر افسر کپتان جہاز ہوتا ہے۔ چیف انجنیر جہاز کی ہر ایک کل اور پرزے اور مشین کا ذمہ وار ہوتا ہے اور دوسرے افسران سامان لادنے اتارنے حساب کتاب درست رکھنے ہر ایک چیز بک شدہ کو اس کے مقررہ مکان پر پہونچانیکے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ ان افسروں نے کلی طور پر اپنے آپ کو کپتان کے حوالہ کیا ہوا ہوتا ہے اور اس کی اطاعت میں محو رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ رات دن کی خدمات کے علیحدہ علیحدہ خلاصی لوگ ہوتے ہیں جن کی تعداد ۳۰ چالیس تک ہوتی ہے۔ ان میں بعض مثل جمعدار یا ہیڈ جمعدار کے ہوتے ہیں جنکو سرنگ اور ٹنڈیل کہا جاتا ہے۔ کل خلاصی ان دو عہدہ داران سرنگ اور ٹنڈیل کے کہنے میں چلتے ہیں اور ان ہر دو کو انپر کامل اختیارات ہوتے ہیں۔

اسوقت ہم اتنی ہی تفصیل بیان کرکے باقی کو کسی آیندہ آرٹیکل پر چھوڑتے ہیں جہاں بڑی تفصیل سے انتظام جہاز کا بیان کریں گے۔ جہاز کی رکاوٹ کے اسباب کے لئے چونکہ اتنی ضرورت تھی اس لئے ان کا بیان کیا گیا۔ چونکہ حسب ضوابط جہازرانی کوئی جہاز سفر نہیں کرسکتا جبتک اس میں کم سے کم تین افسر یعنے ایک کپتان اور دو اور نہ ہوں اور جس جہاز نے روانہ ہونا تھا اس میں سے افسر حسب نوٹس کام چھوڑ گئے تھے اسلئے مقررہ تاریخ سے تین دن کے بعد جہاز کی تاریخ روانگی قرار پائی۔

محمد افضل - ۱۷ اپریل ۹۸ء

افریقہ کے سانپوں کا تھوک

ماہ اپریل ۹۸ء

میں تین چار کیس ہسپتال میں ایسے آئے جنکی آنکھوں میں سانپ نے تھوک دیا تھا۔ یہاں کئی اصلی باشندے جنکو سواہلی کہتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں کہ اگر سانپ تمھارے مقابلہ پر آوے تو تم اس آنکھوں کا نشانہ کرکے تھوک دو تو وہ اندھے کی طرح ہوکر بھاگ جاویگا ورنہ وہ تمھاری آنکھوں میں تھوک دیگا۔ انکی اس کلام کو ہر ایک فرد بشر ایک تمسخر کی نظر سے دیکھتا تھا۔

کچھ دن ہوئے کہ مباسہ کے میڈیکل آفیسر صاحب کلنڈنی ہسپتال کے یوروپین وارڈ میں ایک بیمار کا علاج رات کو کر رہے تھے کہ انکو چارپائی کے تلے ایک سانپ جو کوبرا کی قسم سے تھا نظر آیا۔ انھوں نے دوسرے ملازمین کو بلاکر ایک لکڑی منگوائی اور اسکو اس لکڑی سے ضرب ماری۔ جونہی کہ انھوں نے لکڑی ماری فوراً اپنی آنکھوں میں ایک سخت سوزش اور خارش محسوس کی اور آنکھوں کے کھولنے پر اپنے آپ کو قادر نہ پاکر وہ نیٹو وارڈ کی طرف دوڑے اور آکر اسپٹل اسسٹنٹ صاحب میاں رحمت علی کو جگاکر کہا کہ سانپ نے میری آنکھ میں تھوک دیا ہے مجھے زندگی کی امید نہیں۔ اگر میں اس سے مرجاؤں تو اخبار میں یہ آرٹیکل ضرور دیدینا کہ فلاں فلاں میڈیکل آفیسر سانپ کے تھوکنے سے مرا ہے۔ اسپٹل اسسٹنٹ صاحب کو چونکہ کبھی ایسے مریض سے واسطہ نہیں پڑا تھا اس لئے وہ خود بھی حیران تھے مگر تجربہ اور عقل خداداد نے جسنے انکو یہاں اعلیٰ سے اعلیٰ آفیسر سے لیکر (باقی آیندہ)

دلچسپ چٹھیاں

نمبر ۲

کوئٹہ - ۱۰ مئی ۹۸ء　　حضور اقدس

السلام علیکم - میرے ایک مسلمان دوست کے دل میں سوال پیدا ہوا ہے کہ جب کوئی حاکم یا استاد اپنی رعایا یا شاگرد کو کسی قصور کے واسطے سزا دیتا ہے تو اس کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ کے واسطے اُسکو ہدایت ہو اور اُسے معلوم رہے کہ اگر مینے اس فعل کا اعادہ کیا تو پھر بھی اسی طرح مستوجب سزا ٹھہروں گا۔ لیکن جس صورت میں کہ ہم جانتے ہیں کہ قیامت کے بعد پھر ہمیں ایسی دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا جہاں رہکر ہم روز قیامت کی اس سزا سے جو ہمیں اس دنیا کے گناہوں کے واسطے دیجائے گی فائدہ اٹھاویں۔ اسواسطے ظاہر ہے کہ قیامت میں جو سزا ہمکو موجودہ گناہوں کے واسطے ملے گی آیندہ کی زندگی کے واسطے باعث عبرت نہیں ہو سکتی لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ پھر اُس سزا سے کیا مفاد نکلتا ہے

اسواسطے خدمت والا میں التماس ہے کہ از راہ ذرہ نوازی مندرجہ ذیل پتے پر مندرجہ بالا سوال کا جواب لکھکر مشکور و ممنون فرمائیے۔

پتہ یہ ہے　میر حسین علی　دفتر کمشنر صاحب بہادر
کوئٹہ　بلوچستان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالےٰ رب رحمن رحیم مالک اور احکم الحاکمین ہے۔ اُسکے سارے کام حکمت و رحمت کے بھرے ہوئے ہیں۔ بعض نادان چاہتے ہیں کہ ان تمام حکمتوں کو جو غیر محدود ہیں اپنی محدود عقل میں پھنسا دیں۔ یہ دنیا تمام آیندہ آنے والے ادوار کے لئے نمونہ موجود ہے۔ یہاں ایک بہشت اور ایک دوزخ موجود ہے۔ اسپر غور کرو موجود چیز سے انکار ہو سکتا ہے؟

ایک شخص نے زنا کیا اور ایسی آتشک میں گرفتار ہوا جو اوسکے ساتھہ مرتے دم تک موجود رہے یا ایک نادانی سے اپنی آنکھہ پھوڑ لی یا اپنے آتشک [illegible]

تو اب دیکھو تمام عمر اس دوزخ سے نجات نہیں پاتا۔ اسطرح الٰہی نعمتوں سے بعض ایسے آسودہ ہیں کہ مرتے دم تک اونہیں خورم و خورسند ہیں یہہ واقعات ہیں انکا انکار محال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیندہ کی ہدایت کا ہونا ہی ضروری نہیں کیونکہ جب اس سزا یاب کا خاتمہ ہی سزا میں ہو گیا تو اب ہدایت یاب ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ آپنے فرمایا ہے کہ سزا کا مطلب یہہ ہوتا ہے کہ آیندہ ہدایت یاب ہو۔ چنانچہ ہر بدی اپنی ذات میں خاصیت رکھتی ہے کہ بدی کرنیوالے کو دکھہ دے اور نیکی میں خاصہ ہوتا ہے کہ وہ سکھہ دے عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں سے نیکیاں بھی ہر روز ہوتی ہیں اور بدیاں بھی اس لئے لوگ سکھوں اور دکھوں میں مبتلا ہیں۔

جن لوگوں کے لئے جہنم بنا ہے اونکے اعمال کے خواص ایسے ہیں کہ جہنم جاویں۔ یہہ نظارہ قدرۃ پتھر اور درختوں میں دیکھو اونکا بعض حصہ جلانے اور کاٹ دینے کے قابل ہے بعض حصہ حفاظت کے لایق ہے۔

چونکہ بہشت طیب اور ہر طرح سے آرام کی جگہ ہے اس لئے ایسے بدکار رحمن میں بے آرامی کے زہریلے مادہ ہیں بہشت کے قابل نہیں انمیں سے جو جہنم جاویں گے بعض ایسے ہونگے جنکو جہنم کی آگ پاک و صاف کر دے گی اور اُن مواد کو جلا دیگی جو بے آرامی کے باعث ہیں اور وہ بہشت میں چلے جائیں گے۔ اسکی مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایسی زہریں کھا لیں یا ایسے بُرے کام کئے جنکے باعث وہ کوڑھی ہو گیا یعنی جذام میں مبتلا ہو گیا اب اس کوڑھی کو اوسوقت تک تندرست اور صحیح لوگوں سے الگ کیا جاویگا جب تک اونمیں جذام کا مادہ موجود ہے جب وہ مادہ کسی تدبیر سے جلاپوں یا مصفیات سے دور ہو گیا تو تندرستوں میں شامل کیا جاویگا اور اگر بالکل سڑ گیا اور نکما ہو گیا تو ہمیشہ کے لئے اچھے تندرستوں سے علیحدہ رہیگا۔ آپ اسی مثال پر غور کرکے پھر مجھے اطلاع دیں دوزخ اصلاح کا سامان ہے جیسے جذام خانہ مثلاً [illegible]

پاک شاعری

قرآن شریف

(از ملفوظات منشی سید امجد علی صاحب اسہری)

خدا منور خدا تا نہ تھا کوئی مظہر
اندھیرے گھپ کے سوا کچھہ نظر آتا تھا
ضیائے نور کے شعشے ادھر ادھر پھیلے
نکالا رات کو دن اور دن سے نکلی رات
بنایا کیسے کسی کو خبر نہیں اسکی
خدا ہی جانے بنے کس طرح یہ ارض و سما
بسیط اور مرکب کی لاکھہ بحثیں ہوں
ہوئے بسیط جو ترکیب سازِ روحِ جسد
ہزاروں شکلیں میں باقی نہیں ہے ایک کے
ہر ایک چیز کی صورت نئی نیا نقشہ
جناب آئے یہاں آدم صفی اللہ
خدا نے بھیجے رسولان محترم کتنے
ہوا صحیفہ کامل حضور پر نازل
اسی کتاب کے ابواب غیب کھولے ہیں
فصاحتوں سے اسی کی عرب ہوا عاری
بلاغتوں کو اسی کی کہا ادیبوں نے
ہزاروں ہو گئے حافظ ہزار اب بھی ہیں
کبھی ہوا نہیں یہ اہتمام دنیا میں
ہزار نسخوں میں دیکھو تو ایک ہی صورت
عرب میں روم میں فارس میں چین جاپان میں
جہاں تلاش کرو ایک ہی سا ہے قرآن
کلام ہے یہ خدا کا خدا ہی حافظ ہے
شروع بسم سے ہے اور سین پر تمام ہوا
مسائل فقہا اس سے ہیں مستنبط
اسی کی ہے زکوٰۃ و صلوٰۃ کی تعلیم
یہی جہاد کی بانی ہوئی زمانے میں
اسی نے ہم سے کہا یوں لڑو نہ تم ڈرنا
اسی نے فتح کی دلفتح میں خبر دی ہے
یہی ہے رایت اسلام کے لئے پرچم
یہی ہے شقہ فردوس ہر مومن
لڑائی لڑتے تھے ہم جیسے آجکل کوپہ

نہ عرش و فرش نہ لوح و قلم نہ جن و بشر
ہوا جو نور فگن ماہ پر نہ نیر
شب سیاہ سی پیدا ہوئی سحر
بچھی زمین پہ جو مہر و مہ ضیا گستر
نہ ہم وہاں تھے نہ تم تھے نہ کوئی جن و بشر
یہ خاک آتش و آب و ہوا بنے کیونکر
مگر یہ سب بطلسمات عقل سے باہر
ہوئے جو اپنے ہیولا سے رونما یہ صور
خدا ہی شکل جدی بات ہے جدا پیکر
ہر ایک کے کا تفاوت بتا رہی ہے نظر
ہیں کئی سال نہیں سات ہزار پچھلے پر
محمد عربی میں ہمارے پیغمبر
تمام مصحف و قرآن کا ہوا اب
یہی کتاب ہوئی رہنمائے جملہ بشر
یہی ہے معجزہ ہر جناب پیغمبر
بجز خدا کے نہیں یہ کبھی کلام بشر
کوئی کتاب کی یاد ہو گی یوں از بر
کبھی ہوا نہیں محفوظ لو کوئی دفتر
ہزار نسخوں میں ڈھونڈو تو ایک ہی زبر
یمن میں مصر میں کابل میں ہند میں گھر
نہیں کسی میں تفاوت کرو ہزار نظر
وہی رہیگا محافظ جہاں تا محشر
سمجھ لو بس ہے یہی نکتہ خرد پرور
دلائل حکما اس کے لیجے سر تا سر
اسی نے روزہ و حج کی دکھائی ہے منظر
اسی نے جنگ سے و حج کیا ہے سب کو حذر
نہوں جہاد کی جب تک شروط ظاہر
اسی نے کھول دیے باب خندق و خیبر
اسی کے نام پہ لکھی گئی ہے فتح و ظفر
یہی ہے رقعہ دوزخ برائے ہر کافر
کہیں کی تھے ہم ہر وقت تیغ و تیر

[illegible]

اسی نے ہم کو بتائیں سلوک کی باتیں
اسی نے ہم کو کیا بادشاہ ملک زمیں
کیا اسی نے تمہاری معاشرت کو درست
اسی نے ہم کو کیا ہر جگہ رہنے کے
کر دکھائے جو تم عہدہ کرد پورا
جو کوئی تم سے لڑے تو لڑو نہیں تم نہیں
اسی کے ہو گئے ہو ہم ہم جہاں داری
اسی نے ہم کو بتائی اصول بیع و شرا
اسی کے نور نے یورپ کو کر دیا روشن
کئے ہیں مبادیں ایشیا تلک ظاہر
اسی نے کفر کی ظلمت کو میٹ کر چھوڑا
اسی کے معرکے میں ہار کا ہفت میں
یہی ہے غوث یہی ہے مغیث و غیث جہاں
جہاں میں تاکہ ہو اسلام اشہری قایم

اسی نے لاہور میں ابا عالم پر
اسی نے ہم کو کیا رشناس ہر کشور
کیا اسی نے مہذب جہاں کو سرتاسر
کبھی نہ ہوں گے ہو جھوٹ کا کوئی خوگر
کسی سے نہ جب تک کہ دیکھ پا لیں
جو ضلع ہو تو رہیں ہم کی شیرو شکر
اسی کے چھینٹے سے چھٹیں ہیں تیغ و خنجر
اسی نے ہم کو سکھائے قواعد دفتر
اسی کے سایہ میں افریقہ آیا سرتاسر
ہوئے اسی سے گلستان خشک زار و تر
اسی سے کانپ رہیں بت ہر مقام کے تھر تھر
اسی کے معجزے ہیں رشناس ہر کشور
یہی ہے قطب جنوب و شمال سرتاسر
رہے کلام خدا زیب مسجد و منبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہماری جماعت کو شبہ کرنے کیلئے ایک ضروری اشتہار

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقاموں میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُنکے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُنکے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جسکے زیر سایہ اُنکے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں بصدق دل اسکے وفادار تابعدار رہیں۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُنکا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بیجا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُنکے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے ہمیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اُسکی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھکر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو [illegible] رسانی کا ارادہ نہ کرو [illegible] کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ [illegible] معاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں [illegible] ہو [illegible] نہ رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہکر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کیساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ایسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مریگا کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ [illegible] نماز اور اخلاقی حالت سے [illegible] جاؤ [illegible] جس میں بدی کا [illegible] وہ اس نعمت پر قائم نہیں رہ سکتا۔

چاہیئے کہ تم [illegible] دل غریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے متنفر ہوں۔ اور تمہارے

اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی ملکر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہذا ہم پر یہہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھہ اور ہمارے دوستوں کے ساتھہ نہیں رہ سکے گا۔

ابھی مینے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے ہیں اور بعض ایسے تھے کہ انکی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے مینے بلا توقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے تا دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں اگر شرعی طور پر ان پر کچھہ ثابت نہ ہوا تو بھی اس کارروائی کے لئے اتنی قدر کافی تھا کہ کسی طور پر انکی نسبت شکایت ہوئی میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھا سکتا تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص ان کے حق میں بدخیالی کر سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک طبیعت جو محنت سے طیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھہ خراب بدبوئیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں

ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں انکے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ دنیا پر ظاہر کریں گے۔ والسلام۔ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپور

اصلاح خیالات کے لئے وقت مطلوب ہے

(گزشتہ نمبر سے آگے)

پس ریفارمر (مصلح) کی شناخت کا یہ بھی ایک معیار اور نشان ہے کہ وہ اپنے مشن کو پورا کرنے اور اپنی تبلیغ کو لوگوں تک پہونچانے میں مختلف ذرائع اور تدابیر کو سوچتا رہتا ہے پس اونکی مختلف کوششیں۔ مختلف حکمت عملیاں۔ ہی امر کی روشن دلیل ہیں کہ وہ ہمیشہ اسی ادھیڑ بن میں رہتے ہیں کہ قوم اور ملک کی اصلاح کے موافق کونسے وسائل کام میں لائے جائیں جو کامل طور پر اثر انداز ہوں اور اپنے نقش قوم کے دلوں پر چھوڑیں۔ اسلئے اون لوگوں کو سوانح عمریاں پڑھنے سے پتہ لگتا ہے جو مختلف اوقات میں مختلف بلاد و امصار میں ریفارمر کے لئے آئے کہ انہوں نے کہاں تک قومی اور ملکی مذاق کیموافق اور زمانہ کی ضرورت یا مقتضا کے لحاظ سے تبلیغ کی راہیں نکالی ہیں۔ مختلف انبیاء علیہم السلام کو جو پچھلے ریفارمر ہوتے ہیں مختلف قسم کے نشانات اور معجزات جو دئے گئے ہیں انکی تہ میں بھی یہی فلاسفی کام کرتی ہے کہ اونکو جو خوارق اور نشانات ملے ہیں وہ قومی مذاق اور حسب تقاضا و زمانہ تھے۔ بالآخر ان ریفارمروں کی مساعی مشکور اور تدابیر کارگر ہوئی ہیں۔ اور قوم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لے آئی اور کامیابی کا زرین تاج اونکے سر پر رکھا گیا۔ اور دنیا اور زمانہ پر ثابت ہو گیا کہ آخر کار راستباز ہی فتح پاتے ہیں۔

بہت سے اشخاص ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جن پر انکشاف حق ہو جاتا ہے لیکن وہ یا تو اپنی کمزوریوں کیوجہ سے اپنے آپ کو اوسی دقیانوسی تقلیدی رسی میں پھنسائے رکھتے ہیں یا عمداً اپنی بات کی ہٹ اور ضدیت ہی ایک حجاب ہو جاتی ہے اور امر حق کے اظہار میں یہہ خیال ہو جاتا ہے کہ دوست۔ اقربا۔ بھائی بند طعنہ زنی کریں گے۔ دنیا ہنسیگی۔ امر حق کو اونکا کانشنس قبول کر لیتا ہے۔ لیکن اوہام اور تعلقات خارجیہ اون کو کھلم کھلا قبول حق سے روکتی ہیں۔ اس کا بیان قرآن کریم نے ایک موقع پر نہایت ہی لطیف پیرایہ میں فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً (سورۃ النمل) مگر آخر کار حق اونکی قوت ممیزہ پر غالب آ ہی جاتا ہے۔ اور اونکے اندر ایک ایسی زبردست تحریک ہوتی ہے کہ وہ علی الاعلان اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں آہ یا حسرتا آہ!! ہم سالہا سال تک غفلت اور غلطی ہی میں رہے۔

یہ امر بھی اس موقع پر ہم بیان کر دینے کے قابل سمجھتے ہیں کہ عمدہ اور پاک اصلاحی خیال شخص واحد ہی کے دلمیں القا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ایک وقت آجاتا ہے کہ تمام سوسائٹی کے اکثر افراد میں وہ پھیل جاتا ہے اور اسکی وہی مثال ہے جیسے پہاڑ سے ایک چشمہ نکل کر ندیاں اور نہریں بناتا چلا جاتا ہے اسی طرح ہر زمانہ میں ریفارمر اور مجدد ایک ہی ہوتا ہے لیکن وہ تھوڑے ہی عرصہ میں تبدل خیالات کے کرشمے سے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتا ہے جس طرح جہاز یا ٹرین کی ایک ہی دخانی قوت بہت سے چھوٹے چھوٹے سٹیمروں اور گاڑیوں کو کھینچے لئے جاتی ہے۔ ٹھیک اسیطرح

ایک مجدد اور ریفارمر تمام اُمت اور قوم کی گاڑی کو اپنی ہمت کے پہیوں اور الوالعزمی و استقلال کے کاندھے سے کھینچکر منزلِ مقصود پر لے جاتا ہے۔

سچے ریفارمر اور مصلح کی زندگی پر ذرا غور کرو۔ قوم اور ملک کیسا ہی جہالت اور اندھکار میں مبتلا ہو اور آبائی تقلید کے حلقے میں کیسا ہی اسیر کیوں نہو؟ لیکن ایک سچا ریفارمر کبھی بھی مایوس اور نا امید نہیں ہوا کہ قوم کے خیالات نہ بدلینگے اور وہ راستی پر نہ آئیگی! کیونکہ خدا تعالیٰ جس شخص کو ریفارمر اور تجدید کا خلعت پہناتا ہے اور اُسکے دل میں امر حق اور صواب کا نور اور اشراق بھی بھر دیتا ہے۔ جو انسانی قلوب پر اپنا اثر اور عکس اور پرتو ڈالتا ہے۔ وہ عکس اور پرتو ہی مجددانہ اور مصلحانہ خیالات تو ہوتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ دلوں میں گھر کر جاتے ہیں پس مجدد اور مصلح کو اپنی صداقت اور نورِ قلب پر بھروسہ اور اطمینان ہوتا ہے کہ خواہ کیسی ہی مخالفت اور مزاحمت ہو مگر میں بالآخر ضرور کامیاب ہوں گا۔

یہہ امر بھی مرکوز خاطر رہنا چاہیئے کہ ریفارمر ہمیشہ زمانہ کی حالت اور ضرورت کیموافق پیدا ہوتے رہے ہیں جب دنیا میں کثرت سے برائیاں پھیل جاتی ہیں۔ اور خیالات عامہ عوام کو خرابی کے دریا میں ڈبو لینے لگتے ہیں اوسوقت فی الفور ایک خضر وقت پیدا ہوتا ہے جو قوم کو ہلاکت کے ورطہ سے نجات دیتا اور ساحل مراد پر پہونچا دیتا ہے۔ اور یہی قانون قدرت اور استمراری عادۃ اللہ ہے کہ جب بخارات ارضیہ نے نہایت تراکم اور ہجوم کے ساتھہ صعود کرنا شروع کیا ہے فی الفور بارش ہوئی ہے۔

عمدہ اور مقدس خیال کے ساتھہ ہی تمام دقیانوسی تاریک خیال خود بخود مٹتے چلے جاتے ہیں۔ دیکھہ لو اندھیری رات کو ساری خدائی پر محیط ہو جاتی ہے لیکن ایک آفتاب کے طلوع ہونے پر سب کا سب کافور ہو جاتا ہے اور روشنی کا طلسم آنکھوں کے سامنے عیان ہو جاتا ہے۔ اُسوقت جو باتیں رات کی تاریکی میں پوشیدہ اور مخفی تھیں اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہیں اور اُنکی حقیقت اور ماہیت پوری کھل جاتی ہے۔

بہت سے ایسے انسان دیکھے گئے ہیں جو بظاہر ناحق پر ہیں لیکن اونکا دل ہر وقت تجسس اور تٹول میں لگا رہتا ہے اور یہ ایک مسلّم بات ہوتی ہے کہ جس قدر آگ دوڑتی ہے اوسیقدر دھواں کم اُٹھتا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر ایک مخالف خیال کو غور سے جانچنے اور اوسکے مالہ و ماعلیہ پر نظر کرتے ہیں کیونکہ انسان کے پاس عمدہ اور صحیح خیال اور غلط اور قبیح امر کو پرکھنے کے لئے بجز اسکے سرمایہ کوئی معیار نہیں افسوس اور شوک تو یہی ہے کہ جب کوئی ریفارمر اصلاح خیالات کرنے کے لئے آتا ہے تو اوسکی باتوں پر توجہ نہیں کی جاتی اور اوسکے خیالات اور مقالات کو مجنونانہ بڑ کہا جاتا ہے اور اگر شقاوت اور بدبختی نے زیادہ ساتھہ دیا تو تکفیر اور تفسیق تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اسقدر امور کے بیان کے بعد یہہ امر اب بالکل صاف اور روشن ہے کہ اس زمانہ میں اصلاح خیالات کے لئے جو مجدد مامور ہو کر آیا ہے۔ اوسکی صداقت اور شناخت اون نشانات کے ذریعہ جو ہم اس مضمون میں بیان کر آئے ہیں نہایت وضاحت سے ہو سکتی ہے۔ ہاں شرط یہہ ہے کہ آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت اور دلمیں سوچنے کی قوت ہو۔ ورنہ جس طرح ایک اندھا اور نابینا سورج کی بابت کچھہ نہیں معلوم کر سکتا ایسا ہی وہ تاریک دل کچھہ نہیں سوچ سکتا۔ اور جسطرح ایک اندھے کے نہ دیکھنے سے سورج کے وجود کا انکار نہیں ہو سکتا اُسی طرح کسی کور چشم کے انکار پر مجدد الدہر کا انکار فضول ہے۔ زمانہ کی حالت اور ضرورت پر لحاظ کرو کہ کیسی آگ لگ رہی ہے اخلاق۔ سوشل حالت ملک اور قوم کی جس قدر گر گئی ہے اوس پر بہت کچھہ نوحہ سرائی ہو چکی ہے ایسا ہی اعتقادی اور عملی حالت میں اسقدر خلل آگیا ہے اوس پر مرثیہ خوانی ہو رہی ہے۔

اسلام پر مخالفان مذہب نے جو حملے کئے ہیں اونکے بیان کرنے کے لئے ایک زبردست دل گروہ کی حاجت ہے آریوں۔ برہموؤں۔ فلسفیوں اور دہریوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کو تاریکی کا جن بنانا چاہا ہے عیسائیوں نے خصوصیت سے کوئی دقیقہ اسلام کے تضلیل کا فروگذاشت نہیں کیا اور اپنے مشن کے لئے اونہوں نے جائز اور ناجائز وسائل کی بھی پرواہ نہیں کی ایسی حالت میں ہمکو یا کسی کو ذرا بھی شکوہ اور رنج کا موقع نہ ہوتا اگر ان مصائب کا خاتمہ یہیں تک ہوتا مگر افسوس تو یہہ ہے کہ ہمارے اسلام کے برگزیدہ پیشواؤں کے زمرہ نے جو طوفان قیامت خیز برپا کر رکھا ہے وہ خدا جانے مسلمانوں کی کسی بدبختی اور نامرادی کا نمونہ ہے۔ یہ لوگ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی زینت دینے والے تھے یہ فرقہ ہماری ڈوبتی ناؤ کا ملاح تھا یہ جماعت اس گئے گذرے زمانہ میں ہمارے رہبر تھے جو ملے بڑھانے والی تھی یہہ گروہ ہماری ٹوٹی ہوئی کڑیوں کیواسطے مسیحا تھا یہی طائفہ تھا جس سے مسلمانوں کی آئندہ بہتری متصور تھی یہہ خدا کے نیک بندے متوکل باللہ ہماری خستہ حالی ہماری نکبت اور ہماری فلاکت کے دور کرنے کا آلہ تھے مگر افسوس صد افسوس!! اُنہوں نے اپنی مشیخت مآبی میں آکر اسقدر تکبر اور تعصب سے کام لیا کہ ناچار کہنا پڑتا ہے۔

ہر کس از دست غیر نالہ کناں
سعدی از دست خویشتن فریاد

انکی سرد مہریوں اور قومی بے پروائیوں سے جو کچھہ مذہب اور اہل مذہب پر اثر ہوا ہے اسکی شکایت کس سے کریں اون کے تکبر اور تعصب اور باہمی ضد و عداوت نے اونکو اتنی فرصت ہی نہیں دی کہ وہ اسلام اور قرآن کی کچھہ خدمت کر سکیں۔ ایسی حالتمیں اور ایسے وقت میں اگر خدا تعالیٰ اسلام کی مدد نہ کرتا اور آسمانی نور نازل نہ فرماتا تو دنیا پر ایک عالم آشوب طوفان مچ جاتا۔

(باقی تیسرے نمبر میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے لئے

ضروری اشتہار

چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم اور اسکی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب ہزاروں تک اسکی نوبت پہونچگئی اور عنقریب بفضلہ تعالیٰ لاکھوں تک پہونچنے والی ہے اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ انکے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز انکو اہل اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیر سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہونچگئے ہیں اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں جبتک کہ وہ توبہ کر کے اسی جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں اُن کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں علم میں فضیلت میں خاندان میں پرہیزگاری میں خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے تابعدار اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں جبتک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑیگا اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستبازی کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں۔ اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو اور نیک چلن اور نیز انکے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ اسیطرح اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں ان پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کیطرح تلاش کرینگے۔ اور حتی الوسع یہ خیال رہیگا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہل رشتہ کے ہم قوم ہوں۔ یا اگر یہ نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرف عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہوں۔ اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔ یہ کتاب پوشیدہ طور رکھی جائے گی اور وقتاً فوقتاً جیسی صورت میں پیش آئیں گی اطلاع دیجائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کیجائیگی جبتک اُسکی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرست اسمیں بقید عمر و قومیت بھیجدیں تا وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ ذیل نمونہ کا لحاظ رہے۔

رجسٹر لڑکے

نام دختر یا پسر	نام والد	نام شہر بقید محلہ وضلع	عمر دختر یا پسر	الرقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

انجمن حمایت اسلام لاہور کی نادانی کا نتیجہ

مانی نے رد و زلف میں ہستی تمام کی
تصویر کھینچ سکی نہ سحر کی ناشام کی

کسی پختہ کار کا مقولہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور نے تھوڑا عرصہ ہوا کہ انہا للہ منہا نام ایک دل آزار رسالہ کی نسبت ہز اونر لفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ایک میموریل بغرض توجہ ارسال کیا تھا۔ باوجودیکہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا فرض تھا کہ وہ قبل ازیں کہ ایسا میموریل ارسال کرے عام مسلمانوں سے استصواب کر لیتی اوس نے اپنی شتاب کاری سے گورنمنٹ میں اگر نشیب و فراز کو نہ سوچا اور میموریل بھیجدیا۔ اس پر جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے ہمارے سید و مقتدا جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ نے اپنی کثیر التعداد جماعت کی طرف سے ایک میموریل بغرض اصلاح میموریل مرسولہ انجمن بھیجا لیکن اس پر انجمن کو اگر صدق نیت اور حمایت اسلام مقصود ہوتی تو مناسب تھا کہ اپنی غلطی کا اقرار کرتی اور اگر اپنے مرسولہ میموریل کو واپس نہ لیتی تو کم از کم اتنا تو کرتی کہ صبر اور خاموشی کے ساتھ جواب کا انتظار کرتی۔ لیکن اوس نے اپنی عقل و دانش پر اترا کر کبھی اونرر کے ذریعہ اور کبھی پیسہ اخبار کے قالب میں ایک ناصح مشفق پر منہ چڑایا۔

کاش اوسے معلوم ہوتا کہ آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے اکثر ممبر خوب جانتے ہیں کہ سید نا مرزا صاحب کی جان و مال حمایت اسلام و دین حضرت خیر الانام کے لئے وقف ہے۔ پس وہ شخص جو خادم اسلام کے مردہ قالب میں جان ڈالنے کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہو وہ اسلام کے لئے مفید اور غیر مفید امور صحیح اور یقینی طور پر بتلا سکتا ہے یا وہ قوم اور مجلس جو اپنی غرض غائت صرف انگریزی پڑھنے پڑھانے ہی تک محدود رکھتی ہے۔ اور اسلام کی حمایت صرف برائے نام ایک سلع سازی کے طور پر ہو۔ تاکہ عوام اہل اسلام کو کسی طرح تو گرویدہ کریں۔ انجمن حمایت اسلام ہم کو بتلائے کہ اوسنے کیا کیا اسقدر روپیہ جو مسلمانوں کا انجمن نے لیکر خرچ کیا اوس سے بجز اسکے کہ سکول اور کالج بنایا اور دین کی خدمت کے واسطے کیا کیا؟ کیا تمام تعلیم اسلام پر اوسے ناز اور بہروسہ ہے ہم مفصل آرٹکلوں میں انجمن کے کام کھول کر پبلک کے سامنے رکھدیتے۔ فی الحال ہم کو کسی اور مطلب پر بحث کرنا ہے۔ دینی مریض کا نبض شناس طبیب حاذق اسوقت اگر کوئی ہے تو وہ وہی مسیحا نفس امام ہے جو عالم ملکوت میں مسیح [illegible] اسباب من میرزا غلام احمد

جاتا ہے انجمن کو خیال تھا کہ یہہ میموریل کچھہ اثر پیدا کرے گا - مگر واقعات بتلاتے تھے کہ گورنمنٹ سے ایسے معاملات میں امداد چاہنا گورنمنٹ ہی کی قدر نکرنا ہے - اور یہہ ایک وفادار اور عقیدتکیش انسان کا خاصہ نہیں ہوتا - انجمن نے اس کارروائی سے یہی نہیں کہ اپنے آپ کو بدنام کر لیا ہے ساتھہ ہی گورنمنٹ پر نکتہ چینی کا موقع جہلا کو دیا ہے - کیونکہ جاہل مطلق جب یہہ جواب گورنمنٹ کا لیں گے کہ گورنمنٹ اس لحاظ سے کہ قانون سڈیشن اس تحریر کے بعد پاس ہوا ہے کچھہ مداخلت نہیں کر سکتی تو اونکو کونسا رنج ہوگا جو بالکل فضول ہے - اور اگر اس قسم کا رنج کسی ذی بشر کو ہو تو اوسے چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ پر نہیں بلکہ انجمن حمائت اسلام کی نادانی پر کرے جو اپنے بادشاہ کی مزاج شناس نہیں - اور موقع اور محل پر کوئی کام نہیں کر سکتی کیونکہ گورنمنٹ نے جو جواب دیا ہے وہ بہت معقول اور مناسب ہے اور اسکے سوا گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے - اوسکے نزدیک ہندو مسلمان - عیسائی یہہ سب مذاہب کے لوگ یکسان ہیں -

انجمن حمائت اسلام اب بتلائے کہ وہ اس نقصانکی تلافی کیونکر کرے گی جو اس عرضداشت کے بھیجنے سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچا ہے - اب انجمن حمائت اسلام نہ تو مولف امہات پر کوئی استغاثہ کر سکتی ہے کیونکہ وہ سنے اوسپر استغاثہ کرکے اوسکو سزا دلانی نہیں چاہی اور نہ جواب ہی دے سکتی ہے کیونکہ جواب دینے سے باوجود اس کے کہ مسلمانوں کو خوش کرنے کیلئے برائے نام یہ وعدہ دے رکھا ہے کہ مقدس مذہب اسلام کے معترضین کو جواب دینا پہلا کام ہے اوس نے یہ صاف طور پر اقرار کر لیا ہے کہ وہ آئندہ کے لئے جواب دینا پسند نہیں کرتی اور نہ اوس کے خیال اور فکر میں مہذاب اور معقول جواب ہو سکتا ہے - انجمن حمائت اسلام کو دونوں حق حاصل تھے مگر خدا کی قدرت وہ اپنی نادانی سے دونوں کھو بیٹھی - اب مسلمانوں کو جو صدمہ اسکی اس حرکت سے پہونچا کیا اوسے حمائت اسلام [illegible] اسلام - حمائت اسلام لاہور نے اہل اسلام کو اس سے زیادہ رنج دیا ہے جو امہات کے مولف نے گالیاں نکال کر دیا تھا - اونبر اور اور پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب بھی ذرا غور کریں اور انجمن حمائت اسلام کے ساتھہ شامل ہو کر ماتم کریں جسکی تائید میں وہ ایک مامور من اللہ پر نہائیت بے باکی اور شوخی سے منہہ آئے تھے - وہ اب دیکھیں کہ اونکی پولیٹیکل معاملات کی واقفیت کہاں گئی ؟ اونکے بارہ سالہ اور چہار سالہ تجربہ کدہر گئے ؟ وہ جو ڈنگین مارتے اور دونکی لیتے تھے اب کہاں ہیں ؟ ذرا کچھہ تو بتلائیں - ہمکو افسوس اور سخت افسوس ہے کہ مسلمانوں کی حالت یہانتک گر گئی ہے کہ وہ ایک ناصح مشفق کی دلسوز باتیں سننے کی بھی طاقت نہیں رکھتے اب تو اونکو تجربہ نے بتلا دیا کہ پولیٹیکل معاملات میں کس کی رائے صائب اور درست ہے - انجمن حمائت اسلام ہو یا کوئی اور وہ خوب کہیں کہ اونکی سعی کبھی بھی مشکور اور اونکی تدابیر کبھی بھی کارگر نہیں ہو سکتیں جب تک اسلام اور دین قویم کی حمائت کے لئے اون تدابیر پر وہ کاربند نہونگے جو حفاظت و حمائت دین کے لئے آنے والے مامور نے بتلائی ہوں بہرحال انجمن کی اس چال نے مسلمانوں کو بہت کچھہ نقصان پہونچایا ہے - لیکن اس سے کہیں زیادہ رنج اور نقصان اون کو پہونچ گیا ہوتا اگر ایک مرد صادق کی تحریر ساتھہ نہوتی اس میں کچھہ شک نہیں کہ انجمن حمائت اسلام کی طرف سے اب کلی مایوسی ہو چکی ہے اور شدید ترین صدمہ اور رنج کا انجمن کوئی مداوا نہیں کر سکتی جو بقول ممبران انجمن کتاب امہات سے مسلمانوں کو پہونچا - لیکن ہم اہل اسلام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مایوس نہوں اونکے درمیان کی تدبیر اور کامل تدبیریاں خطا نکرنے والی الٰہی تدبیر موجود ہے اور جو انشاء اللہ بہت ہی مفید ہوگی - غمخوار ملت و ہمدرد قوم جسکی زندگی اسی کام کیلئے وقف ہے اس رنج سے بے خبر نہیں وہ جیسا کہ اوس کے میموریل سے معلوم ہو چکا ہے اسبات پر آمادہ ہے کہ کسر صلیب کے لئے ایک دندان شکن جواب اس بیباک مصنف کی تحریروں کا دے جس سے اسلام کا جلال ظاہر ہو اور حق کی ہیبت کی ہیکار دکھا دے - مگر اے اہل اسلام انجمن حمائت اسلام کے ممبرو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہہ ذلت یہہ اہانت اوس امانت کا ثمرہ ہے جو تم اوس مقدس بزرگ کی کرنا چاہتے تھے اب تمہارے پولیٹیشن کہاں ہیں تمہارے مدبر اور ایڈیٹر کدہر ہیں جو کہتے تھے کہ ایک گمنام شخص ہے قوم اوسکو پیشوا نہیں مانتی ؟ قوم نہ مانے مگر تم بیدار ہو جاؤ اور منبیسے پیار نکرو وہ وقت آتا ہے کہ قوم کیا اسے غیر قومیں جانیں گی اور خدا اوسکو انٹرو ڈیوس کریگا اسلام کا بول اگر بالا ہوگا اوسی شخص کے ذریعہ ہوگا جسے خدا نے کہا کہ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد ! گیا انی مھین من اراد اھانتک کا نشان اس سے پہلے سرکش اور بدخواہوں کی تذلیل سے تم نہ دیکھہ چکے تھے جو خود دیکھنا چاہا اور خاص اپنی ہی ذات پر ازمانا چاہا ! بہرحال اب وقت گذر گیا اور انجمن حمائت اسلام اپنی شتاب کاری پر بیٹھی آنسو بہایا کرے موقع ہاتھہ سے نکل گیا -

خدا کی شان دیکھو ! یہہ بھی ایک حیرت انگیز اور زبردست خدائی نشان ہے کہ جس سلسلہ اور طریق پر یہہ لوگ خدا کے مرد پر استہزا کرتے تھے اوسی معاملہ میں خدا نے اونکو ذلیل کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اونکے اوس دعوے کو بھی غلط ثابت کر دکھایا جو وہ کرتے تھے یعنے حمائت اسلام اب حمائت اسلام کو کوئی موقع حاصل ہی نہیں کہ وہ امہات سے پہونچے ہوئے صدمہ کی تلافی کرے بجز اسکے جو ہم ابھی ذکر کریں گے -

انجمن حمائت اسلام جواب کتاب کا نہیں لکھہ سکتی کیونکہ وہ جواب دینا چاہتی نہ تھی - استغاثہ نہیں کر سکتی کیونکہ اوسکا مقصود نہ تھا - اون کو خیال تھا کہ گورنمنٹ اشاعت روکدیگی وہ ہوا نہیں کیونکہ قانون اجازت نہ دیتا تھا - اور اگر گورنمنٹ روک بھی دیتی تو مفید بھی نہ تھا کیونکہ اشاعت سے جو غرض تھی وہ پوری ہو چکی - پس اسقدر وقت

اٹھانے کے بعد اب بھی اگر انجمن یا اوسکے رفیق پیسہ وغیرہ نہ سمجھے تو سخت افسوس رہجاویگا۔

اب انجمن اگر اپنی سرخروئی چاہتی ہے تو اوس کے لئے بجز اسکے اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ سیدنا مرزا صاحب کی تدبیر پر اب بھی کاربند ہو۔ اور اونکے ساتھ ہوکے اور جس وقت فریاد درد جو سیدنا مرزا صاحب کی طرف سے ایک اتمام حجت اور ابلاغ ہے شایع ہو تو سب سے پہلے ساتھ دینے والی انجمن حمائت اسلام ہوجاوے تو وہ رنج اور ذلت دور ہوسکتی ہے جو اب اس شتاب کاری سے اوسکو پہونچی ہے۔ ہم ابھی نہیں بتلا سکتے کہ فریاد درد میں کیا ہوگا کیونکہ عنقریب وہ انگریزی اور اردو میں ایک کثیر التعداد شایع ہوگی ہاں اتنا کہدیتے ہیں کہ اگر قوم نے اوس پر کان نہ دھرا اور روگردانی کی تو وہ وقت دور نہیں کہ خدا تعالیٰ سے مجادل ٹھہرے کیونکہ سیدنا مرزا صاحب کی فریاد اکارت نہیں جانے کی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ سید الاصفیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور حرمت کو ظاہر کرنے کے لئے اٹھی جاوے۔

ہم مسلمانوں کو بشارت دینا چاہتے ہیں کہ انہات المومنین سے جو صدمہ اونکو پہونچا ہے وہ بہت جلد مبدل بہ مسرت ہوجاویگا کیونکہ امام الوقت نے اوسکا جواب لکھنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور نہ صرف اوسکا جواب بلکہ آجتک جسقدر اعتراضات اسلام پر نصارے نے کئے ہیں اون سب کا استیصال کیا جاویگا انشاء اللہ بحولہ۔

آخر میں ہم انجمن حمائت اسلام پیسہ اخبار اور پنجاب اونبرادر کو مخاطب کرکے پھر کہنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مامور کی باتوں پر استہزا کرکے تو آپ لوگوں نے نتیجہ دیکھ لیا۔ اب آؤ۔ امر حق سے منہ نہ موڑو۔ اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو اوسکے پیارے کو دو۔

ایک آسمانی نشان

اور

گورنمنٹ کا شکریہ

اور

قوم سے مختصر سا خطاب

{بنگر اے قوم نشانہائے خداوند کبیر
چشم بکشاء کہ بر چشم نشانے است کبیر}

ابھی پچھلے کالموں میں ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ انجمن حمائت اسلام کے میموریل دربارہ امہات کا جواب گورنمنٹ پنجاب نے نہایت مناسب طور پر دیا ہے کہ قانون سڈیشن سے پہلے کی تحریر ہے اس لئے گورنمنٹ اوس پر توجہ نہیں کرسکتی۔ اور یہہ بھی ہمارے ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے کہ اس میموریل کی اصلاح کی غرض سے بظاہر مخالف ہمارے سید و مقتدا جناب امام الزمان سلمہ الرحمان نے بھی ایک میموریل ارسال فرمایا تھا جسکی رسید گورنمنٹ کے حضور سے آگئی ہے ہم گورنمنٹ پنجاب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اوسنے حضرت اقدس کے میموریل پر پوری توجہ فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں کو ایک فائدہ عظیم پہونچایا۔ گورنمنٹ اگر انجمن کے میموریل کے موافق کتاب کی اشاعت بند کرتی تو اس سے اسلام پر سخت اعتراض آنیکو تھا جسکا ذکر حضرت اقدس نے اپنے میموریل میں بوضاحت کیا ہے اب اس فیصلہ سے مسلمانوں کو ہر طرح سے اس کتاب کے معقول۔ موزوں اور مہذب جواب دینے کی گنجائش حاصل ہے۔ اس بے لاگ اور عادل گورنمنٹ کا شکریہ پھر کیوں ہر مسلمان پر لازم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اس جواب پر جو انجمن کو ملا ہے ناراض ہو تو یہہ اوسکی غلطی اور حماقت ہے کیونکہ اگر بچہ اپنی نادانی سے ماں سے آگ کے چمکتے ہوئے انگارے کی درخواست کرے یا چھری مانگے تو ماں ہرگز ہرگز نہ دیگی پس انجمن حمائت اسلام نے یا اوسکے دوسرے رفقاء نے اپنی نادانی سے ایسا ہی کیا تھا مگر مہربان ماں سے بھی بڑھکر عزیز گورنمنٹ نے مسلمانونکو بدلہ میں ایسی بیش قیمت اور واجب القدر چیز دی جسکا شکریہ آسان کام نہیں اس لئے ہم نہایت مسرت سے بھرے دل کے ساتھ پھر ایک بار شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو مخاطب کرکے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہہ ایک خدا تعالیٰ کا نشان ہے جو امام الوقت کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہے پس یہہ وقت ہے کہ سجدات شکر بجالاؤ۔ اور تکذیب اور استہزا سے باز آؤ۔

کیا پولیس تھانیدار توجہ نہ کریں گی؟

{ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک}

ہم کو چنداں ضرورت نہ تھی کہ ایسے معاملات پر قلم اٹھائیں جو کسی شخص واحد کی ذات سے متعلق ہوں لیکن یہہ امر ہمارے فرض منصبی سے بعید اور دور ہے کہ ہم اون واقعات اور معاملات سے چشم پوشی کریں جو بظاہر کسی خاص شخص کی ذات سے وابستہ سمجھے جاتے ہوں لیکن حقیقت میں اونکا تعلق پبلک سے ہو۔ ایسے شخص کے حالات و مقالات کبھی بھی چشم پوشی کے قابل نہیں ہوتے جسکا تعلق عام لوگوں سے ہو۔ اور جسکا اثر اونکے جان و مال اور عزت پر پڑتا ہو۔ پس ہم ایک ادنے کنسٹبل سے لیکر ڈیوک اور امیروں تک کے اس چال چلن پر ملکی خبر گالی اور خیر خواہی کو مدنظر رکھکر کوئی رائے زنی کرسکتے ہیں جنکا تعلق پبلک سے ہے نہ ہم کو ایسی رائے زنی سے قانون باز رکھ سکتا ہے اور نہ

اخلاق مانع ہوتا ہے لہذا ہم جو کچھہ لکھیں گے۔ وہ نیک نیتی اور خیر خیر خواہی کی بنا پر لکھیں گے۔ اور اس بات کی ہم کو پرواہ نہوگی کہ نہ بابا وہ تحصیلدار اپنے تئیں تہانہ دار ہے یا کیا ہے اور کیا ہے۔

یہہ امر غالباً پولیس ڈیپارٹمنٹ کی لائے اتہاڑٹیز خصوصاً ضلع گورداسپور کے سرشتہ پولیس کے ذمہ دار آفیسر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں جو ایک معمولی قصبہ ہے آجکل حاکم علی نام ایک کنسٹیبل متعین ہے۔ ہم کو اس تشخیص کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی کہ آیا خاص ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ ضلع نے اوسے متعین کیا ہے یا پولیس سٹیشن بٹالہ کے مہتمم نے۔ مگر اوس نے عام طور پر یہہ مشہور کر رکھا ہے کہ میں صرف جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان اور اوسکی جماعت کے حالات خفیہ طور پر لینے کے لئے مقرر ہوں۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کا راز دار یعنے خفیہ پولیس کا کوئی ممبر اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتا اگر ایسا کرے تو لازمیہ وہ گورنمنٹ کے ایک عظیم الشان پولٹیکل راز کو ظاہر کر کے تہ و بالا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ قومی نمک حرام اور ملکی غدار ہے اور اوسے ایک بڑی بھاری ذمہ واری کے لئے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ پس اس شخص کا اپنے تئیں ایسا مشہور کرنا اگر در حقیقت وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک فرمان پر اور عقیدت کیش خاندان کے بے ضرر ممبر اور دنیا میں امن اور سلامتی پھیلانے والے انسان کے حالات کی نگہداشت کے لئے مقرر ہے بہت ہی خطرناک ہے اور وہ ایک زبردست جرم کا مرتکب ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اوسکے ایسے اظہار سے بجز اسکے اور کوئی غرض مقصود نہیں معلوم دیتی کہ وہ چاہتا ہے کہ تا بیجا اور ناجائز طور پر اپنا رعب ڈال کر اپنا پیٹ پالے۔ گو ہر کہ احباب پاک است از محاسبہ چہ باک۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ اوس مسلم وفادار خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو ایک اشوب وقت میں گورنمنٹ برطانیہ کی ہواخواہی اور جان نثاری میں عملی طور پر ثابت قدم نکلا ہے۔ ہم کو اس موقع پر اس امر کی صراحت کی ضرورت نہیں معلوم دیتی کہ کیونکہ اس مرد خدا نے گورنمنٹ انگلشیہ کی اوس سچی وفاداری کا جو اوس کے رگ و ریشہ میں شیر مادر کے ساتھہ ساتھہ سرائیت کر گئی ہے ثبوت دیا ہے اور کسقدر متعدد کتب و رسالجات میں اس امر کا اعلان کیا ہے اور مسلمانوں کے بعض خام خیالوں کا قلع قمع کیا ہے۔ اور نہ ہم اس قدر گنجائش دیکھتے ہیں کہ اون پاک اصولوں اور مقدس تعلیموں کا ذکر کریں جو یہہ سلامتی کا شہزادہ اپنے ساتھہ تعلق رکھنے والوں کو دیتا ہے۔ اور کیونکر اوسنے اس امر کو مقدم کر رکھا ہے کہ اوسکے ساتھہ تعلق رکھنے والا جب تک امن اور سلامتی کی راہیں اختیار نکریگا اور ہر ایک قسم کی ضرر رسانی اور شرارت اور فتنہ و فساد سے پرہیز نکریگا اوس کے ساتھہ رہ ہی نہیں سکتا چنانچہ ابھی اواخر مئی ۱۸۹۸ء میں جو اشتہار اپنی جماعت کے لئے نکالا ہے اس امر پر شاہد ہے اور ہم نے بھی اوسے کسی دوسرے مقام پر درج کیا ہے اور نہ یہہ امر یہاں بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اوسکے ساتھہ پر ہاتھہ رکھنے والے لوگ کوئی اوباش۔ دنی الطبع اور مشتبہ چال چلن کے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے گورنمنٹ عالیہ کے معتمد علیہ۔ تاجر۔ تعلیم یافتہ۔ اور ہر پیشہ اور فن کے ممتاز آدمی ہیں۔ پس اوسکی نسبت یا اوسکی جماعت کی نسبت ایسے خیالات ظاہر کرنا تو خام خیالی اور دنائت طبع ہے اور خود گورنمنٹ سے یہہ امر پوشیدہ نہیں ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ ہماری محسن گورنمنٹ کو اس برگزیدہ جماعت اور اوس کے مقدس امام کی نسبت کیا خیال ہے۔

یہہ امر تو بطور ایک جملہ معترضہ کے آگیا اب ہم پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ یہی حاکم علی کنسٹیبل جسکی ایک ادنی سی کارگزاری کو باوجودیکہ اوسمیں بھی اوس نے کوئی اعلیٰ درجہ کا کام نہیں کیا۔ بلکہ جب بدمعاشوں سے مقابلہ ہوا تو منہ تاکتا رہ گیا۔ لیکن پھر بھی ہم نے اوسکی دوڑ دھوپ کو ضائع نہیں کیا اور اوسکی مشکوری بذریعہ اخبار ظاہر کی۔ جیسا اوپر ظاہر کیا گیا ہے اپنے تئیں خفیہ پولیس کا ممبر ظاہر کر کے ایک ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر اسکی ان حرکات کو ذرا زیادہ وسیع کر دیا جاوے تو تخویف مجرمانہ کی حد تک اوسکا پہونچ جانا مشکل نہیں ہے۔

ہم کو اس امر کا بھی خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے آپ کو گورنمنٹ کا راز دار کہہ کر اس راز کو (اگر کوئی ہو) ظاہر کرنے کا ارتکاب کرتا ہے مگر ان سب پر طرہ تو یہہ ہے کہ اوس نے جھوٹی رپورٹوں کے ارسال کرنے میں مشق کرنی چاہی ہے۔ اور چونکہ وہ مرزا نظام الدین جو مرزا سلطان احمد نمبردار قادیان کا کارندہ ہے کے ہاں کھانا وغیرہ کھاتا اور اور روزمرہ کی ضروریات کا فائدہ اٹھاتا ہے اس لئے وہ زیادہ تر اونکے اثر اور تربیت کے اندر کام کرتا ہے۔

اور وہ وقت دور نہیں کہ ہم کو اون خوفناک سازشوں کے اسرار کھولنے پڑیں جو قادیان کے کسی دیوان خانہ میں ہوتی ہیں اوس وقت پولیس اور گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے خوفناک انسان امن عامہ میں خلل اندازی کرنے والے موجود ہیں۔

اس لئے جو کچھہ ادھر سے اشارہ ہوتا ہے یہہ کٹھ پتلی کی طرح اونکے ہاتھہ پر ناچتا ہے۔ ہم حیران تھے کہ بدمعاشوں کی کثرت اور آئے دن قادیان میں نقب زنی کی وارداتیں کیوں ہوتی ہیں۔ بظاہر دکھایا جاتا تھا کہ پولیس نہایت توجہ اور محنت سے کام کرتی ہے اور اسی وجہ سے ہم کو کسی گذشتہ اشو میں لکھنا پڑا۔ مگر اب ہم اون تمام اسرار اور راز ہائے نہانی کو کھولکر گورنمنٹ اور پبلک کی توجہ کے لئے روز روشن میں رکھدیں گے جو ان وارداتوں کی تہ میں کام کرتے ہیں۔ اور اسی لئے ہم اپنی اوس ڈائری کو جسکے بھیجنے کا ہم وعدہ کر چکے ہیں چند روز اور کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ اس مختصر

علاوہ دو تین روز سے برائے نام چھوڑ دیا ہے

مضمون میں ہم اون تمام امور پر بحث نہیں کر سکتے جو اس کنسٹیبل سے متعلق ہیں اس وقت ہم کو صرف ایک تازہ ترین واقعہ پر بحث کرنی ہے جو ۱۰ جون ۹۸ء کو پیش آیا۔ قبل ازیں ہم اس تقریر بحث اس میں صفائی بیان اور تفہیم مطلب کے لئے یہہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ چونکہ جناب مرزا غلام احمد صاحب ایک خدا پرست اور دنیا اور دنیا کے منصوبوں سے بالکل الگ رہ کر زندگی بسر کرنے والے انسان ہیں اس لئے مرزا صاحب کے بعض شرکا مثل مرزا نظام الدین وغیرہ نے کچھہ تو اس خیال سے کہ مرزا صاحب دنیوی جائیدادوں وغیرہ پر زیادہ زور نہیں دیتے اور عدالتوں میں جانا بہت ہی برا سمجھتے رہے ہیں اور کچھہ اس خیال سے کہ جناب مرزا صاحب اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد سے دینی معاملات کی بنا پر محض ابتغاء مرضات اللہ کسقدر ناراض ہیں اور ادہر سلطان احمد کے تعلقات کچھہ رشتہ داری کی بنا پر اور کچھہ قرابت سابقہ کے لحاظ سے اور کچھہ اس بنا پر کہ نمبرداری کا کام نظام الدین کرتا ہے بہت کچھہ تعلق مرزا نظام الدین وغیرہ سے ہے اس لئے انہوں نے مل ملا کر مرزا صاحب کے اکثر مکانات وغیرہ جو قابل تقسیم ہیں پر اپنا ناجائز قبضہ و دخل کر رکھا ہے جسکی اصلیت کھلنے کے دن آگئے ہیں اور آئے دن لوگ کسی نہ کسی بنا پر جناب مرزا صاحب کی مخالفت اپنا شیوہ اور فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ دراصل یہہ ۱۰ جون کا واقعہ بھی اسی ضمن میں داخل ہے۔ جناب مرزا صاحب کی ایک زمین اونکے ہی قبضہ میں اونکے ہی مکان کے متصل پڑی ہے جس پر جناب مرزا صاحب کے مہمان خانہ کا پاخانہ اور درخت بھی ہے اوس پر آپنے ایک مرید مخلص کو اپنی رہائش کے لئے مکان بنا لینے کی اجازت دی۔ یہاں تک کہ دیواریں قریبًا پانچ چھہ فیٹ تک تعمیر ہو گئیں اور کسی نے مزاحمت نہ کی۔ مگر ۱۰ جون کو یکایک جب کہ چند آدمی ہماری جماعت کے وہاں کھڑے تھے اور دیوار تعمیر ہو رہی تھی۔ مرزا نظام الدین مع مرزا امام الدین و چند چوہڑوں جنکے ہاتھہ میں ڈانگیں پکڑی ہوئی تھیں شور مچاتے اور فحش بولتے آموجود ہوئے۔ اور مزدوروں کو پکڑ کر تار دیا۔ ہم بھی اوس موقع پر موجود تھے حاکم علی کنسٹیبل بھی لاٹھی لئے اونکے ساتھہ تھا اور اس ساری کارروائی سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ ساری کارروائی ایک سازش اور منصوبہ بازی کے طور پر ہوئی ہے۔

اب بجائے اسکے کہ وہ اس فریق کو روکتا جو ڈنڈے اور ڈانگیں لیکر آئے تھے خود اونکے ساتھہ ہو کر بدزبانی کرنے لگا اور گالیاں نکالتا رہا۔ اور ناجائز دباؤ ڈالنے لگا۔ جو آدمی اس موقع پر موجود تھے وہ اپنی عزت بچا کر چلے گئے کیونکہ جناب مرزا صاحب نے حکم دیدیا تھا کہ کچھہ ضرورت نہیں فساد نہونے پاوے۔ دیوار بند کر دو۔ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کر لیجاوے۔ اور ان چوہڑوں میں سے بعض مسلّم بدمعاش اور سزا یافتہ بھی تھے ان لوگوں کا انکے ساتھہ آنا کسی گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو ہم کو دوسرے وقت کھولنا پڑیگا۔

چنانچہ سب لوگ چلے گئے۔ اور وہ اس ارادہ وہاں تھے ہی نہیں۔ اس سفید جھوٹ بولنے والے کنسٹیبل نے نہ اپنے فرض منصبی کا لحاظ کیا اور نہ خدا کے خوف کو دلمیں جگہ دی سرتاسر جھوٹی رپورٹ کر دی کہ یہاں بلوہ ہو جانے والا ہے اور مرزا امام الدین اور نظام الدین اکیلے ہیں اور چناں اور چنیں ہے۔ اور ادہر جناب مرزا صاحب اور مولانا مولوی نور الدین صاحب وغیرہ ہم معزز اور مقتدا بزرگوں کو متہم کیا کہ یہہ بلوہ کرنا چاہتے تھے۔

کسقدر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ بالکل غلط بات حکام تک پہونچانے کی کوشش کی ہے اسکی وجہ بجز اسکے اور کچھہ نہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی طرف سے اوسے کبھی ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملتا اور نہ وہ فضول اور اسراف کے طور پر ایسے لوگوں کو منہہ لگانا چاہتے ہیں اور ادہر نظام الدین کے ہاں سے وہ کھانا کھاتا کھاتا بستر اور چارپائی تک لیتا بلکہ اکثر وہیں رہتا ہے اس لئے ناجائز طور پر اپنے منصبی فرائض سے بڑھ کر وہ ایک معزز اور مقتدا جماعت پر ناجائز حملے کرنے کو طیار ہو جاتا ہے۔ ایسی جھوٹی رپورٹوں سے ممکن ہے کہ ہم کو سخت صدمہ پہونچے اسی لئے ہم سردست پولیس اتھارٹیز کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس کے متعلق پوری توجہ کریں۔ اور ہم واقعات صحیحہ کی بنا پر اون سارے معاملہ کو روز روشن میں لانے والے ہیں جو پس پردہ ہو رہے ہیں۔ یہہ لوگ امن عامہ کے محافظ ہیں یا خود مخل ہونے والے ۱۰ جون کو وہ بحیثیت فریق موجود تھا نہ بحیثیت نگران۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملہ نے طول پکڑا تو حاکم علی کو بجائے خود ایک سخت جوابدہی کے لئے کھڑا ہونا پڑیگا۔ اس لئے ہم ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کو عموماً اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور کو خصوصًا توجہ دلاتے ہیں کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اس معاملہ پر توجہ فرماویں۔ ورنہ یہہ شخص بہت خطرناک ثابت ہونے والا ہے۔

ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ خصوصیت سے یاد رکھیں کہ اسکے چال چلن اور عام معاملات کی جوابدہی خود اونکو کرنی پڑے گی۔ اور ہم اس امر سے بری الذمہ ہیں کیونکہ ہم نے اون کو قبل از وقت بذریعہ افشل چٹھی کے اس انتظام پر توجہ دلانے کی کوشش کی ہے۔ اگر اونہوں نے توجہ نکی تو ہم اوسی خط کو مع مناسب ریمارکس کے شایع کر دینگے۔

اعتذار

کاتب کی دقت کیوجہ سے اخبار بدیر اور کم حجم پر شایع ہوتا ہے۔ آئندہ اس کمی کو انشاء اللہ پورا کیا جاوے گا ناظرین معاف فرماویں۔
(ایڈیٹر)

ضرورت

ہمکو ایک لائق کاتب کی ضرورت ہے۔ تنخواہ عہ سے صہ تک علی قدر لیاقت دیجاویگی۔ درخواست کے ساتھہ نمونہ آنا چاہیئے۔
(ایڈیٹر الحکم قادیان)

رسیدز

ہماکسار ایڈیٹر الحکم نہایت شکرگذاری کے ساتھ اون معاونین کے زرچندہ کی رسید دیتا ہے جنہوں نے چندہ سالانہ اخبار الحکم ہیجکر کارخانہ کی اعانت فرمائی اور امید کرتا ہے کہ دوسرے احباب بھی اس قومی اور دینی کام میں دست ہمت بڑھا کر اوسے مشکوری کا موقع دیں گے۔

جناب منشی محمد علیشاہ صاحب مدرس غوط ۶ لے
جناب مولوی محمد رضوی صاحب وکیل حیدرآباد دکن ۶ لے
معرفت میاں بخش صاحب کمپازیٹر شملہ عہ
معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب للعہ
جناب بابو محمد اسحاق صاحب سابق وزیر نمبا سہ سے
جناب بابو رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ نمبا سہ معرفت
معرفت بابو محمد افضل صاحب للعہ
جناب بابو محمد افضل صاحب کلرک نمبا سہ للعہ
جناب حکیم شیخ نور محمد صاحب ہمدم صحت لاہور سے
جناب چودھری محمد خاں صاحب نبرار رجسٹروال سے
جناب شیخ عطا محمد صاحب چنیوٹ سے
جناب شیخ مولا بخش صاحب ڈنگہ سے
جناب زین الدین صاحب ابراہیم صاحب بیگی ۶ لے
جناب مستری احمد الدین صاحب بہیرہ معرفت حکیم فضل الدین صاحب بہیرہ سے
جناب سید عبدالہادی صاحب پیرسرسن ضلع شملہ سے
جناب مخدوم محمد اعظم صاحب کوٹ احمد خاں سے
جناب منشی الہ دتا صاحب سیالکوٹ سے
جناب منشی غلام قمر صاحب سیالکوٹ سے
جناب منشی گلاب خاں اوورسیر راولپنڈی سے
جناب منشی نواب الدین صاحب مدرس دینانگر سے
جناب میاں احمد الدین صاحب چہاپہ گرملتان سے
جناب مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ڈیرہ غازیخاں سے
جناب بابو محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا سے
جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ سے
جناب مرزا نیاز بیگ صاحب کلانور عہ
جناب حکیم محمد حسین صاحب لاہور بہاٹی دروازہ عہ

میاں محمد بخش صاحب چہاپہ گرملتان سے
جناب شیخ غلام نبی صاحب تاجر کتب راولپنڈی سے
جناب ڈاکٹر بوٹے خاں صاحب اسٹنٹ سرجن قصور ۶ لے
جناب منشی عبدالعزیز صاحب کلرک دہلی معرفت جناب مرزا خدا بخش صاحب سے
جناب منشی جلال الدین صاحب پنشنر لاہور سے
جناب مولوی حکیم نور محمد صاحب موکل معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب سے
جناب منشی روشن الدین صاحب تحصیلدار ماسٹر قدرت معرفت جناب مولوی عبدالکریم صاحب عہ
جناب محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین دہلی سے
جناب محبوب عالم صاحب ہاسپٹل اسٹنٹ لاہور عہ
جناب سید ناصر شاہ صاحب دہلی روڈ گنمیر سے
جناب میاں محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد سے
جناب سردار سندا سنگھ صاحب دہرم کوٹ بگہ معرفت شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم سے
میاں مہر دین و کرم دین لالہ موسیٰ
بابو غلام صاحب گلگت
شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد سے
جناب شیخ محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار ہنرخانواہ سے
جناب بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر معرفت حضرت اقدس سلمہ ربہ سے
جناب پروفیسر صاحب بٹالہ ۶ لے
جناب منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸ ر
جناب شیخ نظام الدین حکیم امرتسر عہ
جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سے
جناب بابو غلام محمد صاحب پوسٹ ماسٹر گلگت معرفت جناب حکیم فضل الدین صاحب بہروی سے
جناب بابو حمید علی صاحب سے
جناب میاں غلام محمد صاحب ضلعدار سے
معرفت بابو محمد افضل صاحب از ایبٹ آباد للعہ

میزان کل مالیہ

جناب مفتی محمد صادق صاحب لاہور سے
معرفت مفتی صاحب عہ

مالیہ

اسکے علاوہ رپورٹ جلسہ سالانہ بابت ۱۹۰۷ء کے لئے معرفت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

مندرجہ ذیل رقوم وصول ہو چکی ہیں۔
جناب چودھری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر ۶
جناب پیر قمرالدین صاحب افسر پال کوٹ عہ
جناب منشی نواب خاں صاحب کھیاوز جہلم سے

سوال و جواب

مندرجہ ذیل سوالات ہمارے پاس بغرض جواب پہنچے ہیں انشاء اللہ اگلے اشو میں انکا جواب مرقوم ہوگا۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) مسیح علیہ السلام کی آسمان پر جانیکی قرآن شریف سے ہم کیا دلیل ہے بل رفعہ اللہ الیہ - انی متوفیک ورافعک الی - ما قتلوہ وما صلبوہ کا ضمیر مسیح علیہ السلام کیطرف راجع ہے تو ضمیر بل رفعہ اللہ کے کیوں موجود کیطرف راجع ہو اس سے انتشار ضمائر و ارجاع ضمیر قبل الذکر لازم آتا ہے اور یہ ناجائز ہے تمام کتب عربیہ اس پر متفق ہیں۔

(۲) انی متوفیک متوفی میں معنے حال اور استقبال کا ہے نہ ماضی کا اور استقبال میں آپکی وفات کے ہم بھی قائل ہیں۔ اور فلما توفیتنی میں قیامت کا ذکر ہے اس آیت کا اول آخر قرآن میں دیکھو

(۳) قرآن اور حدیث میں قیامت کے حالات بسبب تحقق وقوع کے بہت صیغہ ماضی سے آئے ہیں وجاءت سکرۃ الموت بالحق۔ ونفخ فی الصور۔ وجاءت کل نفس معہا سائق وشہید

(۴) زکوۃ کا معنے ہے پاکی جیسا قرآن شریف میں فاردنا ان یبدلہما ربہما خیرا منہ زکوۃ واقرب رحما۔ قد افلح من تزکی۔ قد افلح من زکہا جب تک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہے پاکی کے ساتھ ملو رہے۔

(۵) ہم بھی عیسیٰ علیہ السلام خلت کے قائل نہیں آپکے واسطے موت ہی مرگ ہے۔

(۶) خلت کا معنے فوت نہیں بلکہ گذر جانا زمانہ ماضی میں خواہ موت سے ہو خواہ آسمان پر جانے سے ہو۔ قرآن شریف میں ہے وقد خلت سنۃ الاولین۔ قد خلت من قبلکم سنن کیا سنت کیواسطے بھی موت ہوتی ہے۔

(۷) یہ بات تورات کی نہیں بلکہ یہودیوں کا تحریف ہے کیونکہ قرآن شریف سے مخالف ہے ویقتلون الانبیاء بغیر حق۔

باقی آئندہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۱۶ و ۱۷ | قادیان دارالامن و الامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جون ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اسلام کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ میں مدد ہو جائیں تو سو ٹریکٹ فی صدی کے حساب سے خرید کر مفت تقسیم کئے جاویں۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھپوا کر مفت تقسیم کر دیا کریں اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم کیا جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں گے۔ اگر جملہ احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہونے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت ۲۰+۲۶ روپے۔ قطع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹیکل۔ علمی مضامین اور ملکی معاملات سے مزین۔ روپیہ کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل آپ کو ملیں گی۔ بے لحاظ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت آنہ۔ تمام ملک میں اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر ستا نہیں۔ چونکہ اس کا دفتر سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اخبار دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں۔ درخواست خریداری بنام ... نمونہ کے لئے ایک آنہ ... اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورۃ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بمحصول ۲ر

محمودی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۲ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورۃ والعصر از عالیجناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر مدد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری سم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے دینی اخبار بند۔ سیج بند۔ پرزمے ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

ولایتی چٹھی

نمبر ۶

اوسنے قلی تک بھی ہر دلعزیز انسان کر رکھا ہے آخر اُنکے دل کو اسطرف منتقل کیا کہ جب تک سانپ کا زہر بدن انسان میں سرایت نہ کرے تب تک انسان مر نہیں سکتا۔ شاید زہریلی ہوا کوئی لگ گئی ہوگی اس لئے اوہنوں نے صاحب بہادر کو تسلی دے کہ آپ اس مرض سے ہلاک نہیں ہو سکتے آرام ہو جائیگا۔ اور کچھ مناسب عرضیات وغیرہ دے دلاکر رخصت کیا۔

صبح کو جب کہ اسسٹنٹ سرجن صاحب کے پاس اسکا ذکر ہوا تو اونہوں نے کہا کہ چند یوم ہوئے ہیں کہ مینے ایک کتاب میں پڑھا کہ افریقہ کے سانپوں میں یہہ بات خصوصیت کے ساتھہ ہے کہ جب انسان اس پر حملہ کرتا ہے تو سانپ اوسکی آنکھہ کا نشان کرکے اوسکی طرف تھوکتا ہے جب انسان اپنی آنکھیں ملنے لگتا ہے تو سانپ موقعہ پاکر یا تو حملہ کرتا ہے یا بھاگ جاتا ہے۔

اس واقعہ سے بعد ہی دو تین قلی ہسپتال میں اسی طریق پر اپنی آنکھیں باندھے ہوئے آئے۔ اور سبکو آرام ہوا۔

وہ شیر جسکا ذکر ہم اول کر چکے ہیں برابر اپنے شکار کر رہا ہے اور جب موقعہ پاتا ہے چار دو آدمی لے جاتا ہے ریلوے نے ایک ہزار روپیہ اور شیر کے لئے انعام مقرر کیا ہے جو اوسے شکار کرے مگر کب تک بہت سے انگریز افسر اور دوسرے سب آدمی بندوق وغیرہ بھی کئی کئی دن تک اوسکے انتظار میں تھے مگر کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ سنا گیا کہ اوسکی شکل دیکھکر کسی کو فائر کرنیکی جرأت نہیں پڑتی۔ وجہ اوسکی یہہ ہے کہ اوسکا کوئی خاص مقام مقرر نہیں کبھی کسی راستہ سے آتا ہے کبھی کسی سے دو دو تین تین میل کے فاصلہ پر حملہ کرتا رہتا ہے بیچارے لوگ رات کو کوئی ٹین بجا بجا کر کوئی ڈھونک بجا بجا کر گاتے ہیں۔

بار برداری کے محکمہ میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لیجایا مگر اتفاق سے وہ اوسکے منہہ میں سے نکل گیا لعاب میں چند ایک بندوقیں اور ایک انگریز سپاہی فیرکیں شیر نے تو کیا شکار ہونا تھا چار غریب بیل اون فیروں سے شکار ہو گئے اور دو بیل حضرت شیر شکار کر گئے۔

اسی طرح ہسپتال کے احاطہ میں شیر آگھسا اور تو پھر تارہا بچاوے بچارہ دیکھہ کر آنکھہ بند کرکے پڑے رہے آخر جاتی دفعہ ایک بیمار کو شیر نے گھسیٹا چونکہ اوسکے اوپر رضائی تھی تھوڑی دور جا کر بیمار تو رضائی میں سے کھسک کر گر پڑا مگر رضائی ساتھہ ہی گئی۔ بہت سی کھوڑے دن کا عرصہ گذرا ہے کہ ہسپتال میں بھر آیا اور ایک پانی بھرے لوٹے کو اوٹھا کر لیگیا اوسکے پاؤں خیمہ سے باہر تھے اول اوسکے پاؤں سے پکڑ کر باہر پھینکا پھر پکڑ کر احاطہ سے باہر پھینکا پھر اب کو دکر باہر نکلا اور لے گیا۔ یہہ واقعات سچے ہیں۔ یہہ بھی سنا گیا ہے کہ جس آدمی کو شیر لیجاتا ہے اوس کا کوئی نشان زمین پر نہیں ہوتا مگر جیسے شیر لیجاتی ہے اوسکے اثر میں گھسٹتی جاتی ہیں اور اب دلیری اسقدر بڑھ گئی ہے کہ آگے تو صرف رات کو حملہ کرتا تھا اب ہم نکے دن کے ۳ چار دن ہوئے کہ کام کرتے ہوئے قلیوں میں سے ایک کو اٹھا کر لیگیا ہے شیر کیا ہے کہ چار ریلوے قلیوں کا ملک الموت ہے۔ خداوند اپنا فضل کرے اور ہمارے اہل وطنوں کو اس آفت سے نجات دے۔

ملک طاعون ماست میں جسکا کچھ مفصل حال ہم پیشتر کئی اخبار میں روانہ کر چکے ہیں اب مرض طاعون پھیل رہا ہے۔

افریقہ کے جنگلی وحشی باشندے اہل ہند کو اسلئے بددعا دیتے ہیں کہ جب سے اوسنے قدم اونکی سرزمین میں آئے ہیں بارش بند ہو گئی ہے اور وہ بھوکے مر رہے ہیں۔

مورخہ ۲۱ اپریل ۱۸۹۸ء کو ایک

آتشین جہاز جسمیں کئی ہزار من بوجھہ تھا ایک چٹان پر جو بالکل ممباسہ جزیرہ کے پاس ہے چڑھ گیا۔ اوسکی وجہ یہہ تھی کہ کپتان جہاز نے غلطی سے کوشش کی کہ رات ہی کو بندر کے اندر چلے اس لئے وہ سیدھے راستہ سے ذرا ادھر اودھر ہونیکی وجہ سے اوپر چڑھ گیا۔ دو جہازوں نے ملکر اوسے پھر کھینچکر پانی میں ڈالنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ زنجبار سے ایک جنگی جہاز (جسکے نام

منگوایا گیا مگر وہ بھی کامیاب نہ ہوا۔

رات کو جہاز بندر کے اندر نہیں لایا کرتے ہمیشہ باہر کھڑے کیا کرتے ہیں۔ یہہ چٹان جس پر جہاز چڑھا ہے کوئی بہت اونچا نہیں ہے بلکہ پانی کے چڑھاؤ کے وقت ہمیشہ پانی میں چھپ جاتا ہے اور اوسکے ساتھہ ایک بہت تنگ راستہ ہے جسمیں سے جہاز ہو کر بندر ممباسہ میں آتے ہیں بباعث وزنی ہونیکے اوس چٹان پر پانی اوسے اوٹھا نہیں سکتا اسلئے اب سامان اوتارا جا رہا ہے جب خالی ہوگا تو پھر باہر نکل آئیگا مگر الحمد للہ کہ کسی جان کا نقصان اسمیں نہیں ہوا۔

۲۶ اپریل ۱۸۹۸ء

سفرنامہ

مورخہ ۷ فروری ۱۸۹۸ء کو ہم کراچی شہر سے کراچی بندر کو روانہ ہوئے دوپہر کا وقت تھا اور اس خیال سے کہ بندر نزدیک ہی ہوگا کوئی گاڑی وغیرہ کرایہ نہیں کی جب حدود شہر سے باہر نکلے تو اگرچہ شہر میں ہوا کی تیزی سے خاکہ اوڑتا تھا مگر اس طوفان کے مقابلہ میں بھی نہ تھا جو ہمیں شہر کے باہر نظر آیا ہوا کی تیزی اسقدر تھی کہ انسان مشکل سے سیدھا چل سکتا تھا ٹوپی تو درکنار پگڑی مشکل سے سر پر ٹھہرتی تھی خاک اور ریت

آسمانی شہادت

ذیل میں ہم حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے وہ الہامات درج کرتے ہیں - جو اللہ کریم نے بہ تصدیق جناب سیدنا مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد مسیح موعود اُن پر نازل فرمائے اور جن کی طبع کا وعدہ ہمارے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام مکتوبات اسمی جی فی اللہ قاضی ضیاء الدین میں درج کر چکے ہیں اور ہم کسی گذشتہ نمبر الحکم میں وعدہ دے آئے تھے - وھو ھذا -

حافظ محمد ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے عجیب الہامات اور نوٹ خالص

واضح رائے شریف ہو کہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں حضرت اقدس کے مخالفین نے جو کا سرگروہ پیر سید حیدر وزیر آبادی ہے قاضی ضیاء الدین کو اس جرم کی سزا میں کہ مرزا جی کی تکفیر کیوں نہیں کرتا امامت سے معزول کر کے ان کی جگہ حافظ صاحب مذکور کو امام نماز مقرر کر رکھا تھا - یہ صاحب پہلے مولوی غلام رسول مرحوم قلعہ والے و عبداللہ غزنوی مرحوم کے مرید تھے اور اب پیر حیدر کے مرید با اخلاص ہیں زمانہ طفولیت سے ہی نیک چلن است گو سادہ ہیں میں مشہور تھے دیگر متہجد خواں اور ذاکر آدمی ہیں رویا صالحہ سے بھی نصیب رکھتے ہیں حضرت اقدس کی تکفیر تو نہ کرتے مگر مسیح موعود ہونے میں سچا نہ سمجھتے تھے - اب ان کو پانچ دفعہ متواتر رویا صالحہ و الہامات صادقہ سے تنبیہ ہوئی کہ علانیہ بروز جمعہ پہلی دسمبر ۱۸۹۳ء ایک جماعت مسلمانوں کے روبرو ہو کر مرزا جی کو مسیح موعود مان لیا مخالفوں نے بہت وسوسہ اندازی کی کہ الہامات کو شیطانی کارروائی کہا لاکن حافظ صاحب نے کچھ پرواہ نہ کی امامت وغیرہ خوائد کی نوکری اور بے دھڑک کہدیا کہ بھلا ایسے کلمات جو ان الہامات میں وارد ہوئے ہیں شیطان سے ہو سکتے ہیں الحمد للہ علےٰ ذلک - اب وہ الہامات بعینہ معرض تحریر میں لائے جاتے ہیں - بزرگان چند را عزت سنیں اور عبرت پکڑیں

حافظ صاحب کا بیان ہے کہ امام مقرر ہونے کے بعد ایک رات میں بغرض امامت نماز عشا مسجد کی طرف گیا دیکھتا ہوں کہ مرزا صاحب کے مرید قاضی ضیاء الدین و قاضی محمد یوسف معہ ایک آدھ اور کے باہم جماعت کر رہے ہیں - اور میرے مقتدی مرزا صاحب کے گلشن دار کفر پاس بیٹھے ہیں - اس وقت میں اس تحیر میں غرقاب عرق ندامت ہو گیا کہ اگر مثل ان کے پاس بیٹھ رہوں تو مخالف حدیث نبوی - صلوا خلف کل بر و فاجر کے ہوتا ہوں - کل روز جزا آنحضرت صلعم کو کیا منہ دکھاؤں گا - اور اگر شامل جماعت ہو جاؤں تو ان کی طرف سے مطلقہ عورت کا سا رنگ پاتا ہوں آخر ان کی طرف سے انہیں نیک کر مسیح کی جماعت میں لگ گیا - پس اسی رات مجھے خواب میں جو بیداری کی قسم میں سے تھی ایک پیر مرد نے مجھے ایک ذوق بھری آواز سے پکارا کہ اگر آج تو اس جماعت میں شامل نہ ہوتا تو آسمان سے عذاب الٰہی تیرے واسطے اترتا - یہ خواب میں دل میں چھپائی پھرتا تھا کہ ایک دوسرا الہام ہوا وہ یہ ہے - میرے دہنے ہاتھ پر ایک سخت پھوڑا نمودار ہوا جس کی شدت درد سے کئی راتوں پھر مجھے سونا نصیب نہ ہوا اور ڈر کے مارے چرتا بھی نہ تھا - اس اثنا میں ایک دن میں اپنی بھینس کو پانی پلانے کو گھر سے باہر لگایا بھینس نے ناگاہ رسا کھینچ کر مجھے پھوڑے والے ہاتھ کے بل گرا دیا تھا چنانچہ پھوڑا پھس گیا اور شدت درد سے مجھے غشی ہو گئی جب ہوش آئی دیکھا کہ سب علامت نکل گئی آرام کی صورت نظر آئی - پھر تو میں نے دن بھر میں کئی دفعہ خدا تعالیٰ کے اس فعل حکیمانہ کا شکریہ ادا کیا - چنانچہ گاؤں سے باہر ایک کنوئیں پر نماز ظہر میں جب میں کھڑا ہوا اور ہاتھ سینہ پر باندھے تو درد کا افاقہ یاد کر کے نہایت ذوق بھرے دل سے بطور شکریہ کہا اللہ تعالیٰ تو بڑا ہی حکیم ہے اس کے بعد جب میں سجدے میں پڑا تو دائیں طرف سے ایک عمدہ اور لذیذ آواز آئی کہ اگر تو اس حکمت سماوی جاندا ہیں لئے پھیر مرزا نوں سچا کیوں نہیں کہندا

حافظ صاحب کہتے ہیں اس الہام کے بعد کتنے دن میں مذبذب وار رہا اور زیادہ سوچ بچار یہی دامنگیر رہتی - کہ یا اللہ یہ کیا معاملہ ہے کہ یہ جمہور امت کیونکر غلطی پر ہو سکتی ہے - پھر میری دفعہ یہ دو آئیں واذ اخذ ربک من بنی ادم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین او تقولوا انما اشرک اٰباءنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون اس سے مجھے یہی مفہوم ہوا کہ تقلید آبائی سے مجھے منع کیا جاتا ہے - پھر چوتھی دفعہ خواب میں ایک مرد اچھے لباس والا دیکھا کہ سر پر گٹھڑی اٹھائے ہوئے مسافرانہ چلا جاتا ہے - میں نے بھی اسکے پیچھے چلنا اختیار کیا چنانچہ اسکے پاؤں پر پاؤں دھرتا گیا وہ پرانے میرے راستہ کو چھوڑ کر ایک نئے سیدھے راستے کی طرف جاتا تھا چلتے چلتے کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کی مجلس میں پہنچ گیا ہوں اس جگہ کئی اور آدمی اچھے لباس والے بھی موجود تھے - میں جھٹ بیعت کرنے کو جھکا جھکتے ہی وہم پڑا کہ کہیں اس جگہ محمد شریف (جو اس گاؤں میں ایل نمبر مرزا جی کے مخالفین میں سے ہے) نہ ہو ایسے جھونکے میں آنکھ کھل گئی - اس کے بعد پھر حافظ نے ایک اپنے پرانے دوست مخلص سے سارا واقعہ بیان کرنے کے بعد مشورہ لیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے - اُس مخلص دوست نے کہا کہ اس مذبذبانہ حالت کے دفع کے لئے اُسے ایک مجرب دعوات خدا کی طرف استغاثہ و انابت کرنے کی رہبری کی - پس حافظ صاحب سات آٹھ دن بدستور پابند دعاؤں میں لگے رہے اور بار بار التجا کرتے اور رو رو کے کہتے کہ اے مولا کریم مجھ نالائق کو بوصاحت تمام سمجھا دے اور میرا دل ایک طرف لگا دے - آخر بوقت شب جمعہ اول دسمبر ۱۸۹۳ء پانچویں دفعہ ایک ذہنی آواز سے یہ ذیل الہام میں سنائی گئی

وھو ھذا -

ولئن لم ینتھ لما امرہ لیسجنن ولیکونن من الصاغرین - حافظ جی کہتے ہیں جب مجھے اس آیت کا الہام ہوا ساتھ ہی معنی بھی سمجھ میں آتے جاتے تھے - جب امرہ کا لفظ سنایا گیا اس کے ضمیر کو ت

وہ منازل الہام جو مجھ کو دیں سنائی دیا تھا اُس کی طرف اشارہ سمجھ میں آتا تھا - لہذا میں اب سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ فی الواقعہ حضرت مرزا جی اس وقت چودھویں صدی کے امام سچے مسیح موعود ہیں اسی مرتبہ کا مجھ کو شک تھا ورنہ کافر تو پہلے بھی نہیں کہتا تھا - نعوذ باللہ منہا -

مکرر عرض ہیں دیا ہوں اپنے ان الہامات کو پیش نظر رکھ کر اپنے اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر قسم کھاتا ہوں کہ ضرور مجھے یہ الہامات ہوئے ہیں - اگر جھوٹ کہوں خدا کی لعنت کا مستحق ہوں - اور میں انہیں کی رہبری سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان چکا ہوں وکفی باللہ شہیدا -

العبد گواہ شد
محمد قلم خود قاضی سراج الدین کوٹ قاضی فضل الدین سدھنا از ایضاً
گواہ شد
قاضی محمد یوسف ساکن کوٹ قاضی بقلم خود

سبحان اللہ میرا مولی کریم بڑا ہی حکیم ہے جسقدر ہماری دستگیری ہوں اُسی قدر تجدید اور کامل دوائی بھی نازل فرماتا ہے چونکہ اس گاؤں کوٹ قاضی میں ہماری انکار مسیح الوقت حد سے بڑھ گئے تھے اُسی موافق اچھی قسمت والوں کے لئے دوا بھی شافی کافی نازل فرمائی اور مخالفوں پر حجت قائم کردی - فالحمد للہ علی ذلک -

ایک مختصر سا خط

السلام علیکم -

آپ کا خط ایک بڑی کتاب کو لکھانا چاہتا ہے - انشاء اللہ کسی وقت پر تیار ہو جائے گی آپ صبر سے انتظار کریں - قرآن کریم قصوں کے بیان کرنے کو نہیں - اصل مطلب اور ضرورت پر کوئی بیان آجاتا ہے - یہود عیسائی اور مجوسی قومیں جب مسلمان ہوئیں تو یہ لمبے قصے ان سے اور ان کی کتابوں سے تفاسیر میں درج ہوئے ہیں - انکی اصل نہیں اور نہ اپنے کوئی شرع کا مسئلہ موقوف ہے ہمارے خیال میں اکثر مفتری ہیں اور لغو ہیں -

ہرگز ہرگز شیطان کا تسلط کسی نبی پر نہیں - نبی تو عظیم الشان لوگ ہیں کسی پر بھی شیطان کا تسلط نہیں - ان عبادی لیس لک علیہم سلطان سورۃ حجر رکوع ۷ - کا مطلب بہت صاف ہے - دیکھو دیکھو اس کا ترجمہ ہم لکھتے ہیں - اور نہیں تیرا تسلط ان پر سوائے کوئی رسول اور نبی مگر جب وہ خواہش کرتا ہے تو ہلاک ہونیوالا خدا سے دور (شیطان) اس کی خواہش میں روک ڈالتا ہے - اللہ تعالیٰ شیطان کی روک کو دور کر دیتا ہے اور اپنے آیتوں کو مستحکم کر دیتا ہے دیکھو یوسف کو جب اس نے خواہش کی کہ بنی اسرائیل کو مصر سے چھوڑا کر کنعان لاوے تو فرعون شیطان نے روک ڈالدی مگر آخر وہ غرق ہوا اور خدا کی بات پوری ہوئی -

مسیح کی خواہش میں یافہ کاہن اور یہودی شیاطین نے روک ڈالی تو آخر اللہ تعالیٰ نے مسیح کو کامیاب کر ہی دیا اور یہود ذلیل ہو گئے -

محمد رسول اللہ صلعم کی خواہش میں ابوجہل ابولہب جیسے شیاطین روکیں ڈالتے رہے - آخر خدا کی باتیں پوری ہوئیں -

رسول خدا مسجد میں جنابت کیوقت نہیں جا سکتے تھے اور ایسے قصص معتبر کتابوں میں نہیں ہیں - طلاق وغیرہ کے وہ بھی پابند تھے -

انبیاء سب معصوم ہوتے ہیں اور استغفار عجیب غریب دعا ہے - استغفار کے معنے محفوظ رکھنے کی طلب کرنا - استغفر اللہ - میں اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کرتا ہوں -

شفاعت کی بحث فصل الخطاب میں آپ دیکھیں - گناہوں کے اقسام ہیں - ہر ایک کی معرفت جدا اقسام معاصی کو دور کر دیتے ہیں اور حوروں کے متعلق بحث بسط چاہتی ہے کسی موقعہ پر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خط کا جواب مفصل تحریر ہوگا - والسلام نورالدین

ایڈیٹوریل نوٹس

اپنے ناظرین سے

الحکم کے اجرا کی غرض و غایت اب ہمارے بالغ خرد ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے - اور یہ امر بھی کسی حد تک دل خوش کن ہے کہ الحکم کے مضامین جن کی طرف ہمارے بعض واجب التعظیم بزرگوں کو خصوصیت سے خیال ہے بھی ایک حد تک نہایت شوق سے پڑھے جاتے ہیں بلکہ یہاں تک بھی دیکھا گیا ہے کہ اخبار کے بدیر شائع ہونے پر اضطراب کے بھرے ہوئے خط جہاں ایک طرف مدیر الحکم کو پریشان کرتے ہیں وہاں دوسری طرف ایک مسرت بھی بخشتے ہیں - کہنے کو کہا جا سکتا ہے کہ ابھی الحکم کی باقاعدہ اشاعت اور ترتیب مضامین میں بہت توجہ کی ضرورت ہے - اور یہ شکایت جس حد تک ہم محسوس کرتے ہیں ناظرین اس قدر نہ کرتے ہونگے مگر ہم باوجود اسکے کہ یہ جانتے ہیں کہ ناظرین کو یہ معلوم نہیں کہ کسقدر مصارف اٹھا کر اخبار کی کاپی قادیان میں کاتب کی دقت کی وجہ سے امرت سر میں کرانی پڑتی ہے اور ایسی ایسی بہت سی دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے تاہم اللہ کریم کے بھروسہ پر ہمت نہیں ہاری جاتی اور ہر لحظہ اور ہر آن یہی خیال زیر نظر ہے کہ وہ بہترین صورت پر آجاوے جو کہ ہر امر کے لئے ایک وقت معین ہے حسب فحوائے کل امر مربوط باوقات - اس لئے ابھی وقت پر الحکم کے ایک عمدہ اخبار ہو جانے کی امید کرنی فضول نہیں ہو سکتی - الحکم کا متعلق کل فرائض ہمارے ہی ذمہ نہیں اُن کا ایک جزو اعظم ہمارے ناظرین سے بھی البتہ ہے - وہ کیا الحکم کی مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہونا - واجب الادا زر چندہ سے مدد کرنا اور اشاعت میں ترقی کی کوشش کرنا - اہل قلم و اہل دماغ اصحاب کا قلمی امداد سے دریغ نہ کرنا وغیرہ وغیرہ پس کیا ہم اپنے ناظرین سے پوچھ سکتے ہیں کہ جہاں وہ ہمارے فرائض متعلقہ الحکم کے پہلو بہ پہلو کسی قدر نکتہ چینی کرتے ہیں کیا وہ اپنے فرائض متعلقہ الحکم کی طرف توجہ کرنا اپنا مقدم کام قرار دینگے ؟ ہم کو کامل امید ہونی چاہئے کہ ہمارے ناظرین الحکم کی توسیع اشاعت اور اس کے زر چندہ کی ترسیل میں پوری توجہ فرما کر نیازمند مدیر کو شکوری کا موقعہ دینگے -

واجب التقلید ہے دارالامان کے الٰہی مشن کی تائید میں جس طرح سے ہمارے برگزیدہ احباب حتی المقدور حصہ لے رہے ہیں وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں اللہ کریم کے حضور اُن کے لئے جزائے خیر کے ہدیے اور تحفے طیار ہیں - اور نہ اس امر کی ہم کو ضرورت معلوم دیتی ہے کہ ہم انکو یہ کہنے بیٹھیں کہ تم امداد کرو کیونکہ الٰہی سلسلہ کی نصرت اور تائید ہر پہلو سے اور ہر ضرورت

کے موافق خود اللہ کریم کر رہا ہے اور اُس کی ضرورتوں کا متکفل خود وہی پاک ذات ہے اور انسانی ارادہ کی خواہش یا تحریک تو صرف اس لئے ہوتی ہے کہ تا انسان کو اپنے مراتب کی ترقی کا موقع دیا جاوے ورنہ

بہت ایں اجر بصرت را و ہندت ای اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

جو عمل خلوص دل سے کیا جاوے خواہ بظاہر وہ کیا ہی خفیف اور مختصر سا نظر آوے لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کا درجہ اُس خلوص اور صدق کے موافق ہے جسکے ذریعے وہ صادر ہوا ہے۔ ہمارے معزز بھائی میاں عبد اللہ سنوری ٹیوڈی نے اپنے نکاح کی تقریب پر ولیمہ بھی قادیان ہی میں کیا تھا خدا تعالیٰ نے اُس نکاح کو اُسکے لئے مبارک کیا اور اب فرزند نرینہ بخشا اُس نے مسنون عقیقہ کی دعوت بھی دارالامان کے احباب ہی کو دی یہ بہت ہی مبارک تحریک اور واجب التقلید فعل ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے احباب اس طرف توجہ کریں کہ ولیمہ اور عقیقہ کی دعوتیں علی العموم حسب مقدور دارالامان میں ہوا کریں تاکہ وہ درویش اور مسافر جو قادیان میں مقیم ہوتے ہیں یا آتے ہیں ایسی دعوتوں میں شامل ہو کر ثواب اور برکت کا موجب ہوں خصوصاً اس لئے بھی کہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ تحریک ہم اپنی طرف سے محض اس لئے کرنا چاہتے ہیں کہ تا ہمارے احباب زیادہ خیر و برکت سے حصہ لیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مسکین طالب علم وغیرہ اور بہت سے مستحق یہاں موجود ہیں۔ غرض خیال رہنا چاہئے کہ ہر ایک قسم کے مسنون صدقات و زکوٰۃ وغیرہ کا عمدہ ترین مصرف خدا تعالیٰ کے اس قلع کردہ مشن کی راہ میں ہیں ؛

مختلف شہروں کی ہماری جماعتیں توجہ کریں یہ خیال مستدعا ہے جو ہمارے دل میں پیدا ہوا ہے کہ جس حال میں قرآن کریم کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا ہمارا فرض عین ہے اور ہم لوگ مخالف فرقوں میں بھی قرآن پرست مشہور ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اوسے فرض کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے اشاعت دارالامان ایک معنی سے ہندو پنجاب کے لئے ام القریٰ ہے اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال جو دارالامان میں چمک رہا ہے ہندو پنجاب کے دوسرے مقام پر قطعاً نہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن کریم کے معارف و اسرار کھلنے کے لئے بھی اس زمانہ میں قادیان مخصوص سمجھا جانا چاہئے۔ اس وقت ہمارا روئے سخن اُن لوگوں سے نہیں ہے جو اپنی کوتاہی نظر سے ان امور کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں جو ان باتوں کو سچے دل سے مانتے ہیں پس یہ بڑی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے ہمارے احباب دارالامان کی رہائش اختیار کریں لیکن چونکہ ایک کثیر حصہ ہمارے احباب کا ملازمت پیشہ ہے جو ایسا نہیں کر سکتے پس ہماری رائے یہ ہے کہ شہر اور قریہ سے ایک شوقین لائق آدمی تعلیم القرآن کے لئے دارالامان بھیجا جاوے اور جس جس شہر سے آوے وہاں کی جماعت اُسکے اخراجات وغیرہ کی متکفل رہے تاکہ وہ اطمینان اور جمع خاطر کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھے اور بعد فارغ التحصیل ہونے کے اپنے شہر میں جا کر قرآن کریم کا درس شروع کرے اور خدمت قرآن کے لئے کمر بستہ ہو ایسی جماعت کی اشد ضرورت ہے مگر افسوس ہے ہمارے احباب نے نہیں معلوم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کیا۔ باوجودیکہ ایک پہلو سے کئی بینہ اور شاید کبھی صدر احمدیہ بھی ہمارے مخدوم جناب حکیم نورالدین سلمہ ربہ اس ضرورت کو بتلا چکے ہیں بلکہ الاعلام کے عنوان سے نکلا ہوا نشتہ ہمارا اس ضرورت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے ترتیل قرآن کی اشد ضرورت ہے پس ہمارے احباب کو سستی نہیں کرنی چاہئے جناب مولوی نورالدین صاحب کا دم غنیمت ہے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو اس پاک تحریک پر عمل شروع ہو جانا چاہئے ہم دیکھیں گے کہ کونسی جماعت اس نیک معاملہ میں سبقت کرتی ہے۔

مسجد احمدیہ امرتسر ہمارے کسی پہلے اشتہار میں مسجد احمدیہ امرتسر کی ضرورت پر کوئی مختصر سا ریمارک شائع ہوا تھا۔ جس میں ہم نے اپنے دیگر احباب کو بھی اس کار خیر میں شریک ہونے کی توجہ دی تھی چنانچہ اس راہ میں بیرونجات سے سب سے پہلے قدم اٹھانے والی منی پور کی پاک جماعت ہے چنانچہ امرتسر سے مسجد احمدیہ کے چندہ کے امین مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر کی جماعت کی طرف سے ہم سے درخواست کرتے ہیں کہ شکریہ کیساتھ اس امر کی رسیدی جاوے کہ منی پور سے معرفت جناب سیٹھ موسیٰ صاحب مندرجہ ذیل رقم چندہ مسجد احمدیہ میں پہنچی ہے۔ جناب سیٹھ موسیٰ صاحب

صہ مولوی غلام امام صاحب صہ

اس مبارک تحریک پر جو منی پور کی جماعت نے عملی طور پر کی ہے۔ ہم اُس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اب مسجد احمدیہ امرتسر کی تعمیر انشاء اللہ بہت جلد ممکن ہوگی۔ کیونکہ بیرونجات کے احباب کو توجہ ہو چلی ہے۔ چندہ بھیجنے والے احباب مولوی محمد اسماعیل صاحب سوداگر پشمینہ کٹڑہ اہلوالیاں کے نام روانہ کریں + رسید زر بذریعہ الحکم مشتہر ہوگی۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کی توجہ کیلئے

بنگر اے شیخ نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہ چشم نشانی است کبیر

کچھ عرصہ گذرتا ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے نہایت رعونت اور انانیت کے نشہ میں سرشار ہو کر اپنی اشاعت السنہ میں یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ہم نے ہی اشاعۃ السنہ کے ذریعے مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور ہم ہی اُسے گرائیں گے۔ دانشمند اور دور اندیش لوگوں نے تو اس خیال کی سفاہت اور کمزوری کو اُسی وقت ظاہر کر دیا تھا اور شیخ بطالوی کی بیجا شیخی پر اُسی وقت نفریں کی تھی مگر خدا تعالیٰ کو علے رؤس الاشہاد اُسکا یہ خیال اُسکے منہ پر مار کر اُسے انی مہین کا نظارہ دکھانا تھا۔ شیخ بطالی نے جب سے یہ خیال ظاہر کیا تھا اُسی وقت سے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سید نا مرزا صاحب کے مشن کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی گئی یہانتک کہ اب خدا تعالیٰ کا وہ وعدہ بھی سچ ثابت ہوا کہ جو اُس نے اپنی برگزیدہ سے براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں فرمایا تھا۔ یعنے

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

آج وہ وقت ہے کہ لوگ جوق در جوق حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے۔ اور سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر اس نور پر پھلوٹ گئے ہیں۔ یہ ایسا تکبر کا بول بولا تھا چنانچہ ذیل میں ایک خط درج کرتے ہیں جو ریاست کشمیر سے آیا ہے اس کے مطالعہ سے ایک دفعہ شیخ بطالوی پر دار و مدار جو ہمیشہ ادھر اُدھر سے پوچھا کرتا تھا آج قادیان کھنچے آ دھمکے۔ اب ذرا انصاف کو دل میں جگہ دیکر شیخ صاحب ہم کو بتلائیں کہ اُن کے دعوے کی کیا حقیقت ثابت ہوئی۔ اشاعۃ السنہ کی وہ ہی مردود تحریر کیا ہوئی۔ کاش یہ نادان سمجھ سکتے

مومن اللہ کی صداقت کا ایک ثبوت قرآن کریم نے یہ بھی دیا ہے اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ کیا نہیں دیکھتے ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آتے ہیں۔ یہ آیت خصوصیت سے جناب سید عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لئے بیان ہوئی ہے کہ اطراف مکہ لوذہ نواحی طرف سے کم ہوتے چلے آتے ہیں جس کا ایک حصہ تو کھل کر ہمارے ساتھ ہو جاتا ہے اور جو ان الذین اٰمنوا کے ذیل میں آ گئے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کے خمیازہ سے کھینچ رہے ہیں ای شیخ بطالی اب تو آنکھ کھول اور دیکھ کیا واقعی اطراف الارض کم نہیں ہوتی چلی آتیں پس شیخ بطالی کا وہ قول گزشتہ سے بڑھکر باوقعت ثابت نہیں ہوا۔ ہاں بطالوی صاحب کی اس تحریر کا ہم اثر اثر دیکھتے ہیں اور شاید یہ ان کی ہی کرامت ہو کہ اشاعۃ السنہ میں جب سید نامر زا صاحب پر ریویو لکھ کر اخص برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے دعائیں مانگی جاتی تھیں اور مخالفان امام ہمام کے اعتراضوں کے جواب دیئے جاتے تھے اُس وقت رسالہ باوقعت تو سمجھا جاتا تھا اور وقت پر اشاعت پذیر بھی ہوتا تھا جب سے علم نیان بلند کیا اُس وقت سے رسالہ نے اولٹی ترقی کی ہے مہینے سے چھ مہینے بعد اور اب تو گرین اینڈ والوں کی طرح شیخ صاحب سالانہ رسالہ نکالنا پسند کرتے ہیں اور جو حالت مجموعی طور پر رسالہ کی ہے وہ بیچارے شیخ کو اندر ہی اندر تپ دق کی طرح کھا رہی ہے۔ ہاں یہ اثر تو بیشک اس تحریر کا ہوا۔ ہم کسی مبسوط مضمون میں کرامات محمدیہ خوب واضح طور پر ظاہر کریں گے جسمیں پبلک کو محمد حسین کے دعاوی کی اصلیت کا راز بتلائینگے اب ہم اس کو درج ذیل کرتے ہیں +

کارروائی جلسہ اشاعت دعوی حضرت مسیح الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

برادر مندرجہ عنوان قبل از انعقاد جلسہ اشتہارات مشتہر ہوئی۔ روز جمعہ بتاریخ ۱۲ محرم بمقام یارکی پورہ صحن خانقاہ میں فرش کیا گیا۔ اور قریب دس بجے متفرق مواضعات سے احباب تشریف لانے لگے۔ نماز جمعہ سے پہلے چند اصحاب اور مولوی فضل حق صاحب امام مسجد یارکی پورہ نے مجمع منعقد کیا۔ اس مجمع میں دو تین سے اشعار مصنفہ امام الزمان پڑھے گئے۔ یہاں تک کہ اصحاب جلسہ غیر مقلدین و غیر مقلدین جمع ہو گئے۔ ان میں غالب حصہ حصہ لوگوں کا وہی تھا۔ جو کہ ابھی حضرت میرزا صاحب کے دعوے سے ناآشنا تھا۔ پھر خاکسار نے مولوی فضل حق صاحب کھڑے ہو کر وہ نعت شریف پڑھ کر سنائی کہ حضرت مسیح نے لیکھرام کے مقابلہ میں تصنیف فرمائی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مولوی فضل حق صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کارروائی جلسہ شروع ہونی مناسب ہے۔ یہ درخواست حاضرین نے منظور فرما کر نماز جمعہ کیلئے تیاری کی جو نکہ اس جلسہ میں اکثر احباب وہی تھے کہ جو اہل حدیث سے نہیں ملتے تھے۔ اس لئے راجہ عطاء اللہ خانصاحب وغیرہ راجہ صاحبان مسجد اہل حدیث پر نماز پڑھنے کو گئے کہ حنفیوں نے خاکسار کو کہدیا کہ آج ہماری اور آپ کی کوئی مخالفت نہ رہی۔ ایک جگہ ملکر نماز پڑھیں۔ یہ خوشی کا مقام تھا کہ یہ ایک اور کرامت میرزا صاحب کی ظاہر ہو گئی کہ یہ دو فریق جو کہ مدت سے باہم دشمنی اور عداوت کے عادی تھے۔ ایک دفعہ باہم شیر و شکر ہو گئے۔ چنانچہ خاکسار نے ممبر پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور کشمیری زبان میں باہمی اتفاق کا ذکر کر کے اہل جلسہ کو وعدہ دیا گیا کہ نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوگا۔ اور ظاہر کیا جاویگا۔ کہ ایک امام چودھویں صدی کا مجدد مبعوث ہوا ہے جس کے بعض حالات آپ کو سنائے جاویں گے اور جس کے حالات کی کافی کیفیت ابھی آپ کے کانوں میں نہیں پہنچی۔ پھر نماز جمعہ اس کثیر جماعت نے عجیب شان و شوکت سے ادا کی بعد نماز جمعہ جلسہ کا افتتاح ہوا۔ یہ جلسہ عجیب تماشا کا تھا معزز اصحاب رؤسا و جاگیرداران برادران راجہ عطاء اللہ خانصاحب۔ و نمبرداران و پیر صاحبان کشمیری حاضر تھے پہلے خاکسار کی التماس بموجب شیخ غلام رسول نے کھڑے ہو کر حضرت مسیح الزمان کے چند اشعار پڑھے۔ پھر خاکسار نے کھڑے ہو کر التماس کیا کہ ہمارے دوست مولوی فضل حق صاحب براہ نوازش اُن ضروری مسائل کو بیان فرماویں کہ جو حضرت میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق حیات ہوں۔ اسپر جناب مولوی فضل حق صاحب نے کھڑے ہو کر مسئلہ وفات مسیح پر تقریر فرمائی چونکہ مولوی صاحب کی تقریر پنجابی میں تھی۔ اس لئے اکثر حاضرین جلسہ اس تقریر سے مستفید ہونے سے قریباً ناکام رہے کہ وہ کشمیری تھے۔ لہذا انہوں نے اپنی تقریر کو زیادہ وقت نہ لگایا لیکن مسئلہ وفات پر خوب تقریر کی پھر حسب قرار دادیہ عاجز کھڑا ہوا اور کشمیری زبان میں سنایا گیا کہ مجدد چودھویں صدی پر مبعوث ہونا خدا تعالیٰ کی مستمرہ عادت ہے۔ اور اس کی مزید تفصیل تقریر کر کے حضرت میرزا صاحب کے بعض حالات ذکر کئے گئے۔ اشتہار تالیف براہین حضرت صاحب کی کچھ سوانح اور معجزات کا ذکر اجمالاً۔ لیکھرام والی پیشگوئی کا ذکر تفصیلاً کیا گیا۔ یہ بھی سنایا گیا کہ حضرت امام کس کس پہلو سے مخالفین پر اتمام حجت کر رہے ہیں۔ اسی طرح مفصل تقریر ہوئی جسکا اثر حاضرین پر خدا تعالیٰ نے خوب ڈالا۔ اور راجہ عطاء اللہ صاحب نے ایک تحریری شہادت مرتب کی تھی جس میں تمام قصہ لکھا گیا کہ کس طرح خواب کے ذریعے ان پر حضرت امام کی صداقت کھلی۔ زور شور بھی گئی۔ اس کے اثر سے حاضرین بہت سخت متاثر ہوئے غرضکہ اس مجلس کا اثر بہت ہی خوب تھا۔ خاکسار نے شرائط بیعت بھی ممبر سے لوگوں کو سنائی۔ حضرت امام کے اسقدر

معجزات غیبیہ کے تذکرہ سے حاضرین کے دل ہل گئے یہاں تک لوگ جوق جوق داخل بیعت ہونے لگے۔ جلسہ کا انتظام راجہ عطاء اللہ خاں صاحب نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا جو کہ تمام لوگوں کو جلسہ سے پہلے ہی کی گئی۔ پھر خاکسار نے ممبر سے اُتر کر وہ تقریر پڑھی۔ جو کہ از جانب یار محمد خاں صاحب فرزند راجہ عطاء اللہ خاں مرتب ہوئی تھی بعد اس کے نماز عصر کی اذان ہوئی اس جماعت کثیر کو خاکسار نے عصر کی نماز پڑھائی بعد نماز جلسہ برخاست ہوا۔ اور لوگ حسب اجازت راجہ صاحب سے بیعت حضرت میرزا صاحب لینے لگے۔ یہاں تک کہ شام تک ہی قریب اسی آدمی داخل بیعت حضرت میرزا صاحب ہو گئے۔ اس جلسہ میں اسلامی عظمت بہت خوشنما نظر آتی تھی۔ لوگ راجہ صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے تھے۔ اور یہ خاکسار بیعت کی تلقین کرتا تھا۔ بیعت شدہ لوگوں کے نام رپورٹ کے ذیل میں درج کئے گئے ہیں۔ اور تمام حاضرین جلسہ کی تعداد عام و خاص قریباً تین سو تھی۔ خواص تو معمولی تعداد کے تھے۔ اور زمیندار لوگ بہت تھے لیکن اُمّی زمینداروں کو بھی خوب سمجھ آگئی اور یہ بڑی خوشی ہوئی کہ میرزا صاحب کی کرامت سے۔ فرقہ اہل حدیث۔ اور حنفی متفق ہو گئے۔ خدا تعالیٰ اب توفیق دے اور کسی مخل کے وسوسہ سے کوئی خلل نہ پیدا ہووے۔ آمین ثم آمین۔

اسمائے مبائعین حضرت میرزا صاحب جلسہ

اہل بیت راجہ عطاء اللہ خاں صاحب جاگیردار و رئیس اعظم یاڑی پورہ
سلطان محمد خاں معہ اہل و عیال یاڑی پورہ
راجہ محمد فضل خاں صاحب جاگیردار معہ اہل و عیال یاڑی پورہ
یار محمد خاں صاحب و عبدالرحمن خاں فرزندان راجہ عطاء اللہ
راجہ محمد اکبر خاں صاحب برادر راجہ عطاء اللہ خاں صاحب یاڑی پورہ
ولی محمد خاں صاحب فرزند محمد اکبر خاں یاڑی پورہ
محمد علی خاں "
یار محمد خاں کہکہ یاڑی پورہ
عبدالرحمان خاں ایضاً
مدو خاں کہکہ "
عبدالعزیز صاحب تیلی "
محمد پنڈت صاحب نمبردار یاڑی پورہ
خواجہ محی الدین ملک یاڑی پورہ
دوست محمد خاں "
عبداللہ خاں مبہبہ "
عبداللہ میر "
عبدالقادر رنگریز "
عنایت اللہ خاں چک براہ
جمال شاہ براہ
عبداللہ لون براہ
امیر خاں براہ
پیر خاں براہ
فقیر محمد اوان یاڑی پورہ
شیر خاں مغل "
شاہ میر خاں "
حبیب خان مغل "
اہلیہ ہائے راجہ محمد حیدر خاں صاحب بمعہ دختر
اہلیہ مولوی فضل حق صاحب امام مسجد
نجب خاں ترک براہ
محمد اکبر خاں صاحب ولد عنایت اللہ خاں صاحب بمعہ اہلیہ یاڑی پورہ
زبردست خاں صاحب جاگیردار برادر زادہ راجہ صاحب نونہ مبی
عبدالعزیز میر یاڑی پورہ
محمد خان جٹھان "
عبداللہ فرزند عبدالکریم خواجہ صاحب یاڑی پورہ بمعہ والدہ خود
محمد ایوب و ملک امان و یعقوب فرزندان محمد فضل خاں
اہلیہ غلام رسول شیخ شوپیاں مانو
عبدالرزاق صاحب درویش وان گنڈ
حبیب اللہ فرزند محمد علی یاڑی پورہ
نیاز محمد "
محمد خاں کیوا "
حکیم لسہ شاہ صاحب مٹی ٹنگ
شیخ غلام احمد صاحب ماکن پورہ
محمد عثمان صاحب درویش بونس
حیات بٹ یاڑی پورہ
عبداللہ خاں ملازم محمد فضل خاں
غلام رسول صاحب سوداگر بوگام
سیف الدین مٹی لوگ
عبدالصمد صاحب بوگام
رمضان پڑی ہوم
خضر جو تیلی یاڑی پورہ
عبدالاحد ناک "
منگن سیاہی "
محمد جو تیلی "
عبدالاحد تیلی "
اسد جو تیلی "
عبدالعلی تیلی "
غلام احمد ولد عبدالعزیز
غلام رسول تیلی "
غلام محمد ولد خضر جو "
عبدالرحمان ولد محمد رمضان "
عبدالسبحان صاحب کالہ ورنگ وغیرہ عورات و اطفال۔

الحمد للہ علی ذلک

الغرض یہ جلسہ عجیب شان سے ختم ہوا۔ الحمد للہ رب العلمین۔ بیشک واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔

الراقم

خاکسار عبداللہ از مقام یاڑی پورہ۔ ملک کشمیر
سکرٹری جلسہ ۷ جون ۱۹۰۳ء

آریہ سماج میں پھوٹ

آریہ سماج کے اخبارات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کل آریہ سماج میں عجیب طرز سے مخالفت ہو رہی ہے۔ دو فریق بنے ہوئے ہیں ایک کالیج پارٹی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور دوسرا مہاتما پارٹی کہلاتا ہے۔ مہاتما پارٹی کے دو آرگن دھرم رکھشک اور ست دھرم پرچارک ہماری نظر سے بھی گذرتے ہیں کالیج پارٹی پر جس قدر الزام لگائے ہیں انکی اصلیت کچھ تو معلوم ہوتی ہے بہرحال ہم کوئی فیصلہ نہیں دینا چاہتے کہ کالیج پارٹی سچے یا مہاتما جھوٹے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں ہے کہ یہ مخالفت اصل میں اُن کو کھول دیگی اور اسلئے ہم نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اس خانہ جنگی کے نظارے دیکھ رہے ہیں دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہم کو خیال لگا ہوا ہے کہ مخالفوں میں پھوٹ والی صداقت بھی اگر اپنا کرشمہ دکھا رہی ہو تو کیا تعجب ہے۔ بہرحال نتیجہ ضرور قابل دید ہوگا۔

اسلامی دنیا کی خبریں

یکم محرم کو ۱۳۱۷ھ ہجری المقدس کے آغاز کی تقریب میں حسب دستور قدیمہ امیر المومنین نے محلسرائے ہمایوں میں شاہانہ دربار منعقد فرمایا جس میں تمام وزرائے اور اعلیٰ عہدہ داران ملکی - فوجی و بحریہ کو شرف ملازمت عطا فرمایا گیا۔ ایلچی خدیو مصر - غازی مختار پاشا - گورنران صوبجات - کمانڈران جیوش اور عثمانیہ سفراء اور دیگر ہواخواہان و جانثاران خلافت سنیہ نے مبارکباد کے تار خدمت سلطانی میں ارسال کئے۔ تمام سفراء کے ترجمانوں نے درولت پر حاضر ہو کر اپنے اپنے سفیروں کی طرف سے مبارکباد کی پیغام عرض کئے۔

تھیسلی سے ۱۷ اور ۲۲ مئی کے درمیان تیس ہزار ترکی فوج ممالک محروسہ کو روانہ ہوئی۔ یہ پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے کہ ۷ جون تک کل فوج واپس آگئی تھی۔ ستر ہزار فوج سمندر کے راستہ بندر دولو سے روانہ ہوئی تھی۔ اور باقیماندہ خشکی کے راستہ۔ جن سپاہیوں کے گھر یورپین ترکی میں تھے۔ اُن کو سالونیکا میں اور جنکے ایشیا میں تھے۔ انہیں سمرنا و ڈارڈنیلز میں اوتارا گیا۔ جو افواج بندر دولو سے سوار ہوئیں اُن کے ساتھ کئی باتریوں کے علاوہ فوج سواران کے دس ہزار گھوڑے بھی تھے یا نیا (صدر مقام ایپرس) اور دوم اردو کی جو فوج تھی وہ پیدل مناستر گئی اور وہاں سے ریل پر سوار ہو کر براہ سالونیکا "ویدی نماج اندریانوپل" اپنے مستقر کو پہنچی۔ بدوران تخلیہ سالونیکا کے سٹیشن سے آٹھ آٹھ پلٹنیں مع اسلحہ و سامان حرب اور خیام وغیرہ اور دو دو تین تین باتریاں یعنی تقریباً آٹھ آٹھ ہزار فوج مع کل سامان یورپیہ ٹرینوں پر سوار ہوتی رہیں اتنی فوج ایکدن میں بذشتہ سرحدی محاربہ میں بھی مقام مقصود کو نہیں بھیجی جا سکی تھی۔

اعلیٰ حضرت شاہ ایران نے نصوحی بک امپیریل عثمانیہ کو شیر متعینہ صوفیا (صدر مقام بلگیریا) کو شیر خورشید کے طبقہ کی حمائل عطا کی ہے۔

خلب کے قریب موضع ارسلان طاش میں زمین سے سنگ مرمر کی ایک بڑی سل جسپر پانسے زمانے کی خطی رکھنا اور دو اسپ سواروں کی تصویریں برآمد ہوئی ہے۔ رتھ میں کئی شخص سوار ہیں۔ سیل بہت قدیم زمانہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جسے بحفاظت مقام قسطنطنیہ کے جدید عجائب خانہ نوادرات و آثار قدیم میں بھیجدیا جائیگا۔ اس عجائب خانہ کے مفصل حالات لیڈی میکس مولر صاحبہ نے اپنی کتاب قسطنطنیہ میں درج کئے ہیں۔ کتاب مذکور کا ترجمہ دفتر وکیل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

امیر المومنین نے جرمنی کے ولی عہد کے جنرل عبد اللہ پاشا کے ہاتھ طبقہ امتیاز کا نشان سی کے وسط میں ارسال فرمایا تھا۔ جنرل ممدوح کو بتاریخ ۲۲ مئی قیصر ولیم نے شرف ملاقات بخشا۔

دیوان ہمایوں کے کلمق جی رائف بک ۲۱ مئی کو ہوس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ یہ صدمہ اُن کی حرم محترم سے برداشت نہ ہو سکا۔ اور دوسرے دن ہی اپنے مرحوم شوہر سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواد بک - دربار سلطان کے نائب عثمان بک کی واپسی کی خبر پچھلے ہفتہ درج ہو چکی ہے۔ بک موصوف کو دار نے صرف دستخطی خط ہی نہیں دیا تھا۔ بلکہ امیر المومنین کے لئے ایک پھرسی جس کا قبضہ مرصع بجواہر ہے۔ چاء نوشی کے طلائی و نقرئی ظروف کئی بیش قیمت گلدان اور دیگر اشیاء بطور ہدیہ روانہ کی تھیں۔

ہز ایکسلنسی صالح منیہ بک عثمانیہ سفیر متعینہ پیرس نے ۱۶ مئی کو عالیشان دعوت کی جس میں دیگر معززین کی علاوہ پریسیڈنٹ فرانس کی لیڈی صاحبہ۔ وزیر صنعت خارجہ جیسا یم ہانوٹو۔ اور کئی دیگر سفراء مدعو تھے۔ کھانے کے بعد سفیر موصوف نے شاہانہ دربار کیا۔

تھیسلی سے دو مسلمان یہودی خاندان ٹرکی کو ہجرت کر آئے ہیں حسب الحکم سلطانی مخصوصہ کمپنی نے ایک جہاز بلا کرایہ اُن کے لئے خاص کر دیا تھا۔

یلدز بازار میں ۱۰ مئی کو ۵ ہزار پیاستر۔ ۱۰ مئی کو ۳۰ ہزار پیاستر اور ۲۲ مئی کو ۱۷ ہزار پیاستر کی اشیاء فروخت ہوئیں

جدہ میں طاعون کی بیخکنی ہو جانے سے ترکی گورنمنٹ نے ۱۹ مئی سے جہاز کے سواحل سے آنے والے جہازوں کا قرنطینہ جو دس روز کا میعادی تھا موقوف کر دیا ہے۔

قسطنطنیہ کے اسلامی آبادی استنبول کے محلہ اُن کپو میں ۱۹ مئی کو آتش زدگی سے ایسی تباہی برپا ہوئی کہ کئی برسوں سے ویسی مصیبت اہل شہر پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ کلیم ۳۷۱ مکان جو سب کے سب چوبی تھے بالکل خاکستر ہو گئے۔ ان میں تیس بڑے بڑے محل ۱۷ دوکانیں۔ اور اسٹوار۔ ایک مسجد۔ اور ایک کارخانہ روغن کشی بھی تھا۔ تقریباً ۳۰ ہزار پونڈ مالیت کی جائداد تباہ ہوئی ہے جس میں سے صرف دسواں حصہ بیمہ شدہ تھی

واشنگٹن (صدر مقام صوبجات متحدہ امریکہ) کی عثمانیہ سفارت کے متعلقین اب تک ایک کرایہ کے مکان کی نچلی منزل میں رہتے تھے۔ ترکی گورنمنٹ نے اس کے لئے اب ایک سالم عالیشان مکان کرایہ پر لیا ہے۔

خلف الرشید ایسے ہوتے ہیں۔ پیرس کے محلہ لمارک میں ۱۰ مئی کو دو ترک لڑکے جن میں سے ایک کی عمر چودہ اور دوسرے کی دس برس سے گھر گھر پھرتے پائے گئے۔ وہ کندھوں پر بڑے بڑے بقچے اٹھائے ہوئے تھے۔ اُن کی ہیئت کذائی دیکھ کر پولیس کو اُن کی طرف توجہ ہوئی۔ مگر جب سوال کیا گیا تو اُن کی زبان جو ترکی تھی نہ سمجھی جا سکی۔ آخر بصد دقت تھانہ پہنچا کر کسی ترکی دان کی مدد سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے باپ کی تلاش میں قسطنطنیہ سے آئے ہیں۔ اُن کی ماں نے اونہیں فرانس بھیجا ہے۔ جن بیچاری کو صرف اس قدر علم تھا کہ اُس کے خاوند نے ایک دفعہ اُسے لمارک سے خط لکھا تھا۔ اُس نے اپنے بچوں کو اس لمبے سفر کے لئے قمیصوں۔ ٹوپیوں۔ جرابوں وغیرہ ترکی کے کپڑوں اور کھانے کی خشک چیزوں کی وافر مقدار ساتھ دیدی تھی لمارک میں کسی ترک کا پتہ نہیں ملا۔ اب پولیس شہر کے دوسرے حصوں میں اُن کے والد کی تلاش کر رہی ہے۔

یہودی نے اپنے نوجوان کے لئے بھی نقصان اٹھایا ہے۔

قادیان دارالامان کی مقامی ضرورتیں

قابل توجہ گورنمنٹ

پچھلے نمبر میں جو مضمون ہم نے پولیس اتھارٹیز کی توجہ کے لیے حاکم علی کنسٹیبل متعینہ قادیان کی بدکرداریوں کے متعلق لکھا ہے اوس سے اس امر کی ضرورت ہمیں محسوس کرائی ہے کہ قادیان میں بعض مستقل انتظامی امور کا لحاظ مدنظر رکھکر مستقل طور پر ایک پولیس گارڈ رکھی جاوے اور ایک رجسٹرار اور اونریری مجسٹریٹ بھی مقرر ہو ابھی ہم اس امر کا فیصلہ دینے کے لیے طیار نہیں ہیں کہ رجسٹریشن اور اونریری مجسٹریٹ کی خدمات کسی شخص سپرد ہوں فی الحال ہم اس ضرورت کو جسے خود محسوس کرتے ہیں گورنمنٹ پنجاب کو محسوس کرانا چاہتے ہیں +

قادیان جیسا کہ تواریخی مراسلات سے پتہ لگتا ہے کسی وقت خاندان معلیہ کے بعض ممبران کی رہائش گاہ تھی اور بجائے خود یہہ صوبہ سمجھا تا تھا جسکے متعلق بہت سے دیہات تھے اور خود قادیان میں ایک حفاظتی پولیس اوس زمانہ کے طریق پر رکھی رہتی تھی - اور حفاظت شہر کے لیے فصیل بھی تھی جسکے آثار ابتک بھی پائے جاتے ہیں - گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد سعادت عہد میں بھی قادیان میں تحصیل رہی ہے اور پھر پولیس کی ایک گارڈ بھی رہتی رہی ہے مگر بعد میں گورنمنٹ نے بعض مصلحتوں کے لحاظ سے تحصیل اور پولیس گارڈ کو اٹھا لیا - ان ساری باتوں پر ایک نظر کرنے کے بعد یہہ بات تو آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے کہ قادیان میں کسی وقت اس امر کی ضرورت سمجھی جاتی تھی کہ پولیس اور مجسٹریٹ یہاں رہے جو ضرورت اوسوقت تھی اوس سے کہیں زیادہ اب ضرورتیں آگئی ہے کہ یہاں رجسٹریشن اور اونریری مجسٹریٹ کا ایک محکمہ ہو اور پولیس گارڈ بھی رکھا جاوے - ان سب ضرورتوں پر ہم مستقدر شرح وبسط کے ساتھ پھر بحث کریں گے + فی الحال اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ ان معاملات میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان کی رائے مقدم اور واجب العمل سمجھی جانی چاہیے جسکے لیے ہمارے پاس کافی سے زیادہ وجوہات ہیں کوئی اس سے ہمارا یہہ مطلب نہ سمجھے کہ مرزا صاحب اونریری مجسٹریٹی یا رجسٹریشن کا کام چاہتے ہیں یا ہماری غرض ہے کہ اونکو یہ عہدے دئے جاویں قطع نظر اس بات کے جناب مرزا صاحب ہر طرح سے کیا بلحاظ خاندانی شرافت اور کیا بلحاظ خدمت گورنمنٹ اور کیا بلحاظ ذاتی وجاہت اور قابلیت کے ہر طرح سے ان مہتم بالشان عہدوں کے فرائض کو ادا کر سکتے ہیں اور وہ مستحق بھی ہیں اور ان سے بڑھ کر کوئی مستدین - راستباز اور عدل اور انصاف کو کام فرمانے والا شاید دوسرا آدمی بھی نہ ملے مگر جناب موصوف تو ان جھگڑوں بکھیڑوں سے کوسوں بھاگتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور ایک لحظہ کے لیے بھی وہ انکو قبول نہ کریں اور خواہش کرنا تو ایک بڑا کام ہے - مرزا صاحب کے سپرد جو کام آسمانی گورنمنٹ کی طرف سے ہوئے اوس سے بڑھ کر اور کیا عہدہ اور اعزاز ہو سکتا ہے بس یہہ بالخصوص یاد رہنا چاہیے کہ ہماری ہرگز ہرگز یہہ مراد اور غرض نہیں کہ مرزا صاحب کو یہہ عہدے دے جاویں بلکہ اگر ہم ایسا فعل کریں تو لاریب جناب مرزا صاحب کی شان میں گستاخی ہے - ہمارا مقصد اور مطلب صرف اسقدر ہے کہ ایسے عہدوں کی اگر قادیان میں رجسٹرار مقرر کیا جانا تجویز ہو مجسٹریٹ مجوز ہو اوسپر جناب مرزا صاحب کی رائے قابل قدر سمجھی جاوے کیونکہ ایک تو بجائے خود یہہ حقوق مرزا صاحب کے ہیں دوسرے عقل خداداد ان کے معزز ترین ممبر بھی آپ ہی ہیں جو قادیان کا فخر اور زینت ہیں تیسرے اونکو ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد جماعت اپنا امام اور پیشوا مانتی ہے +

غرض ان امور کو زیر نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب ممدوح کی رائے کا استصواب بہت ضروری ہے اگر ممکن ہو تو ہم جناب مرزا صاحب کی رائے ان عہدوں کی قادیان میں ضرورت کے متعلق حاصل کرنے کی کوشش کرینگے اور بذریعہ اخبار گورنمنٹ تک پہنچا دیں گے - بہرنہج ہم ان ضرورتوں پر مفصل مضامین شائع کریں گے -

ہماری مخالف پارٹی میں کھلبلی

پچھلے ہفتہ جو آرٹیکل ہم نے حاکم علی کنسٹیبل کے متعلق لکھا ہے اوسکی اشاعت پر جو چہ میگوئیاں ہماری مخالف پارٹی میں ہوئی ہیں اونکی مفصل رپورٹ ہمارے پاس آچکی ہے جسکو ہم نے محفوظ رکھ لیا ہے اور عند الضرورت اوسے شائع کرینگے - بداندیش مخالفوں نے جب کوئی راہ گریز نہیں دیکھی تو آخر وہ اس بات پر اترے ہیں کہ بیہودہ اور فضول دھمکیوں سے ہم پر کسی قسم کا اثر ڈالکر ہماری قلم اور زبان کو روکیں وہ خوب یاد رکھیں کہ وہ ہم کو نقصان پہنچانے اور اذیت دینے کی جسقدر کوششیں اونکے ذہن میں ہیں کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریں - پھر دیکھیں کہ پانی کے مارنے کو پاپ کسقدر مہان بلی ہوتا ہے - ہم پولیس کے تھکنڈوں اور شعبدوں سے ناواقف نہیں ہم ناجائز رعب اور فضول شیخی بازی کی حقیقت کو خوب تاڑ جانے والے ہیں یہہ کرشمے ہم نے ایک عرصہ دراز تک دیکھے ہیں پھر ان باتوں کا ہم پر کیا اثر ہوگا خاک بھی نہیں - ہم مخالف پارٹی کو چیلنج کرتے ہیں کہ جیسا ہم نے وعدہ کیا ہے ہم اون کی کرتوتوں کو یکبار گورنمنٹ پنجاب کے سینہ تک پہونچا دیں گے پھر جو نتیجہ ہوگا وہ دیکھا جاوے گا + وہ ہم سے مایوس رہیں کہ ہم نہ تو اونکے بیجا رعب میں آسکتے ہیں اور نہ اونکے طمع زا باتوں کو کچھ وقعت دے سکتے ہیں + ہماری جو خط وکتابت ڈپٹی انسپکٹر پولیس اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور و جناب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور سے ہو رہی ہے اونکے نام جو جو خطوط ہم نے ارسال کئے ہیں اونکی رسیدیں ہمارے پاس پہونچ چکی ہیں - اور ہم کو کامل وثوق اور امید ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے -

قادیان میں قابل عکس کتنے آدمی ہیں

تشخیص عکس کے لیے جو طریق مقرر ہے ہم اوسپر فی الحال کوئی رائے زنی نہیں کرنا نہیں چاہتے لیکن ہاں ہم یہہ چاہتے ہیں کہ قادیان کے تمام باشندے جو قادیان میں رہتے ہیں اور جو اپنے تئیں مخالف پارٹی کہتے ہیں اور جو اپنے تئیں موافق دیتے ہیں اور جو اپنے تئیں مذبذب کہتے ہیں اور جو اپنے تئیں غیر جانبدار کہتے ہیں اور جو اپنے تئیں نہ موافق نہ مخالف نہ مذبذب نہ غیر جانبدار کہتے ہیں اور جو اپنے تئیں کچھ بھی نہیں

[illegible]

جو [illegible] ۱۵ [illegible] کو [illegible] عنایت [illegible] کی [illegible] سنائی [illegible]

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انما کان قول المومنین الی الائمۃ (سورۃ نور)

جب تو مومنوں کو اللہ اور اوسکے رسول کی طرف بلایا جاوے کہ اللہ اور اوسکا رسول اونمیں فیصلہ کرے تو اونکی بات یہی ہو کہ وہ کہیں ہم نے سنا اور مانا ایسے ہی لوگ ہیں جو بامراد ہونے ہیں اور جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اوسکا خوف کھاتے اور تقوی اللہ اختیار کرتے ہیں وہ وہی لوگ ہیں جو بامراد ہوتے ہیں۔

اس آیت سے پہلے اون لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر سچے دل سے راضی نہیں ہوتے۔ اور نہیں چاہتے کہ اونکی مرضی کے خلاف اللہ اور اوسکے رسول کا فیصلہ ہو وہ اپنی ہوائے نفس کے مقابلہ میں اللہ رسول کے فیصلہ کو دخل نہیں دیتے اور اپنی ذاتی اغراض اور خدمات کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں کے ذکر کے بعد اوس فریق کا ذکر ہے جو اللہ اور رسول کے فیصلے پر انشراح صدر فرخدلی سے کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے دو انعام فرمائے ہیں۔

فلاح اور فوز یعنی دین و دنیا میں فائز المرام اور بامراد ہونے والے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے فلا وربک لا یؤمنون الایہ تیرے رب کی قسم ہے کہ کبھی ایمان ان ایمان نصیب نہیں ہو سکتا جب تک کہ تمام نزاعوں میں حکم قرار نہ دینگے اور یہی کہ طوعاً و کرہاً تیرے فیصلے پر اظہار رضامندی کریں اور گلے پر اڈھول بجانے والا معاملہ ہو نہیں نہیں۔ تیرے فیصلے سے اونکی دلوں اور سینوں میں تنگی نہ رہے بلکہ نہایت فرخدلی اور انشراح صدر سے اوسے مان لیں اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ایک بے اندازہ لذت اور حظ محسوس کریں معاً عمل

[illegible] جائیں۔ [illegible] ایسا ایمان [illegible] انسان [illegible] اپنے [illegible] کی [illegible] پر ایمان [illegible] اوسکا [illegible] نہیں ہو سکتی اور [illegible] نہیں پا سکتا [illegible] بڑے [illegible] عظیم الشان کام [illegible] ماموروں کے [illegible] ولے سالار کے لئے یہ اگر دفعتہً آ گیا کہ وہ [illegible] امن و آرام سے اپنے گھر میں خوش بیٹھا ہوگا اتنے میں امام الوقت حکم دیگا کہ گھر چھوڑ دو۔ اس امر میں حکم میں وہ اپنے خرمن آسائش پر ایک بجلی گرتی دیکھے گا مگر چونکہ اس حکم کی خوبی اور مصلحت اور وہ لذیذ اور مسرت مجسم نتیجہ جو اس کی تعمیل کی تہ میں ہے یعنی عقل اور سطحی فراست اور کسی جھوٹی میزان سے وزن نہیں ہو سکتا اور کوئی عام پیمانہ اوسکو ناپ سکتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ عذر کرے اور لیت و لعل کرکے انکار کرے۔ مگر وہ اس خوبی اور مصلحت کو سمجھ کیونکر سکتا ہے وہ آسمانی نہیں۔ مامور نہیں جب اوسکا انکار یا عذر اونکو فلاح اور فوز کی راہوں پر نہیں چلا سکتا بلکہ برخلاف اوسکے وہ اوسکو فسق کی ہلاک کرنے والی راہ پر لیجاتا ہے اسی لئے قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو فاسق قرار دیا ہے جو امام وقت کے اطاعت سے سر پھیر دیتے ہیں اگر برادری کے خیال اور سوسائٹی کے لحاظ سے کوئی عذر بھی نکرے اور مان بھی لے لیکن وہ انشراح صدر جو ایک سچے مومن کو ایسے وقت تعمیل حکم اور سر تسلیم خم کرنے میں ہوتا ہے نہو۔ تو پھر بھی استحقاق ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ رضامندی اور تسلیم امام الوقت کے احکام کی خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ سوسائٹی اور برادری لحاظ کے سبب سے مامور کی طرف سے حکم ہوگا فلاں جگہ جاؤ اسلئے کہ مصلحت وقت یہی ہے مگر وہ سمجھتا ہے کہ وہاں جانا وبال جان ہے کبھی امام الوقت کہتا ہے کہ ساری جائداد دیدو مگر وہ مصلحت نہیں سمجھتا۔ غرض مامور کی راہ میں سینکڑوں کام ایسے پیش آئیں گے کہ وقتاً فوقتاً اس کی طرف ارشاد ہوگا اگر کوئی اس آیت کے منشاء کے موافق ایمان اپنے اندر نہیں رکھتا کہ جب اللہ اور اوسکے رسول نے حکم دیا کیوں صاحب اسمیں کیا بھید ہے یا ہمکو ذرا مہلت دی جاوے۔ ہمارے باغوں میں ابھی پھل آیا ہے۔ یا بال بچے بیوی دوستوں کی

محبت۔ کاروبار اور تجارت وغیرہ وغیرہ اور اسی قسم کے عذرات امام الوقت کے حکم کی تعمیل میں سد راہ ہوں تو یقیناً یاد رکھو کہ وہ مومن نہیں ہے خلاصہ مطلب یہی ہے کہ سنتے ہی کہا جاوے حضور ہم نے سن لیا اور ضرور ضرور اوسکی اطاعت کرینگے۔ اس قسم کے واقعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی پیش آئے ہیں کوئی آیا حضور ذرا مہلت دیں۔ فلاں کام سنبھال لوں۔ بیوی بچے روتے ہیں اونکا ذرا انتظام کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی نسبت گواہی دی کہ ان کے دل میں ضعف اور مرض ہے اور وہ درحقیقت ان عذروں کے آڑ میں فرار کرنا چاہتے ہیں تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایسے عذر کرنے والوں جی کے کچھ نہیں سے کوئی کام نہیں ہوا اب اس سے آگے جو آیت شروع ہوتی ہے یعنی استخلاف کی آیت اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جن لوگوں نے امام وقت کے نصائح اور فرامین کو اپنے نصائح اور ہوائے نفس پر مقدم کیا اور شرح صدر سے اونکی آواز سنتے ہی سمعنا و اطعنا بول اٹھے انہیں اس عالم میں کیا نتائج ملے۔ وعد اللہ الذین کی آیت ایک عظیم الشان آیت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کریں مختصر الفاظ میں یہ کہو کہ جو لوگ سمعنا و اطعنا کہدیں اونکے لئے فلاح اور فوز دو عظیم الشان انعام ہیں یعنی تم لوگوں میں سے جو اللہ اور رسول کے حکم کے آگے سر رکھدیتے ہیں اوسکی مصلحت کو مقدم سمجھتے ہیں اور تمام ہوائے نفسانی کو کچلدیتے ہیں اور فوراً اوس ایمان کے متعلق عمل درآمد کرنے لگتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ رکھتا ہے۔ وہ ضرور بادشاہ بن جاوینگے پہلا نمونہ سمعنا و اطعنا کا خود رسول کریم نے دکھدیا کہ جب حکم ہوا واندر عشیرتک الاقربین آنحضرت شرح صدر سے اس حکم ہونے کی تعمیل پر کمر بستہ ہو گئے اور اپنی جان آبرو اور مال کا کوئی پاس و ہراس نہ کرکے عرب جیسی نڈر خونریز قوم اور اپنی برادری سے آمادہ ہو گئے اس سے دل کانپتا رہتا ہے کہ کتنا بڑا کام تھا جو حضور علیہ السلام کو سپرد ہوا اور پھر کس ترتیب اور استقامت سے آپنے اس کی تعمیل کی۔ اور اپنے مصالح کو مقدم سمجھ کر عذر کرنے اور قریش کی خونی قوم کے تقصو سے ڈر کر تبلیغ کو مصلحت وقت کے خلاف قرار دیتے

باقی آئندہ

ہمارے ہمعصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اپنے معاصرین کی اون تحریروں پر نوٹس لیا کریں گے جو ہمارے مشن کے متعلق ہوا کریں گے۔

(ایڈیٹر)

سراج الاخبار ۱۳ جون ۱۹۰۶ء کے سراج الاخبار میں امہات المومنین کے عنوان سے ایک مراسلت شایع کرتا ہے جس میں ایڈیٹر صاحب نے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب سلمہ ربہ کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی تصدیق کی ہے۔ اور پنجاب کی انجمنوں کو جو اپنے فرایض میں سے مقدم اور اعظم فرض مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جواب بیان کیا کرتے ہیں خوب اڑے ہاتھوں لیا ہے۔ مراسلت نویس نے اس میں اس امر کو کھول کر بیان کیا ہے کہ اس مدعا کے لئے گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجا کبھی بھی اس صدمہ کی تلافی نہیں کر سکتا جو اوس شوخ مولف نے تالیف کتاب اور اسکی ایک ہزار جلدیں مفت تقسیم کرکے مسلمانوں کو پہونچایا۔ اخبار مذکور کا کارسپانڈنٹ اس امر پر بھی زور دیتا ہے کہ میاں محمد حسین بٹالوی کو ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان دینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر اب ایسی کتاب کا جواب دینے کے لئے سب سے اوّل اونہیں کو طیار ہونا چاہیے۔ الغرض ایک مراسلت میں اوس رنج و تکلیف کا اظہار کیا ہے جو امہات کی بدولت مسلمانوں کو پہونچ سکتی تھی اور جو پھر میموریلمز کے بھیجنے پر مستزاد ہو سکتی تھی۔ یہہ درد اور بھی بڑھ گیا ہے جب سے کہ ایسے خیر خواہان مذہب کو یہہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اس میں کچھہ دخل نہیں دے سکتی۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس سے سخت رنج پہونچ چکا ہے مگر گورنمنٹ کا جواب ہر پہلو سے بے لگاؤ اور انصاف پر مبنی ہے بلکہ ایک پہلو سے مسلمانوں کے لئے مفید کیونکہ اب اونکو یہہ موقع حاصل ہے کہ وہ جواب شایع کریں۔ چنانچہ وہ وقت آیا ہے کہ اسلام کا سچا ہمدرد مجدد الوقت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی عیسائیوں کی ۶۰ سالہ کوششوں پر کسر صلیب کے لئے پانی پھیر دیگا۔ اور اون جملہ اعتراضات کا جواب نہایت معقولیت اور تہذیب سے دیگا جو آجتک ناعاقبت اندیش عیسائی مصنفوں نے اپنی مختلف تحریروں میں کئے ہیں اس سے پیشتر کہ ایسی کتاب تالیف ہو جناب مرزا صاحب ممدوح ابلاغ اور اتمام حجتہ کی خاطر البلاغ یا فریاد درد نام ایک مفصل اشتہار جو ایک خاصی کتاب ہے شایع کریں گے۔ اور جو عنقریب انگریزی اور اردو میں شایع کی جائیگی البلاغ سعادت مندوں اور پست فطرتوں میں ایک امتیاز قایم کر دیگی۔ کیونکہ صاف دل اور کشادہ خاطر لوگ اوسکی امداد کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاویں گے اور خود بین ناقدر شناس اور اوسکی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا چاہیں گے مگر خلوص اور نیک نیتی اور ایک کام کا محض لوجہ اللہ کرنا کبھی بھی اوسکے کرنے والے کی راہ میں رکاوٹوں کو حایل نہیں ہونے دیتا۔ ہم کو نیک نیت اور نیک طینت مسلمانوں سے جو امہات اور دوسری ایسی ہی کتابوں سے صدمہ اٹھائے ہوئے ہیں کامل امید ہے کہ وہ نہایت اضطراب اور اشتیاق سے البلاغ کا انتظار کر رہے ہونگے۔

سنگھ سبھا امرتسر یہہ ایک خالصہ پنتھ کا اخبار ہے اور اسکا ایڈیٹر اور مالک ایک پکا خالصہ ہے وہ اپنے ۳۰ مئی ۱۸۹۸ء کے اشو میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل اور جناب مرزا صاحب کے میموریل متعلقہ تصنیف احمد شاہ ڈاکٹر پر رائے زنی کرتا ہوا مرزا صاحب کی رائے کے صائب و درست ہونے کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اوس پر صاد کرتا ہے انجمن کی کمزوری کا اظہار کرتے ہوئے یہہ بھی کہا ہے کہ جناب مرزا صاحب لیڈر بننا چاہتے ہیں یہہ سنگھ سبھا کا ایک غلط خیال ہے کوئی آدمی خود لیڈر بننے سے بن نہیں سکتا۔ اگر ایسا ہو تو شائد ہر لیڈروں اور مقتدیوں کا امتیاز ہی مشکل ہو ہر ایک شخص بجائے خود ایسی آرزو کر سکتا ہے لیڈر اور پیشوا وہی ہو سکتا ہے جسکو خدا تعالیٰ یہہ منصب جلیل عطا کرے۔ لیڈرشپ دنیاداروں کے دینے اور نہ اپنی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتی جناب مرزا صاحب کو اگر محض حصول امتیاز کی خواہش ہوتی تو وہ انجمن حمایت اسلام کی شتاب کاری کی تائید یا سید احمد خان والی پارٹی کی کسی امر میں تائید کر دیتے۔ مرزا صاحب کے سلطان القلم ہونے میں تو کسی کو عذر نہیں پھر اگر ایسی خواہش اونکے دلمیں مرکوز ہوتی تو وہ پولیٹکل دنیا میں ایک بڑا مدبر اور مشیر ہو سکتا تھا۔ ندوۃ العلماء یا اور ہمچو قسم سوسائٹیوں میں محترم عالم ہو سکتا تھا۔ تکفیر کے فتوے اوس کے لئے اور اوسکی جماعت کے لئے کیوں طیار ہوتے۔ مرزا صاحب کو دنیاوی عزت اور بے عزتی کے معنے ہی سمجھہ میں نہیں آئے اس لئے اوسکی زبان قلم اور قلم زبان کسی کی بیجا رعائت اور طرفداری میں کچھہ بول ہی نہیں سکتی وہ عزت اور بزرگی اوسی کو جانتا ہے جو خدا تعالےٰ کیطرف سے دیجاوے اور خدا تعالےٰ نے اوسے ممتاز کیا۔ پرنادان قوم چاہتی ہے کہ اوسکی نہ مخالفت کرے جو اوسکی خام خیالی ہے۔

ست دھرم پرچارک آریہ سماج کا آرگن خصوصاً مہاتما پارٹی کا اخبار ہے وہ اپنے ۱۵ اجیٹھ کے اشو میں امہات کے جواب کے متعلق جناب مرزا صاحب کی رائے کی وقعت کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی عادت کیموافق بے معنی طور پر چند نکتہ چینیاں بھی کرتا ہے جسکا مختصر سا جواب ہم سنگھ سبھا والے ریمارک میں دے آئے ہیں امہات کو شایستہ سمجھنا یہہ پرچارک ہی کی فوش فہمی ہے۔ اور کیوں نہو جنکے ہاں نیوگ جیسا حیا سوز مسئلہ اعلیٰ درجہ کی شایستگی سمجھا جاتا ہو وہ اگر گالیوں کو شایستہ نہ لکھیں تو اور کون آکر کہے کیا نیوگ کے ماننے والے ارباب نشاط کو بھی عاملان نیوگ سمجھہ کر پوتر اور وید مقدس کی عظمت قایم کرنے والا گروہ جانتے ہیں۔

ایک پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی

ہندوستانی لکھتا ہے کہ جسقدر جسمانی تکالیف اس عرصہ میں ہندوستانیوں کو برداشت کرنی پڑیں اونسے ہمارے مشنری دوستوں کو وعظ کا بہت موقع ملا ہے

ہم اس موقع سے فائدہ اوٹھانے کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ مصیبت ہی کے وقت انسان کے دل پر وہ سچائیاں نقش کیجا سکتی ہیں جو عیش اور آرام کے زمانہ میں اثر نہیں رکھتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ملک کی بداعمالی ہی ایک کے بعد دوسری مصیبت ہمارے سر پر نازل ہوتی ہے اور ہماری یہ بدبختی ہے کہ مصیبت کے زمانہ میں بھی گہڑی بہر ہم لوگ اپنے اعمال کی درستی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں مگر کسی عیسائی مشنری کو اسکا موقع نہیں ہے کہ وہ ہندو مسلمانوں کو طعنہ دے اور گورنمنٹ پر حرف رکھے کہ یہہ آفات گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں کہ اوسنے شریروں کی پلٹن کو آزادی سے کل ہندوستان کو عیسائی نہیں بنانے دیا۔ لیلی صاحب ریورنڈ جنٹلمین ہیں چرچ آف انگلینڈ کے نوکر ہیں آپ خزانہ ہند سے تنخواہ پاتے ہیں اونکی زبان سے گرجا گہر میں بیٹھہ کر گذشتہ سے پیوستہ یکشنبہ کو وہ الفاظ نکلے جو اگر کسی مولوی یا پنڈت کی زبان سے نکلتے تو ضرور وہ باغی قرار دیا جاتا پادری صاحب نے باآواز بلند کہا کہ طاعون ہندوستان میں گورنمنٹ ہند کے گناہوں سے پھیلا ہوا ہے کہ وہ مذاہب کے معاملہ میں غیر طرفداری کی پولیسی پر عمل کرتی ہے غیر طرفداری اسقدر بڑہی ہوئی ہے کہ پادریوں کو موقع تک نہیں ملتا ہے کہ وہ عیسائی مذہب کی تعلیم کی اشاعت تک کر سکیں عیسائیت کی طرف سے گورنمنٹ کی ناشکر گزاری کی سزا ہے۔ خدا نے ہندوستان عیسائی سلطنت کے اس غرض سے سپرد کیا کہ اسکی عظمت کافروں کی زمین پر قائم کی جاوے مگر بجائے اپنا فرض ادا کرنے کے گورنمنٹ گنہگاری بڑہنے کی اجازت دیتی ہے یہہ وعظ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں ان صاحب کا ہے جو روحانی تعلیم دینے کے لئے گورنمنٹ کے تنخواہ دار ہیں اور گورنمنٹ ہند ہی خزانہ سے روپیہ بھی اداکرتی ہے۔ پادری صاحب کے جذبات کا اندازہ اونکی اس مختصر سی کوٹ کردہ تقریر سے ہوسکتا ہے اللہ اللہ یہہ ایک گال پر طمانچہ کہا کر دوسری گال پھیر دینے کی تعلیم دینے والے روح القدس کے بہر پور ہونے کے مدعی پادری صاحب کی تقریر ہے جو دوسری طرف اسلام کو بالسیف پہیلا ہوا مذہب قرار دیتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ ہند ایسی متعصب اور بے لگاؤ گورنمنٹ نہ ہوتی اور عنان سلطنت حضرات پوادری کے قبضہ میں ہوتی تو بمشکل ایک متنفس بہی اپنے مذہب و ملت پر قائم رہ سکتا۔ پادری صاحب دراصل گورنمنٹ کو اوسکا حق نمک ادا کرنے کے لئے یہہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنی بے رو رعایت پولیسی کو چہوڑ کر متعصبانہ پولیسی اختیار کرے کیا یہہ لوگ گورنمنٹ کے ہوا خواہ ہوسکتے ہیں خدا نخواستہ اگر گورنمنٹ اونکی بات مان لے (جو بالکل ناممکن ہے) تو پہر ہندو مسلمانوں یا دیگر مذاہب کے پیروؤں میں کیا بددلی نہیں پھیل سکتی۔ سچ مچ پادری صاحب صلح کرانے نہیں آیا بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں کی پیشگوئی اب اپنی ذات سے پوری کر دکہانا چاہتے ہیں۔ تاکہ پدر نتواند پسر تمام کند۔ گورنمنٹ کو ایسی تقریروں پر پورا ایکشن لینا چاہیئے پادری صاحب کی کوتاہ اندیشی پر جسقدر لکہا جاوے کم ہے۔ گورنمنٹ محسنہ کے گناہوں سے رعایا کو کیا تعلق! اصل بات یہہ ہے کہ طاعون رعایا کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے جو طرح طرح کے فسق و فجور اور ناشکریوں میں مبتلا ہے۔ اب پادری صاحب موصوف نے ایسی محسن اور عادل گورنمنٹ کی ناشکری کی ہے خدا پسند نہیں کرتا یہہ انسانی طغیان اور سرکشی کے نتیجے ہیں۔ خدا تعالے کا خوف دل سے اٹہہ گیا ہے محسن کشی کو بہی ایک وصف سمجہا جاتا ہے ہمارے دلسے بہی دعا ہے کہ خدا تعالے ایسی بے لاگ گورنمنٹ کو ہمیشہ بہی توفیق دے رکہے کہ تعصب اور طرفداری اوسکے پاس تک نہ پہونچے۔ اور ہندوستان کے باشندوں کو وہ مسلمان ہوں یا ہندو عیسائی ہوں یا کون مناسب ہے کہ اوسکی شکر گزاری میں ہمیشہ رطب اللسان رہ کر اوسکی دی ہوئی آزادی سے سچا فائدہ اٹہائیں اور اپنے اعمال اور افعال میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور خدا تعالی سے صلح کریں تاکہ نادان پادری کو اپنی کوتاہ اندیشی کا ثبوت مل جاوے کیونکہ یہہ یقینی امر ہے کہ سچی طہارت اور پاکیزگی۔ اور پاک تبدیلی اس اخبر من السماء کو دور کردیگی انشاء اللہ

(ایڈیٹر)

وباء طاعون کے متعلق مرزا صاحب کی خدمات

وبا طاعون کے متعلق جو خدمات جناب سید نا مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے کی ہیں اونکا اعتراف پنجاب گورنمنٹ نے بذریعہ مراسلہ خاص فرمایا ہی اور ایسا ہی لاہور کے سول ملٹری گزٹ روزانہ اخبار نے بہی ایک نوٹ میں ان خدمات کا اعتراف کیا ہی۔ ہم نے مفصل طور پر اس مضمون پر اگلے اشو میں ایک ریمارک کیا ہی جسمیں گورنمنٹ عالیہ کی چٹہی اور سول ملٹری گزٹ کا ریمارک بھی ترجمہ کرکے چہاپ دیا ہی۔ اس موقع پر اپنے معزز و معتبر ہمعصر کثیر الانتشار سیالکوٹ کے اوس مختصر سے ریمارک کو شایع کردینا بہی ہم قرین مصلحت سمجہتے ہیں جو ہمعصر موصوف نے ۱۷ رجون ۱۹۰۸ء کے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون پر کیا ہے ہم کو دوسرے بھی خواہاں ملک و قوم سے یہی امید ہونی چاہیئے کہ وہ ایسے مفید گورنمنٹ و پبلک امور کو اپنے اخبارات میں ضرور درج کریں گے ہمعصر موصوف لکہتا ہے

طاعون کے قواعد ۔ طاعون سے بچاؤ کے لئے جو مناسب تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے فرمائی ہیں جناب مرزا غلام احمد صاحب اور اُنکے رفیق حکیم مولوی نورالدین صاحب دل سے پسند کرکے ظاہر کرتے ہیں کہ ان تجاویز پر عمل کیا جانا اسلام کے مذہب کے رو سے ناجائز نہیں بلکہ جائز ہے اگر ہندوؤں کے لیڈر بہی ایسے ہی خیالات ظاہر کریں اور ایسے خیالات ملک میں پہیلائیں تو پہر کوئی بہی برائی پیدا نہو اور مسلمان اور ہندو خیر و شکر کی صورت پیدا کریں"۔

ہمعصر و کثیر الانتشار کو معلوم رہی کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کی کثیر التعداد جماعت اور جناب مجدد صاحب ہر دو امر اس امر میں کہ ان تجاویز کی خوبی اور بنا دعام لوگوں کے ذہن نشین کی جاویں چنانچہ اسکے لئے مناسب طریق استعمال کیا جاتا ہے اور اونکی جماعت اور مرزا صاحب اور ان کے اعزہ اور دوست بہی اس معاملہ میں گورنمنٹ اور پبلک کی مدد کرتے ہیں (ایڈیٹر)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل دُرِ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین پیور قاطر اشتہار دایا دشیاری کا حقِ طیبان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار والے جو طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو بھوکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عامہ و راست باری سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لی جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر تسلی نہیں آوے وہ مجلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ واپس بلکہ حرجانہ صحت کے خالی اولاد کے آرزومند دیوانہ دولت اٹھا جاتے ہیں فضل خداوند کی منادی ہے علم مبارکبادی ہے

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبی تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی بات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سے حد ایچ انگشت یکساں نہ کرو۔ بندہ کو اس قسمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور دانے عرف جنس مندرجہ ۔ اور (۲) تو نگر عہدہ دار خرچ دو چند دوائیں لے جائیں اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی اکدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید دستگی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ کا دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ لے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مجلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ بجائے عرمانہ حسب قرار داد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ کی جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پائے دنیا کے گوگر۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گوہر اس لعل سے معمور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں۔ سے برباد وہ بخت ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست پرچہ تشخیص امراض ایک عدد بھیج کر منگوائے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ علقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۹	سوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جسکے اولاد پھوٹی مرجائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض عمق کو نند	صہ
۳	جسکے لڑکیاں لڑکا نہو		۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	جھنجاب سالانہ	عہ
۴	جسکا حمل ۳-۴-۸ ماہ گر جائے	صہ	۱۳	عریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	[illegible]	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	صہ	۲۵	پیچھ	صہ	۳۴	[illegible]	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	صہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سیل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر جوک ڈیوڑھی کرم چند

میرے کا سُرمہ

مؤثر

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - ناموَر ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ پورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پردوال - غبار پھولا - سُبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم حضرات اور دوسرے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فیتولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۲ سیر کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم فیتولہ مبلغ تین روپیہ خالص میرہ فیتولہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فیتولہ ۱۲ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر - پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بے نظیر اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دُھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آشوب کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندرونی جھلی کا زخم اور اسکے پیچھے گرنا - چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سُرمہ ضرور مفید ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم میسا نگلی صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلنڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے میرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت ہوں - کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اتر دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ کی آنکھوں کے پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے - اور پردوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں - ان میں کثرت سے مواد نکلتا تھا - انکی بینائی اس قدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان کشیدہ کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میاں سنگھ تسلیم - بصد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جسکے استعمال کا اثر دکھایا یعنی ایک دو کاندار کے لڑکے کی آنکھوں میں پھول پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا زد پوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گزاری خوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - اور جو میرے اس نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر عام و خاص عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ کی خدمت پر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ جس مریض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس کے لئے [illegible] سُرمہ کے استعمال کرنے کا [illegible] سُرمہ [illegible] کہ دو تولہ میرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں -

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ سپیشل اسسٹنٹ کوٹلہ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خان ترانی شاہزادہ کامل خانی الرشید جناب امیر فرض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۲ - مارچ ۱۸۹۸ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی نسبت میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کرے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے ان کنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب (مرتب) [illegible] قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا -

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم

نمبر ۱۸ و ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۶-۱۳ جولائی ۱۸۹۸ء جلد اوّل

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحکم عدد ۱۲ و ۱۳ پڑھا موجب رحمت ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اگر اخبار چھپنے کے بعد فوراً ہمیں پہنچ جایا کرے۔ تو موجب مشکوری ہو۔ کیونکہ اسکا طبیعت کو ہمیشہ انتظار رہتا ہے۔ ایک فارسی خط حضرت اقدس کا جو مجھے برادر ظفر احمد صاحب رحمہ اللہ سے ملا ارسال خدمت کرتا ہوں۔ تاکہ درج اخبار کر کے اپنے لئے اور ہمارے لئے توشۂ ثواب جمع کریں۔

محمد صادق لاہور

وہو ہذا

بخدمت اخویم مولوی احمد الدین صاحب سلمہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ آں مخلص رسید۔ واضح باد۔ کہ فتح باب رحمت الٰہی بہ یک طریقہ نیست۔ کسے را بہ روزہ و نماز مے کشد و دیگرے را بہ صدقہ و خیرات یا بہ عملے دیگر راہ مے دہند۔ غرض وسائل قبولیت بہ حضرت احدیت مختلف افتادہ اند و ایں احقر بہ تائید دین و قلع و قمع مذاہب شیاطین مامور است و ہم دریں کار و خدمت لذت و کشائش مے یابد و ہمیں سیرت را از دیگر کساں نیز دوست مے دارد۔ و میخواہد کہ زاہدان کوتہ بیں کہ بہ دلق خود سرد کار مے دارند۔ و از غریقان ضلالت و معصیت بکلی دست کشیدہ اند ہمچو انبیاء بتعلیم عباد اللہ مشغول شوند و از بہر اعلاے کلمۂ اسلام جان و مال و عزت و آسائش را فدا کنند کہ در حالت موجودہ زمانہ ہمیں اعظم عبادت است۔ بفکر خود مبتلا ماندن۔ و از فکر برادر خود بکلی رو تافتن نامردی و نا اہلی است۔ پس کار ما ہمیں است کہ ذکر یافت و ہم بدیں ماموریم۔ و خوشنودیم و ہر کہ براہ ما قدم زند [illegible] و ہم مخفی نماند کہ ما را ہمیں خلعت سپردہ اند کہ مخالفین دین متین بمناظرہ و مجادلہ کنیم و بدیشان محبت الٰہی باتمام رسانیم و کسیکہ چنیں سیرتے و خصلتے نماید گو فاجر باشد یا عابدے یا گوشہ نشینے یا [illegible] او ما را مناسبتے ندارد و از ما نیست۔ و کل حزب بما لدیہم فرحون۔ و من یصرف عنہ فقد رحم۔

محمد صلعم کشتہ عزت غلام احمد

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر چہارم

(سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ و ۱۳)

سورۃ البقرہ رکوع دوم

جب ہم نے نمبر سوم میں ذکر کیا اس رکوع میں منافقوں کا ذکر شروع ہوا ہے۔

اقسام نفاق نفاق دو قسم کا ہوتا ہے اوّل اعتقادی دوم عملی

اعتقادی نفاق تو یہ ہوتا ہے کہ جو اعمال اور

www.aaiil.org

اور افعال زبان اور دیگر جوارح سے بطرز مومن صادر ہوتے ہیں ان کا یقین دل میں قطعاً قطعاً نہیں ہوتا بلکہ اللہ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دل سے ایمان نہیں لاتا۔

نفاق عملی یہ ہے کہ بات بات میں جھوٹ۔ اور وعدہ کرے تو وعدہ خلافی۔ امانت میں خیانت کرے معاہدہ کرے تو غداری کرے۔ اور لڑائی میں غلیظ گالیاں دے۔ عشاء و فجر کی نماز میں عموماً سست ہو۔ عام طور پر نماز میں [illegible] اور صدق نیت سے شامل نہ ہو۔ بلکہ نمائشی اور ریاکاری کے طور پر۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے دل چراوے۔ کوئی دوسرا بھلا کام کرے خواہ وہ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ اس میں نکتہ چینی کرے۔

تفصیلی طور پر اگر اس پر **نفاق کیوں پیدا ہوتا ہے** لکھا جاوے تو یہ بجائے خود ایک مضمون ہے اور نوٹ اس کا محتمل نہیں ہو سکتا اس لئے مختصر طور پر یہی ہے کہ نفاق غالباً اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر کے اس کے ایفاء میں سستی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی قدر سے بول اٹھے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی وعدہ نہ کیا جاوے تو نفاق پیدا ہی نہ ہو؟ ہمارا یہ بات کسی حد تک معقول ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت وعدے نہ کئے جاویں یہ ذکر تفصیل کے ساتھ انہیں نوٹس میں اپنے محل پر آئیگا مگر انسانی فطرت اپنی نوعیت میں اللہ کریم سے ایک عظیم الشان وعدہ قالوا بلیٰ کہہ کر کر چکی ہے جسکا ذکر ہم نے عہد میثاق والی مضمون میں کیا ہے۔ پس ہر مومن متنفس کو از بس ضروری ہے کہ اس وعدہ کی ایفاء کی طرف توجہ کرے اور اس وعدہ ربوبیت میں جو سستی ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ بتوفیق الٰہی اپنے مقام پر آئیگا۔

واذا قیل لھم کے معنے ہیں جب کبھی ان کو کہا گیا۔ اس جملہ پر معترض اعتراض کرتے ہیں کہ کہنے والے کون ہیں پس خوب یاد رہے کہ کہنے والے کافر ہی ہیں یعنے کافر ہی اُن سے کہتے ہیں کہ تم کیوں کیسو ہو کر امن قائم نہیں کرتے۔ اور اس قسم دو دلی کو فساد پیدا کرتے ہو۔ مگر وہ مریض دل اس کا نام اصلاح رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو صلح کل کہنے والے اور

باسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام

کا ورد کرنے والے لوگ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں

الا انھم ھم المفسدون خبردار وہ مفسد ہیں **ولکن لا یشعرون** مگر وہ خیال نہیں رکھتے۔ یا خیال نہیں کرتے یا ذرا بھی عقل نہیں رکھتے چونکہ فساد عقل سے دریافت ہو سکتا ہے اس لئے یہ اس ابلغ اور افصح ترتیب قرآن کی خوبی ہے کہ اس جگہ لا یشعرون کا لفظ فرمایا کہ اگر ان کو ذرا بھی عقل ہو تو وہ اپنے مفسد ہونے کو سمجھ لیں اور آگے چونکہ تصفیہ مذہب ہے یعنے ایمان کا اس لئے **واذا قیل لھم امنوا** کے مقابل میں فرمایا **ولکن لا یعلمون** مگر وہ علم نہیں رکھتے اگر وہ علم رکھتے تو ایمان اور نفاق میں تمیز کر سکتے۔ چونکہ عقل اور علم وہ کھو چکے ہیں پس نہ وہ مومن ہو سکتے ہیں اور نہ حقیقی معنوں میں مصلح۔ ان دونوں آیتوں پر کمال غور کے بعد یہ فتوے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ منافق نہ تو عقل صحیح رکھ سکتا ہے اور نہ حقائق الاشیاء کا علم حقہ ہی اُسے نصیب ہوتا ہے جس کی وجہ سے اُسے نہایت خلجان اور اضطراب میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے (**اللھم احفظنا من شر النفاق**)۔ **شیطان** کا اشتقاق دو لفظوں سے پایا جاتا ہے۔ یا تو شطن سے بمعنے دوری اور یا شیط بمعنی ہلاکت سے پس ہلاکت اور نامرادی کی راہیں بتلانے والے اور اللہ تعالیٰ سے بُعد اور حرمان کی طرف لیجانے والے۔ ناپاک لوگ بھی شیاطین کہلاتے ہیں اور ایسے افعال اور اعمال بھی جو ہلاکت اور دوری الٰہی کا موجب ہوں شیطانی کرتوت کہلا سکتے ہیں۔

اللہ یستھزء بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے اور اُن کو ان کی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اس ترک حدود میں اندھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پاک ذات استہزا سے پاک ہے۔ مگر ہر ایک صفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر ایک خاص شان اور کمال رکھتی ہے۔ **اللہ یستھزء بھم** کی تفسیر **یمدھم فی طغیانھم یعمھون** ہے۔ یعنے سرکشی اور ترک حدود اللہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آنکھیں رکھ کر بھی عجائبات الٰہی سے مستفید نہیں ہو سکتے اور سچی خوشی نہیں پا سکتے [illegible] کی بُری [illegible] عزت و [illegible] پر لوگوں کو سزا دی اور [illegible] کا مقام دیتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا استہزا ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی باتوں پر استہزا لوگوں ہی کے سامنے کرتے ہیں پس جن کے سامنے وہ آیات اللہ کی تضحیک کر کے اُن کو خوش کرنا چاہتے اور آپ اس استہزا سے ایک وہمی اور خیالی انتفاع چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنہی لوگوں کو اُن پر ہنساتا اور تضحیک کا وقت دیتا ہے۔

اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ منافق وہ لوگ ہیں جو ہدایت کی بجائے گمراہی خریدتے ہیں یہ لوگ بھی دو قسم کے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ آگے دو جداگانہ مثالوں سے اُن میں امتیاز کریگا۔

ہدایت کے معنے کیا ہیں ہدایت کے چار معنے ہیں۔ اول وہ خواص طبعی ہدایت کہلاتے ہیں جن کے ذریعے سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ اپنے فطرتی اور ذاتی کام میں لگا ہوا ہے جیسے آنکھوں کا کام دیکھنا ہے وغیرہ یہ خواص طبعی ہیں یا شہد ضرور میٹھا ہوتا ہے۔ وغیرہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **کل شیء خلقہ ثم ھدیٰ** یعنے ہر ایک چیز کو پیدا کر کے خاصہ طبعی بھی رکھا ہے۔ یہ ہدایت بجز اللہ تعالیٰ کے جو خالق کل شیء ہے ممکن نہیں۔ دوم ہدایت کے معنے **دعوت الی الحق** کے ہیں حق کا جاننا اول شرط ہے اس لئے تعلیم حقہ کے لئے سب سے پہلا معلم تو فطرت انسانی عام کی ساخت اور پھر اس میں وہ نور قلب۔ ودیعت رکھا ہوا ہے جو نبوت کا ظل کہلا سکتا ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کا پاک وجود جو کہ ان سب ذریعوں کا ہم پہنچانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت اور اُس کے ہی فضل پر موقوف ہے لہذا فرمایا **ان علینا للھدیٰ وانک تھدی**۔ سوم پہلے کاموں کے بعد ان میں منازل ترقی طے کرنا بھی ہدایت ہے اور یہ جیسا ہم پہلے کسی نمبر میں بیان کر آئے ہیں ایک عام اٹل قانون پاتے ہیں کہ جس طاقت سے کام لیں گے وہ بڑھے گی پس اچھے کام کرنے پر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے اور اس ہدایت کا نام توفیق ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ **والذین اھتدوا زادھم ھدیٰ** جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں اُن کے لئے پہلے کاموں کی راہ نمائی کرتے ہیں۔ چہارم اعمال

صالحہ کے نتائج حسنہ کے بعد جو خوشی حاصل ہوتی ہے اُسے بھی ہدایت ہی کہتے ہیں۔ جیسے یہدیہم ربہم بایمانہم تجری من تحتہم الانہر یعنے جب ایمان سے کوئی کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کی راہ دکھاتا ہے پس اب ہدایت کے معنوں پر غور کرنے کے بعد اشتروا الضلالۃ بالہدیٰ کے معنے بالکل صاف نظر آتے ہیں کیونکہ انسان جب کہ فطرتی طور پر اپنی عام جسمانی پرورش وغیرہ میں ہدایت پر چلتا رہا ہے پھر جب بالغ ہو کر اُس ہدایت سے منتفع ہونیکا وقت آتا ہے تو وہ دین قوم کو چھوڑتا ہے اب اُس پر اُس ہدایت کے جو نتائج حسنے واسطے مترتب ہونے تھے اُن کی بجائے بُرے نتائج پیدا ہونے لگتے ہیں۔ پس یہی بالہدایت اشتروا الضلالۃ ہے۔ کیونکہ ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو حاصل کیا۔ باقی آئندہ۔

اسلامی خبریں

شاہزادہ فرڈیننڈ پاشا والی بلگیریا معہ بیگم اور آقائے نامدار امیر المومنین کی قدمبوسی کا فخر حاصل کرنے کے لئے ۲۵ ماہ گذشتہ کو آسٹریا کے بندر ٹریسٹ سے براہ سمندر قسطنطنیہ وارد ہوا۔ گھاٹ پر دربار ہمایوں کے دو اعلیٰ افسر استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کے ساتھ شاہزادہ اور اس کی بیگم جہاز سے اُترتے ہی محل یلدز سرا کو گئے فرڈیننڈ پاشا عثمانیہ مشیر کی وردی زیب تن کئے ہوئے تھا۔ محل پر پہنچنے پر امیر المومنین نے دونوں سے ضابطہ کی ملاقات کی۔ بعد ازاں وہ محل میر عاصم کو جو محل یلدز سرا کی چار دیواری کے اندر ہے چلے گئے۔ اور وہاں فروکش ہوئے۔ شام کو انہیں محل ہمایوں میں شاہانہ دعوت دی گئی جس میں وزیر اعظم اور سلطانی خاندان کے کئی ارکان شامل تھے۔ ۲۷ مئی کو سلاملق کے بعد دونوں جانے کی اجازت لینے کے لئے پھر خدمت شاہی میں حاضر ہوئے۔ سلطان المعظم اپنے باجگذار اور اُس کی خاتون سے نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور وہ دونوں شام کو بذریعہ ریل قسطنطنیہ سے صوفیہ کو روانہ ہو گئے۔

ٹائمز کے قول کے برخلاف ترکی سفارت کو سینٹ پیٹرزبرگ میں پوری کامیابی ہوئی اور سلطان اُس کے نتیجہ سے ایسے خوش ہوئے ہیں کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسی طرح کی ایک خاص سفارت سلطان نے تخطی خط دیکر اب قیصر آسٹریلیا کے پاس بھیجی ہے۔ نوری بک نائب وزیر خارجہ پچھلے دنوں بغرض تبدیل آب و ہوا آسٹریلیا کے قصبہ کارلزباد گئے ہوئے تھے قصبہ مذکور کے چشمہ ہائے آب نمکیں نہایت مشہور ہیں وہاں اُن کی آسٹرین وزیر خارجہ کونٹ گوسوچکی سے ملاقات ہوئی اور آخر الذکر کی گفتگو سے اُن کو یقین ہو گیا کہ اگر سلطان المعظم آسٹریا میں خاص سفارت روانہ کریں گے تو اُس میں ناکامیابی نہیں ہوگی۔ چنانچہ اب باب عالی دول کے سفراء متعینہ قسطنطنیہ کی بجائے براہ راست دیگر یورپین فرمانرواؤں سے بھی نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کرنیکا ارادہ رکھتا ہے۔

از دفتر انجمن اسلام لنڈن۔ بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۸ء جلسہ انجمن اسلام لنڈن منعقد ہوا۔ مسٹر سید علی کریم میر مجلس تھے۔ مسٹر عبد العزیز خاں نے یہ رزولیوشن پیش کیا۔ چونکہ ہم لوگوں کے بڑے بہی خواہ اور رہبر کی یادگار میں نواب محسن الملک بہادر اور دوسرے بہی خواہ قوم نے ایک فنڈ بنام سر سید میموریل فنڈ کھولا ہے۔ اسلئے انجمن اسلام لنڈن کو بھی لازم ہے کہ ایک چندہ میموریل فنڈ کی امداد کی غرض سے کھولے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے ایسے عزیز اور بزرگ کی یادگار میں خاصکر جب کہ اس یادگار کا منشاء مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم اور ترقی کا ہے ایک چندہ میموریل فنڈ مسلمانوں کی امداد کی غرض سے کھولا جائے۔

یہ رزولیوشن مسٹر محمد ریاض الحسن صاحب نے سکنڈ کیا اور مسٹر حسن شرف الدین خلیل صاحب نے بڑے جوش سے سپورٹ کیا اور ممبران نے بڑی خوشی سے باتفاق رائے پاس کیا۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ جو ممبران حاضر تھے اُنہوں نے اُسی وقت بیس پونڈ کا وعدہ کیا۔ اور امید ہے کہ ایک معقول چندہ عنقریب جمع ہو کر ہندوستان روانہ کیا جائے۔

سید محمد طاہر بک ٹالک اخبارات معلومات عربی و ترکی قسطنطنیہ کے محلہ پیرا ایک اوغلی سے گذر رہے تھے کہ چند اشقیا ان کو لاٹھی کی سخت ضرب سے بیہوش کر کر زخمی جگر ہو گئے۔ ضرب کا مہلک ثابت ہو جانا ممکن تھا مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے ایسا نہوا اور اب سید موصوف کو بہت افاقہ ہے۔ اس عالی ہمت نوجوان کا دم بھی بسا غنیمت ہے۔

طرابلس الغرب (شمالی افریقہ) کے تازہ ترین اخبارات مظہر ہیں کہ وہاں کے محبان قوم و ملت عساکر سلطانیہ کے لئے ابھی تک گھوڑے پیش کر رہے ہیں۔

الطاف خسروانی۔ دولتلو غازی مختار پاشا کے فرزند نامدار بریگیڈیر جنرل (میرلائی) محمود بک مختار تبدیل آب و ہوا اور قیام صحت کی غرض سے وایا کے راستہ یورپ کو گئے تھے۔ وہ ابھی وایانہ پہنچے تھے کہ عثمانی سفیر کو ہائین ہمایوں سے تار پہنچا کہ محمود بک وہاں آتے ہیں وہ جیش عثمانی کے جلیل القدر افسران میں سے اور یکے از یاوران شاہی ہے۔ جس ہوٹل میں وہ فروکش ہو۔ ہر روز وہاں اُس کے پاس جا کر اُس کی صحت کی خبر بلا ناغہ جلالت مآب کی خدمت میں عرض کرتے ہو۔

اس سے نہ فقط دولتلو غازی اور اُن کے فرزند کی قدر و منزلت بلکہ امیر المومنین کی سچی رعیت پروری اور اپنے وفاداروں کی قدر افزائی جیسی کچھ واضح ہو رہی ہے۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ سب موصوف خاندان جذبوں میں بہائی ہوئی ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و یونان میں جو شجاعت و بسالت اُن سے ظہور میں آئی تھی۔ امید ہے ہمارے ناظرین کو وہ فراموش نہیں ہوئی ہوگی۔

شاہزادہ فرڈیننڈ اور اُس کی بیگم نے جسکے سفر قسطنطنیہ کی کیفیت اوپر مندرج ہے سلاملق کے بازار یلدز سرا کا گشت کیا۔ اور سلطان سوپونڈ مالیت کی متفرق اشیا خریدیں جنرل احمد علی پاشا سلطانی اور غالب بک ایڈیا نویل تک معزز مہمانوں کے ساتھ گئے۔ ٹائمز لکھتا ہے کہ "شاہزادہ کے قسطنطنیہ جانے سے خفا ہو گیا ہے جو غالباً گیا بھی یہی جتانیکے لئے تھا کہ بلگیریا اُس کے ہاتھ میں محض کٹ پتلی نہیں ہے اور ظن غالب ہے کہ شہزادہ کو اب روس کے سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑیگا" مگر خود روسی اخبار نووویتی اسکی تردید ہوری ہے جو لکھتا ہے کہ شہزادہ مع بیوی فرزند ۲۱ جولائی کو سینٹ پیٹرزبرگ آئیگا۔

ولایتی چٹھی

نمبر ۷

اوتر کر آنکھوں اور مُنہ میں پڑتی تھی۔ اس ہوا کے طوفان میں ہم نے دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ یا چودہ سالہ عمر کا بڑی آسانی اور تیزی سے ہوا کے مقابلہ میں جا رہا ہے جس سے تعجب ہوا آخر کار نظر غور سے معلوم ہوا کہ اس نے خنکی پر ایک بادبان بنایا ہوا تھا اور اُس میں ہوا بھرنے سے وہ بلا کسی تکلیف کے صاف چل سکتا تھا اس لڑکے نے کرتے کا دامن پکڑ کر اوپر اُٹھایا ہوا تھا اور ایک چھوٹے سے بادبان کی صورت میں بنا کر اُس میں ہوا بھر لی تھی۔ اس کے دیکھا دیکھی ہم نے بھی اپنے کوٹ کا دامن پکڑ لیا اور اسی طرح بنا کر ہوا بھری واقعی میں یہہ ایک ایسی ترکیب تھی جس سے چلنے میں بہ نسبت بیشتر کے نصف طاقت صرف ہوتی تھی آخر کار اسی طرح مقابلہ کرتے ہوئے ہم بندر کے کنارے پہنچکر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔

ممباسہ جانے کے لئے ہمارے ساتھ فلاوہ سہولتوں کے ایک ٹھیکہ دار صاحب بھی تھے جو اپنے اہل و عیال کو بھی اپنے ہمراہ ممباسہ لئے جا رہے تھے۔ ان کیساتھ ہمارا قدیمی تعارف ہونے کی وجہ سے اکثر ہر ایک کار و بار میں ہم اُن کے ساتھ ہی شریک تھے۔ چنانچہ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اکٹھا ہی تھا ہم نے دو کشتیاں کرایہ کیں اور جہاز کی طرف روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ جہاز چونکہ وزنی ہوتا ہے اس لئے بہت گہرے پانی میں کھڑا ہوتا ہے۔ کنارہ پر سے کشتیوں میں بیٹھکر مسافر جہاز میں سوار ہوئے ہیں۔

ہوا کی تیزی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بھلا یہہ کب ممکن تھا کہ سمندر پر اپنا اثر نہ کرتی۔ ایک ایک لہر پہاڑ کی طرح اُٹھتی تھی اور کشتی کو اپنے ساتھ اُٹھا کر پھر نیچے لاتی تھی۔ اور بادبانی کشتیوں میں چونکہ ایک اور مصیبت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک ہی بازو پر جھک کر چلتی ہیں جیسے انسان ایک کروٹ لیٹا ہو اس لئے کل پانی ہوا کے زور سے کشتی کے اندر آ جاتا تھا۔ اگرچہ کشتی والوں نے حفاظت کے لئے سامان پر ترپالین وغیرہ ڈال دی تھیں مگر تاہم کل سامان پانی میں بھیگنے سے محفوظ نہ رہ سکا بجز اُس کے جو خود اول ہی سے کسی ایسی محفوظ چیز میں لپٹا ہو جس سے پانی اثر نہ کرے بعض اوقات کشتی اس قدر ٹیڑھی ہو جاتی تھی کہ مسافر گرنے گرتے بچ جاتے تھے آخر خدا خدا کر کے کشتی جہاز سے آ لگی اور کل سامان جہاز میں رکھ کر ہر ایک نے اپنا اپنا بستر لگایا۔ بندہ نے بھی جہاز کے جنگلے کے ساتھ ایک سفری آرام کرسی بچھائی اور اُس پر توشک وغیرہ ڈال کر سونے کے لئے خوب گدگدا بنا لیا۔ ۸ بجے کے قریب جہاز نے لنگر اُٹھایا۔ ابھی آدھ گھنٹہ نہ گذرا تھا کہ جہاز نے اپنا رنگ بدلا اور بادبانوں کے بل اُس نے حرکت شروع کی چند ہی منٹوں میں یہاں تک نوبت پہنچی کہ بصد مشکل آدمی جہاز کے تختے پر کھڑا ہو سکتا تھا دیکھتے دیکھتے پھر سمندر کا رنگ بدلا اور موجیں جہاز کے اوپر آنے لگیں۔ یہہ کیا تھا حیدر دیکھو ہائے ہائے کی آواز شروع ہے۔ جو کچھ کھایا پیا تھا وہ معدہ باہر نکال رہا ہے۔ تمام تختہ قے سے بھر گیا ایک طرف کے مسافر لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے اور بیچارے ابھی سنبھلے نہ تھے کہ موج نے آکر پھر ایک تھپیڑا مارا اور گر گئے اور لڑکتے لڑکتے دوسری طرف چلے گئے۔

ریلوے کے ان تین سو مسافروں میں بندہ بھی تھا اور ایک اور سگنلر صاحب بھی تھے ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ بھی تھیں سب سے زیادہ تکلیف ان کو ہوئی۔ کیونکہ اگر ان کو خبر ہوئی تو انتظام کر کے چلتے ناگہانی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ مستورات کا عالم جس پر تمام اسباب خوردنی۔ بستر۔ رضائی۔ تن کے کپڑے کا سمندر کے شور پانی میں تر بتر ہو جانا۔ اور تر بتر ہونا بھی ایک بار نہیں بلکہ متواتر موجوں کا اوپر پڑنا۔ غرضکہ سخت تکلیف تھی۔ ہندوؤں کے منہ پر رام رام ہری ہری۔ ہے نرائن اور مسلمانوں کے مُنہ پر کلمہ۔ اللہ کا نام۔ استغفار وغیرہ کلمات قدسیہ تھے۔ جو شخص جہاز کی چھت پر تھے اُن کے بستر و برتن وغیرہ پانی میں ایسے بہتے پھرتے تھے جیسے سخت بارش میں پانی کے زور سے گلیوں میں کوڑا کرکٹ بہتا پھرتا ہے۔ اور جو مسافر نیچے کی منزل میں تھے وہ سب اوندھے مُنہ پڑ پڑ کے اپنے کئے پر پچھتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر ہم کو اس مصیبت کی خبر ہوتی تو ہم اس بلا وقت پر تھوکتے بھی نہیں۔ قے کر کے تمام منزل نیچے کی بھری ہوئی تھی اور اسی میں بیچارے لت پت پڑے تھے۔ یہہ تو دوسرے مسافروں کی حالت کا نقشہ تھا اب بندہ کی کیفیت سنو۔

جب جہاز کی حرکت بتر ہوئی تو مجھے فکر ہوئی۔ کہ میں کہیں کرسی سمیت سمندر میں نہ لڑک جاؤں کیونکہ اُس حالت کے موقعہ پر یہہ امر بعید از قیاس نہیں تھا بلکہ ممکن تھا۔ اس لئے میں نے ایک رسّی کھولکر اپنی کرسی کو جنگلے کے ساتھ مضبوط باندھ لیا۔ اور کرسی پر لیٹ کر ایک چٹائی ساخت افریقہ جس کے اوپر لپیٹنے سے انسان پانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اپنے اوپر لے لی۔ اور میں دوسرے لوگوں کی نازک حالت اور اُن کے پانی میں اِدھر اُدھر پھرنے سے کبھی تو ہنستا تھا اور کبھی دل میں ڈرتا تھا۔ چونکہ مجھ کو اول دو سفروں میں کبھی ایسی مصیبت کا سامنا نہیں پڑا تھا اور جن جہازوں میں میں نے سفر کئے اُن میں یہہ حالت کبھی نہیں دیکھی تھی اس لئے دیکھ دیکھ کر غرق ہونے کے خیال سے بھی سہم جاتا تھا۔ آخر کار میری تدبیریں مجھے کامیاب نہ کر سکیں اور وہ دل جس پر مجھے بہت بھروسہ تھا میرا ساتھ چھوڑنے لگا۔ اور کرسی پر سے جہاں میں سر دزا اونچا کرتا فوراً متلی شروع ہوتی اور قے کرنے کو جی چاہتا۔ ڈر کے مارے پھر کرسی پر لیٹ جاتا۔ آخر موجیں اس زور سے جہاز میں آنے لگیں کہ مجھ کو خطرہ ہوا کہ کرسی اور میں ان کے اوپر تیر سکتے ہیں۔ اور مبادا میں ایسی حالت میں کرسی سے الگ ہو کر پانی کے ساتھ جہاز سے باہر نکل جاؤں۔ میرا بستر اور کرسی اور رضائی وغیرہ سب بھیگ گئے تھے اور چٹائی سے بھی تھوڑی دیر ساتھ دیکر آخر دور سے سلام کر دیا تھا اس لئے میں نے حفاظت جان کے لئے بدیں مسافہ سر سے اُتار کر اپنی کمر میں مضبوط باندھا اور بھوں کے دونوں سروں کو ایک آہنی ستون جہاز کے ساتھ باندھ دیا کہ میں تیرتا ہوا سمندر میں نہ جا سکوں۔

باقی آئندہ

سید نا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وباء طاعون کے متعلق خدمات

بنی نوع انسان کی ہمدردی کا دعوے اوا خواہ کتنے ہی لمبے چوڑے الفاظ میں کیا جاوے جب تک اس کا عملی ثبوت نہ ہو۔ وہ کچھ ہستی اور حقیقت نہیں رکھتا۔ وباء طاعون کی قریباً عالمگیر مصیبت پر ہماری گورنمنٹ عالیہ نے جسقدر کوشش اہل ملک اس تکلیف سے بچانیکے لئے کی ہے احسان پرست دلوں سے گورنمنٹ کے لئے ہر آن شکریہ اور دعائیں نکل رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کہ جب ایک طرف آسمان اہل زمین کی ناکردنی حرکات پر غضب برسا رہا تھا۔ اہل زمین بجائے اسکے کہ اپنے اعمال و افعال میں پاکیزہ تبدیلی کرتے یہی نہیں۔ کہ وہ اپنی بدکرداریوں میں مصروف رہے۔ بلکہ بعض دنیے الطبع اور نادان لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر بے طرح نکتہ چینی کی اور بیجا اعتراض پھیلایا۔ یہاں تک کہ اکثر مقامات میں خوفناک فساد ہو گئے۔ ایسے لوگوں پر خدا تعالےٰ کا قہر اور غضب کیوں نہ بھڑکے۔ جو اپنے محسن کے احسان کو بری نظروں اور ناقدر شناسی کی نگاہوں سے دیکھیں۔ ہم اس مختصر سے مضمون میں گورنمنٹ کی تدابیر انسداد وبا پر کوئی ریویو نہیں کرنے۔ بلکہ ہم کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ اس طوفان بے تمیزی میں جب کہ ایک طرف وبا طاعون زور سے پھیل رہی تھی اور رعایا سے زیادہ گورنمنٹ کو پریشان کر رہی تھی جو اپنی رعیت کے بچاؤ کے لئے بہت بے چین ہو کر لاکھوں روپیہ خرچ کر رہی تھی دوسری طرف کوتاہ اندیش اور محدود کش جاہل ان تدابیر پر بری نگاہیں ڈالتے تھے اور محض فضول اور لغو اعتراضات مذہب اور سوسائٹی کے رنگ میں کر کے عوام کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے۔ اس پر آشوب فتنہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے اس سچی وفاداری اور ارادت کیشی کے جوش میں جو ان کو فطرتی طور پر گورنمنٹ انگلشیہ سے ہے اور اس سچی ہمدردی اور غمخواری سے جو وہ بنی نوع انسان سے رکھتے ہیں علے الاعلان طاعون کے ہیڈنگ سے ایک اشتہار نکال کر کئی ہزار مفت تقسیم کیا۔ جس میں بتلایا گیا کہ گورنمنٹ کی تدابیر انسداد یہی نہیں کہ طبی قواعد اور حفظ صحت کے اصول پر مبنی ہیں۔ بلکہ معقول دلائل سے بتلایا کہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کا بھی یہی منشاء ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ یہاں تک بتلایا کہ شریعت اسلام بھی ایسے موقع پر ایسے ہی قوانین روا رکھتی ہے۔ اور اس اشتہار میں عام لوگوں کو پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ہدایت کی۔ کیونکہ اصلاح چال چلن اور خوش کرداری ایسی چیز ہے جو ہر ایک قسم کی بغاوت اور مردم آزاری کے راستوں کو بند کر کے سچی ہمدردی اور حقیقی سلامتی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اور اوسی اشتہار پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ صدہا خطوط اس بارے میں لکھے۔ اور اپنے متبعین کو بہت تاکید بھی خطوط کے ذریعہ اس امر پر بھی آمادہ کیا۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کو بھی خواہ وہ ہندو ہوں۔ یا مسلمان ان تدابیر انسداد کی خوبی اور عمدگی سمجھا دیں تاکہ ایسا نہ ہو۔ وہ نقصان اٹھائیں اور اس امر کی زیادہ ضرورت محسوس کر کے جناب ممدوح نے ایک عام جلسہ کرنا چاہا۔ چنانچہ عید اضحی کی تقریب پر ایسا جلسہ کرنے کا اعلان جلسہ طاعون کے عنوان سے دیا۔ اور دور دراز سے بہت سے احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کی اجمالی کیفیت ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور شائع کر چکے ہیں۔ اور مفصل کیفیت ہم نے الانذار نام رسالہ میں شائع کی ہے۔ غرض اس جلسہ پر حضور نے نہایت ہی وضاحت سے وبا طاعون کی تدابیر انسداد کی خوبی پر بحث کی اور شرعاً اور فطرتاً اون کے جواز پر تقریر کی۔ اس تقریر کے مفید اور غیر مفید ہونے پر ہم کوئی رائے دینا فضول سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ عالیہ تک نے اس تقریر کو مفید ترین تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ اس جلسہ کے متعلق جو شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے موصول ہوا ہے اوسے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مشہور و معروف انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے جو ریمارک اوس پر کیا ہے اوس کا اندراج اس سے زیادہ موزوں اور مناسب موقع ہے۔ کہ ہم کوئی رائے دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ہمعصر جو گورنمنٹ محسنہ کا دستباز کہلاتے ہیں اس کو درج کر دیں۔ تاکہ اور لوگوں کو بھی ایسے عمدہ خیالات ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اوس موعودہ مراسلہ مراسلت اور ریمارک کو شائع کریں۔ اس امر کا اظہار بھی غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ کہ جناب مرزا صاحب ممدوح نے اپنی کارگذاری متعلقہ طاعون کو یہیں تک محدود نہیں رہنے دیا۔ بلکہ کئی ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے ایک دوائی بھی طاعون کے لئے طیار کی ہے۔ جسکو عنقریب ظاہر کریں گے۔ یہ دوائی بطور حفظ ماتقدم کے استعمال کی جاویگی۔ اور طاعون کی گلٹیوں کے لئے بھی ایک مرہم آپنے طیار کیا ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو طب کی کتابوں میں مرہم الجوارین کہلاتا ہے۔ اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے زخموں کے اندمال کے لئے طیار کیا گیا تھا۔ یہ بہت ہی مفید چیز ہے۔ اور جناب مرزا صاحب کی خدمات طاعون کا خاتمہ یہاں تک بھی نہیں ہوا۔ بلکہ طاعون کے متعلق جناب ممدوح نے ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے۔ جو گو مخصوص بہ طاعون نہیں۔ لیکن اسکی تحریک وسی اشتہار طاعون ہوا تھا۔ اور اس لئے اوس میں طاعون کی ماہیت وغیرہ پر بھی بقدر ضرورت بہت مفید بحث فرمائی ہے۔ جو بہت ہی نافع ہوگی۔ انشاء اللہ۔ اس رسالہ کا نام ایام الصلح ہے۔ جو فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں عنقریب شائع ہوگا۔ اب ہم اوس شکریہ کی چٹھی کو پہلے درج کرتے ہیں۔ اور پھر سول ملٹری گزٹ لاہور کا اقتباس درج کریں گے۔

وہو ہذا

منجانب ایچ جے بینارڈ صاحب بہادر جونیر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب۔

بخدمت شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور

مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب من!

(۱) مجھے ہز اونر لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں یہ ظاہر کروں۔ کہ جناب ممدوح اوس جلسہ کے حالات (جو ۳ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں منعقد ہوا تھا) اور اوس تقریر کو (جو اس جلسہ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے اون تدابیر انسداد وبا طاعون کے متعلق کی جو گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہیں۔ پڑھ کر از حد محظوظ ہوئے۔

(۲) ہز اونر نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں جناب ممدوح کی طرف سے اوس امداد کا اعتراف کروں۔ جو اس جلسہ کے ممبران کی طرف سے گورنمنٹ کو ملی ہے۔

زہمارے احباب اور برادران دینی کے لئے بھی کس قدر مسرت کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ جیسی قدردان گورنمنٹ اون کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے پیشوا اور امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر گورنمنٹ عالیہ کو اور بھی مشکوری کا موقع دیں گے۔ ایڈیٹر

اقتباس از سول ملٹری گزٹ لاہور

اہل اسلام کا ایک مفتدر جلسہ حال میں بمقام قادیان زیر اہتمام شیخ رحمت اللہ خاں تاجر لاہور در اصل یہ جلسہ جناب **مرزا غلام احمد** صاحب رئیس اعظم قادیان کے اہتمام سے ہوا ہے۔ اور چونکہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے اس جلسہ کی روئداد شائع کی ہے۔ اس سے سول کو خیال پیدا ہوا ہے کہ شیخ رحمت اللہ کے زیر اہتمام سے ہوا ہے۔ ورنہ مہتمم اور متحمل مصارف اس جلسہ کے جناب مرزا صاحب ممدوح تھے۔ اینڈیٹر الحکم) منعقد ہوا۔ **دفع طاعون کے لئے دعائیں مانگی گئیں**۔ اور ایک لیکچر جناب حکیم نورالدین صاحب نے اون تدابیر انسداد طاعون کی تائید میں دیا۔ جو سیگریشن وغیرہ طریق پر گورنمنٹ نے رفع وبا کے لئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ اس مقام کو بھی ہمارے ہمعصر کو اوس روئداد جلسہ کے پڑھنے سے پیدا ہوا ہے۔ جناب حکیم نورالدین صاحب نے ایک جداگانہ تقریر کی تھی۔ جو خصوصیت سے ایک دوسرے نبی امیر عظیم کے متعلق تھی۔ جو انسانی ہدایت اور اصلاح کے لئے مقرر ہے۔ اور وبا طاعون کے متعلق اور اوسکی تدابیر انسداد مجوزہ و معمولہ گورنمنٹ کے متعلق ایک مبسوط تقریر جناب مرزا صاحب ممدوح نے فرمائی تھی۔ جس کا اعتراف گورنمنٹ عالیہ کے مراسلہ میں ہے۔ یہہ **سلیب اف پیپر** ہے۔ ورنہ ایک فاضل ایڈیٹر ان امور کی طرف پورا لحاظ رکھتا ہے۔ بہرحال مطلب حاصل ہے۔ ہمارے کوتاہ اندیش مخالف اس مقام پر ذرا اغوسے سنیں۔ جو ہمارے انفلوئنس پر بھی نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ سول کا فاضل ایڈیٹر بھی اسے **انفلوئنشل مشنیگ** قرار دیتا ہے۔ ایڈیٹر)

اس وفادارانہ امداد کا اعتراف گورنمنٹ کی طرف سے بانیان و عاملیان جلسہ کو بھیجا گیا ہے اس لیکچر کا موضوع اور مقصد صرف یہ تھا۔ کہ اس امر کو مؤثر طریق پر بتلایا جاوے کہ گورنمنٹ نے جو تدابیر دافع وباء طاعون اختیار کر رکھی ہیں۔ اون کی بنا محض ہمدردی اور خیر خواہی رعایا ہے۔ ان تدابیر سے صرف وبا کا دور کرنا مقصود ہے۔ اور اس امر کے لئے یعنے دفعیہ وبا کے لئے یہی تدابیر ضروری اور مناسب ہیں۔ اور یہ کہا بیان کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دیتی ہے۔ یہی نہیں کہ **محض دروغ** ہے **دروغ** ہیں۔ بلکہ ایک احمقانہ خیالات پر ان کی بنا ہے۔ اور ایسی جھوٹی اور بیہودہ باتوں پر ایک لحظہ کے لئے بھی کسی دانشمند اور عقل رکھنے والے انسان کو یقین نہیں کرنا چاہئے۔ اور پردہ کے لئے شرع اسلام میں اسقدر کافی ہے۔ کہ سیگریشن کیمپ میں جانے کے لئے منہ پر کپڑا اوڑھے ہوئے مستورات چلی جاویں۔ اسلام خوفناک خطرات کے وقت ایسی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ اس سے غرض صرف یہ تھی۔ کہ جو لوگ پردہ دری کے شاکی ہیں اون کو بتلایا جاوے کہ مصیبتوں اور تکالیف کے وقت پردہ کی ایسی سخت قیود اسلام نے کہاں رکھی ہیں۔ غرض یہ جلسہ اس طرح ختم ہوا تھا۔

یہ ہے گورنمنٹ عالیہ کے اعتراف اور سول ملٹری گزٹ کی تحریر کا اقتباس۔ اب ہمارے ناظرین اور پبلک خود ان خدمات کا اعتراف کر سکتی ہے۔ اور پبلک کا اعتراف یہی ہے۔ کہ وہ اس ناصح مشفق کی باتوں کو سچے دل سے سن لے۔ اور اون پر عمل کر کے اپنے آپ کو خطرہ سے بچاوے اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔

سرسید کی لائف پر فلسفیانہ نظر

بعنوان مندرجہ بالا سے ایک صاحب اودھ اخبار میں لکھتے ہیں۔

جو کچھ ظہور میں آیا یہ سب انگریزی حکام اور گورنمنٹ انگریزی کی تائید اور طرفداری کی بدولت ہے۔ جس کا تمام مسلمانوں کو سرسید سے زیادہ شکرگذار ہونا چاہئے۔ اور جس کام میں گورنمنٹ یا کل حکام نے اپنی تائید اور طرفداری کو خاص طور پر ظاہر نہیں کیا۔ اس میں سرسید کو ایک عام طور کے معمولی آدمی کے برابر بھی کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور تہذیب الاخلاق خیر انہوں نے بڑے بڑے زور لگائے۔ اور مدد کے لئے اپنے تمام دوستوں کو آمادہ کیا اور نواب محسن الملک جیسا ناطق آرا اور مولوی چراغ علی اور مولوی ذکاء اللہ اور مولوی اشتاق حسین اور مولوی نذیر احمد جیسے محقق بہم پہونچائے۔ اسپر اودھ اخبار۔ پیسہ اخبار۔ اخبار عام تیرہویں صدی۔ چودھویں صدی کے برابر بھی کامیاب نہوئے اور دو سال بسمل گرتے نظر آئے۔ یہاں تک کہ سو نمبر کا نکلنا بھی نکلنا مشکل ہو گیا۔ اور آخر کار تہذیب الاخلاق کو انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھ ملحق کر دیا پڑا۔ اُن کی تفسیر کے سو نسخہ چھپنے تھے۔ انکو بھی کوئی نہ پوچھتا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی رائے میں نہایت مستقل تھے۔ تو یہ ایسی بات ہے جسپر کوئی یقین نہ کرے گا جسکا ثبوت خود کالج کی روئدادوں اور اسپیچوں اور لکچروں اور کارروائیوں اور پرائیوٹ تحریروں سے ملتا ہے زمانہ جانتا ہے کہ اونکی رائے کو اُن کی ذاتی اغراض نے کہاں تک غیر مستقل بنا کر چھوڑا ہے۔ جس پر ایسے شخص کے لئے قوم کو افسوس ہو اور آج تمام علی گڈھ میں اون کا چرچا ہو رہا ہے اور انگلش پارٹی بھی پرائیوٹ گفتگو میں اوس کا ذکر کرتی ہے سرسید جس کام کی پوری مزدوری نہ پاتے تھے۔ اس میں اپنے نام اور ڈیوٹی کا لحاظ نہ کرتے تھے۔ جیسے کانفرنس کے کاموں میں دھجیاں۔ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی اڈیٹری تہذیب الاخلاق کی ترتیب وغیرہ۔

سرسید کے مذہبی تصرفات اس درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ کہ نواب محسن الملک جیسا اُن کا دوست اس کہنے پر مجبور ہوا کہ اس کو دلی سمجھو اور اُس کی تصنیف سے کام نہ رکھو سرسید نے تفسیر لکھ کر عجیب عجیب خیالات ظاہر کئے جن میں بعض نہایت واجب التعظیم ہیں اور باقی سب لغو وغیرہ حدیث کے متعلق سرسید کی رائے نہایت خراب اور کاشانہ اسلام کو درہم برہم کرنے والی تھی۔ اُن کے نزدیک کسی حدیث کو صحیح ماننے کی کوئی یقینی وجہ نہ تھی۔ وہ نقل کو مفید عقل نہ کہتے تھے جس پر انہوں نے مولوی سلیم پانی پتی سے ایک مضمون لکھوا کر تہذیب الاخلاق کے ورق سیاہ کئے ہیں انہوں نے اپنی اور اپنے صاحبزادہ سید محمود کی کوئی غلطی تسلیم نہ کی۔ حتے کہ سوا لاکھ روپیہ کی غبن میں انہوں نے یہ بھی نہیں مانا کہ اُن سے غفلت ہوئی قومی روپیہ کے صرف کرنے میں وہ بڑی فیاضی اور بیرخیشی ظاہر کرتے تھے۔ اسلام میں خلافت کا مسئلہ سب سے زیادہ

ضروری ہے۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ اسی نے اسلام کو ضعیف اور مسلمانوں کو باہمدیگر مخالف کیا۔ اور اُن کی زندگی میں قوم کے ہیروانکی رائے کے خلاف رائے ظاہر کر چکے تھے۔ اور نیز آنریبل سید محمود کے حالات سے اُن کو اطلاع تھی۔ باایں ہمہ اُنہوں نے انکو اپنا جانشین بنایا۔ اور اُن کے سوا دوسرے عہدے بھی اپنے خاندان میں بانٹ گئے۔ جس پر اُن کے مرتے ہی نئے آثار نظر آنے لگے۔ اور جابجا قوم میں اُس کی چرچے ہونے لگے۔ اور خاص علی گڈھ میں بیٹھ کر حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے ایک خاص مضمون پر قوم کو توجہ دلائی۔

پس سر سید لائف میں جہاں بے انتہا خوبیاں اور اُن کے مقبول عام کام دکھائے جائیں۔ وہاں اُن امور پر بھی فلسفیانہ اور محققانہ ریمارک ضرور ہیں۔ اور قوم میں ضرور ایسے لوگ موجود ہیں۔ کہ قومی فرائض اوسپنے کرے۔ اور ان کو تمام بنائے۔ اور گورنمنٹ ویسی ہی اُن کی تائید کرے۔ تو وہ نہ صرف یہ کام چلا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے اور بھی زیادہ کر دکھا سکتے ہیں۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

سر سید نے قومی روپیہ کی احتیاط اور اس سے کالج کو متمتع کرنے کے لئے جو اصول اختیار کیا وہ ایک راندھی لے لنگڑے اپاہج کے جی خیال میں آسکتا ہے۔ اور یہ وہی خیال ہے۔ جو سب سے پہلے لکھنؤ کی ایک پردہ نشین عورت بہو بیگم صاحبہ کے خیال میں گذرا۔ اور انہوں نے گورنمنٹ میں روپیہ جمع کرا کے اپنے متوسلین کو متمتع کیا۔ زیادہ روپیہ ہونے کی وجہ سے یہ خیال بہ نسبت سر سید کے اُنکو زیادہ موزون ہو سکتا ہے۔ سر سید کے لئے بلند خیالی کا تقاضا یہ تھا۔ کہ وہ قومی سرمایہ سے تجارت کی ایک برانچ قائم کرتے۔ اور یورپین تجارت کے اصول پر اس سرمایہ کا پورا نفع حاصل کرنے کا اور قوم کے ایک گروہ کو اس ذریعہ سے تمام ممالک کے دیسے دراس میں تجربہ حاصل کرنے کا موقع دیکھتے۔ اور کالج کے متعلق ایک برانچ نکنیکل ہوتی۔ جن ذرائع سے قومی سرمایہ میں نمایاں ترقی نظر آتی۔ اور قوم کو طرح طرح کے تجربے حاصل ہوتے۔ یا یہ کہ اس اصول کے ساتھ اوس کو بھی وابستہ کرتے۔

اس قسم کے خیالات سر سید کے دماغ میں بھی پیدا ہوتے ہوں گے۔ لیکن اُن کی آخری عمر کے ضعف نے اون کو اس اسکیم سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ سوائے اس کے یہ وہ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ یہ خیالات میرے شخصی پاور کے احاطہ میں محدود نہیں رہ سکتے۔ اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہمارے مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی نے بھی تہذیب الاخلاق کے ایک مضمون میں لکھدیا ہے۔ کہ اردو لٹریچر کو سر سید نے درست کیا۔ اوس کو یوں کہئے۔ کہ اردو لٹریچر پر انگریزی لٹریچر نے سایہ ڈالا۔ اور سر سید نے بسبیل ترجمہ یا بطریق تذکرہ اوس کا بیان کیا۔ اور ملک نے اس میں مشاقی پیدا کی۔ اور یوں ہی خود سر سید ہی ایک نہایت اعلےٰ اور قابل قدر لٹریچر تھے۔ ورنہ خود اُن کی پہلی لٹریچروں کا انداز لصنادید کے زیب دیباچہ ہے۔ پرانی ترکیب سے خالی نہیں۔ زمانہ کی یہ تعلیم ہے۔ جس نے سر سید کے دماغ پر سب سے زیادہ اچھا اثر کیا۔ جو اُس کے لئے سب سے زیادہ موزون تھا۔

سر سید ہر کام میں اپنی نمود اور اپنا مرجع ہونا پسند کرتے تھے۔ اور یورپین اسٹاف کو بھی دور سے سلام کیا کرتے تھے۔

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب نے قومی طور پر کچھ اُن کے کام میں دخل دینا شروع کیا تھا۔ کہ اونہوں نے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا۔ مگر اب قوم وہ قوم نہیں۔ جو اپنے حقوق کو نہ پہچانے۔ یا وہ اپنے انتظامی پاور کو ناقابل اعتبار حالت میں چھوڑے۔ اسی لئے اُن کے سانحہ غم کے بعد اخبارات میں اس کا چرچا شروع ہوا ہے۔ جس کی ابتداء حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب رئیس علی گڈھ کے قلم اور خواجہ محمد یوسف صاحب کی زبان سے ہوئی۔ اور پھر شائد کسی کے کہنے سے حاجی صاحب نے اپنے قلم کو روک لیا۔

قصبہ فتحگڈھ میں شیخ ابو سعید محمد حسین اور مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی میں اتفاقی حسنہ مباحثہ اور شیخ صاحب کا اصل مدعا گریز کرنا

(ابو یوسف) مولوی صاحب حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی حیات جسمانی اور بجسد عنصری صعود الی السماء کے لئے ثبوت پیش کریں۔

(محمد حسین) قبل اس کے کہ میں اس سوال کا جواب دوں دو امر آپ سے دریافت کرنا ضروری جانتا ہوں امر اول یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطور استفادہ ہے یا بطور مباحثہ۔ دوم یہ کہ آپ کا اعتقاد در باب حیات و ممات مسیح کیا ہے؟ کیا آپ اُنکو مردہ سمجھتے ہیں؟ اگر مردہ سمجھتے ہیں تو پھر آنے والا کسر شخص کو جانتے ہیں یا اس امر کا اعتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی مسیح آئیگا۔

(ابو یوسف) میں آپ سے بطور استفادہ کچھ دریافت کرنا نہیں چاہتا اور نہ اس امر میں آپ کو مفید اور اپنے آپ کو مستفید قرار دیتا ہوں۔ امر دوم کی نسبت صرف آپ کو دو حرفی جواب دینا چاہئے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں اگر زندہ ہیں تو اسکا ثبوت کیا ہے۔ اور میں اُن کو داخل اموات سمجھتا ہوں۔ آنیوالے مسیح کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔ خلط مبحث کی کوئی ضرورت نہیں۔

(فٹ نوٹ) ۱۔ شیخ بطالوی کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس قبل کو نہیں چھوڑ سکتے مباحثہ اور مکالمہ میں وہ اصل امر کو عنت ربود کر کے قبل ازیں کی بحث میں پڑ جاتے ہیں اور پھر یہ سلسلہ ایسا لمبا کر لیتے ہیں۔ کہ اُن کی یہ تان کہیں ٹوٹنے ہی میں نہیں آتی۔ بھلا یہاں ان دو شاخدار امور کے بیان کی قبل از جواب کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ ابو یوسف مولوی محمد مبارک علی صاحب کے سوال سے ان کا عقیدہ مذہب در بارہ حیات مسیح معلوم ہوتا ہے اور حیات جسمانی کا لفظ کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ وہ اُن کو اس کھانے پینے والے اور عوارض رکھنے والے جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے اور گھٹنے بڑھنے والے جسم کے ساتھ اُن کا صعود الی السماء خلاف سنت اللہ جانتے ہیں۔ پھر ایسے صریح سوال پر بے معنی اور خارج از مطلب سوال در سوال کا پیش کرنا کیسی دانشمندی ہے۔ مگر اصل بات یہی ہے کہ امر حق کا اظہار اُن کو مطلوب نہیں یہاں تو شیخیت بنانی مقصود ہے۔ ایڈیٹر۔

(فٹ نوٹ ۲) کہئے شیخ صاحب ابھی تسلی ہوئی ہے یا نہیں یہ خیال خام آپ آئندہ کے لئے دل سے نکال ڈالیں اور انسانیت کا اقرار اور خود پسندی کی متعفن ہوا جو آپ کے دماغ

(محمد حسین) امر اول کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کا جواب میں پھر دوں گا۔ فضل میں آپ کو امر دوم کی نسبت یہ جتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ سوال سے نہ کوئی بحث کرنی منظور ہے۔ اور نہ غلط بحث ہوتا ہے میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا اعتقاد آنے والے مسیح کی نسبت کیا ہے؟

تاکہ معلوم ہو کہ جس بحث کو آپ چھیڑنا چاہتے ہیں اس میں اپنے اعتقاد کی تائید کرتے ہیں یا اپنے اعتقاد کے خلاف حامی بنتے ہیں۔

(فٹ نوٹ) میاں محمد حسین کی یہ شترمرغ کی سی چال قابل دید ہے۔ یہ لڑکا خدا جانے کس بوڑھیا سے سکھا دیا ہے کہ جواب پھر دوں گا یہی کہہ دیتے۔ کہ اشاعۃ السنۃ میں دوں گا۔ کیوں شیخ جی اب کونسا امر مانع ہے۔ ابھی کیوں نہیں دیدیتے۔ الکریم اذا وعد وفی اور یہ بھی عجیب فلاسفی ہے کہ ایک سوال کے جواب میں بجائے جواب دینے کے خارج از مطلب سوال شروع کئے جاویں اور پھر کہا جاوے۔ کہ اس سے غلط بحث نہیں ہوتا۔ کیا شیخ صاحب کسی غلط کی بحث تو نہیں ہوگئی جو غلط بحث سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر آپ غلط بحث نہیں چاہتے تو اول آپ کے پاس حیات المسیح بجسدہ العنصری کے متعلق پیش کی ہوتیں۔ اور اس طول فضول سے حلق خود بدرید و مغز ماخورد کے مصداق نہ بنتے۔ مگر پیش کہاں سے کرتے آخر تک تو بجز دعوے کے اور آپ کی زبان قلم اور قلم زبان سے نہ سنا۔ آئندہ کے لئے کیا امید ہو۔ ایڈیٹر

(ابو یوسف) آنیوالے مسیح کی بحث آپ بفائدہ چھیڑتے ہیں اس امر کو نہیں مانتا ہوں کہ ایک مسیح امت محمدیہ میں آنیوالا ہے مگر اس کو وفات حیات کے مسئلے کا موقوف علیہ ٹھہرانا ایک بے معنے بات ہے۔ اور اسکا منشا صرف آپ کا ادعائی اعتقاد معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے اور پھر وہی کسی آئندہ زمانے میں واپس آئیں گے اس میں شک نہیں کہ ایک مسیح آئیگا مگر بات تو صرف یہ ہے کہ کیا وہ آنیوالا وہی حضرت (فٹ نوٹ صفحہ ۷) میں سمائی ہوئی ہے۔ اس کی نکالنے کی فکر کریں آپ کو اس دلیل کا بہت شوق معلوم ہوتا ہے۔ یوں اگر آپ مسیح ابن مریم ہے اور یہ بات آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ آپ پہلے ان کی حیات جسمانی اور صعود الی السماء بجسدہ العنصری ثابت نہ کریں پھر صعود کی بجائے نزول کے مسئلہ کو چھیڑنا خلط بحث نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر آپ کا یہ منشا ہے۔ کہ نزول کے ماننے سے صعود خود مانا جائیگا۔ تو یہ قضیہ عکسیہ ہے بلکہ صعود ثابت ہونے سے نزول خود ثابت ہو جائیگا بات دو حرفی ہے ثبوت صعود کا پہلے کرو۔

(فٹ نوٹ ۱) کیوں شیخ جی! ابھی تسلی ہوئی یا اور ضرورت ہے اب تو صاف صاف طور پر فیصلہ ہو گیا مگر نہیں آپ کیوں ماننے لگے ہیں آپ تو یہی کہتے جائیں گے۔ کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔

۲۔ اب یہاں تو بالکل صفائی ہوئی مولوی ابو یوسف نے اپنے مذہب کو صاف لفظوں میں شیخ صاحب کا مذہب ادعائی اعتقاد کے لفظ سے تعبیر کر کے بیان کر دیا۔ مگر شیخ بطالوی ہی کیا ہوئے جو مان جاویں۔

۳۔ کیا اب بھی کچھ باقی رہ گیا۔ شیخ صاحب ذرا انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔

۴۔ مولوی صاحب آپ دو حرفی چھوڑ ایک حرفی کہیں شیخ صاحب سہ حرفی کہے بغیر کب چین لیتے ہیں۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ آپ ان سے صعود کا ثبوت لے چکے۔ ایڈیٹر

(محمد حسین) مجھے افسوس ہی کہنا پڑا کہ آپ نے جواب میں بیفائدہ تطویل کی نہ میرے سوال کو سمجھا اور نہ اپنے جواب کے الفاظ کے معنے سمجھتے ہیں میں آنیوالے مسیح کی بابت کوئی بحث نہیں کرنی چاہتا صرف آپ کا اعتقاد پوچھتا ہوں۔ آپ بتانا چاہتے ہیں تو بتائیں ورنہ صاف کہیں کہ نہیں بتاؤں گا۔ پھر میں کلام ختم کر دوں گا۔

(فٹ نوٹ) ناظرین گھبرائیں نہیں۔ شیخ بطالوی کا یہ افسوس کبھی بھی ختم نہیں ہوا کرتا۔ جنہوں نے لدھیانہ والا مباحثہ پڑھا ہے ان کو خوب معلوم ہے کہ وہاں بھی یہ تطویل اور افسوس شیخ صاحب کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے خدا رحم کرے جب کوئی صادق کا مقابلہ کرتا ہے تو پھر اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔ آپ کی پسند کریں تو استاد جی کہلائیں کوئی آپ کو روکتا نہیں مگر آپ سے کوئی استفادہ کر ہی کیا سکتا ہے۔ خیر یہ امر دیگر ہے مگر یہ تو بتلائیے کہ ابھی تحریر یا تقریر میں بظاہر کوئی ایسے غلق الفاظ تو نہیں ہیں جو سمجھ میں نہ آئیں ہاں یہ امر جداگانہ ہے کہ اگر یہ آپ کی کوئی خانہ زاد اصطلاحیں ہوں جنکو آپ کے پس و پیش رہنے والوں کے سوا کوئی نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر مولوی ابو یوسف کو معذور تصور فرمائیے۔ کیونکہ انسانی کلام تو انسان سمجھ سکتا ہے مگر منطق الطیر کون سمجھے۔ اگر ابو یوسف صاحب آپ کا کلام نہیں سمجھ سکتے۔ تو وحشی جانور تو ضرور سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ فہم کلام کے لئے مجالست بھی ضروری امر ہے مگر ہاں یہ قابل قدر ہے تو پوچھنا چاہئے کہ آپ کی منطق کیسی قابل قدر ہے اور وہاں پر آپ کی خوشبیانی اور نکتہ دانی کا نتیجہ کیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں کیسی عزت حاصل کی ہے۔ مگر یہ تو بتلائیے کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر کے الفاظ بھی نہیں سمجھتے کیا آپ اپنے پر تو حمل نہیں کرتے سچ ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ (ایڈیٹر)

(ابو یوسف) میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ آپ نے اپنی قدیم عادت کیموافق اس بحث کو ناتمام چھوڑنا چاہا ہے میں نے اپنے اعتقاد کو بھی ظاہر کر دیا ہے اور آنیوالے مسیح کی بابت بھی تصفیہ کر دیا ہے افسوس آپ نے ناحق میرے وقت کا خون کیا اور اصل بات سے گریز کی اب بندہ آپ سے اپنے سوال کے جواب کی کوئی امید نہیں رکھتا اور بموجب فرمان نبوی من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ اس سلسلہ بحث کو ختم کرتا ہوں اور آپ کے استخفاف اور استحقار کے الفاظ کی نسبت جزاک اللہ کہہ دیتا ہوں۔

(فٹ نوٹ) اپنا عقیدہ آپ لاکھ بار بیان کریں وہ تو بڈھے بازی گر کی طرح یہی کہیں گے افسوس کسر رہ گئی کسر رہ گئی۔ اور ان کی یہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت ہے۔ پہلے کب انہوں نے کسی بحث کو ختم کیا ہے جو اب کریں گے۔ آپ ان کو خدا ہی کے سپرد کریں۔ حق کو چھپانے والوں کی پردہ دری وہی خود کرتا ہے۔ اور شیخ بطالوی کے استحقار سے کیا ہوتا ہے حقارت اور لعنت وہی ہے جو آسمان سے برستی ہے۔ اور مشاہدہ بتلا رہا ہے کہ کون حقیر اور ذلیل ہو رہا ہے اور انی مہین من اراد اہانتک کے تحت میں کون آیا ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

کوئی امر مشرح طلب قابل جواب تو باقی نہیں رہا۔ اور اگر ہے تو آئندہ چل کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ ایڈیٹر

محمد حسین) آپ نے اپنا اعتقاد آنیوالے مسیح کی نسبت کہ وہ کون ہے؟ ظاہر نہ فرمایا اور آئندہ سلسلہ سوال و جواب کا قطع کر دیا۔ اب میں بھی آپ کو مخاطب نہیں کرتا۔ اور آپ کے سوال کے متعلق قرآن و حدیث سے جو بات ثابت ہے وہ حاضرین و سامعین کے سامنے پیش کرتا ہوں ان سامعین کے ساتھ آپ بھی چاہیں تو سنیں نہ چاہیں تو اختیار ہے۔ مگر سننے کی حالت میں آپ کے لئے اختیار نہ ہوگا کیونکہ آپ میرے سوال کا جواب صاف الفاظ میں دینگے کہ آنیوالے مسیح آپ کے اعتقاد میں کون ہیں؟ -

(نوٹ) شاباش شاباش۔ یہ تیری تان نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔ تعجب ہے کہ اب تک تو حاضرین اور سامعین کو جو اس امر کے مشتاق تھے کہ آپ مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب کے سوال کا جواب دیں آپ نے کچھ سنایا اور اب قرآن و حدیث سنانے کا دعوے کرتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ مولوی صاحب ممدوح خاموش رہیں۔ قابلیت اور انصاف پسندی یہی ہے اگر آپ کے دلائل میں کچھ زور اور قوت ہے تو تحریری طور پر مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کی جاویں۔ آپ کی کمزوری تو اس سے بھی پائی جاتی ہے کہ آپ مولوی صاحب کا منہ بند کر کے کچھ بولنا چاہتے ہیں بصورت ثانی نہیں کیونکہ اندر ہی اندر مولوی ابو یوسف صاحب کی زبردست تقریر کا آپ کو اندیشہ لگا ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سنبھلنے اور بیٹھنے دے۔ خیر فتح گڈھ والوں کو بھی آپ کی علمیت کا راز معلوم ہو گیا مبارک ہو۔ ایڈیٹر

اس کے بعد مولوی ابو یوسف نے فرمایا کہ میں نہایت اشتیاق سے بیٹھا ہوا آپ کی تقریر خاموش رہ کر سنوں گا بشرطیکہ آپ میری تقریر جو میں آپ کی بعد کرونگا اسی طرح خاموشی کے ساتھ سنیں جس کا جواب شیخ بطال نے صاف طور پر دیا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا جس سے اُن کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ شیخ صاحب ذلت اور شرمساری کے ساتھ بشرطیکہ وہ محسوس کریں۔ اس اتفاقی مباحثہ سے حسب معمول دم دبا کر بھاگے مگر اُن کے لئے یہ معمولی بات ہے۔ ایڈیٹر

تقریر مولانا مولوی نور الدین صاحب بتقریب جلسہ انجمن ہمدرد اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخویم مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تقریر ذیل اگرچہ جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے انجمن ہمدرد اسلام قادیان دارالامن والامان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنائی ہے مگر میرے خیال میں اعلےٰ و ادنےٰ ہر طبقہ کے لوگوں میں سے ہر ایک قسم کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے لحاظ سے اس پر معارف تقریر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ پاک الفاظ جو اس خدا کے برگزیدہ بندے کے منہ سے نکلے اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان کو چند ہی کانوں تک محدود رکھ کر اور ان کی ناقدری کر کے ہوا میں نہ اڑا دیا جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے خوان کی جو اس نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی محنت اور کوشش کے عنایت فرمایا ہے قدر کریں اور اس کو اپنے سر آنکھوں پر لے کر اس کی قدر کا حق ادا کریں۔ اور اس کے دیئے میں سے اس کے حکم کی فرمانبرداری کے لئے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **مما رزقنھم ینفقون** کمر بستہ ہو کر اس کو اس طرح خرچ کریں کہ ان پاک الفاظ کو ہوا کے گھوڑے سے اتار کر کاغذ کے گھوڑے پر سوار کر دیں۔ اس طرح پر یہ الفاظ محفوظ ہو کر وقتاً فوقتاً خلق اللہ کو فائدہ دے سکیں گے لہٰذا میں نے مذکورہ بالا غرض کے پورا کرنے کے لئے اس تقریر کو اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی اس کو اپنے اخبار کے کسی کونے میں گوشہ گزین بنا دیں۔ عین مہربانی ہوگی خدا آپ کو جزا خیر دیوے۔ اور ان الفاظ کو مخلوق کی ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین ثم آمین

راقم عاجز عبد الرحمن قادیانی سکرٹری انجمن ہمدرد اسلام قادیان۔

وھو ھذا

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد۔ جو تم جانتے ہو کہ میں نے یہ کیا پڑھا ہے۔ یہ وہ پاک کلمہ ہے جو اسلام کی شروع میں ہی پڑھایا جاتا ہے جانتے ہو کہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کا کیا مطلب ہے۔ یہی کہ کوئی الٰہ (جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر بدی سے منزہ) کے سوائے بھی فرمانبرداری کے لائق نہیں اور اُس کی فرمانبرداری کے سکھلانے والے محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ دنیا میں سب سے وہ شخص آئے ہیں جن کی نظیر اولین و آخرین میں نہیں پائی جاتی۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی بھیجے ہوئے اور اُسی کی فرمانبرداری کی راہیں سکھاتے ہیں اور اُن سارے احکام کے مجموعے کو جو آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے لائے ہیں قرآن شریف کہتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جس وقت سے انسان **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہے اُسی وقت سے اُس پر فرض ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے محمد رسول اللہ اور قرآن شریف سے مشورہ لیوے۔ اور اپنی ساری ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا انہی کو جان کر ہر حال میں اُنہی سے استمداد چاہے۔ کیونکہ وہ خدا جس نے محمد کو رسول اور اپنے احکام کا مجموعہ قرآن شریف اُسے دیکر دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے وہ بڑی قدرت اقتدار اور جبروت کا مالک ہے۔ وہی ہوا پانی اور ساری اُن چیزوں کا جن سے تم وقتاً فوقتاً اپنی ضروریات پوری کرتے ہو خالق ہے۔ اُسی نے تم کو آنکھ دی کہ تم دنیا کی عجائبات قدرت کو دیکھو کان دیئے کہ سنو ان کے سوا سارے اعضا جن سے تم مختلف قسم کے فائدے حاصل کرتے ہو اُسی کی عنایت ہیں۔ اب ذرا اُس کے عطیات اور انعامات پر غور کر کے فکر تو کرو کہ وہ کیسا طاقتور اور کیسا عظیم الشان بادشاہ ہے جسکو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے اقرار کرنے والا انسان مانتا ہے اور درحقیقت انسان کو ضرورت بھی ایسے ہی خدا کی ہے جو اسکی ساری حاجتوں

اور ضرورتوں کو جو اُسے پیدا ہونے بلکہ نطفہ ہونے کی حالت سے اس دنیا سے قطع تعلق کرنے تک اور اس کے بعد اس لامتناہی زمانے میں ہوتی ہیں پورا کرے۔ ورنہ ایسے خدا کے سوا انسان کا دنیا میں رہنا ممکن ہی نہیں اور نہ آخر میں اس کے سوا چارہ ہے۔ آیا خدا قادر مطلق رب رحمٰن رحیم اور مالک یوم الدین ہو سوائے اسلامی تعلیم کے اور کہیں نہیں مل سکتا۔ وہ وہی خدا ہے جسکا بیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

میں ہے۔ جب ہمیں بس خدا کی ضرورت تھی اور جو ہماری ربوبیت کر سکتا ہے ملگیا تو ہم کو چاہئے کہ جسطرح وہ فرماتا ہے اُسکے مطابق عمل درآمد کریں تاکہ اس کی فرمانبرداری سے ایسے عظیم الشان بادشاہ کی مہربانیوں کے بھی وارث بنیں جو اس دنیا کے بادشاہوں سے اعلےٰ اور بے تشبیہ ہے۔ اور ہر ایک امر میں اُس کی کلام پاک اور اس کے رسول سے مشورہ لیں کیونکہ وہی ایک ہے جو ہماری بچپن بڑھاپے اور اس دنیا کے بعد کی ضرورتوں کو جانتا اور پورا کر سکتا ہے۔

اس موجودہ حالت میں تمہیں کس مشورہ کی ضرورت ہے۔ یہ تمہاری بچپن کی عمر ہے تو اس کے مناسب حال مشورے ہی کی ضرورت ہے اس لئے میں تم کو ایک بچے ہی کا قصہ جو قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے سُنا دیتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک بچہ یوسف نام جس کے گیارہ اور بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے مضبوط زبردست تھے۔ کیونکہ جب انہوں نے اسکو اپنے باپ سے باہر لے جانے کے لئے مانگا تو اُن کے باپ نے اُس بچے کی کمزوری اور ناتوانی پر رحم کر کے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسکو بھیڑیا نہ کھا جاوے۔ دوسرے بھائیوں کا خطرہ نہیں کیا کہ اُن کو بھی بھیڑیا کھا جاوے گا کیونکہ وہ مضبوط اور ہوشیار تھے اور اُن کا جواب **ونحن عصبۃ** جس کا ترجمہ ہے کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ خیر قصے سے مطلب نہیں انہوں نے جوں توں کر کے اُس کو باپ سے جدا کر کے جنگل میں جا کر کسی اندھے کنوئیں میں گرا دیا (بچو خیال رکھو وہ بھی تمہارے جیسا ایک بچہ ہی تھا اُس کا معاملہ سنتا ہوں) خدا نے جس وقت میں چاہا۔ اُسے کنوئیں میں رکھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک قافلہ وہاں آیا قافلہ والوں نے یوسف کو کوئیں سے نکال کر اپنے ساتھ لیا اور دور دراز ملک مصر میں جا کر اُسے کسی امیر کے ہاں تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں فروخت کر دیا۔ اور اُس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اب جانتے ہو کہ وہ چھوٹی سی عمر میں جس میں شاید کوئی اور بچہ ذرا سی دیر بھی ماں سے جدا ہونا گوارا نہیں کر سکتا پیارے ماں باپ سے بڑی بے رحمی سے توڑ کر الگ کر دیا گیا۔ ملک سے بے ملک کیا گیا۔ زبان وہاں کی بالکل سمجھ نہیں سکتا۔ گویا اُس کے واسطے سارے لوگ حیوان ہی ہوں گے اور وہ ایسی جگہ ہے کہ بظاہر کوئی حامی و مددگار و تسلی دہ اور غمگسار نہیں ہے۔ وہاں پہنچا گیا۔

بچو۔ غور کرو۔ گو اسکو ایک طرف بڑی تکلیفوں کا مقابلہ تھا۔ حیرانی۔ پریشانی اور بے کسی کا سامنا تھا۔ مگر دوسرے صرف اندر ہی اندر ایک آواز دینے والے نے اُس عین کنوئیں کی مصیبت کے وقت بھی بڑی سریلی آواز اور دل کے اندوہ کو دور کرنے والی کلام سے اور دل کو باغ باغ کرنے والی آواز سے خوش کیا۔ جیسے کلام مجید میں ذکر ہے۔ **و اوحینا الیہ لتنبئنہم بامرھم ھذا وھم لا یشعرون** جس سے خواہ بظاہر لوگوں کی نظر میں کیسی اشد سے اشد تکلیف ہو تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد اُس امیر کے دل میں جس نے اُسے خرید کیا تھا اور وہ اُنہیں غلام بنا کر رکھ سکتا تھا اُس کے دل میں محبت ڈال دی محبت بھی ایسی محبت کہ اس کے بجائے اس کے کہ اُسے غلام بنا دے گھر کا مالک بنا دیا۔ اور ہر طرح کے آرام راحت۔ آسائش اور خوشی وہاں اُنہیں ملی۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ ایک قسم کا بادشاہ ہی بنگیا بہت سے ملکی اختیارات اُسے مل گئے۔ وہی بھائی معافی کے خواستگار ہوئے جن کو ایک وقت میں جب وہ کوئیں میں گرانے لگے ہونگے وہ کہتا ہوگا کہ مجھے کنوئیں میں نہ گراؤ۔ اب وہی فرمانبرداری کے لئے کمر بستہ ہیں بھلا کیا وجہ ہے کہ بظاہر اسباب تو اسی کے مقتضی تھے کہ وہ ذلیل و خوار ہووے لوگوں کا ماتحت اور غلام بنے۔ دربدر پھرے۔ بھوکا مرے۔ مگر وہ

مگر وہ برعکس اس کے ہر جگہ ذلت سے بچا۔ بلکہ اُس کے مخالف آخر اُس کے سامنے ذلت سے آئے لوگ اُس کے ماتحت بنے وہ کسی کی ماتحتی میں نہ آیا۔ بلکہ یہاں تک ترقی کی کہ گویا بادشاہی کے درجے تک نوبت پہنچی جانتے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ میں بتا دیتا ہوں لڑکو تم جانتے ہو کہ جس لڑکے پر اسکا استاد خوش ہو۔ اُسے وہ استاد کیسا پیار کرتا ہے۔ محبت سے سبق دیتا ہے اُسے انعامات دیتا ہے۔ کوئی لڑکا اُسے مار نہیں سکتا کیونکہ اگر کوئی اُسے مارنے یا لڑنے کا ارادہ کرے استاد اُسے روک دیتا بلکہ اُس لڑکے کو سزا دیتا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ استاد اُس لڑکے سے پیار کرتا ہے انعام دیتا ہے اور اگر کوئی اُسے مارنے لگے۔ تو اسکو سزا دیتا ہے اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لڑکا اپنے استاد کا حکم مانتا۔ سبق یاد کر کے اُسے خوش کرتا ہے اس طرح پر وہ آرام میں رہتا ہے اور دوسرے لڑکوں میں اور اس میں بھی فرق اور تمیز ہوتی ہے۔ پس اب ذرا سوچو کہ جب ایک چھوٹے سے استاد یا حاکم کو خوش کر کے آدمی خوش رہ سکتا ہے تو کیا اُس استادوں کے استاد اور حاکموں کے حاکم کو یعنی اللہ کو جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے خوش کر کے کوئی ذلیل اور خوار ہو سکتا یا کوئی اور اسے ذلیل یا خوار کر سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ وہ بڑی آرام و آسایش میں رہتا ہے۔ اللہ اُسے دوسرے لوگوں سے اچھی طرح پر محبت سے رکھتا ہے اور اُس کی ساری مرادیں پوری کرتا ہے

اس چھوٹے بچے نے بھی جسکا نام یوسف تھا اپنے اللہ کو خوش کر لیا تھا وہ وہی کام کیا کرتا تھا جو اُس کے مولا کو پسند ہوتے تھے۔ وہ چوری۔ جھوٹ۔ چغلی۔ غیبت۔ حرص۔ طمع۔ سستی۔ بزدلی اور شہوات نفسانی سے۔ اور اور جتنی بُری عادات خدا کو ناراض کرنے والی ہیں سب سے بچتا تھا۔ دیکھو یوسف کو اُسی عورت نے جن کے گھر میں وہ رہتا اور پرورش پاتا تھا حرام کاری کے لئے کہا تو اُس نے ذرا بھی خوف یا طمع نہ کی۔ خدا کا خوف کیا محسن (محسن کے معنے بتائیں گے) بنگیا اور کہہ دیا تو بہ تو بہ اللہ کی پناہ ایسا کام ہرگز ہرگز نہیں کروں گا۔ اللہ نے تو مجھے ایک بڑی عمدہ جگہ دی ہے وہ ایسی حالت ہے کہ اُس کے مقابلہ میں ایسی گندی خوشیاں ہیچ اور نا کارہ ہیں

اور اس حرام کاری کے کام سے باز رہا۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے۔ اسی طرح وہ ہر ایک کام میں اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ خدا ناراض ہو جاوے غرض جب اس نے خدا کو ناراض نہ کیا۔ اور جس طرح یوسف نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ نے بھی یوسف کو خوش کر دیا۔ اور اسے ملک میں بڑی طاقت عنایت فرمائی کیونکہ وہ بڑا نیک کردار اور محسن تھا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سارے لوگوں کو جو ایسے کام کرتے ہیں ایسا ہی آرام اور انعام دیا کرتے ہیں محسن کے معنے یہ ہیں کہ وقت اللہ کو حاضر ناظر جان لے۔ جب کوئی کام کرے دل میں دھیان ہو کہ اللہ دیکھتا ہے + بچو خدا نے اس کی بڑی قدر کی اور اس کو بڑی عزت دی یہاں تک کہ اپنی پاک کتاب میں اس کے قصے کو احسن القصص بیان فرمایا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہوگا کہ الٰہی دفتر میں مخلصوں۔ سچوں۔ نیکوں میں اس کا نام درج ہو گیا۔

تم بھی اگر چاہتے ہو کہ اس جیسے بنجاؤ۔ خدا تم سے پیاری پیاری باتیں کرے۔ اور تم کو سچی کامیابیاں عنایت فرماوے۔ تم دنیا اور آخرت میں سچی خوشی پاؤ تو تم کو بھی چاہیے کہ یوسف کے پاؤں پر پاؤں مارو تا تم کو ویسی ہی کامیابی حاصل کرو۔۔۔۔ اس کے قصے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر کس طرح وہ ماں باپ سے الگ اور ملک سے بدر کیا گیا تھا اس کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا اپنے دل کے ان جھوٹے خیالوں کو دور کر دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ کسی کا باپ نہیں کسی کی ماں نہیں۔ کسی کا کوئی تربیت کرنیوالا نہیں پیارو یہ خیال محض غلط ہیں کہ ماں باپ نہیں۔ اخراجات کی مشکلات ہیں۔ تربیت کرنیوالا کوئی نہیں بھلا اس بچے کا کون متولی تھا۔ اس کی تربیت کون کرتا تھا۔ اس غریب الوطنی کی حالت میں اس کے ماں باپ کوئی سامان تھے۔ نہیں تو پھر کیا وجہ کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہی کہ نیک تھا اور خدا کو ناراض نہیں کرتا تھا۔ تم بھی اگر بڑی اقتدار اور تمکنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ تم کو چند ایک ضروری باتیں بتاتا ہوں

پہلی بات جو تم کو کرنی چاہیے وہ یہی ہے کہ شریر اور شہوانی لڑکوں سے دور رہا کرو۔ ان کی صحبت سے ہر وقت پرہیز کرو۔ بچو شریر لڑکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پھسلاتے اور برباد کرتے ہیں۔ ان کی ہر طرح کی بدیوں سے پرہیز کرو۔ ایسے لڑکوں کے دماغ اور آنکھیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں کوئی محنت کا کام نہیں کر سکتے۔ ان کی ساری عمر سخت تکلیف سے گذرتی ہے اور ان کو اس بدی کی سزا اسی دنیا میں آخرت کے بعض نمونے کے لئے ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ تم ایسے شریر کے لڑکوں سے بچنا یہ تو عام لڑکوں میں بری عادت ہوتی ہے۔ اور ان کے اس کام کا برا اثر قریباً ان کی اپنی جان تک ہی محدود ہوتا ہے مگر بعض اور جوان ہی شرارت کے میدان میں بڑھ کر قدم رکھنے والے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ضائع کرتے ہیں۔ کبھی ان سے بری بری باتیں کرتے ہیں کبھی خود ان کے سامنے ننگے ہو جاتے کبھی ان کو ننگے کرتے ہیں کبھی اپنی پیشاب گاہ ان کے ہاتھ میں پکڑاتے اور طرح طرح کی ناقابل ذکر بدمعاشیاں کرتے ہیں۔ غرض ایک تو شریر اور بدمعاش لڑکوں کی صحبت بد سے بچو کیونکہ ایسی صحبت زہر قاتل کی طرح اندر ہی اندر اپنا اثر کر جاتی ہے جس سے بچنا مشکل و محال ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو۔ بعض وقت ایسے شریر النفس استاد بھی مل جاتے ہیں ان کا قطعاً خوف مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ان کی رضامندی سے مقدم سمجھو۔

اس کے بعد بدصحبت بانکپن سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ بانکے ہو کر وہ پوشاک وہ وضع قطع ڈھال چال ان کو بڑا سست بنا دیتی ہے کام کرنا تو ان کی شان کو دھبا لگاتا ہے جب کام نہ کیا پھر لباس پوشاک خوراک وغیرہ بغیر روپے کے کہاں سے آسکتی ہے تو ایسی ہی جب گھر سے ان کو روپیہ نہیں ملتا تو انکو بڑی بڑی بدمعاشیوں اور شرارتوں سے کام لینا پڑتا ہے اکثر چوری کرنے چوری کروانے میں تو چوری ایک ایسی بری عادت ہے کہ اس کی چاٹ چھوٹنی محال ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہوگا کہ اکثر چوروں کی ساری زندگی اسی میں گذر جاتی ہے کہ چوری کی عادت سے [illegible] تو پھر وہی چوری کی [illegible] کو چلے گئے غرض [illegible] قید خانہ میں ہی گذر جاتی ہے۔ مگر وہ عادت کسی سزا وغیرہ سے چھوٹ نہیں سکتی۔ دیکھو لوائے شریعت نے چور کے ہاتھ تک کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ بانکے لوگوں کو کنجروں کا پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سوائے اسکے ان کا گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب تم جانتے ہو کہ کنجروں کا دینی یا دنیوی امور ہر دو میں کیا حال ہے + دیکھو لوا گرچہ میں آج جمعہ ہے حکم بھی ہے کہ دھلے ہوئے کپڑے پہنو نیا جبہ پہنو۔ اور مجھے استطاعت بھی اللہ کے فضل سے ہے مگر میں نے دیکھ لو معمولی کورے لٹھے کا پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ غرض تم کو چاہیے کہ بانکپن بہت سے بچو اور ضرور بچو۔ یاد رکھو کہ ادنےٰ ادنےٰ برائیوں سے اعلےٰ درجے کی شرارتوں تک انسان پہنچتا ہے بازار کی مٹھائی کا استعمال جہاں تک ہو سکے نہایت ہی کم کرو۔ کیونکہ یہ بھی ایک بری عادت ہے۔ اور اس کا چھوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی روپیہ چاہتی ہے تو پھر روپیہ حاصل کرنے کے سارے برے وسیلے اس میں بھی استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے بھی برے برے خطرناک نتائج کا خوف ہوتا ہے اور بازار کی مٹھائی کھانے کی عادت بچوں کے لئے زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے۔

ان کے سوائے ہر ایک قسم کی بدصحبت سے بچو سستی۔ بزدلی۔ کم ہمتی کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ ہر ایک قسم کے فساد اور لڑائی جھگڑوں سے بچو۔

اور اس کے مقابل پر نیک صحبت جو ہر ایک نیکی کی جڑ ہے اختیار کرو۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ **اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین** یعنی تقوےٰ اختیار کرو اور وہ اس طرح پر حاصل ہو سکتا ہے کہ صادق راست باز اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ قرآن شریف عمل کی غرض سے خواہ ایک دو آیت ہی کیوں نہ ہو عمل کی غرض سے پڑھا سنا کرو۔ پانچوں نمازوں کو باجماعت عمدہ طور پر ادا کیا کرو۔ آپس میں اتفاق سے رہو۔ لڑائی جھگڑا مت کرو۔ تھوڑی تھوڑی باتوں میں اختلاف کر کے اس انجمن سے الگ نہ ہو جایا کرو۔ دعائیں کیا کرو اس کم ہمتی کو دل میں نہ آنے دو کہ ہم کیا کر سکتے ہیں چھوٹے ہیں اور کل بارہ لڑکے ہیں۔ تم ابھی سن بچے ہو۔ اس بچے یوسف نامی کو ماں باپ سے الگ [illegible]

گھر بار سے جدا کر دیا گیا تھا چھوٹی سی عمر تھی اور اسمیں لطیفہ تھا کہ تم میں سے تو ہر ایک کے گیارہ معین و مددگار ہیں۔ اُس بیچارے کے گیارہ بھائی جانی دشمن تھے۔ تو دیکھو اُس نے اپنے خدا کو راضی کر کے کیا مرتبہ حاصل کیا اور کس کامیابی کو پہنچا اللہ فرماتا ہے **انا مکنا له فی الارض**۔ یعنے ہم نے اس کو زمین میں بڑی طاقت عنایت فرمائی تھی۔ نام ایسا عزت سے اب بھی لیا جاتا ہے کہ جو بولتا ہے وہی یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کے بولتا ہے۔ غرض خدا کے دربار سے ناامید نہ ہو جیو۔ اس کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش سے جس طرح یوسف علیہ السلام نے کامیابیاں حاصل کیں تم بھی اپنی اس انجمن کو ترقی دو اور خدا تعالےٰ سے ایک محبت کا رشتہ بنا لو۔ تا وہ تم کو اور لوگوں سے تمیز کر کے رکھ لے اور تم اُس کی نظر میں پیارے ہو جاؤ۔

قربان جائیے اس کتاب کے کہ انسان کی ساری ضرورتوں کو جو اُسے موقع بموقع بچپن سے بڑھاپے تک اور مرنے تک پڑتی ہیں ان سب کو ہی پورا کرتی ہے۔ دیکھو آج تم بچوں کو سامنے کچھ بیان کی ضرورت تھی اور نمونہ بھی دکھانا تھا جس کو مدنظر رکھ کر کام کرو تو کس طرح اُس نے میرے دل میں مناسب موقع اُس بچے کا حال ڈال دیا۔ اسی پر کفایت نہیں کرو ابھی سن لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو گے ایک بڑے عظیم الشان خدا کے پیارے نبی گذرے ہیں۔ اُن کو خواب میں دکھایا گیا کہ گویا وہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہیں اس وقت اس بچے کی عمر معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تیرہ ۱۳ برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹے میں نے دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کرتا ہوں بیٹے کی فرمانبرداری دیکھو کہ کوئی عذر نہیں کیا بلکہ کہدیا کہ **یا ابت افعل ما تؤمر۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین** ۔ اے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے اُسے بجا لائیے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے آپ صابر پاویں گے۔ اس وعدہ پر پکا رہوں گا۔

اب ذرا دیکھو اللہ تعالیٰ نے اُس فرمانبردار بچے کو جس نے اپنے آپ کو حکم الٰہی کے موجب گویا ذبح کر دیا ہی کیا کیا اجر دیئے۔ وہ لڑکا جس نے رضا الٰہی کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا خدا نے اُسے کیسا زندہ کیا کہ قیامت تک بادشاہ لوگ اپنے آپ کو اس کی اولاد میں سے ہونے کا فخر کرتے رہیں گے۔ اس کی اولاد کے بچے بھی سید یعنے سردار کہلاتے ہیں۔ خدا نے اسکا نام صادق الوعد رکھ دیا۔ کیا یہ کوئی چھوٹی بدلے ہیں۔ نہیں نہیں یہ بڑی بات ہے جو ہر ایک کے نصیب نہیں ہوتی۔ سرور کائنات بھی اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا یہ کوئی تھوڑی بات ہے۔ مگر کیا وجہ۔ وہی کہ اُس نے خدا کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ اس کی رضا کے لئے مرنے سے پہلے مرنا اختیار کیا۔ خدا عملوں کو دیکھتا ہے ظاہر شان و شوکت پر ہی یہ انعامات منحصر نہیں جسکو چاہے جن لیوے ۔

ایک اور تم بچے کا حال بھی سن لو۔ اُس بچے کا نام محمد تھا صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہمارا سید و مولیٰ وہی ہمارا آقا اور شفیع۔ اُن کے والد ماجد جب وہ ماں کے پیٹ میں تھے۔ اور والدہ بزرگوارہ ۲½ سال کا بچہ چھوڑ کر اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ کون تھا جس کے ہاتھ سے پرورش ہوتی۔ تم سوچو اُس بچے کا کیا حال ہوتا ہے جس کے والدین اسے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاویں۔ مگر پھر اس یتیم بچے کی کامیابیاں دیکھو کہ کیا اس سے پہلے دنیا میں کوئی آجتک کامیاب ہوا۔ نہیں ہرگز نہیں ویسا کامیاب نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ اسکا باعث بھی یہی تھا کہ اُس نے مخلوق کی پرواہ نہ کر کے خدا سے تعلق پیدا کر لیا تھا۔ اور اُس کے ساتھ دوستی لگا لی تھی۔ اور ساری کامیابی کہ آج دنیا میں کروڑوں آدمی کے قریب ہر دم اس پر درود پڑھتے اور اللھم صل علی محمد کے نعرے اُڑ رہے ہیں۔ صرف اسی دوستی کا نتیجہ ہے۔ جو اُس خدا کے پیارے نے خدا سے کی تھی ۔

تم کو ان کے بچپن کا ایک حال سناتا ہوں مکہ معظمہ میں اُن دنوں میں ایک بڑی انجمن بھی جس میں چالیس سال کے کم عمر کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ اس انجمن کو مذوہ کہتے تھے اور ان لوگوں نے اُن بچوں کو فضول سمجھ رکھا تھا۔ تو رسول اللہ ایسی انجمن میں شریک ہوئے۔ جو کم عمر لوگوں سے بنی تھی اس انجمن کا ایک کام یہ تھا کہ کوئی مسافر وہاں آگیا ہو اور کسی مصیبت باعث اُس کے پاس واپس جانے کا خرچ نہ رہا ہو تو اس کی مدد کرنا۔ اور اور غربا مساکین کی مدد کرنا۔ اور ایسی قسم کے مظلوموں کی امداد کرنا جنکے ننگ و ناموس پر کسی نے حملہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرض اپنی نیک نیتی کے باعث سے اُنہوں نے اس میں بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ اسی طرح اب تمہاری انجمن بھی اس کے مشابہ ہے۔ تم بھی نیک نیتی خدا ترسی اور اتفاق اور دُعا سے کام لو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

جاننے ہو کہ میں نے تم کو کیا کچھ کہا ہے اچھا پھر خلاصے کے طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پر پورا ایمان رکھو کہ اللہ کے سوا کسی کی سچی فرمانبرداری نہ کرو۔ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ کسی کو اپنے ضرر یا نفع پہنچانے والا سوائے خدا کے نہ مانو۔ کسی کو سوائے اللہ کے قاضی الحاجات اور دعاؤں کے سننے والا نہ گردانو۔ بہرحال عسر و یسر میں اُسی کی طرف جھکو۔ اور محمد کو اُس کا بھیجا ہوا اور اس کی کتاب کا معلم جانو ۔

بعض کام ہیں جن سے بچتے رہو اور بعض ہیں جن کو ہمیشہ کرتے رہو۔ مثلاً دغا کرنے والے، بُرے نفس پرست۔ شہوانی لوگوں کی صحبت سے حرص۔ چوری۔ بانکپن۔ غیبت۔ چغلیاں۔ دوسروں کے حقوق کو تلف کرنے والے۔ اور ہر ایک قسم کے بدکار شریر لوگوں کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور بچتے رہو۔ سستی نہ کرو۔ لڑائی جھگڑوں سے بچو۔ بازار کی مٹھائیوں کا استعمال نہ کرو۔ خودروی اختیار نہ کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے جنگ نہ کرو۔

اور کرنے کے کام ۔ نیک صحبت اختیار کرو ہر ایک قسم کی بُری عادتوں کو چھوڑ دو۔ سادگی اختیار کرو۔ حق اللہ اور حق العباد کا خیال رکھو۔ قرآن شریف عمل کی نیت سے پڑھو یا سنو۔ نماز باجماعت پڑھو محنت کے عادی بنو ہمت اور بلند حوصلگی اختیار کرو دلیری کرو۔ دعائیں مانگو۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ نیک

نمونہ بننے کی کوشش کرو۔ خدا کو کامیاب کرنیوالا ہونے پر یقین رکھو بقدر امکان اختیار کرو اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر خدا سے صلح کرو +

دعا۔ خدا تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو اور تم سب کو میں نے جو باتیں کہی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور ہم سب کو اپنی سچی فرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اپنی سچی فرمانبرداری میں ہی سب کو اس دنیا سے اپنی طرف بلا لیوے اور ہماری آخری پکار یہی ہو الحمد للہ رب العالمین۔ آمین ثم آمین۔

سرمن (خطبہ)

نمبر

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۶ و ۱۷)

تو کیا وہ عظیم الشان کامیابی جو سرور کائنات کو حاصل ہوئی ہو سکتی تھی؟ مگر نہیں اس مقدس رسول نے اپنی کسی مصلحت کو مقدم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی مصلحتوں کو کچل ڈالا اور اپنی خواہش کو مل کر خدا تعالیٰ کی رضا پر پتلی کی طرح چلنے لگے اور سنتے ہی سمعنا و اطعنا کہہ کر آمادہ ہو گئے اور پھر اس ہی وہ کامیابی حاصل کی کہ دنیا میں قیامت تک کسی ایسے مظفر و منصور استبار کا پتہ نہیں چلتا جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا قیامت تک وجہ کا سنت اگر کوئی کہلایا ہے تو وہ محمد الرسول اللہ ہی ہے۔ اور اور یہ بھی ضروری تھا کہ آپ کے پیرو بھی خدا اور آپ کی اطاعت کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ دنیا کو دکھاتے لہذا خدا نے سمعنا و اطعنا کہنے والوں کو چنا اور بتایا کہ ان کو اس سے پہلے کیا ملے۔ الذین آمنوا و عملوا الصالحات کی قید لگانے سے صاف مطلب یہ ہے کہ اُن کا ایمان علی رنگ والا یعنی شرح صدر والا اور پوری تسلیم والا ایمان ہوگا وہی لوگ رسول اللہ صلعم کے جانشین بن سکیں گے یا یوں کہو کہ رسول کریم کے بعد سنا بلا فصل جو گدی پر جلوس فرماوں گے وہ یقیناً ایمان اور اعمال صالحہ میں تمام صحابہ میں اکمل و افضل اور سرتاج ہوں گے۔ چنانچہ اس امام المطلعین افضل المسلمین کی اطاعت اور تسلیم پر نظر کرو۔ اُس خطرناک وقت میں جب مکہ کی سرزمین مجنونوں اور خونیوں کی طرح خدا کے نبی کو دیکھتی تھی۔ اور ہر طرف خطرہ تھا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر کے گھر میں آتے ہیں ابوبکر اپنی فراست صحیحہ سے اُس مقدس پیشانی کو دیکھ کر تاڑ گئے۔ اور اس سے پیشتر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ فرماویں۔ پوچھا کہ کیا اس وقت ہجرت کا حکم ہے آپ فرماتے ہیں ہاں ابوبکر کے منہ سے کسی خوشی میں یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ ایسے وقت میں جب کشائش دل اور سچی تسلیم سے اس قریش کی قوم کے نامی گرامی رئیس نے اپنے مقتدا کا ساتھ دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور اپنے تجارتی منافع اور قومی تعلقات کا بالکل لحاظ نہیں کیا اور نہ یہ سوچا ہے کہ اس کے پس ماندوں پر آتش مزاج جھلائے ہوئے ناکام عرب کا کیا خوفناک نزلہ گرے گا اس تسلیم اور شرح صدر اور اطاعت مرشد و مربی کے کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پھر وہ سفر آسائش و راحت کا سفر نہیں محل اور سندس کے اوپر قدم رکھ کر جانے والا سفر نہیں ریل نہ تھی بلکہ قدم قدم پر خوف لگ رہا ہے کہ اب پکڑے گئے اب حریف آ پہنچے۔ اور ادھر انعام کا اعلان ہو چکا ہے کہ جو سر کاٹ کر لاوے اوس کو بیس قرار انعام دیا جاوے ان خطرات کے درمیان وہ صدیق اکبر سنتے ہی بہت اچھا کہکر وہ ساتھ ہو لیا۔ یہ ایمان جو شرح صدر والا ایمان ہے جس کے اندر پوری تسلیم یہ ایمان جس نے پہلا نمونہ مرشد کی تسلیم کا بتلایا ہے اس کا نتیجہ فلاح و فوز بتلایا ہے + اور پھر دیکھو کہ فلاح کیسی دی۔ تکالیف دل اور جسم سے چھوڑا دیا۔ اور کیسے رسول اللہ کا وارث قیامت تک اسلام کی گدی پر سب سے پہلا جانشین ہوا۔ یہ شرف قرآن کریم کو ہے کہ جو تعلیم اور دعوے اس میں کیا جاتا ہے۔ وہ خیالی اور وہمی نہیں کہ اگر اس پر چلیں تو کیا ہو پہلے یہ دعوے کیا اور تعلیم دی کہ ایسا ایمان رکھنا چاہئے۔ پھر اس محتمل اعتراض کے دفع کے لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص دل میں ایسا خیال کرے کہ حکم سنتے ہی فوراً تعمیل کرنا کیا ضرور ہے ضرور ہے کہ اس وقت عقل سے بھی کام لیا جائے شاید کبھی امور ایسا حکم دیدے جو سراسر تباہی اور بربادی لانے والا ہو اور ممکن ہے کہ کبھی وہ پولیٹکل معاملات کی ناواقفی سے بسبب اسکے کہ وہ ایک گاؤں کے کونوں میں گمنام رہنے والا شخص ہے اور دنیا کے تغیرات و انقلابات سے واقف نہیں ہے کہ کوئی ایسا امر کرے جس کی تعمیل کا نتیجہ ہلاکت اور فضیحت ہو اس لئے اس امر کا ثبوت بھی دیا کہ اُن لوگوں کو دیکھو جنہوں نے بلا چون چرا رسول کے امر کی اطاعت کی اور بالخصوص اُس صادق مرید اور جوبن کے امام کی حالت پر نگاہ کرو جس نے کیسے خطرناک گھڑی میں اپنی سید و مولا کی اطاعت کی اور اپنی عقل اور چون و چرا کو اس میں مطلق دخل نہ دیا تو وہ کیا ہلاک ہو گیا یا سلامتی کے بھوکوں کے لئے ایک نمونہ بن گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اب بھی ایک سلسلہ پیدا کیا ہے۔ جو اُسی طرز پر فلاح اور فوز کی امیدیں دیتا ہے اب خدا چاہتا ہے کہ ویسی ہی جزائیں ملیں اور ویسے ثواب حاصل ہوں۔ مگر کب امام کے حکم میں ہماری جان اپنی مصلحت نہ سوچے ہماری اُس میں تحقیقات نہ ہو کہ خدا جانے جوش نفس سے کہا ہے یا الہام سے۔ ہمارا علم و عقل کیا؟ اگر کچھ ہوتے تو مسلح موعود ہی کیوں نہ بنجاتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ جب امام الوقت حکم دیتا ہے خواہ اُس میں کیسا ہی ضرر جان نظر آوے سچے دل سے جان کا ایثار کرے۔ پھر خدا ویسا ہی درجہ دے گا جیسا ابوبکر کو دیا۔ یہ باتیں چترائی اور چالاکی سے نہیں بلکہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتی ہیں ایسا ایمان شرح صدر کا مجھ کو اور میرے دوستوں کو اللہ تعالیٰ دے اور اس مبارک اور جمعہ کی گھڑی میں جو جمعہ کی گھڑی ہے دعا کرتا ہوں اور دنیا کے مقاصد سے ہٹ کر اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ کیونکہ اُس سے بڑھ کر دولت نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اُس برگزیدہ جماعت سے ہوں جو **ھم المفلحون** کی مقدس جماعت ہے۔

(نوٹ) **آیت استخلاف** کے حقائق اور معارف دیکھنے کے لئے ہم اپنے ناظرین کو حضرت مولانا ممدوح کے رسالہ اثبات خلافت شیخین کے پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی اشراف ایڈیٹر الحکم چھپکر شائع ہوا +

ہم تماشے میں آپ لعل لگا ... ذرہ ہے کوہ ہمارا مقصد — اعنی ہے حق ہر بشر کے یسر — لعل و در نیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین کو کا طرز اشتہار اسناد بشارت کیا حفظ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہار دل ... نہ طبیب ہیں۔ نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی کا کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بشرطیکہ عالمہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے شرطیہ ہیں اقرار نامہ اسٹامپ کا ... جسکو اس پر بھی یقین ... اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچہ اپنا ... صحت کی طالبو اولاد کی آرزومندو ... جانو فضل خداداد کی منادی ہے عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطباء کو ۲۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ ... اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا مگر ۵ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہوگی۔ مگر نمبر (۱) کے مفرد دوا سے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو اگر عمدہ دار خرچ دو چند ... دوائیں لیتے ہیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے رسید و تحریر لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آوے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ دوا ... لے جائے ... شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کا اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) ... بقصفیہ شدہ مابین معتبر شخص کے بر رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اسپر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ رنت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دے شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دے اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ مگر گھر اس لعل سے منور نہیں۔ وہ خانہ خراب ہے گنجینہ بربادہ شجر ... کہ جس کا ثمر نہیں گم نام وہ بشر ہے کہ جسکا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہو	۵	۱۰	قولنج دوری	۵	۱۹	لقوہ	۵	۲۸	نل ازنا	۵
۲	جسکے اولاد چھوٹی مر جاوے	۵	۱۱	سوزاک	۵	۲۰	بھگندر	۵	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	۵
۳	جسکے لڑکیاں ہی لڑکا کاہو	۵	۱۲	سرعت	۵	۲۱	ناسور	۵	۳۰	خضاب سالانا	۵
۴	جسکا حمل ۳-۴ ماہہ گر جاوے	۵	۱۳	جریان	۵	۲۳	بواسیر خونی و بادی	۵	۳۱	نزلہ و زکام	۵
۵	کمزوری	۵	۱۴	غلط کاری	۵	۲۳	ادھرنگ	۵	۳۲	تسہیل ولادت	۵
۶	مرگی	۵	۱۵	گنٹھیا	۵	۲۴	ضیق النفس	۵	۳۳	ہیضہ مجرب الجرب	۵
۷	پت دق	۵	۱۶	سفیدی آنکھ	۵	۱۵	لپھ	۵	۳۴	تیجا۔ چوتھا۔ روزانہ	۵
۸	ضعف باہ	۵	۱۷	ضعف بصر	۵	۲۶	آتشک	۵	۳۵	ضعف ہضم	۵
۹	ضعف جگر	۵	۱۸	سبل	۵	۲۷	آتشک کل بدن	۵	۳۶	سرسام	۵

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرمون

قیمت سالانہ پیشگی ہے

قیمت سالانہ پیشگی ہے

اخبار الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۲۰-۲۱ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ جولائی ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں ایک رسالہ نظم میں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ صہ ۹ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۰×۲۶- تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں۔ تار۔ نوٹ۔ آرٹکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شایع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہونگی زیادہ سے زیادہ کل انہیں دیکھہ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اسکے برابر سستا نہیں۔

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

ماہوار کا قاعدہ نہیں } درخواست خریداری بنام
نمونہ کے لئے ایک آنہ } منیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ۔ قیمت بلا محصول

محمود کی آمین دوسرا ایڈیشن۔ قیمت -/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر۔ از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند۔ سیج بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں

www.aaiil.org

ولایتی چٹھی

نمبر ۸

اس تدبیر سے اگرچہ اسقدر فائدہ تو ہوا کہ میں سمندر جا پڑنے کے خطرہ سے امن میں ہوگیا مگر آخرکار تمام کپڑوں کے تر بتر ہوجانے اور سردی کے لگنے سے مجھے وہ جگہ چھوڑنی پڑی شاید رات کے بارہ یا ایک بجے ہونگے کہ میں اپنے دوسرے گرداب مصیبت میں پڑے ہوئے ہمراہیوں کو چھوڑ کر جہاز کے تختہ پر بیٹھکر چلتا چلتا نیچے کی منزل کی سیڑھی کے پاس پہونچا اور تختوں اور سوہی کو پکڑ پکڑ کر بصد مشکل نیچے اوترا۔ یہاں آکر عجیب کیفیت دیکھی۔ لوگ اوپر نیچے ایک دوسرے کے گرے ہوئے۔ کوئی منہ کے بل گرا ہوا ہے۔ کوئی پشت کے بل بے ہوش پڑا ہے کسی کا سر تو کسی کا پیر۔ سیڑھیوں سے اوتر کر مینے کھڑے کھڑے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں میں اپنا سر چھپا سکتا۔ ادہر تو یہہ تکلیف۔ اوپر جانے سے جی ہزار کوس گریز کرتا۔ سخت حیرت میں آخر سیڑھی کے آخری تختہ پر بیٹھ گیا۔ یہ تختہ اور اسکا دامن کل لوگوں کی قے سے پر تھا اور اس منزل زیرین میں سخت بدبو لوگوں کی قے اور کثرت سے پھیلی ہوئی تھی مرتا کیا نہ کرتا۔ آخرکار اوسی کوٹ کرتہ پاجامہ سلوکہ میں جیسے خود بخود پانی بچھ رہا تھا میں زینہ کے تختوں کے سہارے لیٹ گیا۔ یہہ تمام قلی اگرچہ مجھے عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر ایسے وقت میں جبکہ کسی کو اپنی ہی خبر نہ تھی کون مجھے پوچھتا۔ صبح کے ۴ بجے تک میں اسی طرح اونہی بھیگے کپڑوں میں پڑا رہا۔ ۴ بجے کے بعد جب قدرے افاقہ ہوا تو میں بھی بڑی دیکھہ بھال سے چلتا ہوا آخر اوس شخص کے پاس پہونچا جسے مینے اپنے کپڑے دوسرے خشک دیئے تھے۔ دیکھہ بھال کر اس لئے چلتا تھا کہ مبادا کسی کے پاؤں یا ہاتھ وغیرہ پر میرا پاؤں آجائے تو وہ عدم واقفیت میں جبکہ آگے ہی اپنی جان سے بیزار ہے مجھے گالی وغیرہ دیدے۔ وہاں پہونچکر مینے کپڑے لیے اور یہہ کپڑے گیلے اتار کر خشک پہنے اور پھر ایک دو گھڑی کے لئے لیٹ گیا۔

اس تباہی میں ایک عجیب حالت یہہ دیکھی کہ باوجود کپڑوں کے تر ہوجانے کے اور سردی لگنے کے اور متواتر موجوں کے سر پر گذرنے کے نیند کا غلبہ رہا اور بھی جی چاہے کہ جسطرح ہو سکے سو جاؤ مگر جانکی فکر کب آرام کرنے دیتی تھی۔

جب فجر کی نماز کا وقت ہوا تو وہ زور شور سمندر کا بالکل بند ہوگیا اور جہاز امن سے چلنے لگا۔ دھوپ نکلی کل کپڑے لتے وغیرہ جس حالت میں تھے خشک کرنے کے لئے دھوپ ڈالے اور اللہ تعالی کا شکر کیا۔ قلی تو مختلف قسم کی باتیں بناتے رہے اور اپنے آنے پر پچھتاتے کہ ہم کیوں آئے اب اسی لحاظ سے آپ کل مسافران جہاز کی تکالیف کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

اس سفر نے مجھے اس امر کا بخوبی سبق دیدیا کہ جہاز میں سوار ہونے سے پیشتر کیا کیا سامان انسان کو اپنی جان اور مال کی حفاظت کے لئے کر لینے چاہئیں۔ اور جب بمبئی میں دوسرے جہاز میں ہم سوار ہوئے تو آخرکار اون تجاویز سے ہمنے فائدہ اوٹھایا جو اس مصیبت نے ہمیں بتلا دی تھیں۔

ہمارے معترض آنکھہ کھول کر پڑھیں

ہمارے ناظرین کو یہہ تو خبر ہوگی کہ دو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ ہندوستان سے ۳۰۰ سپاہی اہل اسلام اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ کے دشمنوں کو پامال کرنے کی خاطر موسم کے اخیر پر آئے تھے۔ ان ۳۰۰ سپاہیوں کی فوج زیر حکم نواب کپتان بیرٹ صاحب ہندوستان سے آئی تھی۔ (دیکھو صفحہ ۴)

یہاں ممباسہ اور مشرقی افریقہ کے گرد نواح میں ایک شخص مبارک نامی بگڑا ہوا باغی سردار تھا۔ یہہ شخص سلطان زنجبار کے مقربوں میں سے تھا مگر جب سلطان نے سلطنت برطانیہ سے کچھ عہد پیمان کر کے جزیرہ ممباسہ جس میں بیٹھے ہم مضمون لکھہ رہے ہیں کچھ عرصہ کے لئے انتظام ملکی وغیرہ کی خاطر صاحبان انگریز کو دیدیا تو یہہ شخص مبارک سلطان کا سخت دشمن ہوگیا۔

اور ہر طرح اور طرف سے سلطان انجبار کو تنگ کرنا شروع اور دراصل اس کی عداوت کا باعث تو انگریزوں کے ساتھ سلطان کی صلح کا ہونا تھا اس لئے اس کے ہونے صاحبان انگریز بھلا کسطرح چین سے اس چھوٹے سے جزیرہ میں نڈر بیٹھ سکتے تھے۔ اسی کی سرکوبی کے لئے یہہ فوج

Sikh contingent Mombasa.

کے نام سے یہاں آئی تھی۔

ہمیں آئے ہوئے چند ماہ ہی گذرے تھے کہ مبارک کی آتشزدگی ہم نے آنکھ سے دیکھی۔ اور اس جزیرہ سے ۱۸۰۰ فٹ کے فاصلہ کے قریب ایک چوکی بنی ہوتی تھی جسے اوس نے آکر آگ لگا دی۔

باقی آئندہ

اعلام

جولائی ۱۸۹۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا موسمی تعطیلات کے باعث بند ہونا ہماری بھی دارالامان سے چند روز غیر حاضری کا باعث ہوگیا اور اسی لئے جولائی کا پہلا نمبر عین وقت پر اور دوسرا نمبر بھی بدیر اشاعت پذیر ہو سکا ہے۔

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل ریفلیکشنس

نور افشاں لودہانہ کی بے تکی ہانک

لودہانہ کے عیسائی اخبار نور افشاں کو دہڑکا پیدا ہوا ہے کہ عالی جناب سلطان القلم سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم عیسائیوں کی قابل ناز امہات المومنین کا جواب قلمبند فرما کر عیسائی مذہب کے اسرار کو طشت از بام کر دیں گے۔

اس لئے وہ قبل از مرگ واویلا کا مصداق ہو کر اپنے ۲۲ جولائی کے اشو میں لکھتا ہے "کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کتاب امہات المومنین کا جواب الزامی لکھ رہے ہیں الزامی بھی کیا مسیحی مذہب کے مخالفین اہل یہود و دیگر ملحداں اہل فرنگ کی مخالفانہ جھوٹی باتوں کو جمع کر رہے ہیں"

معلوم نہیں نور افشاں نے یہہ کہاں سے سن لیا کہ الزامی جواب لکھ رہے ہیں۔ نور افشاں اور کل مذہبی دنیا کو معلوم ہو جائیگا جسوقت جناب سلطان القلم کی کتاب فریاد درد جو بطور اشتہار ہے شائع ہوگی کہ مرزا صاحب عیسائیوں کی مقبولہ امہات المومنین ہی کی قلعی کھولتے ہیں یا اون کی شخصیت سازکار روائیوں کا بھانڈا بر سر بازار پھوڑیں گے۔ یہہ کتاب جو کسر صلیب کہلائے گی آجتک کی کل عیسائی کتابوں کا جواب باصواب ہوگی اور اوس میں تحقیقی جواب دئے جاویں گے۔ ہاں الزامی جوابات کی چاشنی بھی عیسائیوں کی ضیافت طبع کے لئے دیجاویگی۔ اوس وقت نور افشاں کو معلوم ہوگا کہ محققانہ جوابات اور صحیح اور حقیقی محققوں کی تحقیقات یوں ہوا کرتی ہے اور پھر صاحب امہات کی رطب و یابس باتوں کی حقیقت کا پردہ فاش ہوگا۔ نور افشاں کا قبل از مرگ واویلا صرف اسلئے ہے کہ وہ مرزا صاحب کے زور قلم اور تبحر علمی سے خوب واقف ہے اور کیوں نہو سلطان القلم مسلّم ہے اور کلام الامام امام الکلام مقبولہ بات ہے پس وہ عیسائی عمارت کی کمزوری پر نظر کر کے اس سے پیشتر کہ کتاب شائع ہو یہہ خیال پیدا کرنا چاہتا ہے کہ اوس میں صرف ملحداں فرنگ کی تحقیقاتیں ہوں گی۔ مگر ہم پبلک کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ وہ کتاب فریاد درد کا صبر سے انتظار کریں جو انگریزی۔ فارسی عربی۔ اردو میں عنقریب شائع ہوگی۔ اسوقت نور افشاں کی اس بے تکی ہانک کی کیفیت کھلے گی۔ کتاب کے شائع ہونے پر ہم مفصل بحث اس مضمون پر کریں گے۔

دوائی طاعون

سیدنا مرزا صاحب کی خیر خواہی انام اور ہمدردی بنی نوع انسان کے متعلق ہم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں خود جناب ممدوح کی عملی زندگی بتلا رہی ہے کہ وہ شب و روز اسی فکر میں مستغرق ہیں۔ حال میں وباء طاعون کے متعلق جناب ممدوح نے جو خدمات کی ہیں اونکا اعتراف جو ہماری سرکار عالیہ نے فرمایا ہے اوسکے لئے ہم پبلک کی طرف سے عموماً اور جناب مرزا صاحب کے متبعین کی طرف سے جو خصوصاً گورنمنٹ عالیہ کی وفادار جماعت ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہم نے پچھلے اشو میں جناب مرزا صاحب کی خدمات متعلقہ طاعون کے ضمن میں اُس دوائی طاعون کا بھی ذکر کیا تھا جو حضور نے اس مرض کے لئے بالہام الہی طیار فرمائی ہے چنانچہ جو اشتہار جناب ممدوح نے اوس کے متعلق شائع فرمایا ہے اوسے بلا کم و کاست درج ذیل کرتے ہیں۔ وھو ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرادما نصیحت بود کردیم

دوائے طاعون

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایک دوا علاج طاعون کے لئے بصرف مبلغ دو ہزار پانسو روپیہ طیار ہوئی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر بدن پر مالش کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ بھی بنائی گئی ہے۔ یعنے وہ مرہم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُن چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا یہی مبارک مرہم چالیس دن برابر جناب مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپکو شفا بخشی۔ گویا دوبارہ زندگی ہوئی۔ یہ مرہم طاعون کے لئے بھی نہائیت درجہ مفید ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے۔ مناسب ہے کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کردیں کہ یہ مادہ سمّی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے کہ اسکی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہمنے تریاق الہی رکھا ہے اسکے استعمال کا طریق یہ ہے کہ اوّل بقدر فلفل گرد کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جائیں اور ڈیڑہ ماشہ تک بڑھا سکتے ہیں۔ اور بچوں کے لئے جنکی عمر دس برس سے کم ہے ایک یا ڈیڑھ رتی تک دیجا سکتی ہے۔ اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو مفصلہ ذیل دواؤں کے ساتھ اُسکو کھانا چاہیے۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ۔ وائنم آپیکاک ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ۔ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر گولی کھانے کے بعد پی لیں۔ اور یہ خوراک اوّل حالت میں ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ساٹھ بوند تک اور وائنم آپیکاک چالیس بوند تک اور سپرٹ

کلو رافارم ساٹھ بوند تک اور عرق کیوڑہ بیس تولہ اور عرق سرس یعنے سلفان لاشجا پچیس تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جائیں تا پورا وزن ہوکر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار دینا چاہیئے اور اگر تریاق الہی میسر نہ آسکے تو پھر عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیسکر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو دو رتی چھوٹوں کے لئے گولیاں بنالیں اور اس دوا کے ساتھ صبح شام کھلاویں۔ حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدرد دیں گندی نہ ہونے دیں۔ اور مکان کی اوپر کی چھت میں رہیں۔ اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہو اور گھر میں اسقدر ہجوم نہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہانتک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلاویں اور اسقدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کی موسم سے مشابہ ہو۔ اور گندھک بھی جلاویں اور گھر میں بہت سے کیچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور دروازہ مشرقی کے ہار پروکر دروازوں پر لٹکاویں۔ اور سب سے ضروری بات یہ کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مشغول ہوں والسلام

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۳ جولائی ۱۹۰۲ء

* **نوٹ**۔ اگر یہ دوا یعنے تریاق الہی ذیابیطس کے لئے یا اختناق الرحم کے لئے یا دماغ اور تحلیل اور اعصاب اور معدہ کی کمزوری کے لئے یا عمومی قوی کی کمی کے لئے استعمال کرنی ہو تو قرص وغیرہ عرقیات کے ملانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہاں وزن حسب برداشت بڑھادیں۔ اور یہ دوا حسب الہام الہی طیار ہوئی ہے عام طور پر تقسیم کی گنجائش نہیں انا ماشاء اللہ۔ اور یہ دوا نزلات اور کھانسی اور مقدمۃ سل کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اور یاد رہے کہ قبل اسکے کہ یہ روپیہ ہماری تحویل اور امانت میں آئے خود بخود ہمارے سرگرم دوستوں نے حسب تجویز میرے دوائیں خرید لیں اور اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نے دو ہزار روپیہ کے یاقوت رمانی دیئے اور ایسا ہی اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب اور سردار نواب محمد علی خان صاحب نے بلا عذر مدد دی۔ اور ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ اور کئی اور دوست جنکا ذکر موجب تطویل ہے اس کار خیر کی امداد میں شریک ہوئے۔ اور یہ ارادہ کیا گیا ہے کہ اسوقت جبکہ خدا نخواستہ پنجاب میں طاعون کے پھیلنے کا احتمال ہو یہ دوا مفت تقسیم کر دیجائے۔ کم سے کم چالیس دن مرض سے پہلے اسکی استعمال چاہیئے۔ منہ

ست دھرم پرچارک اس اصلاح کرے

ست دھرم پرچارک جو آریہ سماج کی مہاشہ پارٹی کا آرگن ہے۔ ۱۲ ساون سمت ۱۹۵۵ مطابق ۲۲ جولائی ۱۸۹۸ء کے اشو میں بصیغہ مراسلت "پنڈت گوپی ناتھ جواب دیں" کے عنوان سے کس نامہ نگار کی تحریر شائع کرتا ہے جسکے شروع ہی میں نادان نامہ نگار جو قرآن کریم سے ناواقف محض ہے لکھتا ہے کہ "قرآن میں ایک آیت ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا محمدیان فرماتے ہیں کہ اے محمد اگر نہ پیدا کرتا میں تجھکو تو نہ پیدا کرتا میں زمین اور آسمان کو" اس قسم کی خلاف بیانیوں اور مغالطہ آمیز تحریروں سے ہم نہیں سمجھتے یہ کوتاہ اندیش کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس مضمون کی کوئی آیت نہیں ہے۔ یہ ہم نہیں جانتے اس یاوہ گو نے کہاں سے نکال لیا کہ خدائے محمدیان قرآن میں فرماتا ہے۔ جھوٹ کی نجاست پر منہ مارنے سے ایسے لوگوں کو کچھ بھی کراہت نہیں آتی۔ ست دھرم پرچارک ایسے مضامین احتیاط سے درج کیا کرے۔ اور اس غلطی کی اصلاح کرے۔

ایک لاجواب جواب

قابل توجہ پبلک اور محمد حسین بٹالوی

{گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ کھٹا ہے مجھ سے}

۲۴ جولائی سنہ رواں کو میاں محمد حسین بٹالوی نے چند پراگندہ ورقہ اوراق جو اپنے بھیجنے والے کی سراسیمگی و پراگندہ دلی اور شکستہ حالی کا اظہار کرتے تھے ایک شخص محمد ولد چوغطہ قوم اعوان ساکن ہموں گکھڑ ضلع سیالکوٹ کے ہاتھ بحضور جناب اشنا و امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم بصورت رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر پنجم لغائت دوازدہم جلد ہژدہم بابت ۱۸۹۵ء ارسال کئے۔ ہم رسالہ کی قدر و منزلت کا (جو پبلک کر رہی ہے) اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ تین سال بعد ۱۸۹۵ء کا رسالہ اب شائع ہوتا ہے۔ ہم نے بھی بتعجیل ان اوراق پراگندہ کو پڑھا۔ چند ایک حوالجات کے سوا از سرتا پا بازاری آدمیوں کی بیہودہ بولیوں اور چکلے کی اصطلاحوں کا میگزین نظر آیا۔ اور اسکے

نام کو پڑھ کر شرم آگئی۔ کہ کیوں کا نام اشاعۃ السنہ رکھدیا ہے؟ کیا مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جو اس خیالی مولوی سے پوچھے کہ وہ سنت نبویہ کو ایسی گندی گالیوں کے ذریعہ کیوں بدنام کرتا ہے؟ بہرنہط بجز یا تو یہہ میگزین ٹھہاریوں اور کسبیوں کی اصطلاحوں کا میگزین تھا اور یا شیخ بٹالوی نے سارا زور جعفر زٹلی کے بھانڈپن میں صرف کیا۔ ہمکو بار بار حیرت ہوتی تھی اور ہر سنجیدہ شخص جو غور سے اس رسالہ کو پڑھیگا حیران ہوگا کہ کیا تین سال کے اندر اس خود پسند ملا کو بجز گالیوں اور اخبارات کی کاسلیسی کے اور کچھہ نہ سوجھا۔ بے حیائی کا نقاب پہن کر کرسی والے معاملہ کی اصلیت کو بہتیرا چھپایا مگر دبی زبان سے اقرار ہی کرنا پڑا۔ آخر یہہ ملا بٹالوی کا اعمالنامہ حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچایا گیا۔ حضرت نے ۲۵ جولائی سنہ رواں کی سہ پہر کو لانے والے قاصد کو مندرجہ ذیل قابل قدر بے نظیر جواب جو اونکی شان کے شایاں تھا اوسی رسالہ کے پیشانی پر لکھہ کر واپس کیا جواب مذکور اوسی وقت ایک بڑے مجمع میں جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا اور سب نے آمین کہی وہ جواب ہم جلی حروف میں درج کرتے ہیں اور اپنے معاصرین خصوصاً اون ہمعصروں سے جنکی محکم کا تبادلہ ہے امید کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کو اپنے گرامیقدر صحیفوں میں اسی انداز سے ایکبار شایع کردیں گے۔

محمد حسین بٹالوی

گالیوں کا احسن جواب

(جو حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۸ء کو انکے مرسولہ رسالہ کی پیشانی پر لکھہ کر لانے والے کو واپس دیا۔)

رب ان کان ھذا الرجل صادقا فی قولہ فاکرمہ وان کان کاذبا فخذہ مکین

معاصرین سے صرف اسیقدر فقرات کے اندراج کی درخواست ہے جو انورٹڈ کاما کے اندر ہے۔ (ایڈیٹر)

ذیل میں ہم سراج الاخبار جہلم کے صیغہ مراسلات سے ایک مختصر سی مراسلت درج کرتے ہیں جسمیں کسی نیک نیت اور خیرخواہ اسلام نے گورنمنٹ عالیہ کے اوس جواب پر جو اوسنے امہات المومنین کی مسودہ کے میموریل کا دیا ہے شکر گزاری ظاہر کی ہے ہم گورنمنٹ کا شکریہ اس سے پہلے اس جواب کی نسبت شائع کر چکے ہیں۔ لاریب اس جواب نے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے کہ وہ اب جواب دینے کے قابل ہوگئے وہ لاہوری انجمن نے تو مسلمانوں کو قریباً بے دست و پا کرنا چاہا تھا۔ جہم مراسلہ نویس کو اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ اون کے درد کا داماں ہو رہا ہے اور وہی امام جسنے عدم منسوخیت کتاب کے لئے میموریل لکھا تھا اسکا جواب لکھنے کی طیاری کر رہا ہے اور وہ مراسلت یہہ ہے۔

گورنمنٹ کی شکرگزاری

مینے کتاب امہات المومنین کی منسوخیت کی نسبت لاہور اور بعض دیگر اسلامی انجمنوں کی ناجائز کارروائیوں کی نسبت پچھلے دنوں کچھ سراج الاخبار میں چھپوایا تھا۔ سو یہہ تو نہیں کہا جا سکتا۔ کہ میری اُس تحریر نے مسلمانوں کو گورنمنٹ کی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ کیونکہ ایک نہائت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اُس تحریر سے بہت پہلے دیگر اسلامی انجمنوں کے منسوخیت والے میموریلوں کا مخالف مرزا صاحب قادیانی کا میموریل بھی عدم منسوخیت کتاب مذکور کے بارہ میں بحضور جناب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب پیش ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ اخبار ہذا کے ناظرین صاحبان سے کسی نے میرے خیالات کی مخالف نہ کی اور نہ ہی کوئی معترضین اسلام پاک کے اعتراضوں کے جوابات لکھنے سے معذور و مایوس رہا ہو اس کا مدعی میرے خیالات کی اصلاح اور تردید کو اٹھا۔ لہذا اسے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اس عاجز کی تحریر عام پسند ہوئی ہوگی۔ اور سب دوستوں نے دعائیں مانگی ہونگی کہ یا الٰہی راقم مضمون کا مدعائے دل پورا ہو۔ پس جائے شکر ہے کہ ہمارے اصحاب کی دُعاؤں نے نیک اثر دکھایا۔

سُنا گیا ہے کہ ہماری مہربان گورنمنٹ نے اُن میموریلوں کے جواب میں جو منسوخیت کتاب کی نسبت پیش ہوئے تھے۔ بہت عمدہ اور قابل قدر جواب دیا ہے۔ یعنے

اُن میموریلوں کے نفس مطلب کو نظر انداز کرکے مسلمانوں کو کتاب کا جواب لکھنے میں مختار کر دیا ہے۔ اگر ہماری پاک طینت اور عادل اور بے تعصب گورنمنٹ ایسا نہ کرتی۔ تو کسی طرح اُس صدمہ کی تلافی نہیں ہو سکتی تھی۔ جو امہات کے مصنّف کے ہاتھوں سے مسلمانوں کے دلوں کو پہونچ چکا تھا ہم اپنی نادانی کا کہاں تک اظہار کریں باوجود اس کے کہ ہمیں سرکار نے اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے سے منع نہیں کر دیا تھا۔ پھر بھی بجز مرزا صاحب قادیانی کے ہماری طرف سے منسوخیّت کتاب کی نسبت میموریل پیش ہوئے۔ ہم سب مسلمانوں کو واجب ہے۔ کہ سچے دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔ اور اُسکی تا قیامت سلامتی کی دُعائیں مانگیں۔ کیونکہ اُس نے ہم سے بڑھکر ہم پر مہربانی کی ہے۔

اب ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ مسلمان ضرور کتاب مذکور کا مہذبانہ اور شریفانہ طور پر جواب دینے کی تیاری کریں گے۔ پس چاہیئے کہ جو شخص اُنمیں سے اِس کار خیر کی سر انجام دہی کا دم بھرے۔ سب اُسکی حمائت کریں۔ اگر جناب سرور کائنات و فخر موجودات (جنپر ہمیں جسم و جان قربان کرنے چاہئیں) کی شان پاک سے امہات کے بیباک مصنّف کے لگائے ہوئے داغ چند درم و دام سے مٹ جائیں۔ تو یہہ درم و دام کیا چیز ہیں یہ ثواب عظیم آخر کو تنوں پر دوزخ کی آگ حرام کرنے والا اور بہشت بریں میں بٹھانے والا ہے۔ اور مال و دولت تو یہیں رہے جاویں گے۔

آخر پر ہم نہائت خوشی بھرے دِل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ یا الٰہی اِس بالکل بے تعصب اور عادل اور ہمہ اوصاف مہربانانہ موصوف گورنمنٹ کو تا قیامت سلامت رکھ جس نے بھولے ہوئے مسلمانوں کو اپنی عطا کردہ آزادی سے فائدہ اُٹھانے اور اپنی شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔ اور جس کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ بیان نہیں کئے جاتے۔ اور جسکے سایۂ عاطفت میں ہماری آبروئیں اور جانیں اور ہمارے مال و دولت بحفاظت تمام محفوظ ہیں۔ آمین ما صد آمین +

راقم۔ پبلک اور گورنمنٹ کا
خیر خواہ ایک ذکی

اشاعت اسلام

جسل استنبول کے ایک نامہ نگار نے قسطنطنیہ سے جو خبر دی ہے کہ ترکوں نے ایک کمیٹی اشاعت اسلام کی غرض سے قائم کی ہے اور اسکو سلطان کی حمائت عنقریب حاصل ہوگی۔ ایک نہایت دل خوش کن خبر ہے۔ یہ سب سے پہلا موقع ہے۔ جبکہ مسلمان مشنری بطور ایک کمیٹی کے اپنے آپکو جمع کریں گے اور سلطنت اسلامی کے ماتحت رہکر مختلف ملکوں میں اشاعت اسلام کا مقدس فرض ادا کرینگے۔ جس کسی نے پروفیسر آرنلڈ کی کتاب "پریچنگ آف اسلام" (دعوت اسلام) پڑھی ہوگی۔ اسکو معلوم ہوگا کہ زمانہ سابق میں داعیان اسلام کبھی اس طریقہ سے کسی ملک میں نہیں گئے کہ انکو کسی کمیٹی سے تعلق ہو۔ اور ان کا کوئی مقام ہیڈ کوارٹر ہو۔ اور کوئی اسلامی سلطنت انکی حامی اور نگہبان ہو۔ بہت سے سوداگر تھے جنہوں نے تجارت کی غرض سے دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور وعظ و نصیحت سے ان ملکوں کے باشندوں کو مسلمان کیا۔ بہت سے صوفی اور زاہد تھے جنہوں نے اپنی عملی زندگی اور اخلاقی قوت سے غیر قوموں کو تسخیر کیا۔ اور انکو حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ مگر یہ سب کوششیں قومی یا ملکی حیثیت سے نہیں تھیں۔ بلکہ بجائے اجتماعی ہونے کے وہ اکثر انفرادی سرگرمیاں تھیں۔ نہ وہ غیر قوموں کی زبان سیکھکر اُن ملکوں میں گئے تھے۔ نہ اُن کے مذہب کے تاریخ اور لٹریچر سے واقف ہوکر اس کام کیلئے اُٹھے تھے۔ نہ ان کو کسی مشنری سوسائٹی کی طرف سے تنخواہیں ملتی تھیں۔ مگر وہ خدا کے بندے باوجود اُن مشکلات کی کامیاب ہوئے۔ اور اب بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

مسیحی مشنوں نے ان مسلمان واعظوں کے سادہ زندگی اور پاکیزہ اخلاق اور پر تاثیر وعظ اور مذہبی سرگرمی کی تعریف کی ہے۔ اور انکی کوششوں اور کامیابیوں کا بھی دل سے اقرار کیا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اگر وہ اب بھی اسی سرگرمی سے کوشش کرینگے تو کامیاب نہ ہونگے۔ ہونگے اور ضرور ہونگے۔ اسلام کے اصول تمام مذہبوں سے زیادہ سیدھے سادے ہے اور قابل عمل ہیں اور وہ تمام مذہبوں سے زیادہ تمدن کے موافق ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ جسطرح اسکو افریقہ کے جنگلوں اور بیابانوں میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اسطرح یورپ۔ امریکا۔ اور آسٹریلیا میں نہ ہوگی۔ خاصکر اگر کوئی مشن اس سامان سے اُٹھے کہ اسکے ممبر عیسائی مشنریوں کی طرح غیر قوموں کی زبان اور مذہب سے واقف ہوں۔ اور اُن کی حمائت اور سرپرستی کوئی اسلامی سلطنت کرتی ہو۔ تو اس بات پر یقین کرنا چاہیئے کہ ہر ایک اور ہر قوم میں اسلام کی روشنی پھیلا سکیں گے۔

واعظ کیا کریں گے؟ اگر وہ اسلام کے سچے حامی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو ہونگے۔ اور عیسائی واعظوں کی طرح درہم و دینار کے غلام اور نفس کے بندے نہ ہونگے۔ تو وہ ہی کرینگے۔ جو قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ تم دنیا کی ایک بہترین قوم ہو۔ اور اسلئے پیدا کئے گئے ہو۔ کہ دنیا کی قوموں کو بُری باتوں سے روکو۔ اور انکو بھلائیوں پر مائل کرو۔ وہ اگر اپنی فرض سے واقف ہونگے جو دنیا کا فرض نہیں ہے۔ بلکہ خدا اور رسول کا فرض ہے تو اپنی فرض کو پورا کرنیکے لئے وہ دنیا کی مختلف قوموں کی زبانیں سیکھیں گے۔ اور انکی مذہبی کتابیں پڑھینگے اور اپنی تئیں فصاحت اور بلاغت ہی کے ہتھیاروں سے آراستہ نہیں کریں گے۔ بلکہ اخلاق محمدی اور اخوت اسلامی کا عمدہ نمونہ بنکر دکھائیں گے۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ مناظرہ کے وقت "وجادلہم بالتی ہی احسن" پر عمل کریں۔ انکا فرض ہوگا کہ وہ سب سے پہلے اپنے نفس کی کدورتوں اور عیاریوں کو نکال باہر کریں جو آوازان کے مونہہ سے نکلیگی وہ سب سے پہلے ان کے دل پر جوٹ کریگی۔ جو الفاظ انکی قلم سے ٹپکیں گے وہ سب سے پہلے انکی ذات پر اثر کریں گے۔ اور اگر یہ نہیں ہوگا۔ اور وہ ایسے ہی واعظ ہونگے جیسے کہ اسوقت ہمارے ملک کے واعظ ہیں۔ اور جو وقت کی نبض کو اور زمانہ کے تیور کو نہیں پہچانتے اور جو ضرورت اور مصلحت کے دشمن ہیں اور جن پر ابن خلدون کا یہ مقولہ کہ "ہم بعید الناس عن السیاسۃ" صادق آتا ہے تو وہ مسلمان ضرور ہونگے مگر اسلام کو بدنام کرنیوالے واعظ ضرور ہونگے مگر خود نصیحت سے بھاگنے والے۔ انسے اشاعت اسلام کی امید کرنا ایک خیال خام ہے۔ اور انکی بھیجنے سے نہ بھیجنا بہتر ہے۔

ہمارے ملک میں بھی ندوۃ العلماء کو یہ خیال پیدا ہوا تھا مگر جب تک دار العلوم اُن اصلی ضرورتوں کے موافق قائم نہ ہو جائے اسوقت تک یہ امید نہیں ہو سکتی کہ موجودہ واعظوں سے یہ اہم کام انجام پا سکتا ہے سب سے بڑی مشکل روپیہ کی ہے جو اس کام کیلئے ایک غیر محدود رقم درکار ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر اگر غور سے نظر ڈالی جائے تو انمیں اکثر ایسے ہیں جو ضرورت سے زائد ہیں اگر وہ دنیا کا مرتبہ دینے کے انکار کریں اور دنیا کا موقع نہیں ہے اگر وہ دنیا کا مرتبہ دینے کے انکار کریں اور دنیا کا موقع نہیں ہے اگر وہ دنیا کا مرتبہ دینے کے انکار کریں اور دنیا کا موقع نہیں ہے

اسلامی دنیا کا ہفتہ

آخر۔ ہفتہ جون میں عثمانیہ بینک سے مجلس انتظام قرض ترکی نے روس کو ۳ لاکھ پونڈ بقایا تاوان جنگ کی پہلی قسط کے طور پر ادا کرنے کا انتظام کیا ہے۔

سر سید میموریل فنڈ اس وقت تک ۵۰ ہزار کو پہنچ گیا ہے۔

موسینیو کا موف ایک روسی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے ٹرکش گورنمنٹ سے قسطنطنیہ سے ایک روسی اخبار جاری کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔

ایک آسٹرین اخبار لکھتا ہے۔ کہ حضرت سلطان المعظم نے ۳ ہزار مربع میٹر ایک قطعہ اراضی یروشلم کے باہر شہنشاہ جرمنی کے واسطے خرید کیا ہے۔

اخبار صباح نے ایک واقعہ لکھا ہے جس سے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ ترک سپاہی معرکہ تھسلی میں اپنی بہادری کی کس قدر وقعت رکھتا ہے۔ حال میں بٹالین کوٹیا سے ریل پر جا رہی تھی۔ کہ ایک سپاہی اپنا سر اور چھاتی گاڑی سے باہر نکال کر سواد ملک کی سیر دیکھنے لگا۔ تمغہ چونکہ مضبوط نہ لگا تھا۔ چھاتی سے نکل کر باہر جا پڑا۔ سپاہی نے کچھ خیال نہ کیا۔ کہ گاڑی کس قدر تیز جا رہی تھی۔ فوراً دروازہ کھولا۔ اور بلا تامل کود پڑا۔ اُس کے ساتھیوں نے نشان دے کر گاڑی ٹھہرائی۔ اور سپاہی تمغہ لے کر پھر سوار ہو گیا۔

امیر بخارا۔ سینٹ پیٹرسبرگ پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ قصر سرما میں بطور شاہی مہمان کے فروکش ہیں

اخبار اقدام نے ایک طویل مضمون زمانہ حال کے جنگ و جدل پر تہذیب و شائستگی کے اثر کے متعلق لکھا ہے۔ اخبار مذکور رقم طراز ہے۔ کہ زمانہ سابق میں فاتح جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اپنی فتح سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ یعنے جس قدر ملک مفتوح کا ممکن ہو سکتا ملحق کر لیا کرتا تھا۔ قدماء ایران اور دیگر فاتح اقوام فتح ممالک ہی کا خیال رکھتی تھیں۔ گو تہذیب اب تک جنگ کو قطعی دنیا کے طبقہ سے متروک کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اس کی بدولت مفتوح پر جو بُرے اثر پڑتے ہیں۔ اُن کو اُس نے حتی الامکان کم کر دیا ہے۔ تحصیل ملک اب عام قاعدہ نہیں۔ بلکہ استثنا رہ گئی ہے۔ دشمنی صرف افواج تک ہی محدود رہتی ہے۔ اور جن علاقوں پر حملہ ہو وہاں کی رعایا کے حقوق کی قانون بین الاقوام سے حفاظت اور عزت کی جاتی ہے۔ فاتح صرف ایک تاوان جنگ پر ہی قناعت کرتا ہے۔ اور اوس کی ادائے گی پر ملک متصرفہ خالی کر دیتا ہے۔ غرض یہہ تہذیب و شائستگی کا کمال ہے۔ اور حضرت سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے سب سے پہلی مرتبہ نہایت شان دار طور پر اس پالیسی کی تعمیل کی ہے۔ خلو تھسلی تاریخ عالم میں ایک نئے زمانہ کا مبدا ہے۔ جس سے ترکی کی اعلیٰ درجہ کی شان دار انسانیت اور اعتدال و نرمی کی مثال ظاہر ہوتی ہے۔ کسی فاتح فوج کا ایک وسیع علاقۂ ملک کو بلا کسی تخفیف سے واقعہ کے اور قرار یافتہ شرائط کے بالکل مطابق چھوڑ دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ مگر اس کا سر انجام صاف بتا رہا ہے۔ کہ ترکی توقعیر ترکی کی کہاں تک مکمل ہے۔ اور اس ملک کی گورنمنٹ معاہدوں کی کہاں تک عزت اور اُن کا پاس کرتی ہے۔

رائیٹر مظہر ہے کہ دول یوروپ نے اپنے امیران بحر متعینہ کریٹ کو ہدائت کی ہے۔ کہ وہ باغیان کریٹ کی مجلس سے سفیروں کے ذریعہ اندرون جزیرہ کے انتظام کے متعلق تصفیہ کر لیں۔ ۲۱ جون کو باب عالی نے لنڈن۔ پیرس سینٹ پیٹرسبرگ اور روم میں اپنے سفراء کی معرفت باب عالی کے مشورہ بغیر کریٹ والوں سے کسی قسم کے انتظام کا تصفیہ کرنے کی نسبت تردید کی ہے۔ اس تجویز کی خبر اب تک باضابطہ طور باب عالی کو دول یوروپ کی طرف سے نہیں کی گئی۔

ریپورٹنڈ ہوکبین نے حال میں علاقہ جات بلقان کی بائیسکل پر سیر کی ہے۔ اُنہوں نے اپنی سیر و سیاحت کے حالات نہایت عمدہ طور پر رسالہ "سکاٹش جیوگرفیکل میگزین" میں شائع کرائے ہیں۔ ترکوں کی نسبت اس پادری صاحب نے جو کچھ رائے دی ہے۔ وہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ چنانچہ یہہ لکھتے ہیں۔

"میرا اپنا تجربہ تمام حصص سلطنت میں تمام بڑے بڑے مستند سیاحوں اور اہل الرائے سے متفق ہے۔ یعنے یہہ کہ عام طور پر ترک خواہ دہقان یا سپاہی ایسے لوگ ہیں۔ جن کی بہت سی صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ یعنے دیانت داری۔ اتقاء خیار داری۔ اور بہادری کے واسطے آپ اُن کی عزت کرنے کے واسطے مجبور ہیں" تو پھر اس قدر خرابیوں اور بے اعتدالیوں کی کیا وجہہ ہے۔ جن کا شور اکثر برپا ہو جاتا ہے۔ سیاح خود ہی اس کا جواب دیتا ہے۔ کہ "نہ تو اس کی موجب ترکوں کی نسل ہے۔ نہ طریق گورنمنٹ۔ بلکہ مقام سلطنت اس کی وجہہ ہے۔ سخت خراب اور ذلیل بائز نشان تہذیب کے نہ ہونے اُن میں بطور فرمانرواؤں

کے اثر کر لیا ہے۔ جس کو انہوں نے ۱۸۵۳ء میں خارج کر دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک امر قابل غور ہے۔ کہ ترکوں میں ادنے و اعلےٰ مثل سابق اب تک جسمانی۔ اخلاقی اور معاشرتی تمام پہلوؤں سے قابل تعریف ہے۔ یہ جائے غور ہے۔ کہ ایک پادری خود ہی سلطنت عثمانیہ کی تمام خرابیوں اور عیوب کا باعث یونانی عیسائیت کو قرار دیتا ہے۔

پیرس کی خبر ہے۔ کہ عثمانی سفیر مُنیر بے نے رخصت لی ہے۔ اور قسطنطنیہ آتے ہیں۔

ٹرکش گورنمنٹ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ایران سے جو غلہ وان میں لایا جائے۔ اُس پر کوئی محصول نہ لیا جائے۔ وان میں اس سال فصل نہیں ہوئی۔

ہنٹی نیگرو کے پرنس نکولس نے حضور سلطان المعظم کی خدمت میں شکریہ ادا کیا ہے کہ علاقہ برین میں اس قدر مستعدی سے کامل طور پر امن قائم ہو گیا ہے۔

جنرل سعاد الدین پاشا نے حال میں گورنمنٹ ترک میں تعلیم عامہ اور سلطنت کے صوبہ جات بوسنیا میں قیام امن کے متعلق ایک تجویز پیش کی ہے۔ یہ تجویز فی الحال باب عالی کے زیر غور ہے۔

غریب بچوں کے واسطے حضور سلطان المعظم کے حکم سے شِشلی میں جو ہسپتال تعمیر ہو رہا ہے۔ اُس کے واسطے ڈاکٹر اور افسران منتظم مقرر ہو گئے ہیں۔

اس سال ۲۵ - ارمنی طلباء مختلف مدارس میں سلطنت کی طرف سے داخل کئے گئے۔

امام الزمان کے ہم نشین!

مبارک ہیں جنہوں نے قادیاں میں گھر بنایا ہے۔
جوار مہدی مسعود میں ڈیرا لگایا ہے
خدا کے فضل سے کیسے بنے بخت رسا اُن کے
کہ مقبول الٰہی نے جنہیں خود واں بسایا ہے
مزے لیتے ہیں وہ دن رات دیدار مسیحا کے
وہ اُس کے مونہہ سے سنتے ہیں خدا نے جو سنایا ہے
سما سے آج کل لیتا ہے وہ اسرار قرآں کو
وہی انوار قرآنی کے دکھلانے کو آیا ہے۔
سعادت مند ہیں وہ لوگ جو قدموں میں لیٹے ہیں
جنہوں نے چھوڑ کر گھر بار دل اس سے لگایا ہے
چمن آراستہ ہونے میں کیا کیا گلشن دیں کے
نہالان چمن نے واں پہ کیا جوبن دکھایا ہے
سحا کی کہیں تقریر کے واں پھول جھڑتے ہیں
کہیں پر درس قرآں کے لئے دامن بچھایا ہے
شگوفہ کاریاں شاخ قلم کی بھی ہویدا ہیں
کہ تحریروں کی رنگینی نے عالم کو سجایا ہے
مسیحا نے زمانہ کی یہ ساری آبیاری ہے
خدا نے باغ احمدؐ کا جسے مالی بنایا ہے
خدایا بار ور اُس کی دعا سے گلشن دیں ہو
ثمر لاوے ہر اک پودا کہ جو اُس نے لگایا ہے

فقط خاکسار
عبد الحق

خطبہ

جو
مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ۲۹ - جولائی ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں پڑھا۔

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہاجر ما نہی اللہ عنہ۔

یعنے مسلمان وہ ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے۔ جو منہیات اللہ سے ہجرت کرے۔ یہہ بات حضورؐ کی ایسی پیاری اور پوری ہے۔ جس کے بعد کسی دوسری بات کی کم ضرورت رہتی ہے۔ مسلم کے معنے ہیں۔ سر تسلیم خم کرنے والا۔ بھلا یہہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو سچے دل سے اللہ تعالےٰ کے حضور اپنا سر رکھ دے۔ پھر اوس کی طبیعت میں کسی قسم کی شوخی اور شرارت کا مادہ رہ جاوے؟ ممکن نہیں۔ مسلمان کی نشانی یہی ہے۔ کہ وہ مخلوق الٰہی سے ہمدردی اور نیکی کرتا ہے۔ دیکھو سب سے بڑے راست باز اور سچے مسلمان جو اسلام کا سچا نمونہ ہاں ایک زندہ مثال تھے۔ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک جماعت ہے۔ جنہوں نے بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی میں اس قدر مصائب اور تکالیف اُٹھائے کہ جن کے خیال سے بھی روح کانپتی ہے۔ لوگوں نے ہاں اُن نادانوں نے جن کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے وہ مصائب اُٹھاتے تھے۔ اُن کو کیا کیا دُکھ دیئے۔ جھوٹا اور کذاب کہا۔ اور کیا کیا نام رکھے۔ مگر کیا اونہوں نے اس خیال پر کہ وہ ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ خفا ہو کر اُن کی خیر خواہی کا خیال چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور بھی زیادہ نیکی اور خیر خواہی کا اظہار کیا۔ پس یاد رکھو کہ اسلام کے سچے اور پاک نمونے یہی لوگ تھے۔ سب سے بڑھ کر ہمدرد انسان اور خیر خواہ بنی نوع بشر جو ذات پاک تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھا۔ جنہوں نے اپنے اُٹھنے بیٹھنے کو اللہ ہی کے لئے بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ یہہ میری رحمت ہے۔ کہ تو ایسا نرم خو ہے۔ کہ کوئی تجھ سے بھٹکتا نہیں۔ کیونکہ اُس کو یہہ اندیشہ نہیں۔ کہ یہہ ستائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب تو نرم ہو گیا۔ اس سے فائدہ یہہ

ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو یہہ سمجھانا مقصود ہے۔ کہ اگر رسول تمہارے کاموں پر خوردہ گیری اور نکتہ چینی کرتا۔ تو سخت مشکل ہوتی۔ اسی لئے وہ پردہ پوش ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے رسول اگر تو پردہ پوش نہ ہوتا۔ تو تیرے پاس کوئی نہ آتا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بیان کرنے کے یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔ کہ تا معلوم ہو۔ کہ حقیقی مسلمان بلکہ مسلمانوں کا سرتاج کیسا نرم خو اور کسی کو برا نہ جاننے والا تھا۔ پس مسلمانوں کو اوسی سچے اور حقیقی نمونہ سے سبق لینا چاہیئے۔ اور اُسی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میرے دل میں بارہا یہہ خیال آیا۔ اور مینے اس ضرورت کو محسوس کر کے اپنے احباب کے زمرہ میں اس امر کو پیش کیا۔ اور آج میں اُس کو علے الاعلان کہتا ہوں۔ کہ ایک ایسی کمیٹی بنائی جاوے۔ جس کے ممبر عملی طور پر اس اصول پر قائم ہو جاویں۔ کہ پس پشت اپنے کسی بھائی کی نسبت کبھی کلمۃ الخیر کے سوا کچھہ نہ کہیں۔ میں کسی قسم کی ظاہر داری یا تکلف کی راہ سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو اندرونی تہوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اُس کو خوب معلوم ہے۔ کہ بالکل سچے دل سے کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی نور الدین پر فضل اور رحم کرے۔ مینے پندرہ بیس سال کے اندر جب سے کہ میں اُن کے پاس بیٹھتا اور ملتا ہوں۔ مینے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ اس شخص نے کسی کی پس پشت بہ جز کلمہ خیر کے کہا ہو۔ مینے اُس کی اس عادت اور حالت کو دیکھ کر سچی توبہ کی۔ اور آپ دعا کریں۔ کہ میں اس پر قائم رہوں۔ یہہ بات مینے اس لئے کہی ہے۔ کہ میری دلی آرزو ہے۔ کہ ہماری جماعت ایک پاک نمونہ بن جاوے۔ جس کی آرزو پاک امام کو ہے۔

مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس اور کامل نمونہ کو ابھی بیان کیا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کا کمال فضل ہے۔ جس کو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اور آج بھی کہتا ہوں کہ جس شخص کے پاس میں آج بیٹھا ہوں۔ یعنے جناب مرزا صاحب جو اس زمانہ کا امام ہے۔

مینے واقعی اُن کو آج وہی نمونہ پایا جو تیرہ سو برس پہلے دنیا پر ظاہر ہوا تھا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر ہماری ذاتی خوبی اور نیکی پر بات آجاوے۔ تو ایک دن بھی اُس کے پاس نہ رہ سکیں۔ اُس کے پاس رہنے سے ہمارا کوئی احسان اُس پر نہیں بلکہ محض اُس کی پردہ پوشی اور خلق اور احسان اسی شخص کا ہے۔ فطرت نے میری طبیعت کو عجیب ٹٹولنے والی اور تاڑنے والی بنایا ہے۔ میں کسی اور کا ذکر نہیں کرتا۔ میں اپنے اوپر اس قدر احسان پاتا ہوں۔ کہ میں اُن کو گن بھی نہیں سکتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو فرمایا۔ کہ تجھے نرم خو بنایا ہے۔ اس ہمارے مولیٰ و مرشد کی نسبت بھی براہین احمدیہ میں یہی فرمایا کہ تو بڑا نرم دل ہے۔ سچ سچ اگر یہ بھی نکتہ چینی کرنیوالا ہوتا۔ تو کوئی اُس کے پاس نہ آتا۔ ہمارے احباب اور دوستوں کے لئے جہاں یہ ایک خوشی کا مقام ہے۔ وہاں اُن پر اتمام حجت بھی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس امام کو ایسا پردہ پوش اور حیا پرور بنایا ہے۔ پس ہم کو بھی چاہیئے۔ کہ اسی زندہ اور پاک نمونہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کریں۔ جس طرح امام ہمارے ساتھ پیش آتا ہے اُسی طرح ہم اپنے احباب کے ساتھ پیش آویں۔ یاد رکھو کہ سچا مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچ رہیں۔

میں یہ بھی آپ کو بتلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین (بدیں) یعنے اللہ تعالیٰ کو پیارے وہی ہیں جو روح کو پاک کرتے ہیں اور جسموں کو بھی صاف کرتے ہیں۔ مینے یہ آیت اس لئے پڑھی ہے کہ ہمارے احباب سن لیں اور نہ صرف سن لیں بلکہ خوب یاد رکھیں کہ ہر ایک بات کے قواعد اور ادب ہوتے ہیں حکام کے سامنے جانے میں کس قدر ادب اور قواعد کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ مسجد خدا کا دربار ہے اور اس کے بھی ادب اور قواعد ہیں جو ان قواعد کا لحاظ نہیں رکھتا وہ گستاخ ہے۔ دیکھو جمعہ کے لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔ کپڑے بدلو اور خوشبو لگاؤ۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا کیا راز اور حکمتیں ہوں گی۔ مگر بہ ظاہر یہہ بات تو عام ہے کہ جب کہ ایک مکان میں اس قدر آدمی اکٹھے ہوتے ہیں۔ اون کے تنفس سے بدبو پھیل جانیکا سخت احتمال ہے اس لئے یہ امر بہت ضروری اور واجب التعمیل ہے کہ جمعہ کے روز بدن خوب صاف کیا جاوے۔ اور صاف اور ستھرے کپڑے پہنے جاویں۔ اگر کوئی آدمی غریب ہو تو کیا وہ صابون سے بھی آٹھویں دن کپڑے صاف نہیں کر سکتا؟ ضرور کر سکتا ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عظمت کرو۔ اور خوب یاد رکھو کہ جس طرح خدا روح کی صفائی چاہتا ہے۔ اُسی طرح جسم کی صفائی چاہتا ہے۔ ایک مثل مشہور ہے کہ "طہارت جسم خدا پرستی سے دوسرے درجہ پر ہے"۔ میں سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ آئندہ ان باتوں کی رعائت رکھیں گے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عزت کریں گے۔ خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان باتوں کی توفیق دے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مفت را چہ گفت

جنتری و ڈائری اردو ۱۸۹۹ء کی تیار ہو گئی ہے۔ جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہو گی۔ جن اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔

بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

محمد حسین بطالوی

وفات مسیح کا قائل ہوا

جادو وہ ہے جو سر چڑھ بولے۔
(ضرب المثل)

ہمارے ناظرین بہ ظاہر عنوان مندرجہ کو دیکھ کر حیران ہوں گے۔ مگر اون کی حیرانگی چند ہی منٹوں کے بعد دور ہو جاوے گی۔ جب وہ بہ نظر غور مندرجہ ذیل سطور کو پڑھیں گے۔ تو اُن کو معلوم ہوگا۔ کہ بٹالوی صاحب دراصل اب تک یوں ہی گلا پھاڑ پھاڑ کر حیات مسیح کا شور مچا رہے تھے۔ اب ہم ذیل میں اُن کے اس اعتقاد کو اون کی ہی تحریر سے ثابت کرتے ہیں۔ ناظرین ذرا غور سے پڑھیں۔

بٹالوی صاحب نے جو خطبہ دھرم مہوتسو کی تقریر کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اوس کے صفحہ ۱۳۲ کے حاشیہ میں جو حدیث لو کان موسیٰ حیًا الے الاخرہ۔ پر دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں۔

"بعض روایات میں حضرت عیسیٰ کا ذکر بھی آیا ہے۔ جس سے اس زمانہ کے جھوٹے مدعی علم لدنی حضرت عیسیٰ کی موت نکال کر.....

.... ان کے خیال کا ابطال یہہ ہے۔ کہ اگر وہ روایت صحیح ہے۔ تو اوس کے معنے یہہ ہیں۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ اس دنیا میں اور بشریت رکھتے ہیں یہ حیات متعارف دنیوی (جس میں کھانا پینا وغیرہ لوازم پائے جاتے ہیں۔ زندہ ہوتے۔ تو وہ میرا اتباع کرتے۔ اس معنے سے حضرت مسیح کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے۔ نفی نہیں ہوتی۔"

اس تحریر میں بطالوی صاحب پر حیات مسیح ثابت کرتے کرتے خود موت وارد ہوگی۔ جب وہ اس کی اصلیت پر غور کرے گا۔ گو اپنی معمولی چالاکی اور تیزی سے اوس نے لو کان موسیٰ و عیسیٰ ع حیین سوالی روائت کو عام لوگوں کی نظروں میں کم زور کرنے کے لئے "اگر وہ روائت صحیح ہے" کہہ کر شروع کیا ہے۔ اگر یہ روائت غلط ہوتی تو بطالوی صاحب خوب لمبی چوڑی بحث اس کی تغلیط پر لکھتے۔ لیکن چونکہ وہ روائت تو صحیح تھی۔ اب اوس کی تاویل میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور حسب محاورہ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی" رکیک اور باردہ توجیہوں سے ٹالنا چاہا مگر خود ہی ایسی لپیٹ میں آئے۔ کہ حضرت مسیح کی وفات کا اقرار کرنا پڑا۔

چنانچہ ہم ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ذرا شیخ بطالوی کے اون فقرات پر غور کریں۔ جو خط کشیدہ ہیں۔ اس میں شیخ بطال نے بجائے خود اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ کہ حیات متعارف اور حیات آسمانی میں ایک فرق ہے۔ کیونکہ بہ قول اُن کے جو لا ریب قرآن کریم کی منشاء (کہ ما جعلناہم جسدًا لا یاکلون الطعام۔ الآیۃ ۔ ش) کے موافق ہے۔ حیات دنیوی اکل و شرب وغیرہ لوازمات کو مستلزم ہے۔ اور اب آسمان پر یہہ لوازم اون کی حیات کو حاصل نہیں۔ کیونکہ یہہ لفظ کہ "حضرت مسیح ع کی اس حیات کی جو آسمان پر ہے" صریح مبائن فقرہ اولی کے ہیں۔ اور یہی اصل امر ہے جو زیر بحث ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے ہے۔ کہ کیا مسیح علیہ السلام آسمان پر بہ جسد عنصری (جو مستلزم لوازمات بشریہ مثل اکل و شرب وغیرہ کے ہے) موجود ہیں۔ جس کا جواب یہ دنی الطبع

ملّا نہیں دیتے۔ اور جیسا پچھلے نمبر میں ناظرین کو معلوم ہے۔ محمد حسین خود بھی فتح گڑھ کے مباحثہ اتفاقیہ میں نہیں دے سکا۔ مگر اب اس جگہ اُسے بہ جز اعتراف چارہ ہی نہیں۔ اور ایسا صاف طور پر ممات مسیح کا اعتراف کیا۔ کہ عین ہمارا مذہب بیان کر دیا۔ ہم بھی مسیح علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں۔ مگر اس زندگی کو ویسی ہی زندگی سمجھتے ہیں۔ جو اور انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے۔ اور جو حیات متعارف دنیوی نہیں۔ پس اب شیخ بطال اس جھگڑے اور قضیئے کو چھوڑے۔ اور ہٹ نہ کرے۔ وہ خود اعتراف وفات مسیح کر چکا۔ ہاں اگر اس پر بھی رکیک تاویلات سے اس فقرے کی من گھڑت توجیہیں کرے گا۔ تو اُس کو ہم پبلک کے فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ اور پھر ناظرین سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہم کو بہ ذریعہ اپنی تحریروں کے اطلاع دیں۔ کہ کیا محمد حسین کی منقولہ فقرات سے یہہ مراد نہیں۔ کہ حیات متعارف دنیوی اور آسمانی میں فرق ہے؟

اور مسیح علیہ السلام کی آسمانی حیات لوازم بشریہ نہیں رکھتی؟

پس جب یہہ ثابت ہو چکا۔ تو جسم عنصری سے آسمان پر ہونا بہ درجہ اولی باطل ہو چکا۔ اب میاں محمد حسین ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھائیں۔ اور بتائیں۔ کہ کیا اب بھی اُن کا مصنوعی خدا یا ہم سر خدا (معاذ اللہ) فوت ہوا یا نہیں؟ آخر میں ہم اس مضمون کو اوس خطاب پر ختم کرتے ہیں۔ جو امام الزمان نے اس مُلّا سے ایک موقع پر کیا ہے۔ ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم۔ داخل جنت ہوا وہ محترم
وہ نہیں باہر رہا اموات سے۔ ہو گیا ثابت یہ قیس آیات سے
کوئی مردوں سے کبھی آیا نہیں۔ یہ تو قرآن نے بھی فرمایا نہیں
کیا یہی توحید حق کا راز تھا۔ جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا

مولوی صاحب کیا یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر — نہ رہے کوئی لاولد مضطر — اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر — لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر —

اظہار بشارت ز

ناظرین نیوتا طرز اشتہار و اسناد پیشگی کا حصہ طلبگار کر سکتے ہیں۔ اور گندم کا جو فروش تھے ریوڑے جو نظیب ہیں نہ ڈاکٹر جان مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت طلب کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مجلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہو۔ دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو اولاد کے آرزومندو یہہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکباد ہے

فضل ایزد داد — کیوں نہ ہوں اس پر مبارکباد

اس خادم الناس کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ حیات موجود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول (۱) کم مقدور دوا صرف خرچ مندرجہ سی۔ اور (۲) تو مگر عہدہ خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید و تخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بہ شرطیہ پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی ظرف بین امانت رکھدیں۔ بہ سرطہ کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو فیہ شرطیہ لکھدیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس نعمت سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گلزار نہیں۔ سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن ایوبین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جنکی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ذریعہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	تولیج دوری	صہ	۱۹	نقوہ	عج	۲۸	نل اترنا	صہ
۱	جسکا حمل ۶-۷-۸ ماہ گر جاوے	عہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عج	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	عج	۲۱	ناسور	عج	۳۰	خضاب سالانہ	عج
۴	کمزوری	عہ	۱۳	جریان	عج	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عج
۵	مرگی	صہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادہرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عج
۶	تپ دق	عہ	۱۵	گنٹھیا	عج	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عج
۷	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لپھ	صہ	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عج	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عج	۱۸	سبل	عج	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عج

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب پنجاب گورنمنٹ

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور دوسرے یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جلا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ تین روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ روپیہ - خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر میاں سنگھ آنبو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب آنبو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو مثل اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً انا کہتے ہیں جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لایق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگی صاحب سند یافتہ ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی بسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاں سنگھ صاحب آنبو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اُتم دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں ان سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میاں سنگھ

شائد آپکو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھایا یعنی ایک دکاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بنظر بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے - کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - آپ اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں

راقم - ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر میری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی نظر چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خان محمد خان صاحب مرحوم درانی ملک ترکستان - ۶ مارچ ۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک تاریخ ۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پرائنٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شایع کیا گیا -

قیمت سالانہ پیشگی سے

قیمت سالانہ پیشگی سے

اخبار الحکم

نمبر ۲۲ و ۲۳ | قادیان دار الامان والامان مؤرخہ ۶ و ۱۳ - اگست ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز !!

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دل چسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دلچسپ لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔

منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۶۲۲۰ - تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹکل - علمی مضامین - اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں [درخواست خریداری بنام منیجر روزانہ اخبار دہلی

نمونہ کے لئے ایک آنہ

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بمحصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت -/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازاربند۔ پیچ بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پنجم

سورۃ البقرہ بقیہ رکوع دوم

جیسا کہ گذشتہ نمبر اوس سے پیوستہ اشو میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ کریم **نفاق** کی توضیح اور **منافقوں** کی تمیز اور شناخت پر مفصل بحث فرماتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی جو اس رکوع کا آخری حصہ ہے منافقوں کے اقسام دو عام فہم اور مشاہدہ میں آئی ہوئی تمثیلوں کے ذریعہ سے تفہیم ہیں۔ چنانچہ **منافق اعتقادی** کی مثال یوں فرمائی ہے کہ **مثلہم کمثل الذی استوقد نارًا فلما اضاءت ماحولہٗ** ۔ الآیۃ ۔ س ۔ یعنے منافق اعتقادی کی مثال ایسی ہے ۔ کہ جیسے کوئی صحرا نشین آفات درندوں جنگلی جانوروں ، سے محفوظ رہنے کی خاطر آگ جلائے جب آگ روشن ہو گئی اور اوس کا اردگرد بھی خوب منور ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ اوس نور کو لے گیا ۔ اور وہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اندھوں کی طرح دیکھ نہیں سکتے ۔ الخ

قاعدہ کی بات یہ ہے کہ جب صحراؤں اور خوف ناک جنگلوں میں رات آجاتی ہے ۔ تو راہ رو آگ جلا لیتے ہیں ۔ تاکہ صحرائی جانوروں اور جنگلی درندوں سے محفوظ رہیں ۔ مگر کیا وہ من کل الوجوہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں یوں ہی آگ بجھی ۔ پھر وہ اپنے تئیں موت کے منہ میں سمجھیں ۔ اسی طرح پر اعتقادی منافق اون مصائب اور تکالیف سے بچنے کے لئے جو مامور من اللہ کے منکرین پر مختلف رنگوں میں آنے والی ہوتی ہیں ۔ صرف اقرار باللسان کی روشنی یا ایسے اعمال کے ذریعہ سے (جو تکلف اور تصنع سے صادر ہوتے ہیں نہ بہ طریق تلذذ ۔) اپنے تئیں محفوظ کرنا چاہتا ہے ۔ اور کچھ عرصہ تک اوسی صحرا نشین کی طرح محفوظ بھی ہو جاتا ہے ۔ لیکن جیسے آخر اوس کی روشنی ختم ہو کر **دھواں** اور **گرمی** چھوڑ کر اوسے معرض بلا میں پھنسا دیتی ہے ۔ اسی طور پر اس کی یہہ نمائشی کار روائی آخر کھل جاتی ہے ۔ اور بجائے سکھ کے اوس کو دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے ۔

ذہب اللہ بنورہم میں ہم کو یہ سر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جیسا پہلے بیان ہوا ۔ اعمال صالحہ پر مزید اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے ۔ اور جن قوتوں کا استعمال چھوڑا جاتا ہے ۔ وہ ضائع ہو جاتی ہیں ۔ چونکہ منافق اپنی اندرونی قوتے جن میں **فطرت سلیمہ** اور **دل** بھی شامل ہیں ۔ اُن کے استعمال کو تو چھوڑتا ہے اس لئے **اعمال جوارح** کا پول خود بہ خود ظاہر ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ **دل** کے **زیر کمانڈ** صادر نہیں ہوتے ۔ پس اون کی کرتوت خود اون کو اوس عارضی روشنی سے نکال کر خوف ناک تاریکی میں پہونچا دیتی ہے ۔ جو **ذہب اللہ بنورہم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون** ۔ میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے ۔ یہہ بات بھی مشاہدہ صحیحہ میں آچکی ہے ۔ کہ جب آدمی روشنی سے یکا یک اندھیرے میں آجاوے ۔ تو وہ دیکھ نہیں سکتا ۔ پس قرآن کریم کی فلاسفی کیسی سچی اور درست ہے ۔ کہ **ترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون** ۔

مدینہ کے منافقوں نے ہمارے سیّد و مقتدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا ۔ چونکہ حضور کا تشریف لے جانا بہ جائے خود ایک عالم آشوب جنگ تھی ۔ پس وہ کچھ استفادہ نہ کر سکے ۔ اور خود ہی اُس جماعت سے علیحدہ ہو کر تکالیف کا نشانہ بنے ۔

پھر یہہ فرمایا ۔ کہ ایسے منافق یعنے اعتقادی منافق جن کا **کانشنس** (نور قلب ، سُن ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ اس سے کام نہیں لیتے اور اون کا دل تاریکی کا وحشت ناک کھنڈر ہو جاتا ہے ۔ **بہرول** اور **گونگوں** اور **اندھوں** کی سی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ اُس کے واپس آنے کی اب کوئی بات نہیں بنتی ۔ وہ تو ہلاکت میں گرے گا ۔ دیکھو جو آدمی بہرہ بھی ہو اندھا اور گونگا بھی ہو وہ کیوں کر سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچ سکے گا ۔ منافق اعتقادی کے ذکر میں اس مقام پر اوس کی حالت بیان کرتے ہوئے **قلب** کا ذکر نہیں فرمایا ؟ اس لئے کہ **نور قلب** تو وہ پہلے ہی کھو چکا ۔ جب اُس نے اُس سے کام نہ لینا شروع کر دیا ۔ اور اشارہ اس آیت میں موجود ہے ۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا** ۔ یعنے اون کے دلوں میں جو مرض ہے وہ تو اب بڑھے ہی گی ۔ بہ قول شخصے مرض کا حد سے گذرنا دوا ہو جانا ۔ اور حسب محاورے **ان بعض دواء داءٌ** یعنے بعض دوا ہلاکت ہوتی ہے ۔ اللہ اللہ کیا پاک اور صاف نظام قرآنی ہے ۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا** ۔ یعنے ابتدائی نشان کی حالت میں تو دل ذرا مریض تھا ۔ مگر پھر یوں گا فیوں گا سنت اللہ کے موافق بڑھے ہی گا ۔ یہاں تک کہ **ذہب اللہ بنورہم** تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ پس دل جب ضائع ہو گیا ۔ پھر ترقی کے ذریعہ تین ہی ہیں ۔ اور عام طور پر سلسلہ یوں ہی سے شروع ہوتا ہے ۔

اول انسان سماعی باتوں سے کچھ واقفیت پیدا کرتا ہے ۔ دیکھو بچہ جب بولنا سیکھتا ہے ۔ تو پہلے جو آوازیں اوس کے کان میں پڑتی ہیں ۔ اون کو منہہ سے نکالتا ہے ۔ سننے کے بعد بولنے سے بہت ہی مشکلات حل ہو جاتی ہیں ۔

اور زبان کام دینے لگتی ہے۔ پھر نظارہ قدرت کو دیکھ کر انسان ترقی کر سکتا ہے۔ مگر منافق لوگ نہ کان رکھتے ہیں۔ نہ زبان اور نہ آنکھ پس ایسے گم کردہ راہ کی سلامتی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہہ فتویٰ ہو چکا۔ **فہم لا یرجعون**۔

اس مقام پر کوئی معترض یہہ سوال کر سکتا ہے۔ کہ پھر منافق اور کافر میں کیا فرق ہوا؟ منافق نے جو اعمال کئے ہیں۔ یہ مانا کہ اُس سے وہ بطریق احتظاظ جیسے کہ مومن سے صادر ہوتے ہیں۔ نہیں ہوئے۔ مگر ایک عمل تو اُس نے کیا۔ پھر اُس کی جزا اوسے کیوں نہ ملے گی؟ پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ ہی نے دوسرے مقام پر یہہ کہہ کر دے دیا ہے۔ **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار**۔ الآیۃ ش۔ پس منافق اوپر کے طبقہ سے اسی لئے بچا۔ کہ اوس نے بہ ظاہر گو نمائشی طور پر ہی سہی کچھ اعمال کئے تھے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ چونکہ وہ اعمال بہ طریق تکلف صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک طرف اندرونی قوے جو افعال جوارح خارجیہ کے محرک ہیں۔ اور اون پر کمانڈ کرتے ہیں۔ بے کار ہوتے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ اعمال ایک قسم کی تکلیف اور بوجھ پیدا کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اندرونی قوے کے خلاف مرضی صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے خارجی طاقتیں بھی رفتہ رفتہ سلب ہو جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان منافقوں کی نسبت اوپر کی آیت میں فرمایا ہے۔ **و ما کانوا مہتدین**۔ ہمارے خیال میں **ما کانوا مہتدین** کے معنوں میں ہدایت سے مراد اولاً وہ ہدایت ہے۔ جسے **توفیق** کہتے ہیں اور پھر معناً اور نتیجتاً وہ ہدایت مرتوز ہے۔ جس کا نام جزائے اعمال صالحہ ہے۔

الحاصل یہاں تک منافق اعتقادی کا ذکر ہوا۔

اب **منافق عملی** کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ منافقوں کی بحث کو اس مقام پر بند فرماتا ہے۔

منافق فی العمل کی مثال یوں دی ہے۔ کہ

او کصیب من السماء فیہ ظلمت و رعد و برق۔ الآیہ۔ یعنے عملی منافق کی مثال اوس مینہہ کی حالت سی ہے۔ جو بادل سے برستا ہے۔ جسمیں **ظلمت**۔ **رعد** اور **برق**۔ تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اور مینہہ میں تین ہی قسم کی مخلوق ہوتی ہے۔

اول۔ وہ لوگ جو ہر طرح سے آرام اور آسائش کے سامان اور ذخیرے رکھتے ہیں۔ اور **بادل محل** پر بیٹھ کر مینہہ کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں۔

دوئم وہ لوگ جو عین بارش میں راہ چلتے ہیں۔

تیسرے وہ آدمی جن کے گھر کچھ کچھ ٹپکتا ہے۔ اور پورا ذخیرہ خوراک کا بھی موجود نہیں ہے۔

یعنے مینہہ تو ایک فضل الٰہی ہے۔ جیسے اس عام بارش کے وقت تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ہم نے اوپر بتلائے۔ اسی طرح سے **الہام الٰہی** کی بارش کے وقت بھی تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو **من کل الوجوہ** اوس سے فائدہ اٹھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔

دوم وہ جو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

سوم وہ جو کچھ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ آخر الذکر لوگ منافق ہوتے ہیں۔ جو تاریکی میں پڑے ہوتے ہیں۔ وہ اسلام کا منور اور درخشاں چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور دوست دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔

رعد سے مراد ایسے مسائل ہیں جن میں بہ ظاہر جان کا خطرہ ہو۔ یا اور ایسے ہی مشکلات پیش آنے والے ہوں۔ جیسے جہاد وغیرہ منافق اوس سے ڈرتا ہے۔ مگر کوتاہ اندیش اس بات سے بے خبر ہوتا ہے۔ کہ اوس کی یہہ کم زوری بہت برا نتیجہ پیدا کر دینے والی ہے۔ کیونکہ ہم نے جیسا اوپر واضح طور پر عام مشاہدہ فطرت سے بتلایا ہے۔ نفاق مبنی بہ کفر ہوتا ہے۔ پھر منافق لوگوں کا ایسا حال ہے۔ کہ جب ذرا روشنی ہوتی ہے۔ تو چل پڑتے ہیں۔ یعنے جہاں کچھ مفاد ذاتی اور کامیابی کا پرتو پڑتا نظر آیا۔ اوس طرف قدم اٹھانے کو طیار ہو گئے۔ اور نماز روزہ شروع کر دیا۔ اور جہاں خطرہ نظر آیا وہیں ٹھہر گئے۔ یہہ اشارہ **برق** میں فرمایا۔ کیونکہ بجلی میں بھی دو ہی خاصیتیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو مواد ردیہ اور فاسدہ کو جلاتی ہے۔ دوسری طرف ہوا کو صاف کرتی اور بہت سے مفاد پہونچاتی ہے۔ اسی طرح منافق جہاں کامیابی کا پیارا پیارا چہرہ دیکھتا ہے۔ وہاں اسلام کا عامل اور ثنا خواں بنتا ہے۔ ورنہ برا جانتا ہے۔ اور کوستا ہے۔ چونکہ منافق عملی میں سمع اور بصر کا مادہ ابھی موجود تھا۔ جس سے وہ کڑک سنتا اور چمک دیکھتا ہے۔ مگر اوس کی متشکک حالت اس بات کا پتہ دیتی ہے۔ کہ وہ یہہ کہیں بھی نہ کھو بیٹھے۔

پس یہاں تک اللہ تعالےٰ نے منافقوں کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے احباب کو اس نفاق سے بچاوے۔ آمین۔

دل چسپ ایجادات

مترجمہ از رسالہ الہلال مصری

ٹیلیگراف بلا اسلاک یہہ تجویز کچھ نئی نہیں ہے۔ بلکہ مسٹر لنڈسی نے اس کو ۱۸۳۱ء میں ایجاد کیا تھا۔ تجویز مذکور یہہ تھی۔ کہ کہربائی آلہ ایک طرف پانی میں رکھا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف بھی اُسی طرح سے کہربائی توصل حاصل کیا جاتا تھا۔ یعنے دریا یا سمندر کے دونوں طرف کہربائی تاریں موصل کی جاتی تھیں۔ اس سے خبر تو ایک سرے سے دوسرے تک پہونچ جاتی تھی۔ لیکن اچھی طرح سے محسوس نہ ہوتی تھی۔ بسبب اجسام سیالہ درمیان میں حائل ہونے کے اگرچہ یہہ تجویز بھی نکمی سمجھ کر متروک ہو چکی ہے۔ تاہم پھر اس کی طرف علماء کہربائی کا خود ہو رہا ہے۔ رنجم

عورتوں کا صفحہ

بڑی عورتوں کے خصائص

ملکہ معظمہ کی چٹھی کا کاغذ

جس کاغذ پر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو چٹھی لکھی جاتی ہے۔ اوس میں تہ نہیں ہوتی۔ اگر ذرا بھی تہ کا نشان ہو۔ تو وہ چٹھی جناب ملکہ معظمہ کو پیش نہیں کی جاتی۔ چٹھی ایک نہائت سفید چکنے کاغذ پر لکھ کر ایک بڑے لفافہ میں بند کی جاتی ہے۔ تمام چٹھیوں کو وہ مصاحب کھولتی ہے۔ جسے توشہ خانہ کا اختیار ہے۔ اور کھول کر ڈال دیتی ہے۔ اور اگر چٹھی ضروری ہوئی تو جواب کے ساتھ کاتب کو واپس کی جاتی ہے۔

شہنشاہ بیگم فرانس

جب کبھی شہنشاہ بیگم فرانس اپنے شوہر کا حال لکھتی ہیں۔ تو اوس ہیرے کی قلم سے لکھتی ہیں۔ جس سے "عہدنامہ پیرس" پر دستخط ہوئے تھے۔ چودہ سفیروں نے اس قلم کو یادگار عہدنامہ پیرس رکھنا چاہا مگر اونہوں نے شہنشاہ بیگم کا یہ کہنا مان لیا کہ میں یہ یادگار اسی قوم کے اس قلم کو اپنے پاس رکھوں گی۔ یہ سنہری عقاب کے پر کا مرصع قلم ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

انگلستان میں کوئی عورت کوئی معاہدہ نہیں کرسکتی۔ جائداد کی مالک نہیں ہوسکتی۔ نفقہ کا دعوے کرے تو وہ مسموع نہیں ہوتا شوہر کے ایام مفارقت میں جو کچھ کمائے۔ وہ سب شوہر کا ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے روسے عورت معاہدہ کرسکتی ہے۔ بیع شرا کا اوسے اختیار علٰحدہ جائداد کی مالک ہوسکتی ہے۔ اب نئی تہذیب کے عاشق ذرا بتلاویں۔ کہ اسلام عورتوں کی قدر کرتا ہے یا اون کی فرضی تہذیب دیکھو قرآن کیا کہتا ہے **لا یحل لکم ان ترثوا النسا** (سورۃ النسا) حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتیں زور سے **ولہن مثل الذی علیہن** (سورۃ البقر) اور عورتوں کا بھی حق ہے۔ جیسا اون پر حق ہے۔

عورتوں کی خبریں

پہاڑ گنج۔ دہلی میں چار عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ اتفاقاً ایک کا پاؤں پھسل گیا جس کے بچانے میں یکے بعد دیگر چاروں ڈوب گئیں۔

کنواری اور بیوہ عورتوں کی تعداد۔ انگلینڈ میں کنوارے اور رنڈوے مردوں سے دو لاکھ زیادہ ہے (تعدد ازدواج نہ ہونے کا نتیجہ ہے الحکم)

اٹلی کے دار الحکومت روم میں قدیم زمانے میں عورتیں اس قدر بھاری بالیاں پہنتی تھیں کہ کان کٹ جاتے تھے۔ اور اکثر ڈاکٹر اسی کا معالجہ کیا کرتے تھے۔

انگلستان میں ۲۵ فی صدی عورتیں اپنی روٹی محنت سے کماتی ہیں۔ اور ایک سو عورتیں لوہاروں کا کام کرتی ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا تاج جو ۱۸۳۸ء میں بن کر طیار ہوا تھا۔ اوس میں ۲۷۸۳ ہیرے کے ٹکڑے ۲۷۷ موتی اور ۳۷ زمرد اور ۱۷ نیلم ۵ لعل ہیں۔

موضع رالی تیور متصل مقام ہربہیر کی ایک ہندو عورت کے لئے انعام کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوئی ہے۔ جس نے ایک بدمعاش کا خاتمہ کیا تھا۔

عورت کیا ہے؟

عورت کی پیدائش کی علت غائی ہماری آنکھوں کا سرور اور نور ہے۔ (لوبنگ)

اے عورت تو تکلیف کو کم کرنے اور افکار کو ہلکا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے (بارلولڈ)

تکلیف وہ برائی عورت کی آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے۔ (کریب)

شفیق ماں کے لئے چند باتیں؟

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے تربیت اولاد کے لئے چند ایک اصول مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ہم اس صفحہ کے پڑھنے والی مستورات کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) اپنی اولاد کو بچپن ہی سے تعمیل حکم اور اطاعت کی عادت ڈالو۔

(۲) جس وعدہ کو تم پورا نہ کرسکو۔ اوسے مت کرو۔

(۳) اپنی اولاد کو عمداً نافرمانی کرنے پر ہمیشہ تنبیہہ کرو۔ مگر غصہ میں کبھی سزا ندو۔

(۴) اون کو کبھی اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ وہ تم کو دق کرسکتے ہیں۔ اور تمہاری طبیعت کو تمہارے قابو سے نکال سکتے ہیں۔

قیصرہ ہند کے عہد حکومت کی خوبیاں

از غلام محمد خادم سیالکوٹی ملک موضع
کوٹ غلام محمد تحصیل خانقاہ ڈوگراں ضلع
گوجرانوالہ

آپ نے رسے لکھ رکھو قول اک قرآن کا شکر جو انسان بجا لاتا نہیں انسان کا
وہ بجا لاتا نہیں شکر بزدان کا بندہ حق وہ نہیں بندہ ہے شیطان کا
عام کی نسبت ہوا ایسا حکم ربانی ہوا
بادشاہ وقت نو اک مثل سبحانی ہوا

بادشاہ وقت ہے قیصر ہند ستان ہے نے پایا ہے جسکے عہد میں امن و امان
جسنے ہر اک ہب ملت کو دی آزادیاں میں شمار اعداد سے بڑھ کر ہیں خوبیاں
وصف ملکہ میں زبان گنگ اپنی لال ہے
ہاں مگر شوق ارادت میں یہ قیل و قال ہے

ہند تو آماجگاہ غیرت سو رہی آریہ ریتوں سے دل ایسی تری گت بنی
حال اخبار آتی نظر ہے نسل اصلی ہند کی وہ بھی سمجھ کو نہیں کہ کوا ورن ہے کیا
بن بلائے میہمان آکر نہ خود میزبان
پیر جی آئے مریدوں نے نئے ہیں چھوڑ امکاں

پھر مسلمانوں کی مت تک ہی آماجگاہ بابر اور تیمور کی آئی کبھی تجھ پر سپاہ
نادر و محمود سے حالت ہوئی تیری تباہ فائدہ تجھ سے اٹھایا کی رہی سکھ و جاہ
ایک تو اور چاہنے والے ترے تھے بیسیوں
کثرت چاہت میں تیری ہو گئی مٹی خراب

لے گئیں تجھ کو کبھی تیری ہی خانہ جنگیاں مرہٹوں سے اور ہیلوں سے تجھ پہنچا زیاں
اور سکھوں نے کبھی آپس میں کی تیزیاں گاہ مغلوں سے بغاوت کا ہوا اظہار ہاں
اس طرح صدیوں سے تھی ایامن تو ہندوستاں
آج کل کا سا تجھے آرام حاصل تھا کہاں

بعد مدت کے ہوئی آخر دعا تیری مجیب نشہ غفلت میں صنم گئے ہو سارے قریب
ایک عرصہ سے ترے سوئے ہوئے تھے نصیب دیکھ کر خالی چمن لندن سے آئی عندلیب
ہر روش ہر گلبن گلشن میں آئی آتش ہوئی
اک نئی صورت سے بستان میں فراش ہوئی

میں نہیں کہتا کہ یہ سطح ہے میں یہاں میں نہیں کہتا کہ لی ہے بیعرض ہندوستاں
گو حریص دہر میں ہے یہ میں دانا ہے زناں سانپ بن بیٹھ یہ لاٹھی کو نہ پہنچا میں زیاں
غیر ہیں یہ گو مگر اغیں نہیں کچھ غیریت
خیر و خوبی سے بھری ہے انکی سایہ سلطنت

رسم جو جور و ستم کی تھی انہوں نے بند کی یک قلم ہی بند کر دی ہند سے رسم ستی
ہو گئی موقوف انکے عہد میں دختر کشی عہد میں انکے ہر اک ہب کو آزادی ملی
گرنہ جاتیں ہر اک مذہب کی یوں آزادیاں
مسجد و مندر میں ہم کیونکر بناتے شادیاں

ڈاک کا اس سلطنت میں ہو گیا وہ انتظام ایک پیسہ میں ہزاروں کوس تک جائے پیام
تار برقی کا ہوا ہے اس طرح پر انصرام اہل لندن سے بھی ہو سکتی ہیں باتیں شام
ڈاک میں اور تار میں ہیں بہت بھی صدہا مفاد
واہ کیا اقبال ہے اقبال میں ہے عدل و داد

برکتیں اس سلطنت کی کیا بتائیں بھلا اور کو چھوڑو فقط لو سلسلہ اک ریل کا
غور سے کچھ سوچ کر اے شیخ مجھ کو بتا ذرا ریل کا سا اور سواری میں بھی ہے کیا مزا
برق رفتار اور گھر سے بڑھ کر دل آرام ہے
باوجود اس کے کرایہ میں بھی سستا دام ہے

ہند میں اس سے تجارت کو بہت رونق ہوئی غلہ گر نہ جائے ملک ہند سے باہر کبھی
ریل کی بدولت نہ دیکھی ہند نے مشکل افلاس کی ہے حفاظت ملک کی خاطر ضرور ریل کی
کاٹ کر برسوں کی آتا ہے انجن دیوتا
دور کے بچھڑوں کو ملنے نہیں دیتا ہے ملا

پختہ سڑکیں ہیں ملک میں بے شمار جنکے دورویہ خوشی نظر آئے قطار
ہیں کئی پھلدار جنمیں اور کئی ہیں سایہ دار پائے سکھ جنسے مسافر سو پیادہ یا سوار
رات کو تنہا رہو اس سلطنت میں کام ہے

رہزنوں اور ڈاکوؤں سے ہر طرح آرام ہے
رسم انسانوں کی قربانی کی قطعاً بند کی اور بت بت کی پہانسی اٹھ گئی ڈاکہ زنی
اور ٹھگوں کی قوم ملک ہند سے جاتی رہی الغرض جو رسم و ستم کی رسم تھی جو کہ تھی
عہد ملکہ میں ہوئی وہ ملک کا نور ہے
ہند ساری عدل سے انصاف سے معمور ہے

ہندوؤں اور مسلمانوں سے ہند آباد ہے مذہب ان دونوں کا اس میں مگر مستقل ہے
گر حکومت ایک کی ہے دوسرا شاہد ہے حال مرغی کا جو دو لاؤ نہیں سو یا ہے
مقتضائے وقت تھا اک ثالث باخیر ہو
عدل سے جلو ہو دونوں سے لیکن غیر ہو

بات یہ بھی تھی خوش قسمت ہند کی صاحب تیرے شاہ کو دوری جا کر یہاں
ثالث باخیر ہیں انہیں بہت مہربان برکتوں والی کوئن وکٹوریہ حکمران
جسکے فیض عام سے سب ہند آباد ہے
اور ہر فرد بشر پبلک کا دل سے شاد ہے

نہر نے مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا نہر سے قحط کی عالم کو پھر تھا سانس بندھا
بار کے جنگل میں ہے اس نہر سے منگل بنا یہ وہی گنگا وہاں ہے تھی جہاں کربلا
جس جگہ جنگل نظر آتے تھے ہر سو خار و خار
لہلہاتے ہیں چمن وہاں اور ہے انمیں آبشار

علم کی ڈگری اسی عہد مبارک میں ملی ہر جگہ تعلیم مستورات کی جاری ہوئی
کالجوں میں ہر جگہ تعلیم انگریزی ہوئی جو زمانہ میں ہے کیمی آج تحقیقات کی
قصہ قصہ میں مفت اب شفاخانے ہو گئے
مفت کی لیکر دوا نفلس شفا پانے لگے

امتحان سول سروس بھی مقرر ہو گیا فاتحوں کے ساتھ ہی مفتوح ہم پلہ ہوا
چھاپہ خانہ بھی اسی عہد مبارک میں بنا علم اخباروں رسالوں کو سبب شائع ہوا
اس زمانہ میں ہی آزادی ملی اخبار کو
سلطنت کے عیب بتلاتے ہیں جو سرکار کو

شہر شہر و قصبہ قصبہ میں کمیٹی بن گئی اب گلی کوچوں میں بو آتی نہیں سنڈاس کی
دیکھئے اقبال کی انکی نشانی اور بھی ہے غلاظت بھی بہت نرخ گرانی کم ہی
تا صد و سی سال سے اے ملکہ وکٹوریہ
عہد میں تیرے ہمیں آرام ہے جید ملا

پہلے چھپاک کا نفس تنا تھا دو رسالوار بھینٹ جسکی ہوتی تھیں جانیں بیشمار
گو کہ روتے تھے بہت دیوی کے آگے زار زار پر نہ بچتے تھے جو بچتے تھے تو تھے وہ غدار
ٹیکا جی نے کر دیا ہے ستیلا کو پائے مال
اب تو چیچک سے نظر آتے ہیں یاں پر خال خال

گوروں کالوں میں ہے تفریق کچھ انصاف کی ہے رعایت مذہب و ملت میں بھی باقی ہی
ضلع اس سے پڑ رہی انصاف ہے روشنی سینکڑوں کی بادشاہو پر ڈگری ہوئی
گر کوئی حاکم ہوا جابر تو جھٹ محکوم ہے
گر کوئی افسر ہوا ظالم تو جھٹ مظلوم ہے

قریہ قریہ میں ہوئی سوچ اور انجمن دین اذان اسلام لے اور چھپنا چھپن
کر رہے ہیں شیخ و شاطن اکطرف یورپین آگ ہے آتش پرستوں کی کہیں شعلہ فگن
الغرض ہے ایک سب ہو رہا آزاد ہے
ہر بشر وکٹوریہ کے عہد میں دل شاد ہے

کارخانہ ہند میں اب کثرت سے جاری ہوئے عام روئی کے ہوئے اور مکھن کے بیلنے
تیل نکلے ہے کسی سے اور کوئی کپڑے بنے اور کوئی پانی صفا کر کے ہمیں پیتے ہیں
قیصر اس ہند پر لاکھوں ترے احسان ہیں
جان و دل پبلک کے تیرے لطف پر قربان ہیں

جنتری و ڈائری اردو سنہ ۱۹۹۹ء کی تیار ہو گئی ہے۔
جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہو گی جن
اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔
بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

ترکی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزل و نصب کے وقت وارثان تاج و تخت میں خون ریزی نزاع ہونا شخصی حکومت کا کچھ کچھ لازمی نتیجہ ہے۔ جس طرح ہارون کے انتقال پر مامون اور امین میں ورثہ کی سخت ہولناک مجادلے ہوئے۔ اسی طرح ۱۴۸۱ء محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی وفات پر بایزید اور جمشید میں لڑائیاں ہوئیں۔ بایزید گویا ماموں کی قسمت کا وارث تھا۔ اور جمشید۔ امین کی قسمت کا دونوں کا انجام ایک ہوا امین کی زندگی ایک جانگزا ٹریجڈی پر ختم ہوئی۔ اور جمشید کی زندگی بھی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ جمشید کی زندگی کے پر درد واقعات یورپ کی شجاعت پر بہت بڑا دھبہ لگاتے ہیں۔ اور ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ قرون وسطی کے دول یورپ مثلاً فرانس۔ اسپین اور مذہب عیسائی کے پیشوا اور امام۔ دنیوی جاہ و جلال کے حصول میں۔ نہ فضائل انسانیہ کا پاس کرتے تھے۔ اور مذہبی برکات کا۔ مورخانہ حیثیت سے یہ بتانا مشکل ہے۔ کہ بایزید اور جمشید میں فاتح قسطنطنیہ کا سچا خلیفہ کون تھا۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ نے جو سب سے زیادہ صائب الرائے۔ عادل اور زبردست ہے۔ بایزید کو عثمانی مسند کے لئے منتخب کیا۔ تاہم جیسا کہ زندگی کے ہر طبقہ اور ہر درجہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بے صبر انسان کو سخت و اتفاق یا زمانہ کے فیصلہ پر قناعت نہیں ہوتی۔ جمشید نے پسند نہ کیا۔ کہ ایک آخری کش مکش کئے بغیر۔ تاج و تخت کو بھائی کے حوالہ کر دے۔ چنانچہ سخت خون ریز لڑائی ہوئی۔ لیکن اخیر پر جمشید کو وہی کار پرداز ان قدرت کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑا۔ گو با دل ناخواستہ۔ جاہ طلب اور بلند نظر اشخاص میں جہاں۔ اور بہت محاسن ہوتے ہیں۔ ایک یہ عیب بھی ہوتا ہے۔ کہ ان کا استقلال حد سے بڑھ کر ضد اور ہٹ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر ناکامی ان کو دو چند تیزی سے حصول مقصد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ جمشید کی بھی یہی حالت تھی۔ ہر چند کہ بایزید نے اس کو ہر طرف سے مایوس اور ناکام دیکھ کر۔ صوبہ قرمان کی پوری آمدنی اس کے مصارف کے لئے وقف کی۔ اور چاہا کہ جمشید یورشلیم میں رہ کر آزاد۔ فارغ البال اور عزلت نشین زندگی بسر کرے۔ لیکن اس کے بلند پرواز حوصلوں نے تخت حکومت کی بلندی سے اُترنا ذلت سمجھا۔ اور پامردی ہمسایہ سے ایک اور آخری جدوجہد کا قصد کر کے مجاہدین بیت المقدس سے استمداد کی۔

مجاہدین بیت المقدس یورپ کے قرون وسطی کا ایک مشہور مذہبی فرقہ تھا۔ جو جزیرہ رودس میں جم کر اسلامی جہازوں پر اور بسا اوقات یورپین پر چھاپے مارتا تھا۔ اور غارت گری سے بسر اوقات کرتا تھا۔ اور چونکہ تمام دول یوروپ کی طرح یہ آل عثمان اور دولت عثمان کا دشمن تھا۔ اس لئے فرقہ مذکور کا معلم اول ڈی ابوسن جو نہایت عیار۔ خون ریز اور بے اصول شخص تھا۔ اس نے شہزادہ جمشید کو باب عالی کے لئے روز کا کھٹکا اور فرقہ مجاہدین کے لئے سونے کی چڑیا سمجھ کر فوراً سنبھال لیا۔ اور ادھر تو شہزادہ سے ایک عہدنامہ پر دستخط کرا لئے کہ جب قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے تو مجاہدین سے خاص خاص رعایتیں کرے۔ اور اُدھر بایزید سے یہ گفتگو شروع کر دی۔ کہ اگر جمشید کو مدۃ العمر قید رکھا جائے۔ تو سلطان اس مقدس داروغہ جیل کو سالانہ کیا معاوضہ دے گا؟ بایزید حقیقت میں نہائت فیاض منش اور عفو کار فرمان روا تھا۔ اس نے جمشید کو پھر اپنی تجویز پر توجہ دلائی۔ خطوط لکھے۔ دادی کو بیچ میں ڈالا۔ مگر جب ایک پیش نہ گئی۔ تو مجبوراً ڈی ابوسن کی تجویز منظور کر لی۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ جمشید کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت نہ دی جائے۔ بلکہ صرف نظر بند رکھا جائے اور اس کے معاوضہ میں ... ۵۴ ڈوکٹ (ایک سکہ جو قیمت میں تقریباً دینار کے برابر ہوتا تھا) سالانہ معلم اول کو ملا کرے گا۔

جب ڈی ابوسن نے اس شرمناک سرمایہ تجارت کو سنبھال لیا۔ تو اب اس کو کسی محفوظ مقام رکھنے کی تدبیریں کرنے لگا اس لئے کہ یہ خبر تمام یورپ میں پھیل گئی تھی۔ اور دول یورپ میں سے ہر ایک بجائے خود چنگل مارنے کو تیار تھی۔ بڑی رد و قدح کے بعد یہ قرار دیا۔ کہ فرانس صلحائے ٹرکی میں داخل ہے۔ وہ باب عالی کے مصالح کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ شاہزادہ جمشید کو قلعہ نائس جو جنوب میں واقع ہے۔ اور اس وقت مجاہدین بیت المقدس کے قبضہ میں تھا۔ قید کیا جائے۔ چنانچہ اوائل ۱۴۸۲ء میں جمشید ڈی ابوسن کے دام تزویر اور اپنی پیشانی سے بے خبر۔ اس مذہبی گروہ کے وعدوں پر پھولا ہوا قلعہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس نے وہ مشہور قصیدہ لکھا۔ جو ترکی لٹریچر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شعر بہ جنسہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جام جم نوش آئیے اے جام بفرنگستان دیر
ہر کلن باشینہ یا زمین جیلر دیواران دیر

ترجمہ اے جمشید تو اپنا جام جم چڑھالے۔ دیکھ کہاں تو اور کہاں یہ سرزمین فرنگ۔
مگر قسمت جو کچھ انسان کی پیشانی میں لکھا ہے۔ وہ ضرور پیش آتا ہے۔

قید کی تنہائی اور تسلسل سے تنگ آکر اور ڈمی ابوسن کی امروز فردا سے اکتا کر جمشید نے ہنگری جانے کی اجازت مانگی۔ تاکہ وہاں بیٹھ کر ٹرکی میں جو ہوا خواہ ہیں۔ اُن کو آمادہ کرے۔ لیکن بڈھے معلم نے ترکیب سے اس کو بھی ٹال دیا۔ اور مہینوں یوں ہی دھوکے دے کر اور سبز باغ دکھلا کر ٹالتا رہا۔ جب شہزادہ کا اصرار حد سے بڑھنے لگا۔ تو مجاہدین نے اس کو نقل مکان سے بہلانا شروع کیا۔ اور نائس سے روزبین میں لائے۔ اور کچھ دن یہاں کو کرپائی لے گئے۔ اور آخر ساسپیچ میں لا کر اور ایک ہفت منزلہ مینار بنا کر اُس میں قید کر دیا۔ یہہ ہفت منزلہ مینار بھی کلیوٹیرا کے مینار سے کم نہ تھا۔ اس کی مفصل کیفیت یہہ ہے۔

جب ڈمی ابوسن اپنی سونے کی چڑیا کو ساسپیچ میں لایا۔ تو اسی اثنا میں شاہزادہ کی مظلومہ اور حرمان نصیب بی بی نے جو مصر میں آتش فرقت سے جل رہی تھی۔ ۲۰ ہزار دینار بطور خون بہا۔ معلم کو بھیج کر بڑی عجز سے التجا کی۔ کہ شہزادے کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن سفاک طینت اور سنگ دل ڈمی ابوسن نے کمال بے حیائی اور سفلگی سے خون بہا ہضم کر لیا۔ اور شہزادے کی جان بخشی بھی نہ کی۔ اور برعکس مظلوم شہزادی کے حقوق زوجیت پامال کرنے کی غرض سے ایک شرم ناک چال چلا۔ یہ کہ اپنی جوان کنواری بیٹی کو جس کا نام فلپائن ہیلن تھا۔ ایک معمولی دوست کے لباس میں شاہزادے کی خدمت میں پیش کیا۔ ایسی خود فروشی اور بے شرمی کی تدبیر کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں۔ جمشید چونکہ شاعرانہ مذاق رکھتا تھا۔ تنہا اور بے مونس تھا۔ بہت ہیلن پر عاشق ہو گیا۔

ہیلن گو ایک سفاک طینت بے اصول اور قسی القلب شخص کی بیٹی تھی۔ مگر باپ کی طرح سنگ دل نہ تھی۔ شہزادہ کی محبت نے اُس کو اس درجہ مسحور اور مذہب عشق کا پابند کر دیا تھا۔ کہ بڈھے معلم کو سازش کا شبہ ہو گیا۔ اُس نے جمشید کو اور زیادہ سختی سے مقید کرنے کی فکر کی۔ اور ایک ہفت منزلہ مینار تعمیر کرایا۔ جس کے ہر درجہ میں پابندی اور تقید کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا۔

ادھر تو ڈمی ابوسن داروغہ جیل بن کر ایسے شرمناک طریقوں سے دولت پیدا کر رہا تھا۔ اور اس ہوس میں تھا۔ کہ جمشید کو ہیلن کی عزیز بنا کر عثمانی نسل میں اپنا پیوند لگائے۔ اور ادھر یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ اور آزادی پسند فرماں روا دنداں طمع تیز کر رہے تھے۔ اور سخت بے چین تھے۔ کہ کسی طرح قسطنطنیہ کے تاج و تخت کے وارث کو اپنے قبضہ میں لے کر بایزید کے دل میں کھٹکا پیدا کریں۔ اس مقصد کے لئے وہ ڈمی ابوسن کو ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر جمشید کی قیمت دینے کو تیار تھے۔ اور بڈھا بردہ فروش اس فکر میں تھا۔ کہ روپیہ بھی اینٹھ لے۔ اور بردہ کو بھی قابو میں رکھے۔ اس لئے کہ خلاف صورت میں باب عالی سے جو ۴۵ ہزار دینار سالانہ ملتے تھے۔ وہ نہ ملتے۔ بالآخر چارلس ہشتم شاہ فرانس زیادہ صبر نہ کر سکا۔ اس نے کچھ تو ڈمی ابوسن کو ڈرایا دھمکایا۔ اور کچھ جمشید سے در پردہ خط و کتابت کی اور یہ دھوکا دیا کہ یورپ اور روم اور فرڈیننڈ فرنانڈی نیپلز و حاکم ہنگری کی مدد سے ایک کافی فوج اکٹھی کر دی جائے گی۔ اس کے سہارے آپ بآسانی باب عالی پر قابض اور متصرف ہو سکتے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جمشید ڈمی ابوسن معلم اور مجاہدین بیت المقدس کے پنجہ سے نکل کر انوسنٹ کی حراست میں رکھا گیا۔ جناب تقدس مآب اسقف اعظم نے بڑی بندہ نوازی فرمائی کہ نہ صرف داروغہ جیل ہی ہے۔ بلکہ منجملہ تنخواہ سالانہ ۵۰ ہزار دینار کم پر یعنے صرف ۴۰ ہزار دینار پر اس خدمت کو منظور فرما لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب تقدس مآب نے ادھر بایزید سے اپنی تنخواہ طے کر لی۔ اور اُدھر جمشید کو اپنا عقیدت مند بنانے میں صدر درجہ کا روحانی تصرف کیا کہ دونوں شہزادے یکساں طور پر ان کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ دیناروں کے لئے دو رخی چال مشکل نہیں۔ مگر مذہبی پیشواؤں کے لئے جو روم مقدس کی حدود سے باہر نکلے بدوں بہشت فروخت کر سکتے تھے۔ بہت مشکل تھا کہ شتر مرغ کی طرح شتر بھی بنے رہیں۔ اور مرغ بھی۔ مگر ناظرین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ادھر تو اسقف اعظم کا قاصد باب عالی میں سالانہ تنخواہ اور شرائط معاہدہ طے کر رہا تھا۔ اور ادھر اسقف اعظم بہ نفس نفیس جمشید کو بڑے خلوص و دل سوزی کے ساتھ موجودہ حالت پر مصابرت دلاتے تھے۔ اور قسطنطنیہ کی حکومت کا سبز باغ بھی دکھلاتے جاتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ شہزادہ ہنگری اور نیپلز کی دلاور فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پر حملہ کرے۔ بایزید کو گرفتار کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لے اور ترکی کی وسیع و بسیط سرزمین اور باشندوں کی قسمتوں کا مالک بن جائے۔

بدنصیب شہزادہ امید آئندہ کے نشہ میں مدہوش تھا۔ یورپ کے دینی پیشواؤں اور دنیوی بادشاہوں نے جو اس کے گرد مکڑی کا سا جالا تنا تھا اس کو اس کی کچھ خبر نہ تھی خلاصہ یہ کہ پورے تیرہ برس تک یورپ نے اس سرمایہ تجارت سے نفع اُٹھایا۔ اس عرصہ میں تمام یورپ کے شہزادے اور امیرزادے۔ ارل اور ڈیوک باری باری روم مقدس میں اسقف اعظم کی بارگاہ معلے میں آتے تھے۔ شہزادہ جمشید سے مل کر امیدیں دلاتے تھے۔ اور سلسلہ بیان میں دام تزویر بھی پھیلاتے تھے۔ مگر شاہزادہ پر انوسینٹ کا مقدس جادو کچھ اس طرح چلا تھا۔ کہ دوسرے کی قسمت آزمائی کی گنجائش ہی نہ تھی۔ انوسینٹ کا مقصد تھا کہ وہ عثمانی بساط کے اس مہرہ سے بڑے بڑے انقلابات پولٹیکل اور سوشل پیدا کرے۔ مگر باب عالی کی خوش نصیبی سے۔ یا شاید جمشید کی بدنصیبی سے اُس نے قبل

از وقت انتقال کیا۔ اور اب متبرک مسند پر ایک خاص شخص جلوہ آرا ہوا یعنے بورجیہ جس کا نام یورپ کے لٹریچر میں سم نکرہ بن کر داخل ہو گیا ہے۔ اور جب کسی زبان سے اچانک نکل جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے شیر دل سن کر دہل جاتے ہیں۔ یہ خون ریز کا مرادف اور جہاں سوز کا ہم معنے ہے۔ انوسینٹ سیپر بھی اپنی آخری مقاصد میں موت کے درجہ سے ناکام رہا۔ مگر بورجیہ موت کے قابو کا بھی نہ تھا۔ اس نے سلطان بایزید کے پاس قاصد بھیج کر یہ تجویز پیش کی۔ کہ جگہ بہ جگہ جمشید کو ملک در ملک چھپاتے پھرنے سے اور شہر بہ شہر منتقل کرنے سے کیا فائدہ۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں سے کبھی کوئی پھر کر آیا ہی نہیں (عدم آباد) بایزید کو تاج و تخت کی ہوس ضرور تھی۔ مگر بھائی کی جان کا درپے نہ تھا۔ اس نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر بورجیہ نے کچھ اور اسی قسم کی چالیں دے کر اس سے بالآخر دو لاکھ دینار اینٹھ لئے۔ ابھی یہ رقم کثیر غالباً اسقف اعظم کے مقدس بیت المال میں پوری طرح محفوظ نہ ہوئے تھے۔ کہ چارلس شاہ فرانس نے روم پر حملہ کیا۔ اور بارگاہ معلی کو ہر طرف سے گھیر کر بورجیہ کو صلح پر مجبور کر دیا۔ شرائط صلح کے منجملہ ادھر سے ایک شرط یہ بھی پیش ہوئی کہ شاہزادہ جمشید کو سپرد کر دیا جائے مگر افسوس بدنصیب جمشید کا کاسہ مصائب اب لبریز ہو چکا تھا نہ بایزید کی اخوت کو اس پر رحم آیا۔ نہ روڈس کے غازیوں کے مہمان نوازی کو ترس آیا۔ نہ یورپ کے مہذب فرمان رواؤں کی غم گساری اور انسانی ہمدردی کو حرکت ہوئی۔ اور نہ اسقف اعظم کی روحانیت کو جنبش ہوئی۔ جب دنیا والوں میں سے کسی نے اس کو مساعدت نہ کی تو بالآخر موت کو اس پر رحم آیا۔ بورجیہ نے عین اس وقت جب کہ چارلس کی شرائط سے مجبور ہو کر بارگاہ اور روم کو خالی کر دیا تھا۔ کم بخت اور منحوس جمشید کو زہر دے کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں قدسی نفس پوپ نے زہر آلود استرا مارا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ شربت میں زہر ملا کر دے دیا۔ زندگی کے آخری دنوں میں اس کے دل پر یاس و حرمان نصیبی نے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ چند اشعار سے جن کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور جو روم میں لکھے تھے۔ کافی اندازہ ہوتا ہے۔ اصلی شعر ترکی زبان میں ہیں۔ اس لئے بجنسہ لکھنا بے سود ہوگا سیں یہ ہے۔ فرض کرو کہ ایک سنگلاخ جزیرہ ہے۔ اس کے ساحل پر سمندر کے ساتھ ساتھ ایک کوہستانی سلسلہ دور تک کھینچا چلا گیا ہے۔ اس کی اونچی نیچی چوٹیاں۔ گھاٹی اور اس کے پہلو۔ ہر جوف اور ہر بلندی دامنے جوڑے کی بجائے سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں آسمان کے مکدر چہرہ سے ہیبت ٹپک رہی ہے۔ کبھی کبھی رعد کڑک جاتی ہے۔ ہر طرف اس قدر سکوت اور سناٹا ہے کہ ہوا کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک بدنصیب شخص کسی پتھر پر متفکر بیٹھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی موت کا فتویٰ لکھا جا چکا ہے۔ اور تصویر مرگ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔

انجمن اسلامیہ لاہور کی مکروہ کارروائی

سراج الاخبار مطبوعہ ۲۵۔ جولائی میں اس خبر کے پڑھنے سے کہ انجمن حمائت اسلام لاہور نے جو میموریل امہات المومنین کی اشاعت کی بابت گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے نامنظور ہوا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو خوشی بھی ہوئی ہوگی اور افسوس بھی۔ افسوس اس لئے کہ ہماری معزز انجمن کو جنہوں نے حمائت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ ان کو اس مکروہ کارروائی سے ندامت اٹھانی پڑی۔

اول۔ تو اس کتاب کا جواب لکھنے سے عاجز اور تنگ ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں ایسا میموریل بھیجنا ہی شرم کی بات ہے دوسرا اس وقت بھیجنا جبکہ اشاعت ہو چکی اور جو کچھ صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ پھر سب سے بڑھ کر اس میموریل کا نامنظور ہونا نہایت ہی شرم کی بات ہے۔

اراکین انجمن نے کیوں نہ اس طرف توجہ کی کہ اس کتاب کا جواب شائستہ طور سے لکھے۔ اور اپنے سر سے وہ فرض اتارے جس کا اتارنا اس کے واسطے ضروری ہے۔ جیسا کہ انجمن کے ماہواری رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہوتا ہے "مقاصد انجمن حمائت اسلام لاہور (۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مذہب مقدس کے اصول کی حمائت اور اشاعت کرنی"

جب انجمن کے مقاصد میں سے مقصد اول یہی ہے۔ کہ معترضین اسلام کا جواب دینا اس کا پہلا فرض ہے۔ تو پھر کیوں معترضین کو جواب نہیں دیا جاتا۔ کہاں ہیں ان کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور حامی جو سالانہ جلسہ پر سکندر نامہ کے برابر نظمیں تیار کر کے حاضرین کا دل خوش کرتے ہیں اور ہنساتے ہیں۔ اور کہاں غروب ہو گئے ان کے شمس العلما مولوی و مسٹر نذیر احمد خاں صاحب بہادر۔ اگر انجمن سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس مرض کی دوا ہے۔

اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ انجمن جواب لکھنے سے عاجز ہے۔ اسی واسطے گھبرا کر گورنمنٹ کے پاس دوڑی۔ ایسا ہی پچھلے سال کسی عیسائی نے چار سوال بہ غرض طلب جواب بھیجے۔ تو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان کا جواب لکھا تھا۔ اور جب وہ اسلامیہ کالج میں جواب پڑھے گئے۔ تو پڑھنے سے پہلے جناب سکرٹری انجمن نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس انجمن کا پہلا مقصد ہے کہ مخالفوں کا جواب دیا جائے۔ لہذا مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ کیا خوب جواب لکھنے والے مرزا صاحب اور فرض انجمن کا ادا ہو گیا۔ اور لوگ حیران تھے کہ اکثر اراکین انجمن تو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں۔ تو پھر کیوں انہیں کو مختار کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے لڑو اور ہماری حمائت کرو۔

اگر اب بھی انجمن پچھلے سال کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف لکھ دیتی۔ کہ ہمارا ہاتھ پکڑو تو میموریل بھیجنے سے یہ اچھا تھا۔ کیونکہ وہ تو اسی کام [illegible]

[illegible]

کیا ہمارے قول اور فعل مطابق ہیں؟

شیخ محمد عبدہ۔ جو مصر کا ایک نامور فاضل اور مشہور ادیب ہے۔ اُس کا ایک مضمون اخبار "المنار" میں چھپا پایا گیا ہے۔ یہ اخبار مصر سے ابھی ابھی شائع ہونے لگا ہے۔ چونکہ یہ مضمون اس قابل ہے۔ کہ ہمارے قوم کے ممبر اور قومی تہذیب اور تربیت چاہنے والے اس کو غور سے ملاحظہ کریں اس لئے ہم اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

انسان کی سب سے ادنے اور ذلیل خصلت یہ ہے۔ کہ زبان سے کہے۔ اور کچھ کر کے نہ دکھائے اور دوسروں کو اُس بات کی ہدائت کرے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں پر وہ الزام لگائے۔ جو اسی پر چسپاں ہوتے ہیں۔ یہ خصلت جس کسی میں پائی جائے وہ ایک لحاظ سے جاہل ہے اور ایک لحاظ سے اپنے عیب کا آپ اقرار کرتا ہے اور ایک لحاظ سے پست ہمت اور بد باطن ہے۔

جاہل تو اس لئے ہے۔ کہ جب وہ علم اور فضیلت کا دعوے کرے۔ اور لوگوں کو کوئی ظاہری علامت اس کے علم اور فضیلت کی محسوس نہ ہو۔ یعنے نہ کوئی نفیس کتاب اس نے تصنیف کی ہو جس سے قوم کو فائدہ پہونچے اور اس کتاب کے مضمون کو ہر قوم کے علماء اور اہل بصیرت نفیس اور نادر سمجھیں نہ اس نے کسی قدرتی راز کو حل کیا ہو۔ نہ کسی مشکل مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اسی طرح جب وہ خیال کرتا ہو کہ سننے والے اسکی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کو سچا جانتے ہیں تو وہ یقیناً اس بات سے جاہل ہے کہ قدرتی طور پر ہر شخص سنی ہوئی باتوں کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر کستا ہے اور قول اور فعل کو مطابق کرنا چاہتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ جس بات کی شہرت یا افواہ ہے وہ کس قدر حقیقت سے دور یا نزدیک ہے اگر وہ دونوں میں مطابقت نہیں پاتا تو اس قول کو رد کرتا ہے۔ اور اس شہرت کو غلط افواہ قرار دیتا ہے اور اس دعوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اس حالت میں جو لوگ ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ جن پر وہ عمل نہیں کرتے۔ ان کے دعوی انہی کے لئے موجب وبال ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کی نظر سے گر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوائے جھوٹی باتوں اور ایسے دعووں کے جنکی کوئی اصلیت نہیں ہے ان کا کوئی مفید کام نہیں دیکھتے۔

اسی طرح جو لوگ نصیحت کرتے ہیں۔ اور آپ اس نصیحت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اُن سے ہدائت طلب کرتے ہیں۔ .... اور ان کو اپنا پیشوا اور ہادی اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ وہ بلا شبہ گہری غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ اس نکتہ سے غافل اور اس حقیقت سے جاہل ہیں کہ کہنے کی نسبت کرنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ زبان سے جو بات نکالی جائے ممکن ہے کہ جھوٹ ہو یا سچ ہو۔ اور سننے والے اس کے سمجھنے میں تردد کریں۔ اور یہہ تردد اون کو اس بات پر عمل کرنے نہ دے۔ مگر عمل ایک محسوس چیز ہے جس کا دلوں پر فوری اثر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کام کے کرنے میں کوئی فوری لذت منفعت حاصل ہوتی ہو تو لوگ بہت جلد اُس کے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ اور وہ عیب انہی میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے جاہل ہیں کہ اوروں کو عیب لگانا جیسا کہ ان کی خصلت میں داخل ہے۔ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ان کے عیبوں کو ٹٹولیں۔ اور کھود کھود کر نکالیں۔ مثلاً جو انسان متکبر ہے۔ اور دوسروں پر تکبر کا الزام لگاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے تکبر کی خصلت کو ننگا کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اس کا عیب بھی ایک دن الم نشرح کیا جائے گا۔

ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں مگر ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ دوسروں کو ہدائت کرتے ہیں۔ مگر آپ اس ہدائت پر نہیں چلتے۔ اور لوگوں میں وہ عیب نکالتے ہیں جو خود ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عیب اور نقص کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جو دعوے وہ کرتے ہیں اور جو بات مونہہ سے نکالتے ہیں وہ اس بنا پر نہیں ہے۔ کہ کوئی کام ان کے ہاتھ سے بن آیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سننے والوں کے دل پر اُن کی کمال اور فضیلت کا سکہ بیٹھ جائے اور وہ سمجھیں کہ ہمارے ناصح اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں جس کی ہدائت کرتے ہیں۔ اور جو عیب وہ اوروں میں نکالتے ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ مگر درحقیقت جس کمال کے وہ مدعی ہیں اور جس فضیلت کو وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور جس کو وہ بزرگی اور شہرت اور دنیا کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہی کمال اور وہی فضیلت بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ حاشا و کلا ہم ان میں نہیں ہیں۔ اور ان سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ اگر فی الواقع وہ کمال ان میں ہوتا جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور وہ فضیلت ان میں موجود ہوتی جس کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اس کمال اور فضیلت کے نتیجے نمایاں ہوتے۔ اور وہ نتیجے ہر حال میں ان کی بزرگی اور عزت کی گواہی دیتے۔ نہ اس کی ضرورت تھی۔ کہ وہ اپنی بزرگی اور عزت کا دعوے کریں۔ نہ اس کی کہ وہ اوروں پر الزام لگائیں نہ اس حالت میں خود ستائی کرنے کی حاجت تھی۔ نہ اوروں کی نسبت بدگوئی کرنے کی۔ جھوٹی بزرگی اور جھوٹی عزت کا دعوے کرنے کی جگہ اگر وہ کوئی کارنمایاں کرتے تو لوگوں کے دل خود بخود ان کی طرف کھنچتے اور اُن کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی۔ پس جو لوگ خودستائی کرتے ہیں۔ اور ان فضیلتوں کا دعوے کرتے ہیں۔

ہو اُن کی ذات میں نہیں ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اُن کے اظہار کمال سے دوسروں پر الزام قائم ہو۔ وہ بلاشبہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ اُن میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور ان کے دعوے کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ وہ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں۔ تاکہ سننے والوں کو دھوکا دیں۔

جن لوگوں میں یہہ ذلیل خصلت اور یہ بُری عادت ہوتی ہے۔ وہ پست ہمت اور بدباطن بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ درحقیقت نہیں چاہتے۔ کہ ان کو کوئی اصلی فضیلت حاصل ہو۔ یا وہ کسی درجۂ کمال پر پہنچیں۔ وہ تو یہہ چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ زندگی بسر کریں۔ وہ نادانوں کے مجمع میں بیٹھ کر ان کو دھوکا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ سمجھیں۔ کہ اُن میں وہ صفات موجود ہیں۔ جن کا وہ دعوی کرتے ہیں۔ یا جن کی وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور وہ اُن عیبوں سے خالی ہیں۔ جن کا وہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کی اصلی غرض یہہ ہے۔ کہ لوگ اُن کی تعظیم کریں۔ اور اس ذریعہ سے اُن کی ذلیل خواہشیں پوری ہوں۔ اور ان کی ہوا و ہوس کے حوصلے فرو ہو جائیں۔ کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اس لحاظ سے وہ دھوکے بازوں اُچکوں اور چوروں کی مانند ہیں۔ جو دنیا کمانے کے لئے ہر قسم کا حیلہ کرتے ہیں۔ گو کہ وہ حیلہ کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں اور ان لوگوں میں اگر فرق ہے تو صرف نام کا ہے۔ کیوں کہ ان کی نسبت بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ جھوٹی باتیں سنا کر لوگوں کو دام فریب میں لاتے ہیں۔

پس بلاشبہ ایسا قول جس کے ساتھ [illegible] کی شہادت نہ ہو۔ نہائت بری اور [illegible] خصلتوں میں سے ہے۔ کیونکہ اس [illegible] انسان کے ایسے اوصاف ظاہر ہوتے [illegible] طور پر ناپاک اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم کو افسوس ہے۔ کہ یہہ کمینی خصلت ہمارے ملک کے باشندوں میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ ایسے لوگ جو زبان سے کہنے کے ساتھ کچھ کر کے بھی دکھائیں۔ نہائت کم ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ اخباروں میں ایسی باتیں شائع کریں۔ مگر ایسے عیبوں کے چھپانے سے کیا فائدہ ہے۔ جن کو غیروں نے تاڑ لیا ہے۔ پس ہم کو سب سے زیادہ اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ ان عیبوں کو جتائیں۔

اگر ہم تلاش کریں۔ تو خانگی مجمعوں یا عام جلسوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے۔ جن میں سے ایک کہتا ہے۔ کہ میں تمام عقلی اور نقلی علوم تحصیل کر چکا ہوں۔ اور بڑی بڑی کتابیں مطالعہ کر چکا ہوں۔ میں ان کتابوں کے اعلےٰ مضامین سے واقف ہوں۔ اور ان کے دقیق اور عمیق نکتوں سے آگاہ ہوں۔ اور اُن کے تمام اسرار حل کر چکا ہوں۔ طالب علمی کے زمانہ میں میری ذہانت اور حافظہ اور خوش فہمی کا شہرہ تھا۔ ایک کہتا ہے۔ کہ میں فنون مناظرہ میں پورا ماہر ہوں۔ مخالف کو اپنی قوی دلائل سے خاموش کر سکتا ہوں۔ طالب علموں کو مطلب سمجھانے کا خاص ملکہ مجھ کو عنائت ہوا ہے۔ جو اور کسی عالم کو حاصل نہیں ہے۔ میں اپنی فصاحت سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ مضامین کے قالب میں روح پھونکنا۔ اور کائنات کے اسرار پر روشنی ڈالنا میری تقریر اور تحریر کا ادنی کام ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر تم اُن کا حال دریافت کرو۔ جن میں علم کی یہ قوت اور تعلیم کا یہہ ملکہ خیال کیا جاتا ہے۔ تو دیکھو گے۔ کہ وہ ایسی باتوں کا دعوے کرتے ہیں۔ جو فی الواقع ان میں موجود نہیں ہیں۔ اور اُن کو یہ کہتے سنو گے۔ کہ اگر دنیا کے لوگ اس طریقہ پر چلتے۔ جس پر میں چلتا ہوں تو علم کا دائرہ وسیع ہو جاتا۔ اور تعلیم دنیا میں عام طور پر پھیل جاتی۔

لیکن نہائت سچ اور نہائت صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اصلی تصنیفات نہیں ہیں۔ اگر کچھہ ہیں تو مضمون یا عبارت کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ مصنفوں کا اصلی مطلب اُن کی عبارت سے معلوم نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے یہی وجہ ہے کہ طالب علم جن مضامین پر اپنی عمریں صرف کرتے ہیں۔ اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ سب سے عمدہ دلیل اس بات کی جو ہمارے پاس موجود ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ غیروں کے محتاج رہتے ہیں۔ اور آزادی اور خود مختاری کے ساتھہ کوئی کام کسی علم یا فن میں جس کو انہوں نے سیکھا ہے نہیں کر سکتے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ اگر تم ان سے عام فائدوں اور عام بہبودی کا ذکر چھیڑو تو وہ نہائت چرب زبانی کے ساتھ اس کی باریکیاں بیان کریں گے۔ اور ان فرائض کی تشریح کریں گے۔ جو پبلک کے کام میں سب پر واجب ہے۔ اور ان وسائل کی تفصیل کریں گے۔ جن سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور جن سے نقصانوں کے دور ہونے کی توقع ہے۔ اور جنسے قوم کی بہبودی اور اُس کی شان و شوکت کے بلند ہونے کی امید ہے۔ مثلاً وہ کہیں گے۔ کہ انصاف کی روشنی سے ملک کو منور کرنا۔ مردہ قالبوں میں علم کی روح پھونکنا۔ اہل ملک کو حقوق کی مساوات پر لانا نہائت ضروری ہے۔ لیکن یہ لوگ اگر پبلک کی خدمات پر مقرر ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ

بھلائی سے دور اور برائی سے نزدیک ہوتے ہیں۔ حقوق کے مساوات سے مونہہ پھیرتے اور انصاف کے خیال سے نفرت کرتے ہیں۔ گو کہ وہ یہی الفاظ پہلی بار زبان پر لاتے ہیں۔ ان کی باگ خود غرضی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جہاں چاہے۔ ان کو لے جائے۔ یہی ایک قانون ہے۔ جس کے سامنے ان کی گردنیں جھکتی ہیں۔ اس حالت میں وہ جو جو بے اعتدالیاں کرتے ہیں۔ سب کو قانون اور سب کو حق جانتے ہیں۔ افسوس اور نہایت افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ وہ اس حالت میں بھی ناصح بننے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور نہیں شرماتے۔ نہ ان کی زبان نصیحت گوئی اور حق شناسی کے دعوے میں لغزش کرتی ہے۔ اگر کسی بات میں کوئی ان سے بحث کرے۔ اور ان کو حق بات سمجھائے۔ اس خیال سے کہ وہ پہلے نصیحت قبول کرتے۔ اور حقوق کے مساوات کا دعوے کر چکے ہیں۔ تو وہ بیہودگی اور بد زبانی پر اتر آتے ہیں۔ اور اس شخص کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جو اُن کی کسی رائے سے اختلاف کرتا ہے۔ یا کسی بات میں اُن کو نصیحت کرتا ہے۔

بعض لوگ غل مچاتے ہیں۔ کہ نوع انسان پر جو مصیبتیں طاری ہوتی ہیں۔ اُن کا باعث سوائے باہمی بغض و حسد۔ نااتفاقی۔ خود غرضی اور پبلک کے فائدوں سے بے پروائی کرنے کے نہیں ہے۔ اسی طرح کی اور باتیں بیان کرتے ہیں۔ جو درحقیقت صحیح اور مسلم ہیں۔ اور ایسے آدمی ہر روز ہزاروں ملیں گے۔ جو ان باتوں کو مانتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم پورے طور سے اتحاد اور اتفاق پر مائل ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنا حق طلب کرے۔ جو اُن کی گردن پر ہے۔ اور نہائت نرمی اور انسانیت سے طلب کرے۔ تو بھی وہ غصّہ سے سانپ کی طرح بل کھاتے ہیں۔ اگر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ مظلوم کی داد رسی کریں۔ یا ایک بھائی کی تکلیف کو رفع کریں۔ یا ان لوگوں میں سے جو اُن کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں۔ کسی کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں۔ تو وہ لیت و لعل کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے ہیں۔ یا صاف انکار کرتے ہیں۔ اور سرکشی سے پیش آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ان سے کہا جائے کہ وہ کسی مفید عام کام میں مدد دیں۔ جس سے زراعت کو یا کسی ہنر کو ترقی ہوتی ہے۔ یا اصلی تربیت پھیلتی ہے۔ تو وہ اس کام کو حقیر جانتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو احمق ٹھہراتے ہیں۔ جو اس کام کے درپے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے ہماری ذات کو کیا فائدہ تم عوام کو اور ان کے کام کو چھوڑو۔ ان کو ہمارے سوا اور بہت سے مل جائیں گے۔ گویا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ اُلفت۔ محبّت۔ اور اتفاق جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور جس کی طرف اپنا میلان بتاتے ہیں۔ اُن کی طرف سے لوگوں کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ ہو۔ اور وہ بھی نہ کسی نفع کی امید پر ہو۔ نہ رفع تکلیف کے خیال پر۔ ان کے فلسفہ کا یہہ نچوڑ ہے۔ کہ ان کو پبلک سے فائدہ پہنچے مگر ان کی ذات سے پبلک کو کوئی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ اس قسم کے لوگ فی الحقیقت نہائت نادان اور نہائت احمق ہیں۔ اور اُن کے خیالات سراسر گمراہی اور ضلالت پر مبنی ہیں۔ نہائت تعجب ہے۔ اور نہائت افسوس ہے۔ کہ اس خیال کے لوگ ہماری قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

بعض لوگ دوسروں کو انصاف کی نصیحت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کا ذاتی نفع کسی شخص کے حق سے ٹکرا جائے۔ تو وہ اس حق کو بے تکلف پامال کرتے ہیں۔ اور اپنی غرض پوری کرتے ہیں۔ گویا کہ اُن کے نزدیک یہی انصاف ہے۔ جس کا وہ دعوے کرتے تھے۔ یا وہ نصیحت پر عمل کرنا کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں۔

بعض لوگ ظالموں۔ گناہ گاروں بد انتظام اور بد تدبیر لوگوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ ہی اس بھنور میں ڈوب جاتے ہیں۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ اگر وہ افعال اُن کے سوا اوروں سے صادر ہوں۔ تو ان پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُن کی ذات مقدس کے سبب سے ان افعال میں برائی کی جگہ بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہہ لوگ جن کا میں نے ذکر کیا۔ نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں فی الواقع برائی کیا ہے۔ اور بھلائی کیا۔ نیکی کیا چیز ہے۔ اور بدی کیا چیز یہہ الفاظ ہیں جن کے بولنے کا حق اُن کو ورا ثتاً حاصل ہے۔ گو کہ وہ نہیں جانتے۔ کہ ان کے معنے کیا ہیں۔ وہ ان الفاظ کو خاص خاص موقعوں پر بولنے کے عادی ہیں۔ اور جس طرح سنتے رہے ہیں۔ اسی طرح ان کو استعمال کرتے ہیں۔ نہ وہ ان کے معنے سمجھتے ہیں۔ نہ ان کی کوئی حقیقت اُن کے خیال میں آتی ہے۔ ان کا وجود سوسائٹی کے لئے نہائت بدقسمتی اور بدبختی کا باعث ہے۔ وہ حیوانیت

کے ادنے درجہ میں ہیں - اور حقائق کو نہیں جانتے - ان کے نزدیک بھلائی کی بات وہی ہے - جس سے کسی وقت ان کو لذت حاصل ہو - جب وہ وقت گذر جاتا ہے - تو وہ بھلائی بھی جاتی رہتی ہے - پھر اگر اس سے دوسری دفعہ کسی موقع پر ان کی ہوئے نفسانی پوری ہو جائے - تو فوراً وہ بھلائی بھی پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح ان کے نزدیک برائی کی بات وہی ہے - جو کسی وقت ان کو تکلیف پہنچائے - جب وہ تکلیف جاتی رہتی ہے - تو برائی بھی فراموش ہو جاتی ہے - لیکن اگر وہی برائی دوسروں کو تکلیف پہنچائے - تو اُن کے نزدیک تکلیف دہ نہیں ہے - نہ وہ اس کو افسوس کی نظر سے دیکھیں گے غرضیکہ اون کے نزدیک حسن و قبح کا معیار خود اُن کی ذات ہے - اگر کوئی کام ان کی راحت و لذت میں خلل ڈالتا ہے - گو کہ اوروں کو اس سے نفع ہو تو وہ بُرا ہے - اور اگر کوئی کام ان کو ضرر نہ پہنچاتا ہو - بلکہ ان کی خود غرضی کا مددگار اور اُن کی راحت و آرام کا باعث ہو - گو کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو - تو وہ اچھا ہے - نہ فی الحقیقت وہ بھلائی کو بھلائی جانتے ہیں - نہ برائی کو برائی - نہ مفید کو مفید خیال کرتے ہیں - نہ مضر کو مضر - یہہ اُن کی نفسانی اُمنگیں اور ذاتی اغراض ہیں - جن کو عام بہبودی رفاہ عام - ملکی حقوق اور قومی ہمدردی وغیرہ شاندار لفظوں کا لباس پہناتے ہیں - یہہ الفاظ جو کھوکلے اور اندر سے خالی اور محض بے معنے ہیں - بار بار اُن کی زبانوں پر آتے ہیں - باوجود اس کے وہ اپنے قول اور فعل کے بُرے نتائج سے نہیں بچ سکتے - اُن کی جہالت - اُن کی نادانی - اور اُن کی غفلت آخر کار ان کو سزا دیتی ہے اُن کا خاتمہ نہائت بُرا اور اُن کا انجام نہائت خوفناک ہوتا ہے -

ہم نہیں چاہتے - اور نہیں پسند کرتے کہ ہمارے قوم کے ممبر اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالیں - جن کے ساتھ عمل کی شہادت نہیں ہے - ہم تو یہی بات پسند کرتے ہیں - کہ بہ نسبت قول کے عمل زیادہ ہو - اور ہمارے ملک کے تمام باشندے چھوٹے ہوں یا بڑے اس اصلی فضیلت کے حاصل کرنے میں کوشش کریں - جس کی خوبیوں کا وہ اقرار کرتے ہیں - اور اُس کے موافق اُن کے افعال ہوں - تاکہ وہ فضیلت خود گواہی دے - کہ جو شخص اُس کے رکھنے کا دعوے کرتا ہے - اس میں فی الواقع موجود ہے - ہم چاہتے ہیں - . . . . . کہ اصلی کام جو اصلی قوانین زندگی کے مطابق ہوں - تمام مُلک میں پھیل جائیں - اور قوم کی تمام خواہشیں اور ضرورتیں اُسی طرح پوری ہوں - جس طرح پوری ہونی واجب ہیں - تاکہ ہر شخص اپنی محنتوں سے جو باقاعدہ کی گئی ہوں - اصلی کامیابی حاصل کرے - اور خاص و عام سب کو فائدہ پہنچے - یہ شور و غل اور بیہودہ گوئیاں کم زوری کی خبر دیتی ہیں - اور سوائے ناکامی اور نامرادی کے ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے"

ہم آخر میں اس بات کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتے - کہ یہہ مضمون جو شیخ محمد عبدہ نے اپنے ملک کی تہذیب اخلاق کے لئے لکھا ہے - بہت زیادہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کے لئے موزون ہے - یہاں بھی بہت سے تعلیم یافتہ ہیں - جو قومی ہمدردی اور قومی ترقی کا غل مچاتے ہیں - اور کام کرنے کے وقت کچھ نہیں کرتے - اپنی قوم کے عیب کھود کھود کر نکالتے ہیں - اور ان کو نصیحت کرتے ہیں - مگر سب سے زیادہ نصیحت یا الزام کے وہی مستحق ہیں - کاش وہ اسپیچ کم کریں - اور کام زیادہ تاکہ اصلی ترقی کی بنیاد قائم ہو -

واللہ الموفق و المعین - نعم المولے و نعم النصیر -

امیر المومنین - نے ۲۷ - جون کو روسی سفیر کو محل سلطانی میں دعوت دی وزیر اعظم - دیگر وزراء غازی عثمان - ادہم پاشا اور مارشل کا مفود دینز پاشا جرمن بھی مدعو تھے - دعوت کے بعد امیر المومنین نے سفیر مذکور سے پون گھنٹہ پرائیویٹ ملاقات کی - اور اُسے بہ وقت رخصت طبقہ امتیاز کے طلائی و نقرئی تمغے اور اُس کے سکرٹری کو طبقہ لیاقت کا سنہری تمغہ عطا کیا -

ترکی گورنمنٹ نے جزیرہ قبرس میں جو ۱۸۷۸ء سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے - رفیق بک کو نیا مفتی مقرر کیا ہے -

امیر المومنین نے کرنیل سر ہربرٹ چیرہشاید کو جو انگریزی فوج متعینہ کریٹ کے کمانڈر ہیں - اور آخر جون میں قسطنطنیہ گئے تھے - طبقہ عثمانیہ کا تمغہ درجہ دوم عطا فرمایا ہے - تمغہ مذکور سعید پاشا پریسیڈنٹ مجلس شوری نے کرنیل صاحب کو باب عالی میں بلا کر بتاریخ ۳۰ - جون اپنے ہاتھ سے حوالہ کیا -

جرمنی سے مارزرائفلوں کے کارتوسوں کے اور ۲۲۵۰ صندوق توپخانہ عامرہ میں پہنچ گئے ہیں -

مکتوبات امام الزمان

ذیل میں ہم امام الزمان سلمہ الرحمن کے دو گرامی قدر مکتوب درج کرتے ہیں جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب فاضل سیالکوٹی کی مہربانی کا نتیجہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ یہہ گرامی نامے نہایت ہی احتیاط سے پڑھے جاویں گے - کوئی ناعاقبت اندیش جو من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے فرمان سے ناواقف ہے شائد اسکو بیجا تعریف ہی کہے لیکن حق یونہی ہے کہ مولانا ممدوح نے الحکم کو ہر ایک قسم کی امداد دینے میں سب سے زیادہ قدم مارا ہے اللہ تعالیٰ اونکو جزائے خیر دے ہم خوب جانتے ہیں کہ فی الحال الحکم میں اگر کوئی مضمون ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوسکتا ہے تو وہ مولانا موصوف ہی کی تقریر یا تحریر ہوتی ہے اگر ہمارے دوسرے کرمفرما و مثل مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ بھی قلمی امداد کی طرف توجہ فرماویں تو الحکم اپنی حیثیت کے اخباروں میں فرد ہوسکتا ہے - مگر ہم مایوس نہیں انشاء اللہ الحکم کے تمام نقائص اور شکائتیں ایک وقت رفع ہو جائیں گی اگر خلوص نیت اور ثبات قدم میسر ہو -

(ایڈیٹر)

مکرمی اخی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آج خدمت میں ارسال کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے احباب ان سے بہت محظوظ اور مسرور ہوں گے اور معاً امید ہے کہ اس عاجز کے لئے شرح صدر سے دعا کریں گے - پہلا خط ایک تازہ خط ہے جو حضرت اقدس نے ایک مکرم دوست کو لکھا ہے جو کسی قدر دنیوی ابتلاؤں میں مبتلا ہیں -

اس خط میں میں چاہتا ہوں کہ اہل دل اس امر کی طرف متوجہ ہو کر غور کریں کہ حضرت اقدس کو اپنی دعاؤں کی قبولیت اور خدا تعالیٰ سے تقرب پر کس قدر علی بصیرۃ یقین ہے یہی ایک سیم ہے جو اس پاک وجود کو اس عرصہ دراز سے اپنی کارروائی کے اجرا سے تھکنے اور ہٹنے نہیں دیتا - اور کوئی سطح زمین پر اور اس نیلی فضا کے نیچے ایسا شخص نہیں جس کا دل اس قوت یقین سے معمور ہو -

اور دوسرا خط حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم مغفور لدھیانوی کے نام ہے - یہ خط قریباً تیرہ ۱۳ برس کا ہے - اس خط میں میں صرف اس قدر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل جو لوگ اس نور اور حق اور ہدیٰ سے منکر ہیں غور کریں اور خدا کے لئے غور کریں کہ حضرت اقدس اپنے ایک مکرم دوست کو وصیت کرتے ہیں کہ بیت اللہ میں انکی طرف سے بلا تغیر الفاظ انکی یہ دعا پڑھ دیں کہ ای ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے مجھے جوش بخشا ہے الخ - ان الفاظ سے کس قدر فوق العادہ طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کو اپنے منجانب اللہ ہونے کا یقین و اثق کب سے اور کس قدر ہے - خدا تعالیٰ ان منکروں کو فہم عطا کرے کہ اپنے لئے ہلاکت کی راہ طیار کر رہے ہیں -

عاجز عبدالکریم

۱۰ اگست

"پہلا خط مورخہ ۵ اگست ۱۸۹۸ء

مخدومی اخویم ..... صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا اللہ جلشانہ آپکی نیات خیر سے صدہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین - میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارۃ سنوں - مجھے اس قدر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ اس کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی دعا نہیں - اشعار

ہزاں کارے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کارے نے بادی نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے
اگر جنبد لب مردے ز بہر آنکہ سر گردان
خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے
ز کار افتادہ را بر کارے آرد خدا زیں رہ
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے
مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ اگست ۱۸۹۸ء

دوسرا خط مورخہ ۱۳۰۳ ہجری

"از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مخدوم و مکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ -

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آں مخدوم پہونچا - اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیے اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم صمم ہے اور ہر طرح سامان درست ہے اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرماوے اور آپکا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہ ہو اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بتحصیل مرضات اللہ واپس آویں - آمین یارب العالمین اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کریگا - آپکے پچیس روپیہ پہونچ گئے ہیں - آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجالائے جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ - یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ - دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جیسی دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس نور عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے آمین -

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود اور مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی عرض انہی لفظوں سے سکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں کہ ای ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ ای ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ

تو غفور و رحیم ہے اور مجھسے وہ کام کر جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنے ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک ..... عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب ..... اسلام کی خوبیوں سے بیخبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز اور ..... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ..... حمایت میں رکھکر دین و دنیا میں آپ اُن کا متکفل ..... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہونچا اور اپنے ..... اور اُس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر آمین یا رب العالمین۔ یہ دعا ہے جسکے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں والسلام۔

خاکسار غلام احمد

مکرر کہ خط ہذا بطور یادداشت اپنے پاس رکھیں خط دیکھکر تمامتر حضور و رقت دل دعا کریں والسلام۔"

اس خط کی پوری پوری تعمیل کی گئی یعنے حضرت منشی صاحب جنکے نام یہ خط ہے بخیر و عافیت حج کو گئے اور وہاں پہونچکر حسب الحکم اس خط کو بآواز بلند پڑھا اور ساتھ کی جماعت آمین کہتی رہی۔ اس سال حج اکبر ہوا یعنے جمعہ کے دن۔ حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدس کی دعا تھی واپس گھر پہونچ گئے اور گیارہ بارہ روز زندہ رہکر ۱۳۰۳ھ ہجری میں لودیانہ میں وفات پائی۔ اس خط میں جہاں نقطے دیئے ہوئے ہیں اُس جگہ سے بباعث دیرینہ ہونے کے پھٹکر ضایع ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ضایع شدہ چند الفاظ ہیں زیادہ نہیں مضمون کا ربط معلوم ہو سکتا ہے۔ فقط۔ بقلم منظور محمد ولد حضرت منشی صاحب موصوف مرحوم مغفور۔

ایام الصلح (فارسی لباس میں)

لله الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت و انبساط سے مشتاق ناظرین کو مژدہ سناتے ہیں۔ کہ کتاب ایام الصلح جو حضرت اقدس تصنیف فرما رہے تھے۔ اور جس کا ترجمہ فارسی زبان میں ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب فاضل سیالکوٹی فرما رہے تھے۔ بالکل مکمل ہو گئی ہے۔ اور فارسی حصہ تو مکمل طور پر طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ کتاب پر کسی قسم کی رائے دینا ہماری بساط سے باہر ہے۔ کیونکہ سلطان القلم اور امام الوقت کی ذوالفقار صفت قلم کا نتیجہ ہے۔ اور کلام الامام امام الکلام ایک مسلم بات ہے۔ جس قسم کے حقائق اور معارف اور قرآنی اسرار اس رسالہ میں حضرت اقدس نے بیان فرمائے ہیں اون کی نظیر پہلی تصنیفات میں نہ ملے گی اپنے دعاوی پر ایسے انداز اور طرز سے قلم اُٹھایا ہے کہ گویا مجسم کر کے مدعی کو دکھا دیا ہے۔ اور کم سواد اور عام فہم کا آدمی بھی بہ شرطیکہ صفائی قلب رکھتا ہو۔ امام الوقت کی شناخت کر سکے۔ بہ ہر حال کتاب کی خوبیاں دیکھنے اور پڑھنے والوں کو معلوم ہوں گی۔ ہم اس مختصر نوٹ میں کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتے۔ فارسی ترجمہ جس خوبی اور لطافت سے کیا گیا ہے۔ وہ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے بذات خود ایک فوق العادت نشان ہے۔ اہل زبان پڑھ کر ایک دفعہ تو میری تصویر پر مصور بھی دھوکھا کھا جاویں گے۔ مصداق ہوں گے۔ فارسی زبان کا تازہ لٹریچر نظر آئے گا۔ اور جس خوش اسلوبی سے اس کتاب کے مضامین کو فارسی میں ادا کیا گیا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ اور صرف خدا تعالےٰ ہی کا فضل ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کی اس سعی کو مشکور بناوے اور اون کو جزائے خیر دے۔ اور اس سے بھی زیادہ فضل اون پر کرے تاکہ وہ اوس کے پاک دین کی خدمت میں اس سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور ہم لوگوں کو بھی مولوی صاحب کا سا صدق و ثبات عطا کرے تاکہ اس مقدس امام اور اوس کے مقدس مشن کے لئے مفید ہو سکیں۔ آمین۔

ایام الصلح کا فارسی ترجمہ فی الحال شائع ہوا ہے۔ اور مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر ایک روپیہ قیمت کو ملے گا۔

فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے اور یونیورسٹی کے امتحانات منشی عالم وغیرہ کی طیاری کرنیوالے اس رسالہ کو ضرور پڑھیں۔

توجہ بکار ہے

ہمارے معزز ناظرین کی توجہ کی بغیر رجو دنیاوی اسباب میں ایک سبب ہے الحکم کی اون قابل اصلاح باتوں میں اصلاح ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے جو ہمارے ناظرین محسوس کرتے ہیں یا خود ہم سمجھتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے اخبار لینے والے احباب کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کہ اون کی اختتام سال میں صرف ایک مہینہ رہ گیا اور اونمیں سے اکثر ایسے ہیں کہ اونہوں نے ترسیل زر چندہ کیطرف توجہ نہیں فرمائی یا بوجوہات نہیں فرما سکے۔ جو کام متفقہ کوشش و سعی سے ہونیوالے ہوں ایک شخص خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو سرانجام نہیں دیتا ہاں اگر مومن اللہ سچا ہو تو پھر ہم اپنے احباب سے امید کرتے ہیں کہ وہ الحکم کی ہر ایک قسم کی مدد کیلئے ہمہ تن طیار ہو جاویں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اونکے مقدس مشن کی خلاف کسقدر اخبارات صرف مخالفت ہی کا مشن لیکر شائع ہوتے ہیں پھر اگر وہ اپنی جماعت کیلئے یہ حقوق کیوں نہیں کیخاطر ایک بھی اخبار اپنے ہاتھ میں رکھ کر نہیں چلا سکتے تو کسقدر سستی کی بات ہے اسلئے جو امداد کرتے ہیں وہ مزید توجہ کریں اور ابھی [illegible]

✤ - قواعد زیر دفعہ ۵۶ و ۵۷ - ایکٹ ۲۰ ۱۸۸۳ء بغرض آبپاشی بذریعہ نہر کرن ✤

تعریفات

ان قواعد میں مینجر سے وہ شخص مراد ہے - جس کو وقتاً فوقتاً ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور واسطے انتظام نہر کے مقرر کر دے - سال سے وہ بارہ مہینہ سمجھے جائیں گے - جو یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱ - اکتوبر کو ختم ہوں -

قواعد

(۱) پانی جو نہر سے لیا جائے گا - اس سے فی الفور آبپاشی کی جائے گی - اور سوائے مینجر کے خاص اجازت کے کوئی شخص اوس سے تالاب یا گڑھے پُر کرنے کا مجاز نہ ہوگا -

(۲) سال میں جس زمین کے واسطے نہر سے آبپاشی کی ضرورت ہو اس کے مالکان کو چاہیئے کہ سال کے پہلے دو ماہ کے عرصہ میں مینجر کے پاس تحریری درخواست کریں اور یہ بھی تحریر کریں کہ آیا وہ پانی توڑ سے لگا چاہتے ہیں - یا بذریعہ جھٹہ کے - اور

(الف) بحالت توڑ کے اپنی درخواست میں تعداد اُن کھالوں کی جن کے علیحدہ علیحدہ دہانے

ہوں اور جن کے ذریعہ وہ پانی لینا چاہتے ہوں درج کریں۔

(ب) بصورت جھٹہ کے اون مقامات کی تعداد جہاں جھلاروں اور جھٹوں سے پانی لیا جائے گا۔ الگ الگ بتانے چاہیئے۔

(۳) مینجر کا فرض ہوگا کہ یکم اپریل سے پہلے مراتب ذیل کا تعین کرلے۔

(ا) کس قدر جدا جدا دہانے والے کھالوں کے ذریعہ توڑ آبپاشی کی جائے گی۔ اور وہ دہانے کس کس جگہہ قائم کئے جائیں گے

(ب) جھلاروں کی تعداد اور ان کے قائم کرنے مقامات

(ج) وہ مقامات جہاں بذریعہ جھٹوں کے پانی لیا جائے گا۔

(۴) ہر سال زمینداران صرف اونہیں موگھوں کے ذریعہ اپنے کھالوں میں پانی لے جائیں گے۔ جو پہلے مقرر ہوچکے ہوں اور صرف انہیں مقامات پر جھلاروں اور جھٹوں سے کام لے سکیں گے۔ جو اس سال کے واسطے مینجر نے منظور کئے ہوں۔

(۵) کسی شخص کو نہر کے کنارے اور پتھرے کاٹنے کا بجز صریح اجازت مینجر کے اختیار نہ ہوگا۔

(۶) طیاری کھال جس کے ذریعہ نہر سے پانی لیا جائے گا۔ معہ پختہ دہانہ اوس نمونہ اور مساحت کے مطابق جو مینجر وقتاً فوقتاً تجویز کرے یا آڈ جسکے ذریعہ جھلار تک پانی پہونچایا جائے گا۔ اُس شخص یا اون اشخاص کے ذمہ ہوگی جو اس کھال یا جھلار سے آبپاشی شدہ فصلوں کا آبیانہ دینے کے ذمہ وار ہوں گے۔ اشخاص مذکورہ بالا مشترکاً اور فرداً فرداً پختہ دہانوں کی تعمیر کے ذمہ وار ہوں گے۔

(۷) نہر میں کسی قسم کا پشتہ یا بند لگانے کی ممانعت ہے سوائے اوس خاص وقت اور خاص نمونہ اور خاص مصالح کے جو مینجر بہ ذریعہ عام یا خاص احکام کے مقرر کرے۔ جب

کسی خاص وقت کے واسطے نہر میں پشتہ یا بند بنانے کی اجازت دی جائے۔ تو اوس شخص یا اون اشخاص کا جن کے مفاد کے واسطے بند لگایا گیا ہو مشترکاً اور منفرداً فرض ہے کہ وہ فوراً بعد انقضائے وقت معینہ کے اس کو مسمار کر دیں۔

(۸) مینجر ہر سال یکم اپریل سے پہلے ہر ایک کھال اور ہر ایک آڈ کی جس کے ذریعہ جھلار میں پانی جاتا ہو آبپاشی کے بارے مقرر کر دے گا۔

(۹) آبپاشی کرنے والوں کا فرض ہوگا کہ وہ نوبت ہائے معینہ حسب قاعدہ نمبر ۸ کے مطابق کاربند رہیں۔ بدوں اون اوقات اور اُس حد تک جب کہ اون کی عدم ضرورت کا مینجر وقتاً فوقتاً اظہار کرے۔

(۱۰) جو شخص قواعد نمبر ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اور نمبر ۹ کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ جس کی تعداد ۵ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔ بحالت مسلسل خلاف ورزی کے جتنے دنوں تک بعد سزایابی کے عدم تعمیل جاری کرے گا زائد جرمانہ بہ حساب ۵ روپیہ یومیہ کا سزاوار ہوگا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک عیاش مسلمان نے ایک سو روپیہ کی لاگت سے ایک پلنگ ۲۲ فیٹ طویل اور ۱۰ فیٹ عریض بنوایا اور ایک وسیع دالان میں رکھا۔ منشاء یہہ تھا۔ کہ اپنے یاروں سمیت اس پر بیٹھ کر رنڈی کا ناچ کرایا جاوے۔ مگر پلنگ کے طیار ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد ۸ بجے شب کے مکان کی چھت بیٹھ گئی۔ اور تمام کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ یہہ نرالا عیاشی کا کھیل ہے۔

کیوبہ کی امریکن فوج میں ۴۲۰۰۰ آدمی بیمار ہیں۔ منجملہ اُن کے ۴۰۰۲ زرد بخار میں مبتلا ہیں۔

فرانچ سفیر نے گورنمنٹ امریکا کو اطلاع دی کہ سپین کو شرائط صلح منظور ہیں۔ اور اوس نے یہہ بھی منظور کرا لیا ہے۔ کہ دوران گفتگوئے صلح میں جنگ ملتوی رہے۔

کینڈز میں ایک کشتی نئی ایجاد ہوئی ہے۔ جو پانی کے اندر چلتی ہے۔ اس میں دخانی یا مقناطیسی قوت کی حاجت نہیں ہے۔ صرف پُرزے لگے ہیں۔ اور دو آدمی چلا سکتے ہیں۔

سینٹ پیٹرز برگ میں موسم سرما میں جہاز رانی کے قیام کے لئے روسیوں نے دس ہزار گھوڑوں کی طاقت کی برف توڑنے والی کل ایجاد کی ہے۔ یہہ کل برف کو توڑ کر پانی بنا دیا کرے گی۔ اور جہاز رانی جاری رہے گی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ یونان سے جو تاوان جنگ لیا گیا ہے۔ اس میں سے دس ہزار پونڈ کریٹ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد پر صرف کئے جائیں۔

پرنس بسمارک کی وفات پر شہنشاہ جرمن نے حکم دیا۔ کہ بری اور بحری فوج میں ایک ہفتہ تک ماتم رہے۔

اسلامی دُنیا کا ہفتہ

ترکی گورنمنٹ نے - چوتھے - پانچویں اور چھٹے اردوئے ہمایون کے کمانڈروں کے نام حکم صادر کیا ہے - کہ رنگروٹوں کی بھرتی کے قواعد کی پوری تعمیل کرکے اپنی اپنی پلٹنوں کی جمعیت مکمل کردیں - ان جیوش کے صلہ مقام علی الترتیب ارزن کیہان - دمشق اور بغداد ہیں - جہاں کے اکثر باشندے اب تک فوجی خدمت سے بچے ہوئے تھے وہاں خانہ بدوش قبائل بہکثرت آباد ہیں - اور ان کی مردم شماری کا اس لئے کوئی درست انتظام نہیں ہو سکتا - مگر اب ترکی حکام ان قبائل سے خانہ بدوشی چھوڑانے کے لئے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں چنانچہ حال میں حکا ادانہ کی سعی و کوشش سے قبیلہ شکرلی نے خانہ بدوشی چھوڑ کر پانچ نئے دیہات آباد کر لئے ہیں - ہر گاؤں میں مسجد اور مدرسہ سرکاری خرچ سے بنا دیا جائیگا - اور سول انتظام باشندوں کے ہاتھ میں رہے گا -

صدر اعظم خلیل رفعت پاشا نے صوبوں کے حکام سے درخواست کی ہے - کہ وہ خانہ بدوش قبائل کے مشائخ اور دیگر مقتدر اشخاص کو اپنے لڑکے قسطنطنیہ کے مدرسہ عشیرت میں جو چند برسوں سے ایسے ہی لڑکوں کے لئے امیرالمومنین نے جیب خاص کے خرچ سے قائم کیا ہے - بھیجنے کی ترغیب دیتے رہا کریں - مدرسہ کی عمارت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے

پانچویں اردوئے ہمایون کے فوجی افسروں نے محتاجان کریٹ کے لئے لٹھہ کے پندرہ سو تھان خرید کئے ہیں -

ٹائمز نے کچھ عرصہ ہوا تحریر کیا تھا - کہ یمن کا فوجی گورنر فیضی پاشا موقوف کردیا گیا ہے - یہ بالکل غلط ہے - پاشا موصوف کی صرف تبدیلی کی گئی ہے - بغداد کے فوجی کمانڈر دولت بور جب پاشا طرابلس الغرب بھیجے گئے ہیں اور فیضی پاشا یمن سے اون کی جگہ بغداد - اسی طرح احمد پاشا کو راستہ سے واپس بلا لئے جانے کی خبر بھی اوس نے غلط درج کی تھی - پاشاء موصوف خرید جہازات کے لئے لنڈن پہنچ گئے اور کئی ہفتہ تک وہاں رہے - جہاں سے اب اون کو جرمنی جانے کا حکم ملا ہے - ٹائمز کی ان غلط بیانیوں سے طاہر پاشا کی نسبت اوس کی تحریر کردہ خبر سے بھی بے اعتباری سی ہو گئی ہے اور خیال گذرتا ہے کہ شائد اُس کے نامہ نگار نے اوسی واقعہ پر جس کے متعلق ہم جولائی کے وکیل میں لکھا گیا تھا - رنگ چڑھا یہہ طومار طیار کر لیا ہے - واقعہ مذکور یہ تھا - کہ سید طاہر پر جبکہ وہ محلہ بک اوغلی سے گذر رہے تھے - چند بدمعاشوں نے حملہ آور ہو کر لاٹھیوں کی ضربات سے اون کو ادھموا کر دیا تھا - اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تھے -

باب عالی نے جرمن کارخانوں سے مارزر رائفل کے ۲۲ کروڑ کارتوس خرید کئے ہیں - پہلے ۶۰۰ قرش فی ہزار کارتوس قیمت تھی - اب باب عالی نے پانچسو پچاس قرش فی ہزار قیمت مقرر کی ہے ان میں سے سوا دو ہزار صندوق شروع جولائی تک قسطنطنیہ پہونچ گئے ہیں

محتاجین حرمین کے لئے شروع جولائی تک چار لاکھ قرش قسطنطنیہ میں چندہ میں جمع ہوئے تھے اور شہیدان محاربہ کی اولاد کے لئے ۲۷ لاکھ ۳۴ ہزار قرش -

چند اہالی حلب نے اوس فوجی چوکی کی عمارت میں مدد دینے کے لئے جو حکام ضلع اسکندرونہ کی سڑک کی حفاظت کے لئے بنوا رہے ہیں - ایک رات تھیٹر کا تماشہ کیا - اوس سے بیس ہزار قرش آمدنی ہوئی جو حکام کے حوالہ کردی گئی -

اطنہ اور مرسینا کے مزارعین نے بابعالی میں درخواست کی ہے کہ مرسینا - ادانہ - ریلوی لاین کو مرعش تک بڑھا دیا جائے - لاین مذکور کی اجارہ دار کمپنی بھی بلا حصول ضمانت اس توسیع پر آمادہ ہے - مرسینا ایشیاء کوچک کے جنوبی ساحل پر جزیرہ قبرس کے مقابل بندرگاہ ہے - اور ادانہ (اطنہ) اوس سے بجانب شمال مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر ہے - اس نواح میں صرف یہی چالیس میں ریلوی لاین ہے - مرعش اطنہ سے بجانب شمال مشرق ایک سو پانچ میل اور حلب سے عین بجانب شمال ایک سو میل کے فاصلہ ہے -

ترکی فوج کے تھیلی کو خالی کرتے ہی یونانیوں کے لاریسا ترخالہ اور مواضعات کے مسلمانوں پر جو کچھ جبر و ستم کرنیکی خبریں موصول ہوئی ہیں اونکی تصدیق ہو گئی ہے - وزارت یونانی نے مقامی حکام کو آئندہ کے لئے سخت نگرانی کرنے کی تاکید کرکے مسلمانوں کے نقصانات کی فہرست فی الفور ارسال کرنے کا حکم دیا ہے -

بابعالی میں یہ شکائت ہونے پر کہ بعض اہلکار اون سپاہیوں کے مشاہرے دینے میں جو محاربہ تھسلی میں شریک ہوئے تھے تاخیر کر رہے ہیں عام حکم نافذ کیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کسی سپاہی کو دیر کرکے تنخواہ ملنے کی شکائت پہونچی تو قصوروار اہلکار کو سخت سزا دی جائیگی -

بیروت کا اخبار لکھتا ہے کہ رشید بک آفندی گورنر بیروت کے حسن انتظام سے اونکے عہد گورنری میں جنکی میعاد ابھی دس ماہ سے زائد نہیں ہوئی - سالگذشتہ کے اسی قدر مہینوں کی نسبت صوبہ کی آمدنی میں ساٹھہ ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا ہے -

دارالامان کی ڈائری

یکم اگست ۱۸۹۸ء - کل گذشتہ سے منشی تاج الدین مع اہل بیت اور مفتی محمد صادق و منشی غلام حسین صاحب ڈنگوی و میاں محمد حیات لاہور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ "مینے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈاڑھ کا حصہ بوسیدہ ہوگئی ہے۔ اس کو مینے منہ سے نکالا۔ اور وہ بہت صاف تھا۔ اور اوسے ہاتھ میں رکھا" پھر فرمایا کہ "خواب میں دانت اگر ہاتھ سے گرایا جاوے تو وہ منذر ہوتا ہے۔ ورنہ مبشر" زاں بعد محمد صادق نے اپنے دو خواب سنائے۔ جنمیں سے ایک میں نور کے کپڑوں کا ملنا اور دوسرے میں حضرت اقدس کے دیئے ہوئے مضمون کا خوشخط نقل کرنا تھا۔ جس کی تعبیر حضرت اقدس نے کامیابی مقاصد فرمائی۔

"اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا" کہ تائیدات الٰہیہ ایک تو بیّن اور ظاہر طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور عام لوگ اُن کو دیکھ سکتے ہیں۔ مگر بعض مخفی تائیدات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے لئے میری سمجھ میں کوئی قاعدہ نہیں آتا کہ عوام الناس کو کیوں کر دکھا سکوں۔ مثلاً یہی عربی تصنیف ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں مجھے کہاں تک دسترس ہے۔ لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقع پر موزون طور پر آنے والے الفاظ القا ہوتے جاتے ہیں۔ اب کوئی بتلائے کہ ہم کیونکر اس تائید الٰہی کو دکھا سکیں۔ کہ وہ کیونکر سینہ پر الفاظ نازل کرتا ہے" اور دیکھو اس ایام الصلح میں اکثر مضامین ایسے آئے ہیں جن کا میری پہلی تصنیفات میں نام تک نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ اس سے پہلے وہ کبھی ذہن میں نہ گذرے تھے۔ لیکن اب وہ ایسے طور پر آکر قلب پر نازل ہوئے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ جب تک خود تائید الٰہی کے شامل حال ہوکر اوس کو اس قابل نہ بنا دیوے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو وہ ایسے بندوں پر کرتا ہے۔ جن سے کوئی کام لینا ہوتا ہے"

"یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ تصنیفات کے لئے جب تک صحت اور فراغت نہو یہہ کام نہیں ہو سکتا۔ اور یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اون لوگوں ہی کو ملتا ہے جن سے وہ کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ پھر اون کو یہ سب سامان جو تصنیف کے لئے ضروری ہوتے ہیں یکجا جمع کر دیتا ہے"

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے دشمنوں کی طبیعت ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء سے بعارضہ درد شکم بیمار تھی حضرت اقدس نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی۔ اور افاقہ کی خبر سُن کر الحمد للہ فرمایا اور فرمایا کہ "مولوی صاحب کا سن اب انحطاط کا ہے۔ اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ گویا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ زندگی اور موت تو اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لیکن انسان کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اسباب کی رعایت نہ رکھے" پھر فرمایا کہ "در اصل انحطاط کا زمانہ ۳۰ سال کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے۔ افراط اور تفریط اس سن میں اچھی نہیں ہوتی مینے بعض آدمی دیکھے ہیں کہ گنا پنا آٹا دیتے اور پانی بھی اندازہ اور وزن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ اور بعض یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ اون کو کسی قسم کا اندازہ ہی نہیں رہتا۔ یہہ دونو باتیں ٹھیک ہیں" جیسا مینے کہا "زمانہ شباب تیس ہی سال تک ہے اور یہ بھی اوس صورت میں کہ قوائے مضبوط اور تندرست ہوں ورنہ بعض تو اوائل ہی میں تشبہ بالشیوخ رکھتے ہیں"

اب دس منٹ ۶ بجنے میں تھے۔ ہم مدرسہ کو چلے گئے حضرت اقدس بھی چند منٹ بعد تشریف لے گئے۔

دس بجے کے قریب شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور مع منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ تشریف لائے۔ کوئی سوا دس کے قریب حضرت اقدس ان معزز مہمانوں سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے۔ اور کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مدرسہ دکھانے کے لئے لے کر آئے۔ خود جناب ممدوح نے کوائف و اغراض مدرسہ سے شیخ صاحب کو اطلاع دی اور فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر ایک قسم کے لوگ ڈاکٹر۔ وکیل تاجر۔ گریجوایٹ وغیرہ شامل ہیں۔ مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ایک فاضل مولوی تجویز کیا ہے۔ اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ "جناب کو بہت آسان ہے کیونکہ ہر ایک قسم کے لوگ بفضلہ تعالےٰ موجود ہیں" اور شیخ احمد علی صاحب نے صہ نقد اُسی وقت بطور انعام پیش کئے کہ یہہ انعام اوس طالب علم کو ملے جو دینیات میں سب سے اول رہے۔

ایڈیٹر الحکم نے بغرض اندراج الحکم دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ صاحب ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ تھا۔ الحکم نام اخبار بھی یہاں سے شائع کرتے ہیں۔ شیخ علی احمد صاحب نے اس پر فرمایا کہ "جناب آپ کی تو دنیا ہی نئی ہے"

پھر حضرت اقدس اُن کو مطبع کی طرف لے گئے جہاں مطبع کے متعلق حالات بتلاتے رہے۔ اور مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر کا ذکر آیا۔ جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس کے متعلق ایک خط سنایا۔ پھر کھانا کھانے کو تشریف لے گئے۔ زاں بعد ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نمازوں کے بعد آج کا دن مع الخیر ختم ہوا۔

سچائی کا فیصلہ

اور

شرطیہ

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

صداقت

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ

بیرچہ ترکیب استعمال ہر دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب بارک سے ہوگی۔ محصول ڈاک کشن ڈاک مرخریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ آنی چاہئیں۔

نوٹ

بدرخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی دوا۔ درخواست کے ساتھ روانہ کریں۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلباء کو اسکی اشد ضرورت ہے دو ہفتہ کے واسطے عہ۔ ایک ماہ کیواسطے عہ۔ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بہ تصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دیجاتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے جادو انہ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ر اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے صرف ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ اسہال۔ کھٹے ڈکار ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خیالی یہہ کہ مہینہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادیوں کو اس کی بھی اجازت ہے۔ خوراک عہ

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیا بند کو اکسیر ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ۔ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پٹیاں کتنی ہی۔ زخم پہلے دن خشک اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ر خرچ روانگی پر مفت۔

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوانمرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ملے روپیہ

عصائے پیری

قوت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کیواسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے قیمت ملے روپیہ۔

دوائی وجع المفاصل

یہہ بے نظیر اکسیر ہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صر

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پورانہ کیوں نہ ہو۔ تین دنوں میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اکسیر اعظم ہے۔ خوراک عہ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ۔ زکام۔ چھینک۔ کیواسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ر خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسکے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کی۔ ذغیرہ ناممکن سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۱۰ دنوں میں فائدہ کلی ہوتا ہے قیمت

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دنوں میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسکو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا قیمت ملے روپیہ

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴ر فی درجن عہ

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

ہم لٹاتے ہیں آج اس دگھر - نہ ہے کوئی لاولد مضطر ✦ امنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر - لعل قدر قیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین دبی وقار طرز اشتہار و اسناد بے شمار سے کاحقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسپٹ لکھوایا جاتا ہے - جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو - صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارک بادی ہے

خوش ہو فضل ایزد داور کیوں نہ ہوں اس سے بارور کیوں

اس خادم الاطبار کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں - کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا - مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے - کہ ادویہ تو وہی ہوں گی - مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں - اور دلی مراد پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے - بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لے جائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے - (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں - (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو - تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ و جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی - اگر علاج میں شک ہو - تحقیق کر لو داد پانے پر دینا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں - وہ خانہ خراب ہے - گھر نہیں ؎ برباد وہ شہر ہے کہ جس کا ثمر نہیں - گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی مراد دلی بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا پیہ نیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ع	۱۰	قولنج دوری	۵ص	۱۹	لقوہ	۵ع	۲۸	نل اترنا	۵ص
۲	جس کا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	۵ص	۱۱	سوزاگ	۵ص	۲۰	بھگندر	۵ع	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	۵ص
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	۵ص	۱۲	سرعت	۵ع	۲۱	ناسور	۵ع	۳۰	خضاب سالانہ	۵ع
۴	کم زوری	۵ع	۱۳	جریان	۵ع	۲۲	بواسیر خونی و بادی	۵ص	۳۱	نزلہ و زکام	۵ع
۵	مرگی	۵ص	۱۴	غلط کاری	۵ص	۲۳	ادھرنگ	۵ع	۳۲	تسہیل ولادت	۵ع
۶	تپ دق	۵ع	۱۵	گنٹھیا	۵ع	۲۴	ضیق النفس	۵ع	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۵ع
۷	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	۵ص	۱۶	سفیدی آنکھ	۵ع	۲۵	لپھ	۵ص	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	۵ع
۸	ضعف باہ	۵ص	۱۷	ضعف بصر	۵ع	۲۶	آتشک	۵ص	۳۵	ضعف ہضم	۵ع
۹	ضعف جگر	۵ع	۱۸	سبل	۵ع	۲۷	آتشک کل بدن	۵ع	۳۶	سر سام	۵ع

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم - امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سُبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بہ جائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ عہ روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ تین روپے، روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس (عہ) روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ۔ ۴ر خرچ ڈاک بہ ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو یہ منزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھتے ہیں۔ جلن۔ کم زوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بہ عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خود دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ! شائد آں جناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنے ایک دوکان دار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بہ سبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بہ صد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرے) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بہ ذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

قیمت سالانہ پیشگی سے

قیمت سالانہ پیشگی سے

اخبار الحکم

نمبر ۲۲ و ۲۳ | قادیان دار الامان والامان مؤرخہ ۶ و ۱۳ - اگست ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز !!

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دل چسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دلچسپ لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔

منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عہ

۲۶۲۲۰ - تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبروں - تار - نوٹ - آرٹکل - علمی مضامین - اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دار السلطنت شہر دہلی سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔

جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے۔ قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔

چونکہ اردو سرکل کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو داں پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں [درخواست خریداری بنام منیجر روزانہ اخبار دہلی

نمونہ کے لئے ایک آنہ

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت بمحصول ۲ر

محمود کی آمین - دوسرا ایڈیشن قیمت -/

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر - از عالی جناب امام الزمان سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء

الانذار - ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے

منیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازاربند۔ پیچ بند۔ پراندے۔ ہر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

www.aaiil.org

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر پنجم

سورۃ البقرہ بقیہ رکوع دوم

جیسا کہ گذشتہ نمبر اوس سے پیوستہ اشو میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ اس رکوع میں اللہ کریم **نفاق** کی توضیح اور **منافقوں** کی تمیز اور شناخت پر مفصل بحث فرماتا ہے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی جو اس رکوع کا آخری حصہ ہے منافقوں کے اقسام دو عام فہم اور مشاہدہ میں آئی ہوئی تمثیلوں کے ذریعہ سے تفہیم ہیں۔ چنانچہ **منافق اعتقادی** کی مثال یوں فرمائی ہے کہ **مثلہم کمثل الذی استوقد نارًا فلما اضاءت ماحولہٗ** ۔ الآیۃ ۔ س ۔ یعنے منافق اعتقادی کی مثال ایسی ہے ۔ کہ جیسے کوئی صحرا نشین آفات درندوں جنگلی جانوروں ، سے محفوظ رہنے کی خاطر آگ جلائے جب آگ روشن ہو گئی اور اوس کا اردگرد بھی خوب منور ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ اوس نور کو لے گیا ۔ اور وہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اندھوں کی طرح دیکھ نہیں سکتے ۔ الخ

قاعدہ کی بات یہ ہے کہ جب صحراؤں اور خوف ناک جنگلوں میں رات آجاتی ہے ۔ تو راہ رو آگ جلا لیتے ہیں ۔ تاکہ صحرائی جانوروں اور جنگلی درندوں سے محفوظ رہیں ۔ مگر کیا وہ من کل الوجوہ اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں ؟ ہرگز نہیں یوں ہی آگ بجھی ۔ پھر وہ اپنے تئیں موت کے منہ میں سمجھیں ۔ اسی طرح پر اعتقادی منافق اون مصائب اور تکالیف سے بچنے کے لئے جو مامور من اللہ کے منکرین پر مختلف رنگوں میں آنے والی ہوتی ہیں ۔ صرف اقرار باللسان کی روشنی یا ایسے اعمال کے ذریعہ سے (جو تکلف اور تصنع سے صادر ہوتے ہیں نہ بہ طریق تلذذ ۔) اپنے تئیں محفوظ کرنا چاہتا ہے ۔ اور کچھ عرصہ تک اوسی صحرا نشین کی طرح محفوظ بھی ہو جاتا ہے ۔ لیکن جیسے آخر اوس کی روشنی ختم ہو کر **دھواں** اور **گرمی** چھوڑ کر اوسے معرض بلا میں پھنسا دیتی ہے ۔ اسی طور پر اس کی یہہ نمائشی کار روائی آخر کھل جاتی ہے ۔ اور بجائے سکھ کے اوس کو دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے ۔

ذہب اللہ بنورہم میں ہم کو یہ سر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جیسا پہلے بیان ہوا ۔ اعمال صالحہ پر مزید اعمال صالحہ کی توفیق ملتی ہے ۔ اور جن قوتوں کا استعمال چھوڑا جاتا ہے ۔ وہ ضائع ہو جاتی ہیں ۔ چونکہ منافق اپنی اندرونی قوتے جن میں **فطرت سلیمہ** اور **دل** بھی شامل ہیں ۔ اُن کے استعمال کو تو چھوڑتا ہے اس لئے **اعمال جوارح** کا پول خود بہ خود ظاہر ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ **دل** کے **زیر کمانڈ** صادر نہیں ہوتے ۔ پس اون کی کرتوت خود اون کو اوس عارضی روشنی سے نکال کر خوف ناک تاریکی میں پہونچا دیتی ہے ۔ جو **ذہب اللہ بنورہم وترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون** ۔ میں اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے ۔ یہہ بات بھی مشاہدہ صحیحہ میں آچکی ہے ۔ کہ جب آدمی روشنی سے یکا یک اندھیرے میں آجاوے ۔ تو وہ دیکھ نہیں سکتا ۔ پس قرآن کریم کی فلاسفی کیسی سچی اور درست ہے ۔ کہ **ترکھم فی ظلمٰت لا یبصرون** ۔

مدینہ کے منافقوں نے ہمارے سیّد و مقتدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلایا ۔ چونکہ حضور کا تشریف لے جانا بہ جائے خود ایک عالم آشوب جنگ تھی ۔ پس وہ کچھ استفادہ نہ کر سکے ۔ اور خود ہی اُس جماعت سے علیحدہ ہو کر تکالیف کا نشانہ بنے ۔

پھر یہہ فرمایا ۔ کہ ایسے منافق یعنے اعتقادی منافق جن کا **کانشنس** (نور قلب ، سُن ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ اس سے کام نہیں لیتے اور اون کا دل تاریکی کا وحشت ناک کھنڈر ہو جاتا ہے ۔ **بہرول** اور **گونگوں** اور **اندھوں** کی سی زندگی بسر کرتے ہیں ۔ اُس کے واپس آنے کی اب کوئی بات نہیں بنتی ۔ وہ تو ہلاکت میں گرے گا ۔ دیکھو جو آدمی بہرہ بھی ہو اندھا اور گونگا بھی ہو وہ کیوں کر سلامتی سے منزل مقصود پر پہنچ سکے گا ۔ منافق اعتقادی کے ذکر میں اس مقام پر اوس کی حالت بیان کرتے ہوئے **قلب** کا ذکر نہیں فرمایا ؟ اس لئے کہ **نور قلب** تو وہ پہلے ہی کھو چکا ۔ جب اُس نے اُس سے کام نہ لینا شروع کر دیا ۔ اور اشارہ اس آیت میں موجود ہے ۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا** ۔ یعنے اون کے دلوں میں جو مرض ہے وہ تو اب بڑھے ہی گی ۔ بہ قول شخصے مرض کا حد سے گذرنا دوا ہو جانا ۔ اور حسب محاورے **ان بعض دواء داءٌ** یعنے بعض دوا ہلاکت ہوتی ہے ۔ اللہ اللہ کیا پاک اور صاف نظام قرآنی ہے ۔ **فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضًا** ۔ یعنے ابتدائی نشان کی حالت میں تو دل ذرا مریض تھا ۔ مگر پھر یوں گا فیوں گا سنت اللہ کے موافق بڑھے ہی گا ۔ یہاں تک کہ **ذہب اللہ بنورہم** تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔ پس دل جب ضائع ہو گیا ۔ پھر ترقی کے ذریعہ تین ہی ہیں ۔ اور عام طور پر سلسلہ یوں ہی سے شروع ہوتا ہے ۔

اول انسان سماعی باتوں سے کچھ واقفیت پیدا کرتا ہے ۔ دیکھو بچہ جب بولنا سیکھتا ہے ۔ تو پہلے جو آوازیں اوس کے کان میں پڑتی ہیں ۔ اون کو منہہ سے نکالتا ہے ۔ سننے کے بعد بولنے سے بہت ہی مشکلات حل ہو جاتی ہیں ۔

اور زبان کام دینے لگتی ہے۔ پھر نظارہ قدرت کو دیکھ کر انسان ترقی کر سکتا ہے۔ مگر منافق لوگ نہ کان رکھتے ہیں۔ نہ زبان اور نہ آنکھ پس ایسے گم کردہ راہ کی سلامتی کی امید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہہ فتویٰ ہو چکا۔ **فہم لا یرجعون**۔

اس مقام پر کوئی معترض یہہ سوال کر سکتا ہے۔ کہ پھر منافق اور کافر میں کیا فرق ہوا؟ منافق نے جو اعمال کئے ہیں۔ یہ مانا کہ اُس سے وہ بطریق احتظاظ جیسے کہ مومن سے صادر ہوتے ہیں۔ نہیں ہوئے۔ مگر ایک عمل تو اُس نے کیا۔ پھر اُس کی جزا اوسے کیوں نہ ملے گی؟ پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ ہی نے دوسرے مقام پر یہہ کہہ کر دے دیا ہے۔ **ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار**۔ الآیۃ ش۔ پس منافق اوپر کے طبقہ سے اسی لئے بچا۔ کہ اوس نے بہ ظاہر گو نمائشی طور پر ہی سہی کچھ اعمال کئے تھے۔ اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کہ چونکہ وہ اعمال بہ طریق تکلف صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک طرف اندرونی قوے جو افعال جوارح خارجیہ کے محرک ہیں۔ اور اون پر کمانڈ کرتے ہیں۔ بے کار ہوتے جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف وہ اعمال ایک قسم کی تکلیف اور بوجھ پیدا کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اندرونی قوے کے خلاف مرضی صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے خارجی طاقتیں بھی رفتہ رفتہ سلب ہو جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان منافقوں کی نسبت اوپر کی آیت میں فرمایا ہے۔ **و ما کانوا مہتدین**۔ ہمارے خیال میں **ما کانوا مہتدین** کے معنوں میں ہدایت سے مراد اولاً وہ ہدایت ہے۔ جسے **توفیق** کہتے ہیں اور پھر معناً اور نتیجتاً وہ ہدایت مرتوز ہے۔ جس کا نام جزائے اعمال صالحہ ہے۔

الحاصل یہاں تک منافق اعتقادی کا ذکر ہوا۔

اب **منافق عملی** کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ منافقوں کی بحث کو اس مقام پر بند فرماتا ہے۔

منافق فی العمل کی مثال یوں دی ہے۔ کہ

او کصیب من السماء فیہ ظلمت و رعد و برق۔ الآیہ۔ یعنے عملی منافق کی مثال اوس مینہہ کی حالت سی ہے۔ جو بادل سے برستا ہے۔ جسمیں **ظلمت**۔ **رعد** اور **برق**۔ تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اور مینہہ میں تین ہی قسم کی مخلوق ہوتی ہے۔

اول۔ وہ لوگ جو ہر طرح سے آرام اور آسائش کے سامان اور ذخیرے رکھتے ہیں۔ اور **بادل محل** پر بیٹھ کر مینہہ کی سیر کا لطف اُٹھاتے ہیں۔

دوئم وہ لوگ جو عین بارش میں راہ چلتے ہیں۔

تیسرے وہ آدمی جن کے گھر کچھ کچھ ٹپکتا ہے۔ اور پورا ذخیرہ خوراک کا بھی موجود نہیں ہے۔

یعنے مینہہ تو ایک فضل الٰہی ہے۔ جیسے اس عام بارش کے وقت تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو ہم نے اوپر بتلائے۔ اسی طرح سے **الہام الٰہی** کی بارش کے وقت بھی تین ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو **من کل الوجوہ** اوس سے فائدہ اٹھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔

دوم وہ جو بالکل فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

سوم وہ جو کچھ فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ آخر الذکر لوگ منافق ہوتے ہیں۔ جو تاریکی میں پڑے ہوتے ہیں۔ وہ اسلام کا منور اور درخشاں چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور دوست دشمن میں تمیز نہیں کر سکتے۔

رعد سے مراد ایسے مسائل ہیں جن میں بہ ظاہر جان کا خطرہ ہو۔ یا اور ایسے ہی مشکلات پیش آنے والے ہوں۔ جیسے جہاد وغیرہ منافق اوس سے ڈرتا ہے۔ مگر کوتاہ اندیش اس بات سے بے خبر ہوتا ہے۔ کہ اوس کی یہہ کم زوری بہت برا نتیجہ پیدا کر دینے والی ہے۔ کیونکہ ہم نے جیسا اوپر واضح طور پر عام مشاہدہ فطرت سے بتلایا ہے۔ نفاق مبنی بہ کفر ہوتا ہے۔ پھر منافق لوگوں کا ایسا حال ہے۔ کہ جب ذرا روشنی ہوتی ہے۔ تو چل پڑتے ہیں۔ یعنے جہاں کچھ مفاد ذاتی اور کامیابی کا پرتو پڑتا نظر آیا۔ اوس طرف قدم اٹھانے کو طیار ہو گئے۔ اور نماز روزہ شروع کر دیا۔ اور جہاں خطرہ نظر آیا وہیں ٹھہر گئے۔ یہہ اشارہ **برق** میں فرمایا۔ کیونکہ بجلی میں بھی دو ہی خاصیتیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو مواد ردیہ اور فاسدہ کو جلاتی ہے۔ دوسری طرف ہوا کو صاف کرتی اور بہت سے مفاد پہونچاتی ہے۔ اسی طرح منافق جہاں کامیابی کا پیارا پیارا چہرہ دیکھتا ہے۔ وہاں اسلام کا عامل اور ثنا خواں بنتا ہے۔ ورنہ برا جانتا ہے۔ اور کوستا ہے۔ چونکہ منافق عملی میں سمع اور بصر کا مادہ ابھی موجود تھا۔ جس سے وہ کڑک سنتا اور چمک دیکھتا ہے۔ مگر اوس کی متشکک حالت اس بات کا پتہ دیتی ہے۔ کہ وہ یہہ کہیں بھی نہ کھو بیٹھے۔

پس یہاں تک اللہ تعالےٰ نے منافقوں کا ذکر فرمایا۔

اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے احباب کو اس نفاق سے بچاوے۔ آمین۔

دل چسپ ایجادات

مترجمہ از رسالہ الہلال مصری

ٹیلیگراف بلا اسلاک یہہ تجویز کچھ نئی نہیں ہے۔ بلکہ مسٹر لنڈسی نے اس کو ۱۸۳۱ء میں ایجاد کیا تھا۔ تجویز مذکور یہہ تھی۔ کہ کہربائی آلہ ایک طرف پانی میں رکھا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف بھی اُسی طرح سے کہربائی توصل حاصل کیا جاتا تھا۔ یعنے دریا یا سمندر کے دونوں طرف کہربائی تاریں موصل کی جاتی تھیں۔ اس سے خبر تو ایک سرے سے دوسرے تک پہونچ جاتی تھی۔ لیکن اچھی طرح سے محسوس نہ ہوتی تھی۔ بسبب اجسام سیالہ درمیان میں حائل ہونے کے اگرچہ یہہ تجویز بھی نکمی سمجھ کر متروک ہو چکی ہے۔ تاہم پھر اس کی طرف علماء کہربائی کا خود ہو رہا ہے۔ رنجم

عورتوں کا صفحہ

بڑی عورتوں کے خصائص

ملکہ معظمہ کی چٹھی کا کاغذ

جس کاغذ پر حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو چٹھی لکھی جاتی ہے۔ اوس میں تہ نہیں ہوتی۔ اگر ذرا بھی تہ کا نشان ہو۔ تو وہ چٹھی جناب ملکہ معظمہ کو پیش نہیں کی جاتی۔ چٹھی ایک نہائت سفید چکنے کاغذ پر لکھ کر ایک بڑے لفافہ میں بند کی جاتی ہے۔ تمام چٹھیوں کو وہ مصاحب کھولتی ہے۔ جسے توشہ خانہ کا اختیار ہے۔ اور کھول کر ڈال دیتی ہے۔ اور اگر چٹھی ضروری ہوئی تو جواب کے ساتھ کاتب کو واپس کی جاتی ہے۔

شہنشاہ بیگم فرانس

جب کبھی شہنشاہ بیگم فرانس اپنے شوہر کا حال لکھتی ہیں۔ تو اوس ہیرے کی قلم سے لکھتی ہیں۔ جس سے "عہدنامہ پیرس" پر دستخط ہوئے تھے۔ چودہ سفیروں نے اس قلم کو یادگار عہدنامہ پیرس رکھنا چاہا مگر اونہوں نے شہنشاہ بیگم کا یہ کہنا مان لیا کہ میں یہ یادگار اسی قوم کے اس قلم کو اپنے پاس رکھوں گی۔ یہ سنہری عقاب کے پر کا مرصع قلم ہے۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

انگلستان میں کوئی عورت کوئی معاہدہ نہیں کرسکتی۔ جائداد کی مالک نہیں ہوسکتی۔ نفقہ کا دعوے کرے تو وہ مسموع نہیں ہوتا شوہر کے ایام مفارقت میں جو کچھ کمائے۔ وہ سب شوہر کا ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے اسلام کے روسے عورت معاہدہ کرسکتی ہے۔ بیع شرا کا اوسے اختیار علٰحدہ جائداد کی مالک ہوسکتی ہے۔ اب نئی تہذیب کے عاشق ذرا بتلاویں۔ کہ اسلام عورتوں کی قدر کرتا ہے یا اون کی فرضی تہذیب دیکھو قرآن کیا کہتا ہے **لا یحل لکم ان ترثوا النسا** (سورۃ النسا) حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو عورتیں زور سے **ولہن مثل الذی علیہن** (سورۃ البقر) اور عورتوں کا بھی حق ہے۔ جیسا اون پر حق ہے۔

عورتوں کی خبریں

پہاڑ گنج۔ دہلی میں چار عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ اتفاقاً ایک کا پاؤں پھسل گیا جس کے بچانے میں یکے بعد دیگر چاروں ڈوب گئیں۔

کنواری اور بیوہ عورتوں کی تعداد۔ انگلینڈ میں کنوارے اور رنڈوے مردوں سے دو لاکھ زیادہ ہے (تعدد ازدواج نہ ہونے کا نتیجہ ہے الحکم)

اٹلی کے دار الحکومت روم میں قدیم زمانے میں عورتیں اس قدر بھاری بالیاں پہنتی تھیں کہ کان کٹ جاتے تھے۔ اور اکثر ڈاکٹر اسی کا معالجہ کیا کرتے تھے۔

انگلستان میں ۲۵ فی صدی عورتیں اپنی روٹی محنت سے کماتی ہیں۔ اور ایک سو عورتیں لوہاروں کا کام کرتی ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کا تاج جو ۱۸۳۸ء میں بن کر طیار ہوا تھا۔ اوس میں ۲۷۸۳ ہیرے کے ٹکڑے ۲۷۷ موتی اور ۳۷ زمرد اور ۱۷ نیلم ۵ لعل ہیں۔

موضع رالی تیور متصل مقام ہربہیر کی ایک ہندو عورت کے لئے انعام کی رپورٹ گورنمنٹ میں ہوئی ہے۔ جس نے ایک بدمعاش کا خاتمہ کیا تھا۔

عورت کیا ہے؟

عورت کی پیدائش کی علت غائی ہماری آنکھوں کا سرور اور نور ہے۔ (لوبنگ)

اے عورت تو تکلیف کو کم کرنے اور افکار کو ہلکا کرنے کے لئے بنائی گئی ہے (بارلولڈ)

تکلیف وہ برائی عورت کی آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے۔ (کریب)

شفیق ماں کے لئے چند باتیں؟

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے تربیت اولاد کے لئے چند ایک اصول مقرر فرمائے ہیں۔ جن کو ہم اس صفحہ کے پڑھنے والی مستورات کے لئے درج کرتے ہیں۔

(۱) اپنی اولاد کو بچپن ہی سے تعمیل حکم اور اطاعت کی عادت ڈالو۔

(۲) جس وعدہ کو تم پورا نہ کرسکو۔ اوسے مت کرو۔

(۳) اپنی اولاد کو عمداً نافرمانی کرنے پر ہمیشہ تنبیہہ کرو۔ مگر غصہ میں کبھی سزا ندو۔

(۴) اون کو کبھی اس بات کا علم نہ ہونے دو کہ وہ تم کو دق کرسکتے ہیں۔ اور تمہاری طبیعت کو تمہارے قابو سے نکال سکتے ہیں۔

قیصرہ ہند کے عہد حکومت کی خوبیاں

از غلام محمد خادم سیالکوٹی ملک موضع
کوٹ غلام محمد تحصیل خانقاہ ڈوگراں ضلع
گوجرانوالہ

آپ نے رسے لکھ رکھو قول اک قرآن کا شکر جو انسان بجا لاتا نہیں انسان کا
وہ بجا لاتا نہیں شکر بزدان کا بندہ حق وہ نہیں بندہ ہے شیطان کا
عام کی نسبت ہوا ایسا حکم ربانی ہوا
بادشاہ وقت نو اک مثل سبحانی ہوا

بادشاہ وقت ہے قیصر ہند ستان ہے نے پایا ہے جسکے عہد میں امن و امان
جسنے ہر اک ہب ملت کو دی آزادیاں میں شمار اعداد سے بڑھ کر ہیں خوبیاں
وصف ملکہ میں زبان گنگ اپنی لال ہے
ہاں مگر شوق ارادت میں یہ قیل و قال ہے

ہند تو آماجگاہ غیرت سو رہی آریہ ریتوں سے دل ایسی تری گت بنی
حال اخبار آتی نظر ہے نسل اصلی ہند کی وہ بھی سمجھ کو نہیں کہ کوا ورن ہے کیا
بن بلائے میہمان آکر نہ خود میزبان
پیر جی آئے مریدوں نے نئے ہیں چھوڑ امکاں

پھر مسلمانوں کی مت تک ہی آماجگاہ بابر اور تیمور کی آئی کبھی تجھ پر سپاہ
نادر و محمود سے حالت ہوئی تیری تباہ فائدہ تجھ سے اٹھایا کی رہی سکھ و جاہ
ایک تو اور چاہنے والے ترے تھے بیسیوں
کثرت چاہت میں تیری ہو گئی مٹی خراب

لے گئیں تجھ کو کبھی تیری ہی خانہ جنگیاں مرہٹوں سے اور ہیلوں سے تجھ پہنچا زیاں
اور سکھوں نے کبھی آپس میں کی تیزیاں گاہ مغلوں سے بغاوت کا ہوا اظہار ہاں
اس طرح صدیوں سے تھی ایامن تو ہندوستاں
آج کل کا سا تجھے آرام حاصل تھا کہاں

بعد مدت کے ہوئی آخر دعا تیری مجیب نشہ غفلت میں صنم گئے ہو سارے قریب
ایک عرصہ سے ترے سوئے ہوئے تھے نصیب دیکھ کر خالی چمن لندن سے آئی عندلیب
ہر روش ہر گلبن گلشن میں آئی آتش ہوئی
اک نئی صورت سے بستان میں فراش ہوئی

میں نہیں کہتا کہ یہ سطح ہے میں یہاں میں نہیں کہتا کہ لی ہے بیعرض ہندوستاں
گو حریص دہر میں ہے یہ میں دانا ہے زناں سانپ بن بیٹھ یہ لاٹھی کو نہ پہنچا میں زیاں
غیر ہیں یہ گو مگر اغیں نہیں کچھ غیریت
خیر و خوبی سے بھری ہے انکی سایہ سلطنت

رسم جو جور و ستم کی تھی انہوں نے بند کی یک قلم ہی بند کر دی ہند سے رسم ستی
ہو گئی موقوف انکے عہد میں دختر کشی عہد میں انکے ہر اک ہب کو آزادی ملی
گرنہ جاتیں ہر اک مذہب کی یوں آزادیاں
مسجد و مندر میں ہم کیونکر بناتے شادیاں

ڈاک کا اس سلطنت میں ہو گیا وہ انتظام ایک پیسہ میں ہزاروں کوس تک جائے پیام
تار برقی کا ہوا ہے اس طرح پر انصرام اہل لندن سے بھی ہو سکتی ہیں باتیں شام
ڈاک میں اور تار میں ہیں بہت بھی صدہا مفاد
واہ کیا اقبال ہے اقبال میں ہے عدل و داد

برکتیں اس سلطنت کی کیا بتائیں بھلا اور کو چھوڑو فقط لو سلسلہ اک ریل کا
غور سے کچھ سوچ کر اے شیخ مجھ کو بتا ذرا ریل کا سا اور سواری میں بھی ہے کیا مزا
برق رفتار اور گھر سے بڑھ کر دل آرام ہے
باوجود اس کے کرایہ میں بھی سستا دام ہے

ہند میں اس سے تجارت کو بہت رونق ہوئی غلہ گر نہ جائے ملک ہند سے باہر کبھی
ریل کی بدولت نہ دیکھی ہند نے مشکل افلاس کی ہے حفاظت ملک کی خاطر ضرور ریل کی
کاٹ کر برسوں کی آتا ہے انجن دیوتا
دور کے بچھڑوں کو ملنے نہیں دیتا ہے ملا

پختہ سڑکیں ہیں ملک میں بے شمار جنکے دورویہ خوشی نظر آئے قطار
ہیں کئی پھلدار جنمیں اور کئی ہیں سایہ دار پائے سکھ جنسے مسافر سو پیادہ یا سوار
رات کو تنہا رہو اس سلطنت میں کام ہے

رہزنوں اور ڈاکوؤں سے ہر طرح آرام ہے
رسم انسانوں کی قربانی کی قطعاً بند کی اور بت بت کی پہانسی اٹھ گئی ڈاکہ زنی
اور ٹھگوں کی قوم ملک ہند سے جاتی رہی الغرض جو رسم و ستم کی رسم تھی جو کہ تھی
عہد ملکہ میں ہوئی وہ ملک کا نور ہے
ہند ساری عدل سے انصاف سے معمور ہے

ہندوؤں اور مسلمانوں سے ہند آباد ہے مذہب ان دونوں کا اس میں مگر مستقل ہے
گر حکومت ایک کی ہے دوسرا شاہد ہے حال مرغی کا جو دو لاؤ نہیں سو یا ہے
مقتضائے وقت تھا اک ثالث باخیر ہو
عدل سے جلو ہو دونوں سے لیکن غیر ہو

بات یہ بھی تھی خوش قسمت ہند کی صاحب تیرے شاہ کو دوری جا کر یہاں
ثالث باخیر ہیں انہیں بہت مہربان برکتوں والی کوئن وکٹوریہ حکمران
جسکے فیض عام سے سب ہند آباد ہے
اور ہر فرد بشر پبلک کا دل سے شاد ہے

نہر نے مردہ زمینوں کو زندہ کر دیا نہر سے قحط کی عالم کو پھر تھا سانس بندھا
بار کے جنگل میں ہے اس نہر سے منگل بنا یہ وہی گنگا وہاں ہے تھی جہاں کربلا
جس جگہ جنگل نظر آتے تھے ہر سو خار و خار
لہلہاتے ہیں چمن وہاں اور ہے انمیں آبشار

علم کی ڈگری اسی عہد مبارک میں ملی ہر جگہ تعلیم مستورات کی جاری ہوئی
کالجوں میں ہر جگہ تعلیم انگریزی ہوئی جو زمانہ میں ہے کیمی آج تحقیقات کی
قصہ قصہ میں مفت اب شفاخانے ہو گئے
مفت کی لیکر دوا نفلس شفا پانے لگے

امتحان سول سروس بھی مقرر ہو گیا فاتحوں کے ساتھ ہی مفتوح ہم پلہ ہوا
چھاپہ خانہ بھی اسی عہد مبارک میں بنا علم اخباروں رسالوں کو سبب شائع ہوا
اس زمانہ میں ہی آزادی ملی اخبار کو
سلطنت کے عیب بتلاتے ہیں جو سرکار کو

شہر شہر و قصبہ قصبہ میں کمیٹی بن گئی اب گلی کوچوں میں بو آتی نہیں سنڈاس کی
دیکھئے اقبال کی انکی نشانی اور بھی ہے غلاظت بھی بہت نرخ گرانی کم ہی
تا صد و سی سال سے اے ملکہ وکٹوریہ
عہد میں تیرے ہمیں آرام ہے جید ملا

پہلے چھپاک کا نفس تنا تھا دو رسالوار بھینٹ جسکی ہوتی تھیں جانیں بیشمار
گو کہ روتے تھے بہت دیوی کے آگے زار زار پر نہ بچتے تھے جو بچتے تھے تو تھے وہ غدار
ٹیکا جی نے کر دیا ہے ستیلا کو پائے مال
اب تو چیچک سے نظر آتے ہیں یاں پر خال خال

گوروں کالوں میں ہے تفریق کچھ انصاف کی ہے رعایت مذہب و ملت میں بھی باقی ہی
ضلع اس سے پڑ رہی انصاف ہے روشنی سینکڑوں کی بادشاہو پر ڈگری ہوئی
گر کوئی حاکم ہوا جابر تو جھٹ محکوم ہے
گر کوئی افسر ہوا ظالم تو جھٹ مظلوم ہے

قریہ قریہ میں ہوئی سوچ اور انجمن دین اذان اسلام لے اور چھپنا چھپن
کر رہے ہیں شیخ و شاطن اکطرف یورپین آگ ہے آتش پرستوں کی کہیں شعلہ فگن
الغرض ہے ایک سب ہو رہا آزاد ہے
ہر بشر وکٹوریہ کے عہد میں دل شاد ہے

کارخانہ ہند میں اب کثرت سے جاری ہوئے عام روئی کے ہوئے اور مکھن کے بیلنے
تیل نکلے ہے کسی سے اور کوئی کپڑے بنے اور کوئی پانی صفا کر کے ہمیں پیتے ہیں
قیصر اس ہند پر لاکھوں ترے احسان ہیں
جان و دل پبلک کے تیرے لطف پر قربان ہیں

جنتری و ڈائری اردو سنہ ۱۹۹۹ء کی تیار ہو گئی ہے۔
جو درخواست آنے پر مفت ارسال خدمت ہو گی جن
اصحاب کو ضرورت ہو تحریر کریں۔
بنام دوارکا ناتھ کمپنی لاہور

ترکی تاریخ کا ایک دلچسپ واقعہ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزل و نصب کے وقت وارثان تاج و تخت میں خون ریزی نزاع ہونا شخصی حکومت کا کچھ کچھ لازمی نتیجہ ہے۔ جس طرح ہارون کے انتقال پر مامون اور امین میں ورثہ کی سخت ہولناک مجادلے ہوئے۔ اسی طرح ۱۴۸۱ء محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ کی وفات پر بایزید اور جمشید میں لڑائیاں ہوئیں۔ بایزید گویا ماموں کی قسمت کا وارث تھا۔ اور جمشید۔ امین کی قسمت کا دونوں کا انجام ایک ہوا امین کی زندگی ایک جانگزا ٹریجڈی پر ختم ہوئی۔ اور جمشید کی زندگی بھی۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ جمشید کی زندگی کے پر درد واقعات یورپ کی شجاعت پر بہت بڑا دھبہ لگاتے ہیں۔ اور ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ قرون وسطی کے دول یورپ مثلاً فرانس۔ اسپین اور مذہب عیسائی کے پیشوا اور امام۔ دنیوی جاہ و جلال کے حصول میں۔ نہ فضائل انسانیہ کا پاس کرتے تھے۔ اور مذہبی برکات کا۔ مورخانہ حیثیت سے یہ بتانا مشکل ہے۔ کہ بایزید اور جمشید میں فاتح قسطنطنیہ کا سچا خلیفہ کون تھا۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ نے جو سب سے زیادہ صائب الرائے۔ عادل اور زبردست ہے۔ بایزید کو عثمانی مسند کے لئے منتخب کیا۔ تاہم جیسا کہ زندگی کے ہر طبقہ اور ہر درجہ میں روزمرہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بے صبر انسان کو سخت و اتفاق یا زمانہ کے فیصلہ پر قناعت نہیں ہوتی۔ جمشید نے پسند نہ کیا۔ کہ ایک آخری کش مکش کئے بغیر۔ تاج و تخت کو بھائی کے حوالہ کر دے۔ چنانچہ سخت خون ریز لڑائی ہوئی۔ لیکن اخیر پر جمشید کو وہی کار پرداز ان قدرت کا فیصلہ تسلیم کرنا پڑا۔ گو با دل ناخواستہ۔ جاہ طلب اور بلند نظر اشخاص میں جہاں۔ اور بہت محاسن ہوتے ہیں۔ ایک یہ عیب بھی ہوتا ہے۔ کہ ان کا استقلال حد سے بڑھ کر ضد اور ہٹ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر ناکامی ان کو دو چند تیزی سے حصول مقصد کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ جمشید کی بھی یہی حالت تھی۔ ہر چند کہ بایزید نے اس کو ہر طرف سے مایوس اور ناکام دیکھ کر۔ صوبہ قرمان کی پوری آمدنی اس کے مصارف کے لئے وقف کی۔ اور چاہا کہ جمشید یورشلیم میں رہ کر آزاد۔ فارغ البال اور عزلت نشین زندگی بسر کرے۔ لیکن اس کے بلند پرواز حوصلوں نے تخت حکومت کی بلندی سے اُترنا ذلت سمجھا۔ اور پامردی ہمسایہ سے ایک اور آخری جدوجہد کا قصد کر کے مجاہدین بیت المقدس سے استمداد کی۔

مجاہدین بیت المقدس یورپ کے قرون وسطی کا ایک مشہور مذہبی فرقہ تھا۔ جو جزیرہ رودس میں جم کر اسلامی جہازوں پر اور بسا اوقات یورپین پر چھاپے مارتا تھا۔ اور غارت گری سے بسر اوقات کرتا تھا۔ اور چونکہ تمام دول یوروپ کی طرح یہ آل عثمان اور دولت عثمان کا دشمن تھا۔ اس لئے فرقہ مذکور کا معلم اول ڈی ابوسن جو نہایت عیار۔ خون ریز اور بے اصول شخص تھا۔ اس نے شہزادہ جمشید کو باب عالی کے لئے روز کا کھٹکا اور فرقہ مجاہدین کے لئے سونے کی چڑیا سمجھ کر فوراً سنبھال لیا۔ اور ادھر تو شہزادہ سے ایک عہدنامہ پر دستخط کرا لئے کہ جب قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھے تو مجاہدین سے خاص خاص رعایتیں کرے۔ اور اُدھر بایزید سے یہ گفتگو شروع کر دی۔ کہ اگر جمشید کو مدۃ العمر قید رکھا جائے۔ تو سلطان اس مقدس داروغہ جیل کو سالانہ کیا معاوضہ دے گا؟ بایزید حقیقت میں نہائت فیاض منش اور عفو کار فرمان روا تھا۔ اس نے جمشید کو پھر اپنی تجویز پر توجہ دلائی۔ خطوط لکھے۔ دادی کو بیچ میں ڈالا۔ مگر جب ایک پیش نہ گئی۔ تو مجبوراً ڈی ابوسن کی تجویز منظور کر لی۔ اور یہ قرار پایا۔ کہ جمشید کو کسی قسم کی تکلیف و اذیت نہ دی جائے۔ بلکہ صرف نظر بند رکھا جائے اور اس کے معاوضہ میں ... ۵۴ ڈوکٹ (ایک سکہ جو قیمت میں تقریباً دینار کے برابر ہوتا تھا) سالانہ معلم اول کو ملا کرے گا۔

جب ڈی ابوسن نے اس شرمناک سرمایہ تجارت کو سنبھال لیا۔ تو اب اس کو کسی محفوظ مقام رکھنے کی تدبیریں کرنے لگا اس لئے کہ یہ خبر تمام یورپ میں پھیل گئی تھی۔ اور دول یورپ میں سے ہر ایک بجائے خود چنگل مارنے کو تیار تھی۔ بڑی رد و قدح کے بعد یہ قرار دیا۔ کہ فرانس صلحائے ٹرکی میں داخل ہے۔ وہ باب عالی کے مصالح کے خلاف کچھ نہ کرے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ شاہزادہ جمشید کو قلعہ نائس جو جنوب میں واقع ہے۔ اور اس وقت مجاہدین بیت المقدس کے قبضہ میں تھا۔ قید کیا جائے۔ چنانچہ اوائل ۱۴۸۲ء میں جمشید ڈی ابوسن کے دام تزویر اور اپنی پیشانی سے بے خبر۔ اس مذہبی گروہ کے وعدوں پر پھولا ہوا قلعہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس نے وہ مشہور قصیدہ لکھا۔ جو ترکی لٹریچر میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شعر بہ جنسہ ہدیہ ناظرین ہے۔

جام جم نوش آئیے اے جام بفرنگستان دیر
ہر کلن باشینہ یا زمین جیلر دیواران دیر

ترجمہ اے جمشید تو اپنا جام جم چڑھالے۔ دیکھ کہاں تو اور کہاں یہ سرزمین فرنگ۔
مگر قسمت جو کچھ انسان کی پیشانی میں لکھا ہے۔ وہ ضرور پیش آتا ہے۔

قید کی تنہائی اور تسلسل سے تنگ آکر اور ڈمی ابوسن کی امروز فردا سے اکتا کر جمشید نے ہنگری جانے کی اجازت مانگی۔ تاکہ وہاں بیٹھ کر ٹرکی میں جو ہوا خواہ ہیں۔ اُن کو آمادہ کرے۔ لیکن بڈھے معلم نے ترکیب سے اس کو بھی ٹال دیا۔ اور مہینوں یوں ہی دھوکے دے کر اور سبز باغ دکھلا کر ٹالتا رہا۔ جب شہزادہ کا اصرار حد سے بڑھنے لگا۔ تو مجاہدین نے اس کو نقل مکان سے بہلانا شروع کیا۔ اور نائس سے روزبین میں لائے۔ اور کچھ دن یہاں کو کرپائی لے گئے۔ اور آخر ساسپیچ میں لا کر اور ایک ہفت منزلہ مینار بنا کر اُس میں قید کر دیا۔ یہہ ہفت منزلہ مینار بھی کلیوٹیرا کے مینار سے کم نہ تھا۔ اس کی مفصل کیفیت یہہ ہے۔

جب ڈمی ابوسن اپنی سونے کی چڑیا کو ساسپیچ میں لایا۔ تو اسی اثنا میں شاہزادہ کی مظلومہ اور حرمان نصیب بی بی نے جو مصر میں آتش فرقت سے جل رہی تھی۔ ۲۰ ہزار دینار بطور خون بہا۔ معلم کو بھیج کر بڑی عجز سے التجا کی۔ کہ شہزادے کو رہا کر دیا جائے۔ لیکن سفاک طینت اور سنگ دل ڈمی ابوسن نے کمال بے حیائی اور سفلگی سے خون بہا ہضم کر لیا۔ اور شہزادے کی جان بخشی بھی نہ کی۔ اور برعکس مظلوم شہزادی کے حقوق زوجیت پامال کرنے کی غرض سے ایک شرم ناک چال چلا۔ یہ کہ اپنی جوان کنواری بیٹی کو جس کا نام فلپائن ہیلن تھا۔ ایک معمولی دوست کے لباس میں شاہزادے کی خدمت میں پیش کیا۔ ایسی خود فروشی اور بے شرمی کی تدبیر کا جو کچھ نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ناظرین خود قیاس کر سکتے ہیں۔ جمشید چونکہ شاعرانہ مذاق رکھتا تھا۔ تنہا اور بے مونس تھا۔ بہت ہیلن پر عاشق ہو گیا۔

ہیلن گو ایک سفاک طینت بے اصول اور قسی القلب شخص کی بیٹی تھی۔ مگر باپ کی طرح سنگ دل نہ تھی۔ شہزادہ کی محبت نے اُس کو اس درجہ مسحور اور مذہب عشق کا پابند کر دیا تھا۔ کہ بڈھے معلم کو سازش کا شبہ ہو گیا۔ اُس نے جمشید کو اور زیادہ سختی سے مقید کرنے کی فکر کی۔ اور ایک ہفت منزلہ مینار تعمیر کرایا۔ جس کے ہر درجہ میں پابندی اور تقید کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا۔

ادھر تو ڈمی ابوسن داروغہ جیل بن کر ایسے شرمناک طریقوں سے دولت پیدا کر رہا تھا۔ اور اس ہوس میں تھا۔ کہ جمشید کو ہیلن کی عزیز بنا کر عثمانی نسل میں اپنا پیوند لگائے۔ اور ادھر یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ اور آزادی پسند فرماں روا دنداں طمع تیز کر رہے تھے۔ اور سخت بے چین تھے۔ کہ کسی طرح قسطنطنیہ کے تاج و تخت کے وارث کو اپنے قبضہ میں لے کر بایزید کے دل میں کھٹکا پیدا کریں۔ اس مقصد کے لئے وہ ڈمی ابوسن کو ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر جمشید کی قیمت دینے کو تیار تھے۔ اور بڈھا بردہ فروش اس فکر میں تھا۔ کہ روپیہ بھی اینٹھ لے۔ اور بردہ کو بھی قابو میں رکھے۔ اس لئے کہ خلاف صورت میں باب عالی سے جو ۴۵ ہزار دینار سالانہ ملتے تھے۔ وہ نہ ملتے۔ بالآخر چارلس ہشتم شاہ فرانس زیادہ صبر نہ کر سکا۔ اس نے کچھ تو ڈمی ابوسن کو ڈرایا دھمکایا۔ اور کچھ جمشید سے در پردہ خط و کتابت کی اور یہ دھوکا دیا کہ یورپ اور روم اور فرڈیننڈ فرنانڈی نیپلز و حاکم ہنگری کی مدد سے ایک کافی فوج اکٹھی کر دی جائے گی۔ اس کے سہارے آپ بآسانی باب عالی پر قابض اور متصرف ہو سکتے ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جمشید ڈمی ابوسن معلم اور مجاہدین بیت المقدس کے پنجہ سے نکل کر انوسنٹ کی حراست میں رکھا گیا۔ جناب تقدس مآب اسقف اعظم نے بڑی بندہ نوازی فرمائی کہ نہ صرف داروغہ جیل ہی ہے۔ بلکہ منجملہ تنخواہ سالانہ ۵۰ ہزار دینار کم پر یعنے صرف ۴۰ ہزار دینار پر اس خدمت کو منظور فرما لیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب تقدس مآب نے ادھر بایزید سے اپنی تنخواہ طے کر لی۔ اور اُدھر جمشید کو اپنا عقیدت مند بنانے میں صدر درجہ کا روحانی تصرف کیا کہ دونوں شہزادے یکساں طور پر ان کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ دیناروں کے لئے دو رخی چال مشکل نہیں۔ مگر مذہبی پیشواؤں کے لئے جو روم مقدس کی حدود سے باہر نکلے بدوں بہشت فروخت کر سکتے تھے۔ بہت مشکل تھا کہ شتر مرغ کی طرح شتر بھی بنے رہیں۔ اور مرغ بھی۔ مگر ناظرین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ادھر تو اسقف اعظم کا قاصد باب عالی میں سالانہ تنخواہ اور شرائط معاہدہ طے کر رہا تھا۔ اور ادھر اسقف اعظم بہ نفس نفیس جمشید کو بڑے خلوص و دل سوزی کے ساتھ موجودہ حالت پر مصابرت دلاتے تھے۔ اور قسطنطنیہ کی حکومت کا سبز باغ بھی دکھلاتے جاتے تھے کہ وہ وقت قریب ہے کہ شہزادہ ہنگری اور نیپلز کی دلاور فوجوں کے ساتھ قسطنطنیہ پر حملہ کرے۔ بایزید کو گرفتار کر کے خود عنان حکومت ہاتھ میں لے اور ترکی کی وسیع و بسیط سرزمین اور باشندوں کی قسمتوں کا مالک بن جائے۔

بدنصیب شہزادہ امید آئندہ کے نشہ میں مدہوش تھا۔ یورپ کے دینی پیشواؤں اور دنیوی بادشاہوں نے جو اس کے گرد مکڑی کا سا جالا تنا تھا اس کو اس کی کچھ خبر نہ تھی خلاصہ یہ کہ پورے تیرہ برس تک یورپ نے اس سرمایہ تجارت سے نفع اُٹھایا۔ اس عرصہ میں تمام یورپ کے شہزادے اور امیرزادے۔ ارل اور ڈیوک باری باری روم مقدس میں اسقف اعظم کی بارگاہ معلے میں آتے تھے۔ شہزادہ جمشید سے مل کر امیدیں دلاتے تھے۔ اور سلسلہ بیان میں دام تزویر بھی پھیلاتے تھے۔ مگر شاہزادہ پر انوسینٹ کا مقدس جادو کچھ اس طرح چلا تھا۔ کہ دوسرے کی قسمت آزمائی کی گنجائش ہی نہ تھی۔ انوسینٹ کا مقصد تھا کہ وہ عثمانی بساط کے اس مہرہ سے بڑے بڑے انقلابات پولٹیکل اور سوشل پیدا کرے۔ مگر باب عالی کی خوش نصیبی سے۔ یا شاید جمشید کی بدنصیبی سے اُس نے قبل

از وقت انتقال کیا۔ اور اب متبرک مسند پر ایک خاص شخص جلوہ آرا ہوا یعنے بورجیہ جس کا نام یورپ کے لٹریچر میں سم نکرہ بن کر داخل ہو گیا ہے۔ اور جب کسی زبان سے اچانک نکل جاتا ہے۔ تو بڑے بڑے شیر دل سن کر دہل جاتے ہیں۔ یہ خون ریز کا مرادف اور جہاں سوز کا ہم معنے ہے۔ انوسینٹ سیپر بھی اپنی آخری مقاصد میں موت کے درجہ سے ناکام رہا۔ مگر بورجیہ موت کے قابو کا بھی نہ تھا۔ اس نے سلطان بایزید کے پاس قاصد بھیج کر یہ تجویز پیش کی۔ کہ جگہ بہ جگہ جمشید کو ملک در ملک چھپاتے پھرنے سے اور شہر بہ شہر منتقل کرنے سے کیا فائدہ۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ اس جگہ پہنچا دیا جائے جہاں سے کبھی کوئی پھر کر آیا ہی نہیں (عدم آباد) بایزید کو تاج و تخت کی ہوس ضرور تھی۔ مگر بھائی کی جان کا درپے نہ تھا۔ اس نے اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ مگر بورجیہ نے کچھ اور اسی قسم کی چالیں دے کر اس سے بالآخر دو لاکھ دینار اینٹھ لئے۔ ابھی یہ رقم کثیر غالباً اسقف اعظم کے مقدس بیت المال میں پوری طرح محفوظ نہ ہوئے تھے۔ کہ چارلس شاہ فرانس نے روم پر حملہ کیا۔ اور بارگاہ معلی کو ہر طرف سے گھیر کر بورجیہ کو صلح پر مجبور کر دیا۔ شرائط صلح کے منجملہ ادھر سے ایک شرط یہ بھی پیش ہوئی کہ شاہزادہ جمشید کو سپرد کر دیا جائے مگر افسوس بدنصیب جمشید کا کاسہ مصائب اب لبریز ہو چکا تھا نہ بایزید کی اخوت کو اس پر رحم آیا۔ نہ روڈس کے غازیوں کے مہمان نوازی کو ترس آیا۔ نہ یورپ کے مہذب فرمان رواؤں کی غم گساری اور انسانی ہمدردی کو حرکت ہوئی۔ اور نہ اسقف اعظم کی روحانیت کو جنبش ہوئی۔ جب دنیا والوں میں سے کسی نے اس کو مساعدت نہ کی تو بالآخر موت کو اس پر رحم آیا۔ بورجیہ نے عین اس وقت جب کہ چارلس کی شرائط سے مجبور ہو کر بارگاہ اور روم کو خالی کر دیا تھا۔ کم بخت اور منحوس جمشید کو زہر دے کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں قدسی نفس پوپ نے زہر آلود استرا مارا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ شربت میں زہر ملا کر دے دیا۔ زندگی کے آخری دنوں میں اس کے دل پر یاس و حرمان نصیبی نے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ چند اشعار سے جن کا ترجمہ ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اور جو روم میں لکھے تھے۔ کافی اندازہ ہوتا ہے۔ اصلی شعر ترکی زبان میں ہیں۔ اس لئے بجنسہ لکھنا بے سود ہوگا سیں یہ ہے۔ فرض کرو کہ ایک سنگلاخ جزیرہ ہے۔ اس کے ساحل پر سمندر کے ساتھ ساتھ ایک کوہستانی سلسلہ دور تک کھینچا چلا گیا ہے۔ اس کی اونچی نیچی چوٹیاں۔ گھاٹی اور اس کے پہلو۔ ہر جوف اور ہر بلندی دامنے جوڑے کی بجائے سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں آسمان کے مکدر چہرہ سے ہیبت ٹپک رہی ہے۔ کبھی کبھی رعد کڑک جاتی ہے۔ ہر طرف اس قدر سکوت اور سناٹا ہے کہ ہوا کا مقام معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک بدنصیب شخص کسی پتھر پر متفکر بیٹھا ہے۔ اس لئے کہ اس کی موت کا فتویٰ لکھا جا چکا ہے۔ اور تصویر مرگ اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔

انجمن اسلامیہ لاہور کی مکروہ کارروائی

سراج الاخبار مطبوعہ ۲۵۔ جولائی میں اس خبر کے پڑھنے سے کہ انجمن حمائت اسلام لاہور نے جو میموریل امہات المومنین کی اشاعت کی بابت گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ خدا کے فضل سے نامنظور ہوا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو خوشی بھی ہوئی ہوگی اور افسوس بھی۔ افسوس اس لئے کہ ہماری معزز انجمن کو جنہوں نے حمائت اسلام کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ ان کو اس مکروہ کارروائی سے ندامت اٹھانی پڑی۔

اول۔ تو اس کتاب کا جواب لکھنے سے عاجز اور تنگ ہو کر گورنمنٹ کی خدمت میں ایسا میموریل بھیجنا ہی شرم کی بات ہے دوسرا اس وقت بھیجنا جبکہ اشاعت ہو چکی اور جو کچھ صدمہ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ پھر سب سے بڑھ کر اس میموریل کا نامنظور ہونا نہایت ہی شرم کی بات ہے۔

اراکین انجمن نے کیوں نہ اس طرف توجہ کی کہ اس کتاب کا جواب شائستہ طور سے لکھے۔ اور اپنے سر سے وہ فرض اتارے جس کا اتارنا اس کے واسطے ضروری ہے۔ جیسا کہ انجمن کے ماہواری رسالہ کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہوتا ہے "مقاصد انجمن حمائت اسلام لاہور (۱) معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مذہب مقدس کے اصول کی حمائت اور اشاعت کرنی"

جب انجمن کے مقاصد میں سے مقصد اول یہی ہے۔ کہ معترضین اسلام کا جواب دینا اس کا پہلا فرض ہے۔ تو پھر کیوں معترضین کو جواب نہیں دیا جاتا۔ کہاں ہیں ان کے بڑے بڑے لائق پروفیسر اور حامی جو سالانہ جلسہ پر سکندر نامہ کے برابر نظمیں تیار کر کے حاضرین کا دل خوش کرتے ہیں اور ہنساتے ہیں۔ اور کہاں غروب ہو گئے ان کے شمس العلما مولوی و مسٹر نذیر احمد خاں صاحب بہادر۔ اگر انجمن سے یہ بھی نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس مرض کی دوا ہے۔

اکثر لوگ یہی خیال کرتے ہیں۔ کہ انجمن جواب لکھنے سے عاجز ہے۔ اسی واسطے گھبرا کر گورنمنٹ کے پاس دوڑی۔ ایسا ہی پچھلے سال کسی عیسائی نے چار سوال بہ غرض طلب جواب بھیجے۔ تو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ان کا جواب لکھا تھا۔ اور جب وہ اسلامیہ کالج میں جواب پڑھے گئے۔ تو پڑھنے سے پہلے جناب سکرٹری انجمن نے فرمایا۔ کہ چونکہ اس انجمن کا پہلا مقصد ہے کہ مخالفوں کا جواب دیا جائے۔ لہذا مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے۔ کیا خوب جواب لکھنے والے مرزا صاحب اور فرض انجمن کا ادا ہو گیا۔ اور لوگ حیران تھے کہ اکثر اراکین انجمن تو مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں۔ تو پھر کیوں انہیں کو مختار کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے لڑو اور ہماری حمائت کرو۔

اگر اب بھی انجمن پچھلے سال کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف لکھ دیتی۔ کہ ہمارا ہاتھ پکڑو تو میموریل بھیجنے سے یہ اچھا تھا۔ کیونکہ وہ تو اسی کام [illegible]

[illegible]

کیا ہمارے قول اور فعل مطابق ہیں؟

شیخ محمد عبدہ۔ جو مصر کا ایک نامور فاضل اور مشہور ادیب ہے۔ اُس کا ایک مضمون اخبار "المنار" میں چھپا پایا گیا ہے۔ یہ اخبار مصر سے ابھی ابھی شائع ہونے لگا ہے۔ چونکہ یہ مضمون اس قابل ہے۔ کہ ہمارے قوم کے ممبر اور قومی تہذیب اور تربیت چاہنے والے اس کو غور سے ملاحظہ کریں اس لئے ہم اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

انسان کی سب سے ادنے اور ذلیل خصلت یہ ہے۔ کہ زبان سے کہے۔ اور کچھ کر کے نہ دکھائے اور دوسروں کو اُس بات کی ہدائت کرے۔ جس سے وہ خود گمراہ ہے۔ اور لوگوں پر وہ الزام لگائے۔ جو اسی پر چسپاں ہوتے ہیں۔ یہ خصلت جس کسی میں پائی جائے وہ ایک لحاظ سے جاہل ہے اور ایک لحاظ سے اپنے عیب کا آپ اقرار کرتا ہے اور ایک لحاظ سے پست ہمت اور بد باطن ہے۔

جاہل تو اس لئے ہے۔ کہ جب وہ علم اور فضیلت کا دعوے کرے۔ اور لوگوں کو کوئی ظاہری علامت اس کے علم اور فضیلت کی محسوس نہ ہو۔ یعنے نہ کوئی نفیس کتاب اس نے تصنیف کی ہو جس سے قوم کو فائدہ پہونچے اور اس کتاب کے مضمون کو ہر قوم کے علماء اور اہل بصیرت نفیس اور نادر سمجھیں نہ اس نے کسی قدرتی راز کو حل کیا ہو۔ نہ کسی مشکل مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اسی طرح جب وہ خیال کرتا ہو کہ سننے والے اسکی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کو سچا جانتے ہیں تو وہ یقیناً اس بات سے جاہل ہے کہ قدرتی طور پر ہر شخص سنی ہوئی باتوں کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر کستا ہے اور قول اور فعل کو مطابق کرنا چاہتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ جس بات کی شہرت یا افواہ ہے وہ کس قدر حقیقت سے دور یا نزدیک ہے اگر وہ دونوں میں مطابقت نہیں پاتا تو اس قول کو رد کرتا ہے۔ اور اس شہرت کو غلط افواہ قرار دیتا ہے اور اس دعوی کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اس حالت میں جو لوگ ایسی باتیں زبان سے نکالتے ہیں۔ جن پر وہ عمل نہیں کرتے۔ ان کے دعوی انہی کے لئے موجب وبال ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام انسانوں کی نظر سے گر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوائے جھوٹی باتوں اور ایسے دعووں کے جنکی کوئی اصلیت نہیں ہے ان کا کوئی مفید کام نہیں دیکھتے۔

اسی طرح جو لوگ نصیحت کرتے ہیں۔ اور آپ اس نصیحت کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اُن سے ہدائت طلب کرتے ہیں۔ .... اور ان کو اپنا پیشوا اور ہادی اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ وہ بلا شبہ گہری غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ وہ اس نکتہ سے غافل اور اس حقیقت سے جاہل ہیں کہ کہنے کی نسبت کرنے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ زبان سے جو بات نکالی جائے ممکن ہے کہ جھوٹ ہو یا سچ ہو۔ اور سننے والے اس کے سمجھنے میں تردد کریں۔ اور یہہ تردد اون کو اس بات پر عمل کرنے نہ دے۔ مگر عمل ایک محسوس چیز ہے جس کا دلوں پر فوری اثر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کام کے کرنے میں کوئی فوری لذت منفعت حاصل ہوتی ہو تو لوگ بہت جلد اُس کے کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ اور وہ عیب انہی میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اس بات سے جاہل ہیں کہ اوروں کو عیب لگانا جیسا کہ ان کی خصلت میں داخل ہے۔ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ان کے عیبوں کو ٹٹولیں۔ اور کھود کھود کر نکالیں۔ مثلاً جو انسان متکبر ہے۔ اور دوسروں پر تکبر کا الزام لگاتا ہے۔ وہ درحقیقت اپنے تکبر کی خصلت کو ننگا کرتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اس کا عیب بھی ایک دن الم نشرح کیا جائے گا۔

ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں مگر ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ دوسروں کو ہدائت کرتے ہیں۔ مگر آپ اس ہدائت پر نہیں چلتے۔ اور لوگوں میں وہ عیب نکالتے ہیں جو خود ان میں موجود ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عیب اور نقص کا آپ اقرار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ جو دعوے وہ کرتے ہیں اور جو بات مونہہ سے نکالتے ہیں وہ اس بنا پر نہیں ہے۔ کہ کوئی کام ان کے ہاتھ سے بن آیا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سننے والوں کے دل پر اُن کی کمال اور فضیلت کا سکہ بیٹھ جائے اور وہ سمجھیں کہ ہمارے ناصح اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں جس کی ہدائت کرتے ہیں۔ اور جو عیب وہ اوروں میں نکالتے ہیں وہ ان میں نہیں ہیں۔ مگر درحقیقت جس کمال کے وہ مدعی ہیں اور جس فضیلت کو وہ اپنی ذات کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور جس کو وہ بزرگی اور شہرت اور دنیا کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ وہی کمال اور وہی فضیلت بلند آواز سے پکارتے ہیں۔ کہ حاشا و کلا ہم ان میں نہیں ہیں۔ اور ان سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ اگر فی الواقع وہ کمال ان میں ہوتا جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور وہ فضیلت ان میں موجود ہوتی جس کو وہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو اس کمال اور فضیلت کے نتیجے نمایاں ہوتے۔ اور وہ نتیجے ہر حال میں ان کی بزرگی اور عزت کی گواہی دیتے۔ نہ اس کی ضرورت تھی۔ کہ وہ اپنی بزرگی اور عزت کا دعوے کریں۔ نہ اس کی کہ وہ اوروں پر الزام لگائیں نہ اس حالت میں خود ستائی کرنے کی حاجت تھی۔ نہ اوروں کی نسبت بدگوئی کرنے کی۔ جھوٹی بزرگی اور جھوٹی عزت کا دعوے کرنے کی جگہ اگر وہ کوئی کارنمایاں کرتے تو لوگوں کے دل خود بخود ان کی طرف کھنچتے اور اُن کی بات پتھر کی لکیر سمجھی جاتی۔ پس جو لوگ خودستائی کرتے ہیں۔ اور ان فضیلتوں کا دعوے کرتے ہیں۔

ہو اُن کی ذات میں نہیں ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اُن کے اظہار کمال سے دوسروں پر الزام قائم ہو۔ وہ بلاشبہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ اُن میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور ان کے دعوے کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ وہ مجبوراً جھوٹ بولتے ہیں۔ تاکہ سننے والوں کو دھوکا دیں۔

جن لوگوں میں یہہ ذلیل خصلت اور یہ بُری عادت ہوتی ہے۔ وہ پست ہمت اور بدباطن بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ درحقیقت نہیں چاہتے۔ کہ ان کو کوئی اصلی فضیلت حاصل ہو۔ یا وہ کسی درجۂ کمال پر پہنچیں۔ وہ تو یہہ چاہتے ہیں۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ زندگی بسر کریں۔ وہ نادانوں کے مجمع میں بیٹھ کر ان کو دھوکا دیتے ہیں۔ تاکہ وہ سمجھیں۔ کہ اُن میں وہ صفات موجود ہیں۔ جن کا وہ دعوی کرتے ہیں۔ یا جن کی وہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور وہ اُن عیبوں سے خالی ہیں۔ جن کا وہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ ان کی اصلی غرض یہہ ہے۔ کہ لوگ اُن کی تعظیم کریں۔ اور اس ذریعہ سے اُن کی ذلیل خواہشیں پوری ہوں۔ اور ان کی ہوا و ہوس کے حوصلے فرو ہو جائیں۔ کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اس لحاظ سے وہ دھوکے بازوں اُچکوں اور چوروں کی مانند ہیں۔ جو دنیا کمانے کے لئے ہر قسم کا حیلہ کرتے ہیں۔ گو کہ وہ حیلہ کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں اور ان لوگوں میں اگر فرق ہے تو صرف نام کا ہے۔ کیوں کہ ان کی نسبت بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ جھوٹی باتیں سنا کر لوگوں کو دام فریب میں لاتے ہیں۔

پس بلاشبہ ایسا قول جس کے ساتھ [illegible] کی شہادت نہ ہو۔ نہائت بری اور [illegible] خصلتوں میں سے ہے۔ کیونکہ اس [illegible] انسان کے ایسے اوصاف ظاہر ہوتے [illegible] طور پر ناپاک اور ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم کو افسوس ہے۔ کہ یہہ کمینی خصلت ہمارے ملک کے باشندوں میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ ایسے لوگ جو زبان سے کہنے کے ساتھ کچھ کر کے بھی دکھائیں۔ نہائت کم ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ اخباروں میں ایسی باتیں شائع کریں۔ مگر ایسے عیبوں کے چھپانے سے کیا فائدہ ہے۔ جن کو غیروں نے تاڑ لیا ہے۔ پس ہم کو سب سے زیادہ اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ ان عیبوں کو جتائیں۔

اگر ہم تلاش کریں۔ تو خانگی مجمعوں یا عام جلسوں میں ایسے لوگ مل جائیں گے۔ جن میں سے ایک کہتا ہے۔ کہ میں تمام عقلی اور نقلی علوم تحصیل کر چکا ہوں۔ اور بڑی بڑی کتابیں مطالعہ کر چکا ہوں۔ میں ان کتابوں کے اعلےٰ مضامین سے واقف ہوں۔ اور ان کے دقیق اور عمیق نکتوں سے آگاہ ہوں۔ اور اُن کے تمام اسرار حل کر چکا ہوں۔ طالب علمی کے زمانہ میں میری ذہانت اور حافظہ اور خوش فہمی کا شہرہ تھا۔ ایک کہتا ہے۔ کہ میں فنون مناظرہ میں پورا ماہر ہوں۔ مخالف کو اپنی قوی دلائل سے خاموش کر سکتا ہوں۔ طالب علموں کو مطلب سمجھانے کا خاص ملکہ مجھ کو عنائت ہوا ہے۔ جو اور کسی عالم کو حاصل نہیں ہے۔ میں اپنی فصاحت سے مردہ دلوں کو زندہ کر سکتا ہوں۔ مضامین کے قالب میں روح پھونکنا۔ اور کائنات کے اسرار پر روشنی ڈالنا میری تقریر اور تحریر کا ادنی کام ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر تم اُن کا حال دریافت کرو۔ جن میں علم کی یہ قوت اور تعلیم کا یہہ ملکہ خیال کیا جاتا ہے۔ تو دیکھو گے۔ کہ وہ ایسی باتوں کا دعوے کرتے ہیں۔ جو فی الواقع ان میں موجود نہیں ہیں۔ اور اُن کو یہ کہتے سنو گے۔ کہ اگر دنیا کے لوگ اس طریقہ پر چلتے۔ جس پر میں چلتا ہوں تو علم کا دائرہ وسیع ہو جاتا۔ اور تعلیم دنیا میں عام طور پر پھیل جاتی۔

لیکن نہائت سچ اور نہائت صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اصلی تصنیفات نہیں ہیں۔ اگر کچھہ ہیں تو مضمون یا عبارت کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ مصنفوں کا اصلی مطلب اُن کی عبارت سے معلوم نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے اُن کا ہونا نہ ہونا برابر ہے یہی وجہ ہے کہ طالب علم جن مضامین پر اپنی عمریں صرف کرتے ہیں۔ اُن کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ سب سے عمدہ دلیل اس بات کی جو ہمارے پاس موجود ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ غیروں کے محتاج رہتے ہیں۔ اور آزادی اور خود مختاری کے ساتھہ کوئی کام کسی علم یا فن میں جس کو انہوں نے سیکھا ہے نہیں کر سکتے۔

بعض آدمی ایسے ہیں کہ اگر تم ان سے عام فائدوں اور عام بہبودی کا ذکر چھیڑو تو وہ نہائت چرب زبانی کے ساتھ اس کی باریکیاں بیان کریں گے۔ اور ان فرائض کی تشریح کریں گے۔ جو پبلک کے کام میں سب پر واجب ہے۔ اور ان وسائل کی تفصیل کریں گے۔ جن سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور جن سے نقصانوں کے دور ہونے کی توقع ہے۔ اور جنسے قوم کی بہبودی اور اُس کی شان و شوکت کے بلند ہونے کی امید ہے۔ مثلاً وہ کہیں گے۔ کہ انصاف کی روشنی سے ملک کو منور کرنا۔ مردہ قالبوں میں علم کی روح پھونکنا۔ اہل ملک کو حقوق کی مساوات پر لانا نہائت ضروری ہے۔ لیکن یہ لوگ اگر پبلک کی خدمات پر مقرر ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ

بھلائی سے دور اور برائی سے نزدیک ہوتے ہیں۔ حقوق کے مساوات سے مونہہ پھیرتے اور انصاف کے خیال سے نفرت کرتے ہیں۔ گو کہ وہ یہی الفاظ پہلی بار زبان پر لاتے ہیں۔ ان کی باگ خود غرضی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جہاں چاہے۔ ان کو لے جائے۔ یہی ایک قانون ہے۔ جس کے سامنے ان کی گردنیں جھکتی ہیں۔ اس حالت میں وہ جو جو بے اعتدالیاں کرتے ہیں۔ سب کو قانون اور سب کو حق جانتے ہیں۔ افسوس اور نہایت افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ وہ اس حالت میں بھی ناصح بننے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور نہیں شرماتے۔ نہ ان کی زبان نصیحت گوئی اور حق شناسی کے دعوے میں لغزش کرتی ہے۔ اگر کسی بات میں کوئی ان سے بحث کرے۔ اور ان کو حق بات سمجھائے۔ اس خیال سے کہ وہ پہلے نصیحت قبول کرتے۔ اور حقوق کے مساوات کا دعوے کر چکے ہیں۔ تو وہ بیہودگی اور بد زبانی پر اتر آتے ہیں۔ اور اس شخص کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جو اُن کی کسی رائے سے اختلاف کرتا ہے۔ یا کسی بات میں اُن کو نصیحت کرتا ہے۔

بعض لوگ غل مچاتے ہیں۔ کہ نوع انسان پر جو مصیبتیں طاری ہوتی ہیں۔ اُن کا باعث سوائے باہمی بغض و حسد۔ نااتفاقی۔ خود غرضی اور پبلک کے فائدوں سے بے پروائی کرنے کے نہیں ہے۔ اسی طرح کی اور باتیں بیان کرتے ہیں۔ جو درحقیقت صحیح اور مسلم ہیں۔ اور ایسے آدمی ہر روز ہزاروں ملیں گے۔ جو ان باتوں کو مانتے ہیں۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم پورے طور سے اتحاد اور اتفاق پر مائل ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنا حق طلب کرے۔ جو اُن کی گردن پر ہے۔ اور نہائت نرمی اور انسانیت سے طلب کرے۔ تو بھی وہ غصّہ سے سانپ کی طرح بل کھاتے ہیں۔ اگر ان سے درخواست کی جائے کہ وہ مظلوم کی داد رسی کریں۔ یا ایک بھائی کی تکلیف کو رفع کریں۔ یا ان لوگوں میں سے جو اُن کے دائرہ حکومت میں داخل ہیں۔ کسی کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں۔ تو وہ لیت و لعل کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے عذر پیش کرتے ہیں۔ یا صاف انکار کرتے ہیں۔ اور سرکشی سے پیش آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ان سے کہا جائے کہ وہ کسی مفید عام کام میں مدد دیں۔ جس سے زراعت کو یا کسی ہنر کو ترقی ہوتی ہے۔ یا اصلی تربیت پھیلتی ہے۔ تو وہ اس کام کو حقیر جانتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو احمق ٹھہراتے ہیں۔ جو اس کام کے درپے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس سے ہماری ذات کو کیا فائدہ تم عوام کو اور ان کے کام کو چھوڑو۔ ان کو ہمارے سوا اور بہت سے مل جائیں گے۔ گویا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ اُلفت۔ محبّت۔ اور اتفاق جس کا وہ دعوے کرتے ہیں۔ اور جس کی طرف اپنا میلان بتاتے ہیں۔ اُن کی طرف سے لوگوں کے ساتھ نہ ہو۔ بلکہ لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ ہو۔ اور وہ بھی نہ کسی نفع کی امید پر ہو۔ نہ رفع تکلیف کے خیال پر۔ ان کے فلسفہ کا یہہ نچوڑ ہے۔ کہ ان کو پبلک سے فائدہ پہنچے مگر ان کی ذات سے پبلک کو کوئی توقع نہ رکھنی چاہئے۔ اس قسم کے لوگ فی الحقیقت نہائت نادان اور نہائت احمق ہیں۔ اور اُن کے خیالات سراسر گمراہی اور ضلالت پر مبنی ہیں۔ نہائت تعجب ہے۔ اور نہائت افسوس ہے۔ کہ اس خیال کے لوگ ہماری قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

بعض لوگ دوسروں کو انصاف کی نصیحت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کا ذاتی نفع کسی شخص کے حق سے ٹکرا جائے۔ تو وہ اس حق کو بے تکلف پامال کرتے ہیں۔ اور اپنی غرض پوری کرتے ہیں۔ گویا کہ اُن کے نزدیک یہی انصاف ہے۔ جس کا وہ دعوے کرتے تھے۔ یا وہ نصیحت پر عمل کرنا کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہیں۔

بعض لوگ ظالموں۔ گناہ گاروں بد انتظام اور بد تدبیر لوگوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ پھر وہ آپ ہی اس بھنور میں ڈوب جاتے ہیں۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ اگر وہ افعال اُن کے سوا اوروں سے صادر ہوں۔ تو ان پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اُن کی ذات مقدس کے سبب سے ان افعال میں برائی کی جگہ بھلائی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہہ لوگ جن کا میں نے ذکر کیا۔ نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں فی الواقع برائی کیا ہے۔ اور بھلائی کیا۔ نیکی کیا چیز ہے۔ اور بدی کیا چیز یہہ الفاظ ہیں جن کے بولنے کا حق اُن کو ورا ثتاً حاصل ہے۔ گو کہ وہ نہیں جانتے۔ کہ ان کے معنے کیا ہیں۔ وہ ان الفاظ کو خاص خاص موقعوں پر بولنے کے عادی ہیں۔ اور جس طرح سنتے رہے ہیں۔ اسی طرح ان کو استعمال کرتے ہیں۔ نہ وہ ان کے معنے سمجھتے ہیں۔ نہ ان کی کوئی حقیقت اُن کے خیال میں آتی ہے۔ ان کا وجود سوسائٹی کے لئے نہائت بدقسمتی اور بدبختی کا باعث ہے۔ وہ حیوانیت

کے ادنے درجہ میں ہیں - اور حقائق کو نہیں جانتے - ان کے نزدیک بھلائی کی بات وہی ہے - جس سے کسی وقت ان کو لذت حاصل ہو - جب وہ وقت گذر جاتا ہے - تو وہ بھلائی بھی جاتی رہتی ہے - پھر اگر اس سے دوسری دفعہ کسی موقع پر ان کی ہوئے نفسانی پوری ہو جائے - تو فوراً وہ بھلائی بھی پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح ان کے نزدیک برائی کی بات وہی ہے - جو کسی وقت ان کو تکلیف پہنچائے - جب وہ تکلیف جاتی رہتی ہے - تو برائی بھی فراموش ہو جاتی ہے - لیکن اگر وہی برائی دوسروں کو تکلیف پہنچائے - تو اُن کے نزدیک تکلیف دہ نہیں ہے - نہ وہ اس کو افسوس کی نظر سے دیکھیں گے غرضیکہ اون کے نزدیک حسن و قبح کا معیار خود اُن کی ذات ہے - اگر کوئی کام ان کی راحت و لذت میں خلل ڈالتا ہے - گو کہ اوروں کو اس سے نفع ہو تو وہ بُرا ہے - اور اگر کوئی کام ان کو ضرر نہ پہنچاتا ہو - بلکہ ان کی خود غرضی کا مددگار اور اُن کی راحت و آرام کا باعث ہو - گو کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہو - تو وہ اچھا ہے - نہ فی الحقیقت وہ بھلائی کو بھلائی جانتے ہیں - نہ برائی کو برائی - نہ مفید کو مفید خیال کرتے ہیں - نہ مضر کو مضر - یہہ اُن کی نفسانی اُمنگیں اور ذاتی اغراض ہیں - جن کو عام بہبودی رفاہ عام - ملکی حقوق اور قومی ہمدردی وغیرہ شاندار لفظوں کا لباس پہناتے ہیں - یہہ الفاظ جو کھوکلے اور اندر سے خالی اور محض بے معنے ہیں - بار بار اُن کی زبانوں پر آتے ہیں - باوجود اس کے وہ اپنے قول اور فعل کے بُرے نتائج سے نہیں بچ سکتے - اُن کی جہالت - اُن کی نادانی - اور اُن کی غفلت آخر کار ان کو سزا دیتی ہے اُن کا خاتمہ نہائت بُرا اور اُن کا انجام نہائت خوفناک ہوتا ہے -

ہم نہیں چاہتے - اور نہیں پسند کرتے کہ ہمارے قوم کے ممبر اپنی زبان سے ایسی باتیں نکالیں - جن کے ساتھ عمل کی شہادت نہیں ہے - ہم تو یہی بات پسند کرتے ہیں - کہ بہ نسبت قول کے عمل زیادہ ہو - اور ہمارے ملک کے تمام باشندے چھوٹے ہوں یا بڑے اس اصلی فضیلت کے حاصل کرنے میں کوشش کریں - جس کی خوبیوں کا وہ اقرار کرتے ہیں - اور اُس کے موافق اُن کے افعال ہوں - تاکہ وہ فضیلت خود گواہی دے - کہ جو شخص اُس کے رکھنے کا دعوے کرتا ہے - اس میں فی الواقع موجود ہے - ہم چاہتے ہیں - . . . . . کہ اصلی کام جو اصلی قوانین زندگی کے مطابق ہوں - تمام مُلک میں پھیل جائیں - اور قوم کی تمام خواہشیں اور ضرورتیں اُسی طرح پوری ہوں - جس طرح پوری ہونی واجب ہیں - تاکہ ہر شخص اپنی محنتوں سے جو باقاعدہ کی گئی ہوں - اصلی کامیابی حاصل کرے - اور خاص و عام سب کو فائدہ پہنچے - یہ شور و غل اور بیہودہ گوئیاں کم زوری کی خبر دیتی ہیں - اور سوائے ناکامی اور نامرادی کے ان کا کوئی نتیجہ نہیں ہے"

ہم آخر میں اس بات کے کہنے سے باز نہیں رہ سکتے - کہ یہہ مضمون جو شیخ محمد عبدہ نے اپنے ملک کی تہذیب اخلاق کے لئے لکھا ہے - بہت زیادہ ہماری قوم اور ہمارے ملک کے لئے موزون ہے - یہاں بھی بہت سے تعلیم یافتہ ہیں - جو قومی ہمدردی اور قومی ترقی کا غل مچاتے ہیں - اور کام کرنے کے وقت کچھ نہیں کرتے - اپنی قوم کے عیب کھود کھود کر نکالتے ہیں - اور ان کو نصیحت کرتے ہیں - مگر سب سے زیادہ نصیحت یا الزام کے وہی مستحق ہیں - کاش وہ اسپیچ کم کریں - اور کام زیادہ تاکہ اصلی ترقی کی بنیاد قائم ہو -

واللہ الموفق و المعین - نعم المولے و نعم النصیر -

امیر المومنین - نے ۲۷ - جون کو روسی سفیر کو محل سلطانی میں دعوت دی وزیر اعظم - دیگر وزراء غازی عثمان - ادہم پاشا اور مارشل کا مفود دینز پاشا جرمن بھی مدعو تھے - دعوت کے بعد امیر المومنین نے سفیر مذکور سے پون گھنٹہ پرائیویٹ ملاقات کی - اور اُسے بہ وقت رخصت طبقہ امتیاز کے طلائی و نقرئی تمغے اور اُس کے سکرٹری کو طبقہ لیاقت کا سنہری تمغہ عطا کیا -

ترکی گورنمنٹ نے جزیرہ قبرس میں جو ۱۸۷۸ء سے انگریزوں کے قبضہ میں ہے - رفیق بک کو نیا مفتی مقرر کیا ہے -

امیر المومنین نے کرنیل سر ہربرٹ چیرہشاید کو جو انگریزی فوج متعینہ کریٹ کے کمانڈر ہیں - اور آخر جون میں قسطنطنیہ گئے تھے - طبقہ عثمانیہ کا تمغہ درجہ دوم عطا فرمایا ہے - تمغہ مذکور سعید پاشا پریسیڈنٹ مجلس شوری نے کرنیل صاحب کو باب عالی میں بلا کر بتاریخ ۳۰ - جون اپنے ہاتھ سے حوالہ کیا -

جرمنی سے مارزرائفلوں کے کارتوسوں کے اور ۲۲۵۰ صندوق توپخانہ عامرہ میں پہنچ گئے ہیں -

مکتوبات امام الزمان

ذیل میں ہم امام الزمان سلمہ الرحمن کے دو گرامی قدر مکتوب درج کرتے ہیں جو ہمارے واجب الاحترام مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب فاضل سیالکوٹی کی مہربانی کا نتیجہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ یہہ گرامی نامے نہایت ہی احتیاط سے پڑھے جاویں گے - کوئی ناعاقبت اندیش جو من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے فرمان سے ناواقف ہے شائد اسکو بیجا تعریف ہی کہے لیکن حق یونہی ہے کہ مولانا ممدوح نے الحکم کو ہر ایک قسم کی امداد دینے میں سب سے زیادہ قدم مارا ہے اللہ تعالیٰ اونکو جزائے خیر دے ہم خوب جانتے ہیں کہ فی الحال الحکم میں اگر کوئی مضمون ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوسکتا ہے تو وہ مولانا موصوف ہی کی تقریر یا تحریر ہوتی ہے اگر ہمارے دوسرے کرمفرما و مثل مولانا مولوی نورالدین صاحب وغیرہ بھی قلمی امداد کی طرف توجہ فرماویں تو الحکم اپنی حیثیت کے اخباروں میں فرد ہوسکتا ہے - مگر ہم مایوس نہیں انشاء اللہ الحکم کے تمام نقائص اور شکائتیں ایک وقت رفع ہو جائیں گی اگر خلوص نیت اور ثبات قدم میسر ہو -

(ایڈیٹر)

مکرمی اخی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آج خدمت میں ارسال کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ میرے احباب ان سے بہت محظوظ اور مسرور ہوں گے اور معاً امید ہے کہ اس عاجز کے لئے شرح صدر سے دعا کریں گے - پہلا خط ایک تازہ خط ہے جو حضرت اقدس نے ایک مکرم دوست کو لکھا ہے جو کسی قدر دنیوی ابتلاؤں میں مبتلا ہیں -

اس خط میں میں چاہتا ہوں کہ اہل دل اس امر کی طرف متوجہ ہو کر غور کریں کہ حضرت اقدس کو اپنی دعاؤں کی قبولیت اور خدا تعالیٰ سے تقرب پر کس قدر علی بصیرۃ یقین ہے یہی ایک سیم ہے جو اس پاک وجود کو اس عرصہ دراز سے اپنی کارروائی کے اجرا سے تھکنے اور ہٹنے نہیں دیتا - اور کوئی سطح زمین پر اور اس نیلی فضا کے نیچے ایسا شخص نہیں جس کا دل اس قوت یقین سے معمور ہو -

اور دوسرا خط حاجی منشی احمد جان صاحب مرحوم مغفور لدھیانوی کے نام ہے - یہ خط قریباً تیرہ ۱۳ برس کا ہے - اس خط میں میں صرف اس قدر تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل جو لوگ اس نور اور حق اور ہدیٰ سے منکر ہیں غور کریں اور خدا کے لئے غور کریں کہ حضرت اقدس اپنے ایک مکرم دوست کو وصیت کرتے ہیں کہ بیت اللہ میں انکی طرف سے بلا تغیر الفاظ انکی یہ دعا پڑھ دیں کہ ای ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے مجھے جوش بخشا ہے الخ - ان الفاظ سے کس قدر فوق العادہ طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کو اپنے منجانب اللہ ہونے کا یقین و اثق کب سے اور کس قدر ہے - خدا تعالیٰ ان منکروں کو فہم عطا کرے کہ اپنے لئے ہلاکت کی راہ طیار کر رہے ہیں -

عاجز عبدالکریم

۱۰ اگست

"پہلا خط مورخہ ۵ اگست ۱۸۹۸ء

مخدومی اخویم ..... صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا اللہ جلشانہ آپکی نیات خیر سے صدہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین - میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارۃ سنوں - مجھے اس قدر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ اس کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی دعا نہیں - اشعار

ہزاں کارے کہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کارے نے بادی نہ بارانے
عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقے باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے
اگر جنبد لب مردے ز بہر آنکہ سر گردان
خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے
ز کار افتادہ را بر کارے آرد خدا زیں رہ
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے
مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۵ اگست ۱۸۹۸ء

دوسرا خط مورخہ ۱۳۰۳ ہجری

"از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد باخویم مخدوم و مکرم منشی احمد جان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ -

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ آں مخدوم پہونچا - اس عاجز کی غرض پہلے خط سے حج بیت اللہ کے بارے میں صرف اسی قدر تھی کہ سامان سفر میسر ہونا چاہیے اب چونکہ خدا تعالیٰ نے زاد راہ میسر کر دیا اور عزم صمم ہے اور ہر طرح سامان درست ہے اس لئے اب یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ سے یہ عمل قبول فرماوے اور آپکا یہ قصد موجب خوشنودی حضرت عزاسمہ ہو اور آپ خیر و عافیت اور سلامتی سے جاویں اور خیر و عافیت اور سلامتی سے بتحصیل مرضات اللہ واپس آویں - آمین یارب العالمین اور انشاء اللہ یہ عاجز آپ کے لئے بہت دعا کریگا - آپکے پچیس روپیہ پہونچ گئے ہیں - آپ نے اس ناکارہ کی بہت مدد کی اور خالصاً للہ اپنے قول اور فعل اور خدمت سے حمایت اور نصرت کا حق بجالائے جزاکم اللہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ - یہ عاجز یقین رکھتا ہے کہ آپ کا یہ عمل بھی حج سے کم نہیں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ - دل تو آپ کی اس قدر جدائی سے محزون اور مغموم رہے گا لیکن آپ جیسی دولت اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں اس نور عظیم پر نظر کرنے سے انشراح خاطر ہے خدا تعالیٰ آپ کا حافظ اور حامی رہے اور یہ سفر من کل الوجوہ مبارک کرے آمین -

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود اور مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی عرض انہی لفظوں سے سکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گذارش کریں کہ ای ارحم الراحمین ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ ای ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ

تو غفور و رحیم ہے اور مجھسے وہ کام کر جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور اور میری ہر ایک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنے ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اسکو اپنے ہی فضل سے انجام تک ..... عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب ..... اسلام کی خوبیوں سے بیخبر ہیں پوری کر۔ اور اس عاجز اور ..... اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے ..... حمایت میں رکھکر دین و دنیا میں آپ اُن کا متکفل ..... اور سب کو اپنے دار الرضا میں پہونچا اور اپنے ..... اور اُس کے آل و اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر آمین یا رب العالمین۔ یہ دعا ہے جسکے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں والسلام۔

خاکسار غلام احمد

مکرر کہ خط ہذا بطور یادداشت اپنے پاس رکھیں خط دیکھکر تمامتر حضور و رقت دل دعا کریں والسلام۔"

اس خط کی پوری پوری تعمیل کی گئی یعنے حضرت منشی صاحب جنکے نام یہ خط ہے بخیر و عافیت حج کو گئے اور وہاں پہونچکر حسب الحکم اس خط کو بآواز بلند پڑھا اور ساتھ کی جماعت آمین کہتی رہی۔ اس سال حج اکبر ہوا یعنے جمعہ کے دن۔ حج سے فراغت پاکر بخیر و عافیت جیسا کہ حضرت اقدس کی دعا تھی واپس گھر پہونچ گئے اور گیارہ بارہ روز زندہ رہکر ۱۳۰۳ھ ہجری میں لودیانہ میں وفات پائی۔ اس خط میں جہاں نقطے دیئے ہوئے ہیں اُس جگہ سے بباعث دیرینہ ہونے کے پھٹکر ضایع ہو گیا ہے۔ لیکن یہ ضایع شدہ چند الفاظ ہیں زیادہ نہیں مضمون کا ربط معلوم ہو سکتا ہے۔ فقط۔ بقلم منظور محمد ولد حضرت منشی صاحب موصوف مرحوم مغفور۔

ایام الصلح (فارسی لباس میں)

لله الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم نہایت مسرت و انبساط سے مشتاق ناظرین کو مژدہ سناتے ہیں۔ کہ کتاب ایام الصلح جو حضرت اقدس تصنیف فرما رہے تھے۔ اور جس کا ترجمہ فارسی زبان میں ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب فاضل سیالکوٹی فرما رہے تھے۔ بالکل مکمل ہو گئی ہے۔ اور فارسی حصہ تو مکمل طور پر طیار ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ کتاب پر کسی قسم کی رائے دینا ہماری بساط سے باہر ہے۔ کیونکہ سلطان القلم اور امام الوقت کی ذوالفقار صفت قلم کا نتیجہ ہے۔ اور کلام الامام امام الکلام ایک مسلم بات ہے۔ جس قسم کے حقائق اور معارف اور قرآنی اسرار اس رسالہ میں حضرت اقدس نے بیان فرمائے ہیں اون کی نظیر پہلی تصنیفات میں نہ ملے گی اپنے دعاوی پر ایسے انداز اور طرز سے قلم اُٹھایا ہے کہ گویا مجسم کر کے مدعی کو دکھا دیا ہے۔ اور کم سواد اور عام فہم کا آدمی بھی بہ شرطیکہ صفائی قلب رکھتا ہو۔ امام الوقت کی شناخت کر سکے۔ بہ ہر حال کتاب کی خوبیاں دیکھنے اور پڑھنے والوں کو معلوم ہوں گی۔ ہم اس مختصر نوٹ میں کچھ بھی ظاہر نہیں کر سکتے۔ فارسی ترجمہ جس خوبی اور لطافت سے کیا گیا ہے۔ وہ جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے لئے بذات خود ایک فوق العادت نشان ہے۔ اہل زبان پڑھ کر ایک دفعہ تو میری تصویر پر مصور بھی دھوکھا کھا جاویں گے۔ مصداق ہوں گے۔ فارسی زبان کا تازہ لٹریچر نظر آئے گا۔ اور جس خوش اسلوبی سے اس کتاب کے مضامین کو فارسی میں ادا کیا گیا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ اور صرف خدا تعالےٰ ہی کا فضل ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کی اس سعی کو مشکور بناوے اور اون کو جزائے خیر دے۔ اور اس سے بھی زیادہ فضل اون پر کرے تاکہ وہ اوس کے پاک دین کی خدمت میں اس سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کر سکیں۔ اور ہم لوگوں کو بھی مولوی صاحب کا سا صدق و ثبات عطا کرے تاکہ اس مقدس امام اور اوس کے مقدس مشن کے لئے مفید ہو سکیں۔ آمین۔

ایام الصلح کا فارسی ترجمہ فی الحال شائع ہوا ہے۔ اور مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے نام درخواست کرنے پر ایک روپیہ قیمت کو ملے گا۔

فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے اور یونیورسٹی کے امتحانات منشی عالم وغیرہ کی طیاری کرنیوالے اس رسالہ کو ضرور پڑھیں۔

توجہ بکار ہے

ہمارے معزز ناظرین کی توجہ کی بغیر رجو دنیاوی اسباب میں ایک سبب ہے الحکم کی اون قابل اصلاح باتوں میں اصلاح ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے جو ہمارے ناظرین محسوس کرتے ہیں یا خود ہم سمجھتے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے اخبار لینے والے احباب کو متوجہ ہونا چاہئے۔ کہ اون کی اختتام سال میں صرف ایک مہینہ رہ گیا اور اونمیں سے اکثر ایسے ہیں کہ اونہوں نے ترسیل زر چندہ کیطرف توجہ نہیں فرمائی یا بوجوہات نہیں فرما سکے۔ جو کام متفقہ کوشش و سعی سے ہونیوالے ہوں ایک شخص خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو سرانجام نہیں دیتا ہاں اگر مومن اللہ سچا ہو تو پھر ہم اپنے احباب سے امید کرتے ہیں کہ وہ الحکم کی ہر ایک قسم کی مدد کیلئے ہمہ تن طیار ہو جاویں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اونکے مقدس مشن کی خلاف کسقدر اخبارات صرف مخالفت ہی کا مشن لیکر شائع ہوتے ہیں پھر اگر وہ اپنی جماعت کیلئے یہ حقوق کیوں نہیں کیخاطر ایک بھی اخبار اپنے ہاتھ میں رکھ کر نہیں چلا سکتے تو کسقدر سستی کی بات ہے اسلئے جو امداد کرتے ہیں وہ مزید توجہ کریں اور ابھی [illegible]

✤ - قواعد زیر دفعہ ۵۶ و ۵۷ - ایکٹ ۲۰ ۱۸۸۳ء بغرض آبپاشی بذریعہ نہر کرن ✤

تعریفات

ان قواعد میں مینجر سے وہ شخص مراد ہے - جس کو وقتاً فوقتاً ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور واسطے انتظام نہر کے مقرر کر دے - سال سے وہ بارہ مہینہ سمجھے جائیں گے - جو یکم نومبر سے شروع ہو کر ۳۱ - اکتوبر کو ختم ہوں -

قواعد

(۱) پانی جو نہر سے لیا جائے گا - اس سے فی الفور آبپاشی کی جائے گی - اور سوائے مینجر کے خاص اجازت کے کوئی شخص اوس سے تالاب یا گڑھے پُر کرنے کا مجاز نہ ہوگا -

(۲) سال میں جس زمین کے واسطے نہر سے آبپاشی کی ضرورت ہو اس کے مالکان کو چاہیئے کہ سال کے پہلے دو ماہ کے عرصہ میں مینجر کے پاس تحریری درخواست کریں اور یہ بھی تحریر کریں کہ آیا وہ پانی توڑ سے لگا چاہتے ہیں - یا بذریعہ جھٹہ کے - اور

(الف) بحالت توڑ کے اپنی درخواست میں تعداد اُن کھالوں کی جن کے علیحدہ علیحدہ دہانے

ہوں اور جن کے ذریعہ وہ پانی لینا چاہتے ہوں درج کریں۔

(ب) بصورت جھٹہ کے اون مقامات کی تعداد جہاں جھلاروں اور جھٹوں سے پانی لیا جائے گا۔ الگ الگ بتانے چاہیئے۔

(۳) مینجر کا فرض ہوگا کہ یکم اپریل سے پہلے مراتب ذیل کا تعین کرلے۔

(ا) کس قدر جدا جدا دہانے والے کھالوں کے ذریعہ توڑ آبپاشی کی جائے گی۔ اور وہ دہانے کس کس جگہہ قائم کئے جائیں گے

(ب) جھلاروں کی تعداد اور ان کے قائم کرنے مقامات

(ج) وہ مقامات جہاں بذریعہ جھٹوں کے پانی لیا جائے گا۔

(۴) ہر سال زمینداران صرف اونہیں موگھوں کے ذریعہ اپنے کھالوں میں پانی لے جائیں گے۔ جو پہلے مقرر ہوچکے ہوں اور صرف انہیں مقامات پر جھلاروں اور جھٹوں سے کام لے سکیں گے۔ جو اس سال کے واسطے مینجر نے منظور کئے ہوں۔

(۵) کسی شخص کو نہر کے کنارے اور پتھرے کاٹنے کا بجز صریح اجازت مینجر کے اختیار نہ ہوگا۔

(۶) طیاری کھال جس کے ذریعہ نہر سے پانی لیا جائے گا۔ معہ پختہ دہانہ اوس نمونہ اور مساحت کے مطابق جو مینجر وقتاً فوقتاً تجویز کرے یا آڈ جسکے ذریعہ جھلار تک پانی پہونچایا جائے گا۔ اُس شخص یا اون اشخاص کے ذمہ ہوگی جو اس کھال یا جھلار سے آبپاشی شدہ فصلوں کا آبیانہ دینے کے ذمہ وار ہوں گے۔ اشخاص مذکورہ بالا مشترکاً اور فرداً فرداً پختہ دہانوں کی تعمیر کے ذمہ وار ہوں گے۔

(۷) نہر میں کسی قسم کا پشتہ یا بند لگانے کی ممانعت ہے سوائے اوس خاص وقت اور خاص نمونہ اور خاص مصالح کے جو مینجر بہ ذریعہ عام یا خاص احکام کے مقرر کرے۔ جب

کسی خاص وقت کے واسطے نہر میں پشتہ یا بند بنانے کی اجازت دی جائے۔ تو اوس شخص یا اون اشخاص کا جن کے مفاد کے واسطے بند لگایا گیا ہو مشترکاً اور منفرداً فرض ہے کہ وہ فوراً بعد انقضائے وقت معینہ کے اس کو مسمار کر دیں۔

(۸) مینجر ہر سال یکم اپریل سے پہلے ہر ایک کھال اور ہر ایک آڈ کی جس کے ذریعہ جھلار میں پانی جاتا ہو آبپاشی کے بارے مقرر کر دے گا۔

(۹) آبپاشی کرنے والوں کا فرض ہوگا کہ وہ نوبت ہائے معینہ حسب قاعدہ نمبر ۸ کے مطابق کاربند رہیں۔ بدوں اون اوقات اور اُس حد تک جب کہ اون کی عدم ضرورت کا مینجر وقتاً فوقتاً اظہار کرے۔

(۱۰) جو شخص قواعد نمبر ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اور نمبر ۹ کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ جس کی تعداد ۵ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔ بحالت مسلسل خلاف ورزی کے جتنے دنوں تک بعد سزایابی کے عدم تعمیل جاری کرے گا زائد جرمانہ بہ حساب ۵ روپیہ یومیہ کا سزاوار ہوگا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک عیاش مسلمان نے ایک سو روپیہ کی لاگت سے ایک پلنگ ۲۲ فیٹ طویل اور ۱۰ فیٹ عریض بنوایا اور ایک وسیع دالان میں رکھا۔ منشاء یہہ تھا۔ کہ اپنے یاروں سمیت اس پر بیٹھ کر رنڈی کا ناچ کرایا جاوے۔ مگر پلنگ کے طیار ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد ۸ بجے شب کے مکان کی چھت بیٹھ گئی۔ اور تمام کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ یہہ نرالا عیاشی کا کھیل ہے۔

کیوبہ کی امریکن فوج میں ۴۲۰۰۰ آدمی بیمار ہیں۔ منجملہ اُن کے ۴۰۰۲ زرد بخار میں مبتلا ہیں۔

فرانچ سفیر نے گورنمنٹ امریکا کو اطلاع دی کہ سپین کو شرائط صلح منظور ہیں۔ اور اوس نے یہہ بھی منظور کرا لیا ہے۔ کہ دوران گفتگوئے صلح میں جنگ ملتوی رہے۔

کینڈز میں ایک کشتی نئی ایجاد ہوئی ہے۔ جو پانی کے اندر چلتی ہے۔ اس میں دخانی یا مقناطیسی قوت کی حاجت نہیں ہے۔ صرف پُرزے لگے ہیں۔ اور دو آدمی چلا سکتے ہیں۔

سینٹ پیٹرز برگ میں موسم سرما میں جہاز رانی کے قیام کے لئے روسیوں نے دس ہزار گھوڑوں کی طاقت کی برف توڑنے والی کل ایجاد کی ہے۔ یہہ کل برف کو توڑ کر پانی بنا دیا کرے گی۔ اور جہاز رانی جاری رہے گی۔

سلطان المعظم نے حکم دیا ہے۔ کہ یونان سے جو تاوان جنگ لیا گیا ہے۔ اس میں سے دس ہزار پونڈ کریٹ کے مصیبت زدہ مسلمانوں کی امداد پر صرف کئے جائیں۔

پرنس بسمارک کی وفات پر شہنشاہ جرمن نے حکم دیا۔ کہ بری اور بحری فوج میں ایک ہفتہ تک ماتم رہے۔

اسلامی دُنیا کا ہفتہ

ترکی گورنمنٹ نے - چوتھے - پانچویں اور چھٹے اردوئے ہمایون کے کمانڈروں کے نام حکم صادر کیا ہے - کہ رنگروٹوں کی بھرتی کے قواعد کی پوری تعمیل کرکے اپنی اپنی پلٹنوں کی جمعیت مکمل کردیں - ان جیوش کے صلہ مقام علی الترتیب ارزن کیہان - دمشق اور بغداد ہیں - جہاں کے اکثر باشندے اب تک فوجی خدمت سے بچے ہوئے تھے وہاں خانہ بدوش قبائل بہکثرت آباد ہیں - اور ان کی مردم شماری کا اس لئے کوئی درست انتظام نہیں ہو سکتا - مگر اب ترکی حکام ان قبائل سے خانہ بدوشی چھوڑانے کے لئے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں چنانچہ حال میں حکا ادانہ کی سعی و کوشش سے قبیلہ شکرلی نے خانہ بدوشی چھوڑ کر پانچ نئے دیہات آباد کر لئے ہیں - ہر گاؤں میں مسجد اور مدرسہ سرکاری خرچ سے بنا دیا جائیگا - اور سول انتظام باشندوں کے ہاتھ میں رہے گا -

صدر اعظم خلیل رفعت پاشا نے صوبوں کے حکام سے درخواست کی ہے - کہ وہ خانہ بدوش قبائل کے مشائخ اور دیگر مقتدر اشخاص کو اپنے لڑکے قسطنطنیہ کے مدرسہ عشیرت میں جو چند برسوں سے ایسے ہی لڑکوں کے لئے امیرالمومنین نے جیب خاص کے خرچ سے قائم کیا ہے - بھیجنے کی ترغیب دیتے رہا کریں - مدرسہ کی عمارت میں بہت اضافہ کیا گیا ہے

پانچویں اردوئے ہمایون کے فوجی افسروں نے محتاجان کریٹ کے لئے لٹھہ کے پندرہ سو تھان خرید کئے ہیں -

ٹائمز نے کچھ عرصہ ہوا تحریر کیا تھا - کہ یمن کا فوجی گورنر فیضی پاشا موقوف کردیا گیا ہے - یہ بالکل غلط ہے - پاشا موصوف کی صرف تبدیلی کی گئی ہے - بغداد کے فوجی کمانڈر دولت بور جب پاشا طرابلس الغرب بھیجے گئے ہیں اور فیضی پاشا یمن سے اون کی جگہ بغداد - اسی طرح احمد پاشا کو راستہ سے واپس بلا لئے جانے کی خبر بھی اوس نے غلط درج کی تھی - پاشاء موصوف خرید جہازات کے لئے لنڈن پہنچ گئے اور کئی ہفتہ تک وہاں رہے - جہاں سے اب اون کو جرمنی جانے کا حکم ملا ہے - ٹائمز کی ان غلط بیانیوں سے طاہر پاشا کی نسبت اوس کی تحریر کردہ خبر سے بھی بے اعتباری سی ہو گئی ہے اور خیال گذرتا ہے کہ شائد اُس کے نامہ نگار نے اوسی واقعہ پر جس کے متعلق ہم جولائی کے وکیل میں لکھا گیا تھا - رنگ چڑھا یہہ طومار طیار کر لیا ہے - واقعہ مذکور یہ تھا - کہ سید طاہر پر جبکہ وہ محلہ بک اوغلی سے گذر رہے تھے - چند بدمعاشوں نے حملہ آور ہو کر لاٹھیوں کی ضربات سے اون کو ادھموا کر دیا تھا - اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے تھے -

باب عالی نے جرمن کارخانوں سے مارزر رائفل کے ۲۲ کروڑ کارتوس خرید کئے ہیں - پہلے ۶۰۰ قرش فی ہزار کارتوس قیمت تھی - اب باب عالی نے پانچسو پچاس قرش فی ہزار قیمت مقرر کی ہے ان میں سے سوا دو ہزار صندوق شروع جولائی تک قسطنطنیہ پہونچ گئے ہیں

محتاجین حرمین کے لئے شروع جولائی تک چار لاکھ قرش قسطنطنیہ میں چندہ میں جمع ہوئے تھے اور شہیدان محاربہ کی اولاد کے لئے ۲۷ لاکھ ۳۴ ہزار قرش -

چند اہالی حلب نے اوس فوجی چوکی کی عمارت میں مدد دینے کے لئے جو حکام ضلع اسکندرونہ کی سڑک کی حفاظت کے لئے بنوا رہے ہیں - ایک رات تھیٹر کا تماشہ کیا - اوس سے بیس ہزار قرش آمدنی ہوئی جو حکام کے حوالہ کردی گئی -

اطنہ اور مرسینا کے مزارعین نے بابعالی میں درخواست کی ہے کہ مرسینا - ادانہ - ریلوی لاین کو مرعش تک بڑھا دیا جائے - لاین مذکور کی اجارہ دار کمپنی بھی بلا حصول ضمانت اس توسیع پر آمادہ ہے - مرسینا ایشیاء کوچک کے جنوبی ساحل پر جزیرہ قبرس کے مقابل بندرگاہ ہے - اور ادانہ (اطنہ) اوس سے بجانب شمال مشرق چالیس میل کے فاصلہ پر ہے - اس نواح میں صرف یہی چالیس میں ریلوی لاین ہے - مرعش اطنہ سے بجانب شمال مشرق ایک سو پانچ میل اور حلب سے عین بجانب شمال ایک سو میل کے فاصلہ ہے -

ترکی فوج کے تھیلی کو خالی کرتے ہی یونانیوں کے لاریسا ترخالہ اور مواضعات کے مسلمانوں پر جو کچھ جبر و ستم کرنیکی خبریں موصول ہوئی ہیں اونکی تصدیق ہو گئی ہے - وزارت یونانی نے مقامی حکام کو آئندہ کے لئے سخت نگرانی کرنے کی تاکید کرکے مسلمانوں کے نقصانات کی فہرست فی الفور ارسال کرنے کا حکم دیا ہے -

بابعالی میں یہ شکائت ہونے پر کہ بعض اہلکار اون سپاہیوں کے مشاہرے دینے میں جو محاربہ تھسلی میں شریک ہوئے تھے تاخیر کر رہے ہیں عام حکم نافذ کیا گیا ہے کہ اگر آئندہ کسی سپاہی کو دیر کرکے تنخواہ ملنے کی شکائت پہونچی تو قصوروار اہلکار کو سخت سزا دی جائیگی -

بیروت کا اخبار لکھتا ہے کہ رشید بک آفندی گورنر بیروت کے حسن انتظام سے اونکے عہد گورنری میں جنکی میعاد ابھی دس ماہ سے زائد نہیں ہوئی - سالگذشتہ کے اسی قدر مہینوں کی نسبت صوبہ کی آمدنی میں ساٹھہ ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا ہے -

دارالامان کی ڈائری

یکم اگست ۱۸۹۸ء - کل گذشتہ سے منشی تاج الدین مع اہل بیت اور مفتی محمد صادق و منشی غلام حسین صاحب ڈنگوی و میاں محمد حیات لاہور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ "مینے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈاڑھ کا حصہ بوسیدہ ہوگئی ہے۔ اس کو مینے منہ سے نکالا۔ اور وہ بہت صاف تھا۔ اور اوسے ہاتھ میں رکھا" پھر فرمایا کہ "خواب میں دانت اگر ہاتھ سے گرایا جاوے تو وہ منذر ہوتا ہے۔ ورنہ مبشر" زاں بعد محمد صادق نے اپنے دو خواب سنائے۔ جنمیں سے ایک میں نور کے کپڑوں کا ملنا اور دوسرے میں حضرت اقدس کے دیئے ہوئے مضمون کا خوشخط نقل کرنا تھا۔ جس کی تعبیر حضرت اقدس نے کامیابی مقاصد فرمائی۔

"اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا" کہ تائیدات الٰہیہ ایک تو بیّن اور ظاہر طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور عام لوگ اُن کو دیکھ سکتے ہیں۔ مگر بعض مخفی تائیدات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کے لئے میری سمجھ میں کوئی قاعدہ نہیں آتا کہ عوام الناس کو کیوں کر دکھا سکوں۔ مثلاً یہی عربی تصنیف ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں مجھے کہاں تک دسترس ہے۔ لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقع پر موزون طور پر آنے والے الفاظ القا ہوتے جاتے ہیں۔ اب کوئی بتلائے کہ ہم کیونکر اس تائید الٰہی کو دکھا سکیں۔ کہ وہ کیونکر سینہ پر الفاظ نازل کرتا ہے" اور دیکھو اس ایام الصلح میں اکثر مضامین ایسے آئے ہیں جن کا میری پہلی تصنیفات میں نام تک نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ اس سے پہلے وہ کبھی ذہن میں نہ گذرے تھے۔ لیکن اب وہ ایسے طور پر آکر قلب پر نازل ہوئے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ جب تک خود تائید الٰہی کے شامل حال ہوکر اوس کو اس قابل نہ بنا دیوے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے جو وہ ایسے بندوں پر کرتا ہے۔ جن سے کوئی کام لینا ہوتا ہے"

"یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ تصنیفات کے لئے جب تک صحت اور فراغت نہو یہہ کام نہیں ہو سکتا۔ اور یہہ خدا تعالےٰ کا فضل اون لوگوں ہی کو ملتا ہے جن سے وہ کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ پھر اون کو یہ سب سامان جو تصنیف کے لئے ضروری ہوتے ہیں یکجا جمع کر دیتا ہے"

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے دشمنوں کی طبیعت ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء سے بعارضہ درد شکم بیمار تھی حضرت اقدس نے آدمی بھیج کر خبر منگوائی۔ اور افاقہ کی خبر سُن کر الحمد للہ فرمایا اور فرمایا کہ "مولوی صاحب کا سن اب انحطاط کا ہے۔ اس لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ گویا پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیئے۔ زندگی اور موت تو اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لیکن انسان کو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ اسباب کی رعایت نہ رکھے" پھر فرمایا کہ "در اصل انحطاط کا زمانہ ۳۰ سال کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے۔ افراط اور تفریط اس سن میں اچھی نہیں ہوتی مینے بعض آدمی دیکھے ہیں کہ گنا پنا آٹا دیتے اور پانی بھی اندازہ اور وزن کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ اور بعض یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ اون کو کسی قسم کا اندازہ ہی نہیں رہتا۔ یہہ دونو باتیں ٹھیک ہیں" جیسا مینے کہا "زمانہ شباب تیس ہی سال تک ہے اور یہ بھی اوس صورت میں کہ قوائے مضبوط اور تندرست ہوں ورنہ بعض تو اوائل ہی میں تشبہ بالشیوخ رکھتے ہیں"

اب دس منٹ ۶ بجنے میں تھے۔ ہم مدرسہ کو چلے گئے حضرت اقدس بھی چند منٹ بعد تشریف لے گئے۔

دس بجے کے قریب شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپور مع منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس بٹالہ تشریف لائے۔ کوئی سوا دس کے قریب حضرت اقدس ان معزز مہمانوں سے ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے۔ اور کوئی ساڑھے دس بجے کے قریب مدرسہ دکھانے کے لئے لے کر آئے۔ خود جناب ممدوح نے کوائف و اغراض مدرسہ سے شیخ صاحب کو اطلاع دی اور فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں ہر ایک قسم کے لوگ ڈاکٹر۔ وکیل تاجر۔ گریجوایٹ وغیرہ شامل ہیں۔ مدرسہ میں دینیات کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ایک فاضل مولوی تجویز کیا ہے۔ اس پر شیخ صاحب نے فرمایا کہ "جناب کو بہت آسان ہے کیونکہ ہر ایک قسم کے لوگ بفضلہ تعالےٰ موجود ہیں" اور شیخ احمد علی صاحب نے صہ نقد اُسی وقت بطور انعام پیش کئے کہ یہہ انعام اوس طالب علم کو ملے جو دینیات میں سب سے اول رہے۔

ایڈیٹر الحکم نے بغرض اندراج الحکم دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ صاحب ایڈیٹر الحکم کی طرف اشارہ تھا۔ الحکم نام اخبار بھی یہاں سے شائع کرتے ہیں۔ شیخ علی احمد صاحب نے اس پر فرمایا کہ "جناب آپ کی تو دنیا ہی نئی ہے"

پھر حضرت اقدس اُن کو مطبع کی طرف لے گئے جہاں مطبع کے متعلق حالات بتلاتے رہے۔ اور مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر کا ذکر آیا۔ جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے اس کے متعلق ایک خط سنایا۔ پھر کھانا کھانے کو تشریف لے گئے۔ زاں بعد ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نمازوں کے بعد آج کا دن مع الخیر ختم ہوا۔

سچائی کا فیصلہ

اور

شرطیہ

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

صداقت

صحت جسمانی کے طلبگارو اس کو پڑھو۔ اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ

بیرچہ ترکیب استعمال ہر دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب بارک سے ہوگی۔ محصول ڈاک کشن ڈاک مرخریدار۔ درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ آنی چاہئیں۔

نوٹ

بدرخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے۔ غربا خرچ روانگی دوا۔ درخواست کے ساتھ روانہ کریں۔ محصول ڈاک علاوہ ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلباء کو اسکی اشد ضرورت ہے دو ہفتہ کے واسطے عہ۔ ایک ماہ کیواسطے عہ۔ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بہ تصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دیجاتی ہے۔

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے جادو انہ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ر اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے صرف ۲ر خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ اسہال۔ کھٹے ڈکار ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر غربا کو بہ تصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خیالی یہہ کہ مہینہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادیوں کو اس کی بھی اجازت ہے۔ خوراک عہ

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیا بند کو اکسیر ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ۔ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پٹیاں کتنی ہی۔ زخم پہلے دن خشک اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ر خرچ روانگی پر مفت۔

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوانمرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ملے روپیہ

عصائے پیری

قوت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کیواسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے قیمت ملے روپیہ۔

دوائی وجع المفاصل

یہہ بے نظیر اکسیر ہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صر

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پورانہ کیوں نہ ہو۔ تین دنوں میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اکسیر اعظم ہے۔ خوراک عہ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ۔ زکام۔ چھینک۔ کیواسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ر۔ غربا کو بہ تصدیق مذکور ۲ر خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسکے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کی۔ ذغیرہ ناممکن سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری حبوب کو ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۱۰ دنوں میں فائدہ کلی ہوتا ہے قیمت

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دنوں میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسکو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا قیمت ملے روپیہ

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴ر فی درجن عہ

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

ہم لٹاتے ہیں آج اس دگھر - نہ ہے کوئی لاولد مضطر ✦ امنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر - لعل قدر قیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین دبی وقار طرز اشتہار و اسناد بے شمار سے کاحقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں

شفاخانہ یونانی
شیخ نظام الدین حکیم
امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسپٹ لکھوایا جاتا ہے - جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے - اگر مراد پوری نہ ہو - دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو - صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو - فضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارک بادی ہے

خوش ہو فضل ایزد داور کیوں نہ ہوں اس سے بارور کیوں

اس خادم الاطبار کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں - کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا - مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے - کہ ادویہ تو وہی ہوں گی - مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں - اور دلی مراد پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے - بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لے جائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے - (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں - (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو - تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو ورنہ ہرجانہ و جرمانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی - شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی - اگر علاج میں شک ہو - تحقیق کر لو داد پانے پر دینا کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں - وہ خانہ خراب ہے - گھر نہیں ؎ برباد وہ شہر ہے کہ جس کا ثمر نہیں - گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں - کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی مراد دلی بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا پیہ نیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں -

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ع	۱۰	قولنج دوری	۵ص	۱۹	لقوہ	۵ع	۲۸	نل اترنا	۵ص
۲	جس کا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	۵ص	۱۱	سوزاگ	۵ص	۲۰	بھگندر	۵ع	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	۵ص
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	۵ص	۱۲	سرعت	۵ع	۲۱	ناسور	۵ع	۳۰	خضاب سالانہ	۵ع
۴	کم زوری	۵ع	۱۳	جریان	۵ع	۲۲	بواسیر خونی و بادی	۵ص	۳۱	نزلہ و زکام	۵ع
۵	مرگی	۵ص	۱۴	غلط کاری	۵ص	۲۳	ادھرنگ	۵ع	۳۲	تسہیل ولادت	۵ع
۶	تپ دق	۵ع	۱۵	گنٹھیا	۵ع	۲۴	ضیق النفس	۵ع	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۵ع
۷	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	۵ص	۱۶	سفیدی آنکھ	۵ع	۲۵	لپھ	۵ص	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	۵ع
۸	ضعف باہ	۵ص	۱۷	ضعف بصر	۵ع	۲۶	آتشک	۵ص	۳۵	ضعف ہضم	۵ع
۹	ضعف جگر	۵ع	۱۸	سبل	۵ع	۲۷	آتشک کل بدن	۵ع	۳۶	سر سام	۵ع

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم - امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سُبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بہ جائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ عہ روپیہ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ تین روپے، روپیہ۔ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس (عہ) روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ۔ ۴ر خرچ ڈاک بہ ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو یہ منزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھتے ہیں۔ جلن۔ کم زوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلاشک و شبہ دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی ایم مسانگلے صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اتم دیوی بہ عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خود دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب پروفیسر میاں سنگھ! شائد آں جناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا۔ جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنے ایک دوکان دار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور بہ سبب پتلی پر پھولے کے ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے۔ بندہ بھی بہ صد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرے) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنائت فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سُرمہ بہ ذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

نمبر ۲۴-۲۵ | قادیان دارالامن والامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ اگست ۱۹۰۸ء | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی ہے کہ قریباً ونیا ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں بدی سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ار سینکڑہ مینیں لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ بیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر عہ تک

پراندے ۴ر سے لے کر عہ تک

بیج بند سے سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ار روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند مالکان

احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

www.aaiil.org

سچائی کا فیصلہ

صداقت کی تاثیر

نوٹ
پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار۔ روپیہ بنام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہیں۔

مشتہر طبیہ

صحت جسمانی کے طلبگار اسکو پڑھو اور ایک نسخہ شرطیہ آزماؤ

اور

ہم نے کئی سچوں انگلیاں اس میں ڈبوئیں

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار ہر کوئی پڑھو اور ایک نسخہ شرطیہ آزماؤ

کا امتحان کر لیجئے

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دو روپیہ بھیجیں روانہ کریں۔ محصول علاوہ ہوگا۔

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ ۸ اکاہ کیواسطے عہ ۱۲ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دیجاتی ہے

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کی لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اجاد دانہ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸۔ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کی ۲ خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء۔ کھٹے ڈکار ضعف معدہ کو دور کرنی اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی پڑیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ غرباء کو بتصدیق کسی معزز کی ۲ خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ جوئی یہہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے ۷ خوراک عہ ۱۲

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پٹیاں کفی ہیں زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸ غرباء کو بتصدیق معزز ۲ خرچ پر مفت

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے ماہ کی استعمال سے غلیظ چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ ۱۲ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ۔

دوائی آتشک

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے چکرے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جلد نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دم ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جواں مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ۳ ے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف مردانگی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ۳ ے۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے چکرے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف صہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمی ہے۔ ۶ خوراک عہ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر شقیقہ۔ سرخی چشم نزلہ۔ زکام چھینکڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۲ غرباء کو بتصدیق ۲ خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بنفسی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ فی درجن عہ

جبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جبوب کے ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور پیش پہلے دن بند اور ۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت ۳ ے

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴۔ فی درجن عہ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد برکات منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

گناہ ؟

گناہ کیا ہے ؟ اللہ تعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنا۔ خواہ اعتقادی طور پر خواہ عملی طور پر۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے عطا کردہ عطایا اور قوےٰ کو برمحل استعمال نہ کرنا بھی گناہ ہے۔

گناہ کیونکر پیدا ہوتا ہے ؟ اعمال اور افعال انسانی اعتقاد کے زیر کمانڈ ہیں۔ جو بات میں دل میں من حیث الوصف جمی ہوئی ہو۔ اوس کا اثر بلا تکلف اعضاء پر پڑتا ہے۔ اور اُسی کے رنگ میں اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً جس بچے کو معلوم ہو کہ پانی غرق کر دے گا۔ کیا ممکن ہے۔ کہ وہ پانی میں چلا جاوے۔ یا جو آگ کو بھسم کر کر جانے والی چیز سمجھتا ہے۔ وہ اوس کی خوبصورتی پر مائل ہو کر کب اوس کے شعلے کو پکڑے گا؟ اسی طرح سے گناہ کے نتائج جب معلوم نہیں ہوتے۔ یا انسان اپنی بناوٹ پر غور نہیں کرتا۔ اور ہر عضو بدن کی ساخت کے منشاء کو نہیں سمجھتا۔ تو گناہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر ایک گناہ سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا یہاں تک کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل بچانے والا نہ ہو۔ تو گناہ سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور نیکی اور بدی میں تمیز کا مادہ سلب ہو جاتا ہے۔

گناہ سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے ؟ سب سے اول اور مقدم تو یہہ بات ہے۔ کہ انسان گناہ کا علم پیدا کرے۔ یعنے یہ اوسے معلوم ہو کہ گناہ ہے کیا چیز؟ پھر اوس کی برائی اور برے اثر اور نتیجے سے واقفیت ہو۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ کی قدرت اور اوس کی نگرانی کا علم ہو۔ کہ وہ حاضر ناظر خدا ہے۔ اور پھر اوس سے شرم کرے۔ اور یہہ یوں ہو سکتا ہے کہ جیسے ایک اپنے جیسے محتاج اور عاجز انسان سے شرم کرتا ہے۔ اور اوس کے سامنے کوئی برا کام نہیں کرتا۔ ویسا ہی خدا تعالےٰ کے روبرو کرنے سے ڈرے اور شرم کرے۔ پھر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کا خیال ہو۔ اور اپنے لئے اون نعمتوں کی حاجت اور ضرورت کو محسوس کرے۔ اور ساتھ ہی یہہ خیال کرے کہ اس گناہ سے وہ نعمتیں دور ہو کر مشکلات میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ پھر اپنی کمزوری پر نظر کرے۔ کہ ذرا سے درد شکم پر اور باقاعدہ رفع حاجت نہ ہونے پر کیسا مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ اور اوس کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کا خیال کرے۔ کہ میں اوسے برداشت نہیں کر سکتا۔ زاں بعد کمالات قدرت پر ایک وسیع نظر کرے۔ تاکہ اوس سے محبت پیدا ہو۔ اور محبوب کی خلاف ورزی نہ کرنے کا خیال پیدا ہو۔ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ کی دستگیری گناہ سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

گناہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے ؟ تم خود سوچو۔ کہ وہ نادان جو کان کو سننے کی بجائے منہ کے کام میں لگانا چاہے۔ اور اوس میں نوالے ٹھونسے آخر تکلیف اُٹھائیگا گناہ چونکہ قوےٰ کا (خواہ وہ خارجی ہوں یا باطنی) بد استعمال ہے۔ اس لئے بہر صورت نتیجہ برا ہی ہوگا۔ عزیز تھا ذلیل ہو جائے گا۔ آزاد تھا۔ دشمنوں کے پنجے میں اسیر ہوگا۔ اس کی بات کا اثر جاتا رہے گا۔ ہیبت نہ رہے گی۔ محبوب اور عزیز چیز ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ سب سے بڑی آفت جو آئیگی۔ وہ یہہ ہوگی کہ عبادت کی لذت نہ رہے گی۔ اور پھر ایک گناہ دوسرے کو کھینچ لائے گا۔ یہاں تک کہ گناہ اور نیکی میں تمیز ہی نہ کر سکے گا۔ اور کانشنس سُن ہو جاویگا۔

گناہ سے بچنے کا ایک مجرب نسخہ ؟ آنکھوں کو نیچا رکھنے کی عادت پیدا کرو! لوگوں کے مال اور شکلیں دیکھ کر حرص کو پیدا نہ ہونے دینا۔ سچ کی عادت بڑھاؤ حلال کھاؤ! امانت۔ وفاداری اور خدا کے ساتھ ہونے کو محسوس کرے۔ پیٹ اور شرم گاہ دونو پر قابو رکھو۔ بدکاروں کی صحبت سے پرہیز کرو! اور کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب سے محبت نہ کرو۔

ان باتوں کے پابند ہو جاؤ گے۔ تو اللہ کریم اپنے فضل سے گناہ جیسی گندی اور ہلاک کر دینے والی چیز سے بچا لے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے ذفیقہ رس ناظرین کو اعمال صالحہ کی توفیق اور گناہ سے نفرت دے آمین۔

تصحیح

میں پچھلے اشو کے ساتھ ایک ضمیمہ کے ذریعہ اپنے ناظرین کو اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ الحکم مؤرخہ ۶-۱۳- اگست ۱۹۰۸ء میں بہ صفحہ ۱۴- زیر عنوان "ایام الصلح" فارسی لباس میں جو کتاب مذکور کے شائع ہونے کا ذکر ہے۔ وہ درست نہیں۔ بلکہ کتاب مذکور عنقریب شائع ہوگی۔

اس لئے میرے ناظرین اخبار خصوصاً اور دوسرے لوگ عموماً اس امر کا لحاظ رکھیں۔ کہ کتاب مذکور کے شائع ہونے پر مکرر اعلان کیا جاوے گا۔ ہاں یہ امر ضروری ہے۔ کہ خریدار اپنی درخواستیں مہتمم مطبع ضیاء الاسلام قادیاں کے نام بہ اجازت وی پی پارسل بہت جلد روانہ کریں۔ کیونکہ کتاب مذکور صرف سات سو طبع ہوئی ہے۔ جس کا بہت بڑا حصہ ممالک غیر میں اشاعت پذیر ہوگا۔ اس لئے جس قدر جلد درخواستیں آجاویں گی۔ اونکی تعمیل مقدم اور ضرور سمجھی جاویگی۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر ششم

سورۃ البقر رکوع (۳)

اس رکوع میں اللہ کریم نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے ہیں اگر نہ صرف اونکو بیان ہی کیا بلکہ صحیفہ فطرت اور مشاہدہ قدرت کے نظائر پیش کرکے دلائل و براہین سے اونکو موکد فرمایا۔

اولاً - خدا تعالیٰ ہاں ایک خدا کی پرستش کی ہدائت فرمائی اور اس عبادت کی ضرورت پر قدرتی نظائر پیش کرکے ایک علمی رنگ کی دلیل دیتے ہوئے علوم ارضی اور سماوی کی طرف ایک لطیف پیرایہ میں توجہ دلائی - اور ضمناً ضرورت نبوت و الہام کی نظیر بھی بتلا دی۔

ثانیاً - ضرورت عبادۃ اللہ کے بعد چونکہ طرق عبادت و مرضی الٰہیہ کے معلوم کرنیکا ذریعہ صرف الہام الٰہی ہے جسکی اس رکوع کی پہلی آیتوں میں اجمالی طور پر ضرورت بتلائی اس لئے یہاں اثبات کلام الٰہی پر دلیل فرمائی - اور منکرین کلام پاک کو عذاب النار سے ڈرایا۔

ثالثاً - عبادت کی ضرورت کو تسلیم کرنے والوں اور پہر اوسکے طریقہ کی راہ الہام الٰہی یا کتاب اللہ پر ایمان لانے والوں اور سچے ایمان کے ثمرات اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو جنت الخلد کا وعدہ جزاے کے طور پر دیا۔

رابعاً - مومنوں اور کافروں میں ایک امتیاز بتلایا - اور کفر اور ایمان کی حالت میں صدر انسان کا نقشہ دکھلایا کہ مومن کیونکر انشرح صدر سے اللہ تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ (میرے مخدوم مولانا نورالدین صاحب سلمہ ربہ و ایدہ بروح الامین نے فرمایا ہے کہ نیکی سیکھنے کا اصول میں سے یہہ بھی ہے کہ "چھوٹی چھوٹی باتوں کے ماننے کا عادی ہوتا" میں اگر اسکو وسیع کرکے یوں کہوں کہ مومن کامل کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ابتداً چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ایمان لائے تو نامناسب نہیں - غرض اس رکوع میں کفر اور ایمان میں ایک لطیف امتیاز بتلایا ہے۔

خامساً و آخراً - منکرین پر اثبات وجود اللہ اور پہر کسی بے معنی وجود نہیں بلکہ خالق ما فی السموات وما فی الارض اور بکل شیئ علیم خدا کے وجود کا ثبوت دیکر حجت پوری کی ہے۔

میرے خیال میں اس رکوع کی تلخیص میں یہی پانچ امر ہیں جنکو استعارہ کے طور پر اس رکوع کے **پانچ عنصر** کہہ سکتا ہوں۔

سورۃ فاتحہ سے تعلق - اب اس سے پیشتر کہ میں حسب معمول آیات پر نوٹ لکھوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رکوع کو سورۃ فاتحہ سے جو مناسبت ہے اوسے بہی بیان کردوں **سورۃ البقر** ایک رنگ میں **سبع مثانی** کی تفسیر ہے بلکہ اگر اسکو بھی وسیع کیا جاوے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ سورۃ البقر کا ہر ایک رکوع ایک جداگانہ طرز پر سورہ فاتحہ کی جزاً یا کلاً تفسیر ہے بہر حال اس رکوع کو سورۃ فاتحہ سے جو تعلق میرے خیال میں ہے اوسے ظاہر کرتا ہوں۔

(۱) سورۃ فاتحہ میں ایاک نعبد کی تعلیم سے پہلے واجب الاحترام اور قابل العبادت ہستی کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کے چار صفات عظیمہ کا بیان فرمایا ہے کیوں؟ واجب العبادت تو وہی ہستی ہوسکتی ہے جو ہر حالت اور ہر وقت انسان کی کفیل - وکیل اور مربی ہو - اس لئے اس رکوع میں بھی یاایہا الناس اعبدوا ربکم کی تعلیم کو ملحوظ رکھہ کر ساتھ ہی **احسان الٰہی** یعنے **خلق** جو افضل ترین نعمت ہے ذکر کیا - بلکہ ربکم کا لفظ کہہ کر عالمی تربیت کی ضرورت کی سیری کے سرچشمہ کو بیان کر دیا - اللہ پہر اگلی آیات میں صفت **الرحمن** کے منشاء کا اظہار فرمایا - اور جہاں **الرحمن** کی صفت کا فیضان عام جسمانی ضرورتوں کا کفیل ہے وہاں - روحانی پیاس کا **چشمہ** یعنے **الہام الٰہی** کا مژدہ سنایا اور پہر اوس پر دلیل فرمائی اور پہر **امر ثالث** کے ضمن میں جو اس رکوع کی تلخیص میں اوپر لکھہ آیا ہوں اور جسکی توضیح ابھی آئیگی ویبشر الذین الی الایۃ کہہ کر **الرحیم** کی تفسیر فرمائی اور **مالک یوم الدین** کی تشریح بھی ضمناً کردی۔

آؤ! اب ایک اور طریق پر میں اس رکوع میں سورۃ فاتحہ کے ایک حصہ کو دکھاؤں - ذرا غور سے دیکھو۔

تلخیص رکوع ہذا کے **امر اول** میں **عبادت الٰہی** کا نتیجہ فرمایا ہے **لعلکم تتقون** ہر ایک دکھہ سے نجات یا یہہ کہو کہ ہر ایک سکھہ سے متمتع ہونا - چونکہ عبادت الٰہی ذریعہ ہے **تتقون** یا حصول سکھہ کا پس اس رکوع کے شروع میں جہاں ایک طرف **اللہ - الرب - الرحمن الرحیم** کی فلاسفی بتلائی وہاں **انعمت علیہم** کی راہ بھی بتلادی یا یہہ کہو کہ **اھدنا الصراط المستقیم** کی تفسیر کردی اور بتلادیا کہ **اھدنا الصراط المستقیم** میں صراط سے کیا مراد ہے جسکی توضیح **اعبدوا** کے لفظ میں ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسی امر اول میں **انعمت علیہم** کا ذریعہ بتلایا ہے۔

اور فلا تجعلوا للہ انداد کے ضمن میں زمرہ **مضلین** کی توضیح اجمالاً اور امر رابع میں تفصیلاً بیان فرمائی - اور آخر میں عاجز انسان کو خدا بنانے والوں پر حجت پوری کرتے ہوئے **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً** کہہ کر اونکی اور بھی صراحت کردی۔

اور نشانات الٰہیہ کو جھٹلانے والے اور باوجود حجت کے پورا ہو جانے اور عاجز آنے والوں کو جہاں عذاب النار سے ڈرایا وہاں

ایک لطیف پیرایہ میں مغضوب فرقہ کی صراحت فرمائی۔

تلخیص کے بعد اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کر دینے کے بعد حسب معمول نوٹ لکھتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ میرے معزز اور دقیقہ رس ناظرین اگر قرآن کریم پر ان نوٹس کو سامنے رکھ کر اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خلوص دل سے تدبر فرماویں گے تو اونکو ایک فائدہ عظیم پہونچیگا۔ اور ساتھ ہی میں اپنے ناظرین سے التماس کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ایک ناچیز خدمتگذار کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ سچے خلوص سے اوسے قرآنی خدمت سے بہرہ اندوز کرے آمین یا ایہا الناس۔ الناس کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہہ لفظ یا تو نسیان سے مشتق ہے یا انس سے مگر میرے مخدوم امام ہمام و علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ انس کا لفظ اپنی حیثیت میں ظاہر کرتا ہے کہ انسان وہ ہوتا ہے جسمیں دو انس ہوں ایک انس اللہ تعالیٰ کی پاک جناب سے اور دوسرا انس اسکی مخلوق سے جسمیں دو انس موجود ہوں وہ انسان ہے چنانچہ بشر کا لفظ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے اور بشر کے معنے میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے بشر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اور اسکی مخلوق سے عمدہ تعلق رکھے۔

آں را بشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون

سنو اے اللہ تعالیٰ اور پھر باہمی محبت اور موانست کے لئے بنائے ہوئے لوگو! اپنے اس مربی کی عبادت کرو جسنے تمکو اور نہ صرف تمکو بلکہ تمہارے اباو اجداد اور اون سب کو جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں افضل ترین نعمت (خلق) سے بہرہ ور کیا۔ یہہ عبادت تمہارے لئے دکھوں سے رستگاری کا موجب ہو جاوے گی۔ اور تم سکھ پاؤ گے۔

اعبدوا یعنے عبادت کرو۔ فرمانبرداری کرو۔ عبادۃ سے مراد توحید ہے اور توحید کے تین جزو ہیں۔

(الف) توحید الربوبیۃ (ب) توحید الاسماء (ج) توحید الافعال۔ عبادۃ اسم جامع ہے جس میں وہ تمام معتقدات۔ اقوال اور افعال مرکوز ہیں جو اللہ کریم کو عزیز ہیں تجرید متابعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی توحید الافعال والاعمال کے ضمن میں آتی ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وارد ہے اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیثیت رسول اللہ ہونی چاہیے۔

غرض خوف۔ رجا۔ رغبت۔ اخلاص۔ دعا سب اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کیوں ہو؟ ربکم وہ تمہارا رب ہے۔

تربیت کے معنی ہیں کسی شے کو اوسکی استعداد کیموافق کمال تک پہونچانا۔ چونکہ ابتداء سے یعنے گہوارہ سے لیکر گور تک اور اوسکے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسان کو کمال کی ضرورت ہے کیونکہ ذرات جو عالم صغیر کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہتے پس تربیت کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ پھر تم ہی بتلاؤ کہ کیا نادان ہے وہ انسان جو ایسے محسن و مربی کی فرمانبرداری نکرے جسکی ہر حال اور ہر وقت ضرورت ہے۔

اب اور رب پر ایک لطیفہ عیسائی اور آریہ بڑے ناز اور فخر سے کہا کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو خدا باپ کہکر پکارتے ہیں اور اس سے بڑہ کر عظمت کا دوسرا لفظ نہیں۔ کاش یہہ نادان زبان کی خوبیوں سے واقف ہوتے اب کا لفظ دو معنی نہیں باپ کا تعلق بچے سے ایک خاص وقت کے لئے خاص حد تک ہوتا ہے۔ بلکہ باپ سے زیادہ محبت اور تعلق ماں کو بچے سے ہوتا ہے غالباً اسی وجہ کو مدنظر رکھ کر ہمولوگ خدا کو ماں کہتے ہیں۔

مگر رب کی ضرورت اور تعلق ہر حال اور ہر طبقہ میں لاحق حال رہتا ہے پھر انصاف تو کرو کہ اسلام نے رب کا لفظ استعمال کرکے اپنے عالمگیر ہونے کا ثبوت دیا اور خدا تعالیٰ کی صفت کے راز کو سمجھا اور سمجھایا "خدا باپ" پر ناز کرنے والے آریوں اور عیسائیوں نے خلق الانسان وہ ابدالاباد کے لئے ہے کیونکہ تمام سکھ وجود ہی کے لئے ہیں پس ربکم کا لفظ کیا لطیف اور موزون طریق پر استعمال ہوا ہے انسانی وجود ابدالاباد کے لئے ہے اور اوسے کمال کی ضرورت اور تربیت کی حاجت ہر حال میں ہے اسلئے ربکم کی فرمانبرداری کی ہدایت فرمائی۔

فرمانبرداری کا ذریعہ کیا ہے | چونکہ فرمانبرداری کیلئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے اول احسانات الٰہی کا یاد کرنا دوئم اونکا ذکر اول الذکر سے ایمان پیدا ہوتا ہے اور ثانی الذکر سے محبت میں ترقی ہوتی ہے پس اس مقام پر اولاً ربکم کا لفظ بیان فرما کر اون تمام احسانات کو جو ابدالاباد تک انسان پر ہوتے ہیں بہت مجملی بیان فرمایا۔ اور پھر اونکی مختصر سی صراحت الذی خلقکم کہکر کردی۔ اور پھر اوسکو اور بھی واضح اور وسیع کرنے کے لئے یہہ فرمایا کہ دیکھو تمکو ہی پیدا نہیں کیا تم پر ہی یہہ افضل ترین نعمت کا انعام نہیں کیا بلکہ تم سے پہلے بھی یعنے تمہارے اباو اجداد اور غیر کو بھی اوسنے ہی پیدا کیا اور پالا پوسا اس مقام پر ذرا گہری نظر سے غور کرنے سے کیا صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے خالق اور رب چلا آیا ہے اور ابدالاباد تک جائیگا۔ اوسکا نہ انتہا ہے نہ ابتداء۔ ربکم کے بعد خلقکم کے بیان کرنے میں یہہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے کہ خلق کے ساتھ ہی ربوبیت اور تربیت کی ضرورت ہے۔ ربوبیت کے بطن سے خلق ہی نکلتی ہے۔ یا یہہ کہو کہ خلق ہی ربوبیت کا ہی نتیجہ ہے خلق کے معنے اگر خارجی وجود اختیار کرنا ہے اور علمی وجود سے آنا ہو تو دیکھو علمی وجود کا کمال ہے خارجی وجود یہاں ہی رب ہی کی ضرورت پڑی سبحان اللہ کیا لطیف کلام اور نظام ہے (اللہم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین)

لعلکم تتقون + اس عبادت اور فرمانبرداری کا نتیجہ ہوگا کہ تم سکھ پاؤ گے اور دکھوں سے مخلصی حاصل کروگے سوچو اور بلندی نظری سے کام لو۔ قرآن کریم کی حکمت غائی کیا ہے؟ ھدی للمتقین۔ متقی کون ہیں جو یؤمنون بالغیب وغیرہ الی الآخر کے ذیل میں ہیں۔ ایمان یا اتقا کا ذریعہ کیا ہے؟

اعبدوا ربکم۔ اسکا نتیجہ کیا ہے ابدی سکھ

(باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

کمیونی کیشن (مضامین خبر)

شیخ بٹالوی کے کفرنامہ کی پردہ دری

تھے وہ گھڑی سے شیخ جی شیخی بھگارتے
وہ ساری شیخی اونکی جھڑی وہ گھڑی کے بعد

ذیل میں ہم ایک خدا ترس منصف مزاج اور حق کے لئے غیرت کھانے والے بالغ خرد مخدوم کا ایک مضمون درج کرتے ہیں۔ جو ایک خط و کتابت پر بطور ریمارک کے ہے۔ اس کو پڑھ کر بہت سے خدا ترس نور اور ہدایت اور ظلمت اور غوایت کی راہوں میں تمیز کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ اور عام طور پر پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک خیر خواہ بنی نوع انسان اور حامی دین متین کی نسبت تکفیر نامہ میں کس قدر ظلم و زور سے کام لیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون۔ س ا۔

پھٹکار اُن لوگوں پر جو اپنی ہوسے نفسانی اور جعل و فریب کی بنا پر تحریریں کرتے اور فتوے گھڑتے ہیں۔ اور دعوے یہ کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ یعنی اس کے کلام سے مستند اور مؤید اور بالکل صحت نیت اور راستی پر مبنی ہیں۔ اس بے ایمانی سے غرض اتنی ہے۔ کہ دنیا مل جائے۔ سو پھٹکار ایسی تحریروں اور فتووں پر اور صد لعنت ایسی کمائی پر۔

جیسے کتاب اللہ نے سورۂ بقر میں یہود کے معائب بیان کر کے یہ اشارہ کیا تھا۔ کہ ملت اسلام پر بھی ایک وقت آنے والا ہے۔ کہ اکثر اُن میں سے یہود کے نقش قدم پر چلنے والے ہو جائیں گے قرآن کریم کے حامل اور مفسر ہمارے سید و مولیٰ (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) کے کلام سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ حدیث لتتبعن سنن من قبلکم الخ اس کی گواہ ہے۔ جھوٹی تحریریں کرنا اور جعلی فتوے گھڑنا اور پھر خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا آسان کام نہیں۔ ایک راست باز کی روح تصور سے کانپ اُٹھتی ہے۔

انسانیت قطعاً مسخ ہو جائے۔ ضمیر اندھی اندھیرے سے مر جائے۔ اور یوم الدین پر مطلقاً ایمان نہ رہے۔ تو ایسی بے حیائی اور بے باکی کا کوئی مرتکب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب سے اس مہلک بیماری کی اصل حسد اور بغی اور تکبر معلوم ہوتا ہے۔ نفسانیت اور تکبر کا فرزند اپنے جاہ و مرتبہ کے قائم رکھنے اور ایسے زوال سے محفوظ کرنے کے لئے سب ہی کچھ کر گزرتا ہے۔ علمائے یہود کو یہی بلا پیش آئی کہ جب کسی نے مبعوث و مجدد ہونے کا دعویٰ کیا انہوں نے جھوٹی تحریروں اور جعلی فتووں سے اسکے بازار سرد کرنے کی کوشش کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ مرض ان میں عادت راسخہ کی طرح مزمن ہو گیا۔ اسی ناپاک عادت نے انہیں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے تیکمدل انسان خدا کے صالح بندے کے انکار کا مجرم بنایا اور بالآخر اسی منحوس علت نے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) کی تکذیب و تکفیر سے ابدی لعنت کا مستوجب انہیں ٹھہرایا۔ غرض پہلے جتنے قوم میں متقی اور شیخ المشائخ اور شیخ الکل اور مولانا اور بالفضل اولیا بنے بیٹھے ہوئے جو کوئی نہ کوئی مجدد آنمودار ہوا۔ دل کے کھوٹوں۔ ریا کے بتوں اور نفاق و شمعت کے فرزندوں کو یہ توفیق کہاں کہ اپنے اندر ذرا گردن جھکا کر دیکھ لیں۔ کہ درحقیقت ہم اس خطاب اور اس منصب کے لائق نہیں جسے غصب کئے بیٹھے ہیں۔ کر پس دعویٰ سنتے ہی آتش حسد سے جل بھن کباب ہو گئے۔ اور پھر اُس جوش جنون میں جو نہ کرنا تھا۔ وہ کر گذرے۔ اور جو نہ کہنا تھا وہ کہہ گذرے۔

ہمارے زمانہ میں بھی یہی واقعات پیش آئے۔ جھوٹی مع اور جعل سازی کی گدیاں۔ کہیں خرساتی اولیاؤں کا تکیہ۔ کہیں شیخ الکل کا دائرہ۔ کہیں شیخ بٹالہ مولانا ابو سعید بنا ہوا۔ اور کہیں کوئی حضرت جامع کمالات صوری و معنوی کہلاتا۔ اتنے میں ان میں سے اُن ہی کے جانے پہچانے ہوؤں سے ایک شخص نے دعوے کیا۔ کہ سچا متقی اور واقعی راست باز میں ہوں۔ خدا نے آسمان سے زمین پر نگاہ کی دیکھا۔ کہ ایک دل بھی نہیں۔ جو اخلاص سے اُس کا پرستار ہو۔ اُس نے مجھے بھیجا۔ کہ میں اندھوں کی آنکھیں کھولوں۔ مدہوشوں کو چونکا دوں۔ اور وہ جو قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں نئے سر سے زندہ کروں۔ اور علمائے سوء کی چھپی ہوئی حرام کاریاں اور حرام خوریاں طشت از بام کروں۔ اگر شرم و حیا ہوتی اور ذرہ بھر بھی خدا تعالےٰ کا خوف ہوتا۔ تو خود ان کے اپنے آپ داعی مبعوث کی صداقت اور ضرورت کے گواہ ہو کر انہیں اس کے پاؤں میں گرنے پر مجبور کرتے۔ یہ لوگ جیسے اپنے آپ سے اپنی چھپی ہوئی کارسازیوں سے واقف تھے۔ دوسرے ہم جنسوں کے کرتوتوں کو بھی تو خوب جانتے تھے۔ آسان بات ہے۔ پچاس بھلے مانس واقف کار نامی گرامی مستند ان ہی میں سے قسم تو کھائیں۔ لاہور کے

ہوں۔ یا سیالکوٹ کے۔ کہ وہ خنث فطرت کھیوا متقی۔ صالح اور فسق و فجور سے پاک صاف ہے۔ اور اُس کی آنکھ اور کان اور زبان اور دل تجربتہً خدا تعالےٰ کے دین کے وفادار خدمت گزار ہیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ ہرگز قسم نہ کھائیں گے۔ اس لئے کہ اُن کے دل اُن کو اندر ہی اندر شرمندہ کرتے ہیں۔ افسوس یہہ ہیں۔ آج کل اُن کے واعظ اور یہہ ہیں۔ اُن کے سننے والے۔ غرض موزون وقت اور مناسب زمانہ تھا۔ اور قرائن صاف اور واضح تھے۔ کہ یہ لوگ مامور من اللہ کی دعوت کو قبول کرتے۔

مگر افسوس ان میں سے ایک آتش نژاد نے حسد و بغی کا وہی ہنگامہ گرم کر دکھایا جو ہر ایک راست باز کے وقت میں ایسے ناعاقبت اندیش حیلہ باز کے کرتبوں سے برپا ہوا کرتا ہے۔ شیخ بٹالوی نے خدا جانے اپنے دل میں کیا کیا سوچا اور کیا کیا سودائے خام پکایا ہوگا۔ کہ وہ قوم اور ملت میں مقتدا اور مشارًا الیہ بن جائے گا۔ مگر آخرکار نتائج افعال نے دکھا دیا۔ کہ اب وہ کس نار حسرت کا ہیزم بن رہا ہے۔ کاش یہ بیچارہ شیطنت کے فنون اور نادرہ کاریوں میں ہی مشاق ہوتا۔ جب بھی کچھ نہ کچھ نام ہی پیدا کر لیتا۔ اُس روز جب اُس نے بڑے زور سے جناب خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ (سلام اللہ علیہ و برکاتہٗ) کی نسبت کہا تھا۔ کہ میں نے ہی اسے اونچا کیا تھا۔ اور میں ہی اسے نیچے گراؤں گا۔ میرے دل میں گذرا تھا۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اس جلد باز پست فطرت نے اپنے مورث اعلےٰ کے صفات سے کچھ حصہ لے لیا ہو۔ اور اس لئے آدم کے مقابلہ میں قابل دید کرتب اور فن دکھائے گا۔ مگر آخرکار مجھے افسوس کے ساتھ اپنی فراست کی غلطی کا قائل ہونا پڑا ہے۔ اور میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ الحق میں ہمنے آدمؑ و ابلیس کے مضمون میں جو اس شخص کو ابلیس کے لقب سے نامزد اور معتبر کیا تھا۔ درحقیقت ہماری غلطی تھی۔ کہ ہمنے ایک نااہل کو ایسے لقب کا مستحق سمجھا۔

ابلیس کے اعتراضات و نکتہ چینیاں وہ ہیں کہ کتاب الٰہی کو اُن کی تردید و تخلیع و قطع اور اپنے اندر نقل کرنے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مگر اس نادان کی نکتہ چینی جو اس کے نامۂ سیاہ (اشاعہ) میں درج ہے۔ کوئی بتائے تو کسی عقل مند کی ادنیٰ توجہ کے بھی قابل ہے۔ حضرت آدم خلیفۃ اللہ (علیہ سلام اللہ و برکاتہٗ) جو اسکی بے وقوفیوں کی پردہ دری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس لئے نہیں۔ کہ درحقیقت اُن میں کوئی متانت اور خوبی اور اغوائے عقلا کا کوئی مضبوط مادہ تھا۔ حضرت آدم صفی اللہ نے اس توجہ سے اُن عوام الناس پر کرم اور رحم فرمایا ہے۔ جو بصیرت اور تمیز کی بہت ہی تھوڑی قوت رکھتے ہیں۔

بہت بڑی تدبیر صراط مستقیم سے لوگوں کو بہکانے کی جو اس ناعاقبت اندیش نے سوچی تکفیر کا فتوےٰ تیار کرنا تھا۔ خلیفۃ اللہ کے تحلم و تفضل اور اپنی نالائقی اور کم مائیگی کے شعور نے اسے اس تجویز پر مائل کیا۔ کہ یوں اس میدان مقابلہ کی بہت سی مشکلات سے چھوٹ جائے گا۔ مگر جھوٹ اور جعل بنانے کو بھی تو عقل چاہئے۔ نادان ناعاقبت اندیش اس میں بھی بودا اور کچا ہی نکلا۔ جھوٹے فرضی نام تراشے اور بے خبر اور معصوم الفطرت اور سادہ علماء کو اس طومار شیطانی میں مکفرین کے زمرہ میں داخل کیا۔

بعضوں نے اُس نامعقول حرکت سے اطلاع پانے کے بعد ہزار جان سے اُس فعل بد پر تبرا کیا۔ اور بعض نے حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی خدمت میں معافی نامے لکھے۔ اور اُس دجل سے اپنی ناواقفیت کا عذر کیا۔ اس حرکت بے جا سے شیخ بطال نے صاف صاف دکھا دیا۔ کہ حقیقت میں آپ کو عدو آدمؑ کی مسند پر جلوس فرما ہونے کی ذرا بھی صلاحیت نہیں۔

تال اُن کمینہ خصال پست فطرت دنی ہمت یہود کے رشتہ برادری میں منسلک ہونے کے آپ قابل ضرور ہیں۔ جن کی شان میں آیا ہے۔ فویل للذین الآیہ۔

اس وقت ہمارا یہہ مطلب نہیں۔ کہ فتوے تکفیر کی پوری قلعی کھولیں۔ اور اُس ناپاک مکر و زور کی دلق کے بخیے اُدھیڑیں۔ اُس کا ذمہ ہمارے پیارے دوست مرزا خدا بخش صاحب نے اُٹھایا ہے۔ وہ اُن تمام لوگوں کے نام جمع کر رہے ہیں۔ جن کی طرف سے معذرت نامے آئے۔ اور صدق دل سے اُنہوں نے خدا کی جناب میں استغفار کئے۔ اور بعض نے اُن میں سے محض اپنی لاعلمی اور بے خبری بتائی۔ اور آخر اس راز کو کھولا۔ کہ کیونکر وہ ناشدنی فتوے اُن کے نام کی طرف منسوب کیا گیا۔

بالفعل ہم ایک خط و کتابت شائع کرتے ہیں۔ جو ہمارے مکرم و عزیز دوست شیخ کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کیپر پٹیالہ۔ اور جناب مولوی عبدالعزیز صاحب محدث پٹیالہ کے درمیان ہوئی ہے۔ جناب مکرم مولوی صاحب موصوف کا خط امید ہے۔ بہت سے خدا ترسوں کی عبرت کا باعث اور شیخ بطال کی دیانت و امانت کا خوب ہی پردہ برانداز ہوگا۔ اور وہ یہہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولینا و بالفضل اولینا جناب مولوی عبدالعزیز صاحب زاد عنایتکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مجھے اس نیک نامہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کہ جو

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے اپنے اشاعۃ السنہ میں بہ حق جناب حامی اسلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی شائع کیا تھا۔ اس اپنے تکفیر نامہ میں شیخ صاحب مذکور نے آپ کا اسم گرامی بھی بہ مد مکفرین تحریر کیا ہے۔

نظر اول میں تو میرا خیال اس طرف منتقل نہ ہوا۔ کہ یہہ آپ کا نام نامی ہے۔ مگر ایک شخص کے بتلانے پر یہہ معلوم ہوا۔ کہ آپکا ہی اسم سامی ہے۔ نہ صرف یہی مجھے معلوم ہوا۔ کہ آپ کا اسم گرامی ہے۔ بلکہ یہہ بھی معلوم ہوا۔ کہ آپ سے دھوکھہ سے بعض صاحبوں نے ایسا کرایا ہے۔

مگر پھر بھی میرا استعجاب کم نہ ہوا۔ کیونکہ میں ایک عرصہ سے آپ کے علم و فضل اور آپ کی اُس طرز زندگی سے واقف ہوں۔ کہ جو مرنجاں مرنج کی مصداق ہے۔ اور قطع نظر اس کے آپ کی علمی تبحر اور آپ کی فضیلت نے کس طرح آپ کو یہہ موقعہ دیا۔ کہ آپنے ایسے شخص کی نسبت تکفیر کی مہر لگائی۔

میں نہائت ادب سے ملتجی ہوں۔ کہ اس راز سربستہ سے مجھے مطلع فرماویں۔ کہ یہہ کیا بات اور اس کی اصلیت کیا ہے۔ زیادہ نیاز۔

آپ کا نیاز مند
شیخ کرم الٰہی ریکارڈ کلرک پٹیالہ
مؤرخہ ۱۵ جون ۱۸۹۸ء

عزیز از جان من۔

دعاء و سلام کے بعد واضح ہو۔ تم کو معلوم ہے۔ کہ تین چار ماہ تک میری نظر بند رہی تھی۔ اور لکھنے اور پڑھنے سے مجبور تھا۔

اونہی ایام میں ایک روز مولوی محمد اسحاق صاحب مجمع کے ساتھ میرے مکان پر تشریف لائے اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کی تکفیر کے لئے مصالح جمع کیا ہے۔ یعنے چند کلمات اون کی تحریروں سے انتخاب کئے ہیں۔ اور اون پر یہہ فتوے لکھا گیا ہے۔ کہ یہہ کلمات خلاف شرع اور کفر کے کلمہ ہیں۔ قائل اون کا کافر ہے۔ اور علماء نے تو مہریں کر دی ہیں۔ تم اپنی مہر کر دو۔

میں نے اون سے معافی مانگی۔ اور کتنے عذر پیش کئے۔ جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) آپ جانتے ہیں۔ کہ میں آج کل کے علماء کی بحثوں سے بالکل کنارہ کش ہوں

(۲) مرزا صاحب کی تحریریں جو تائید مذہب اسلام اور ثبوت حقیت اسلام اور قرآن شریف کی برکات اور صداقت کے باب میں کتاب **براہین احمدیہ** وغیرہ اپنی تصانیف میں انہوں نے لکھی ہیں۔ میری نظر سے گذر چکی ہیں۔ اور مرزا صاحب کسی رکن اسلام کے منکر نہیں۔ بلکہ اون کی حقیت کے ثبوت میں زور دے رہے ہیں۔ اور بارہا حلفاً یہہ لکھ چکے ہیں۔ کہ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی بدولت اور قرآن کی برکت سے مجھ کو خداوند کریم نے یہہ ہمت عطا فرمائی ہے۔ کہ اسلام اور قرآن شریف کی حقیت دنیا پر ظاہر کردوں۔ اور جس شخص کو کسی طرح کا اعتراض بہ نسبت اسلام اور قرآن کے ہو۔ وہ مجھ سے جواب شافی لے۔ دس ہزار کا اشتہار اسی امر کے لئے اونہوں نے مشتہر کیا تھا۔

(۳) آپ جو بیان کرتے ہیں۔ کہ آج کل جو جدید تصنیفات اون کی مشتہر ہوئی ہیں۔ اون میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔

میں نے جواب دیا کہ میں اگر نظر سے مجبور نہ ہوتا۔ تو اون تحریروں کو جن میں یہہ کلمات لکھے ہیں۔ غور سے دیکھتا۔ سیاق اور سباق پر خوب فکر کرتا۔ تب ان کلمات کی نسبت کچھ اپنی رائے ظاہر کرتا۔ تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ بدوں دیکھے اور پڑھنے کے کیا کہہ سکتا ہوں۔

جب اونہوں نے یہہ معلوم کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پر یہہ کسی طرح مہر نہ کرے گا۔ تب یہ سوال پیش کیا۔ کہ اچھا مرزا صاحب کا ذکر جانے دو۔ اون کے کفر یا عدم کفر سے کچھ بحث نہیں اس کا جواب دو۔ کہ یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع اور موہم کفر ہیں۔ یا نہیں۔ جب بحث بہت شروع ہوئی۔ اور مجھ کو پیچھا چھوڑانا مشکل ہوا۔ تب مجبور ہو کر یہہ اجازت دی۔ کہ صرف یہہ عبارت لکھ کر کہ (یہہ کلمات اپنے ظاہری معنوں سے خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں۔) اوس کے نیچے مہر کردو۔

مرزا صاحب کی تکفیر کے باب میں میں ہرگز متفق نہیں۔ اون کی نسبت مجھ کو یہہ امید ہے۔ کہ اونہوں نے نیک نیت سے لکھے ہوں۔ اور کوئی تاویل اون کے ذہن میں ہوگی۔ جو ہماری سمجھ میں اس وقت تک نہیں آئی۔ اون کے کفر کے فتوی پر میری مہر ہرگز نہ کرنا۔ اونہوں اقرار کیا کہ صرف اسی عبارت پر مہر کریں گے۔ اور کفر کا فتوے تو اب تک لکھا بھی نہیں گیا۔ اس سے بعد میں تو رخصت ہو کر گھر میں چلا گیا پھر مجھ کو معلوم نہیں۔ کہ مہر کی یا نہیں کی۔ اور کی تو کس عبارت پر کی۔ اور نہ آج تک کبھی مجھ سے اس بارہ میں کچھ ذکر کیا۔

مجھ سے جب کبھی کسی صاحب نے یہہ ذکر کیا۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر پر تمہاری مہر ہے۔ تو میں نے صاف انکار کیا۔ کیونکہ مجھ کو تو اپنے جواب مذکورہ بالا پر جو مولوی محمد اسحاق صاحب کو دیا تھا۔ پورا بھروسہ تھا۔

حاصل یہہ کہ اگر فتوے پر فی الواقع میری مہر ہے۔ تو میری بلا اجازت کسی صاحب نے کرلی ہوگی۔ مجھ کو ہرگز اس کا علم نہیں۔ میری اور وزیر صاحب مرحوم کی ہمیشہ سے یہی رائے رہی ہے۔ اور اب بھی یہی رائے ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تکفیر

کا مقدمہ کیا بیہودہ علماء نے اٹھایا ہے۔ ناحق اسلام میں ایک فتنہ برپا کردیا ہے۔ اسلام اور قرآن کی حقیت جس زور سے مرزا صاحب ثابت کر رہے ہیں۔ اوس کا مشکور ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ایسے شخص کے کفر پر زور دینا چاہیئے۔ فقط۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ۔ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ۔

عبدالعزیز عفی عنہ۔

دارالامان میں ۲۳ اگست کی شام

بعد مغرب حسب معمول حضرت اقدس مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے پوچھا کہ یہہ موجودہ فلسفہ اکثر طبیعتوں میں بے دینی کیوں پیدا کردیتا ہے۔ ماسٹر غلام محمد صاحب سیالکوٹی نے کہا۔ کہ در اصل جو طبیعتیں پہلے ہی سے بے دینی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ وہی اوس سے اثر پذیر ہوتی ہیں۔ ورنہ اکثر بڑے بڑے فلاسفر مزاج پادری اپنے مذہب میں پکے ہوتے ہیں۔

اس پر جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب نے فرمایا۔ کہ آج درس قرآن کریم میں یہہ سوال ہوا تھا۔ کہ قرآن میں کہیں تو بے دین لوگوں کے دین کو لہو ولعب سمجھنے کا ذکر ہے۔ اور کہیں لعب کو لہو پر مقدم کیا ہے میں نے یہی بتلایا تھا۔ کہ "دو ہی گروہ دنیا میں ہیں۔ ایک تو وہ جو دین کو بالکل بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اون کا انجام یہہ ہوتا ہے۔ کہ آخر وہ دینی باتوں کو کھیل سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ایک وہ ہے۔ جو سوسائٹی کے خیال سے تکمیل اور تفریح کے طور پر دین کو سمجھتے ہیں۔ وہ آخر میں اوسے بالکل بے حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان باتوں پر غور کرنے کے بعد افسوس کے ساتھ ذہن دوسری طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ کہ ایک طرف تو یہہ پادری لوگ کالجوں اور سکولوں میں فلسفہ اور منطق پڑھاتے ہیں۔ دوسری طرف مسیح کو ابن اللہ اور اللہ مانتے ہیں۔ اور تثلیث وغیرہ عقائد کے قائل ہیں۔ جو سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ کہ کیونکر اس کو فلاسفہ سے مطابق کرتے ہیں انگریزی منطق کی بنا تو منطق استقرائی ہی پر ہے۔ پھر یہہ کون سا استقراء ہے۔ کہ یسوع ابن اللہ ہے۔ کون سی شکل پیدا کرتے ہوں گے۔ یہی ہوگا۔ کہ مثلاً اس قسم کے خواص جن لوگوں کے اندر ہوں۔ وہ خدا یا خدا کے بیٹے ہوتے ہیں۔ اور مسیح میں یہہ خواص تھے۔ پس وہ بھی خدا یا خدا کا بیٹا تھا۔ اس سے تو کثرت لازم آتی ہے۔ جو محال مطلق ہے۔ میں تو جب اس پر غور کرتا ہوں۔ حیرت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ نہیں معلوم یہہ لوگ کیوں نہیں سوچتے۔

اسلام کے پاک اصول ایسے نہیں ہیں۔ کہ فلسفہ یا استقراء کی محک پر بھی کامل العیار ثابت نہ ہوں۔ بلکہ میں نے بارہا غور کی ہے۔ کہ قرآن کریم کی نسبت جو آیا ہے۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۝ س ۲۷۔ یہہ کتاب مکنون زمین اور آسمان کی چھپی ہوئی کتاب ہے جس کے پڑھنے پر ہر شخص قادر نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن کریم اسی کتاب کا آئینہ ہے۔ اور قرآن نے وہی خدا دکھایا ہے۔ جس پر آسمان وزمین شہادت دیتے ہیں۔ مگر یہہ انیس سو برس کا تراشا ہوا جعلی مردہ خدا کس سند اور شہادت پر خدا بنایا گیا ہے۔ پس یہہ اسلام ہی کی خوبی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فخر ہے۔ کہ وہ ایسا دین لے کر آئے۔ کہ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور جس کی تعلیم زمین اور آسمان کے اوراق میں بھی واضح طور پر موجود ہے۔"

دارالامان میں ۲۵ اگست کی صبح

آج رات کے آخری حصہ میں بہت خفیف سا تقاطر شروع ہو گیا۔ اس لئے نماز فجر معمولی وقت سے کسی قدر دیر سے ہوئی۔ بعد نماز فجر حضرت اقدس (جیسا حضور کا دستور ہے۔ کہ گاہے گاہے بیٹھ جایا کرتے ہیں) بیٹھ گئے۔ باہر سے آئے ہوئے احباب میں سے سیالکوٹ کے چند احباب مثل ماسٹر غلام محمد صاحب و ماسٹر قائم الدین بی اے۔ و حکیم حسام الدین صاحب اور ایسا ہی کلانور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب سابق ضلع دار نہر و مرزا رسول بیگ صاحب خلف مرزا صاحب موصوف اور امرت سر سے میاں جیون بٹ لاہور سے مولوی محمد علی ایم۔اے اور مرزا ایوب بیگ ٹیچر چیفس کالج۔ میاں شیر علی۔ اور علی گڈھ کالج سے میاں شیر محمد خاں سٹوڈنٹ بی اے کلاس اور اور احباب معہ مقامی بزرگوں کے جمع تھے۔ فارسی زبان کی تصنیفات پر سلسلہ گفتگو چلتے چلتے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا۔ کہ "ایرانیوں نے آج کل اپنی توجہ تصنیفات کی طرف بہت مبذول کی ہے۔ اور اس کثرت سے عربی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ بجز روابط کے فارسی زبان کو کم دخل دیتے ہیں۔ اور باب مفاعلہ انفعال۔ استفعال وغیرہ کو اس قدر کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ کہ عقل حیران ہوتی ہے۔"

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ "فہیدن وغیرہ قدیم زمانے میں استعمال کرتے تھے۔ آج

کل بہت کم استعمال رہ گیا" مولانا عبدالکریم صاحب نے جن کو فارسی زبان سے بڑی دلچسپی رہی ہے۔ اور جو اس زبان پر مادری زبان کی طرح حکمران ہیں۔ فرمایا کہ "جناب! آج کل تو مفاہمہ۔ تفہیم وغیرہ ہی بولتے ہیں"۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں حضرت نے فرمایا۔ کہ "عربی زبان بہت وسیع ہے۔ اور ہر ایک قسم کی اصطلاحیں اوس میں موجود ہیں۔ اور تصنیفات اس قدر کثرت سے ہو رہی ہیں۔ کہ جن کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا صرف حدیث ہی کو دیکھو۔ کہ کوئی کامل طور پر دعوے نہیں کر سکتا۔ کہ اوس نے علم حدیث کی کل کتابوں کو دیکھا ہو"

پھر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قلمے سبیل الذکر فرمایا کہ "حال ہی میں مولوی صاحب، جناب مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ مراد ہیں۔ کے پاس مصر سے کتب خانہ خدیویہ کی ایک فہرست سات جلدوں میں آئی ہے۔ وہ فہرست ایسے طور پر مرتب کی گئی ہے۔ کہ اوس کو پڑھ کر بھی ایک مزا آتا ہے۔ ایسے ڈھنگ پر کتابوں کے نمبر دیئے ہیں۔ کہ ایک بالکل اجنبی بھی اگر لائبریری میں چلا جائے تو وہ بلا تکلیف عین کتاب پر ہاتھ ڈالے گا۔ بشرطیکہ اوس نے فہرست کو ایک بار دیکھا ہو" اس پر حضرت اقدس نے پوچھا کہ "وہ کتابیں [illegible] جا سکتی ہیں؟" مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ "ہاں وہ لائبریری ایسی نہیں۔ [illegible] نقل ہو سکتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ"

اس پر جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے اسلام کی کس قدر تائید کی ہے۔ اگر کوئی نادان اسلام کی اس تائید الٰہی کا انکار کرتا ہے۔ تو اوسے ماننا پڑے گا۔ کہ کبھی بھی دنیا میں خدا نے کسی کی تائید نہیں کی۔ زبان کا اس قدر وسیع ہونا اور پھر اوس میں اس قدر کثرت سے تصنیفات کا ہونا بھی اسلام ہی کی تائید ہے۔ کیونکہ قرآن شریف ہی کی تائید ہوئی ہے۔ کوئی اہل لغت جب کسی لفظ کے معنے لکھتا ہے۔ تو اگر وہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ساتھ ہی اوس نے وہ آیت بھی ضرور ہی لکھ دی ہے" یہاں مولانا عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ "لسان العرب" نے تو یہہ طریق لازمی طور پر رکھا ہے۔ پھر حضرت نے اپنے سلسلہ تقریر میں فرمایا۔ کہ سنسکرت وغیرہ زبانیں تو قریب مردہ ہو گئیں ہیں۔ نہ اون میں تصنیفات ہیں۔ نہ کچھ۔ اور ایسا ہی عیسائیوں کا حال ہے۔ کہ اون کی انجیل کی اصلی زبان کی طرف توجہ ہی نہیں رہی۔ پھر اسی سلسلہ میں حضور نے فرمایا۔ کہ

مجھے حیرت ہوتی ہے۔ کہ پھر اسلام سے کیوں پرخاش رکھی جاتی ہے۔ اسلام کا خدا کوئی مصنوعی ..... خدا نہیں۔ بلکہ وہی قادر خدا ہے۔ جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور پھر رسالت کی طرف دیکھو۔ کہ اصل غرض رسالت کی کیا ہوتی ہے؟

اوّل یہہ کہ رسول ضرورت کے وقت پر آئے۔ اور پھر اوس ضرورت کو بہ وجہ احسن پورا کرے۔ سو یہہ فخر بھی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے۔ عرب اور دنیا کی حالت جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بالکل وحشی لوگ تھے۔ کھانے پینے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے۔ نہ حقوق العباد سے آشنا اور نہ حقوق اللہ سے آگاہ۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ایک طرف اون کا نقشہ کھینچ کر بتلایا۔ کہ یاکلون کما یاکل الانعام۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم نے ایسا اثر کیا۔ یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا ۵ س ۱۹۔ کی حالت ہو گئی۔ یعنے اپنے رب کی یاد میں راتیں سجدے اور قیام میں گذار دیتے ہیں۔ اللہ اللہ کس قدر فضیلت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ایک بے نظیر انقلاب اور عظیم الشان تبدیلی واقع ہو گئی۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو میزان اعتدال پر قائم کر دیا اور مردار خوار اور مردہ قوم کو ایک اعلیٰ درجہ کی زندہ اور پاکیزہ قوم بنا دیا۔ دو ہی خوبیاں ہوتی ہیں۔ علمی یا عملی۔ عملی حالت کا تو یہہ حال کہ یبیتون لربھم سجدًا وقیامًا۔ اور علمی کا یہہ حال کہ اس قدر کثرت سے تصنیفات کا سلسلہ اور توسیع زبان کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ کہ اوس کی نظیر نہیں ملتی۔

دوسری طرف جب عیسائیوں کو دیکھتا ہوں۔ تو مجھے حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ بلکہ حواریوں نے عیسائی ہو کر کیا ترقی کی۔ یہودہ اسکریوطی جو یسوع کا خزانچی تھا۔ کبھی کبھی تغلب بھی کر لیا کرتا تھا۔ اور تیس روپیہ لے کر اوستاد کو پکڑوانا۔ تو اوس کا ظاہر ہی ہے۔ یسوع کی تھیلی میں دو ہزار روپیہ رہا کرتے تھے۔ ایک طرف تو اون کا یہہ حال ہے۔ بالمقابل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ حال کہ بوقت وفات پوچھا۔ کہ کیا گھر میں کچھ ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دینار ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اسے تقسیم کر دو۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کا رسول خدا تعالیٰ کی طرف سفر کرے اور گھر میں ایک دینار چھوڑ جاوے۔

مجھے تو حیران ہی ہونا پڑتا ہے۔ کہ عیسائی لوگ فلسفہ فلسفہ پکارتے ہیں۔ ان کی الہیات کی فلسفی خدا جانے کہاں گئی۔ کفارہ ہی کو دیکھو۔ ایک تصوری جانور کی طرح ہے۔ کفارہ نے کیا بنایا۔ علمی دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ تو بھی دیکھو۔ کہ حواریوں کی نہ تو علمی اصلاح ہوئی۔ اور نہ عملی۔ علمی اصلاح کے لئے تو انجیل نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ وہ موٹی عقل والے تھے۔ اور کم فہم اور لالچی تھے۔ اور عملی اصلاح کا خاکہ بھی انجیل ہی نے کھینچ کر دکھلا دیا کہ کوئی لعنتیں بھیجتا ہے۔ اور کوئی تیس روپیہ پر بکڑواتا ہے۔ اور کیا کچھ۔ اور کیا کچھ۔ گناہ کے آثار۔ تاریکی اور ظلمت تو اس دنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمایا "من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی الآیۃ" س ۱۵ — اب یسوع کے شاگردوں کو دیکھو۔ کہ کیا اون کی حالت میں تبدیلی ہوئی۔ گناہ کے دور ہونے سے تو ایک قسم کی بصیرت اور روشنی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اون میں کہاں۔ پھر کفارہ نے کیا بنایا۔

یہہ سلسلہ یہیں تک پہونچا تھا اور ایک لطیف تقریر شروع ہو گئی تھی مگر افسوس میری نظر سے سامنے شنکر داس کے مکان پر جا پڑی۔ جہاں سے ایک پیر زال بوڑھیا دریچہ میں سے دھڑم سے زمین پر آ رہی اور میرے سر سے بے اختیار نکل گیا۔ اور وہ کوئی گر گیا۔ سب کی توجہ اوس طرف منعطف ہو گئی۔ اور حضرت اقدس کو بھی سلسلہ بند کرنا پڑا۔ آخر حضور تشریف لے گئے۔

مکتوبات امام الزمان

جس حال میں میں نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ جن حضرات کے پاس حضرت اقدس کے مکتوبات ہوں۔ اون کی اصل یا نقل بہ غرض اندراج الحکم بھیج دیں۔ اور پھر اس پر بہت کم توجہ کی گئی ہو۔ تو میری شکایت بے جا نہ ہوگی کہ افسوس اس پر لحاظ نہیں کیا گیا۔

اور میں اگر اپنے مکرم دوست مفتی محمد صادق صاحب کا اپنے ناظرین کی طرف سے شکریہ نہ کروں۔ تو یہہ بھی ایک قسم کی فرو گذاشت اور خلاف فرمان نبی کریم علیہ الصلوات والتسلیم ہو گا۔ کیونکہ اس صیغہ میں مفتی صاحب نے بساط سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ جس سے مجھے یقین ہو گیا ہے۔ کہ وہ الحکم کے ساتھ سچی محبت رکھتے ہیں خدا تعالےٰ اون کے اخلاص اور سعادت میں روز افزوں ترقی دے۔ اور اس صادق نوجوان کو دینی اور دنیوی کامیابی سے بہرہ مند کرے۔ ذیل میں جو مکتوب درج ہوتا ہے۔ یہہ بھی اون کی ہی سعی کا نتیجہ ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء میں پھر اپنے ناظرین سے چاہتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف توجہ کریں۔ اور حضرت اقدس کے مکتوبات بھیج کر ممنون فرماویں۔ کیونکہ ان مکتوبات کی اشاعت حضرت اقدس کی صداقت کے دلائل بینہ کی اشاعت ہے۔ (ایڈیٹر۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب۔

السلام علیکم و علی من لدیکم
الحکم ملا۔ باعث تازگی روح ہوا۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی مہربانیوں کا کون مشکور نہیں اور خصوصاً لاہور کی جماعت۔ الحکم اپنی موجودہ حالت میں ایک ایسی بیش قیمت شے ہے۔ کہ ہر وقت آنکھ اُس کے انتظار میں لگی رہتی ہے۔ اور بے شک ہم اور ترقیوں کے بھی امیدوار ہیں۔ مگر موجودہ عروج بھی بزرگوں ہی کی برکت سے ہے۔ اور ہر ایک امر کے لئے ایک وقت ہے۔ جس کا صبر سے انتظار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے صدق کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ اور موجودہ کامیابیوں سے آنے والے فضلوں کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ مجھے برادر ظفر احمد صاحب کی طفیل پھر بھی موقعہ ملا ہے۔ کہ الحکم کے ذریعہ حضرت اقدس کے دو کرامت ناموں کی اشاعت کا ثواب حاصل کروں۔ اُن میں سے ایک ذیل میں درج ہے۔ امید ہے۔ آپ اس عاجز کے لئے دعا کرتے ہوں گے۔

رقیمہ نیاز عاجز محمد صادق - لاہور
۱۴ر اگست ۱۸۹۸ء

بخدمت مخدومی مولوی عبد القادر صاحب -

بعد سلام مسنون عرض یہہ ہے - کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے - نہائت بہتر ہے دنیا میں دعاء جیسی کوئی چیز نہیں - **الدعاء مخ العبادۃ** - یہہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی سمجھتا ہے - کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے - کہ جو رب العرش تک پہونچ جائیں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے - کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے - مگر یہہ بات اپنے اختیار میں نہیں - سو اگر خداوند کریم چاہے گا - تو یہہ عاجز آپ کے لئے دعاء کرتا رہے گا - یہہ عاجز خوب جانتا ہے - کہ سچا تعلق وہی ہے - جس میں سرگرمی سے دعاء ہے - مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا مرید ہے - مگر اُس بزرگ کے دل میں اُس شخص کی مشکل کشائی کے لئے جوش نہیں - اور ایک دوسرا شخص ہے - جس کے دل میں بہت جوش ہے - اور وہ ایسے کام کے لئے ہو رہا ہے - کہ حضرت احدیت سے اُس کی رستگاری حاصل کرے - سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہہ شخص رکھتا ہے - غرض پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے - اگر مرشد عاشق کی طرح ہو - اور مرید معشوق کی طرح - تب کام نکلتا ہے - یعنے مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہو - تا وہ کام کر دکھاوے - سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا - کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا - یعنے ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے بندگانِ خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے - پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے - اور اگر ان کو خدا کا یہہ حکم بھی پہونچے - کہ اگر تم دعاء اور غم خواری خلق اللہ نہ کرو - تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں - تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے - اور ان کو اس بات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا - کہ ہم کو اس جان کنی سے کیا اجر ملے گا - کیونکہ ان کے جوشوں کی بناء کسی غرض پر نہیں - بلکہ وہ سب کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے - اسی کی طرف اشارہ ہے - جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - **لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین** - س ۱۹ - خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے - کہ اس قدر غم اور درد کہ تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے اپنے دل پر اٹھاتا ہے اس سے تیری جان جاتی رہے گی - سو وہ عشق ہی تھا - جس سے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی - پس حقیقی پیری مریدی کا یہی احوال ہے - اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے - کہ قوت عشقیہ صادقوں کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے - تا وہ سچے غم خوار بننے کے لئے لائق ٹھہریں - جیسے والدین اپنے بچہ کے لئے ایک قوت عشقیہ رکھتے ہیں - تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے - اسی طرح جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے - وہ خلق اللہ کے لئے حکم والدین رکھتا ہے - اور خواہ نخواہ دوسروں کا غم اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے - کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی - اور یہہ خداوند کریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے - کہ اُس نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے - مثلاً دنیا میں بہادروں اور جنگ جو لوگوں کی ضرورت ہے - سو بعض فطرتیں جنگ جوئی کی استعداد رکھتی ہیں -

اسی طرح دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے - کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لے کر آتی ہیں - اور قوت عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں - فالحمد للہ علے الالاء ظاہرہا و باطنہا -

خاکسار مرزا غلام احمد
۲۱ مئی ۱۸۸۳ء مطابق رجب ۱۳۰۰ھ

انتقال پر ملال

ہر کہ آمد بہ جہاں اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پایندہ و باقی است خدا خواہد بود

ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

بروز جمعہ ۲۶ - اگست ۱۸۹۸ء کی صبح کو ۴ - بجے ہمارے مخدوم مخدوم جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کی بڑی صاحبزادی نے کچھ عرصہ بیمار رہ کر بہ عمر ۲۰ یا ۲۱ سال انتقال فرمایا - انا للہ وانا الیہ راجعون

مولوی صاحب ممدوح نے جس استقامت اور استقلال سے رضا بہ قضاء کا نمونہ دکھایا اللہ تعالےٰ اوس کی توفیق ہر مسلمان کو دے - بارش کی وجہ سے نماز جنازہ مولوی صاحب

کے مکان میں ہوئی۔ امام الزمان سلمہ الرحمٰن بھی شریک تھے۔ بہت سے احباب مرحومہ کو آخری منزل تک پہونچانے گئے۔ گور پر پہونچ کر مولانا صاحب ممدوح نے عام طور پر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ

"یہ ہے انسان کا خاتمہ جس کے لئے وہ حسد۔ بغض۔ کینہ۔ جھوٹ اور فریب کو اختیار کرتا ہے"۔

حاضرین پر خاص اثر ہوا بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہہ دے۔ اور مرحومہ کے معصوم بچوں اور والدہ کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مولوی صاحب کو نعم البدل۔ آمین۔ مرحومہ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں

انک میت و انھم میتون

۲۶۔ اگست ۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے نہایت رقت اور درد دل کے ساتھ مگر پر جوش لہجہ میں آیت مندرجہ عنوان پر مختصر سا خطبہ پڑھا۔ آج کا خطبہ جس قدر موزون اور مناسب موقع تھا۔ اوس سے کہیں زیادہ موثر تھا۔ آج ہی وہ دن تھا۔ جس کی صبح کو جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی صاحبزادی کلاں کا انتقال ہوا تھا۔ اس لئے آج کے جمعہ میں اس سے بڑھکر متاثر خطبہ کیا ہو سکتا تھا۔

مولانا صاحب نے اس آیت کو ایک صادق اور مصدوق مامور من اللہ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا۔ اور بتلایا۔ کہ کیا اس رقتنی اور گذاشتنی دنیا میں انسان موت جیسی چیز کا یقین کر کے جھوٹ بول سکتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہہ مقدس الفاظ بولتے ہوئے کیا افترا کر سکتے تھے۔ اور کیا کوئی مامور من اللہ کبھی ایسا کر سکتا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہے۔ اون لوگوں پر جو یہہ دل کو ہلا دینے والے اور روح پر ایک لرزہ ڈالنے والے الفاظ وانھم میتون۔ سنیں۔ اور بے قرار ہو کر خدا کے مامور کی طرف نہ جھکیں۔ مولانا ممدوح نے جس خوبی سے موت کی یاد سے امید اور یاس کا نقشہ کھینچ کر دکھایا۔ وہ اون کے دل سے نکل کر دل ہی پر بیٹھا۔ کسی دوسرے وقت بہ شرط فرصت میں ناظرین کو اس آیت کے معارف سنا سکوں گا۔ انشاء اللہ بحولہ۔

۱۴۔ و ۱۵۔ اگست ۱۸۹۸ء

میاں تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ بہ تقریب دورہ قادیان میں تشریف لائے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ اور مطبع ضیاء الاسلام وغیرہ کا معائنہ کیا۔ آپ باغبانپورہ کے رئیس اور مولوی فنا دین صاحب بیرسٹرایٹ لا کے برادر حقیقی ہیں۔ مجھے بہ حیثیت ایک گواہ کے میاں صاحب موصوف سے عدالت ہی میں ملاقات کا موقع ملا ہے۔ اس لئے میں اپنے اوسی تجربہ کی بنا پر جو اتنے عرصہ میں حاصل کر سکتا تھا۔ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ ایک خلیق اور ملنسار آدمی ہیں۔ مقدمات کے انفصال میں کس سرگرمی اور محویت سے وہ کام کرتے ہیں۔ اور مقدمہ کے متعلق ضروری امور پر کیسا غور کرتے ہیں۔ ابھی میں اوس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں ہندو مسلمان آپ سے خوش پائے جاتے ہیں۔

ریاست پونچھ کا مصاحب اعلیٰ قادیان میں

میں نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ سری سردار گرتار سنگھ صاحب بہادر جوڈیشل آفیسر و مصاحب اعلیٰ ریاست پونچھ جن کے اعدار کی طبیعت کسی قدر ناساز ہے۔ بہ غرض معالجہ میرے مخدوم جناب حکیم مولوی نور الدین صاحب سابق طبیب شاہی جموں کے پاس تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سردار صاحب ایک وجیہ نوجوان اور دقیقہ رس انسان ہیں۔ باوجود ایسے جلیل القدر منصب پر سرفراز ہونے کے مزاج میں انکسار اور ملنساری ہے۔ آج شام کو حضرت اقدس کے حضور بھی تشریف لائے تھے ابھی کچھ عرصہ قیام کریں گے۔ مفصل حالات پھر لکھوں گا۔

ترقی اسلام

انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کا دبیر مندرجہ ذیل فہرست اون نو مسلموں کی جنہوں نے جولائی میں سیکرٹری انجمن موصوف کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بھیج کر اشاعت کی درخواست کرتا ہے۔ جس کو میں نہایت خوشی اور مسرت سے شائع کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ انجمن موصوف کی کوششوں میں برکت دے اور ان نو مسلموں کو استقلال اور کارکنان انجمن کو خلوص آمین۔ وہ فہرست یہہ ہے۔

قبول اسلام

یکم جولائی ۱۹۰۸ء سے ۲۱ جولائی تک عرصہ ایک ماہ میں جناب مولوی حکیم شیخ غلام محی الدین صاحب قادری سیکرٹری انجمن تبلیغ الاسلام بمبئی کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل اشخاص مشرف بہ اسلام ہوئے اللھم زد فزد وھو ھذا!

نمبر	کفری نام معہ ولدیت و سکونت	قومیت	اسلامی نام	عمر	کیفیت
۱	مسمات جائی زوجہ گوبند سکنہ شولاپور	خاکروب	کریمن	۲۰ سال	عورت
۲	پھلی دختر مسمات مذکور	"	رحمت	۰۲	لڑکی
۳	مسمات پوسانی زوجہ رجنا سکنہ بمبئی	ہندو	فاطمہ	۱۵	عورت
۴	کاؤنجی ولد خریدو بجی سکنہ	پارسی	عبداللطیف	۳۷	مرد
۵	مسمات لکھمی دختر کشنا سکنہ مالون	ہندو	عائشہ	۲۲	عورت
۶	ہری ولد بانو سکنہ چپلون کوکن	"	غلام مصطفےٰ	۱۷	مرد
۷	مادھو ولد مناجی سکنہ پونا	"	دین محمد	۱۸	"
۸	یوحنا ولد نور شاہ سکنہ انبالہ	عیسائی	فضل کریم	۴۳	"
۹	مسمات مریم زوجہ یوحنا	"	زبیدہ	۳۵	عورت
۱۰	مُنیا ولد جیٹھا سکنہ لکھتر احمد آباد	راجپوت	احمد	۲۶	مرد
۱۱	مسمات ایسی دختر لکھمی سکنہ کوالہ	ہندو	زینب	۱۴	عورت
۱۲	یوسف ولد ایوب سکنہ بمبئی	یہودی	فضل الرحمٰن	۲۹	مرد

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دامی درمی قلمی سخنی انجمن کی امداد فرما کر داخل حسنات ہو۔ فقط

میرے مکرم۔ مخدوم جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی صانہ اللہ عن الشر والفتن اپنے ایک گرامی نامہ میں اپنے ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ سید صاحب موصوف نے جس استقلال اور استقامت کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق میں ثبات قدم دکھایا ہے۔ وہ قابل تقلید ہے۔ بھوپال کے اکثر اراکین نے بہ منت و بہ اصرار چاہا ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کے مسائل کی تبلیغ اور تائید میں زور نہ دیں۔ تو پھر وہ اپنے عہدہ جلیلہ پر سرافراز ہو سکتے ہیں مولوی صاحب نے بڑی استقامت کے ساتھ اون کا عطیہ اون کے منہ پر مارا ہے۔ اور صداقت کی اشاعت میں اُس سے بڑھ کر قدم مارا ہے۔ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کو سچی استقامت عطا فرماوے اور مجھے اور میرے دوستوں کو بھی اون کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ میرے ناظرین بھی مولوی صاحب کے لئے دعا کریں۔ اور اپنے بزرگ سے سچی ہمدردی کا اظہار۔

میں کثرت مضامین کی وجہ سے اس اشو میں اسلامی دنیا کی خبریں نہیں لکھ سکتا اور ایسا ہی اور بھی مضامین عدم گنجائش کی وجہ سے رہ گئے ہیں۔ میری کوشش الحکم کو عمدہ اور بہتر بنانے میں جو کچھ ہے اوس کا بہت بڑا انحصار میرے ناظرین پر ہے۔ اس لئے اون کی توجہ نظر بر عالم اسباب بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اصل کارساز تو وہی مولا کریم ہے۔ جس کی رضا جوئی سب کا فرض ہونا چاہئے۔

کل دنیا پر اتمام حجت

حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمان کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے۔ کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔

حضرت اقدس کے مرید مختلف ممالک اور بلاد میں جا پہونچے ہیں۔ الحکم بھی ایک ذریعہ اس الہام کی تبلیغ میں حصہ لینے والا ہے۔ حال میں سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک تجویز فرمائی ہے۔ کہ ایک اشتہار بہ تعداد کثیر عربی فارسی اردو اور انگریزی میں اپنے دعاوی اور اون کی دلائل پر لکھا ہے۔ جو ان ہر چہار زبانوں میں ایک ہی تختہ پر شائع ہوگا۔

یہہ اشتہار بلاد یورپ اور دیگر ممالک میں بہ کثرت پھیلایا جاوے گا۔

لاریب اللہ کریم کے وعدے اپنے بندے کے ساتھ لاتبدیل ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے راست باز کو ضائع نہ کرے گا۔ افسوس اور ہلاکت ہے۔ اون پر جو یہہ نشانات صدق دیکھتے ہیں۔ اور منہ پھیر لیتے ہیں۔ پر مبارک ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اس آفتاب صداقت کے نور سے حصہ لیا۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✦ نہ رہے کوئی لاولد مضطر　　اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ✦ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور **شرطیہ** میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ بوصحت کے طالبوں کے آرزومند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر **نمبر اوّل** کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ؎ بر باد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	۵ع	۱۰	قولنج دوری	۵	۱۹	لقوہ	۱ع	۲۸	نل اترنا	۵
۲	جسکی اولاد چھوٹی مر جاوے	۵	۱۱	سوزاک	۵	۲۰	بھگندر	۱ع	۲۹	طول و عرض و عمق کو نہ	۵
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	۵	۱۲	سرعت	۱ع	۳۱	ناسور	۱ع	۳۰	خضاب سالانہ	۱ع
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	۵	۱۳	جریان	۱ع	۲۲	بواسیر خونی و بادی	۵	۳۱	ثزلہ و زکام	۱ع
۵	کم زوری	۵ع	۱۴	غلط کاری	۵	۲۳	ادھرنگ	۵ع	۳۲	تسہیل ولادت	۱ع
۶	مرگی	۵	۱۵	گنٹھیا	۱ع	۲۴	ضیق النفس	۵ع	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	۱ع
۷	تپ دق	۵ع	۱۶	سفیدی آنکھ	ع	۲۵	لیچھ	۵	۳۴	تیجا۔ چوتھیا۔ ربعہ	ع
۸	ضعف باہ	۵	۱۷	ضعف بصر	۱ع	۲۶	آتشک	۵	۳۵	ضعف ہضم	ع
۹	ضعف جگر	۱ع	۱۸	سبل	۱ع	۲۷	آتشک کل بدن	ع	۳۶	سرسام	۱ع

المشتہر۔ شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخونہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ ۱۰ روپیہ ممیرکا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہار سے بچنا چاہیے -

المشتہر

پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرکا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً اکا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی اجھلی کا زخم اور اسنے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے خصوصاً میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگلے صاحب بہادر - ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ وانگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرکے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اُتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصے سُرخ اور ڈکھی ہوئی تھیں - انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑہ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاسنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرکا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو کا نذار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پُتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پُتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام باتعلق تاکید ہے - کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر یعنی حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرکا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں -

راقم - ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کانٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صلح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۷ مارچ ۱۸۹۶ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سند ات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بنک مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت سالانہ پیشگی ہے

اخبار الحکم

نمبر ۲۶-۲۷ قادیان دارالامن والامان مورخہ ۶ و ۱۳ ستمبر ۱۹۰۸ء جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی چھپایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱۲ سیکڑہ [illegible] لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ تسبیح بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ ر سے لے کر عہ تک

پراندے ۴ ر سے لے کر عہ تک

تسبیح بند ۴ سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۱۲ روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند مالکان

احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر پنجاب

www.aaiil.org

صداقت کی آزمائش

نوٹ
پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول و کمیشن ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواستیں بنام منتظم مندرجہ ذیل آنی چاہییں۔

شرطیہ

صحت جسمانی کا خواہاں اسکو پڑھو۔ اور ایکدفعہ شرطیہ آزماؤ

سچوں اور نکمیوں کا امتحان ضروری

مفت

صحت جسمانی کے طلبگار دس کو پڑھو اور ایکدفعہ شرطیہ آزماؤ

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے۔ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے۔ اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو۔ اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی و درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ محصول علاوہ ہوگا۔

سچائی کا فیصلہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلباء کو اسکی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عصر ۸ آنہ۔ ایکماہ کیواسطے ۱ روپیہ تین ماہ کیواسطے للعہ۔ غریب طلباء کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر دی جاتی ہے

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کی لگانیسے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسکے جادو اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ر۔ اور مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۸ پوڑیہ عہ۔ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کی صرف خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء۔ کھٹے ڈکار۔ ضعف معدہ کو دور کرنی اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر غرباء کو بتصدیق کسی معزز کی ۲ر خرچ روانگی پر مفت۔

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی اجازت ہے ۷ خوراک عہ ۱۲ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اسکے استعمال سے علیحدگی چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ۔

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک ہو۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸ر غرباء کو بتصدیق معزز ۲ر خرچ پر مفت

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہوکر نامرد۔ مرد اور مرد جواں مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ۳ے۔

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی وذریعہ لطف و رنگینی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ۳ے۔ روپیہ

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اکسیر باسمی ہے۔ ۶ خوراک عہ

نسوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر شقیقہ۔ سرخی چشم نزلہ۔ زکام چھینکڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ر غرباء کو بتصدیق ۲ر۔ خرچ پر مفت۔

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بھی باریکی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ

جبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جبوب کا ایکدفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت ۳ے ر

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ر منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴ر۔ فی درجن عہ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش پیل نویس پٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

انمول موتی

قرآن کریم اور سات کا عدد

سات کے عدد سے قرآن کریم کو خاص مناسبت ہے اور علی العموم ۷ و ۷۰ و ۷۰۰ کا عدد الٰہی کتابوں میں خصوصیت سے تعلق رکھتا ہے اس وقت میں صرف سات کے عدد کی کسیقدر خصوصیت قرآن کریم میں دکھانی چاہتا ہوں۔

(۱) قرآن سات مختلف مذاہب سے بحث کرتا ہے۔
(۱) دہریوں یعنے منکران ذات باری سے۔
(۲) منکران نبوت یعنے برہموؤں سے۔
(۳) یہود (۴) نصاریٰ (۵) بت پرست (۶) مجوسی (۷) منافق

(ب) قرآن سات عظیم الشان عقائد حقہ کا بیان فرماتا ہے۔
(۱) خدا تعالیٰ کی ذات۔ صفات۔ اسماء اور افعال کی لطیف بحث
(۲) ملائکہ کے افعال و صفات کی موثر فلاسفی۔
(۳) کتب الٰہیہ کا دلچسپ تذکرہ۔
(۴) رسالت اور رسولوں کے متعلق
(۵) تقدیر یعنے اون اندازوں پر فلسفیانہ بحث جو اللہ تعالیٰ نے عام اشیاء میں مرکوز رکھے ہیں۔
(۶) ختم نبوت تشریعی کے متعلق
(۷) اعمال صالحہ وسیئہ پر جزا و سزا کے متعلق

(ج) قرآن سات اعمال صالحہ کا ذکر فرماتا ہے
(۱) اقرار۔ (۲) نماز (۳) زکواۃ (۴) روزہ۔ (۵) حج (۶) کوشش (۷) اخلاق فاضلہ

(د) سات ہی نتائج حسنہ و اسنیٰ پیش کرتا ہے
(۱) صحت جسمانی (۲) آرام (۳) روحانی آرام (۴) قبر میں آرام (۵) حشر میں آرام (۶) صراط پر آرام (۷) جنت میں آرام تفصیل اور توضیح اور اس عدد کی سات کی اور خصوصیتیں پھر کسی دوسرے وقت پر انشاء اللہ بیان کرونگا۔

لوکان عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

(اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور اور کا بنایا ہوا ہوتا تو اوسمیں تھوڑا کیا بہت ہی اختلاف ہوتا یعنے)

اختلاف مندرجہ ذیل امور میں ہوتا ہے جو قرآن کریم میں نہیں کسقدر عظیم الشان دعویٰ ہے اور کیسی اوسکی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔

(الف) قرآن کریم واقعات آئندہ کا تذکرہ فرماتا ہے ایسے واقعات آئندہ کا بھی جنکا تعلق دنیا کے لوگوں سے ہونیوالا ہے یعنے احباب و اصحاب کی فتح و ظفر اعدا کی شکست دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔

(ب) واقعات گذشتہ کا ذکر کرتا ہے اور اوس کے بتلائے کے خلاف وقوع میں نہیں آیا۔

(ج) طبعیات اور فلسفہ پر گفتگو کرتا ہے مگر اسکے خلاف سائنس موجودہ سے ثابت نہیں ہوا۔

(د) اسباب بتلاتا ہے اور اون اوسباب کے نتائج اور موانع بھی ظاہر کرتا ہے اور اس بیان میں راست ہے۔

(ہ) قوائے فطرۃ پر اثر کرنیوالے احکام کی تاکید فرماتا ہے اور کہیں اوسکے خلاف نہیں لیجاتا۔

(و) قرآنی تعلیمات۔ عام تعلیمات انبیاء اور انسانی مشترکہ سوسائٹی سے اور اونکے اجماع مسلمہ کے منعف نہیں

(ز) تیئس برس میں نازل ہوا جسمیں صحابہ محکوم سے حاکم بنے پھر اون لوگوں میں بھی زندگی بسر کی جو کسی قانون کے پابند نہ تھے طائف میں عیسائیوں کے بھی ماتحت رہے مدینہ طیبہ میں کچھ عرصہ تک یہود کے ماتحت رہے خود حاکم بنے پھر دیکھو ان تمام حالتوں میں امن اور چین کو کیسے قایم رکھا۔

مرزا صاحب نے مجدد ہو کر کیا کیا؟

اس سوال کا جواب تفصیلی تو ایک مستقل رسالہ چاہتا ہے۔ حضرت اقدس کی تصانیف میں مختلف مقامات پر اس سوال کا جواب درج ہے۔ اور انشاء اللہ میں تفصیل کے ساتھ اس پر کوئی آرٹیکل لکھوں گا فی الحال مختصر طور پر اس سوال کا جواب لکھتا ہوں۔

اس سوال کے کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ مولوی۔ فلاسفر مزاج۔ عام لوگ جو مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں تیسری قسم کے لوگوں میں وہ عام لوگ بھی ہیں جو مذہب کو کسی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے پس یہہ چار قسم قرار دیدو مولویوں کے لئے تو یہہ جواب کافی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں ایک نبی ہوگا اور اوسکے ساتھ کوئی آدمی نہوگا۔

ونبی معہ رجل ونبی معہ رجلین

ایسے نبی نبی تھے یا نہیں؟ اگر تھے اونہوں نے دنیا میں آکر کیا؟ جو جواب وہ دیں وہی ہمارا جواب ہے۔

فلاسفر مزاج لوگوں کا جواب بھی سہل ہے اونکا خیال ہے کہ اکثر حصہ انسان بچپن میں مرتا ہے پس دریافت کیا جاوے کہ دنیا میں اکثر فلاسفر ناکام مرے ہیں یا نہیں اور وہ ناکامی کی حیثیت میں فلاسفر تھے۔ یا نہیں؟ **ماجوابکم فھو جوابنا۔**

عوام کا جواب جو مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں اتنا ہی ہے کہ حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال وعظ کیا اور حدیث میں آیا ہے کہ صرف ۸۰ آدمی تابع ہوئے اور قرآن میں آیا ہے **ما امن معہ الا قلیل** پھر کیا وہ نبی نہ تھے؟

اب رہے وہ عام جو مذہب کو وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ ذرا خیال کریں کہ مرزا صاحب کو کسقدر کامیابی ہوئی ہے - دنیا میں کوئی آدمی بدون سودائی یا مجنون کے کسی کا کہنا بلا غرض مان ہی نہیں سکتا - پھر خیال کیا جاوے کہ مرزا صاحب کے ساتھ بڑے بڑے عالم - طبیب - فلاسفر - گریجوایٹ - تاجر - عاید در رؤسا اور گورنمنٹ کے معتمد علیہ لوگوں نے جو مرزا صاحبکو مانا ہے اور اوسکے لئے جان و مال تک کے دینے میں دریغ نہیں کرتے کیا یہ عظیم الشان کامیابی نہیں ہے ؟ اسپر بھی اگر کوئی مرزا صاحب کے دعوی کو تعجب کی نگاہ سے دیکھے تو میں اوس سے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ وہ مخالف اسکے مولویوں سے پوچھے کہ اگر وہ سچے ہیں اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں تو اوسکی بولی یعنے کلام کی ایسی لطیف تفسیر کرکے دکھادیں جیسی مرزا صاحب نے کی ہے اور دوئم اللہ تعالیٰ سے دریافت کرکے بتلادیں کہ اس صدی چہاردہم کا مجدد کون ہے ؟ اور اوسنے کہاں دعوی کیا ہے ؟

ضرورت قرآن

ضرورت قرآن پر میرے مخدوم مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے تو عدم ضرورت قرآن کے مصنف کے اعتراضات کا قلع قمع کرنے کی خاطر ایک مبسوط مضمون تصدیق میں لکھا ہے مگر میں یہاں مختصر طور پر قرآن کریم کی ضرورت کو بیان کرونگا - اور یہ ضرورت بطور عام اصول کے ہوگی - قرآن کریم کے زمانہ پر ان وجوہات کو مطابق کرکے دیکھو کیسے صادق آتی ہیں -

۱ - نمونہ - ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہہ اٹل قانون پاتے ہیں کہ وہ ایک قومی الوالہت انسان کو اس لئے پیدا کرتا ہے کہ وہ لوگوں میں نمونہ بنکر اپنی مخلصانہ وطاؤں اور پُر جوش زاریوں اور سچی توجہ سے دنیا میں صداقت کو پھیلاوے گو دنیا میں ہر چیز موجود ہی کیوں نہو مگر بغیر صاحب ہمت اور آسمانی بارش کے وہ پھل نہیں لا سکتی - جیسے مینہہ کے ذریعہ پھل پھول لگتے ہیں اونکے ذرات اور بیج تو پہلے سے موجود ہوتے ایسا ہی لوہا - سکہ - کوئلہ - قلعی وغیرہ یہہ چیزیں تو موجود ہوتی ہیں مگر بدوں کسی صاحب ہمت شخص کی کوشش کے دنیا میں اون کے فواید معلوم نہ ہوئے اسی طرح سے جب لوگ دین میں سستی کرنے لگتے ہیں تو کسی شخص کو اللہ تعالیٰ مامور کرکے بھیجدیتا ہے جو آکر اصلاح کرتا ہے ہاں کبھی کوئی مامور بڑا کبھی چھوٹا کبھی بے مثل اور کبھی مثیل پیدا ہوتا ہے پس ایک یہ ضرورت ہے قرآن کریم کے نزول کی

۲ - دلائل - جسقدر صداقتیں قرآن کریم سے پہلے موجود تھیں اونکے دلائل پہلی کتب میں موجود نہ تھے جیسے توحید - رسالت - وغیرہ امور قرآن کریم خاتم الکتب تھا اور مختص الزمان اور مختص المقام قانون تھا اور اوس کا دامن قیامت تک وسیع تھا جسمیں طلب دلائل والا زمانہ بھی آنیکو تھا اسلئے یہ فخر قرآن کریم ہی کو حاصل ہوا کہ دعوی کو دلائل کے ساتھہ موکد فرمایا - اور اگر یہ کہو کہ دلائل اوس میں اوس آنیوالے زمانے سے پیشتر کیوں درج کردے - مناسب تھا کہ اوس زمانہ ہی میں اوسے نازل کرتا اسکا جواب صاف ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی حفاظت اور اشاعت مطالب قرآن کے لئے ہر صدی پر ایک مجدد بھیج دیتا ہے جو قرآن کریم کے مطالب کو حسب ضرورت زمانہ الہام الہی سے حل کرتا ہے -

۳ - جماعت - جب مذہب کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہوجاتی ہے تو وہ اپنے احکام مذہبی سے بہت کچھہ ناواقف ہوتے جائیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بعض احکام پر جب غیر مذہب والے حملہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اون کا جواب نہیں آتا اور نہیں آنا چاہیئے کیونکہ توجہ نہیں رہتی تو اون احکام کو منسوخ سمجھہ لیتے ہیں جنسے کہ اصل کتاب بھی کھو دیتے ہیں پھر ایسے وقت میں ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی مجدد یا رسول یا نبی یا پیغمبر یا خاتم الانبیا آوے اور ایک پاک جماعت متقی لوگوں کی طیار کرے -

سوال - جب صداقتیں ہم کو اور کتابوں سے بھی مل سکتی ہیں تو پھر قرآن کی کیا ضرورت ہے ؟

جواب - ہاں بظاہر یہ سوال قومی معلوم ہوتا ہے مگر غور تو کرو - کہ حصول صداقت کے لئے کیا کرنا پڑیگا اولاً کل دنیا کی کتابیں جمع کریں پھر ان تمام زبانوں سے پوری واقفیت حاصل کریں - پھر سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرنیکی طاقت ہو پھر اوس سچائی کا خلاصہ کسی زبان میں دنیا کے آگے پیش کریں چونکہ دنیا کی اکثر کتابیں گم ہوگئی ہیں لہذا وہ مجموعہ کرنا ناممکن پس اللہ تعالیٰ نے تمام صداقتوں کا مجموعہ ایسی زبان میں جو ام الالسنہ ہے نازل فرمایا - اور سچ فرمایا فیہا کتب قیمہ

سوال ایک برہمو کہتا ہے کہ الہام ایکبار ہی کیوں نہ ہوا - بار بار کیوں ہوتا ہے -

جواب - اگر ایک مکان میں دس بیس آدمی جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہو

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

(نمبر ہفتم)

سورۃ البقرہ رکوع (۳)

الذی جعل لکم الارض فراشاً والسماء بناءً وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ اندادًا وانتم تعلمون

ترجمہ۔ وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جسنے تمہارے لئے گول زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو قیام زمین کا باعث بنا دیا اور وہ چھت ہے۔ اور پھر اُس نے بادلوں سے پانی برسایا جسنے تمہارے خوردنی و نوشیدنی بلکہ پوشیدنی ضرورتوں کو پورا کیا۔ ہاں اوسی بارش نے تمہارے لئے گوناگون پھل نکالے پس ایسے مربی و محسن کے ساتھ جو جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر نقص سے منزہ ہے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اس بات کو تم خوب جانتے ہو کہ مستحق عبادت ایسا ہی محسن و مربی ہوتا ہے۔

اوپر کی آیت کی توضیح کرتے وقت اور سورۃ الفاتحہ سے تعلق ظاہر کرتے ہوئے میں نے تلخیص رکوع کے امر اول کو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ یعنے ام الصفات کا ذکر کیا ہے۔ اب اس آیت میں الرب کی توضیح اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے یعنے یہی نہیں کہ تمکو پیدا کر دیا نہیں بلکہ پیدا کرنے کے بعد ربوبیت کے تقاضے سے اون امور تربیت کو ترتیب وار بیان کیا ہے۔ دیکھو اور غور کرو۔ کیا لطیف ترتیب ہے۔

پیدا ہونیکے بعد سلسلہ تربیت کیونکر چلتا ہے | ذرا بلند نظری سے کام لو ایک بچہ کو پیدا ہوتے ہی جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے وہ زمین ہے۔ اور اگر دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ اوسے گہوارہ کی ضرورت پڑتی ہے تو بھی بے جا نہیں

اللہ اللہ کلام قرآنی میں کیا نظام رکھا ہے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو اون تمام مراتب و مدارج پر حاوی ہیں جو مطلوب ہیں الارض کا لفظ فرمایا۔

الارض کے معنے ہیں بہت زور سے چکر کھانیوالی۔ دوّار۔

دوسرے مقام پر الم نجعل الارض مہادا بھی فرمایا ہے۔ (میں نوٹ لکھتا ہوں نہ تفسیر اور نہ میں اپنے آپ میں فی الحال اسقدر قابلیت پاتا ہوں کہ اسقدر بلند پروازی کروں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھہ ہو سکتا ہے نیت المرء خیر من عملہ اس لئے مجھے اختصار کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور دلی شوق چاہتا ہے کہ وسعت کے ساتھہ بیان کرتا جا۔ (ایڈیٹر)

الارض کے لفظ میں جہاں اوس پہلی اور ابتدائی ضرورت کو بیان فرمایا جو تربیت بچہ کے مدارج کا پہلا زینہ ہے وہاں لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا کی صداقت کا رنگ بھی دکھایا۔

کہ ہر ہیں نئی روشنی کے نوجوان! کہاں ہیں مغربی فلسفہ اور سائنس کے پوجاری! جو حرکت الارض کے مسئلہ کے موجد کی توریف میں گیت گایا کرتے ہیں وہ دیکھیں اور غور سے دیکھیں کہ الارض کے لفظ میں ہی حرکت الارض کا ثبوت اور پھر صورت حرکت الارض کا نمونہ موجود ہے کیا یہ سچ نہیں؟ کہ واقعی یہ کلام الٰہی ہی کا خاصہ ہے کہ وہ سائنٹیفک امور میں بھی مختلف نہیں

قدم رکھنے اور قیام کے لئے تو ضرورت ہے زمین کی پھر اوسی زمین کو بچھونا بنایا فراشاً۔ عمدہ بسترہ۔ آرامگاہ۔ فراشاً کے لفظ میں اگر پھر وسعت زبان کی خوبیوں کو زیر نظر رکھ کر دیکھیں اور نئی روشنی کے جوان تو ضرور دیکھیں تو اونہیں بناوٹ زمین کا وہ مسئلہ بھی حل ہوتا ہوا بہ آسانی نظر آئیگا جو اونکے مکرم جیالوجسٹوں نے طبقات الارض کی گہری اور لمبی تحقیقات کے بعد دریافت کیا ہے۔ کہ زمین ابتدا میں ایک گیس کی حالت میں تھی اوسکو مفصل طور پر تو الم نجعل الارض مہادا والجبال اوتادا میں بیان فرمایا جو اپنے موقع پر انشاء اللہ مشرح بیان ہوگا مرکوز رکھا ہے۔

اسکے بعد بحر الرب کی صفت کی اور توضیح فرمائی کہ ارض جو قیام انسان کا ذریعہ اول ہے اوسکی تربیت اور تکمیل بھی وہی صفت الرب کر رہی ہے لہذا اوسکے لئے آسمان بطور بنیاد موجب استحکام بنا دیا ہے۔ علمی رنگ میں اگر میں اس امر کی فلاسفی بیان کرنی چاہوں تو یہ مختصر سا نوٹ اوسکا محتمل نہیں ہو سکتا لہذا چھوڑتا ہوں۔ ہاں اتنا کہتا ہوں کہ ذرا مشاہدہ قدرت اور عام صحیفہ فطرت کو دیکھہ کر کہ آسمان کی ضرورت زمین اور اہل زمین کے لئے کسقدر ہے؟

آسمان کی کیفیت | السماء کے لفظ پر اکثر ناواقف لوگوں نے جو عربی زبان کی وسعت سے ماہر نہیں دہوکا کھایا ہے اور اونہوں نے قرآن کریم کے منشاء کو غلط طور پر سمجھہ کر یہ کہا ہے کہ گویا قرآن کسی متصلب الخلق۔ جلب اور کثیف مادہ کا نام سماء رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا ثابت نہیں بلکہ ہوا یا پانی کی طرح نرم مادہ قرار دیا ہے جنمیں ستارے تیرتے ہیں جیسے فرمایا کل فی فلک یسبحون

اور یہ کہنا کہ آسمان نفس الامر میں کچھ بھی نہیں نرا خلا اور پول ہی پول ہے یہ بھی غلط اور محض غلط ہے۔ تجربہ صحیحہ اسکے خلاف ہے غبارہ باز کہہ سکتا ہے کہ وہ جتنی دور تک اوپر جاتا ہے اوسے کوئی ایسی جگہ کہیں نہیں ملتی جہاں کچھہ بھی نہو اور ہمارے تجارب رویت بھی اس بات کی شہادت نہیں دیتے کہ کوئی پول مجرد کہیں نظر آئے۔ پھر ہم کیونکر استقرا مستمر

حکم کر سکتے ہیں کہ ان عمدہ خصائص سے آگے کوئی خالی مادہ بھی ہے غرض قرآن کریم نے آسمانوں کی سچی فلاسفی بیان فرمائی ہے۔ اس مضمون کو بہت ہی لطیف طور پر میرے مرشد و امام (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) سیدنا مرزا صاحب نے اپنی کتاب آئینہ کمالات میں بصفحہ ۴۸ بیان فرمایا ہے

یہاں والسماء بناءً میں السماء سے مراد عام آسمان ہے جسکے سات مختلف طبقے ہیں چونکہ قیام زمین کے لئے السماء کی ضرورت اسلئے اوسکے بعد ہی السماء کا ذکر فرمادیا۔ اور پھر دوسری ضرورت تربیت بچہ کے لئے پانی کی ہے اگر کہو کہ اول ضرورت تنفس کے لئے ہوا ہے تو گذارش ہے کہ اول ضرورۃ پانی کی ہے کیونکہ اسی سے انسان کی نباوٹ ہے اور ہر ایک زندہ کی زندگی اسی سے وابستہ ہے۔ وانزل من السماء ماءً سماء کے معنے بادل کے ہیں۔

پھر تیسری ضرورت یا تیسرا درجہ تربیت کا اشیاء خوردنی کا وجود ہے جو زمین سے اگتی ہیں اسلئے اس جنیہ کی بدولت اون کے پیدا ہونے کا ذکر فرمایا۔ کیا میرے بالغ خود اور دقیقہ رس ناظرین اس مقام پر والسماء بناء کے معنوں میں پورا غور کرکے اوسکی صداقت کا لحاظ نکریں گے؟ دیکھو آسمان کیونکر قیام ارض کا موجب ثابت ہوتا ہے۔

یہاں تک الرب کی فلاسفی اور صفت الرب کے تقاضے اور پھر اونکی تکمیل اور تبلیغ تربیت کے مدارج ثلاثہ کا ذکر فرماکر پھر اللہ تعالیٰ اوسی اعبدوا کے لفظ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

عاجز انسان پر اپنے یہ کرم و انعام جتاکر کہ اوسے خلق کیا پھر وہیں نہیں چھوڑا خلق کے بعد تبلیغ تربیت کا کفیل ہوا۔ اور مربی بنکر ہر ایک قسم کی ضرورتوں کو جو اوسکے لئے ضروری تھیں پورا کیا خواہ وہ جسمانی ہوں خواہ روحانی۔

کیونکہ روحانی نظام میں بھی تربیت کا سلسلہ اسی اسلوب سے چلتا ہے۔ پھر ارض سے مراد قلب الانسان لیا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر والارض وما طحٰھا کے الفاظ میں مذکور رکھا ہے اور پھر نزول ماء من السماء سے مراد وہ الہام الٰہی ہے جو روحانی پیاسوں کی سیری اور تسلی کا موجب ہوتا ہے الغرض یہ امر بتلاکر اور الرب کے خواص جتلاکر پھر یا ایھا الناس اعبدوا میں اعبدوا کے حکم کی دلیل کو کامل فرماتا ہے۔ اور ان مشاہدات قدرت کو یعنے زمین و آسمان اور نزول باران رحمت اور اخراج ثمرات کو پیش کرکے اپنی یگانگت کی دلیل بیان فرماتا ہے۔ یعنے بتلاؤ کہ کیا کوئی دوسری ہستی ایسی ہے جو ایسا کرسکے۔ پھر باوجود اس علم کے جو تمہارے قوے میں مرکوز اور تمہاری فطرت میں مجبول ہے کہ واجب العبادت اور قابل پرستش الٰہی ہی ہستی ہونی چاہیے جسکے صفات کاملہ اوپر بیان ہوئے پھر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

وانتم تعلمون میں اللہ کریم نے اوس وعدہ کا جو فطرت انسانی میں مجبول ہے اور جس کا واضح طور پر دوسرے مقام یعنے سورۃ اعراف میں عہد میثاق کے ضمن بالفاظ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم الی الآیۃ ذکر ہے یاد دلایا ہے دیکھو اوس مقام پر بھی رب ہی کا ذکر ہے اور یہاں تعلمون اس لئے بھی فرمایا کہ تم مشاہدات قدرت کو اور اون نظائر کو جو تمہاری ہی تربیت کے لئے ضروری ہیں دیکھ کر یہ علم پیدا کر سکتے ہو بلکہ ایک ذی الطبع انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ جامع جمیع صفات کاملہ محسن صرف ایک ہی ہے۔

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وانتم تعلمون کا لفظ کھلے کھلے طور پر بتلا رہا ہے کہ شریک الٰہی بنانے کے لئے کوئی علمی دلیل نہیں ہو سکتی اور بعد علم تام انداد اللہ تجویز نہیں ہو سکتا یا یہ کہو کہ انداد اللہ تجویز کرنے والے سراسر نادان ہیں پس دیکھو ایک لفظ وانتم تعلمون میں اوس ضال فرقہ کا کیسا کھنڈن کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ایک عاجز انسان خدا یا خدا کا بیٹا ہے اور پھر اللہ کریم کے ان الفاظ کی صداقت کیسی ثابت ہو رہی ہے کہ جب اون سے دلیل مانگتے ہیں کہتے ہیں "اسکی دلیل نہ ہم جانتے ہیں نہ ہمارا خدا" (دیکھو جنگ مقدس یعنے مباحثہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور عبداللہ آتھم عیسائی۔ قول مارٹن کلارک قائمقام آتھم)

اور نہ صرف یہی بلکہ کوئی عیسائی کوئی علمی دلیل نہیں دے سکتا اور صاف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکی دلیل کوئی نہیں سبحان اللہ وتعالیٰ۔ کیسا مرتب اور منظم کلام ہے کہ ایک ایک لفظ میں مذاہب باطلہ کی۔ تردید کرتا جاتا ہے۔ اور اپنی دعاوی کا ثبوت کسقدر محکم دلائل سے دیتا ہے (بے انتہا درود ہو اوس کامل انسان پر جو دنیا کے لئے ایک رحمت لایا اللھم صلی علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین")

چونکہ اعبدوا کا لفظ بالطبع اوس فرمان کو چاہتا ہے جو عبادت کی راہیں بتلائے اور پھر اوس اللہ کریم کی عبادت کی راہیں جو احد اور صمد ہے پس ضرور ہے۔ کہ وہ انزل من السماء ماءً کا مصداق ہو جیسے ربانی کلام ہو اس لئے اوسکے ثبوت میں فرمایا وان کنتم فی ریب الی الآیۃ

(باقی آئندہ)

مکتوبات امام الزمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو کچھہ بطور رسم اور عادت کیا جاوے وہ کچھہ چیز نہیں ہے اور نہ اوس سے کچھہ مرحلہ طے ہو سکتا ہے سچا طریق اختیار کرنے سے گو طالب صادق آگ میں ڈالا جائے مگر جب اپنے مطلب کو پائیگا سچائے سے پائیگا راستباز آدمی نہ کچھہ عزت سے کام رکھتا ہے نہ نام سے نہ ننگ سے نہ خلقت سے نہ اونکے لعن سے نہ اونکے طعن سے نہ اونکی مدح سے نہ اونکے ذم سے جب سچی طلب دامن گیر ہو جاتی ہے تو اوسکی یہی علامت ہے کہ غیر کا بیم اور امید بکلی دل سے اُٹھ جاتا ہے اور توحید کی کامل نشانی یہہ ہے کہ محب صادق کی نظر میں غیر کا وجود اور نمود کچھہ باقی نرہے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ آپ اتباع طریقہ مسنونہ میں یہہ لحاظ بدرجہ غایت رکھیں کہ ہر ایک عمل رسم اور عادت کی آلودگی سے بکلی پاک ہو جائے اور دلی محبت کے پاک فوارہ سے جوش مارے۔ مثلاً درود شریف اس طور پر نہ پڑہیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کیطرح پڑہتے ہیں نہ اونکو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھہ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہہ مذہب قایم کرلینا چاہیے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کرسکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد بشر گذرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تہا یا کوئی ایسا فرد آنیوالا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھہ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اوٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اوٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھہ اوٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نکر سکے کہ جسکی اطاعت سے دلمیں روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دلمیں جگہ نہ نرکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو اور جب یہہ مذہب قایم ہوگیا تو درود شریف جیسا کہ مینے زبانی بھی سمجھایا تھا اس غرض سے پڑہنا چاہیئے کہ خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اوسکو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بناوے اور اوسکی اور اوسکی شان وشوکت اس عالم اور اوس عالم میں کرے یہہ دعاء حضور تام سے ہونی چاہیے جیسے کوئی اپنی مصیبت کیوقت حضور تام سے دعاء کرتا ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا چاہیے اور کچھہ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیے کہ اس سے مجھکو یہ ثواب ہوگا یا یہ درجہ ملیگا بلکہ خالص یہی مقصود چاہیے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول پر نازل ہوں اور اوسکا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیے اور دنرات دوام توجہ چاہیے یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دلمیں اس سے زیادہ نہو پس جب اسطور پر یہ ورد شریف پڑہا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اوسکے عجیب انوار صادر ہونگے اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ وبکا ساتھ شامل ہو اور یہانتک یہ توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکسان ہو جاوے علیٰ ہذا القیاس نماز جسکے لئے خداوند کریم نے صدہا مرتبہ قرآن شریف میں تاکید فرمائی ہے اور اپنے تقرب کے لئے فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یہ بیجا رسم اور عادت کے پیرایہ میں کچھہ چیز نہیں ہے اسمیں بھی اسی صورت پیدا ہونی چاہیے کہ مصلی اپنی صلوٰۃ کی حالت میں ایک سچا دعاء کنندہ ہو سو نماز میں بالخصوص دعاء اھدنا الصراط المستقیم میں دلی آہ سے دلی تضرعات سے دلی خضوع سے دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ اور عاجز اور لاچار سمجھکر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کرکے رابطہ محبت اور قرب کے لئے دعاء کرنی چاہیے اوس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعاء قابل پذیرائی نہیں فیضان سماوی کے لئے سخت بیقراری اور جوش گریہ وزاری شرط ہے اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے دلکو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کر لینا چاہیے کسی کا حسد اور حقد دلمیں نہ رہے بیداری بھی پاک باطنی کے ساتھہ ہو اور خواب بھی۔ بے مغز باتیں سب فضول ہیں اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں وہ تاریکی اور ظلمت ہے۔ خذ والتوحید والتفرید والتمجید و موتو قبل ان تموتوا۔ ۵ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

برادرم محمد حسین صاحب راولپنڈی سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی صاحبزادی کے انتقال کی مندرجہ ذیل تاریخ بغرض اشاعت بھیجتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

تاریخ وفات دختر حضرت حکیم نورالدین

مولانا یہ ہے

آن امامہ کہ بود پاک سرشت ✤ عفت آثار بنت مولانا
ہمسے افسوس وصد ہزار دریغ ✤ کرد رحلت ازین جہان فنا
فی البدیہہ چنیں بگفت حسین ✤ سال نوشش چنو عجز الہا

وعظ

جو مولانا مولوی نور الدین صاحب نے ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد عصر اپنے گھر میں کہا اوسکے بعض بعض حصہ کا اظہار میں امید کرتا ہوں کہ میرے ناظرین اس وعظ کو اپنے گھروں میں سناکر اپنے اوس فرض سے سبکدوش ہوں گے جو یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا کے رو سے انپر ہے اور الحکم کے پڑھنے سننے والے نیک بی بیاں کوشش کرینگی کہ اللہ تعالیٰ انکو اون باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے جو اس وعظ میں بیان کی گئی ہے۔

(ایڈیٹر)

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا ان للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ۔

ترجمہ۔ اور ضرور ضرور ہم انعام دینگے تمکو بدلہ میں تھوڑے خوف۔ اور بھوکہ اور کمی ہر مالوں اور جانوں اور پھلوں کے کیا معنے اگر تم ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ اور اس کی رضا جوئی کے لئے کسی خوف کی برداشت کرلو۔ اور اللہ کی راہ میں روزہ وغیرہ بھوک کو اختیار کرو۔ اموال اور جانوں اور پھلوں کو اسکی راہ میں دیدو۔ یا کھو بیٹھو۔

اور خوشی کی خبر سنادو ان مستقل مزاجوں کو جو سکھ اور دکھ دونوں میں اللہ تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے بلکہ ثابت کر دکھاتے ہیں کہ ہم اللہ کے اور اسی کی طرف ہمارا جانا ہے۔ ایسے لوگ انکے لئے شاباش ہے اور رحمت وہی راہ راست پر ہیں۔ صبر کا نتیجہ دیکھہ صفا و مروہ پر کہ کیسے مقام پر ہاجرہ نے رہنا اختیار کر لیا جو بے کھیت کا ملک ہے پھر صبر کے بدلہ اللہ تعالیٰ نے اوس کی اولاد کو کیسا سکھہ دیا۔

میں نے تمہیں یہ چند آیتیں جو قرآن کریم کی سنائی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے چند ایک نصیحتیں اپنے بندوں کو فرمائی ہیں جنہیں سے ایک صبر بھی ہے صبر کے نتیجے اللہ تعالیٰ اپنے بندونکو کس طرح اور کیونکر دیتا ہے اسکی بہت سی مثالیں ہیں۔ جنکو اگر مفصل بیان کیا جاوے تو بیان بہت لمبا ہو جاتا ہے مگر میں تمہیں بتلائے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ شاید تم میں کوئی نیک بی بی ہو جو اوس پر محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے عمل کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت تھی جسکا خاوند زمینداری کرتا تھا اونکا لڑکا بیمار تھا ایک روز خاوند باہر کام پر گیا اور پیچھے سے لڑکا فوت ہوگیا اوسکی بیوی نے لڑکے کو ایک چارپائی پر ایک کونے میں لٹا دیا اور آپ خوب عمدہ لباس پہن کر خاوند کے آنیسے پیشتر عمدہ کھانا طیار کرکے شاداں و فرحاں بیٹھ رہی جب خاوند آیا تو اوسنے لڑکے کا حال دریافت کیا عورت نے جواب دیا اوسنے آج آرام کیا ہے خاوند نے سمجھا کہ ٹھیک کہتی ہے جبھی تو اوس نے عمدہ لباس پہنا ہے غرض دونوں نے کھانا کھایا اور ہر طرح سے لطف اٹھایا جب کھانا کھاکر اور جماع سے بھی فارغ ہو چکے تو عورت نے خاوند سے پوچھا ہمارے پاس کسی شخص کی امانت کچھہ روز رہے پھر وہ صاحب امانت اپنی امانت مانگا چاہے تو ہمکو بخوشی وہ امانت دیدینا چاہیے یا نہیں خاوند نے کہا کہ امانت والے کو دینا چاہیے پس عورت نے کہا کہ بچہ بھی امانت کے طور پر ہمارے پاس تھا صاحب امانت نے اسے لے لیا پھر خاوند ترساں و ہراساں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا حضور نے فرمایا کہ اس صبر کے معاوضہ میں جو تیری بیوی نے کیا اللہ تعالیٰ نے اونکو سات یا نو بچے دئے جو سب کے سب قاری ہوئے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے انکو سبکو دیکھا ہے۔

دیکھو کسقدر بدلہ عظیم اللہ تعالیٰ نے ایک صبر کرنے پر دیا۔ سنو! عورتوں میں دستور ہے کہ جب دو چار مل کر بیٹھتی ہیں تو غیبت۔ بدگوئی۔ گلہ اور طرح طرح کی شرارتیں کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب عورتیں آپکی مرید ہونے کو آتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ ممتحنہ پارہ ۲۸۔ یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ۔ الی الآخر یعنے اے محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تیری پاس مومن عورتیں اس غرض کیواسطے آویں کہ وہ تجھہ سے بیعت کریں پس اون سے یہ اقرار لیکر بیعت کر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھہ کسی کو شریک نکرو۔ یعنے کوئی منت اور نذر غیر اللہ کی نہ مانیں اور نہ غیر اللہ سے مرادیں مانگیں چوری نکریں۔ زنا نکر ہاتھہ کا زنا۔ کان کا زنا۔ ناک کا آنکھہ کا اور وہ زنا تو بدرجہ ادنیٰ نکریں

جیسے عام زنا یا بدکاری کہتے ہیں اپنی اولاد کو قتل نکریں اولاد کو قتل کرنے کی کئی راہیں ہیں اول تو اوسوقت کئی عورتیں اپنی لڑکیوں کو جب وہ پیدا ہوتی تھیں مار ڈالتی تھیں - چنانچہ اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ ایسا ہوتا ہے دوئم اولاد ہونے کے بعد ایسی دوا کھاتی ہیں کہ جو مانع حمل ہو تیسرا حمل کا گرا دینا چہارم اگر لڑکیاں بیمار ہو جاویں تو اونکا علاج نکرنا اور یہہ کہنا کہ انکو موت کھاں آتی ہے - پھر بہتان باندہنے سے باز آؤ - بہتان وہ عیب کی بات ہے کہ جو کسی شخص میں نہ ہو اور اوس پر وہ عیب لگایا جاوے وہ بہتان جو تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بناتی ہو - اور بھلے کاموں میں تیری نا فرمانی نہ کریں - پھر ایسی عورتوں کے واسطے مغفرت مانگ - پس ہر ایک عورت کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہونا چاہتی ہے - یا اپنے آپ کو مرید سمجھتی ہے یعنے مسلمان کہلاتی ہے ضروری ہے کہ وہ ان بری باتوں کو چھوڑ دے ورنہ وہ نام کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار میں شامل ہوکر خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حصہ نہیں لے سکتی -

غور کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قرآن کریم کے پہونچانے میں کتنی کتنی مصیبتیں بھی آئیں آخر حضور نے اسکو پہونچایا - مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جسنے صرف خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے سارے قرآن کو ایکبار بھی سمجھ کر پڑھا ہو یا سنا ہو - ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی جسکو کافروں نے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے مگر اوسنے انکار کیا اس پر اونکی شریروں نے اوس کی شرمگاہ میں برچھی مارکر گلے سے نکالی اوسکا خاوند دیکھتا تھا اوسے کہا تو بھی گالی دے ورنہ تیرا بھی ایسا ہی حال ہوگا چنانچہ اوس نے بھی انکار کیا اور اونہوں نے اوسکی ایک ٹانگ ایک اونٹ سے اور دوسری دوسرے سے باندہ کر اون کو الگ الگ چلا دیا اور اوسکو اسطرح پر پھڑوا کر مروا ڈالا - دیکھو وہ کیسے مبارک لوگ تھے اس قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں - اگر تمہارے کسی پیارے شخص کی کوئی چٹھی آوے تو جب تک تم اوسے پڑہ یا پڑہا نہ لو تمہیں چین نہیں آتا - قرآن اللہ تعالیٰ کی چٹھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان شخص لانیوالا مگر اوسکی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی - پیارو اللہ تعالیٰ بڑا نکتہ گیر اور نکتہ نواز ہے ہر وقت اوس سے ڈرنا چاہئے - میں تمہیں ایک آپ بیتی کہانی سناتا ہوں شاید تم میں سے کوئی نیک بی بی نصیحت پکڑے میری والدہ صاحبہ نے ۸۰ برس تک قرآن پڑہایا اور اونکے ہم نو بچہ تھے - ہمارے ہاں ایک بڑا مال و اسباب اور کتب خانہ بھی تھا - جن دنوں روس اور روم کی لڑائی ہو رہی تھی مینے اپنی والدہ سے ایک روز کہا کہ اچھا ہو اگر تم اپنا ایک بچہ اسوقت قربان کردو اور اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے لڑائی میں بھیجدو - خواہ میں ہی کیوں نہ ہو میری والدہ نے کہا کہ ابن یا میرے جیتے جی تم مجھ سے الگ ہو جاؤ نہیں ہو سکتا اوس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ سب اولادیں بجز میرے اونکی زندگی میں فوت ہو گئیں ایک روز میں اوس کتب خانہ کے مکان میں لیٹا ہوا تھا جب کہ وہ بالکل خالی پڑا تھا میری والدہ صاحبہ وہاں آئیں - اور اونہوں نے اوس حالت کو دیکھکر بہت بلند آواز سے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون مینے کہا کہ اماں یہ آواز کی بلندی بے صبری سے معلوم ہوتی ہے - مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے مرنے پر شاید میں بھی نہ پاس ہونگا یا اسی کے قریب الفاظ میں چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اونکا انتقال ہوا - تو میں کہیں دور تھا غرض اللہ تعالیٰ بڑا ہی بے نیاز اور نکتہ نواز ہے تم اپنے الفاظ سمجھکر خدا سے ڈر کر موتہہ سے نکالا کرو - پھر میں دیکھتا ہوں کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی بالکل پرواہ نہیں کرتیں اور اپنے رسومات کی ایسی پابند ہیں جسکی کچھہ حد نہیں ہے ہمارے پڑوس میں ایک عورت کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے میرا دل اس بات کو دیکھہ کر حیران ہوتا ہے کہ اوس نے اپنی کسی منت کیواسطے قبل از تولد اور عین تولد پر تو بکرے ذبح کردے مگر جو امر مسنون اور ساتویں دن عقیقہ کرنیکا حکم تھا اوسکے واسطے اوسکے پاس خرچ نہیں کبھی اوس لڑکے کا باپ آویگا تو شاید کریگا ایک اور عورت ہمارے پڑوس میں رہتی ہے کہ جو اپنی اولاد کو ایسی ایسے خطرناک الفاظ سے پکارتی ہے کہ اگر اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتہ آمین کہنے میں شامل ہووین اور آمین کہدیں اور اوسکی وہ بددعا قبول ہو جاوے تو شاید اللہ تعالیٰ پر اوسے کتنی بڑی بدظنی اور ناراضی ہو - آیات میں جو مینے پڑہ کر سنائیں ہیں اللہ تعالیٰ ایک خاص صابر آدمی کا ذکر فرماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسکا نام ہاجر تھا اور وہ شاہ مصر کی لڑکی تھی اوسکے باپ نے اوسے بہت بڑی دولت اور مال دیکر بیاہ دیا تھا وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور اونکو حمل ہو گیا جب حمل ہو گیا تو حضرت ابراہیم کی پہلی

بیوی نے اوسے گھر سے نکال دیا۔ اور اوسکا سارا مال رکھ لیا پھر اللہ تعالیٰ نے اوسے حکم دیا کہ خواہ وہ کچھ کہے تم اوسکے گھر چلی جاؤ۔ پس وہ چلی گئی جب لڑکا تولد ہوا تو پہلی بیوی نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ بیٹے تم سے اقرار لیا ہوا ہے۔ کہ جو میں کہوں اوسے تم پورا کرو۔ پس ان ماں بیٹے کو ایسے جنگل میں چھوڑ آؤ جہاں نہ دانہ ہو نہ پانی ہو نہ سبزی وہ اوسے ایک جنگل میں پہونچانے کیواسطے لے گئے جب وہاں چھوڑا تو ہاجر نے پوچھا تم یہاں ہمکو کس کے حکم سے چھوڑ چلے ہو حضرت ابراہیم نے کہا اللہ کے حکم سے ہاجر بولی اب جاؤ اب ہم تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتے تھوڑا سا پانی اونکے پاس تھا جب وہ خرچ ہوگیا تو بچے کو پیاس لگی۔ ماں کا دودھ خود پیاس کے سبب سے خشک ہوگیا تھا پس بچہ شدت بھوک پیاس سے زمین پر ایڑیاں مارنے لگا۔ گویا بھوک پیاس سے اب اوسکی جان نکلتی ہے۔ اوسکی والدہ نے بڑے صبر سے کام لیا۔ پھر وہ ایک پہاڑی پر گئیں جس کا نام صفا ہے حاجی لوگ اوس جگہ کو خوب جانتے ہیں اور لگی پہاڑیوں پر اِدھر اُدھر دوڑنے کہ شاید کوئی بستی یا گاؤں نظر آوے مگر جب ناامید ہوکر واپس آئیں تو دیکھا کہ بچے کے پاؤں کے نیچے سے آب زمزم جاری ہے پھر وہاں ایک قافلہ آیا اوسنے کہا کہ اگر کہو تو یہاں ایک سرائے بنالیں اونہوں نے کہا کہ پانی کی سرداری میری رہی پس اللہ تعالیٰ نے اوس مقام پر اوس مقدس شہر کو آباد کیا جسکا نام مکہ ہے اور جہاں آج ساری دنیا کے مسلمان حج کو جاتے ہیں۔

دیکھو یہ سب کچھ صبر ہی کا نتیجہ تھا سنو جس گھر میں کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے اللہ تعالیٰ وہاں اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جو کچھ گھر والے کہیں تم ساتھ آمین کہو پس جو عورت بے صبری سے کلمات زبان پر لاتی ہے اگر اوسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے آمین کہدیں اور وہ دعا منظور خدا ہو جاوے تو اوس عورت کا کیا حال ہو۔ ایسی بے صبریوں میں کوئی آنکھیں کھو بیٹھتی ہے کوئی ناصمہ بگاڑ لیتی ہے۔ کسی کا سر خراب ہو جاتا ہے غرض طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں پس بڑے صبر سے کام لو۔ کاش میری بیویاں بھی میرے کہنے پر بتمامہ عمل کرتیں تو میں اونکو اوس سے کہیں زیادہ محبت کرتا جو اب کرتا ہوں۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ انساں جس دنیا اور مال و اولاد کی خاطر ایسی ایسی تکلیفیں اٹھاتا ہے انہیں سے کوئی ایک بھی اوسکی مصائب میں حصہ نہیں لے سکتا۔ ذرا پیٹ میں درد ہو تو اوسکے بٹانیوالا کوئی نہیں۔ غور کرو مجھے حضرت مرزا صاحب نہایت ہی پیارے ہیں۔ بیٹے ملک۔ وطن۔ نوکریاں۔ زمین۔ ہر قسم کے ذرائع تحصیل مال و منال۔ انکے حضور خاص رہنے کی خاطر چھوڑیں ہیں۔ اگر کہیں جاتا بھی ہوں تو صرف انکے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور بھی یہاں تک مجھے وہ پیارے ہیں کہ اگر میرے پچاس بیٹے ہوں تو میں اوسکے ایک بیٹے پر اون پچاس کو قربان کردوں لاکن غور کرو جب مجھے کوئی دکھ درد۔ تکلیف پہونچتی ہے۔ وہ بھی۔ بجز رضاء الٰہی کے ہرگز ہرگز۔ میرے دکھ درد۔ کا حصہ نہیں لے سکتے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگو اور صبر اور استقلال سے کام لو۔ اوسکی رضا پر راضی ہوجاؤ۔ اور قرآن کریم پر عمل کرو۔

اللہ تعالیٰ مجھکو اور تم کو قرآن کریم پر عمل کرنے کی توفیق دے اگر کوئی مجھ پر کسی ایسے کلمہ سے جسکے ساتھ اوسکی دل آزاری ہوئی ہو ناراض ہوئی ہو تو وہ معاف کرے کیونکہ میں نے صرف دردِ دل اور اللہ تعالےٰ کے احکام پہونچانے کی خاطر سچی ہمدردی سے یہہ باتیں کہی ہیں۔

ڈومسٹیک

میں بڑی خوشی ظاہر کرتا ہوں کہ میرے مکرم دوست **بابو محمد افضل صاحب** کلرک مباسہ (افریقہ) کے ہر ہے گھر میں بتاریخ ۱۱ اگست ۱۸۹۸ء بیٹا پیدا ہوا خدا تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ مند کرے۔ **آمین**

مجھے شملہ سے مسرت افزا خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم **منشی نبی بخش صاحب** کمانڈر کے ہاں بھی فرزند تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو اپنے دین کا سچا خادم بنادے اور اوسے دینی اور دنیوی برکتوں سے بہرہ اندوز کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو کر عمر طبعی تک پہونچے۔ **آمین**

میں اس امر کو بھی خوشی کے ساتھ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ منشی صاحب نے **الحکم** کی تحریر پر توجہ فرماکر اس مبارک تقریب پر ۵ روپیہ بغرض عقیقہ مسنونہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ فرمائے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین اس مبارک امر کیطرف بہت توجہ کریں گے۔

(ایڈیٹر)

بچوں کا صفحہ

(کہانیوں کے پیرایہ میں دینی تعلیم)

میرے مخدوم و امام زادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے بہ تسلسل گفتگو فرمایا کہ حضرت اقدس سیدنا امام الزمان سلمہ الرحمان کبھی کبھی گھر میں وعظ فرمایا کرتے ہیں خصوصاً سردیوں میں تو ہر روز۔ اس لئے میں بچوں کے صفحہ کے لئے حضرت اقدس کی باتوں میں سے جو مجھے یاد رہا کریں گی اخبار الحکم کے لئے لکھوا دیا کرونگا تاکہ مسلمانوں کے بچے اونسے فائدہ اٹھاویں۔ اللہ تعالیٰ اس نونہال کی عمر میں برکت دے اور اوسے اپنے برکات و افضال کا مورد بناوے اور انکو حسب وعدہ توفیق دے کہ وہ اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہوں میرے ناظرین بھی صاحبزادہ صاحب کے لئے دعا کریں جنکے طفیل اونکو اور اونکے بچوں کو یہ نعمت عظمیٰ ملے گی۔ (ایڈیٹر)

گنجے اور اندھے کی کہانی

ایک گنجا اور ایک اندھا تھا۔ خدا کا فرشتہ متشکل ہوکر گنجے کے پاس آیا۔ اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے تو گنجے نے کہا میرے سر کے بال ہو جاویں اور مال دولت ہو جاوے چنانچہ فرشتہ نے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا تو خدا کی قدرت سے اوسکے سر پر بال بھی نکل آئے اور مال دولت نوکر چاکر بھی مل گئے۔ پھر اندھے کے پاس آیا۔ اور اوس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے اندھے نے کہا کہ میری آنکھیں روشن ہو جاویں تو میں ٹکریں کھاتا نہ پھروں اور روپیہ پیسہ ملجاوے تو کسی کا محتاج نہ رہوں فرشتہ نے اوسکی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ روشن ہوگئیں اور مال دولت بھی مل گیا۔

پھر وہی فرشتہ خدا تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور گنجے کی آزمائش کو ایک فقیر کے بھیس میں آیا۔ اور گنجے کے پاس جاکر سوال کیا۔ گنجے نے ترشروئی سے جواب دیا اور جھڑک دیا اور کہا کہ چل تیرے جیسے بہت فقیر پھرتے ہیں فرشتہ نے اوسکو سر پر ہاتھ پھیر دیا اور پھر وہ گنجے کا گنجہ ہی ہوگیا اور سب مال و دولت جاتا رہا اور پھر ویسا ہی تنگ حال ہوگیا پھر وہی فرشتہ فقیر کی شکل میں اندھے کے پاس آیا جواب بڑا دولتمند اور بینا ہوگیا تھا اور سوال کیا اوسنے کہا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا ہے اور اسکا مال ہے تم لے لو۔ اس پر پھر اللہ تعالےٰ نے اندھے کو اور بھی مال دولت دیا۔

نتیجہ

پس اے عزیز بچو تم بھی یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر کرو اور اوسکی قدر کرو۔ اور سوالی کو جھڑکی نہ دو۔ خیرات کرنا اچھی بات ہے اور سوالی کو دینا چاہیے۔ اس سے خدا خوش ہوتا ہے اور نعمت زیادہ کرتا ہے۔

ایک بزرگ اور چور کی کہانی

"اللہ پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو"

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے فرمایا کہ جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بعد نماز عصر میری درخواست پر مجھے مندرجہ ذیل کہانی سنائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا اور سچا تقویٰ انسان کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ خود اوسکا کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طور پر اسکی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی چنانچہ حضرت نے (یعنے حضرت قبلہ ام) نے فرمایا کہ

ایک بزرگ کہیں سفر میں جا رہے تھے اور ایک جنگل میں اونکا گذر ہوا۔ جہاں ایک چور رہتا تھا اور جو ہر آنے جانے والے مسافر کو لوٹ لیا کرتا تھا اپنی عادت کیموافق اوس بزرگ کو بھی لوٹنے لگا۔ بزرگ موصوف نے اوسے فرمایا کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ تمہارا رزق آسمان پر موجود ہے تم خدا پر بھروسہ کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ چوری چھوڑ دو خدا تعالیٰ خود تمہاری ضرورتوں کو پورا کردیگا۔ چور کے دل پر اثر ہوا اوسنے بزرگ موصوف کو چھوڑ دیا اور اونکی بات پر عمل کیا یہانتک کہ سونے چاندی کے برتنوں میں اوسے عمدہ عمدہ قسم کے کھانے ملنے لگے وہ کھانے کھا کر برتنوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر پھینکدیتا۔ اتفاقاً پھر وہی بزرگ کبھی ادھر سے گذرے۔ تو اوس چور نے جو اب بڑا نیک بخت اور متقی ہوگیا تھا اُس بزرگ سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ مجھے کوئی اور آئت بتلاؤ۔ تو بزرگ موصوف نے فرمایا کہ فورب السماء والارض انہ لحق" یہ پاک الفاظ سن کر اوسپر ایسا اثر ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کا خیال کرکے تڑپ اٹھا اور اوسی میں جان دیدی" بچو! تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے سے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنے سے کیسی دولت نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو وہ خدا تعالیٰ جو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی پرورش کرتا ہے کیا اوسکے ہونے میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟ وہ پاک اور سچا خدا ہی ہے جو ہم تم سبکو پالتا پوستا ہے۔ پس خدا ہی سے ڈرو۔ اوسی پر بھروسہ کرو۔ اور نیک بختی اختیار کرو۔

فٹ نوٹ۔ مجھے معلوم ہے کہ پچھلے قحط کے دنوں میں میرے مخدوم و امام (صلوٰۃ اللہ وسلامہ) اپنی جماعت کیلئے خیال تھا کہ اسمیں بہت عیال دار اکثر غریب ہیں انکو بڑی مشکلات پیش آئیں گی جس پر حضور کو الہام ہوا۔ فورب السماء والارض انہ لحق۔ میرے بالغ نظر ناظرین اس استنباط کرسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان تربیت کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ (ایڈیٹر)

حباب حیات

جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کی نیک اختر کے انتقال پر یوں تو بہت سے تعزیت نامے آئے اور آرہے ہیں مگر جو تعزیت نامہ میرے محسن و مخدوم مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ اوسے اخبار میں چھاپ دیا جاوے اس لئے ذیل میں اوسے بلا کم و کاست شائع کرتا ہوں ناظرین پڑھ کر حیات مستعار کی کیفیت پر غور کریں۔ (ایڈیٹر)

انا للہ وانا الیہ راجعون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

مولانا المکرم حضرت حکیم الامہ جناب حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ۔ دنیا کا ما حصل میرے لئے کیا ہے اور نہیں ہوئیں اور دنیا مگر مانند ایک مسافر سوار کی کہ سایہ میں آرام کیا اوس نے پھر وہ اوس درخت کو چھوڑ کر چلا گیا روایت کیا اوسکو احمد ترمزی اور ابن ماجہ نے۔ ؎ وایں چمن کہ بہار و خزان ہم آغوش است۔ زمانہ جام بدست جنازہ بردوش است۔

یہ ہیچمدان دربارہ تعزیت دختر نیک اختر جناب والا کے کیا عرض کرسکتا ہے کہ حکمت بلقمان اموختن ہے مگر ہاں جسطرح پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ سے قرآن مجید کا سننا پسند فرماتے تھے اُسی طرح پر آپکی جناب میں وہ آیتیں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض زخرفھا وازینت وظن اھلھا انھم قدرون علیھا اتاھا امرنا لیلا او نھارا فجعلناھا حصیدا کان لم تغن بالامس کذلک نفصل الایات لقوم یتفکرون۔ دنیا کی زندگی کی مثال ایسی ہے جیسا کہ (بیان ہوتا ہے) ہمنے پانی اوتارا آسمان سے پھر بسبب اوس پانی کے زمین کا سبزہ مل نکلا جسکو کھاتے ہیں آدمی اور چوپائے (بڑھتا رہا) یہاں تک کہ جب پکڑا زمین نے اپنی رونق اور بہت کو اور گمان کیا اہل اوسکے نے کہ ہم قابو اور قدرت رکھنے والے ہیں اُس پر پہونچا اسکو حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر ڈالا ہمنے اوسکو کٹا ہوا ڈھیر گویا کہ کل یہاں کچھ زمین تھی ہی نہیں اسی طرح پر ہم اپنی آیات کی تفصیل کرتے اوس قوم کے جو دھیان اور فکر کرتی ہے۔ سباق اور سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مثل اون باغیوں کے حق میں ہی جو دنیاوی فریبوں میں مغرور ہوکر اپنے رب اور مولای حقیقی سے دور و مہجور ہو جاتے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فی سباتھا انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوۃ الدنیا سوائے اسکے نہیں کہ تمہاری شرارت اور بغاوت کا وبال و نکال تمہارے ہی نفسوں پر ہے برت لو مثل متاع دنیا کی فنعوذ باللہ من ان نکون مصداق ھذا المثل بل نرجو من اللہ ان نکون مصداق سیاق الآیۃ اعنی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون واسطے اون لوگوں کے جنہوں نے نیکیاں کیں بدلہ نیک ہے اور بڑھتی ہے اور نہ چھیگی اونکے مونہوں پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ لوگ جنت والے ہیں وہ اوسمیں ہمیشہ رہا کرینگی۔ آیت دوم ثم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔ اور خوشخبری دی تو اون صبر کرنے والونکو کہ جب پہونچتی ہے اونکو کوئی مصیبت کہتے ہیں وہ کہ تحقیق ہم اللہ کا مال ہیں اور تحقیق ہم اسکی طرف پھر جانیوالے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اون پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں انکے رب کی طرف سے اور بڑھتی اور ترقی ہے اور وہی لوگ ہیں راہ پر۔ اس آیت میں صلوات اور رحمۃ کو جمع کیا گیا ہے باوجودیکہ صلوٰۃ جب اللہ کیطرف منسوب ہوتی ہے تو اوس سے بھی رحمت ہی مراد ہوتی ہے اندریں صورت تکرار لازم آتا ہے وہ غیر مناسب منصاحۃ القرآن مگر کہا جاوے کہ لفظ رحمت کا لفظ صلوات کی تاکید کے واسطے ہے تو لفظ مزید کا لفظ جمع کی تاکید کے لئے اتنا ہی غیر مناسب ہے علاوہ یہ کہ التاسیس خیر من التاکید مسئلہ مسلمہ ہے پس مناسب ہے کہ لفظ صلوات سے وہ رحمتیں مراد ہوں جو متعلق آخرت کے ہیں کہ وہ کثیر ہیں اور صیغہ جمع کا اوسکے مناسب ہے اور لفظ رحمۃ سے مفرد ہے اور مُنوّن بہ تنوین تعظیمی مراد وہ رحمت عظیمہ ہو جو دنیا ہے میں بطور نعم البدل کے ایسے صابروں کو مرحمت ہوتی ہے کیونکہ ایسے صابرونکی جنت دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف مقام ربہ جنتان مگر چونکہ بہ نسبت آخرت کے بسبب ضیق مقام دنیا کے رحمت قلیل ہے لہذا بصیغہ مفرد ارشاد فرمایا گیا چونکہ جناب والا افضل الصابرین ہیں لہذا دعا اور رجا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو اس مصیبت کا نعم البدل اور رحمت عظیمہ اسی دنیا میں عنایت فرماوے اور آخرت میں حسب الوعدہ خود اپنی صلوات کثیرہ کے ساتھ آپکے پیش آوے آمین ثم آمین آگے عرض ہے اس دار ناپائدار کا حال کون نہیں جانتا ؎ آدم کہاں حوا کہاں مریم کہاں عیسیٰ کہاں ہارون اور موسیٰ کہاں اس بات کا ہے سبکو غم۔ چند اشعار عبرت انجام شاعر ماہر عمر خیام بے اس جگہ پر نقل کئے جاتے ہیں۔

نظم عمر خیام

دوش با عقل در سخن بودم — کشف شد بر دلم مثالے چند
گفتم اے مایۂ ہمہ دانش — دارم الحق بتو سوالے چند
چیست ایں زندگانئے دنیا — گفت خوابے است یا خیالے چند
گفتم از وے چہ حاصل است بگو — گفت در دِ سرو و بالے چند
گفتم ایں نفس کے شود رام — گفت چوں یافت گوشمالے چند
گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند — گفت گرگ و سگ و شغالے چند
گفتم ایں بحث اہل دنیا چیست — گفت بے ہودہ قیل و قالے چند
گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند — گفت در بند جمع مالے چند
گفتمش چیست کد خدائے گفت — ساعتے عیش و غصہ سالے چند
گفتم او را مثال دنیا چیست — گفت زالے کشیدہ خالے چند
گفتمش چیست گفتہائے خیام — گفت پند بست حالے چند

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۰۸ء

محمد احسن از امروہہ شاہ علی سرائے ضلع مرادآباد

اپنے ناظرین سے دو باتیں

میں اپنے معزز ناظرین کی توجہ مندرجہ ذیل سطور کی طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ وہ پوری توجہ سے اوسے پڑھیں گے اور نہایت شوق اور دلی جوش کے ساتھہ اوس پر عمل درآمد کے لئے قدم اُٹھائیں گے۔

الحکم کو جاری ہوئے پہلا سال ختم ہونے کو ہے اس عرصہ میں جو خدمت اوس نے مشن کی کی اوسکا بتلانا میرا کام اور فرض نہیں اور نہ میں اوسے کسی شمار میں سمجھتا ہوں۔ ہاں اتنا کہونگا کہ بہرحال ایک فرض عظیم میں سے کچھ حصہ اوس نے لیا اور ادا کیا۔ الحمد للہ مجھے اس امر کی بھی کوئی ایسی شکایت نہیں کہ میرے بالغ خرد ناظرین نہیں نہیں۔ پرجوش قدردان نے اپنے اوس فرض کو جو الحکم کی طرف سے اوسکی توسیع اشاعت یا ادائے چندہ کی صورت میں تھا ادا نہیں کیا بلکہ استثنائے چند ہر ایک نے اپنی بساط سے بڑھ کر قدم مارنے کی کوشش کی ہے اور جنہوں نے تغافل یا تساہل کو کام فرمایا ہے اون سے یہ امید ہرگز نہیں کہ وہ اسکی قدردانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت کریں گے ہاں میں یہ کہونگا کہ مجھے اون سے کسی حد تک شکایت ہے کہ وہ متوجہ نہیں ہوئے کہا گیا اور کہا جا سکتا ہے کہ الحکم کی اشاعت باقاعدہ نہیں رہی۔ مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ لابد ایسا ہوا مگر میں کہوں گا کہ اس کے جوابدہ الحکم کے قدردان ہونے چاہئیں نہ اونکا قومی خادم کیونکہ برعایت اسباب ایسے سامان کا پیدا کرنا یا کوشش کرنا جو الحکم کی مالی قلمی امداد پر مشتمل ہوں انکا فرض تھا اوسکے بعد الحکم کو باقاعدہ موقت الشیوع بنانا میرا کام تھا۔ بہرنمط جس روش اور چال پر الحکم چلا تھا افتان خیزان وہ ایک سال کی عمر تک پہونچا۔ اور مجھے اب امید ہو چلی ہے کہ وہ اپنے مشن کو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ادا کریگا اگر خلوص اور نیک نیتی ملحوظ ہے۔ اور مجھے اپنے ناظرین سے بھی امید ہو چلی ہے کہ وہ اسکی ترقی میں بہت کچھہ ساعی ہوں گے فی الحال جن امور پر میں ناظرین کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اونمیں سے ایک تو اخبار اور اوسکی ترقی کے متعلق ہے دوسرا اوسکی تقطیع اور حجم کے متعلق۔

امر اول کی نسبت میں عنقریب اپنے معزز ناظرین کی خدمت میں ایک سرکلر لیٹر بھیجنے والا ہوں جسمیں میں الحکم کی ترقی کی تدابیر پر بحث کرکے اپنے ناظرین سے چاہونگا۔ اور میرے خیال میں جو امر بطور نقس ناطقہ چٹھی مذکور کا ہے وہ یہہ ہے کہ ہر ایک خریدار بجائے خود دو خریدار پیدا کرکے قیمت بھجوائے۔ اور اسکے علاوہ سو معزز اور عالی حوصلہ ایسے اشخاص مل جائیں اخبار الحکم بنائے جائیں جو خواہ چار خریدار پیدا کرکے قیمت بھجوائیں اور خواہ اللہ تعالیٰ اونکو فراخ حوصلگی سے کام لینے کی توفیق دے بہرحال وہ چار اخبار خریدیں یعنے عہ سال دیں اور اپنے نام کے اخبار کے علاوہ باقی تین اخبار ونمیں کو یا تو اپنی جماعت کے مفلس اور نادار مگر شوقین احباب کو دیں یا مخالفوں میں اشاعت کی اجازت دیں اس طرح پر حسب فحوائے مثل مذکورہ جنے جنے کی لکڑی ایک جنے کا بوجھ اخبار الحکم نہایت آب و تاب کے ساتھہ انشاء اللہ شائع ہو سکے گا۔ اور اوسکی ترقی اشاعت بھی اسی طرح پر عمل میں آئیگی میرے ناظرین میں سے جو جو احباب اس تجویز پر چٹھی مذکور کے شیوع سے پیشتر خاکسار ایڈیٹر کی حوصلہ افزائی کریں گے بغرض تقلید اونکے نام نامی شائع کر دئے جائیں گے۔ تاکہ تعداد بھی معلوم ہوتی رہے۔ مجھے کامل امید ہے کہ میرے ناظرین اس امر پر پوری توجہ کریں گے گو میں جانتا ہوں کہ اونکو الحکم کی اشاعت سے بجز ضروری امور بغرض امداد درپیش ہیں مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ سچا اخلاص اور پورا صدق ہو تو کچھہ بھی مشکل نہیں ہوتا اور نہ ایسے امور میں جو اشاعت دین کے لئے ہوں خرچ کرنے سے کوئی مفلس ہو سکتا ہے

ولنعم ماقیل ؎

زبذل مال در راہش کسے مفلس نے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

بہرحال اگر الحکم کے اجرا اور اوسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ناظرین میں سے سو آدمی بھی ایسے پیدا نہوں جو ایک دن میں اپنے ضروری اخراجات میں سے صرف ایک پیسہ الحکم کی امداد کیلئے نہ نکال سکتے ہوں زیادہ تفصیل سے اس امر کو اوس چٹھی میں پیش کروں گا۔

امر ثانی کے متعلق مجھے بہت سے احباب نے تحریک بھی کی ہے کہ اخبار الحکم کی تقطیع کتابی تقطیع ہو تاکہ سال کے آخیر پر عمدہ طور پر مجلد ہو سکے میں چاہتا ہوں کہ شروع نومبر ۱۸۹۸ء سے اخبار کو کتابی تقطیع پر شائع کروں اور ۱۶ صفحہ ہفتہ وار شایع ہو۔

مگر تا وقتیکہ کافی رائیں اس معاملہ میں نہ پہونچ جاویں میں اسکا انتظام نہیں کر سکتا۔ اس لئے معزز ناظرین پرچہ پہونچتے ہی اپنی رائے نذیں سے مجھے اطلاع دیں تاکہ اگر ممکن ہو تو شروع اکتوبر ہی سے عمل درآمد ہو سکے۔ جب سے کہ پرچہ انشاء اللہ ہفتہ وار جاری ہوگا کیونکہ پیسہ والے ٹکٹ جاری ہو جائیں گے۔

اسکے علاوہ ایک اور امر بھی میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اخبار الحکم کے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت خواہ وہ ترسیل زر کے متعلق ہو خواہ کسی قسم کی شکائت پر مبنی ہو خواہ کسی اصلاح کا رکھتی ہو وہ خاکسار ایڈیٹر کے نام آنی چاہیے۔ حضرت اقدس کے نام مطلق نہو کیونکہ حضرت اقدس کو بحیثیت مالک یا مینجر ہونے کے اخبار سے تعلق نہیں ہے۔ اور حضور کے گرانی اوقات کو ایسے معاملات سے علیحدہ رکھنا چاہیے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی اخبار نہ پہونچے تو اوسی ہفتہ کے اندر اطلاع دیں من بعد وہ شکایت قابل التفات نہوگی۔ تبدیلی مقام کی بشرطیکہ تین ماہ سے کم نہو اطلاع ضرور آنی چاہیے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک ضروری بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ صفائی حساب کے لئے یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء سے جب کہ پرچہ شروع ہوا ہے حساب کھا جاوے اور نومبر ۱۸۹۸ء سے نئے سال کا اجرا قرار دیا جاوے اسلئے جن صاحبوں کے پاس اکتوبر ۱۸۹۷ء سے لیکر آجتک کا کوئی پرچہ یا نمبر نہیں پہونچا وہ اطلاع دیں تاکہ انکے پاس بھیجدئے جاویں۔ اور جو پچھلے سال کے پرچے نہیں لینا چاہتے یا شروع سال سے ہی حساب رکھنا چاہتے اونکی وصول شدہ قیمت آخیر اکتوبر تک وضع کرکے بقایا اگلے سال میں مجرا کی جاویگی اور جنہوں نے ابھی تک قیمت ادا نہیں کی اونکے نام اکتوبر ۱۸۹۸ء تک کی قیمت واجب اور سال آیندہ کی قیمت بذریعہ وی پی وصول کی جاویگی جو صاحب کسی قسم کی اطلاع دیں گے اونکے نام وی پی بھیجنا ضروری نہوگا۔

کل من علیہا فان

یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس دنیاء دون کا ہر گوشہ فنا کے لئے کشادہ ہے اور ہر ہستی مخلوق نیستی کے بے پناہ ماتہہ کے نیچے ہے کون ہے جو اس میں آیا اور اس سے بچ رہا۔ ؎

ہر آنکہ زاد نباچار بایدش نوشید
زجام دہرے کل من علیہا فان

انہی سوانح پر غم والم کی بدولت زمانہ بزبان حال سنا رہا ہے ؎

دنیا خوابیست کش تعبیر عدم است الحق جو دنیا میں آیا شاہ ہو یا گدا ایک نہ ایک دن سب کو یہی راہ درپیش ہے۔ یہ بالکل اٹل اور لاتبدیل بات ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

مجھے یہ بیدار کرنے والی خبر ملی ہے کہ میرے مخدوم مکرم بھائی سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھاریاں جو ابھی انسپکٹر پولیس ہونے والے تھے ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ۱۱ بجے دن کے اس غدار دنیا سے عالم آخرت کی طرف چلدئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایسے لایق اور مخلص اور صادق دوست کی جدائی پر جسقدر رنج اور افسوس ظاہر کیا جاوے وہ انسانی کمزوری کا تقاضا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو اور سبکو یہی راہ درپیش ہے اس لئے سید صاحب کی وفات سے اپنی موت کے لئے طیار ہونا چاہیے۔ میرے مخدوم امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سالگذشتہ کے سالانہ جلسہ پر فرمایا تھا کہ بعض کشوف کے ذریعہ مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ اس سال میں بعض احباب مجھ سے جدا ہو جائیں گے اور چونکہ اونکے نام نہیں بتلائے گئے اس لئے ہر ایک کو بجائے خود موت کیلئے طیار رہنا چاہیے۔

چنانچہ اوسی کشف کے موافق سید صاحب مرحوم ہم سے علیحدہ ہوئے۔ اور ابھی نہیں معلوم کس کس کو یہاں سے جانا ہو گا پس چونکہ کچھ معلوم نہیں کہ کب پیام اجل آجاوے اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی راہوں پر ثابت قدم رہنے کے لئے اوسی مالک الملک سے دعا مانگنی چاہیے۔ مرحوم سید صاحب کے لئے میرے دینی بھائی دعا مغفرت کریں کہ اللہ تعالیٰ اونکو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور سید صاحب جیسا اخلاص صدق اخلاق۔ امام صاحب سے سچی ارادت ہمکو بھی نصیب کرے۔ سید صاحب کی وفات سے جہاں تقاضائے بشری کے موافق رنج ہوتا ہے وہاں یہ خوشی بھی ہے کہ مقدس امام کی محبت پر ہی اونکی خاتمہ ہوا اور وہ ایمان کے ساتہہ دنیا سے اوٹھے خدا ایسا ہی خاتمہ میرا اور میرے ناظرین کا بھی کرے۔ بہرحال آخر میں پھر سید صاحب کے لئے دعا ہے اور آپکے عزیز بھائیوں اور پس ماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اونکو صبر دے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

۹ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعہ حضرت اقدس نے سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھا گیا۔ اچھا ہو کہ ہر ایک شہر میں مرحوم کا جنازہ پڑھا جاوے۔

الہام

ذیل میں وہ الہام درج کرتا ہوں جو حضرت اقدس کو ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کو ہوا اور جو جناب نے مسجد مبارک میں لکھوا کر چسپان کر دیا ہے۔ اس لئے میں بھی بذریعہ الحکم شایع کرتا ہوں۔ غم غم غم لہ دفع الیہ من مالہ دفعۃ

الانذار

مندرجہ عنوان نام کتاب کا اشتہار میرے ناظرین ایک عرصہ سے الحکم میں پڑھتے ہیں کتاب مذکور اب بالکل طیار ہو گئی ہے جن صاحبوں کی درخواستیں آچکی ہیں اونکی خدمت میں عنقریب روانہ کی جاویگی کتاب مذکور ۵ جزو پر ختم ہوئی ہے قیمت ۴ رکھی گئی ہے۔

مولود مسعود

مرزا احمد بیگ کارپرداز مطبع ضیاء الاسلام کے ہاں ۶ ستمبر ۱۸۹۸ء کو لڑکا پیدا ہوا خدا تعالیٰ اوسکی عمر میں برکت دے اور اوسے سعادت مند بنا دے۔ آمین ثم آمین

سید خصیلت علی شاہ مرحوم کی خبر وفات میں لکھ چکا تہا کہ مکرمی چوہدری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر کی ایک نظم اسکے متعلق پہونچی جسمیں میرے اوس مضمون کو جو مینے سید صاحب کی خبر وفات کے آخیر میں حضرت اقدس کے کشف کے متعلق لکھا ہے ادا کیا ہے بونجہ عدم گنجائش اگلے اشو میں درج ہوگی۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ موسم میں ابھی تک برسات کا رنگ موجود ہر روز کم و بیش بارش ہو جاتی ہے۔

۲۔ مطبع ضیاء الاسلام میں نجم الہدیٰ نام وہ دنیا پر حجت قایم کرنیوالہ اشتہار چھپ رہا ہے جو عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی میں یکجا طبع شایع ہوگا۔

۳۔ تریاق الٰہی کے متعلق انگریزی اشتہار شایع کیا گیا اور فریاد درد کا انگریزی حصہ بھی شایع ہو رہا ہے۔

۴۔ نادون سے منشی شہامت خان عرائض نویس ایک دو احباب کے اور پشاور سے مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار اور امرتسر سے چند احباب ایسا ہی بٹالہ سے ایک مخلص آجکل دارالامان کے مقیم احباب کے علاوہ حضرت اقدس کی صحبت سے بہرہ اندوز ہیں۔

ضرورت

حضرت اقدس کے لنگر یعنے باورچی خانہ کیلئے ایک شریف ہوشیار۔ دیندار۔ اور دیانت دار اپنے کام میں ماہر باورچی کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت حضرت اقدس سے کرلیں۔

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء

رپورٹ کی اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہو گیا ہے مگر اب رپورٹ انشاء اللہ بہت جلد شایع ہوگی۔ کیونکہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ جن احباب نے رپورٹ کی متعدد جلدوں کے خرید کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے ہفتہ آیندہ میں انکے نام کا مع تعداد جلدوں کے شایع کر دینگے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو اور انکو یاد دہانی۔

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیرخواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ مطلب صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور **شرطیہ** میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو! اور آرزومند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اے میرے قدردان علم و ہنر! خوب کیجئے ادھر بھی نظر
جس پہ ہو فضل انہ دوا وہ کہیں دھوں اس سے پہلے اثر

اس خادم الاطباء کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہ ہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر **نمبر اوّل** کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ؎ بر باد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو نہ	صہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جس کا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کم زوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	لپھ	صہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - رعشہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر - شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سُبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخونہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ ۱۶ روپیہ ممیرکا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے -

المشتہر

پروفیسر میاسنگھ آہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرکا سرمہ جو سردار میاسنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو منزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو ہوتا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی پھلی کا زخم اور اسنے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے علاوہ میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے - وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگلے صاحب بہادر - ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ وانگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرکے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاسنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اُتر دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے - اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصے سُرخ اور ڈکھی ہوئی تھیں - انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا - کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑھ سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاسنگھ صاحب

شائد آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپسے ممیرکا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دو کاندار مسمی دولال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام تعلق تاکید ہے - کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو - اس اکسیر یعنی حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - ملتمس ہوں - کہ دو تولہ ممیرکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرمادیں -

راقم - ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گدھو ڈسپنسری شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیمپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صلح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض خاں محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان - ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندوں میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بنک مارچ ۱۸۹۷ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

اخبار الحکم

جلد ۲ | قادیان دار الامن والامان | مورخہ ۱۵ | اکتوبر ۱۸۹۸ء | نمبر ۳۱ جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دل چسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو یہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ چار فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیا کریں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں۔ تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کر دیں گے۔

مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہو گا۔

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکیں گی

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱۰ سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ پیچ بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر ۱ر تک
پراندے ۴ر سے لے کر ۱ر تک
پیچ بند ۱۲ر سے لے کر ۱ر تک

۳۔ زیورات میں ڈوڑے جس قسم کے چاہیں۔ ڈال دیئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر چوہر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے عمل کیا جاوے۔ مہربانی پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاک خانہ یا قریب کے کمیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و اللہ بخش علاقہ بند الکتان احمدیہ ایجنسی کٹرہ باگھ سنگھ بالمقابل دروازہ امرتسر پنجاب

www.aaiil.org

سچائی کا فیصلہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبار کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عہ۔ ایکماہ کیواسطے عا۔ ۳ ماہ کیواسطے للعہ۔ غربا طلبار کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے۔ خوراک عہ ۱۲ر

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے بالکل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جواں مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ہے۔

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ دو دو دن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے۔ خوراک عا

جنوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جنوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش ۲ یا ۳ دن میں بند۔ اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عا

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے احادوانہ اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے۔ فی پوڑیہ ۸ر اور مفت تقسیم کرنے کو ۸ر پوڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے فی ۸ر خرچ روانگی پر مفت

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے۔ ۶ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ ۸ر اطبار و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ ر

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ہے ر

نشوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ زکام۔ چھچھڑہ کے واسطے دوائی بے نظیر۔ فی پوڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق ۲ر خرچ پر مفت۔

لگانے کی دوائی

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت عا

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ درد شکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء۔ کھٹے ڈکار۔ ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۲ کئی آدمیوں کو کافی ہے ۸ر غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کیواسطے صرف تین پٹیاں لگتی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں۔ فی پوڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق معزز ۲ر خرچ پر مفت

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف عہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بلغمی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ ر

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عا

المشتہر خاکسار غلام احمد بکان منشی حسین [illegible] ضلع گورداسپور ملک پنجاب

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حق آیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگنے والا ہی تھا

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان

موخرخہ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء

لعنۃ اللہ علی من اعرض عن ھذا وابا رحمۃ اللہ علی من قبل واٰمن

خدا کی لعنت اس پر جو اس سے منہ پھیرے اور انکار کرے اور خدا کی رحمت ہو اس پر جو قبول کرے اور ایمان لائے

سچائی کا فیصلہ

مولوی محمد حسین بٹالوی کو دعوت اور آٹھ سو پچیس روپیہ انعام

ہم نے **الحکم** موخرخہ ۲۰ ماہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مولوی عبدالقادر صاحب لودھانوی کا ایک خط شایع کیا تھا جس میں مولوی **محمد حسین** بٹالوی کو دعوت کی گئی تھی کہ اگر وہ حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم کی تکفیر و تکذیب میں سچے ہیں تو وہ جناب **مرزا صاحب** سے بٹالہ ہی کے میدان میں **بلا کسی قسم کی شرط کے** مباہلہ کرلیں اور ایک سال تک انتظار کریں اگر انپر کوئی ایسا عذاب نازل ہوا جو **الٰہی ہیبت** اور **خارق عادت** رعب اپنے اندر رکھتا ہو تو جناب **مرزا صاحب** کی صداقت ثابت ہوجائے گی اور عام لوگ فتنہ سے بچ جائیں گے اور اگر محمد حسین صاحب عذاب سے بچ رہے اور برخلاف اسکے فریق مخالف پر **عذاب آیا یا ہو دونوں پر آیا یا کسی پر بھی نہ آیا** تو مولوی صاحب کے نام پر اسلام کی فتح ہوگی اور مرزا صاحب کو چھوڑ کر مولوی صاحب کے ساتھ ہوجائیں گے اور **دو صد روپیہ** نقد بطور نذرانہ مولوی صاحب کو دیں گے مولوی محمد حسین نے آجتک کوئی جواب نہیں دیا جناب مرزا صاحب کے مریدوں کی جماعت لاہور نے اوپر **دو صد روپیہ** کی اور ایزادی کی اور انہی شرایط پر دو صد روپیہ مولوی صاحب کی نظر کرنیکا اعلان دیا

راج پٹیالہ سے منشی کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کیپر بذریعہ خط کے اطلاع دیتے ہیں یہ وہی منشی کرم الٰہی صاحب ہیں جنہوں نے مولوی محمد حسین کے فتویٰ کفر کی حقیقت کھولی تھی جو الحکم مورخہ جولائی میں چھپ چکی ہے جسمیں مولوی عبدالعزیز صاحب کا گرامی نامہ درج ہے جن کی ہر محض بددیانتی سے لگائی گئی ہے) کہ وہ بھی **دو صد روپیہ** میاں محمد حسین کو انہیں شرائط پر پیش کش کرتے ہیں مولوی صاحب کے اگر خدا پر پورا بھروسہ اور توکل ہے ردوالعاقبۃ للمتقین پر ایمان ہے تو مباہلہ کرکے فیصلہ خدا پر چھوڑیں شملہ سے منشی خدا بخش صاحب کمپازیٹر نے اطلاع دی ہے کہ وہاں کی جماعت متبعین حضرت مرزا صاحب بھی دو صد روپیہ انہی شرائط پر دینے کو طیار ہیں۔ اور الحکم کا پچیسر ایڈیٹر بھی عہ نقد اس کل روپیہ پر اپنی طرف سے پیش کش کرتا ہے مولوی صاحب خدا کے واسطے اب لوگوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں فیصلہ خدا پر چھوڑا جاتا ہے آؤ! اور فیصلہ کرلو کیا کوئی بھی اہل حق! اور بنی نوع انسان کا بھی خواہ ہیں جو مولوی صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کرے اور ایک سال کے اندر ہمیشہ کے فتنے کا فیصلہ کردے۔

ضروری یادداشت

اس سے پیشتر مولوی محمد حسین کو ان چار نشانوں میں مقابلہ کرنے کے لئے بلایا گیا ابتک مقابلہ کر نہیں سکے۔

(۱) قبولیت دعا میں مقابلہ کریں کیونکہ جو سچے مومن ہیں زیادہ دعائیں اسکی ہی قبول ہونگی۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر لکھیں جو مطہر القلب ہوگا اسی پر خدا کے معارف کھلیں گے لا یمسہ الا المطہرون وارد ہے۔

(۳) پیشگوئیاں کریں کیونکہ مومنوں ہی کیلئے بشارتیں ہیں لھم البشریٰ فی الحیات الدنیا خدا کا وعدہ ہے۔

(۴) عربی عبارت میں مقابلہ کریں کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو کسی میدان میں ذلیل نہیں کرتا عربی نظم لکھیں نثر لکھیں۔

جب ان نشانوں میں مقابلہ نہیں کیا تو اب آخری حجت مباہلہ ہے جو بلا شرط کرنے کو جناب مرزا صاحب طیار ہیں۔

[illegible] مولوی صاحب کی تسلی اور اطمینان کے موافق جمع کردیا جاویگا۔

[illegible] الحکم [illegible] میں چھاپی جاویگی۔

احقر العباد یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء

انوار احمدیہ پریس قادیان

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا والا نامہ پہونچا۔ خداوند کریم آپ کو خوش و خرم رکھے۔ آپ دقائق متصوفین میں سے سوالات پیش کرتے ہیں۔ اور یہہ عاجز مفلس ہے۔ محض حضرت ارحم الراحمین۔ کی ستاری نے اس ہیچ اور ناچیز کو مجالس صالحین میں فروغ دیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ کار و بار قادر مطلق سے سخت حیران ہے۔ کہ نہ عابد نہ زاہد۔ کیونکر اخوان مومنین کی نظر میں بزرگی بخشتا ہے۔ اور اس کی عنایات کی کیا ہی بلند شان ہے۔ اور اُس کے کام کیسے عجیب ہیں۔ ؎

پسندید گانے بہ جائے رسید
زما کہتر انش چہ آید پسند

میں آپ کے سوال کا جواب لکھتا ہوں۔ آپ نے حالت فنار الفنا کی یہہ تعریف لکھ کر کہ وہ ایک ایسی حالت ہے۔ کہ جس میں شعور بھی بے شعوری ہوتی ہے۔ یہہ سوال پیش کیا ہے۔ کہ اس مرتبہ فنا میں کہ جو چہارم مرتبہ منجملہ مراتب فنا ہے۔ اور حالت سکریت میں کیا فرق ہے۔ اور سکریت سے مراد آپ نے خواب غوقی لی ہے۔ یعنے ایسا سونا جس میں کچھ خبر نہ رہے۔ سو جو کچھ خدا نے میرے دل میں اس کا جواب ڈالا ہے۔ وہ یہہ ہے۔ کہ سکریت اور فنار الفنا میں موجب اور علت کا فرق ہے۔ یعنے سکریت کی حالت میں موجب اور علت ایک ظلمت ہے۔ جو سکریت کے پیدا ہونے کا باعث ہے۔ وجہ یہہ کہ سکریت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ رطوبت مزاجی دماغ پر سخت غلبہ کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ دماغی قوتوں کو ایسا دبا لیتی ہے۔ کہ انسان بے ہوش ہو کر سو جاتا ہے۔ اور کچھ ہوش نہیں رہتا۔ پس وہ چیز جس سے سکریت وجود پکڑتی ہے۔ ایک ظلمت ہے۔ جو اپنی اصلی حقیقت میں مخائر اور منافی حواس انسانی کی ہے۔ جس کا غلبہ ایک ظلمانی حالت نفس پر طاری کر دیتا ہے۔ اور آلات احساس کو اس قدر تعطل اور بے کاری میں ڈالتا ہے۔ کہ اُن کو عجائبات روحانی کا ماجرا کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ لیکن فنار الفنار کی حالت کا موجب اور علت یعنے سبب ایک نور ہے۔ یعنے تجلیات صفات الٰہیہ جو بعض اوقات بعض نفوس خاصہ میں یک لخت ایک ربودگی پیدا کرتے ہیں۔ جس کے باعث سے شعور سے بے شعوری ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک نہایت لطیف اور تیز عطر بہ کثرت کسی مکان میں رکھا ہوا ہو۔ تو ضعیف الدماغ آدمی کی بعض اوقات قوت شامہ اُس کثرت خوشبو سے مغلوب ہو کر ایسی بے حس ہو جاتی ہے۔ کہ کچھ شعور اُس خوش بو کا باقی نہیں رہتا۔ غرض سکریت کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک ظلمت ہے۔ اور فنار الفنار کی حالت کے پیدا ہونے کے لئے مؤثر اور موجب ایک نور ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کہ چشم بینا کے لئے دو طور کے مانع رویت ہوتے ہیں۔ یعنے دو سبب سے۔ ایک سو جانکھے انسان کی آنکھ دیکھنے سے رہ جاتی ہے۔ ایک تو سخت اندھیرا جس کی وجہ سے نور بینائی محجوب ہو جاتا ہے۔ اور دیکھنے سے رُک جاتا ہے۔ اور کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ یہہ حالت تو سکریت کی حالت سے مشابہ ہے۔ دوسری مانع بصارت سخت روشنی ہے۔ کہ جو بوجہ اپنی شدت اور تیزی شعاع کے آنکھوں کو رویت کے فعل سے روکتی ہے۔ اور دیکھنے سے بند کر دیتی ہے۔ جیسے یہہ صورت اُس حالت میں پیش آتی ہے۔ کہ جب عضو بصارت کو ٹھیک ٹھیک سورج کے مقابلہ پر رکھا جائے۔ یعنے جب آنکھوں کو آفتاب کے سامنے کیا جائے کیونکہ یہہ بات نہایت بدیہی ہے۔ کہ جب آنکھ آفتاب کے محاذات میں کھلی باندھے۔ یعنے آفتاب کی آنکھ اور انسان کی آنکھ آمنے سامنے ہو جائیں۔ تو اُس صورت میں بھی انسان کی آنکھ فعل بصارت سے بکلی معطل ہو جاتی ہے۔ اور روشنی کی شوکت اور ہیبت اُس کو ایسا دباتی ہے۔ کہ اُس کی تمام قوت بینائی اندر کی طرف بھاگتی ہے۔ پس یہہ حالت فنار الفنار کی حالت سے مشابہ ہے۔ اور اس فقدان رویت میں جو دونوں طور ظلمت اور نور کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے۔ سکریت اور فنار الفنار کے سمجھنے کے لئے بڑا نمونہ ہے۔ مگر باایں ہمہ باطنی کیفیت جس کا موجب تجلیات الٰہیہ اور جذبات غیبیہ ہوتے ہیں۔ بے چون اور بے چگون ہے۔ جس میں اجتماع ضدین بھی ممکن ہے۔ باوجود بے شعوری کے شعور بھی ہو سکتا ہے۔ اور باوجود شعور کے بے شعوری بھی ہو سکتی ہے۔ مگر ظلمانی حالات میں اجتماع ضدین ممکن نہیں۔ یہہ عالم اس عالم سے بکلی امتیاز رکھتا ہے۔ فلا تضربوا للہ الامثال الآیہ۔ س ۱۴۔ اسی جہت سے پہلے بھی لکھا گیا تھا۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا۔ الآیہ س ۹۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ کا بے ہوش ہو کر گرنا۔ ایک واقعہ نورانی تھا۔ جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی۔ بلکہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بغایت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں۔ وہی اُس کا موجب اور باعث تھیں۔ جن کے اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور اگر عنایت الٰہیہ اُس کی تدارک نہ کرتی۔ تو اُسی حالت میں [illegible] ہو جاتا۔ مگر یہہ مرتبہ ترقیات کا [illegible] ہے۔ انتہائی درجہ وہ [illegible] لکھا ہے۔ [illegible] زمانہ سیر [illegible] میں اپنے [illegible] میں بہت سے عجائبات

دیکھتا ہے۔ اور انواع اقسام کی واردات اُس پر وارد ہوتے ہیں۔ مگر اعلیٰ مقام اُس کا عبودیت ہے۔ جس کا لازمہ صحو اور ہوشیاری اور سکر اور شطح سے بہ کلی بیزاری ہے۔ ہدانا اللہ ایانا و ایاکم صراط المستقیم الذی انعم علے النبیین۔ والصدیقین والشہداء والصالحین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیکم و علے اخوانکم من المومنین۔

۲۵ مارچ ۱۸۸۳ء

مطابق

۱۵ جمادے الاول ۱۳۰۰ھ

خطبہ

۷ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے جمعہ میں مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لہم و لا لیہدیہم سبیلاً۔ الآیہ۔ س ۵۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں۔ پھر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر کفر کرتے ہیں پھر کفر میں ترقی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو معاف نہیں کرے گا۔ اور نہ اُن کو کوئی کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ جس کی غائت جنت ہے۔ یعنے جو اس آیت میں غور کر کے دیکھا۔ تو اتنا تو کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہم بہ فضلہ تعالےٰ بہ ظاہر اس آیت کا مصداق ہونے سے محفوظ ہیں لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان سے کمزوری و ناتوانی کے باعث کوئی ناجائز حرکت صادر ہو جاتی ہے۔ پھر رجوع اور خشیت و انابت پیدا کرتا ہے۔ اور اُس صادر شدہ حرکت پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتا ہے۔ پھر استیلائے بہیمیت کی وجہ سے جذبات نفس کے نیچے دب جاتا ہے۔ پھر جب یہہ تاریکی دور ہو جائے۔ اور حق کی روشنی نظر آئے۔ تو یہ نصوح اور اقرار صالح کی طرف دوڑتا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور سچی توبہ جو گناہ سے نفرت دلاتی اور اُس کی بہ جائے نیکی پیدا کر دیتی ہے۔ کاملاً نصیب نہ ہو جائے اور گناہ کی ہستی کا قطعاً قلع قمع نہو جائے تو سخت اندیشہ ہے۔ کہ انجام وہی ہو۔ کہ لم یکن اللہ الآیہ۔ توبہ کے معنے ہیں رجوع ایسا رجوع کہ پہلی حالت نہ رہے اور گناہ نیست و نابود ہو جاوے۔ اور اُس کی جگہ اُسی کے محاذ کی نیکی لے لے یہی معنے ہیں۔ اس آیہ کریمہ کے۔ ان الحسنات یذھبن السیأت۔ الآیہ۔ س ۱۲۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو گناہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اُس کی نسبت یہہ کہنا ٹھیک ہے۔ کہ اُس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ خدا ایسی توبہ ہم سب کو نصیب کرے۔

بشر المنافقین بان لہم عذاباً الیماً۔ الآیہ۔ س ۵۔ ان منافقوں کو کہہ دو۔ کہ تمہارے لئے دردناک عذاب ہے۔ منافق یہہ کون؟ الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ ایبتغون عندہم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعاً۔ یہہ منافق وہ ہیں۔ جو کافروں کو یار بناتے ہیں۔ اور مومنوں سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اُن کے اس تعلق میں غرض کیا ہوتی ہے۔ یہی کہ عزت حاصل کریں۔ مگر ان نادانوں کو اتنی خبر نہیں۔ کہ ہر ایک قسم کی عزت تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ یعنے اس خلیفۃ اللہ کی پیروی میں جو اب الوہیت تامہ کا مظہر و ظل بن کر دنیا میں آیا ہے۔ جاہ طلبی اور شہرت کے خواہش مند۔ ہم دیکھتے ہیں۔ اب بھی مسلمان۔ مولوی۔ مفتی کہلا کر اور ناموں کے ساتھ بڑے بڑے دم چھلے لگا کر کبھی عیسائیوں سے ربط ضبط پیدا کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ اُن کی اوبھگت ہو۔ اور وہ بارسوخ کہلائیں۔ اور کسی راستباز کے خلاف اپنی کمینہ حرکت سے کوئی منصوبہ اٹھائیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ فان العزۃ للہ جمیعاً۔ وہ اپنی شورہ پشتی کی چالوں میں ناکام رہ کر اور اپنی لئے عزت کی راہ نکال کر بھی بے عزت ہوتے ہیں۔ اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس کی بے عزتی کے لئے کافروں سے ربط ضبط پیدا کیا تھا۔ وہ تو اُنکی بھی نظروں میں عزت پاتا ہے۔ اور خود اُنکی

فٹ نوٹ ناعاقبت اندیش دہریہ منش مخالفان اسلام توبہ کے مسئلہ پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ توبہ سے گناہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں۔ کاش وہ توبہ کی فلاسفی سے واقفیت پیدا کرتے تو یہہ شبہ جو قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اُنکو یوں دریدہ دہنی کی اجازت نہ دیتا خدا تعالےٰ نے بار بار اور رسول اللہ صلعم نے متواتر توبہ کی اصلیت بتلائی ہے۔ اسی آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں۔ صد بار توبہ شکستی باز آ۔ والا معاملہ نہیں یہ تو خدا تعالیٰ کے حضور استہزا اور ٹھٹھا ہے۔ کہ غلط کاری کی اور منہ سے توبہ توبہ کہدیا۔ ایسی توبہ کا نتیجہ وہی ہوتا ہے۔ جو اس آیت میں بیان ہوا کہ لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم سبیلاً۔ الآیہ۔ قرآن کریم نے ایک اور مقام پر صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔ ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب الی اللہ متاباً۔ یعنی رجوع لے اللہ اور سچی توبہ یہی ہے۔ کہ وہ گناہوں سے ایسی نفرت کرے اور آطور پر اُنکو چھوڑ دے۔ کہ اُنکی بجائے عمل صالحہ آ لیں پس توبہ الی اللہ کا اصلی راز یہی ہے۔ اور اس سے پہلی آیت میں اور بھی صراحت موجود ہے۔ کہ سچی توبہ کے لوازم کیا ہیں؟ الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً۔ الآیہ ۱۹۔ بعد توبہ سچا ایمان اور سچے ایمان کا نتیجہ اعمال صالحہ جب تک پیدا نہ ہوں۔ وہ توبہ توبہ نہیں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کے حضور ایک قسم کی گستاخی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تبدیل السیأت بالحسنات کا نام توبہ ہے۔ اور چونکہ ایک نیکی سے دوسری نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ اس لئے ایک نیکی کے بدلہ دس نیکیاں ملنے کا صرف بھی میرے خیال میں یہی ہے۔ کہ ایک نیکی دس نیکیوں کی توفیق کا باعث ہوتی ہے۔ پس وہ نہی ایک نیکی کا ثمرہ ہیں۔ اور ادھر نیکی کا سلسلہ سچی

ہی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں - کاش وہ سمجھتے کہ فان العزت للہ جمیعًا - مگر وہ کیونکر سمجھیں ؟ اللہ تعالیٰ پر اُن کا اعتبار اور حسن ظن کہاں ؟ اگر حسن ظن اور اللہ تعالیٰ کو العزیز مانتے - تو کافروں اور دہریہ منش لوگوں سے کیوں تعلق پیدا کرتے اور اُن کے تعلق سے کیوں عزت کے خواہاں ہوتے ؟ فان العزۃ للہ جمیعًا - کا سچا مشاہدہ ہم میں سے اکثروں نے کیا ہے اور دیکھا ہے - کہ کیونکر ایک راستباز مامور من اللہ کی عزت پر ایک ناپاک اور گندی سازش سے اقدام قتل عمد کا الزام لگایا - اور خود اپنے ہاتھوں ذلیل ہوئے اور وہ اُس ذلت کی جگہہ سے بھی عزت و احترام کے ساتھ باہر آیا - اب کیا یہ اللہ تعالیٰ کے العزیز ہونے کا عینی اور زندہ ثبوت نہیں ؟ ہے - اور بے شک مگر ؎

کور چشم آنانکہ در انکار ما افتادہ اند

غرض سچی عزت کا مالک وہی العزیز خدا ہے جو لوگ نا اہل کفار سے مل کر عزت چاہتے ہیں وہ یقیناً عزت نہ پاسکیں گے -

اب میں پھر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں - اس آیت میں عدوان خدا و رسول کی مخالفت رکھنے والوں اور مومنوں سے جدا رہنے والوں پر منافق کا لفظ بولا گیا ہے - جو بہت خوفناک لفظ ہے - نفاق ہلاک کرنے والی چیز ہے - دل میں کچھ ہو - اور زبان پر کچھ ہو یہ مومن کا خاصہ نہیں - بلکہ منافق کا نشان ہے - وہ ریا کاری سے کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں - اور اس کا نام پولیسی یا حکمت عملی رکھتے ہیں - افسوس آج کل تہذیب اور سیاست کا ایک جزو یہ پولیسی بھی ہے - جسکو نفاق کہنا چاہیئے - منافق نمازوں میں سستی کرتے ہیں - اوّل تو وقت پر نماز پڑھتے نہیں - اور اگر وقت پر پڑھیں بھی تو جلدی کرتے ہیں - دوسرے کاموں میں شطرنج کی چالیں چلتے چلتے صبح سے شام اور شام سے صبح کر دیتے ہیں - اور نہیں تھکتے - مگر نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - تو دنیا بھر کی تکان آکر گھیرتی ہے - اور اس طور پر جلدی اور گھبراہٹ کی حالت میں ہوتے ہیں - جیسے جانور پنجرہ میں سے نکلنے کے لئے پھڑ پھڑاتا ہے یہی حال منافق کا مسجد میں ہے - قرآن کریم نے سچ فرمایا ہے - و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالٰی - س - خدا تعالیٰ ہمکو اور ہمارے احباب کو نماز میں سچی استقامت اور عزم نصیب کرے - پس جس نے سُنا ہے - وہ گرہ باندھ لے - اور اس پر عمل کرے - نماز وہی ہے - جو ایک لطف اور سرور سے ادا ہو - کیا کوئی شخص جس کو ایک کورٹ عظیم میں افسر اعلیٰ سے ملاقات کا موقع ملے - تو وہ جلدی کرے گا ؟ پھر کیوں نہیں - خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر نہایت سنجیدگی اور متانت اور استقلال کے ساتھ باتیں کی جائیں - اپنی بولی میں نماز کے معنے سیکھ لینے چاہئیں - تاکہ جو لفظ مُنہ سے نکلے اُس کے معنے بھی آتے ہوں - اگر ایسا ہو - تو پھر نماز بھاری نہ ہوگی - کیونکہ اپنی بولی میں ہر ایک بات مزا دیتی ہے پس الحمد شریف - التحیات اور چند سورتوں اور نماز کے معنے سیکھ لینے ہر ایک کو مناسب ہیں -

جو لوگ بار بار توبہ کرتے ہیں - اور توبہ کرتے ہیں اُنکو منافق کہا گیا ہے - بے ایمان اور دشمنان خدا و رسول سے تو ملتے ہیں - مگر قرآن سننے کے لئے نہیں آ سکتے - لوگو افسوس ہے - تمہارے گاؤں میں کس قدر نعمت عظمےٰ ہے - کہ حضرت اقدس کا پاک وجود موجود ہے - مگر تم اُس کی صحبت میں آکر ایک دم کے لئے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ؟

ہم لوگ کس کس قدر دور سے گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں - اور تم پاس سے اٹھ کر نہیں آ سکتے - خدا تعالیٰ کی کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے - ہم راستی سے کہتے ہیں کہ اُس کے پاس بیٹھنے سے ایمان بڑھتا ہے - اور ایسے بڑھتا ہے - جیسے برسات کے دنوں میں گھاس - صبح کچھ تھا - شام تک اور ہی شان ہے - افسوس تم کو ذرا خیال نہیں

مولانا مولوی نور الدین صاحب قرآن کریم کے معارف سناتے ہیں - اور بہت سے دنیوی فوائد کو چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے ہیں - مگر اس بد بخت گاؤں کا ایک آدمی بھی قرآن سننے کے لئے نہیں آتا - نہیں معلوم لوگوں کو کیا گھمنڈ ہے - آج پھر خبر آئی ہے کہ وبا ترقی پر ہے - اور پھر شروع ہو گئی ہے - کون جانتا ہے - کہ کس کس کا نام زندگی کے دفتر سے کٹ جائے گا -

پس یاد رکھو خدا تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ہے - اور اپنی کتاب پاک میں بیان فرمایا ہے - کہ جب تم سنو - کہ آیات اللہ کی تکفیر اور تضحیک کرتے ہیں - تو ایسے تنوخ اور بے باک گستاخوں کے پاس نہ بیٹھو - اور نہ اُن سے ملو - ہاں اگر آیات اللہ کا ذکر چھوڑ کر کسی اور بات میں پڑ جاویں -

---

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۴) توبہ کے بعد شروع ہو جاتا ہے - ادھر پہلے گناہوں میں کسی قسم کی ترقی نہیں ہوتی - نیکیوں کی کثرت اُن گناہوں پر غالب آجاتی ہے - دیکھ لو یہ مشاہدہ ہم قانون قدرت میں بھی دیکھتے ہیں - جہاں اندھیرا ہو روشنی آنے سے وہ دور ہو جاتا ہے - اسی طرح ہر ایک شے مخالف کی مقدار اپنی دوسری ضد کا نام و نشان مٹا دیتی ہے - کسی کھانے میں نمک ہو - اُس میں اگر بڑی مقدار چینی کی ڈال دی جائے تو وہ نمک کیا اپنی تاثیر کچھ نہ دے گا - بے شک توبہ نصوح کے ذریعے اعمال سیئہ کے زائل ہونے کی بھی یہی صورت ہے - جیسا میں نے پہلے بیان کیا ہے - سچی توبہ سے نیکیوں کا سلسلہ چل پڑتا ہے - اور ایک نیکی دوسری کا باعث ہو جاتی ہے - پھر وہ کثرت اون محدود اور محدود گناہوں کی ہر کا تریاق نہ ہو تو کیا ہو ؟ پس توبہ سے گناہ معاف ہونے کی فلاسفی یہی ہے - [illegible]

تو پھر حرج نہیں ہے۔ مگر میں تم کو کہتا ہوں کہ مومن کی شان نہیں۔ کہ وہ لغویات میں پڑے۔ اور وہ بڑا محتاط ہوتا ہے۔ اور ٹھٹھے اور خطرہ کی جگہہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے اور تم کو توفیق دے۔ کہ ایسے گستاخوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر عزت کے خواہاں نہ ہوں۔ بلکہ مومنوں سے تعلق پیدا کریں۔ اور مامور من اللہ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کریں۔

آمین

امن عامہ کے قائم رکھنے اور عام صلح کاری کے پھیلانے کے لئے

ایک ضروری میموریل

ذیل میں ہم ایک میموریل درج کرتے ہیں۔ جو امن عامہ کے قیام اور صلح کاری کے اصولوں کی ترویج کے لئے جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے اپنی کثیر التعداد جماعت کے اصرار سے بنی نوع انسان کی عام بھلائی اور بہی خواہی کی بنا پر اور گورنمنٹ آف انڈیا کو آئے دن کے مذہبی مخصوں اور جھمیلوں سے مخلصی دینے کے لئے (جس میں اُسے بارہا متردد ہونا پڑتا ہے۔ اور اپنے اوقات گرامی کا بڑا حصہ صرف کرنے کی ضرورت آپڑتی ہے) بحضور جناب وائسرائے کشور ہند ارسال کیا ہے۔ اُس کی ایک نقل ہم کو بھی ملی ہے۔ جسے درج کرتے ہیں۔ اور بعد اندراج اُس پر آزادانہ ریمارک کرتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دنیا میں راستی۔ امن اور صلح کاری پھیلانے کے حامی اور اتفاق باہمی کے شیدائی اس میموریل کو اور ہمارے بے غرضانہ ریمارکس کو جو انشاء اللہ نہایت نیک نیتی سے لکھے گئے ہیں۔ غور سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

وہ میموریل یہ ہے۔

بعالی جناب نواب مستطاب وائسرائے ہند بالقابہ۔

چونکہ ہر شخص جو رعایا گورنمنٹ برطانیہ میں ہے۔ اس فرض کے ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ کہ اگر کوئی امر جس میں اس گورنمنٹ کے احسن انتظام کی نیک نامی متصور ہو۔ اور اُس سے رعایا میں باہمی رابطہ اتحاد اور صلح کاری پیدا ہونے کی امید کی جاوے وہ امر حضور وائسرائے ہند میں عرض کردے۔ لہذا یہی خیر اندیشی اس میموریل کے بھیجنے کے لئے مجھے محرک ہوئی۔ کیونکہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کا جو آٹھ ہزار سے کم نہیں ہے۔ جن کو میرے ساتھ تعلق مریدی اور عقیدت مندی اور دوستی کا ہے۔ اور جو مجھے اسلامی فرقوں میں سے اپنا پیشوا اور پیر مرشد مانتے ہیں۔ وہ کئی برس سے اصرار کر رہا ہے۔ کہ میں اس درخواست کو جو اب پیش کرتا ہوں۔ پیش کروں۔ لیکن میں نے زیادہ تر تجربہ کے انتظار میں اس درخواست کو کئی سال تک معرض التوا میں رکھا۔ اور اب جو واقعی طور پر مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس نہایت ضروری میموریل کو جو میری طرف سے اور میری کثیر التعداد جماعت مریدوں اور دوستوں کی طرف سے ہے۔ اور جو عامہ خلائق کے باہمی تعلقات کا موجب ہو سکتا ہے۔ زیادہ توقف میں نہ ڈالوں۔ مجھے پہلے اُس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی تھی۔ کہ قانون سڈیشن نے میرے اون مطالب کو پورا کر دیا ہے۔ جن کے لئے اس میموریل کی ضرورت تھی۔ لیکن اس قانون کے بعد بھی جب کہ بعض اخباروں اور رسالوں اور کتابوں میں اس طرز کے مضمون دیکھے گئے۔ جو فتنہ انگیزی سے خالی معلوم نہیں ہوتے۔ تو وہ خوشی پھر غم سے مبدل ہو گئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہماری سرکار انگریزی نہایت ہی نیک نیتی سے چاہتی ہے۔ کہ یہہ دو صفتیں اُس کی رعایا کو حاصل ہوں۔

اوّلاً۔ وہ سچے دل سے اپنی محافظ گورنمنٹ انگریزی کے تابع دار رہیں۔

ثانیاً۔ وہ باہمی نفرت اور عناد کی بنیاد نہ ڈالیں۔ لیکن اس دوسری صفت کے حاصل کرنے میں اب تک بعض لوگ سُست ہیں۔ اور ایسے اخبار اور اشتہار اور رسالے میں نے کئی دیکھے ہیں۔ جن میں یہہ خرابی پائی جاتی ہے۔ مثلاً پرچہ نور افشاں جو ایک پادری صاحب کے اہتمام سے لودہانہ سے نکلتا ہے۔ اور جو میرے پاس موجود ہے۔ اُس نے اس جوش کو جو کتاب امہات المومنین کی بدزبانی سے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوا تھا۔ پھر اپنے اُس پرچہ کی تیز اور اشتعال دہ تقریر سے جو تاریخ ۸ و ۱۵ و ۲۲ جولائی و ۲۹ اگست و ۵ ستمبر ۱۹۰۸ء کو نکلا تھا۔ تازہ کر دیا ہے۔ اور وہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس سے پھر مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا ہے۔ اسی جوش کی بنا پر انجمن حمائت اسلام لاہور نے پھر میموریل بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب بھیجا ہے۔ میں اس بے صبری سے بھی اتفاق نہیں کرتا۔ جو اس انجمن کے ممبروں سے میموریل کے بھیجنے میں ظہور میں آئی۔ میری رائے اب تک یہی ہے کہ یہہ میموریل اوس وصیت کے برخلاف ہے۔ جو قرآن شریف میں صبر کے بارے میں کی گئی ہے۔ انجمن مذکور نے یہہ اچھا نہیں کیا۔ کہ خواہ نخواہ بے خبر مسلمانوں کو بھی یہہ

یہہ قصہ سُنا کر جوش دینا چاہا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی فریق کی درخواست پر دوسرے فریق کو سزا دی جاوے۔ تو بجائے اس کے صلح کاری پھیلے۔ اُن دونو فریقوں میں باہمی عداوت اور رنج کا میدان اور بھی وسیع ہو جائے گا۔ جو عام امن کے مخالف ہے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا گورنمنٹ پر اس قدر حسن اعتقاد ہے کہ اب وہ زمانہ ہرگز نہیں۔ کہ وہ اس محسن گورنمنٹ کے حقوق فراموش کر سکیں۔ مذہبی مباحثات میں کسی فریق کی طرف سے کوئی زیادتی ہونا ایک امر ضروری ہے۔ پھر ایسی زیادتیاں اور بد زبانیاں اگر بعض پادریوں سے ہوئی ہیں۔ اور ہم مانتے ہیں۔ کہ فی الواقع ہوئی ہیں۔ تو ملائمت اور صبر سے جیسا کہ تعلیم دی گئی ہے۔ اُن کی غلطیاں دور کرنا چاہئے۔ نہ ایسی تقریروں سے جن کے زہریلے اثر ہوں۔ ہاں آئندہ کے لئے واجب طور پر یہہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ رعیت پروری کی راہ سے تین امر مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک امر کو حسب صواب دید اپنے منظور فرما کر اوس بارے میں قانون پاس فرماوے۔

اور وہ تجاویز ثلثہ جن کے قانون بنانے کے لئے درخواست ہے۔ یہ ہیں۔

اوّل۔ گورنمنٹ عالیہ دس برس تک جس حد تک مناسب سمجھے۔ اس طریق بحث کو قطعاً مسدود فرماوے۔ کہ کوئی فریق دوسرے فریق کے عقیدہ اور مذہب پر حملہ کرے یا کسی قسم کی نکتہ چینی سے فریق مخالف کو ایذا پہونچاوے۔ بلکہ ہر ایک فریق اپنی کل تحریروں اور تقریروں کو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے تک محدود رکھے۔ اور دوسرے فرقوں کے عقائد اور اُن کے حسن و قبح کا ذکر نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد دلوں میں صلح کاری اور محبت پیدا ہو جائیگی اور اس طریق پر چلنے سے کسی فریق کا حرج بھی نہیں۔ اور نہ آزادی کی روح کو اس سے کچھ صدمہ پہونچتا ہے۔ کیونکہ ہم اور ہر ایک فریق اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ کہ اصل مدعا اپنے مذہب کی تبلیغ اور اُس کی خوبیوں کا ظاہر کرنا ہے۔ اور جب کسی نے اپنے مذہب کی بے نظیر خوبصورتی ثابت کر دی۔ تو دوسرا مذہب اگر اس کا ہم پایہ نہیں ہے۔ تو خود نظروں سے گر جائے گا۔ دوسرے فریق کے بزرگوں کو گالیاں دینا اور اُس کے اعتقادوں کو برے پیرایہ میں ذکر کر کے دل دکھانا حقیقی آزادی کا ہرگز جزو نہیں ہو سکتا۔ اگر گورنمنٹ کم سے کم دس برس تک ایسا کرے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ اپنی رعایا میں وہ صلح کا بیج بوئے گی۔ کہ جو بہت جلد نشو و نما پاکر ایک عظیم الشان درخت بن کر تمام فرقوں کو اپنے سایہ میں لے لے گا۔ اور اُس سے بڑے مبارک نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور تمام رعایا ایک دل اور ایک قوم ہو کر گورنمنٹ کی اطاعت کرے گی۔

اور اگر ہماری گورنمنٹ محسنہ ایسا کرنا پسند نہ کرے۔ تو دوسرا طریق فتنوں کے کم کرنے اور صلح کاری پھیلانے کا یہہ ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ یہ قانون پاس فرماوے۔ کہ کوئی شخص فریق ثانی پر ایسا اعتراض نہ کرے کہ وہی اعتراض اُس کی کتب مسلمہ اور اُس کے عقائد مقبولہ پر بھی ہو سکتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک ایسا طریق ہے۔ جس سے بہت ہی فتنہ انگیزی کے طریقوں کا انسداد ہو جاوے گا۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ ایسا کرنا بھی پسند نہ فرماوے تو بالآخر یہ عرض ہے۔ کہ تعزیرات ہند دفعہ ۱۵۳ الف میں یہہ زائد شرط اندراج فرماوے۔ کہ مذہبی مباحثات میں کوئی فریق بے اصل روایتوں کی بنا پر کسی فریق پر اعتراض نہ کرے۔ بلکہ اونہی کتابوں کی بنا پر اعتراض ہو۔ جو فریق معترض علیہ کے نزدیک مسلم اور مقبول ہوں۔ یہہ ایک ایسی شرط ہے۔ کہ عدالتوں کے پیچ دار راہوں سے نجات دے گی۔ اور مجسٹریٹوں کا وقت بھی تحقیقاتوں میں ضائع نہیں ہوگا۔ اس طریق کے اختیار کرنے میں ضروری ہوگا۔ کہ مذاہب متفرقہ کے ہر ایک گروہ کے علماء سے یہہ تحریر لی جاوے۔ کہ وہ کن کن کتابوں کو مقبول اور قابل حجت قرار دیتے ہیں۔ اور ہم نہایت ادب اور عاجزانہ گذارش سے امیدوار ہیں۔ کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کو پسند فرما کر امن رعایا کو ہر ذرہ مذہبی فتنوں کے بدنتائج سے بچا لیوے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہہ قانون گورنمنٹ کی طرف سے ایسا مبارک قانون ہوگا۔ کہ دوسری طاقتوں کو بھی امن قائم رکھنے کے لئے اس کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اور سلاطین کو اس مذہبی جوش کے زمانہ میں اس قانون کی اشد ضرورت ہے۔ سو یہہ عین مراد ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ ہی سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرے۔ خدا تعالیٰ اس محسن گورنمنٹ کو دیر تک ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

چونکہ ہماری گورنمنٹ انگریزی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ اور یہہ میمورئیل بھی کمال نیک نیتی اور تمام فرقوں کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا ہے اس لئے ہم یقین کرتے ہیں کہ ہماری منصف مزاج اور عادل اور ہمدردی سے بھری ہوئی گورنمنٹ اس میمورئیل پر خاص توجہ فرمائے گی

۲

ایڈیٹوریل

وہی مفید میموریل

ہم نے اوپر جو میموریل درج کیا ہے۔ اُس پر بجائے خود خوب غور کیا۔ اس کو امن عامہ کے قیام اور عام اتحاد کے لئے یہ شرطیکہ گورنمنٹ عالیہ اُس پر پوری توجہ کرے۔ اور اُسے کرنی چاہئے۔ ایک مفید نسخہ اور بے نظیر گر پایا ہے۔

ہم گورنمنٹ عالیہ اور لیجسلیٹو کونسل و مجلس واضعان آئین کے اونریبل ممبروں کی خدمت میں اس میموریل کے اندراج کے بعد کیا گذارش کریں۔ میموریل کا ایک ایک لفظ اپنی ضرورت اور اشد ضرورت کو بتلا رہا ہے۔ اور ہندوستان کی مذہبی دنیا کی عام حالت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تاوقتیکہ کوئی قانونی طور پر انتظام نہ ہو۔ مذہبی مباحثے مناقشات اور مجادلات تک پہونچنے سے رُک نہیں سکتے۔ اس اتحاد کے قائم کرنے کے لئے عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان نے جو تجاویز اس میموریل میں گورنمنٹ کو سمجھائی ہیں۔ اُن سے بہتر نظر نہیں آتیں۔ آئے دن کے جھگڑے اور خانہ جنگیوں کا انسداد بجز اس کے کیوں کر ہو۔ کہ یا تو یہ مذہبی مباحثے قطعاً بند کر دیئے جائیں۔ اور ہر اہل مذہب اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ اور کسی قسم کا حملہ دوسرے فریق پر نہ کرے۔ یا کوئی فریق کسی دوسرے فریق پر ایسے اعتراضات نہ کرے۔ جو خود اُس پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اور تیسرا یہ کہ کتب مسلمہ اور مقبولہ کو چھوڑ کر بے اصل کتابوں اور مذاکوں کی آڑیں دل آزاریاں نہ کی جاویں۔

تجاویز ثلثہ مندرجہ میموریل ایسی واجب العمل ہیں۔ کہ اُن پر کسی قسم کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر ایک سلیم الفطرت اون کو ماننے کے لئے طیار ہے۔ مگر ہاں جو پرخاش جو اور کینہ توز امن کے دشمن ہیں۔ وہ ضرور اس چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا چاہیں گے۔ اور اس قسم کے قانون کے لئے گورنمنٹ کو مذہبی مداخلت کی دھمکیاں دیں گے۔ مگر ہماری عادل مہربان گورنمنٹ کو اپنے ان نادان دوستوں کی باتوں کی اُسی طرح پرواہ نہ کرنی چاہئے جیسا احمق بچہ آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ اور ماں کے بچانے پر روتا اور بسورتا ہے۔ گویا اُس طریق پر اظہار ناراضی کرتا ہے۔ گورنمنٹ اگر شادی اور دختر کشی کی رسموں پر قانوناً تحدید نہ کرتی۔ تو خدا جانے کس قدر بے گناہ اور معصوم جانوں کا اتلاف ہوتا۔ ایج آف کنسنٹ بل یعنے قانون رضامندی پر کس قدر واویلا مچائی گئی تھی۔ مگر گورنمنٹ نے جو کچھ کیا کیا۔ اور بہت اچھا کیا۔ باوجود قانون کے بھی جب لوگ نہیں ڈرتے۔ اور پرواہ نہیں کرتے۔ تو آزادی اور بے تمکی آزادی میں تو جو نکر گذریں۔ وہ تھوڑا ہے۔ عدالتوں کی رونق فوجداری قوانین کی موجودگی میں پولیس کے ہوتے ہوئے جرائم کا ارتکاب بتلا رہا ہے۔ کہ سیاست کے لئے اتنا بھی نہ ہو۔ تو ایک دم بھی گذارہ نہ ہو سکے۔

پس ایسا اعتراض کرنے والے ہمکو بتلائیں۔ کہ کس مذہب نے یہہ روا رکھا ہے۔ کہ دوسرے مذہب پر دل آزار حملے کئے جاویں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ہم نہیں سمجھتے۔ ایسا اعتراض اگر کوئی کرے گا تو وہ دانشمندی اور فرزانگی کی راہ سے کرے گا۔ یا حماقت اور دیوانگی کے طریق پر۔ ہم نے بہت غور کیا۔ یہاں تک کہ ایک دہریہ بھی یہی پسند کرے گا۔ کہ مذہبی مباحثات کے لئے ضرور اگر بہترین قانون ہو سکتا ہے تو وہ انہی دفعات ثلثہ میں محدود ہے۔

ہم جناب مرزا صاحب کے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے عام لوگوں پر ایک احسان عام کر کے گورنمنٹ کو مفید تجویز سمجھائی۔ جس کی قدر دان اور امن پسند بہی خواہ گورنمنٹ سے امید ہے پوری قدر کرے گی۔

ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض اخباروں کو اس میموریل پر جب کچھ اور کہنے کا موقع نہ ملا۔ تو اتنا ہی طنزاً کہہ دیا کہ "قانون سڈیشن کی تعریف کی ہے"۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اخبارات جو رعایا اور گورنمنٹ کے تعلقات کو مستحکم کرنے کے دعوے دار کیا ٹھیکہ دار ہیں۔ کیوں قانون سڈیشن سے ناراض ہیں۔ اگر اُن کے دل میں چور نہیں۔ اور بالکل گورنمنٹ اور ملک کے بہی خواہ ہیں۔ تو قانون سڈیشن اُن کو کیا گزند پہونچا سکتا ہے۔ ہاں اگر اُن کے اندر ہی اندر کوئی بات ایسی ہے۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کی نظروں میں بدخواہی ہے۔ تو اُسے چھوڑ دیں۔ یہہ امر ہر ایک فرزانہ تسلیم کرے گا۔ کہ "ہر کرا حساب پاک است از محاسبہ چہ باک" بالکل ٹھیک اور صحیح مقولہ ہے۔ اندیشہ اور خوف اُسی کو ہوتا ہے۔ جو بد باطن ہے۔ صاف دل گھبراتا نہیں۔ پس اخبارات کو جو اپنے تئیں لسان الملک و آواز پبلک قرار دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کو ایسے قوانین کے اجراء میں مدد دینی چاہئے۔ جو اتحاد عام کے موید ہوں۔ ہاں جائز عذرات کے سننے کو فراخ دل گورنمنٹ ہر وقت طیار ہے۔

ہمارے اپنے خیال میں جس کے ہم صحیح ہونے کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ قانون سڈیشن سے نیک نیت اور صاف طینت اخباروں کو کچھ نقصان نہیں پہونچتا اور اگر یہہ خیال کر لیا جاوے۔ کہ الفاظ قانون ایسے ہیں۔ کہ ذرا سی بات پر بھی

گردن ناپی جانے کا خیال ہے - تو یہ گورنمنٹ پر بدظنی ہے - جو وفادار رعایا کا کام نہیں ہے - گورنمنٹ کا کبھی بھی یہہ خیال نہیں - کہ وہ ناجائز طور پر رعایا کو تکلیف دے - یا اپنا رعب قائم کرے - وہ اس بات کو خوب سمجھتی ہے -

رعیت چو بیخ است و سلطان درخت

پس ہم کو کبھی ایسا خیال نہیں کرنا چاہیئے - کہ بری نظر سے تصویر کا ایک ہی رخ دیکھتے رہیں - ہم امید کرتے ہیں - کہ ہمارے معزز معاصرین اس میموریل کے لئے گورنمنٹ کو مفید مشورے دیں گے - اور کونسل واضع آئین کے ممبر اس قانون پر توجہ فرمائیں گے - جس کی اشد ضرورت ہے - ہم اس امر کے بیان کرنے سے بھی نہیں رک سکتے - کہ اس مفید تجویز کے سمجھانے والے کی نیت کا پتہ بھی اس میموریل کی تحریر سے لگتا ہے - اور اُن کوتاہ اندیشوں کی رائے کی غلطی کا اثبات ہوتا ہے - جو یہہ کہا کرتے ہیں - کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیاں ہی مذہبی کہاشات کو ترقی دیتے ہیں - اور دوسری قوموں کو چھیڑتے ہیں -

اب وہ جس حال میں ایسا قانون چاہتے ہیں - اور قانون سڈیشن کی تائید کرتے ہیں - کیا کوئی بدخواہ سرکار کیا امن عامہ کا دشمن اور کیا باہمی مناظرات مذہبی کو ترقی دینے والا اور پیش دستی کر کے چھیڑنے والا ایسا کر سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - اس سے صاف پایا جاتا ہے - کہ جناب مرزا صاحب کو امن عامہ کا کہاں تک خیال ہے - اور گورنمنٹ کو کیسی مفید امداد دی ہے -

جناب مرزا صاحب دل سے چاہتے ہیں کہ عام امن ہو - اور عام صلح کاری پھیل جاوے - اسی لئے وہ ہر وقت اسی خیال میں محو اور مصروف رہتے ہیں - کہ ایسی تجاویز نکل آویں - جس سے یہ جھگڑے مٹ جاویں اور لوگ نیکوکاری کی زندگی بسر کریں - اور ماں جائے بھائیوں کی طرح رہیں -

ہم اس امر کو تو کسی دوسرے وقت وضاحت سے بیان کریں گے - کہ کہاں تک ان امور میں مرزا صاحب نے حصہ لیا ہے - اب ہم امید کرتے ہیں - کہ ہمارے معزز معاصرین بھی اس میموریل پر مفید رائیں دینے کے قابل ہو سکیں گے - اگر وہ صلح کاری چاہتے ہیں ؟ اگر وہ امن عامہ کو پسند کرتے ہیں - تو یک آہنگ ہو کر اس کی تائید کریں - اور گورنمنٹ عالیہ اور کونسل واضع آئین کے ممبروں کو متوجہ کریں - ایسا ہی مذہبی سرگروہ و لیڈروں سے ہم کو امید ہے - کہ اگر وہ اپنے مذہب کے رو سے دنیا میں امن اور سلامتی چاہتے ہیں ؟ تو متفق اللفظ ہو کر اسی کی تائید میں میموریل بھیجیں - ملکی انجمنیں قومی سبھائیں جو اتحاد باہمی کے گیت گا رہی ہیں - اور امن - امن پکارتی ہیں - وہ ہم آواز ہو کر عرضداشتیں گورنمنٹ میں بھیجیں - کہ ایسا قانون جو مفید عوام ہے - طیار ہو جاوے -

بالآخر ہم گورنمنٹ عالیہ کے حضور التماس کرتے ہیں - کہ وہ چاہتی ہے امن ہو ؟ وہ چاہتی ہے - برادرانہ اتحاد پھیلے اُس کی غرض ہے - کہ مذہبی مباحثے حد سے تجاوز نہ کریں ؟ اُس کے ایک خیر خواہ نے ایک مفید تجویز اُس کے حضور پیش کی ہے - اور سمجھائی ہے - اوس پر پورا فکر کیا جاوے - اور آئے دن کے جھگڑوں سے ملک کو اور خود اپنے آپ کو نجات دی جاوے -

جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہہ ایک سچی بات ہے - کہ جو شخص اپنے کسی محسن انسان کا شکریہ ادا نہیں کرتا - وہ خدا تعالےٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہو سکتا - اس لئے ہم اگر اپنے کسی معاون کی کوشش اور سعی کے لئے جو وہ اشاعت اخبار و امداد کارخانہ میں کرتے ہیں - علی الاعلان شکر گذار نہوں - تو لاریب اس سنہلے اصول کے توڑنے والے ٹھہرتے ہیں - پس ہمیں مقدس اصول کو زیر نظر رکھ کر ہم منشی تاج الدین صاحب لاہوری کی اُس سعی اور کوشش کے لئے شکر گذار ہیں - جو وہ توسیع اشاعت الحکم کے لئے کر رہے ہیں - چنانچہ اس سے پیشتر کہ اخبار میں کسی قسم کی تحریک توسیع اشاعت پر معاونین کو توجہ دلانے کے لئے کی جاتی - اُنہوں نے دو جدید خریدار پیدا کئے ہیں - اور ابھی امید ہے - کہ وہ اور بھی پیدا کرینگے - ہم کو ایسے ہی مہربان مربی بکار ہیں - اگر ایکسو بھی ایسے قدردان پیدا ہو جاویں اور ہر واحد اُن میں سے ایک مہینے کے اندر چار چار خریدار پیدا کرنے کا ارادہ کرلے تو ایک مہینے ہی کے اندر خاصی اشاعت ہو سکتی ہے - ہمکو امید ہے - کہ دوسرے احباب بھی بے فکر نہ رہینگے - اور وہ اس قومی پرچہ کے لئے ہمہ تن امداد کیلئے طیار ہونگے - چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ سب سے پہلے معاون ہیں - جنہوں نے توسیع اشاعت والی تجویز سے عملی طور پر اتفاق ظاہر کیا ہے - اور اپنی جیب خاص سے چار پرچے خرید کئے - جزاہم اللہ احسن الجزاء - اور ایسا ہی اُنہوں نے اعانت کارخانہ کو مدنظر رکھ کر بیس جلد الانذار کی اپنے صرف خاص سے خرید کیں - اور مفت تقسیم کیں جنمیں سے ۸ جلدیں اسوقت تک ہمارے پاس بمد امانت موجود ہیں - جو نادار مگر شوقین احباب کو دیجاوینگی - ایسا ہی منشی شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دومیلی اور برادرم محمد اسمٰعیل صاحب ڈرافسمین دہلوی اور دیگر احباب کی تحریریں اطمینان دلا رہی ہیں - کہ وہ اشاعت اخبار [illegible]

مقدمہ ٹیکس بھی ایک نشان ہے۔

ہم نے گذشتہ اشو میں وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ ٹیکس پر ایک مبسوط آرٹیکل شائع کیا جاوے گا۔ مگر ایسی تحریک پر خود حضرت اقدس نے ضرورۃ الامام کے ساتھ مختصر طور پر ٹیکس کے مقدمہ پر ایک مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس سے بہتر تو کہاں برابر بھی کوئی نہیں لکھ سکتا۔ اس لئے بہتر یہی سمجھا گیا۔ کہ تاوقتیکہ ضرورۃ الامام شائع نہ ہو۔ موعودہ مضمون ملتوی کر دیا جاوے۔ اور اشاعت کتاب مذکور پر حضرت اقدس کا وہی مضمون شائع کر دیا جاوے۔ بہرحال اس وقت اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس پر ماہ سالانہ انکم ٹیکس تشخیص ہوا تھا۔ اب ایک جماعت طلب اور شہرت و نمود کا خواہش مند۔ دنیا دار تو ٹیکس کو ایک اعزاز اور سرکاری امتیاز کا باعث سمجھ کر خوش ہوتا۔ اور پرواہ نہ کرتا۔ مگر ایک کامل مومن جو عبد الرحمن کہلا کر اتقاء مال کی راہوں کو خوب سمجھتا ہے۔ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس طرح پر ایک رقم سالانہ اقرار کرے۔ اس لئے ..... عذر داری باقاعدہ کی گئی۔ اس پر خوب تحقیقات ہوتی رہی۔ دوران تحقیقات میں حضرت اقدس کو بذریعہ کشف مقدمہ کے نتیجے سے اطلاع دی گئی۔ جس کو وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ عموماً جانتے ہیں۔ اور بیرونجات میں سے بھی صدہا کو معلوم ہوگا۔ جن کو سلطان احمد والا کشف لکھا گیا تھا۔ بہرحال آخر منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ کی کامل تحقیقات کے بعد اصل کاغذات بنابر حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی خدمت میں بھیجے گئے۔ جنہوں نے کمال غور اور فکر کے بعد نہائت ہی بیدار مغزی اور دقیقہ رسی سے ٹیکس معاف کر دیا بلکہ یہ بھی لکھا۔ کہ ہم مرزا صاحب کی نیک نیتی میں شبہ کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ ہم گورداسپور کے ضلع کو مبارک باد دیتے ہیں۔ کہ وہاں کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نہائت ہی بیدار مغز اور نصفت شعار ہے۔ دنی الطبع مخالف نے جس طرح پر اس مقدمہ میں کوشش کی اور زور لگایا۔ اُس کا حال خود ہی طشت از بام ہو جائے گا۔ یا کر دیا جائے گا۔ ٹیکس معاف ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور دن کے بھی ٹیکس معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر یہاں معاملہ ہی اور تھا۔ اس جگہ کسی ذلیل فطرت کے انسان کی منصوبہ بازیوں میں کسے ناکام رکھ کر اُس پر ظاہر کرنا تھا کہ خدا کیونکر اپنے بندوں کا حامی ہوتا ہے۔ کسی شخص پر تین ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ جان۔ ابرو اور مال سو حضرت اقدس کے بداندیش مخالف نے تین ہی قسم کے حملے کر کے اپنی طاقت کا اندازہ کر لیا۔ پادریوں کے ساتھ مل کر اقدام قتل عمد میں ابرو اور جان پر حملہ کیا۔ مگر ذلیل ہو کر ناکام رہا۔ اور

آپ تو ڈوبے تھے برہمن ساتھ لیا ججمان

والا معاملہ ہوا۔ اپنی ذلت سے پادریوں کو بھی حصہ دار بنایا۔ اور یہ حملہ مال پر تھا۔ یہاں بھی وہی رو سیاہی اور کلنک کا ٹیکا نصیب ہوا۔ بالآخر ہم پھر اپنے ضلع کی رعایا کو بشارت دیتے ہیں۔ کہ اون کو عادل اور پر غور طبیعت کا افسر ضلع ملا ہے۔ خدا اس کو بہت دیر تک ہمارے سروں پر رکھے۔ آمین۔

اس مقام پر اگر ہم منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ کی قابلیت اور لیاقت کا ذکر نہ کریں۔ تو ہم اپنے فرض منصبی سے قاصر رہیں گے۔ کیونکہ جہاں شورہ پشت اور ایذا رساں عمال کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ وہاں شریف النفس اور متدین حکام کی کارگذاریوں پر ریمارک کرنا بھی واجب ہے۔ ہم نے اپنے پہلے کسی اشو میں ذکر کیا تھا۔ کہ منشی تاج الدین باغبانپورہ کے مشہور و معروف میاں خاندان کے ایک رتن ہیں۔ اور اپنے عام اخلاق کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں ہر دلعزیز ہیں اور ساتھ ہی یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ مقدمہ کی تہ تک پہونچنے اور اُن کی قوت فیصلہ پر بعد تجربہ ریمارک کریں گے۔ اس لئے اب ہم بعد تجربہ بلا کسی قسم کی بے جا طرفداری یا خوشامد کے سچے دل سے ظاہر کرتے ہیں کہ بٹالہ تحصیل کی خوش قسمتی ہے۔ کہ منشی تاج الدین صاحب اُس کے تحصیلدار ہیں مقدمہ کی تہ تک پہونچنا اور پھر امور متفرقہ پر غور کرنا اور سلامت روی سے فیصلہ لکھنا۔ یہ منشی صاحب کے ذاتی جوہر معلوم ہوتے ہیں۔ پاس داری یا لحاظ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر اُن کے پاس نہیں آسکتا۔ اور یہی باتیں ہیں۔ جو ہر ایک لائق مجسٹریٹ میں ہونی چاہئیں۔ ہماری آرزو ہے۔ کہ ہم اُن کو بٹالہ ہی میں مستقل اور پھر اسی ضلع میں عہدہ جلیلہ پر ممتاز دیکھیں۔

توسیع اشاعت الحکم

ہم اپنے بعض احباب کی قدر افزائی کا شکریہ لکھ چکے تھے۔ کہ ۱۴ اکتوبر کی ڈاک نے دو اور قدیم مہربانوں کی تازہ امداد کے ذکر کرنے کا موقع دیا۔

شملہ سے برادرم خدا بخش کمپاؤنڈر چار پرچہ الحکم کے خرید کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی سب سے اول معاون الحکم برادرم نبی بخش چار پرچے خرید فرماتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہم لیائے ہیں ج ل و لہر + نہ ہے لونی لا ولد سطر ا ق ہے س میں ہر سبر سے سپر + س دریم سے پڑھ لو

اظہار بسارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے حقیقۃً اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ بنیب ہیں نہ ذاکر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے سو مہربان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شیخ نظام الدین حکیم

مستشفا خانہ یونانی

امرت سر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبو! اولاد کے آرزو مندو یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خدا داد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے

جس پر ہو فضل ایزد داور + کیوں نہ ہو اس سے ایزد اکبر

امین خادم الابنا کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اوّل کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں۔ (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بہ ذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو مراد پانے پر دینا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ؎ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں + گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بہ ذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہو گا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنےٰ ہیں +

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	تورنج دورمی	عہ	۱۹	نقرہ	عہ	۲۸	نل اترنا	عہ
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جائے	عہ	۱۱	سوزاک	عہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	عہ
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ	عہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جس کا حمل ۴ ماہہ گر جائے	عہ	۱۳	جھیاں	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	عہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کم زوری	عہ	۱۴	غلط کاری	عہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	عہ	۱۵	گنٹھیا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	پتھ	عہ	۳۴	تیجا چوتھیا روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	عہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	عہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک کل بدن	عہ	۳۶	سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈیوڑھی کرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل گزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لے کر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۱؍ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ ۱؍ سے۔ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۱؍۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ **المشتہر** پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا دھند۔ سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنا کہتے ہیں۔ جلن کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے۔ وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سُرمہ ضروری مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم مسانگلے صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

۲۔ میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسمات اُتم دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اس کی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا۔ کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں۔ صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُس نے امراض مذکورہ سے کُلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم۔ شاید آنجناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھایا یعنی ایک دو کا نام مسمی دولا مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا۔ اور سیب پکی پر ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی۔ لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا۔ اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا کو اسقدر قلیل قیمت پر لنگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام ہے۔ انداز بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے۔ کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو۔ اس اکسیر ملا جیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل فرماویں۔ راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ لدھا ڈسپنسری ضلع

۴۔ جناب من۔ میری آنکھ میں ایک مرض سے جسکا علاج حکیم اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری و کیلپ صاحب وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب ضرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے۔ اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔ ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار۔ روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

اخبار بدر

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۲۲ اکتوبر ۹۸ء | جلد (۴)

ٹریکٹ سپیشل

اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جاویں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سپیشل کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سپیشل کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱ر سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ سیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر عہ تک

پراندے ۴ر سے لے کر عہ تک

سیج بند ۴ر سے لے کر عہ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڈے جس قسم کے چاہیں ڈال دیئے جاویں گے۔

۴۔ ودیائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۱ر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ دقت بت پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

www.aaiil.org

سچائی کا فیصلہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال کے بعد ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو بلا عذر ملفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

نوٹ
برتنے کے استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی۔ محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواستیں نام مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہئیں۔

شربت
صحت جسمانی کے طلبگار

مفت
صحت جسمانی کے طلبگار

نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہے مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور پتا بتا تو شخط لکھو اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا ۱ خرچ روانگی درخواست کنندہ کیساتھ روانہ کریں محصول ڈاک علاوہ

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی اشد ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عمر۔ ایک ماہ کیواسطے ۱ تین ماہ کیواسطے ۱ غریب طلبا کو بتصدیق سند ماسٹر نصف قیمت پر

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ بکلیہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے جادو اثر کو تصدیق کرنا چاہیے فی پوڑیہ ۸ر اور مفت جسم کے نیلوں کو ۸ر پوڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کو صرف ۲ خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ درد شکم۔ قولنج۔ اسہال۔ پیچش۔ ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی پڑیہ جو کوئی آدمیوں کو کھلائے ۸ر غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی پر مفت ر

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اس کی بھی اجازت ہے۔ فی خوراک عہ ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے۔ ۶ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فی تولہ عہ اطباء و دیگر اصحاب سے بطور تحفہ بغرض تجربہ فی تولہ عہ ر

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پٹیاں کافی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک۔ [illegible] دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق معزز ۲ر خرچ پر مفت۔

اجزائے [illegible]

اعصاب کی کمزوری اور جملہ نقصانات جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے کامل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوان [illegible] ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ ر

عصائے پیری

رفتار پیران کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت عہ ر

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے چکرے ہوئے۔ اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف عہ ر

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے۔ ۶ر خوراک عہ

نشوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ۔ زکام۔ چھینکڑہ کیواسطے دوائی بے نظیر فی پوڑیہ ۸ر غربا کو بتصدیق ۲ر خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسکے کسی حصہ میں بتی یا ریحی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ ر

جوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش و پیش پہلے دن بند۔ ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت عہ ر

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۲ر فی درجن عہ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد ابکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مولوی محمد حسین صاحب!

(۱) میرا یہ عریضہ (جو ایک دردمند دل اور سچے جوش کا نتیجہ ہے) بظاہر آپ کیلئے ایک اجنبی ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ مجھے آپکے شاگردان طالبعلمی میں ہم مکتب ہونیکا فخر حاصل ہے اور زیادہ تر کچھ تو اُن حقوق کو زیر نظر رکھکر اور کچھ اس لحاظ سے کہ آپ بعض مسلمانوں کے نزدیک ایک جید اور مقتدر عالم ہیں اور اہل اسلام کے دینی اور دنیوی خیر خواہی کے خیال سے یا نام سے آپنے بہت کچھ قدم مارا ہے اسلئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس خط کے ذریعہ جناب کی خدمت میں اپنا دردِ دل بیان کروں۔ کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ اسلام کو منجانب اللہ جاننے والا مومن اور خدائے اسلام کو مؤید اسلام و ناصر المومنین ماننے والا سچا مسلم اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کو جہاں ایکطرف مقدم قرار دیتا ہے وہاں دوسری طرف خلق اللہ کی سچی ہمدردی اور غمخواری اپنا شعار بنا لیتا ہے اور پھر دینی بھلائی کیخاطر تو اگر اُسے اپنی حقیقت اور آخر فنا ہونیوالی جان بھی دینی پڑے تو پرواہ نہیں کرتا غرض وہ سچی عزت سچی دوستی اور حقیقی زندگی احیاء اسلام ہی سمجھتا ہے میرا آپ پر چونکہ بباعث اُن کارروائیوں کے جو آپ بذریعہ اشاعۃ السنہ کرنیکا اظہار کرتے رہے ہیں حسن ظن رہا ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ میری اس عرضداشت پر اگر آپ توجہ کرینگے۔ تو اور کس سے اُمید ہوگی۔

(۲) یہ امر آپسے مخفی نہیں رہا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مسیح موعود و مہدی مسعود کا اعلان کرکے اکثر عالموں اور معزز اشخاص کو اپنے ساتھ کر لیا ہے اور اُنکے اس دعوے سے ہندوستانی ملک میں خصوصاً ایک شور مچ گیا ہے جسپر سب سے پہلے آپ ہی نے بڑے زور شور سے اسکو فتنہ سمجھکر باوجودیکہ پہلے آپنے تائید بھی کی تھی اسکی عام مخالفت کا بیڑا اٹھایا جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اگر یہ کام خلوص اور نیک نیتی سے کیا گیا ہے تو واقعی ایک حد تک آپکو اسلام کی غیرت ہے دونوں حالات اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے آپکے مخالف کہہ سکتے ہیں کہ آپ ضد کرتے ہیں اور آپکے ہمخیال کہتے ہیں کہ مرزا صاحب ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں بہرحال اس امر کا اعتراف و یقین کرنا پڑیگا کہ سب سے زیادہ حصہ علماء ہند و پنجاب میں سے آپنے ہی اس پہلو میں لیا ہے مگر باینہمہ یہ شخص اپنے دعاوی کی اشاعت پر زور دے رہا ہے اور ہر طرح سے اپنی حجت پوری کرتا جاتا ہے آپکے رسائل اور مرزا صاحب

کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ دلائل اور براہین علمیہ اور عقلیہ سے اب کام چلتا دکھائی نہیں دیتا۔ ورنہ اُسکا کچھ اثر عام لوگوں پر پڑ سکتا ہے جو علمی مباحث اور منطقی دلائل کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ نوجوان آزادی پسند تو اپنی رائے سے فیصلہ کر کے مرزا صاحب کیساتھ ہوتے جاتے ہیں اور عوام میں سے بعض جو اپنے امام مسجد یا اپنے گاؤں کے کسی معزز کی زیر اثر ہیں۔ اسلئے اُنکو اس معاملہ میں سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا اُنپر عام احسان کرنیکے لئے کوئی ایسی آسان اور عام فہم صورت ہونی چاہئے جو حق اور باطل میں ایسا بیّن امتیاز پیدا کر دے کہ عام لوگ بھی اُس سے فائدہ اٹھا سکیں ٭

مرزا صاحب کے مقابلہ کیلئے یہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ **عربی** تصنیف میں مقابلہ کر لو اگر علمی مقابلہ منظور ہو اور جس انسان کو چاہو اپنا مشیر اور معاون بنا لو۔ **ایمانی** طاقت کا مقابلہ کرتے ہو تو آؤ اجابت دعا میں مقابلہ کرو۔ معارف و اسرار قرآن کا دعوے ہے تو تفسیر لکھ لو۔ اگر یہ خیال ہو کہ ہم مقرب الٰہی ہیں اور خدا تعالیٰ غیب کی باتیں بتلاتا ہے تو پیشگوئیاں کر لو غرض ان نشانات اربعہ کے ذریعہ اُنہوں نے متعدد مرتبہ اور کثیر الفاظ کے وعدہ پر اشتہار شائع کئے مگر اتمام حجت کے سوا نتیجہ نہ نکلا اور کوئی مرد میدان ایسا نظر نہ آیا جو خلق اللہ پر رحم کر کے اُنکے ایسے دعاوی کی اصلیت کھول دیتا۔ خیر جو ہوا سو ہوا مگر میں جہانتک غور کرتا ہوں یہ امور کسی ایک یا دوسرے فریق کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں سب سے بہتر اور آسان طریق فیصلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہل اسلام کیطرف سے اور مرزا صاحب بذات خود اپنے دعاوی کے منجانب اللہ ہونیکی طمینان پر بتا کہ ہی کے کسی میدان میں مباہلہ کر کے عام خلق اللہ پر احسان کریں اور ہدایت کی راہ کھول دیں کیونکہ کاذب تو مغضوب الٰہی ہو کر سال کے اندر ہی فوق العادت عذاب میں مبتلا ہو کر دوسرے کی صداقت پر مہر کر دیگا۔ اور خود خلقت بول اُٹھیگی کہ سچا کون ہے اور کون مورد عذاب الٰہی ہوا ہے چونکہ آپ اپنے دعاوی پر زور دیتے ہیں اور مرزا صاحب کے برسر حق ہونیکا عام اعلان بطمینان قلب کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کے دعوے پر تکذیب و تکفیر کا طمینان کلی ظاہر کرتے ہیں اور حسب منشاء قرآن کریم کاذب اور کافر مومن کے مقابلہ میں کبھی تائید الٰہی نہیں پاتے پس آپکو کسی قسم کی شرط پیش کرنیکی بھی حاجت اور ضرورت نہوگی ایسا ہی آپ کہہ سکیں گے کہ پھر مرزا صاحب کو بھی شرائط کی ضرورت نہیں آپکا ایسا ارشاد اگر ہو تو بجا ہے مگر رنگو را تا خانہ شاید و مدرسانید عمل کرنا اور حق کا یقین آپ پر زیادہ واجب ہے عمل مرزا صاحب بھی کسی قسم کی شرط پیش کرینگے البتہ یہ ہونا چاہئے۔ جو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مباہلہ کی بعد اسیسال کے اندر فریق کاذب پر فوق العادت عذاب نازل ہوگا یہ بیان ایسا ہونا چاہئے اور یہ بحث چھیڑنی فضول ہے کہ یہ میعاد مسنون ہے یا نہیں؟ کیونکہ اسمیں بھی ایک اور بحث پیش آجاتی ہے خدا تعالیٰ سچے کا حامی اور مددگار ہوگا ٭

غرض یہ ہے کہ آپ بذات خاص بٹالہ ہی میں بیٹھ کر خود ہی بلا کسی قسم کی شرط کے مرزا صاحب سے مباہلہ کر لیں اور آپکے مباہلہ کا بوجہ آپکی مسلم عزت

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مشفقی مکرمی اخوی ام .....

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس پُر آشوب وقت میں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کہ اللہ اور رسول کی تائید کے لئے اور غیرت دینی کے جوش سے اپنے مالوں میں سے کچھ خرچ کریں۔ اور ایک وہ بھی وقت تھا۔ کہ جان کا خرچ کرنا بھی بھاری نہ تھا۔ لیکن جیسا کہ ہر ایک چیز پورانی ہو کر اُس پر گرد غبار بیٹھ جاتا ہے۔ اب اسی طرح اکثر دلوں پر حب دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اُٹھا دے۔ خدا اس ظلمت کو دور کرے۔ دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک عسر کے بعد یسر اور ہر ایک جذر کے بعد مد اور ہر ایک رات کے بعد دن بھی ہے۔ اس لئے تفضلات الٰہیہ آخر نرو ماندہ بندوں کی خبر لے لیتے ہیں۔ سو خداوند کریم سے بھی تمنا ہے۔ کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے۔ اور جیسے اُنہوں نے اپنے گذشتہ زمانہ میں طرح طرح کے زخم اُٹھائے ہیں۔ ویسے ہی اُن کو مرہم عطا فرماوے۔ اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرے۔ جنہوں نے خوز کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور نیز اُن لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی۔ غنیمت نہیں سمجھا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو۔ اور الٰہی طاقتیں اپنی عجائبات دکھلاویں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لا پرواہ اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ چونکہ خود جیفہ دنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو اُن کی روگردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس عاجز کی یہ دعا ہے۔ کہ اُن کو اُن کے صدق کا اجر بخشے۔ اور اُن کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اُٹھانا پڑے گا۔ اور اُس غم میں اُن کے لئے بہت اجر ہیں۔

۹ر فروری ۹۳ء
مطابق ۳۰ر ربیع الاول ۱۳۱۰ھ

مکتوب دوم

عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو۔ ا... س پُر فتنہ زمانہ

میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہونچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے۔ اور فریبیوں اور مکاریوں کے افتراؤں نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہونچا دیا ہے۔ ایسے زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اُس پر وہی قائم رہ سکتے ہیں۔ جن کے دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی بشارتوں میں تبدیل نہیں۔ اس لئے امید ہے کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت نورانی دل پیدا کر کے دکھلاویگا۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۷ر فروری ۹۳ء
مطابق
۸ر ربیع الثانی ۱۳۱۰ھ

مکتوب سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا پر درد و غم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر و شاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے دیگا۔ اور درود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں۔ اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے۔ اس میں رسالہ **دافع الوساوس** چھپے گا۔ اور انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے۔ تو چند ماہ کے لئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار **غلام احمد** از قادیان
۲۵ر جون ۱۸۹۲ء

خطبہ اعنی موعظت

جو ۱۴ اکتوبر کو جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام انظر کیف نبین لھم الایٰت ثم انظر انی یؤفکون ۔ قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا

مریم کا بیٹا مسیح ایک رسول ہی تو تھا اُس سے پہلے اُس طرز اور اُس جنس کے جس قدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اُس کی ماں راست باز تھی۔ دونو ماں بیٹا کھانا کھاتے تھے۔ **دیکھو!** ہم کس طرح کھول کھول کر نشان بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو! باوجود ایسی پکی بات کے کہاں بھٹکتے ہیں۔ ان کو کہہ دو۔ کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے اجسام و اصنام کی پرستش کرتے ہو۔ جن سے نہ یہہ امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ خوش ہو کر کسی قسم کا نفع پہونچا سکیں۔ اور نہ اُن سے یہ خوف ہو سکتا ہے۔ کہ ناراضگی کی صورت میں کوئی نقصان پہونچا سکیں۔ وہ جامع جمیع صفات کاملہ جو مستحق جمیع عبادت و محامد ہو سکتا ہے۔ وہ اللہ ہے۔ وہی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور کامل علم رکھتا ہے۔ کہ قبول دعا کے بعد داعی کے مقصود کو پورا کرا سکے۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو۔ اور ایسے لوگوں کی خواہش نفسانی کے پیچھے مت لگو جو خود بھی بھٹکے۔ اور بہتوں کو بھٹکایا۔ اور راہ مستقیم سے بہک گئے۔ بنی اسرائیل کے کفار پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبانی لعنت ڈالی گئی۔ اور یہ نتیجہ تھا۔ اُن کے عصیان اور اعتداء کا اور اس کی وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ اُنہوں نے سوسائٹی میں امر معروف اور نہی منکر کرنا ترک کر دیا۔

دنیا پر **قرآن کریم** کا یہ احسان عظیم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو کاخۂ اُسی نے قائم کیا۔ جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ یہہ احسان فی الواقع ایسا احسان ہے۔ کہ جس کے یاد کرنے سے بال بال میں لذت بھر جاتی ہے۔ اور زبان اُس کے شکر کے ادا کرنے سے گنگی ہو جاتی ہے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ اگر دنیا میں قرآن کریم نہ آتا۔ تو کس قدر اندھیر تھا۔ اور کس قدر خوف ناک اندیشہ دنیا کے لعنت سے بھر جانے اور تباہ و ذلیل ہو کر نیست و نابود ہو جانے کا تھا۔ اپنے جیسی **مخلوق** کی پرستش میں مخلوق ڈوبی ہوئی تھی۔ جیسے اب تک وہ قومیں ڈوبی ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اس نور سے فیض نہیں اُٹھایا۔

جب میں دنیا کی اُس حالت پر نظر کرتا ہوں۔ جو ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھی۔ کہ کیسی گندی اور ناپاک اشیاء کی پرستش دنیا میں ہو رہی تھی۔ اور پھر اُس **نور** اور فضل پر غور کرتا ہوں۔ جو وہ رحمۃ للعالمین لے کر آیا۔ تو میرا رونگٹا رونگٹا اس قدر لذت سے بھر جاتا ہے۔ کہ اگر زبان کو بولنے کی پوری طاقت ملتی۔ تو اُس سے شیرینی کے فوارے نکلتے۔ جو تعلق قرآن عظیم نے انسان کا خدا کے ساتھ بتلایا ہے۔ دنیا کی کسی قوم کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ اُس قوم کو دیکھو۔ جو اپنے زعم میں ہمہ دانش بنے بیٹھی ہے۔ ایک عاجز انسان کو جو کھاتا پیتا اور پاخانے پیشاب کا محتاج تھا۔ خدا مانتی ہے۔ ایسے ضعیف انسان کو جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ **الفا۔ اومیگا** قادر مطلق اور ساری حکمتوں کا چشمہ کہا جاتا ہے۔ اور ذوالجلال قادر مطلق کر کے پکارا جاتا ہے۔ کس قدر **ابتلا** دنیا کے لئے تھا۔ دنیا کی عادت ہے کہ بادشاہ کی نقل کرتے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ **الناس علے دین ملوکھم** اگر قرآن کریم دنیا میں نہ آتا۔ اور اگر یہہ دُہائی دے کر بتلانے والی **عزیز** کتاب نہ ہوتی۔ جس نے اُس **فرضی** اور **مصنوعی** خدا کو انسان ثابت کرنے اور حقیقی خدا کی پرستش کو قائم کرنے سے احسان کا بار گراں انسان کی گردن پر رکھا۔ تو آج خدائے واحد کی عبادت کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ یہ اُسی کا طفیل ہے کہ تمام **ارض اللہ** کی مساجد میں کروڑوں بندگان خدا پانچ وقت **اللہ اکبر** کی صدا بلند کرتے اور اللہ تعالیٰ کو **صفات۔ عبادات اور ذات** میں یکتا تسلیم کرتے ہیں۔ یہہ صرف اوسی **عزیز** کتاب کا صدقہ اور اُس پاک رسول کا ذریعہ ہے۔ ورنہ مخلوق پرستی صلیب پرستی کفارہ پرستی اور ان کے بد بد نتائج کی لعنتی آگ خرمن عالم کو جلا ڈالتی۔ کاش کوئی **انسان** پرست قرآن کریم کی اس پر ہیبت حجت کو توڑ کر دکھاتا اور ثابت کرتا۔ کہ مسیح میں خدائی کا مشہود کرشمہ کون تھا۔ افسوس کوئی دلیل اُس کی خدائی پر موجود اور کوئی بھی سند نہیں۔ پھر ایسے ضعیف انسان کو جو ضعیفہ عورت کے پیٹ سے نکلا اور تمام انسانی خصائص

عافت نوٹ۔ اپنے مُنہ مٹھو تہذیب کے **مہاتما** اور علوم حقہ کے **دیوتا** ہندوستان کے رہنے والے عورت اور مرد کے توے متناسلہ کی پرستش کرتے تھے کیسی شرم ناک بات ہے۔ (ایڈیٹر)

ساتھ رکھتا ہے۔ کھینچ تان کر خدا بنایا جاتا ہے۔ اور ہم تو اس بات کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ کہ **نور افشاں** ہی کبھی اتنی مہربانی کرے۔ کہ کوئی خاصہ مسیح میں ایسا دکھائے۔ جو توریت کی انبیاء میں نہ ہو۔ کیسا آسان فیصلہ ہے۔ ادھر ادھر گھانس پھونس کو پنجہ مارنا بے سود ہے۔

ایک انگریز پادری اہ مار کر کہتا ہے کہ اگر **قرآن** نہ ہوتا۔ تو ساری دنیا عیسائی ہو جاتی۔ ہم **فخر** اور **خوشی** سے ہاں مبارک بادی سے کہتے ہیں۔ کہ بالکل سچ ہے۔ اور یہہ قرآن کریم ہی کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے دنیا کو **ابدی لعنت** اور عیسیٰ پرستی اور اس کے پرخطر نتائج کے جہنم سے بچا لیا۔

قرآن کریم کا ایک یہہ لطیف اور قابل غور طرز ہے۔ کہ وہ جو دعوے بیان کرتا ہے۔ اس کے دلائل بھی ساتھ ہی بیان کرتا ہے اس آیت میں غور کرو۔ کہ ما المسیح ابن مریم الا رسول الآیۃ س ۔ عربی زبان کی خوبیوں پر بے نے والے اور انشاء کی باریکیوں کو سمجھنے والے خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اس ترکیب میں کس قدر زور اور خوبی رکھی ہوئی ہے۔ ما المسیح یعنے خدائی اور فوق الانسانیت اس میں کوئی بات نہیں۔ وہ تو ایک رسول ہی ہے۔ اس رسالت سے بڑھ کر اس میں اور کوئی برتری نہیں۔ کتنا عظیم الشان دعوے ہے۔ جو قرآن نے ڈنکے کی چوٹ سے کیا ہے۔ مگر آج تک ایک بھی پادری نہ دیکھا۔ کہ جس نے اس کو توڑ کر دکھلایا ہو۔ قرآن شریف دعوے کرتا ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی خوبی مسیح میں بتلاؤ۔ جو اس کو خدائی کا تاج دار بناتی ہو۔ قد خلت من قبلہ الرسل الآیۃ س ۔ اس سے پہلے اس طرز کے رسول وفات پا چکے۔ میں نے یہہ آیت اس لئے پڑھی ہے۔ کہ اس پر غور کرنے سے اور اس کی ترکیب کو سوچنے سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے آج ہر ایک مسلمان کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ایسا ہی ہر مسلمان کو اللہ تعالےٰ کی **عظمت** ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو قائم کرنے اور اسلام کا جلال ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مسیح کی **وفات** پر ایمان رکھے۔ خاتم النبیین صلعم کے وجود کی ضرورت اور آپ کی بعثت کی برکات جب ہی ثابت ہو سکتی اور اسلام کی زندگی اسی وقت قائم رہ سکتی اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی عزت اسی صورت میں بحال رہ سکتی ہے۔ کہ مسیح کی موت کا اعتقاد رکھا جائے۔ مسیح کو **زندہ** ماننا تمام مفاسد کی جڑ ہر قسم کے شرک کا منبع اور توحید کا قاتل دشمن ہے۔ کیسی **دل** کو ہلا دینے والی اور روح پر لرزہ ڈالنے والی بات ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت (جو تمام فضیلتوں اور بزرگیوں کے سزاوار ہیں۔) تو ما محمد الا رسول الخ س پڑھ کر یہہ خیال کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ تحت قد خلت من قبلہ الرسل س میں داخل ہیں۔ مگر عاجز **ابن مریم** کو جو اس رسول کریم کی محامد اور فضائل کا خود مقر ہے۔ آسمان پر چڑھایا جاتا ہے۔

افسوس صد ہزار افسوس!

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را ندادند ایں فضیلت را

غرض یہہ ضروری بات ہے۔ کہ جیسے ایک مسلمان کلمہ پر اعتقاد رکھے ویسے ہی قرآن کریم کی عظمت اور اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت کے قائم کرنے کے لئے اس کا فرض ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو۔ کیونکہ مسیح کی خدائی۔ ابنیت اور کفارہ کی ٹانگ بجز اس کے نہیں ٹوٹتی۔ **دیکھو اور غور کرو!** قرآن کریم میں نوح علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہوا۔ ہود اور صالح علیہم السلام کی قوموں کی شرارتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں تک کہ لوط علیہ السلام کی ناپاک اور گندی قوم کا بھی ذکر ہوا۔ اور بڑے بڑے ہلا دینے والے الفاظ میں نافرمانوں اور سرکشوں کا ذکر ہوا۔ مگر تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا ۵

ایسی خوف ناک آیہ اسی ناشدنی عقیدہ کی نسبت ہی آئی ہے۔ اسی ایک بدعقیدہ پر جو تمام برائیوں کا مخزن اور ہر ایک قسم کی بد اخلاقی اور شیطنت پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ کہا گیا۔ تکاد السموات آسمان پھٹ پڑیں۔ زمین شگاف شگاف ہو جاوے۔ پہاڑ چور چور ہو کر گر جائیں۔ اس بات کے سننے سے کہ خدا لم یلد و لم یولد کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ یہی وہ ناپاک اعتقاد ہے۔ جس نے زنا۔ شراب۔ انبیاء کی ہتک۔ خدا کی بے عزتی اور دہریت کو دنیا میں پھیلایا۔ کوئی بدی اور جہان بھر کا شر نہیں۔ جو **مسیح کو زندہ** ماننے اور **ابن اللہ** ماننے سے نہ پیدا ہوتی ہو یہہ ایسا اعتقاد ہے۔ کہ اس سے آسمان پھٹ پڑے۔ اور زمین شگاف شگاف ہو جاوے۔ کتنا بڑا احسان ہے۔ اس رب کریم کا کہ قرآن کو بھیج کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اس لعنت سے دنیا کو بچا لیا۔ جو اس بدعقیدے کے سبب پھیلی۔ اور قریب تھا کہ آسمان اس سے پھٹ جاتے۔ زمین قوموں کو نگل جاتی۔ یہہ اس رحمۃ للعالمین کے وجود باجود کا ذریعہ ہے۔ کہ زمین قائم ہے۔ اور آسمان استادہ ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سبب نظام عالم

قائم ہے۔ یہ دعوے نہیں حقیقی بات ہے۔ **تقویٰ** - **عفت** - پرہیزگاری اور تمام نیکیاں جو اس وقت ہو رہی ہیں۔ یا آئندہ ہوں۔ وہ قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کی پاک تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور ان ہی سے نظام عالم قائم ہے۔ آج بھی مجھے اس بات کے کہنے سے ذرا شرم نہیں کہ قرآن کریم کی پاک تعلیم کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور دنیا میں فسق و فجور بڑھ گیا تھا۔ اور دوسری طرف نصرانیت کے عقیدۂ تثلیث و کفارہ اور ابنیت مسیح نے نظام عالم کو تباہ کرنے والا شر مچا رکھا تھا۔ اور یقیناً قریب تھا کہ قیامت کبریٰ قائم ہو جاتی۔ کہ اسنے میں اپنی مستمرہ عادت کے موافق خدا نے وقت پر دستگیری کی۔ اور اپنے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ جس نے پھر اس پاک تعلیم کو زندہ کیا۔ اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار پکار کر اور دلائل اور براہین سے کہا اور دکھایا۔ اور منوالیا کہ مسیح ایک رسول تھا۔ اور دوسرے اپنے ہم جنس رسولوں کی طرح ایک وقت مقررہ تک دنیا میں رہ کر اٹھ گیا۔ اس میں کوئی ایسی خصوصیت پیدا نہ کرو۔ جس سے خاتم الانبیا کی ہتک شان اور خدا کی بے عزتی لازم آوے۔ وہ محض انسان ہے۔ اسے لوازم بشری سے مستغنی نہ مانو۔

خدا نے آسمان سے دیکھا۔ کہ زمین دوبارہ اس کے جلال سے بھر گئی۔ اس لئے اس کے غضب کی آگ تھم گئی۔ مگر اب بھی اگر سچی توحید اور مسیح کی موت کا عقیدہ روحوں میں راسخ نہ ہوا۔ تو بڑا خوف ہے۔ پھر فرمایا۔

اس کی ماں راست باز تھی۔ خدا کی ماں کہاں؟ اور پھر کہا کانا یاکلان الطعام وہ دونو کھانا کھاتے تھے۔ پیٹ ایک ایسی بلا ہے۔ کہ جس کو پیٹ لگ گیا۔ وہ ہر طرح سے محتاج اور سب کا دست نگر ہو گیا۔ کسی عیسائی سے پوچھو کہ کیا ایسا ضعیف انسان جس کو بھوک لگے۔ اور کھانا کھائے۔ کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ لکھا ہے۔ کہ ایک بار مسیح ایک انجیر کے درخت کے پاس گیا۔ جب کہ اسے بھوک لگی۔ مگر وہاں خاک بھی نہ تھا۔ کیا ایسی محتاج اور بے علم ہستی خدا یا ابن خدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اب کیا کوئی پادری ہے۔ جو ان واقعات صحیحہ اور حقہ کی تردید کرے؟

اچھا اور چلو اقل العبدون من دون اللہ۔ الآیۃ۔ کیا اللہ کو چھوڑ کر جو جامع جمیع صفات کاملہ ہے۔ اور تمام برائیوں اور صفات ناقصہ سے منزہ ہے۔ ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو۔ جو نہ تمہیں کچھ نفع پہونچا سکتی ہیں۔ اور نہ گزند پہونچا سکتی ہیں۔ بالطبع عبادت اور پرستش انسان اسی ہستی کی کرتا ہے۔ جس سے اس کو امید ہو کہ وہ خوش ہو کر نفع پہونچائیگی۔ یا اگر ناراض ہو جاوے تو نقصان پہونچاوے گی۔ مگر اب مسیح بیچارہ عاجز انسان جس نے دنیا کا ایک کیڑا اور تنکا تک بھی پیدا نہیں کیا۔ جو خود اپنے عجز اور بے کسی کا اظہار یوں کرتا ہے۔ کہ افسوس لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوائی پرندوں کے لئے بسیرے ہیں۔ مگر ابن آدم کے لئے جگہہ نہیں۔ کہ اپنا سر دھرے۔ کیا وہ ضار و نافع اور معبود ہو سکتا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ پھانسی کے وقت اسے کہا گیا۔ کہ اگر تو سچا ہے تو پھانسی پہ سے اتر آ۔ مگر وہ کچھ نہ بولا۔ ایسا انسان جو اپنے آپ کو دوسروں کے نیچے سے نہیں چھڑا سکتا۔ وہ کسی اور کو کیا ضرر پہونچائیگا۔ اللہ ہی ہے۔ جو ہر ایک کی دعا سنتا ہے۔ اور وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کوئی عیسائی دعوے نہیں کر سکتا کہ **قبولیت دعا** کا اسے فخر ملا ہے۔ یہ فخر اگر کسی کو ہو سکتا ہے۔ تو ایک سچے مسلمان اور ایک خدا کے ماننے والے مومن کو مل سکتا ہے۔ اور الحمد للہ ہم آج آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ جو حکماً عدلاً ہو کر آیا۔ اور یہ زندہ اعجاز **خدا تعالےٰ** کے مسیح ہونے کا تازہ ثبوت لے کر آیا۔

علیم کے لفظ سے یہ امر ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ **علوم حقہ** سے صرف خدائے واحد ہی کے پرستار بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اور مخلوق پرست پر علوم حقہ کے دروازے نہیں کھلتے۔ قل یا اہل الکتاب لاتغلوا الآیۃ۔ ان کو کہہ دو۔ کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں زیادتی نہ کرو۔ اور ایسے گمراہوں کے نقش قدم پر نہ چلو۔ جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر بری راہوں پر چلے۔ بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے۔ اون پر خدا نے لعنت کی **داؤدؑ** اور **مسیحؑ ابن مریمؑ** کی زبان سے اور یہ اس لئے ہوئی تھی کہ وہ حد اعتدال سے بڑھ نکلے۔ اور نافرمانی کے لئے متجاوز کر گئے۔ بنی اسرائیل کا ایسا حال ہو گیا تھا۔ کہ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف قطعاً چھوڑ دیا تھا۔ چھوٹے بڑوں کی شرارتوں پر اور بڑے چھوٹوں کی شیطنتوں پر رضامند ہو گئے تھے۔ اس لئے مسیحؑ اور داؤدؑ کی لسان سے اُن پر لعنت برسی۔ خدا تعالےٰ کا کمال فضل ہے۔ کہ اس نے نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کی [illegible] امت محمدیہ کو دی۔ کنتم خیر امۃ اخرجت [illegible]

پس ہمارے مسلمان بھائیوں کو مناسب ہے۔ کہ اس **مقدس** اور **قابل ناز** خطاب کی پرواہ کریں۔ اُن کو سزاوار ہے۔ کہ گناہوں سے خود نفرت کریں۔ اوروں کو نفرت دلائیں۔ نیکیوں سے پیار کریں۔ اور اوروں کو نیکی کی راہیں بتائیں۔ اب پھر وقت آیا ہے۔ کہ دنیا میں سوکھے ہوئے درخت ہرے ہوں۔ خدا تعالےٰ کے فضل کی بارش ہو رہی ہے۔ زمانے کا امام آیا ہے۔ جو **ابن مریم** کے نام سے آیا ہے۔ اور اُس کو **داؤد** بھی کہا گیا ہے۔ پس بڑی ضروری اور خطرناک بات ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اُس کے مقابلہ میں گندی اور ناپاک کوششیں کرنے والے اور اُس سے منہ پھیرنے والے اُس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیح ابن مریم کی زبان سے ہوئی۔ خدا تعالےٰ مجھ کو اور آپ لوگوں کو توفیق دے۔ کہ ہم زمانے کے امام سے وہ باتیں سیکھیں۔ اور اون پر عمل کریں جو وہ سکھانے کے لئے آیا ہے۔

آمین

فٹ نوٹ ۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب نے خطبہ میں ختم کرنے سے پیشتر یہ فقرہ کہ "اوس لعنت کے نیچے آجاویں۔ جو داؤدؑ اور مسیحؑ ابن مریم کی زبان سے ہوئی" فرمایا۔ اون کے دل لرزاں کی حالت کے آثار چہرہ سے نظر آتے تھے۔ اور خاص جوش تھا۔ ادھر اُسی وقت حضرت **اقدس امام ہمام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عین خطبہ میں اسی فقرہ کے قریب **الہام** ہوا۔ کہ "**یہ لعنت ابھی دنیر آباد میں برستی ہے**" یہ منذر الہام جو اپنا اثر پاک دلوں اور سلیم فطرتوں پر پیدا کر سکتا ہے۔ اُس کا ذکر ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ مولوی صاحب کے **صدق و سداد** اور قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت کا ذکر بھی جو اُن کو ہے۔ یہیں چھوڑتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالےٰ نے اُن کے صدق پر اس الہام کے ذریعہ گواہی دی ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ ہم صرف یہاں یہ امر بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس الہام اور حضرت مولانا صاحب کے طرز بیان سے اور اس الہام سے ہمارے دل میں پیدا ہوا کہ اگر اس رکوع کو زمانہ حال کی حالت پر چسپاں کریں۔ تو اوس سے ہمکو بہت مفید باتیں مل سکتی ہیں۔ چنانچہ غور کرنے سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ کل آیات گویا آجکل ہی کیلئے تھیں۔ اور لاریب ہیں۔ یہی تو قرآن کریم کی خوبی ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ میں تازہ اور زندہ کلام ہے۔

ہم اسوقت صرف دو باتوں کا ذکر کرینگے۔ ناظرین اگر زیادہ تدبر کریں تو وہ اور بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ما المسیح ابن مریم الا آیۃ بیان فرمانیکے بعد قل اتعبدون من دون اللہ الخ کا ارشاد ایسا موزون اور مناسب ہے۔ کہ اُسکی ترتیب میں جتنا غور کریں۔ لطف بڑھتا اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ معلوم دیتا ہے۔ کہ دلائل اور براہین پر جب یہ نہیں مانتے تو پھر ان کو بتلا دیا جاوے۔ کہ تم ایسی چیزوں کے پرستار ہو۔ جو نافع اور ضار نہیں۔ اور تم کو ان سے ہٹانے والا اللہ **سمیع العلیم** کا فرستادہ ہے۔ جس سے یہ راز کھلتا ہے۔ کہ جو مامور من اللہ آتا ہے۔ پہلے وہ عام دلائل اور مشاہدہ صحیحہ میں آئی ہوئی بدیہی باتوں سے اتمام حجت کرتا ہے۔ اس پر بھی نادان اگر نہیں مانتے۔ تو اُس کو ضروری ہوتا ہے۔ کہ **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ دکھاوے۔ چونکہ انسان کا جس چیز سے تعلق اور محبت ہو۔ اوس چیز کے اظلال اوس میں پائے جاتے ہیں۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک مٹی کا ذکر لکھا ہے۔ جس کو ہم تسہیل مطالب کیلئے لکھتے ہیں۔

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے +
رسید از دست محبوبے بدستم +
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری +
کہ از بوئے دلاویز تو مستم +
بگفتا من گلے ناچیز بودم +
ولیکن مدتی با گل نشستم +
جمال ہمنشیں در من اثر کرد +
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم +

اور یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ صحبت میں اثر ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھنے والا اور اوس کی طرف منسوب ہونے والا اپنے اندر وہ اظلال و آثار ضرور رکھے گا۔

مسیح علیہ السلام کے اس قصہ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اُس کے **قدم** پر آنے **والا** مسیح جو چودھویں صدی کا **امام** اور حکم ہوگا۔ دلائل و براہین سے نادان منکر نہ مانیں گے۔ تو آخر **سمیع العلیم** خدا کا کرشمہ ظاہر ہوگا +

اور جیسے عام طور پر **امام** کا خاصہ ہونا چاہیئے۔ کہ **قبولیت دعا** اور **علوم حقہ** کے دروازے اُس پر کھلیں اوس پر کھولے جائیں گے۔ اور مخالف! اہ! خائب و خاسر مخالف! اُس کو گزند پہونچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ اون کی تدابیر سیئہ سے اوس کو واقف کرے گا۔ اور اوسکی دعاؤں سے اون سے محفوظ رکھیگا۔ **قبولیت دعا** کا نشان اوسے دیا جاوے گا۔ جو **السمیع** کے لفظ سے پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آج وہ وقت ہے کہ امام زمان نے اس نشان کو بڑے دعوے سے بیان کیا ہے۔ کہ جس قدر دعائیں میری قبول ہوئی ہیں۔ کوئی مقابلہ کرے۔ اور یہ نشان خصوصاً مجھے ملا ہے۔ جیسا ہر ایک امام کو ملتا ہے۔

العلیم کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اوسکو علمی رنگ کا نشان بھی دیا جاویگا۔ اس **علمی** رنگ کے نشان دو قسم کے نشان ہوں گے۔ ایک تو جیسے **علیم** کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے **اظہار غیب** کیونکہ خدائے علیم تو حالات مستقبلہ بھی خوب جانتا ہے اوسپر بھی بعض امور واقعات آئندہ کی پیشگوئیوں کے رنگ میں کھولے جائیں گے۔ اور پھر **علوم حقہ** کا باب بھی کھلیگا۔

چنانچہ الحمد للہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ کہ **عربی تصانیف** کا دریائے کس زور شور سے بہ رہا ہے۔ اور پیشگوئیوں کا سلسلہ بھی ایک لمبا سلسلہ ہے جنمیں سے ہزارہا پوری ہو چکی ہیں اور خدا کا بیقیاس فضل ہم پر ہے۔ کہ ہم ہر روز ایک نشان دیکھتے ہیں۔

پس العلیم کے لفظ میں دو نشانوں **پیشگوئیوں**

شناختِ امام

کسی راستباز اور **مامور من اللہ** کی پوری اور سچی کامیابی کا معیار وہ **فتح** ہے۔ جو اُس کو اُن دلوں پر حاصل ہوتی ہے۔ جن تک وہ اپنا نہیں..... اُس خدائے لایزال کا پیام پہونچاتا ہے۔ جس نے اُس کو **مامور** کرکے اصلاح دنیا کے لئے بھیجا ہے۔ اور پھر اُن **مفتوح** اور **مسخر قلوب** میں سے۔ اُن دلوں کو اپنے سلاسل اطاعت میں اسیر کر لینا اوس کی **فتح** کی شان کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ جو اپنی نوعیت اور حیثیت میں بہت سے پہلوؤں میں اُس کے ہم شکل ہوں۔

انسان کی فطرت میں ایک یہہ قوت بھی ودیعت رکھی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے ہم شکل و ہم جنس کی اطاعت پر خوش نہیں ہوتا۔ اور پھر اپنے ہم ملک اور ہم قوم کی اطاعت پر اور بھی سستی سے قدم اُٹھاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اگر وہ **مطاع** اُس کا ہی ہم شہر یا ہم محلہ اور اُس کی ہی برادری سے ہو۔ تو اور بھی کم رجوع کرتا ہے۔ یہی وہ **راز** یا **سر** ہے۔ جو **مامور من اللہ** کی اطاعت اختیار کرنے میں اکثر لوگوں کے لئے سدّ راہ ہو جاتا ہے اصل بات یہہ ہے۔ کہ ایسی غیرت و حمیت کے ہوتے ہوئے اگر انسان پھر **مامور من اللہ** کی شناخت کرکے اُس کے پیچھے ہو لے۔ تو **لاریب** وہ **مدارج علیا** کا حق دار ہو جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہی وہ راز ہے۔ جو **مامور من اللہ** کے ساتھ ہونے والوں کو **فوز عظیم** کے وعدے دیئے گئے ہیں اور یہ بات ہے بھی سچ۔ کیونکہ زیادہ قابل عزت و وقعت وہی انسان سمجھا جاوے گا۔ جو قوائے شہوانی اور جذبات نفسانی رکھتا ہؤا بھی اور حسین و جمیلہ لڑکیوں کے گروہ میں رہ کر بھی پاک باز اور عفت مآب ثابت ہو۔ وہ مخنث فطرت جس کو ایسے قوے سے بہرہ ہی نہ ملا۔ اپنی کیا خوبی اور عظمت بتلا سکتا ہے۔

پس انسان میں فطرتاً ایسے خواص کا ہونا کہ وہ اپنے ہم جنس انسان کی اطاعت کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف دیکھے۔ اور پھر کرے۔ اُس کی **ترقی مدارج** کا موجب ہے۔ اور یہی وہ راز ہے۔ جو **نادان** ظاہر پرست اور کوتاہ اندیش لوگوں نے نہ سمجھ کر خلق **شیطان** پر اعتراض کیا ہے۔ شیطان در اصل انسانی مدارج کی ترقی کا ایک ذریعہ ہے مگر بد باطن اور کمزور طبیعت کے لوگ اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

یہ ایک سچی فلسفی ہے۔ زہریلی اشیاء مثل سم الفار وغیرہ دنیا میں موجود ہیں۔ کیا **خدا** نے اُن کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ نادان انسان کھا کھا کر ہلاک ہوں؟ یا ایک دوسرے کی ہلاکت کا موجب ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں وہ تو انسان کی زندگی کی ایک ممد اور معاون چیز ہے۔ اور اُن ہزارہا زہروں کی تریاق ہے۔ جو انسان کی اپنی غلط کاریوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اصل یہی ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ مگر انسان کا استعمال اُسے مضر بنا لیتا ہے۔

ہم ایک اور بات بھی بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں ان اشیاء میں ایسے خواص اور قلوب انسانی میں ایسے مادے بغرض اصلاح انسان رکھے گئے ہیں۔ جو بہ ظاہر اُس کی اصلاح کے دشمن اور جان کے لینے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ وہاں اُن پر غلبہ پانے اور اقتدار حاصل کرنے کے قوے اوس سے زیادہ قوی موجود ہیں۔ لیکن چونکہ اول الذکر **دل چسپ** اور خوش نما نظر آتے ہیں۔ نادان اور ضعیف انسان اُن کا استعمال اور دوسروں کا عدم استعمال شروع کر دیتا ہے۔ پھر حسب قانون مستمرہ قدرت اول الذکر اپنی زہر پیدا کرتے ہیں۔ اور آخر الذکر کا تریاق کم ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زہر غالب آ جاتی اور تریاق کو بھی زہر کر لیتی ہے۔ انسان کی **انٹی لیکچوال پاوَرز** (قوائے ذہنی) کے فلسفہ پر غور کرنے سے ان باتوں کی تفتیش اور تحقیق میں ایک خاص لذت ملتی ہے۔

بہرحال انسان میں ایسے قوائے فطرتاً موجود ہیں۔ جو اُس کو اپنے ہم جنس کی اطاعت کی اجازت دینا نہیں چاہتے۔ **ورنہ کیا بھید تھا؟** جو ہر ایک آنے

رسول کو کہا گیا۔ ما انا بدعا من الرسل۔ اور پھر اس میں کیا مصلحت ایزدی ہے۔ کہ رسول اُسی ملک کا باشندہ اور اُسی قوم کا ایک فرد آتا ہے جس ملک اور قوم کی طرف وہ مامور ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ اُس کی اطاعت کی طرف وہ اور بھی کم جھکنے کا اظہار کریں گے۔ ورنہ ہو سکتا تھا۔ کہ کسی دوسرے ملک اور قوم میں سے آجاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ اعلیٰ مدارج کیونکر ملتے۔ غرض ہم نے مختصراً اس راز کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ اوسی قوم اور ملک میں کا یا یوں کہو کہ رسول مبعوث کیوں آتا ہے؟ اس بیان سے ہمارا مقصد یہ تھا۔ کہ باوجود ایسی رکاوٹوں کے جو طبعاً انسان کے لئے ایک صداقت کے قبول کرنے کے راہ میں ہوتی ہیں۔ پھر اگر ایک دل بھی پوری محبت ہاں ایسی محبت کے ساتھ جو اُس کو اپنی جان اپنے عزیز و اقارب یہاں تک کہ اپنے مربی و محسن والدین کو بھی اُس ایک انسان کی محبت پر قربان کر دینے کو آمادہ کر دے اور اُس کے ساتھ ہو لے تو یقیناً سمجھو۔ اُس آنے والے نے ایک قابل ناز فتح حاصل کی۔ اور اگر وہ ایسے بہت سے دلوں کو تسخیر کر لے۔ اور اپنا گرویدہ بنا لے۔ تو پھر اُس کے عظیم الشان۔ مظفر و منصور ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہہ مضمون ایسا لذیذ ہے۔ کہ جی چاہتا ہے۔ کہ لکھتے جائیں مگر طوالت کا خیال مانع ہے۔ اس لئے اب مختصر کرتے ہیں۔

اس اصول کے بعد ہم یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایک مدعی مامور من اللہ ہونے کا دعوے دار ہے۔ اور وہ کسی دور دراز ملک اور دیش سے نہیں آیا۔ نہ ایسا ہے۔ کہ ہم اُس کی زبان سے اور وہ ہماری بولی سے آشنا ہی نہیں۔ وہ ہم میں سے ہی ایک ہے۔ اسی پنجاب کا رہنے والا ہے۔ اُس نے ہم میں ہی پرورش پائی۔ اور بڑھا۔ اب اُس کے دعوے کی صداقت کے لئے ہم اتنا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اُس نے ایسے دلوں پر فتح پائی ہے۔ یا نہیں؟ ہم اون تمام خوارق اور معارف اور اعجازی امور کو جو اُس کے ہاتھ سے سرزد ہوئے چھوڑتے ہیں۔ صرف یہی ایک بات دیکھتے ہیں۔ کہ وہ تسخیر قلوب میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ ہاں! بے شک اُس نے ایسے دل حاصل کئے ہیں۔ اور اون روحوں پر اپنا سکہ جمایا ہے۔ جن پر فتح پانا انسانی کام نہ تھا۔ اور پھر ایسی فتح کہ جان۔ مال۔ عزت۔ ابرو۔ سب کچھ اُنہوں نے اُس کے ہاتھ میں دے دی۔ بے شک یہہ ہے۔ فتح مندی یہہ ہے۔ وہ کامیابی جسے کامیابی کہنا چاہئے۔ اور پھر ایک نہیں۔ دو نہیں۔ دس نہیں۔ ہزاروں دل ایسے اپنی سلک اطاعت میں منسلک کئے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ارادت اور عقیدت رکھتا ہے۔ وہ مدعی کون ہے؟

عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ابدہ اللہ الودود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کامیابی کے اظہار کے لئے اگر ہم دفتروں کے دفتر لکھیں۔ تو ختم نہ ہوں۔ ہم صرف ذیل میں اون تسخیر شدہ دلوں میں سے ایک دل کا ذکر کرتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے الفاظ میں نہیں۔ بلکہ خود اُس کے اپنے ہی الفاظ میں جو روح اور راستی کے ساتھ ایک عظیم الشان طاقت و قوت کی بنا پر جو اُس کی روح کو حاصل ہوئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُس نے اپنے ایک خط کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں۔ اس مسخر دل سے ہمارے مخدوم و محسن جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی مراد ہیں۔ اور یہہ خط اُنہوں نے اپنے ایک قدیم دوست چودھری نصر اللہ خاں صاحب پلیڈر سیالکوٹ کے نام بطور تبلیغ لکھا ہے۔ خط پر ہم کیا ریمارک کریں اسے صرف ناظرین ہی کی غور و فکر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ دیکھیں گے۔ کہ کس سچے جوش اور ارادت سے تبلیغ کی گئی ہے اس سے یہہ امر بھی ثابت ہوگا۔ کہ مولوی صاحب کو چوہدری صاحب ممدوح سے کس قدر محبت ہے۔ کیونکہ انسان جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اپنے احباب کے لئے بھی اُسے عزیز رکھتا ہے۔ ہم کو اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ اُن کو امام الوقت کے ساتھ کہاں تک ارادت ہے۔ کہ مال۔ باپ۔ عزیز و اقارب کی محبتوں تک کو وہ اُس کی محبت میں سرد کئے بیٹھے ہیں۔ ناظرین پڑھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ایسے اشخاص کا حضرت اقدس کے پیچھے ہو لینا۔ کیا کم کامیابی ہے؟ سوچو! اور پھر سوچو! جناب مخدومنا مولانا مولوی نور الدین صاحب کے حالات سے جو واقف ہیں۔ اُن کو اور بھی غور کرنے کے لئے ایک وسیع میدان ملے گا۔ کہ کیونکر ایک شخص کی اطاعت کے لئے جو درحقیقت اللہ اور رسول کی اطاعت ہے۔ وطن چھوڑا۔ مال و دولت چھوڑی اعزاز چھوڑا۔ اور سب کچھ چھوڑا۔ الغرض ایسے ہزارہا لوگ ملیں گے۔ جنہوں نے اس امام کو پہچانا۔ اور اوس کے پیچھے ہو لئے ہیں۔ اور الحمد للہ ہم بھی علی الاعلان اظہار کرتے ہیں۔ کہ خدا نے ہم کو بھی توفیق دی کہ اس امام کو پہچانیں اور اُس کے پیچھے ہو لیں۔ خدا تعالےٰ

ہم کو اور اُن تمام احباب کو جو اس نعمت کو پا چکے ہیں۔ استقامت نصیب کرے اور اُس غرض کو سمجھا دے۔ جس کے لئے وہ امام ہو کر آیا ہے۔ آمین۔

بالآخر ہم پھر ایک بار کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس **خط** کو ہمارے مخالف خصوصاً غور سے پڑھیں۔ کیونکہ اس میں اُن کے لئے **نور** ہے۔ اور اُسمیں ایک **راست باز** کی شناخت کی راہ نظر آتی ہے۔ ہمارے دوست اس خط کو ایک دوسری نظر سے پڑھیں۔ اور وہ اپنے اندر ٹٹول کر دیکھیں۔ کہ جب تک انسان **امام** کے ساتھ تعلق پیدا کر کے دنیا اور اہل دنیا کی **محبتوں** کو اُس کی محبت پر قربان نہ کر دے۔ وہ سچا متبع نہیں ہو سکتا۔ اس **گرامی قدر** خط کے سچی ارادت اور حقیقی عقیدت سے لکھے جانے کا ہمارے پاس یہ قوی اور زبردست ثبوت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُس کو قبولیت کا درجہ دیا۔ یعنے **حضرت اقدس** امام الزمان سلمہ اللہ الرحمٰن نے اتفاقاً اُسے پڑھا۔ اور اپنے جدید اور **ضروری رسالہ ضرورۃ الامام** کا ایک جزو قرار دیا۔ آخر میں دعا ہے۔ کہ جس **نیت** اور **غرض** کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے پورا کرے۔ اب ہم وہ اصل خط درج کرتے ہیں۔

وہو ہذا

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ

اما بعد

من عبدالکریم الی اخی و حبی نصر اللہ خاں۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے۔ کہ کچھ درد دل کی کہانی آپ کو سناؤں ممکن ہے۔ کہ آپ بھی میرے ہمدرد بن جائیں۔ اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی۔ محرک قلوب اپنے بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا۔

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدم ہوں۔ ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں۔ ضرور ہے۔ انسانی کمزوری۔ تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو۔ بطن عورت سے نکلا ہوا اگر اور عوارض اسے چمٹ نہ جائیں۔ تو سنگ دل نہیں ہو سکتا۔ میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المریض موجود ہے۔ میرا باپ بھی ہے۔ (اللھم عافہ و والہ و وفقہ للحسنٰی) میرے عزیز اور نہائت ہی عزیز بھائی بھی ہیں۔ اور اور تعلقات بھی ہیں۔ تو پھر کیا میں پتھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو مہینوں گذر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں۔ یا کیا میں سودائی ہوں۔ اور میرے حواس میں خلل ہے۔ یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نابلد محض ہوں۔ یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرتے ہیں اپنے کنبہ اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں۔ یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بھروپ بدلنے والا قلاش ہوں۔ **یعلم اللہ والملائکۃ یشہدون**۔ کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں۔ **و لا ازکی نفسی و لکن اللہ یزکی من یشاء**۔

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے۔ جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے۔ بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **امام زمان کی شناخت**۔ اللہ اللہ یہ کیا بات ہے۔ جس میں ایسی زبردست قدرت ہے۔ جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ میں بہ قدر استطاعت کے کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں۔ اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں۔ کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتد بہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمح انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ **واللہ ثم تاللہ** ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا۔ لوگوں کو سناتا۔ جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاق وعظ کرتا۔ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا۔ اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا۔ **لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون** ۲۸ میں دوسروں کو رولاتا۔ پر خود نہ روتا۔ اوروں کو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا چونکہ منتہیٔ ریا کار اور خود غرض مکار

نہ تھا۔ اور حقیقتاً حصول جاہ و دنیا میرا قبلہ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کر کے بہت خیالات آتے۔ مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ و روے فکر نہ آتا اور ایمان ایسے جھوٹے خشک عقلوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا۔ آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک لپک کر اخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احیاء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور اور کثیر کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بہ توجہ پڑھیں۔ اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی۔ اور بحمد اللہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کی کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے۔ کہ میں اس کا کم و کیف بیان نہیں کر سکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا۔ اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی بہت حاصل ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہو گئے۔ مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی۔ آخر بڑے حیص بیص کے بعد مجھ پر کھولا گیا۔ کہ زندہ نمونہ یا اُس زندگی کے چشمہ پر پہونچنے کے سوا جو اندرونی الائشوں کو دھو سکتا ہو۔ یہ میل روح سے اُترنے والی نہیں۔ ہادی کامل خاتم الانبیاء صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ نے کس طرح صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا۔ اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت و جبروت کو مجرد الفاظ اور علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں قلوب پر نہیں بٹھایا۔ بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونوں۔ اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیاپے ظہور نے ایسا لازوال سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے۔ اور اُس کا ابد الدھر تک قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور افسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے علمی اور عملی طور پر حامل قرآن علیہ صلوات الرحمٰن کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ الودود کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے میں نے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا۔ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے۔ اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے "ضرورت امام" پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے۔ جو عنقریب شائع ہو گا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپ کے باقاعدہ حسن ظن کو اور ان سب پر آپ کی نیکدل اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا۔ اور آپ کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے۔ اور جیسی گناہ سوز آگ قرآن سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ وہ کہاں ہے میں خدائے رب عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اُس کی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے۔ کہ دل میں کوئی خوف ناک تبدیلی پیدا نہ ہو جائے دنیا کا خوف چھوڑ دو۔ اور خدا کے لئے سب کچھ کھو دو۔ کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۹۸ء

عاجز عبد الکریم از قادیان

الانذار

جلسہ طاعون کی مفصل تقریریں اور حضرت اقدس کی کل کارروائی درج کی گئی ہے۔

میر حامد شاہ صاحب کی بیدار کرنے والی نظم اور چوہدری رستم علی صاحب کا قصیدہ بھی شامل ہے۔

بااین ہمہ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

جملہ درخواستیں باجازت وی پی ایڈیٹر الحکم کے نام ہو۔

مراد وت کے ساتھ درس کتاب الدین حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہو کر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاویگا۔ اور مبلغ اسی گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۵ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاوینگے دیا جاویگا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودھ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاوے گا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودھ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا۔ اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی +

المشتہر

مسٹر۔ جے۔ جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ✦ نہ رہے کوئی لاولد مضطر

اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ✦ لعل و دُرِ یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار ظرفا اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مریضوں کو بحال کرائیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خریج واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ و صحت کے طالبوں کے آرزومند بہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر **نمبر اوّل** کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو انگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر اُمید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پا۔ یہ دوا کس قدر گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ؎ برباد وہ ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب فشار خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عہ		ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	کیہہ	صہ		تیجا۔ چوتھیا تدنانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عہ		سرسام	عا

المشتہر: شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیل اگزامیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں۔ میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ آنکھ سے پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بکثرت اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اس لئے کم رکھی ہے۔ کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے۔ مبلغ ۱۰ ممیریکا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ ۱۰ خالص ممیریکا ماشہ ۱۰ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے۔ المشتہر۔ پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور دپنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

انہیں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ممیریکا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے پانی جانا۔ دھند۔ سوتر۔ ہرقسم کے موتیا اترتے ہیں۔ جالن۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اندر سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیا شے نہیں ہے۔ اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں کہیں ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا ہر کو پاس رکھنا چاہئے۔ اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیریکا سرمہ مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر جی۔ ایم۔ مسلنگلے صاحب بہادر ایم ڈی سی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

میں بڑی خوشی سے ممیریکے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں۔ کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک بیرعلاج مسمات اتم دیوی بیوہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ کو کئی آنکھوں کی تکلیف خارش ہونے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے۔ آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں۔ انہیں سے کثرت سے موتی نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳۔ جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شاید آپ جناب کو یاد ہوگا۔ کہ بندہ نے آپ سے ممیریکا سفید سرمہ منگوایا تھا۔ جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکان دار سے دو لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پکی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا رد پوش ہو گیا۔ اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے۔ اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے۔ لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سرمہ ممیریکا) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں۔ لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیریکا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں۔

راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ۔

۴۔ جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے۔ جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی۔ اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے۔ اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا۔ جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۹۸ء کو جمع کیا گیا۔

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

اخبار الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۳۴ | قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۸ نومبر ۹۸ء | جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھ کر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا۔

مندرجہ ذیل اشیا ہماری معرفت مل سکیں گی۔

۱۔ زیورات چاندی و سونا۔ ہر قسم صرف ۱ر سینکڑہ کمیشن لی جاوے گی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ بیج بند وغیرہ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔

ازار بند ۸ر سے لے کر ۵ تک

پراندے ۴ر سے لے کر ۵ تک

بیج بند ۵ر سے لے کر ۵ تک

۳۔ زیورات میں ڈوڈے جس قسم کے چاہیں ڈال دیئے جاویں گے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر پر ۱ر روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکے گی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں۔ اور باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں۔

غلام محمد و الہ بخش علاقہ بند مالکان احمدیہ ایجنسی کٹڑہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

www.aaiil.org

سچے اور جھوٹے کی پہچان کسی کی پہچان انگلیاں برابر نہیں۔ اس کا امتحان ضروری ہے اور اس کا فیصلہ

سچائی کا فیصلہ

شرطیہ
صحت جسمانی کے طلبگار
اس کو پڑھو اور ایک شرطیہ آزمائیں

مفت
صحت جسمانی کے طلبگار
اس کو پڑھو اور ایک شرطیہ آزمائیں

نوٹ
ہر چیز کو استعمال
دوا کے ساتھ ہوگا فرما
کی تعمیل قیمت طلب پر
سے ہوگی۔ محصول و کمیشن
ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواستیں نام
مشتہر مندرجہ ذیل آنی چاہئیں۔

نوٹ
درخواست کنندہ کو
لازم ہے مرض کا مفصل حال
لکھ کر بھیجے اور جس اخبار سے اشتہار
ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی
دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے۔

اکسیر حافظہ

فوائد اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ ہر ایک شخص خصوصاً طلبا کو اس کی شدید ضرورت ہے۔ دو ہفتہ کیواسطے عمر۔ ماہ کیواسطے عمر ۸ قیمت ۵ کیواسطے للعمر غریب طلبا کو بتصدیق ہیڈ ماسٹر نصف قیمت پر

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اس کے جلانے اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے فی پوڑیہ ۸ ہو مفت تقسیم کرنیوالوں کو ۴ پوڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۴ خرچ روانگی پر مفت

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ درد شکم۔ قولنج۔ نفخ۔ اسہال۔ کھٹی ڈکار۔ ضعف معدہ کے دور کرنے اور بھوک لگانیکو مفید۔ قیمت فی پڑیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے۔ ۸ ر غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۴ خرچ روانگی پر مفت ر

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ کہ منہ نہیں آتا۔ غذا گوشت۔ پلاؤ۔ شوربا کے علاوہ کو اس کی بھی اجازت ہے۔ ۷ خوراک عہ ۱۲ ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند۔ غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی۔ پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے۔ ماہ کی استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی۔ فیتولہ عہ اطبا و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فیتولہ عہ ر

سفوف مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پٹیاں کافی ہیں۔ زخم پہلے دن خشک اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں فی پوڑیہ ۸ ر غربا کو بتصدیق معزز ۴ ر خرچ پر مفت۔

اعجاز مسیحی

اعصاب کی کمزوری اور جملہ اقصانات جو جوانی کی غلط کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے تین دفعہ کے استعمال سے کامل دور ہو کر نامرد۔ مرد اور مرد جوان مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت ۴ ر

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت ۴ ر

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے۔ اور بے کار شخص صحیح و سالم ہو گئے ہیں۔ قیمت صرف عہ ر

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو۔ تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے۔ ۱۶ ر خوراک عہ

نشوار

جملہ امراض دماغی کو مفید۔ درد سر۔ شقیقہ۔ سرخی چشم۔ نزلہ۔ زکام۔ چھینکیں کیواسطے دوائی بے نظیر فی پوڑیہ ۸ ر غربا کو بتصدیق ۴ خرچ پر مفت

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بمعنی یا رگی درد ہو۔ فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ فی گولی ۴ ر فی درجن عہ ر

جوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری جوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ مسوں کی سوزش اور پیش پہلے دن بند اور ۲ دن میں فائدہ کلی ہوتا ہے۔ قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے تین دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس کو اکسیر کہنا بے جا نہ ہوگا۔ قیمت ۴ ر

دوائی درد گردہ

درد کیسا ہی شدید ہو۔ ۱۵ منٹ میں دور ہوتا ہے۔ فی گولی ۴ ر فی درجن عہ۔

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

من تحتہا الانہار میں ایک لطیفہ

قرآن کریم چونکہ ایک کامل کتاب ہے اس لئے وہ بے معنی اور بے فائدہ الفاظ استعمال نہیں کرتی۔ اسجگہ بظاہر تحتہا الانہار سے بھی یہی مطلب نکل آتا تھا جو من کے ایزاد سے پایا جاتا ہے اس لئے سرسری نظر میں کہہ سکتے ہیں کہ من کی کیا ضرورت تھی لیکن اگر غور کریں تو اس من کی تہ میں ایک لطیف بات مرکوز ہے۔ یعنے اوسکے نیچے سے ندیاں بہتی اور نکلتی ہیں۔ کامل ایمان کا درخت دد عظیم الشان شاخوں سے بنا ہے ایک شاخ تعظیم لامر اللہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسری شفقت علی خلق اللہ کہلاتی ہے۔ اور اگر انہیں سے کوئی ایک شاخ بھی کامل نہو تو یہ لنڈورا درخت اپنے حقیقی معنوں میں شجر ایمان نہیں کہلا سکتا۔ پس وہ گوشہ نشین عابد یا زاہد جو کسی تیرہ و تار جنگل یا غار کوہ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے وہ کامل نہیں بلکہ ادھورا اور ناقص ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس مقام پر غور کریں۔ بارہا خود ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ اس غدار دنیا کو چھوڑ کر کسی جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھ سکے بیٹھیں۔ ایکبار اتفاقاً یہ ذکر ہم نے اپنے مخدوم مولانا مولوی نورالدین صاحب سے کیا انہوں نے اشارتاً کہا کہ یہ "مومن کی شان سے بعید ہے" اس تحریر کیوقت اس فقرے کا جو لطف اور ذوق ہم نے اٹھایا ہے دوسرا شاید نہ اٹھا سکے۔ ایمان اور کامل ایمان کی فلاسفی متحقق ہو گئی ہے۔ کیونکہ اخلاق فاضلہ جو ایک شعبہ ہے ایمان کا وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب کہ تعلق دوسرے انسانوں سے نہو۔ ہم نے اپنے دل میں یہ عزم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کسی دوسرے وقت شجر ایمان پر کوئی مفصل لیکچر لکھیں اس لئے اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں

اور پھر ایک بار استحضار مطلب کی خاطر من تحتہا الانہار کے معنے بیان کر جاتے ہیں کہ وہ ندیاں اُن درختوں کے نیچے سے بہتی ہونگی جو دوسرونکو بھی سرسبز کریں گی اور دنیا میں یہ امر بالمعروف کے رنگ میں متمثل ہیں اور یہ نعمت اور برکت اسی امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ التحیہ ہی کو نصیب ہوئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف الآیہ۔ چونکہ امر بالمعروف کرنے سے جسقدر انسان نیک ہو جاتے ہیں اُنکے اعمال صالحہ کی ایک جزا کا حق دار یہ بھی ہوتا ہے جس سے اُسکے مدارج بڑھتے ہیں پس قیامت میں بھی داخل خلد ہو کر وہ امر بالمعروف جو اعمال صالحہ کی ایک شاخ ہے بہتی ندیوں کی صورت میں متمثل ہوگا۔

رزقنا من قبل کی فلاسفی

جنت الخلد میں مومن اور صالحہ لوگ اثمار شیریں کو کھائیں گے تو اُنکے ذائقہ اور مزے سے وہ تاڑ جائیں گے کہ یہ قسم اثمار ہم نے پہلے بھی کھائے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی پر بحث کریں یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ وہم کا ازالہ کر دیں جو اکثر کوتاہ اندیشوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے کہ بہشت بھی اگر کھانے پینے ہی کی چیزوں کا گھر ہے تو اس دنیا پر اُسے کیا تفوق ہوا؟ ہم مختصر طور پر اسکا جواب دیں گے۔ یہ بات خوب طور پر سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ دنیا جسمیں ہم رہتے ہیں درحقیقت اُس عالم آخرت کی ایک ظلی تصویر ہے جو کچھ اس دنیا میں ہم ایمان اور اوسکے نتائج اور کفر اور اوسکے کیفر دیکھتے ہیں وہ مثالی رنگ میں ہیں اوسوقت ایک جسمانی اور حقیقی رنگ پر ہوں گے۔

اور یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے دیکھو ہم خواب میں کیونکر اشکال مختلفہ و مجسمہ کو دیکھتے ہیں کبھی مردوں سے ملاقات کرتے ہیں حالانکہ حواس کا تعطل بھی ہوتا ہے اور کبھی امور مادیہ کو دیکھتے ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات خواب میں کوئی چیز کھاتے پیتے بھی ہیں حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا مگر اسکے مزے اور ذائقہ سے پورا حظ اُٹھاتے ہیں اور عالم بیداری میں جسمانی طور پر اون اشیاء کو کھاتے پیتے ہیں پس اسی طرح پر یہ عالم عالم آخرت کے لئے مثالی ہے جو چیزیں ہم اسجگہ کھاتے پیتے ہیں وہ اس عالم کی اشیاء کا ایک ظل ہیں وہاں وہ حقیقی طور پر موجود ہونگی غرض یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں علاوہ ازیں جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ انسان روح اور جسم دو مختلف جزوں کا مجموعہ ہے تو یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ پھر ہر ایک کے حسب حال نعماء جنت نہ ملیں۔

اب ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی بتلاتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے اوپر کی سطروں کو بتوجہ تام پڑھ لینے سے یہ عقدہ علی وجہ الاتم حل ہو سکتا ہے کہ دراصل یہ دنیا اوس عالم عقبیٰ کا ایک مثل اور عکس ہے جیسے انسان آئینہ میں اپنی تصویر دیکھتا ہے تو وہ تمام خط و خال اوسمیں بلا تفاوت نظر آتے ہیں حالانکہ وہ صرف عکس ہی عکس ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے اسطرح سے اون نعماء الٰہی کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ومن خاف مقام ربہ جنتان ومثل الجنۃ التی وعد المتقون یعنے جو شخص اپنے اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور اوسنے گناہ چھوڑ دئے۔ اوسکے لئے دو جنتیں ہیں پس چونکہ اوس جنت کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے اور مثالی طور پر یہاں بھی اعمال صالحہ کی جزائے حسنہ کا حظ انسان اُٹھاتا اور انعام پاتا ہے اس لئے وہاں جب وہ جزا دی جاویگی تو چونکہ حواس اپنے کام سے معطل ہونگے وہ نقشہ عالم مثال کا اوسکے سامنے آجاویگا۔ اور وہ تصویر آنکھوں میں پھر جاویگی جو آئینہ دنیا میں نظر آئی تھی اسلئے کہہ اُنہیں گے رزقنا من قبل۔

اور اسکی تشریح مزید خود اس کے آگے اللہ تعالےٰ نے واتوا بہ متشابہا میں فرما دی ہے واو کو واو تفسیر قرار دیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشیاء اور نعما جو مثالی طور پر دنیا میں

باعث احتیاط تھے اب ایک ایک عمل کے بدلے کئی کئی ملیں گے۔ بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک عمل کی جزا ایک ملنی چاہیئے۔ نہ ایک سے زیادہ افسوس! وہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کو اپنا مقتدا ٹھہراتے! مگر اُس پر نظر اور فکر کرنے سے جی چراتے ہیں وہ دیکھیں! کہ کیونکر ایک دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور اُس سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو مختلف رنگ کے اجزا اپنے اندر رکھتا ہے۔ کچھ حصہ ایسا ہے کہ چارہ بننے اور ضروریات کے کام آتا ہے اور ایک حصہ ہے کہ اُسمیں سے ایک دانہ کی بجائے بہت سے دانے نکلتے ہیں پھر اُس دانے میں پرورش کے مختلف اجزا اور غذایت کے مختلف حصے موجود ہیں۔ اسی طرح سے عمل صالحہ مجرد کوئی چیز نہیں ہوتا بلکہ اوسمیں بہت سی باتیں ہوتی ہیں اسی لئے اُسکی جزا میں بہت ملتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس بیس ملنے کی فلاسفی اسی سے سمجھ میں آسکتی ہے اور اسیکو اگر زیادہ وسیع کریں تو محدود اعمال کی جزا سے غیر محدود ملنے پر اعتراض کرنے والے احمقوں کے اعتراض کا جواب ملسکتا ہے۔

نوٹ۔ چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے اس لئے لھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون پر ایک لطیف بحث انشاء اللہ العزیز اگلے اشو میں کرینگے۔

جسمیں اعمال محدودہ کی جزا غیر محدود ہونے اور بہشت میں عورتوں حوروں کے ملنے پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اونپر بھی بفضلہ تعالیٰ روشنی ڈال جائے گی۔

(ایڈیٹرز ایڈیٹر)

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ عین انتظاری کی حالت میں پہونچا۔ خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں اور کیونکر اُسکی نعمتوں کا حق بجا لاؤں کہ اس پُر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُسنے میسر کئے سو اُسی سے میں یہ دُعا مانگتا ہوں کہ آپکو اپنی الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین۔

اور یہ تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فنائے اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسیکا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہو کر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہیں جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا اور زید عمرو کے وجود کو وجود سمجھنا کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹھہرا دینا۔ عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا۔ حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہشوں کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ حجب ہیں جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھ آسکتے ہیں بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جنکے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت بغرض حصول اُسکے انعام و اکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء وصفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھ اسکو نصیب نہیں اور اسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء وصفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں اور کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے غرض اِن دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا ہو جسکو کوئی چیز روک نہ سکے اور منجملہ ظاہری اور باطنی اور آفاقی اور انفسی حجابوں کے کوئی حجاب باقی نہ رہے تو یہ وہ مرتبہ ہے جسکو تبتل تام کہنا چاہیئے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ میں دکھائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑھتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجیں جوش میں آتی ہیں تو اسماء اور صفات پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد میں ہو جاتا ہے اور وجہ اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا ہے اور محب صادق کسی کو اس بات کی وجہ نہیں بتا سکتا کہ کیوں وہ اُس محبوب سے محبت رکھتا ہے اور کیوں اُسکے لئے بدل و جان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جاں فشانی سے

اسکی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الٰہی ہے جو بطور موہب خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جسکی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جسکی اہل اللہ کے نزدیک فنا تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولیٰ کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور جو کچھ اُس دوست کے ہاتھ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اُسکا قہر اور لطف سب لطف ہی دکھائی دیتا ہے اور حقیقت میں وہ سب لطف ہی ہوتا ہے پر محب صادق نہ قہر سے غرض رکھتا ہے نہ لطف سے۔

غریق ورطۂ بحر محبت

نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بگوشِ عاشق از لب ہائے دلدار

چناں نغزیں عزیز آید کہ تسمیں

چناں رویش خوش افتد از سرِ عشق

کہ قربان میکند بروے دل و دیں

شب و روزش بدلبر کار باشد

دل و جانش شود آں یار شیریں

بسوزد ہر چہ غیرِ یار باشد

ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

اور اس عاجز کا یہہ مصرع کہ قربان میکند بروے دل و دیں یہہ معنے رکھتا ہے کہ قبل از جذبۂ عشق جو کچھہ انسان کے دل میں رسوم و عادات بھری ہوئی ہوتی ہیں اور جو کچھہ جہل مرکب کی باتیں اور پُر تعصب خیالات اُسکے سینہ میں جمے ہوئے ہیں اصل میں وہی اُسکا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں بآسانی چھوٹ جاتے ہیں اور پھر بعد اسکے عشق الٰہی ایک پاک دین تعلیم کرتا ہے کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے پس نافع اور مبارک دین ہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہیں وہ بہت سے زہروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے لایق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُنکے عوض میں وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہیں اور جو ہر یک تعصب اور رسم اور عادت سے منزہ ہیں حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں کہ اُٹھ سکیں۔ مدار کار جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چھپے ہوئے جو عیب تھے اُس سے دور ہوتے ہیں کہ جب عشق الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے۔ نقد اعمال صالحہ جنپر کشتی کار موقوف ہے تب ہی صادر ہوتے ہیں کہ جب اُنکو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقدہ نہیں کھلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادت کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الٰہی رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرف مونہہ پھیر رہا ہے اور اُسکے غیر کی طرف متوجہ ہے جبریکہ رسم اور عادت بھی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب میں خلل انداز ہے سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادت سے باہر ہو اور پھر خلوص نیت سے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا پر عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں کہ رسوم اور عادات کے رنگ میں ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہیں اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منور ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کیا بدقسمتی ہے ہائے ہائے۔

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند

عشق بازاں در مقام دیگر اند

گرد لازیں کوچہ بیروں نگذریم

ہم سگان کوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں کہ وہ کوا کھا سکے اُسکی دلونپر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے اور آفاتی اور انفسی شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الٰہیہ اُسکی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں۔ تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی میں نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کر لیتا ہے اور یکلخت لومۃ لائم کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھلاتی ہے کہ جب یہ موت حاصل ہو جائے حق تعالیٰ ہم کو اور آپکو اور ہر یک کو جو طالب ہے اس اخلاص سے

بہرہ مند کرے۔ زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے ہر یک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے اس راہ میں جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں پھر بھی وہ سرنہ ہوئے پھر ہمیں کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم اور حزن خدا کے سامنے ہے۔

باہمی وہ حال ہے کہ جو صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہیں لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے جس نے اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے اب دیکھئے کہ کب تک عرش تک اس عاجز کی آہیں پہنچتی ہیں۔ اب یہ لکھنا تھا کہ بعض احباب علماء کی طرف سے یہ فتوے لائے ہیں کہ اتباع قال اللہ وقال الرسول اور ترجیح اسکی دوسروں لوگوں کے قول پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ یہ سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو ——

گر ایں جرم بدست آید بروقربان کنم صد دیں ✣
خدا را بر سر ایں کفر و بریں آئیں ✣

حضرت افضل الرسول خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اسکی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور بار بار کا ارشاد ترک کر کے پھر اور کونسی پناہ ہے جس طرف رجوع کریں اور اس سے زیادہ کونسا چہرہ ہے جو ہماری دلبری کرے۔

گر ہر خوشش بر کنم از روئے دلبرم ✣
آں مہر کہ افگنم آں دل کجا برم ✣

[illegible] دیدم [illegible] تیر بیاید برابرم [illegible] الٰہی کی طرف متوجہ نہوں اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے مدح سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں کہ سب برکات اسی میں ہیں اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا مگر جسکو خدا کھینچکر لاوے سو صبر سے استقامت سے انکی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیئے دنیا انہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہیں مگر جو خدا کے بندے ہیں گو وہ کسی سے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا انکے ساتھ ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے۔ ۱۹ اگست ۹۳ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۱۱ھ

بریف نوٹس

ڈومیسٹک

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی منشی نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول دینا نگر کے ہاں ۲۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعرات بوقت ۸½ بجے صبح کے خدا تعالیٰ کے کمال فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا۔ نام نصیر الدین رکھا گیا اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے اور عمر طبعی تک پہونچاوے آمین۔

ہمارے ایک مخلص اور صادق

کرمفرما ہمکو بذریعہ تحریر مندرجہ ذیل اطلاع دیتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اس نیک ارادے میں انکو کامیاب کرے اور توفیق رفیق حال کرے یہ ایک عمدہ سلسلہ ہے اگر ہمارے احباب اپنی دعاؤں میں اپنے احباب کو شامل کر لیا کریں تو بہت فایدہ ہو سکتا ہے۔ باہمی محبت و ارتباط کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال کیونکہ دعا بھی ایک عبادت اور نیکی ہے اور دوسرے کے لئے دعا کرنا ایک نیکی اللہ تعالیٰ اس نیکی کے عوض میں اپنا فضل کرتا ہے وہ تحریر یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی شیخ صاحب حفظکم اللہ الرحمن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحکم ملا۔ اور موجب ہدایت ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ایک ضروری امر اسوقت عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات لامتناہی کا شکریہ ہم کیا ادا کر سکتے ہیں جو اسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کامل الفطرت بھیج کر اپنے کمزور اور ناداں بندوں کی دنیا اور دین کے ہر ایک امر میں جو بتلا سکتا ہے دستگیری فرمائی اور انسانی حالات کے متعلق کوئی ایسی بات نہ رہی جسکے واسطے وہ خیر الرسل ہمارا ہادی اور رہنما نہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے رسول خدا (فداہ ابی و امی) نے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من الکفر والدین۔ یا اللہ میں کفر اور قرضہ سے تیری پناہ میں لیتا ہوں۔ اصحاب میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ آپ قرض کو کفر کے ساتھ ایک کرتے ہیں فرمایا ہاں۔ ایسی ہی اور کئی ایک حدیثیں اور دعائیں قرض کے متعلق ہیں کنوں آمدم بر سر مطلب۔ ان دنوں بعض وجوہات سے میں ایک سخت قرض میں مبتلا ہو گیا ہوں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے کہ مجھے ضائع نہ کریگا۔ کیونکہ میرا ایمان ہے اس عبد اللہ کے قدموں میں ہے جسکو جل شانہ نے یوں مخاطب کیا ہے۔ لن یتلک ذرۃ کا یضاع۔ تیرے جیسا موتی ضایع نہیں کیا جاتا۔ اور میں ہرگز ناامید نہیں ہوں۔ اسلئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ مجاہدہ کے طور پر چند روز خاص اس امر کے لئے دعا کروں اور ہر روز کچھ وقت اس دعا کے واسطے خاص کروں لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ سعی میں صرف اپنے ہی لئے نہ کروں بلکہ تمام بھائیوں کو جو کہ خاص یا عام کسی طرح کے قرضہ میں مبتلا ہوں اپنی دعا میں شامل کروں تاکہ بعض بعض کی شمولیت کی برکت سے مخلصی پائیں اور للہی دوستی کا [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور

میاں محمد حسین بٹالوی اور اسکو عالم سمجھنے والے پڑھیں

ذیل میں ہم ایک قابل قدر مضمون درج کرتے ہیں جو میاں محمد حسین بٹالوی کی قابلیت کے اظہار کی خاطر لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ ایک عام عادت اور سُنت ہے کہ وہ اپنے مامور کی توہین کرنے والے کو اُسی رنگ میں ذلیل کرتا ہے جس رنگ میں وہ اُسکی ذلت کا خواہاں اور دریدہ دہن بطالوی نے جس بے باکی اور شوخی کے ساتھ حضرت اقدس کی پاک ذات پر افترا باندھے اور رکیک اور بیجا حجتوں سے اعتراض کئے ہیں اوس سے سلک خوب آگاہ ہے اور یہ امر بھی روز روشن کیطرح معلوم ہے کہ یہ اپنی ہر منصوبہ بازی میں خائب و خاسر ہوتا رہا ہے اور انی مھین من اراد اھانتک کے زبردست الہام کا مورد بنتا رہا ہے۔ جب علوم عربیہ سے ناواقف ہونیکا اعتراض حضرت اقدس کی نسبت کیا تو خدا تعالےٰ کی غیوری نے ایسا جوش مارا کہ ادہر تو عربی کی تصنیفات کا بحر مواج جاری کر دیا اور ادہر مخالفوں باوجود کثیر التعداد انعام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بلانے پر بھی مبہوت و ساکت کر دیا۔ بطالوی سے جب تصنیفات عربیہ کا جواب بن آیا تو اُسنے یہ کہنا شروع کیا کہ اُسکی تحریروں میں غلطیاں ہیں مگر ایک بھی دکھا نہ سکا خدا کی شان کہ خدا نے اس پہلو میں بھی اُسے ذلیل ہی کر سکے چھوڑا کہ عربی میں تو اُس نے آجتک ایک سطر بھی نہیں لکھی مگر بعض الفاظ جو اپنی یہودی اردو تحریر میں چرک جایا کرتا تھا وہ بھی صحیح نہیں لکھہ سکا چنانچہ ذیل کی قابل قدر تحریر سے جو ہمارے ایک مکرم دوست نے راولپنڈی سے لکھی ہے معلوم ہوجاویگا۔ ہم انشاء اللہ عنقریب میاں محمد حسین کی اُن کارروائیوں پر ایک مفصل ریویو کرنے والے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیخ محمد حسین بطالوی کی فضیلت اور ہمہ دانی کا ایک نمونہ

میاں بطالوی کی اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہے کہ اُسنے اپنی فضیلت نمائی میں کیا کیا اَنَا وَلَا غَیْرِیْ کے دعوے کئے ہیں اور اپنی ہمہ دانی کا اسقدر مدعی ہے کہ کسی کو اُسنے برابر نہیں سمجھا خصوصًا مرزا صاحب امام الزمان سے تو اُسنے وہ وہ چالاکیاں کی ہیں اور بے ادبیوں سے پیش آیا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی پناہ اُنکی عربی کو اربی کچالو کہتا اور مسخریاں اڑاتا ہے مگر خدا کی مستمرہ عادت ہے کہ وہ متکبر کو مونہہ کے بل گراتا ہے۔ اشاعۃ السنہ کے نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۴ پر اسنے تفسیر القرآن کا اشتہار دیا ہے۔ اور یہ اشتہار کئی پرچوں میں دیا اور اپنے ہمعصروں سے التماس کرتا ہے کہ یہ میرا اشتہار اپنے اپنے پرچوں میں چھاپیں جسکا عنوان یہ ہے۔

تفسیر القرآن کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار میاں مذکور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بہائیوں سے مشورہ طلب کرنا۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۱۳۵ پر (جہاں اشتہار ختم ہوتا ہے) لکھا ہے کہ اس مبارک کام (یعنے تفسیر القرآن) کے متعلق اخوان دین سے یہ مشورہ لیا جاتا ہے کہ اس مضمون تفسیر القرآن کو ہم رسالہ اشاعۃ السنہ کے کسی حصہ میں درج کریں یا اسکے واسطے رسالہ سے علیحدہ اوراق تجویز کریں۔

غرض یہ کہ میاں مذکور نے اِستیشار کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں لیا ہے (حالانکہ یہ سخت غلطی ہے کوئی نادان بچہ بھی جو علم صرف ولغت سے ذرا بھی مس رکھتا ہو اس لفظ کو مشورہ کے معنوں میں استعمال نکریگا اب اس کے اصل معنے سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں استیشار کا مادہ و شر مثال وادی ہے جسکے معنے دانت کو تیز کرنا دیکھو صراح اور منتہی الارب وشر دانتوں کو تیز کرنا اور رگڑ کر لمبے دانتوں کو چھوٹا کرنا قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جو نالائق اس کی تفسیر کرنے کا ارادہ کرے خداوند تعالیٰ بفحوائے کریمہ لا یمسہ الا المطہرون اُسکے علم کی پردہ دری کرکے قلعی اوسکی کھول دیتا ہے اور اپنے ہی ہاتھوں سے وہ ذلت کے اسباب مہیا کرکے ذلیل ہوتا ہے اور ایک جہان دیکھہ لیتا ہے کہ وہ تطہیر کی شرط جو قرآن نے لگائی ہے اس میں موجود نہیں یہی حال بیچارے بطالوی کا ہوا کہ اب ادنیٰ ادنیٰ صرفی بھی اُس کا یہ اشتہار پڑھکر کہہ رہے ہیں کہ جسکو ایک آسان صیغہ صرف کا بھی نہیں آتا جو مبتدی صرفی بھی جانتے ہیں تو یہ قرآن کریم کی تفسیر کیا خاک کریگا اور اس کے علم کے دعاوی سنکر مسخریاں اُڑا رہے ہیں مشورہ طلب کرنے کے معنوں میں لفظ استشارہ آتا ہے اور استیشار کا مطلب دانت تیز کرانے کی درخواست ہوگا سو میاں صاحب کی عبارت (قرآن کریم کی تفسیر کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار) کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان بہائیوں سے دانت تیز کرانے کی درخواست ہے تو ہم جانتے ہیں کہ میاں مذکور کو جناب امام الزمان علیہ السلام کے دندان شکن جوابوں نے یہ نقصان ضرور پہونچایا ہے

کہ آپ کے دانت نہائت کند ہو گئے ہیں جنکے تیز کرانے کے لئے اشتہار دینے کی اس غریب کو ضرورت پیش آئی۔ سو دیکھئے کہ اب اسکی دستگیری کر کے کون اسکے دانت تیز کرتا ہے سچ ہے جب دانت تیز نہ ہوں تو کوئی بات نہیں بچارے شکاری جانور درندے وغیرہ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں اور دانت اُنکے کند ہو جاتے ہیں تو اُنکی قوت سبعیت (درندگی) میں فرق آجاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

پس از عزم آہو گرفتن بہ پے
لگد خوردہ از گوسپندان چہ

دوسرا معنی استیشار کا عورت کا خدمت کرنا لمبے دانتوں کو چھوٹا کرانے اور مدشن کرانے لئے (منتہی الارب) سو اس اشتہار سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ اشتہار دینے والی کوئی عورت ہے جو بدقسمتی سے بوڑھی ہو گئی اور دانت بڑھ کر بدنما ہو گئے ہیں اب وہ اخوان دین سے دانت چھوٹے اور روشن کرانے کی درخواست کرتی ہے تاکہ وہ جوان معلوم ہو اور اُسکے بڑھاپے کا عیب چھپ جاوے سو اُس عورت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دانت چھوٹے اور روشن کرانے والی عورت پر لعنت کی جائے جیسا کہ فرمایا لعن اللہ الواشمۃ والمستوشمۃ یعنی اللہ لعنت کرتا ہے دانت چھوٹے کرنے والی اور کرانے والی عورت پر = چونکہ دانت چھوٹے اور روشن کرنے والی پر لعنت ہے اس لئے اخوان دین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اُس عورت کی درخواست کو نامنظور کریں اور اُس عورت کو واضح ہو فیا لیت الشباب یعود یوماً × فاخبرہ بما فعل المشیب ×

کاش کے جوانی ایکدن لوٹ کر آتی تو میں اُسے خبر دیتا جو بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا) والی رجا اور نہ پورا ہونے والی آرزو سے مایوس ہو بیٹھے یہ تیرے دانت کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا یہ

میاں صاحب کا علمی بساط ہے جس پر غرہ و نازاں ہوتے ہوتے بچارے کا گلہ بیٹھ گیا اور غوغہ و شور کرتے کرتے بھانکو سر پر اُٹھا لیا **انی مھین من اراد اھانتک** ۔ والا الہام اب بھی پورا ہوا یا نہیں حضرت امام الزمان کو اسی مونہہ سے جاہل کہتا تھا کہاں گئی وہ صرف اور لغتدانی جس پر مولوی کہلاتا تھا بلکہ حکیم الامت مولنا مولوی نور الدین صاحب مدظلہ کو مولوی کہنے سے غیظ و غضب میں آجاتا اور صرف طبیب کہکر پکارتا تھا اب میاں مذکور کو شیخ سعدی علیہ الرحمت کا مشورہ ہم سناتے ہیں ؎ بمیر تا بری اے حسود کیں رنجیست × کہ از مشقت آں خبر بمرگ نتواں رست ۔

راقم ایک کمترین غلامان حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام
(از راولپنڈی)

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

ذیل میں ہم ایک خط و کتابت درج کرتے ہیں جو ایک آریہ اور ہمارے برادر معظم بابو محمد افضل کے درمیان ہوئی ہے۔ ہم فی الحال کوئی ریمارک کرنا مناسب نہیں سمجھتے جب تک کہ پوری خط و کتابت شائع نہ ہو لے بعد ہم سوالات متفرقہ آریہ صاحب کے جوابات بھی انشاء اللہ درج کریں گے اور اُسکی تحریر پر مناسب ریمارک بھی۔
(ایڈیٹر)

خط آریہ

مہربانی۔ خدا آپ کو راہ راست کے دکھانے میں چشم بینا و عقل سلیم عطا فرماوے۔ مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہو کر اس کو مکروہ و حرامکاری ظاہر کرے۔ تو اس کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ جیسا مرض یرقان کے مریض کو کل اشیاء زرد ہی زرد نظر آتی ہیں اور اسمیں صرف اسکی قوت بصارت کا قصور ہے۔ نا کہ درحقیقت ان اشیاء کے رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مرض تعصب میں مبتلا بنی نوع انسان میں **نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم** کی گندی تعلیم حاصل کر کے فرقہ اناث و ذکور کے باہمی تعلقات میں انصاف کو ہاتھ سے دیتا ہوا دیدۂ عقل کو بند کر کے نہ دیکھ سکے یا قوت ممیزہ کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو کچھ عجب نہیں۔ ورنہ یہ صاف عیاں ہے کہ قانون قدرت ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خالق کو انکے کرنے کی ضرورت ہے اور اس لئے اونکی تبدیلی ذات باری تعالیٰ کے لئے باعث دھبہ

اب رہا انعام و تاوان کے بارہ میں شاید خدائے قادیاں کے الہام کی بدولت آپکو کسی خزانہ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو اسی طرح سے تاوان بھرنے اور انعام دینے کے لئے تیار نظر آتے ہو۔ مگر یاد رہے کہ یہ خزانہ صراف لائق نے برہان قاطع کی کھسوٹی سے پرکھ کر ٹکسالی دھوکہ ثابت کر کے پایۂ تکذیب کو پہونچا دیا ہے۔ ورنہ سچ جھوٹ کے فیصلہ کے واسطے صرف سوالات و جوابات کا چھپنا و شایع ہو جانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور پبلک کی رائے ہے تاوان و انعام کے قایم مقام۔ مفصلہ ذیل سوالات کے متعلق جوابات تحریر فرمائیں تاکہ راستی کا بول بالا و جھوٹ کا مونہہ کالا ہو۔

سوال

اول - نکاح کس مطلب کے لئے ہے۔

دوم اس بارے میں مرد و عورت کو برابر حقوق حاصل ہیں یا کم و بیش اگر کم و بیش ہیں تو کیا وجہ۔

سوم مرد کے دائم المریض و ناکارہ ہو جانے کی صورت میں اسکی منکوحہ کے لئے کیا طریق اور کونسے احکام ہیں جن پر عامل ہونے سے ظاہر او پوشیدہ زناکاری نہ پھیلے۔

چہارم مرد و عورت کو اپنی عمر میں باہمی طلاق دینے دینے نکاح کرنے کی اجازت کسی تعداد مقررہ تک ہے یا غیر مقررہ اگر مقررہ ہے تو کہاں تک۔

پنجم ہابیل و قابیل کی لڑائی کی وجہ۔

ششم کتبہاء مسلمہ اہل اسلام متعلقہ تفاسیر - احادیث - روایات کی فہرست تاکہ آئندہ حوالہ سمیت جواب دیا جائے۔

(گنگا رام آریہ)

جناب لالہ گنگا رام صاحب آریہ

آپکا گالیوں سے بھرا ہوا خط جو شاید آریہ سماج کا موروثی شیوہ ہے ۲۹ اگست ۱۸۹۸ء کو مجھکو ملا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ آپ ہندوستان جانے کے لئے کلنڈنی تشریف لے گئے ہیں اس لئے میں جواب لکھتے لکھتے رہ گیا اب معلوم ہوا کہ آپکا جانا ملتوی ہو گیا ہے اسلئے جواب ارسال ہے۔

اول - آپکو واضح ہو کہ جو پرچہ میں نے آپکی طرف لکھا تھا آپکا خط مطلق اُسکا جواب نہیں میرے خط میں دو باتیں تھیں اول یہ کہ مسئلہ نیوگ کے رو سے ایک زندہ خاوند والی عورت بھی بے اولادی کی حالت میں دوسرے مرد سے بیج مانگ سکتی ہے - بزبانی لالہ دیوانچند جمعدار معلوم ہوا تھا کہ آپ کے قول کے موجب نیوگ کے معنے صرف بیوہ عورت کا دوسرا نکاح کر دینا ہے - چونکہ آپ کا یہ خیال ایک تحقیق شدہ امر کے بالکل مخالف تھا اسی لئے اُسکا ثبوت معہ حوالجات کتاب آریہ دھرم سے دیا گیا تھا اور یہ وہ کتاب ہے کہ جسمیں یہ مسئلہ ایک بڑی بھاری تحقیق کے بعد لکھا گیا تھا چنانچہ اوسکے شائع کرنے سے پیشتر ایک اشتہار کل آریہ صاحبان کی خدمت میں تحقیق مسئلہ نیوگ کے لئے شایع کیا گیا تھا - ممکن ہے کہ یہ کتاب آریہ دھرم آپکی نظر سے نہ گذری ہو اگر یہی بات ہے تو سب سے اول آپکا اس کتاب کو مطالعہ کرنا ضروری ہے طول نویسی سے فایدہ نہیں فیصل شدہ امر کو بار بار دہرانا تضیع اوقات ہے۔

مسئلہ نیوگ کے مسلمہ مضمون کے برخلاف آپکا یہ لکھنا "کہ مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اُسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہو کر اُسکو مکروہ حرامکاری ظاہر کرے تو اوسکا قصور نہیں" یہ وہ حماقت ہے جس کا سلسلہ عرصہ چند سال سے متواتر چلا آرہا ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے ہمیشہ ہر ایک دعوے بلا دلیل پیش کیا جاتا ہے - کاشکہ آپ اپنی سماج پر رحم کھا کر اسکی چند ایک باریکیاں طبع کرا دی ہوتیں یا اسی خط میں درج کی ہوتیں کہ اُنکو شایع کرا دیا جاتا اور ہم بھی دیکھ لیتے کہ پبلک ایک زندہ جیتے جاگتے خاوند کی عورت کو اُسکے روبرو کس طرح غیر سے ہم بستر کرا دینا روا رکھتی ہے اور اس میں کون سی باریکی کو پسند کرتی ہے کیا آپکے نزدیک پبلک کی غیرت اس امر کو روا رکھے گی جسکو ادنے ادنے حیوان یعنے کتا اور مرغی بھی روا نہیں رکھتے اور افریقہ کے جنگلی بھی آپس میں اس امر پر کشت و خون کر لیتے ہیں - اگر آپکو ایسے ہی حجاب حائل ہیں کہ آپ کھلی حرامکاری کو مسئلہ نیوگ کی باریکی خیال کرتے ہیں تو آپ کریں ورنہ پبلک کو اندھا کیوں بناتے ہیں۔

آپ پر ضروری امر تو یہ تھا کہ اگر آپکے خیال میں یہ معنے نیوگ کے نہیں تھے جو میں نے لکھ کر روانہ کئے تھے تو آپ میری اُس غلطی کو رفع فرماتے اور لکھتے کہ آپ کو مفہوم میں مغالطہ ہے یا اگر ہماری سماج کے کسی ممبر نے بھی معنے تسلیم کر لئے ہیں تو اُس نے غلطی کی ہے - اگرچہ وہ سوامی دیانند ہی کیوں نہ ہوں - بلکہ اصل میں نیوگ کے معنے اور ہیں اور میں اُنکو بتلاتا ہوں پھر اُن معنوں کو درج کیجئے یہ ایک عمدہ طریق بحث مباحثہ کا مہذبانہ ہے جسے ہر ایک ذی عقل پسند کرتا ہے - مگر آپ نے تو خدا معلوم کس غصہ کا بخار جمع کردہ نکالا کہ بغیر کسی قسم کی باریکی کے درج کرنے یا ہمارے سوال کا جواب دینے کے گالیاں سے بھرا خط لکھ مارا مجھے سخت تعجب ہے کہ آپکی طبیعت میں یہہ گند کہاں سے بھرا ہوا تھا اور پھر جو آیت قرآن شریف کی لکھی ہے اسکا ترجمہ بالکل نہیں لکھا نہ معلوم کہ آپکو کس لفظ پر اعتراض ہے اور آپکی عقل و دانش تاریکی میں پڑکر سیدھے راستہ سے ہٹ کر کہاں ٹھوکر کھاتی ہے علاج کیا جانا چاہیے خیر اس آیت کے متعلق میں ذکر آئندہ کروں گا۔

پہلی بات تو میرے خط میں یہ تھی جسکا آپنے کوئی جواب نہ دیا اوسکے معنے اور باریکی لکھیں جسکا الزام آپکے سر پر ہے دوسری بات میرے خط میں یہہ تھی کہ آپ کی طرف بلکہ بزبانی دیوانچند صاحب مجھے معلوم ہوا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اہل اسلام میں عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر ماں یا بہن سے زنا کر لینا جائز ہے اور یہ کہ آدم کے بیٹا اور بیٹی میں نکاح ہوتا تھا

(باقی آئندہ)

ع اس میں کسی راہ میں کی ضرورت ہے اگر بارے تو اسکا

اشتہار

میلہ مال مویشی و اسپان دیوالی ۸ نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہوکر ۱۷ نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مبلغ دو ہزار دس روپیہ مال مویشی کو بموجب شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاویگا۔ اور مبلغ اسی روپیہ گاؤوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ۱۵ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاویں گے دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے۔ مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہیئے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دودہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا۔ اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی ✤

المشتہر

مسٹر۔ جے۔ جی السپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر

احمق ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و گہر یتیم سے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و استاد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم چو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے۔ دروغ بن کر آئیں۔ شہ طبیہ دعا کریں۔ جھوٹا کیا سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

معیار صداقت

بلا شیر طبیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے لیا جاتا ہے۔ اور **شرطیہ** میں اقرار نامہ اشٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو صحت کے طالبوں کو آرزومند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۳۸ رسالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر ؎ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بندگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر **نمبر اوّل** کم مقدور دے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو اگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر اُمید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ بنامین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہبہ جانے ہرلمحہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی مقلوبی ہے طے کرا رہی ہے۔ جو ہر اتنی سے سورجمیں وہ [illegible] کرا دو مرد یا نے پر دیا کس کو کران [illegible] مرد نرینہ [illegible] نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پتہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والسلام

ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مر جاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو ناپ	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	خضاب سالانہ	عہ
۴	جسکا حمل ۶-۸ ماہہ گر جاوے	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	کشیدا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ		ہیضہ مجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	کیچھ	صہ		تیجا چوتھیا روزانہ	[illegible]
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سیل	عہ	۲۷	آتشک کل بدن	عہ		سرسام	عہ

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈبوڑھی کرموں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ ۱۰ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کافی تولہ مبلغ ۱۲ خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** - پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

... ان ہیچ مدان نے سفید دوا سے بالخصوص تصدیق کرتا ہے کہ ممیرے کا سرمہ لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہو وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - مسانگے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش ہونے کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک بیمار علاج مسمات اتم دیوی بعمر ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو ۳۱۶ سے تو ... کے ہاں صدہا روپے کھو چکی تھی ... صفائی کے استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم شائد آنجناب کو یاد ہوگا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار سے دو لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پکی پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور بیل صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعاگو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری خوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص وعام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم دشمر ممیرے کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب مرسلہ عنایت فرماویں -

راقم ڈاکٹر ترلوک سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ +

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کرے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۹۰۸ء کو جمع کیا گیا +

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No L 77

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (عرفانی)

الحکم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ — اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ — یا بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۱۵ نومبر ۱۸۹۸ء مطابق ۲ رجب ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہماری احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کر دو اس برکت سے ہمکو خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی۔

۲- ریشمی ازار بند۔ پراندے۔ بیج بند وغیرہ۔ ہر قسم اور ہر قیمت کی۔ ازار بند ۸ سے لیکر ۸ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۸ روپیہ تک۔ بیج بند ۱۰ روپیہ سے لیکر ۸ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے۔

۴- دریائی کاہر ایک قسم کا کام۔

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکیگی۔

ہمارے یہاں اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہ باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں

غلام محمد والہ بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ الجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ امرتسر (پنجاب)

www.aaiil.org

صحت جسمانی کے طلبگارو! اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول و کمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا و فرج روانگی دوا درخواست کیساتھ بھیجنا کریں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنی ہی بیان جانی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - اسہال - کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر فرج روانگی

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے قیمت فی ڈبیہ عہ غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ر فرج روانگی پر مفت

انجاری

انفصالات جو جوانی کی غلطی کا بدلہ ہوں کئی دفعہ کے استعمال سے مرد اور مرد جوان ہو جاتے ہیں قیمت فی ڈبیہ عہ فرج روانگی

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے خوبی یہ ہے کہ مونہہ پھٹ نہیں ہوتا۔ نہ گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے قیمت معہ ۱۲ر

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے۔ چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی شیشہ عہ - اطباء و دیگر احباب سے پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی شیشہ عہ

سفوف درہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین ٹکیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ر خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

رفت اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج الثانی و ذریعہ لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں - تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ عہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - قیمت چھ خوراک دو روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بعضی یا رسمی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲ر فی درجن ایک روپیہ

نسوار

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ سوختی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا قیمت تین روپے

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

فتوح الغیب کے صفحہ ۳۱ کی شرح

اور مقامات ناسوتی - جبروتی - ملکوتی - لاہوتی کی حقیقت

مخدومی مکرمی اخویم ... سلمہ اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - یہ عاجز دعا سے غافل نہیں مگر ہر ایک امر وقت پر موقوف ہے اور آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں کہ آپکی حقیقت بینی پر نظر ہے اور صدق اور خلوص اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے پس یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جسکو مولیٰ کریم کیطرف سے عطا کیجاتی ہیں اسکے لئے استقامت کا عطا ہونا ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے خداوند تعالیٰ بغایت درجہ کریم ورحیم ہے وہ جسدل میں ایک ذرہ بھی اخلاص اور صدق پاتا ہے اُسکو ضایع نہیں کرتا - آپ بعض اپنے دوستوں کی تغیر حالت سے دل شکستہ نہوں - مولوی صاحب کی وہ حالت ہے کہ نہ انہوں نے ارادت کے وقت اس عاجز کو شناخت کیا اور نہ فسخ ارادت کے وقت پہچانا سو انکی نہ ارادت قابل اعتبار تھی اور نہ اب فسخ ارادت معتبر ہے ارادت اور فسخ ارادت وہی معتبر ہے جو علی وجہ البصیرت ہو اور اگر علی وجہ البصیرت نہیں تو کچھ بھی نہیں - مسجد کا زینہ طیار ہو گیا ہے عجب فضل الٰہی ہے کہ شاید پرسوں کے دن یعنے بروز سہ شنبہ مسجد کیطرف نظر کی گئی تو اوسیوقت خداوند کریم کی طرف سے ایک اور فقرہ الہام ہوا اور وہ یہ ہے فیہ برکات للناس - یعنے اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک ہر سہ حصہ کی کتابیں اگرچہ اسوقت زبانی یاد نہیں مگر شاید قریب دو سو کے کتاب باقی ہوگی صفحہ ۳۱ فتوح الغیب کی شرح یہ ہے - کہ سالک کا چار حالتوں پر گذر ہوتا ہے - اور حالت چہارم سب سے اعلیٰ ہے اور وہی ترقیات قرب کا انتہائی درجہ ہے جس پر سلسلہ کمالات ولایت کا ختم ہو جاتا ہے تفصیل اسکی یہ ہے -

کہ پہلی حالت وہ حالت ہے کہ جب انسان ناسوتی اندیشوں میں مبتلا ہوتا ہے اور شتر بے مہار کی طرح جو چاہتا ہے کھاتا ہے اور جو چاہتا ہے پیتا ہے اور جسطرف چاہتا ہے چلتا ہے سو وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ ناگاہ حضرت خداوند کریم اُسپر نظر کرتا ہے اور باطنی اور ظاہری طور پر توبہ کا سامان اوس کے لئے میسر کر دیتا ہے - باطنی طور پر یہہ کہ یک بیک ایک جذبہ تو یہ خداوند کریم کیطرف سے اُس کے شامل حال ہو جاتا ہے اور وہی جذبہ درحقیقت واعظ باطنی ہے اور اُسی سے فسق و فجور کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور انسان اپنے نفس میں قوت پاتا ہے کہ نفس امارہ کی پیروی سے دستکش ہو جائے اور اگرچہ پہلے اس سے ایک اور کمزور جیسا واعظ بھی انسان کے نفس میں موجود ہے جسکو لمۃ الملک سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ بھی نیکی کے لئے سمجھاتا رہتا ہے اور نیک کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ اچھا کام کیا ہے اور بد کام کرنے پر فی الفور گواہی دیتا ہے کہ تو نے یہ بد کام کیا ہے یہاں تک کہ چوری کرنے کے بعد اور زانی زنا کرنے کے بعد اور خونی خون کرنے کے بعد کبھی کبھی باوجود ان سخت پردوں کے اس لمۃ الملک کی آواز سُن لیتا ہے یعنی اسکا دل فی الفور اُسے کہتا ہے کہ یہ تو نے اچھا کام نہیں کیا بُرا کیا ہے لیکن چونکہ یہ ضعیف واعظ ہے اس لئے اسکا وعظ اکثر بیفائدہ جاتا ہے اور اگرچہ اسکے ساتھ کوئی واعظ ظاہر بھی ملجائے یعنے کوئی مصالح انسان نصیحت بھی کرے تب بھی کچھ کارباری کی امید نہیں کیونکہ نفس سخت اژدہا ہے کمزوروں سے وہ قابو میں نہیں آتا اور اگر کچھ مغلوب بھی ہو جاتا ہے تو صرف اسیقدر کہ عارضی اور بے بنیاد توبہ کرتا ہے اور حقیقی سعادت کی تبھی نسیم چلتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی شامل حال ہو سو کامل واعظ جو باطنی طور پر بھیجا جاتا ہے جذبہ ہے اور ظاہری طور پر توبہ کا یہ سامان میسر ہو جاتا ہے کہ کسی صالح کی صحبت میسر آجاتی ہے اور فسق و فجور کی مہلک زہر سے اطلاع ہو جاتی ہے سو یہ دونوں ملکر چکی کے دو پاٹ کیطرح نفس امارہ کو پیس ڈالتے ہیں اور بجبر و اکراہ معاصی اور فسق و فجور سے جدا کرتے ہیں سو یہ دوسری حالت ہے کہ جو ترقیات قرب کی راہ میں سالک کو پیش آتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس حالت کا نام جبروتی حالت ہے کیونکہ وہ جبر اور اکراہ کے ساتھ نفسانی خواہشوں سے باہر آتا ہے اور جذبہ باطنی اپنے طور پر اور واعظ ظاہری اپنے طور پر اُس پر جبر کرتا ہے اور الوفات نفسانیہ سے سختی اور درشتی کے طور پر الگ کر دیتے ہیں پھر جب اس پر عنایت اللہ اُسکو قایم کر دیتی ہے تو اوس کے لئے خدا کے حکموں پر چلنا اور اُس کی نہی سے پرہیز کرنا آسان کیا جاتا ہے اور شوق اور ذوق اور اُنس سے اُسکو حصہ دیا جاتا ہے پس وہ اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت اور فرمانبرداری بلا تکلف اُس سے صادر ہوتی ہے اور جو حالت دویم میں بوجہ اور ثقل تھا وہ دور ہو جاتا ہے اس لئے وہ ملایک سے تشبیہ پیدا کر لیتا ہے اور یہ حالت ملکوتی حالت ہے اس حالت میں سالک کا اکل و شرب اور ہر ایک ما بہ الاحتفاظ امر سے وابستہ ہوتا یعنے ہوا و ہوس کے اتباع سے بکلی رستگار ہو جاتا ہے اور وہی بجا لاتا ہے جس کے بجا لانے کے لئے شرعاً یا الہاماً مامور ہو - بعد پھر بعد اس کے حالت چہارم ہے جسکو لاہوتی حالت سے تعبیر کرنا چاہیئے اور جب سالک اُس حالت تک پہونچایا جاتا ہے تو صرف یہی بات نہیں کہ اپنے ہوا و ہوس سے خلاصی پاتا ہے بلکہ بکلی اپنے ہوا و ہوس سے اور نیز اپنے ارادہ سے محو ہو جاتا ہے تب انسان خدا کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسا مردہ بدست زندہ ہوتا ہے اور الوہیت اُس فانی پر اپنی تجلیات تامہ ڈالتی ہے اور اوادات ربانی علیٰ وجہ البصیرت اُس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ خدا کی طرف سے صاحب علم صحیح ہوتا ہے اور ہر یک ابتلاء اور آزمایش سے باہر آجاتا ہے اور یہ مرتبہ ملایک سے برتر ہے ملایک کو یہ حالت چہارم جو غلبۂ عشق سے پیدا ہوتی ہے عطا نہیں ہوتی یہ خاص انسان کے حصہ میں آئی ہے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور جیسی بصیرت کاملہ ایسی حالت سے مخصوص ہے ایسا ہی صلاحیت کاملہ بھی اسی حالت سے وابستہ ہے کیونکہ پہلی حالتیں نقصان علمی و عملی سے خالی نہیں ہیں بلکہ نقصان علمی و عملی انکے لازم حال پڑا

ہوا ہے کیونکہ خدا میں اور انمیں اپنا وجود حائل ہے پس وہی وجود ایک حجاب بنکر علم اور اخلاص کے ناقص رہنے کا موجب ہے لیکن حالت چہارم میں وجود بشری بکلی اُٹھ جاتا ہے اور کوئی حجاب درمیان میں نہیں رہتا اور اس حالت عارف کا اکل و شرب اور ہر ایک مابہ الاحتفاظ اُسکے شعور اور ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک پودے کیطرح بے حس و حرکت ہے اور مالک جب مناسب دیکھتا ہے تو اُسکی آبپاشی کرتا ہے۔ اُسکو اس طرف خیال بھی نہیں آتا کہ میں کیا کھاؤں گا اور کیا پیونگا اور جیسے ایک بیہوش کو خواہ کوئی لات مار جائے خواہ پیار دیجائے یکساں ہوتا ہے ایسا ہی وہ جام عشق سے مست و مدہوش ہے اور اپنے نفس کے انتظاموں سے فانی ہے سو جیسے مادر مہربان اپنے نادان بچے کو وقت پر آپ دودھ پلاتی ہے اور اُسکی بالشت تا بالشت کی آپ خبر رکھتی ہے ایسا ہی خداوند کریم اس ضعیف اور عاجز بشر کا کہ جو اُسکی محبت کے سخت جذبہ سے بیکبارگی اپنے وجود سے اور اُسکے نفع و نقصان کے فکر سے کھویا گیا ہے آپ متولی ہوتا ہے یہاں تک کہ اُسکے دوستوں کا آپ دوست اور اُسکے دشمنوں کا آپ دشمن بن جاتا ہے اور جو کچھ اُسکو اپنے دوستوں اور دشمنوں سے معاملہ کرنا چاہیے تھا وہ اُسکی جگہ آپ کرتا ہے غرض اُسکے سب کاموں کو آپ سنبھالتا ہے اور اُسکے سب شکست ریخت کی آپ مرمّت کرتا ہے اور وہ درمیان نہیں ہوتا اور نہ کسی بات کا خواستگار

صفحہ ۲۳۰ کے سر پر یہ عبارت ہے

فیاکل بالاھر یعنے تیسری حالت کا سالک امر حق کے ساتھ کھاتا ہے۔ اور پھر صفحہ ۲۳۱ میں حالت چہارم کے قرب کی نسبت بھی لکھا ہے۔ فیقال لہ [illegible] والفضل یعنے اُسکو بھی کھانے [illegible] ہوتا ہے تو ان دونوں امروں میں [illegible] کہ حالت سیوم میں تو سالک کے [illegible] مخفی ہوتا ہے اور اُسکا یہ مشرب ہوتا [illegible] کہ اگر خدا تعالیٰ فلاں خط کے اُٹھانے کے لئے [illegible] حالت فرماوے تو میں اوسکو اُٹھاؤنگا اور گو وہ [illegible] سے پاک کیا جاتا ہے لیکن متابعت

امر کے پیرایہ میں وہ حظ حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ بقایا نفس کے ابھی موجود ہوتے ہیں مگر حالت چہارم میں مقرب کامل کیطرف سے بالکل ارادہ نہیں ہوتا خود خدا تعالیٰ بطور بلطف و احسان کے کسی مابہ الاحتفاظ کو اُسکے لئے میسر کر دیتا ہے اور جیسے مادر مہربان اپنے بچے کو جگا کر دودھ پینے کی ہدایت کرتی ہے ویسا ہی وہ اُسکو جگا کر کسی خط کے اُٹھانے کے لئے تحریک کرتا ہے سو وہ تحریک سراسر اُسی کی شفقت سے اور فضل اور عنایت سے ہوتی ہے۔

۳۰ اگست ۱۹۰۸ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۲۶ھ

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر دوازدہم

بقیہ رکوع ۳ سورۃ البقر

ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون

کیا انسان جو فطرتاً کسی رفیق اور غمگسار کی صحبت اور موانست چاہتا ہے بہشت میں جگہ کسی مجلس و زندان کیطرح یکہ و تنہا چھوڑا جاویگا نہیں (بلکہ اوسمیں اوسکے لئے پاکیزہ رفیق ہونگے) اور پھر یہ نہیں کہ بعض نادانوں کے خیال کے موافق کہ چند روز نجات و آرام پاکر دار نجات سے نکالے جائیں گے نہیں (ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہیں رہیں گے)۔

ہم نے گذشتہ نمبر میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اس آیت کے اس ٹکڑے پر ایک بحث کریں اور اوسکے ضمن میں اون اعتراضات پر روشنی ڈالیں جو ناعاقبت اندیش مخالف اس پر کیا کرتے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم اون اعتراضات پر نظر کریں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بالاختصار ہم اس امر کو بیان کردیں کہ بہشت میں دنیوی نعمتوں کی طرز پر نعمتیں کیوں ہوں گی اس اعتراض کے کرنیوالے دو گروہ ہیں ایک تو عیسائی دوسرے آریہ جنکے ساتھ ملے ہوئے کوتاہ اندیش نیچری بھی ہیں۔

اول الذکر کے لئے تو ہم اتنا ہی کہیں گے کہ کتب مقدسہ تورات و انجیل وغیرہ اس قسم کے وعدوں سے پر ہیں۔ اور ایسے ہی الفاظ جنت کو بیان کرتی ہیں جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ دیکھو۔۔۔

فریق ثانی جو کسی حد تک اپنے آپ کو عقل پرست قرار دیتا ہے اونکے رفع اعتراض کی خاطر ہم بھی معقولی رنگ میں اس مضمون پر مختصر سی گفتگو کریں گے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ مالک یوم الدین ہے جسکا خاصہ اور تقاضا یہ ہے کہ اپنی ملکیت تامہ سے ایسے کامل طور پر جزا دے کہ جزایاب کو کامل طور پر معلوم ہو جاوے کہ اوسکے اعمال کا ثمرہ ہے اور اوس جزا کا وجود ایسا ہو کہ انسان کے دل اور روح اور جسم اور جان پر اوسکا یکساں اثر متحقق ہو۔ مگر وہ نادان اس کو کیونکر مان سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو مدبّر بالارادہ ہستی نہیں مانتے۔ اور جو محدود نجات کے قایل ہیں کیونکہ پھر خدا کی خدائی کا سارا کاروبار پراگندہ ہوتا ہے اس موقعہ پر اس مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت اور گنجایش نہیں اوسکو چھوڑتے ہیں۔

انسان چونکہ جسم اور روح دو مختلف چیزوں کی ترکیب سے بنا ہے اور یہ مرکب قالب ہی افعال و اعمال کے صدور کا موجب ہوا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے کمال قدرت و عظمت کے لئے بالطبع یہ تقاضا موجود ہے کہ اوس سچے پرستار کو جو اوسکی رضاجوئی کی راہوں پر صدق نیت سے گام زن رہا ہے ہر ایک قسم کی نعمتوں سے متمتع اور بہرہ ور کرے۔

اور اس امر کا سمجھ لینا کہ خلقت انسانی کا کمال مجرد روح سے نہیں بلکہ جسم و روح کے امتزاج اور اختلاط سے ہے ایسا صاف اور بدیہی ہے کہ کسی دلیل کی حاجت نہیں اور جسمی اختلال سے روحانی اختلال واقع ہوتا ہے سر میں چوٹ لگ جاوے تمام ذہنی اور دماغی قویٰ بیکار ہو جاتے ہیں اسی پر قیاس کرکے سمجھ لو کہ روح کے کمال کے لئے جسمانی ترکیب کسقدر ضروری ہے پس جنت الخلد میں چونکہ روحانی کمال مطلوب ہے وہ بدن جسم ممکن نہیں لہذا وہاں جسمانی روحانی نعماء کا ہونا لازمی اور قدرت ایزدی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اگر اسکو باریک اور لطیف پیرایہ میں بیان کریں تو

یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اُن حقایق اور معارف اور لذات روحانی کی طرف اشارہ ہے جو بہشت میں ملیں گی اور انکو جسمانی طور پر تمثل اور متشکل دکھایا گیا ہے جیسے انسان خواب میں امور معقولہ کو محسوس کرتا ہے۔ بہرنمط ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جنت میں تمام جنت ہر ایک قسم کی نعمتوں پر مشتمل ہونگے جو روح کی فطری خواہش اور جبلی طلب کے پورا کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

ازواج پر بحث اور حوروں کا مسئلہ

اب ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کو بیان کریں کہ ازواج کا جو وعدہ دیا گیا ہے اسمیں کیا راز ہے۔

یہ امر تو مسلم الثبوت ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور وہ فطرتاً کسی دوسرے رفیق کو چاہتا ہے اور ایسا رفیق کہ ہر طرح سے رفیق کہلانے کا مستحق ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے جنت میں اوسکے لئے رفیق بنائے ہیں۔

ازواج کا لفظ عام ہے اور وہ مرد اور عورت دونوں پر بولا جا سکتا ہے۔ پس ہر ایک انسان کے لئے رفیق مطہر عطا ہونگے۔

ازواج کی تشریح قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر بھی ہم پاتے ہیں چنانچہ سورۃ رعد میں فرمایا ہے جنت عدن یدخلونہا ومن صلح من ابائہم وازواجہم وذریاتہم الی الآیۃ پس ازواج مطہرۃ سے اگر ازواجہم فی الدنیا والے ازواج مراد لیں تو کوئی استبعاد عقل لازم نہیں آتا۔ بلکہ مطہرۃ کا لفظ اس پر قرینہ بھی ہے جنت کی توضیح اور تشریح ایک جداگانہ مضمون ہے جو کسی دوسرے وقت پر بیان کیا جاویگا۔

پس بہشت میں جسمانی روحانی نعمتوں کا ملنا جب ثابت ہو چکا تو اسکے بعد بہشت میں عورتوں کے ملنے کا سوال ایسا سوال نہیں رہتا کہ وہ کچھ اثر پیدا کر سکے تاہم اس پر بھی مختصر سی نظر کرتے ہیں۔

یوں کہا جاتا ہے کہ بہشت میں عورتوں سے ملنا اور خلا ملا کرنا تقدس باری کے خلاف ہے۔ ہم نے جہاں تک اس مسئلہ پر غور کیا اس اعتراض کو بالکل قلت تدبر سے ناشی پایا کیونکہ اس امر کا اعتراف تو بہرحال کرنا پڑیگا کہ یہ مستورات ومخدرات آخر حشر اجساد میں اُٹھیں گی۔ تو پس اونکی موجودگی جب یہاں تقدس باری تعالیٰ کے خلاف نہیں تو اگر کوئی نئی مخلوق از قسم اناث جنکو حور کہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ کی شان میں کسی قسم کا مخل اعتراض ہو سکتی ہیں؟ ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ چونکہ توالد وتناسل کا سلسلہ نہوگا اس لئے وہاں ان مستورات مخدرات سے خلا ملا رکھنا کیا فایدہ رکھتا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ اول تو یہ امر بحث طلب ہے عورت کے خلق سے صرف یہی غرض نہیں اگر ایسا ہو تو دنیا میں کوئی عورت عقیمہ نہو اور کبھی کوئی معصوم لڑکی فوت نہو حالانکہ ہم ہر روز اس اٹل قانون کو پاتے ہیں علاوہ ازیں عورت اور مرد توالد تناسل کے لئے دونوں ذمہ وار ہیں پھر لازم آتا ہے کہ مرد بھی نہ رہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جبکہ اس دنیا میں جایز مخالطت اور شرعی موافقت مخدرات سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی میں فرق نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ یہاں بھی ایسا ہی حاضر ناظر جیسے وہاں ہوگا۔ تو وہاں کیونکر ہو سکتی ہے؟ اور تقدس اور پاکیزگی ایسی چیز نہیں ہے جو عورتوں کے خلا ملا سے زایل ہو جاتی ہو کیونکہ دنیا میں صدہا راست باز گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں مگر اونکا بیاہ کرنا اور بچوں کا باپ ہونا اونکی تقدس مآبی میں حایل اور مانع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ایک لطیف ذریعہ اونکی ترقی مدارج اور روحانی کمالات کا ہے دانشمند دل اس مقام پر غور کریں!!!

وھم فیہا خالدون اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوس میں رہیں گے۔ بعض نادان لوگوں نے جو خوفناک کے مفہوم سے بے خبر اور اوسکے حصول سے مایوس مطلق ہیں اس پر اعتراض کیا ہے کہ

محدود اعمال کی جزا غیر محدود کیوں ہے

اولاً۔ یہ بات تو بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ روح میں ابدی نجات اور دائمی سکھ کی اضطراری پیاس ہے پھر یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ خدا تعالیٰ کیونکر روح کو ایک فطری ضرورۃ عطا فرما کر پھر اوسکو اس تقاضا کے موافق۔ وہ نعمت جسکا روح طالب ہے نہ دے۔ حالانکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تمام فطری تقاضے پورے ہو رہے ہیں ثانیاً یہ ایک دعوے ہے جسکی دلیل نہیں محدود کام کا ثمرہ محدود ہو یہ ضروری نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہر ایک فعل پر ایک نتیجہ مترتب ہوتا ہے اور پھر وہ نتیجہ علت بنتا ہے اور اوس سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے غرض علت اور معلول کا کبھی ختم نہیں ہوتا پس اعمال اور افعال بھی جو اس سلسلہ علت ومعلول میں شامل ہیں بالکل بے انتہا اور غیر محدود ہیں پس اگر یہ دعویٰ بفرض محال مان بھی لیا جائے تو بھی یہ جزا سے جو فضل الٰہی سے (جو مسلم طور پر غیر محدود ہے) ملی غیر محدود ہی ہونی چاہیے۔

ثالثاً۔ بندہ کا عمل اعظم یہی ہے کہ وہ وفاداری ہاں لا انتہا وفاداری اور ابدی صدق سے ایمان لاتا ہے اور اُسکے تمام مراتب اور لوازم پر عمل کرتا ہے اب اگر وہ وفات پا جاتا ہے تو اوسکا کیا قصور ہے؟ یہ تو پھر نعوذ باللہ خدا پر اعتراض ہوگا جو دہریوں کا کام ہے اوس نے اپنی زندگی کے طریق اور چلن سے اپنی سچی وفاداری کا ثبوت دیدیا پس اوسکے اعمال کو بھی محدود نہ ہونے بلکہ غیر محدود ٹھہرے۔ علاوہ بریں اعمال صالحہ کی اصل تقسیم صرف یہ ہے کہ یا وہ تعظیم الٰہی کیواسطے ہوتے ہیں۔ یا شفقت علی خلق اللہ کے اور جنت میں دونوں اعمال موجود ہیں اول قسم کے لئے فرماتا ہے دعویہم فیہا سبحانک اللھم وتحیتہم فیہا سلام واخر دعویہم ان الحمد للہ رب العالمین قسم دوم کے بارے میں فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین۔

ثالثاً۔ نجات کی اصلی غرض اور حقیقت تو وہ لذت اور سرور ہے جو انسان ماسوائے اللہ سے بکلی قطع کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت میں محویت حاصل کر کے پاتا ہے اور یہ سلسلہ بات ہے کہ محبت بجز معرفت کے نہیں ہوتی۔ چونکہ جنت میں تمام نعمتوں کی سرتاج نعمت ذکر الٰہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پس یہ سلسلہ تو زیادہ وسیع ہوتا جائیگا کیونکہ یہ معرفت اور محبت بڑھتی جائے گی پھر انسان کیونکر خیال کر سکتا ہے کہ وہاں سے کبھی نکل آئیگا بلکہ وہاں سے نکل سکتا ہے پس یہ کیسی بچی فلاسفی اور روح کی تسلی دینے والی بات ہے کہ اسلام نے وہ جنت بتلائی ہے جہاں ابدالآباد کے لئے رہنا ہوگا۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ہندوستان کا آئندہ مذہب اودھ اخبار نور افشاں نے اپنے ایڈیٹوریل کالم میں اس عنوان سے ایک لیڈر لکھنے کا ارادہ ظاہر کرکے ہندو مسلمانوں کو بھی توجہ دلائی ہے کہ وہ اس عنوان پر اپنے خیالات ظاہر کریں۔ اس میں شک نہیں کہ مندرجہ بالا عنوان سرسری نگاہ میں ایک دل خوش کن اور قابل بحث مضمون نظر آئیگا چنانچہ پچھلے چند سال میں اس پر کئی مرتبہ آریہ سماج اور دیگر مذہبی کانفرنسوں میں حسب منشاء اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں اس عنوان پر بحث کرنا کوئی مفید امر ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اضداد کا مقابلہ استمراری عادۃ اللہ ہے۔ ہاں یہ مضمون بہ تغیر الفاظ یوں قابل بحث ہو سکتا ہے "کہ دنیا میں عالمگیر مذہب کون ہے" اگر نور افشاں کی مراد یہ ثابت کرنا ہو کہ آئندہ مذہب انڈیا کا عیسائیت ہوگا تو اسے مناسب ہے کہ کون اپنی بیوی کا نام بیگم نہیں رکھ سکتا۔ خود حضرت مسیح کے زمانہ میں تو اتنی کامیابی نہ ہوئی کہ کل یہودیہ کو وہ اپنا ہم خیال بنا لیتا۔ ساری عمر میں کل ایک سو بارہ آدمی عیسائی ہوئے اور انہیں سے بھی [illegible] اور کمزور آدمی کہ ذرا سی بات پر [illegible] کو طیار اور تیس درہم لیکر گرفتار کرانے کو آمادہ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ظلمت اور نور کا مقابلہ ضروری بات ہے پس نور افشاں اگر ایسے مضامین پر بحث کی ضرورت سمجھتا ہے تو وہ اس عنوان کو یوں قایم کرے "دنیا میں عالمگیر مذہب کون ہے"؟ اس پر ہر ایک شخص اپنے خیالات ظاہر کرے ہم بھی انشاء اللہ لکھیں گے۔ ورنہ نور افشاں کے مجوزہ مضمون پر بحث کرنا دردسر مول لینا ہے ہاں ہم نور افشاں کے مرقومہ مضمون پر بعد ختم ہو جانے مضمون مذکور کے سلسلہ وار ریمارک کریں گے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

مسلمانوں کی مذہبی حیثیت کو عملی طور پر قائم رکھنے کے لئے تعلیم الاسلام ایسے مدرسہ کی ضرورت ایک ایسی ضرورت ہے جسکو وہ لوگ خوب محسوس کر سکتے ہیں جو ادن بد نتائج سے ذرا بھی اطلاع رکھتے ہیں جو مشن سکولوں یا دوسرے سکولوں کے تعلیم یافتہ طلباء کی حالت پر اثر پذیر پائے جاتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اجراء میں تمام قومی اور اسلامی اغراض شامل ہیں ضروریات زمانہ کے لحاظ کر دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی اور مذہبی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے مگر مدرسہ کی تکمیل اور ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ابھی مالی حالت بہت کچھ امداد کی محتاج ہے۔ ہمکو مینیجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کے ایماء سے معلوم ہوا ہے اور ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں کہ مدرسہ کی عمارت موجودہ حالت کے لحاظ سے بھی غیر مکتفی ہے اور علاوہ ازیں بورڈنگ ہوس کا کوئی انتظام نہیں جسکی وجہ سے مدرسہ کے اجراء سے بیرونجات کی طالب علم ابھی فایدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اسلئے یہ ضروری معلوم ہوا ہے کہ ہم اپنے ناظرین اور عام مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائیں کہ بورڈنگ ہوس اور عمارت مدرسہ کی تکمیل کے کام درپیش ہیں۔ ہر ایک شخص حسب مقدور اس کار خیر میں شریک ہو کر امداد فرماوے ہم مینیجنگ کمیٹی مدرسہ تعلیم الاسلام کو رائے دینا چاہتے ہیں کہ عمارت مدرسہ و بورڈنگ کے متعلق ایک ماہواری چندہ کی فہرست مرتب کی جاوے اور وہ مداومی ہو کیونکہ مدرسہ کی عمارت کے متعلق آئے دن ضروریات بڑھیں گی اس لئے یہ چندہ دایمی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس کار خیر میں یکمشت اور مداومی چندہ سے غرض ہر طرح شریک ہونگے اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیں گے۔ ہر ایک قسم کا زر چندہ مدرسہ کے متعلق "مولوی حکیم نورالدین صاحب قادیاں" کے پتہ سے آنا چاہیے۔ اور یہ چندہ جو عمارت کے لئے ہو وہ چندہ عمارت ہے اور جو مساکین طلباء کے لئے ہو وہ مساکین فنڈ کے نام سے بھیجا جاوے اور جو عام اغراض کے لئے تمام اغراض کے نام سے بھیجا جاوے غرض چندہ بھیجنے والوں کو صراحت کر دینی ضروری ہے تاکہ ہر ایک مد کا جداگانہ چندہ رکھا جاوے۔

الحکم اور اوسکے معاون

ہم دلی شکرگزاری کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ الحکم کے معاونین اوسکی توسیع اشاعت میں پوری کوشش فرما رہے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مندرجہ ذیل احباب خاص طور پر شکریہ کے قابل ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی خرچ سے یا کوشش سے خریدار بہم پہونچا کر توسیع اشاعت کے کام کو جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۱) شیخ عطا محمد صاحب سب رجسٹرار میاں میر۔ (۲) ایک معزز مخدوم لکھو ہاٹ (۳) ایک مکرم دوست انبالہ چھاؤنی (۴) مفتی محمد صادق صاحب لاہور۔ (۵) قاضی یوسف صاحب سنگرور (۶) منشی نور احمد صاحب ٹانڈا پور (۷) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہہ۔ (۸) حکیم محمد حسین صاحب لاہور ہم امید کرتے ہیں کہ اگر دوسرے احباب بھی اسیطرح مصروف رہے تو بہت تھوڑے میں الحکم کی موجودہ اشاعت کئی چند ہو سکتی ہے۔

معزز قدران الحکم

۸ر نومبر ۱۸۹۸ء سے الحکم کا مالی سال شروع ہو گیا ہے اس لئے خاکسار مدیر الحکم امید کرتا ہے کہ آپ سال گذشتہ اور رواں کا چندہ بھیجکر کارخانہ کی اعانت فرماویں گے۔ (ایڈیٹر)

عقیقہ مسنونہ ہمارے مخدوم جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس لاہور مع الخیر ولایت سے واپس آئے کوٹھی دارالامان میں آپ نے بھی (جیسا کہ پہلے بعض احباب نے اپنے لڑکوں کے عقیقہ دارالامان میں کئے ہیں) اپنی دختر نیک اختر کی تولد پر ۱۲ نومبر کو قادیان میں آپ عقیقہ کیا۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کے نام ایک اور خط

بھی کوئی انوکھی اور نرالی بات نہیں کہ شیخ بٹالوی پر ہر طرف سے لعنت پڑ رہی ہے۔ مباہلہ بلا شرط کی ایک ایسی راہ ہے کہ اس سے ہمیشہ کل کے دن کا جھگڑا طے ہو جاتا ہے۔ مگر ابھی تک اس نوع کی مباہلہ کا کوئی جواب شیخ بٹالوی کی طرف سے ہمارے پاس نہیں پہنچا۔ مباہلہ کے بلا اثر ثابت ہونے پر جو انعام بٹالوی کو دیا جا سکتا ہے اسکی تعداد ہمارے پاس آٹھ ہزار کے قریب تک پہنچ چکی ہے گو اعلان ابھی دو ہزار ساڑھے تین سو تک کا ہوا ہے۔ ہم اب تک شیخ بٹالوی کے جواب کا انتظار کرتے ہیں۔ پھر اخبار مفاد عامہ کے ذریعہ اور کثیر التعداد اشتہارات سے پبلک کو اس ملک میں کی کارستانیوں سے واقف کرینگے اور اپنے موعودہ مضمون شائع کر کے خود پبلک ہی کے فیصلہ پر چھوڑینگے اب ہم وہ خط شائع کرتے ہیں جو میاں محمد حسین کے ایک ایسے دوست نے ان کو اتماماً للحجت لکھا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

زمانہ سابق میں مکرم معظم مولوی صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ! مجھے اخبار الحکم کے گذشتہ چند ہفتوں کے پرچوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں آپ کے مکرم مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی کی ایک چٹھی آپکے نام لکھی گئی جس میں مولوی صاحب موصوف نے اپنی ہم مکتبی اور دیگر قدیمانہ حقوق دوستی کو یاد دلا کر ایک قطعی فیصلہ کے لئے آپ کو مباہلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے اپنی غرض یا حقیقت کے موجب مباہلہ کو غیر موثر ہونیکی صورت میں دو سو روپیہ کی رقم آپکو بطور انعام پیش کی ہے اور نیز جماعتہائے لاہور، ٹیالہ، شملہ، الہ آباد وغیرہ نے رقم مذکور کو آپکے منصب پر ضرورت موجودہ کے لئے غیر مکتفی سمجھ کر اپنی طرف سے اور رقومات ایزاد کر دی ہیں جنکی تعداد قریباً سہ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ بلکہ بالائی طور سے سنا جاتا ہے کہ رقم مذکور آٹھ ہزار تک ہو گئی ہے۔ اس تمام کارروائی کو دیکھکر مجھے بھی تحریک ہوئی کہ یکدفعہ یہ آپ کو ایک خط لکھوں شاید کہ آپ کی ایزادی بصیرت و ہدایت کا موجب ہو جاوے اور مجھے سعادت دارین سے حصہ ملجائے۔ مجھے سخت تڑپ ہے بلکہ میری دلی آرزو ہے کہ آپ اس نعمت غیر مترقبہ سے جو اریب خالق ارض و سما اور مالک یوم الدین کی طرف سے ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ صفحۂ دنیا پر ظلمت اور عصیان کا طوفان برپا ہے۔ اور مخلوقات خدا ہلاکت اور تباہی کے دریائے بے پایان میں غرق ہو رہی ہے نازل ہوئی ہے بہرہ ور ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پیشتر ازیں ایک طول طویل خط آپ کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا جس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید کوئی مصلحت وقتی سکوت کے لئے داعی گیر ہوئی ہوگی۔ اور نیز اس بات کا اظہار کرنا اس وقت پر غیر مناسب نہیں ہوگا کہ خاکسار چند بار بذات خود حاضر خدمت والا ہو کر بڑے ادب سے متوجہ ہوا کہ آپ حضرت مرزا صاحب آدام اللہ برکاتہ کی نسبت غور فرماویں۔ اور مخالفت کو لئے جلدی نکریں کیونکہ حق اور باطل چھپا نہیں رہ سکتا۔ آپ اپنی زبان اور قلم کو روکیں۔ مگر میں سخت افسوس سے لکھتا ہوں آہ۔ ایک روحانی مرض نے جو دنیا میں باقی سے بھی بدتر ہے۔ بدقسمتی سے آپکی روح اور عقل پر ایسا غلبہ پایا ہے کہ آپ کسی ناصح اور ہمدرد کی خیر خواہانہ نصیحت کو سن ہی نہیں سکتے۔ اور چونکہ بیمار کو بسا اوقات اپنی بیماری کا پورا حال منکشف نہیں ہوتا اسواسطے مرض بروز مرض نامعلوم طور سے ترقی کرتی جاتی ہے حتیٰ کہ اسکو وہ مرض ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ لہٰذا محض للہی ہمدردی اور نیک نیتی کی نیت سے جرأت کر کے پھر عاجز آپکے مرض کی تشخیص میں مصروف ہو کر آپ ہی کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اس مرض کا نام آپ پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم آپ کو توفیق خیر عطا فرماوے۔ اور اسکے معالجے کے لئے آپکی توجہ کو منعطف کر دے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب آپکی حالت اس مرض کی وجہ سے اخیر درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ اور ظاہر میں انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ اب اسکا علاج دشوار بلکہ ناممکن ہے مگر میں مایوس نہیں ہو سکتا بلکہ کسی موسن کو نا امید نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس نصیحت کو بدظنی پر محمول نہیں فرماوینگے۔ بلکہ ایک نہایت ہی ہمدرد کی غمخواری تصور فرما کر اس پر عملدرآمد کرینگے۔ اور اس شخص کو سچا سمجھکر مرض کے دفیہ کے لئے کمر ہمت باندھکر جان توڑ کوشش میں مصروف ہو جائینگے۔ کیونکہ یہ مرض کوئی معمولی مرض نہیں ہے یہ وہ مرض ہے جسنے فرعون اور شداد جیسے بادشاہوں کو ہلاک کیا۔ یہ وہ مرض ہے جس نے معلم الملکوت کو جنت جیسی نعمت سے محروم کیا یہ وہ مرض ہے جسنے بلعم باعور جیسے مستجاب الدعوات کو محروم کا وارث بنایا میں اب یقین کرتا ہوں کہ آپجناب کو اس منحوس مرض کا پتہ لگ گیا ہوگا۔ اگر نہیں لگا تو میں کھول کر بتلا ہی دیتا ہوں کہ اس خبیث مرض کا نام تکبر ہے جس نے کسی نامبارک وقت میں آپکے دل دماغ کو بیکار اور حسد کی آگ کو مشتعل کر کے آپکے تمام توائے روحانی کو خاک سیاہ کر دیا ہے۔ ورنہ آپ جیسے بیدار مغز اور عالم اجل ایسے صریح اور صاف مسایل کے سمجھنے میں کیوں پیچھے رہجاتے؟ گستاخی معاف! میں نے ان تعلقات کی وجہ سے جو آپ کو میرے ساتھ ایک عرصہ دراز تک رہے۔ یہ سب باتیں عرض کی ہیں اب انکو قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا آپکا کام ہے۔ میں نے فی الحقیقت اصلی مرض کو جو آپکے تمام قویٰ پر محیط ہو رہی ہے پیش کر دیا ہے۔ اب آگے علاج کرنا یا نکرنا آپکے اختیار میں ہے۔ مجھے علاج کے بتلانے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ قرآن شریف اور کل احادیث کی کتابیں اس مرض کی ادویات سے بھری پڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسے حکیم مطلق اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے حکیم امت کے بتلائے ہوئے نسخوں سے جو نسخہ آپ استعمال کرینگے تو یقیناً یقیناً آپ اس مرض مہلک سے نجات پا جائینگے

آپ کو ضرور یاد ہوگا کہ میں نے ملاقات کے وقت چند بار زبانی اور نیز اپنے سابقہ خط میں جسکو ارسال کئے ہوئے زاید از ڈیڑھ سال ہو گیا ہے عرض کیا تھا اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ میں نے مدت العمر حضرت امام الزمان مجدد دوران مسیح موعود و مہدی معہود کی خدمت بابرکت میں رہکر اندرونی اور بیرونی حالات پر کما ینبغی اطلاع پا کر اصل حقیقت معلوم کر کے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ لاریب وہ عباد اللہ الصالحین اور یقیناً مامورین من اللہ میں سے ہیں۔ بلاشک آپ پر آسمانی انوار کی بارش اور روحانی برکات کا نزول ہوتا ہے جنکے عکس سے ان کے در و دیوار روشن ہو کر ان کو گرد و نواح سے آنے والے دور دراز اصحار و دیار کے زائرین جو طاقت سفر و صعوبت راہ برداشت کر کے تھکے ماندے اور پژمردہ ہو کر آتے ہیں وہ اس بزرگ امام فلاح یابی داعی کے چہرہ مبارک کو دیکھکر تمام تکالیف کو بھول جاتے اور ان کی تقریر دلپذیر کو سنکر اور تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی چند روزہ صحبت وطن و اہل و عیال کی محبت کو چھوڑ دیتی ہے ان کے کلام الاکلام سے ایسے محظوظ ہوتے ہیں کہ جی جدا ہونیکو نہیں چاہتا۔ انکی صفائی میں کھڑے ہونے سے نماز میں وہ حلاوت ہوتی ہے کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ عبادت میں خشیت تلاوت قرآن شریف میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ دلوں میں نور بھر جاتا ہے۔ چہروں پر سعادت کے انوار نمایاں ہوتے ہیں۔ گناہ ان صحبتوں کے لحوقہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور آیندہ کو لئے الٰہی فرمانی اور ارتکاب معصیت سے نفرت پیدا ہوتی ہے ان کی تمام مرید مل جل کر باہم الفت اور محبت روز بروز بڑھتی اور اسلامی اخوت ترقی کرتی ہے وہ اخلاق جو نہ سے پیار کرتے اور افعال قبیحہ سے بیزار ہوتے ہیں۔

برخلاف اسکے علمائے وقت کی صحبت سے نخوت اور تکبر پیدا ہوتا ہے۔ باہمی مخالفت اور عداوت کا بیج بویا جاتا ہے۔ شرارتوں اور فساد کی آگ دلوں میں مشتعل ہوتی اور کینہ اور بغض کے شعلے طبائع میں موجزن ہوتے ہیں نہ عبادت میں لذت نہ گناہوں سے نفرت۔ علماء میں کہ خود ستائی خود نمائی میں گرفتار۔ رہنمائی اور راست روی کے طریقوں سے بیزار۔ دنیاوی لالچوں۔ نفسانی خواہشوں میں مبتلا باہمی پھوٹ اور دھڑہ بازی کے شیدا ہو رہے ہیں۔ دوسروں کا ذکر ہی جانیدیجئے آپ اپنے نفس ہی خیال فرماویں۔ کیا آپ کا ضمیر آپکو اسبات کو کھنکھنا جائز دیسکتا ہے کہ آپ عالم ربانی ہیں؟ آپ کا ضمیر پکار کر کہیگا حاشا و کلا! (ہرگز نہیں ہرگز نہیں) پھر آپ ہی انصاف فرمائیے اور داد دیجئے! کہ یہ لوگ ناراستی پر ہو سکتے ہیں؟ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

امر متذکرہ بالا کی تحقیقات کے لئے ہم دور نہیں جاتے ہیں۔ آپ کی ہی بات بیان کئے دیتا ہوں۔ مجھے اچھی طرح تفتیش کا حق ہے اور میں خیال نہ کرتا ہوں آپکو بھی یہ بات ناپسند نہ ہوگی کہ ایکبار نہیں بلکہ چند بار آپنے برملا بمجمع تحدی سے پکار کر کہا تھا کہ میں نے ہی اس شخص کو جسنے حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان پر چڑھایا ہے اور اب میں ہی اسکو زمین پر گراؤنگا۔ اور دوسری طرف حضرت امام ہمام نے بذریعہ اشتہارات شائع کیا کہ میں شیخ محمد حسین بٹالوی یعنے جناب کی نسبت الہام ہوا ہے انی مھین من اراد اھانتک یعنے میں (اللہ) ہر شخص کو ذلیل اور خوار کر کے چھوڑ دونگا جسنے تیری اہانت کا قصد کیا۔

یہ دو کلمات ہیں جو ایک تو آپکی طرف سے اور دوسرا حضرت حجۃ اللہ کیطرف سے میدان کارزار میں گویا کشتی کے لئے نکلے ہیں۔ اب میں اسجگہ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا صرف یہ دریافت کرتا ہوں اور اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ ہی قسم کھا کر اور رب عزیز و سمیع جلیل کا خوف دل میں رکھکر فرماویں کہ کس کا قول بالا ہے۔ اور کس کے بول کی پیشگوئی بے سود ثابت ہوئیں؟ کیا اس امام کی عزت روز روشن کی طرح ظاہر نہیں

نہیں ہوئی؟ کیا اُن کے عادی کو لوگوں نے کم قبول کیا ہے؟ کیا اُن کی تائید کیلئے آسمانی اور سماوی نشان نمودار نہیں ہوئے؟ کیا اُن کی تبلیغ دنیا کو کناروں تک نہیں پہنچی؟ کیا اُن کی اشاعت کیلئے اشتہارات سے دنیا کا کوئی ملک خالی رہا؟ کیا اُن کو ہر موقع مقابلہ پر سرخروئی اور فتح نمایاں نہیں ہوئی؟

اب برخلاف اسکے میں آپسے پوچھتا ہوں کیا آپ کی مسلمہ فرقت پر ذلت کا پانی نہیں پھرا؟ کیا عالم شہرت کا چاند گہنا نہیں گیا؟ آپ کی قبولیت میں صداقت نہیں کھوئی گئی؟ آپکے قدیمی دوستوں نے آپکی رفاقت کو متروک نہیں کیا۔ آپ کی اشاعت سارا کالعدم نہیں ہوئی؟ آپ کو مقابل حضرت امام الزمان ہر موقع اور ہر محل پر ناکامی اور نامرادی کا موقعہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا؟ تمہیں قسم ہے اُس وجود کی جسکی عظمت کے آگے دل میں خاکسار ہو سچ سچ بتلائیے کہ کیا یہ واقعات راست اور درست نہیں؟

اے زمانہ سابق میں میرے بڑے کریم و معظم بزرگ امیں نے بخدا محض نیک نیتی اور ہمدردی ملی اور اُن تعلقات کی وجہ سے جو مجھکو آپسے رہے ہیں نہ کسی ناخیر اور بے ادبی کی وجہ سے بہلوست کند حالات عرض خدمت کیے ہیں۔ اور بار بار الفاظ متذکرہ بالا کا تکرار اسلئے کیا ہے کہ شاید آپ بات کی تہ کو پہنچ جائیں اور اللہ تعالےٰ کا خوف آپکے دل پر مستولی ہو جاوے اور آپکو وہ قادر مطلق خدا جس کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے صراط مستقیم کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

اب میں بالآخر اپنا اصل منشا ظاہر کرتا ہوں۔ اور بڑے ادب اور بڑی منت سے گذارش کرتا ہوں کہ آپنے تو مخالفت کو انتہا درجہ تک پہنچا دیا ہے اور حضرت حجۃ اللہ کی تحریر و تفہیم کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر پھر بھی نتیجہ برعکس نکلا۔ آپ کی ساری کوششیں رائگاں گئیں آپکی جانکاہ محنتیں ضائع ہوئیں۔ اُن کی ترقی کے صدہا کیلئے آپ کی جانفشانیاں ھباءً منثورا ثابت ہوئیں۔ اب خدا کیلئے کچھ عرصہ تک سکوت اختیار کریں اور اُس علیم و خبیر خدا کا خوف کرکے جو دلوں کے باریک در باریک اور تہ در تہ رازوں کا بھید جانتا ہے ایک دفعہ پھر اس معاملہ میں نظر غور کریں کینہ اور حسد کو خدا کے لیے موجودہ زمانہ کے لوگوں کی طرح معطل چھوڑ دیں اسطرح میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ پر حق کھولدیگا۔ اور اگر آپ غور کامل سے فیصلہ کرتے ہیں اور آپکے نزدیک یقیناً یہ امر طے ہو لیا ہے کہ حضرت امام ہمام جناب مرزا صاحب فی الحقیقت کاذب مفتری ہیں اور آپ کا دل فی الواقع خوصلگی سے بلا شرک بولتا ہے کہ ضرور ہی وہ کافر و دجال ہیں تو پھر مولوی عبدالقادر صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے اُسپر بلا کم و کاست بلا دریغ مردانہ وار میدان میں نکل کر مباہلہ کے لیے نکلیں کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے مومن کو کافر کے مقابل میں فتح کا وعدہ دیا ہے۔ دیکھو آیت لن یجعل اللہ للکٰفرین علی المومنین سبیلا۔ پھر آپکو توقف کیوں ہے۔ اس مقابلہ میں نہ صرف ٹریل فائدہ متصور ہے آٹھ ہزار روپیہ بھی ملتا ہے۔ ساتھ ہی دشمن کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر خلق خدا کو فیصلہ کا خوب موقع دستیاب ہوتا ہے پس اسی حالت میں خاموش رہنا اور جھوٹے حیلے حوالے تراشنا مناسب نہیں ہوگا جبکہ آپکو اپنے کامل مومن ہونے پر یقین کامل ہے اور مدمقابل کو بیقین کامل مفتری کذاب اور دجال

جانتے ہیں تو آپکو ایک منٹ کیلئے بھی درنگ نہیں کرنی چاہیئے آپکو صرف کفر کی خاطر مواہیر حاصل کرنے کے لیے بڑے بڑے مصائب سفر اُٹھا کر دور دراز مقامات پر جانا گوارا کیا ہے تو کیا اب اپنے وطن میں مشکیہ بٹالہ کی سرزمین پر کسی وسیع میدان میں نکلنا گوارا نہیں کر سکتے؟ ضرور گوارا کیجیے اور ضرور کیجیے۔ تاکہ حق کم جہاں پاک کی مثال صادق آئے۔ اور خلق پر کھل جائے کہ کاذب اور مفتری کون ہے؟ اور صادق اور راستباز کون؟ اگر اب بھی آپنے اپنی عادت مستمرہ کے موجب پہلوتہی کی تو پھر دنیا پر روز روشن کی طرح کھل جائیگا کہ آپ ہی ان تمام خطابات کے مستحق ہیں جو آپ وقتاً فوقتاً اپنے مدمقابل کی نسبت تجویز کرتے رہے ہیں۔ ہمارا کام کہدینا تھا سو کہدیا۔ اب آپکو یا نہ آپکو آپ کا اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ راقم ابوالعطاء مرزا خدا بخش ۷ ؍ نومبر ۱۸۹۸ء

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

(نمبر دوم)

بقیہ خط مسلمان بنام آریہ

اور یہ کہ پیغمبر اسلام لڑائی کے وقت بالفعل دو عورتوں سے نکاح کرنے اور پھر طلاق دیدینے کا حکم دیا کرتے تھے۔ سو میں نے اُسکے جواب میں لکھا تھا کہ قرآن تو درکنار حدیث صحیح میں بھی یہ باتیں نہیں اور پھر آپ سے حوالہ طلب کیا تھا۔ چونکہ آپنے اپنے خط میں اسکی تردید نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ آپکا مقولہ زبان دیو پچند صادق ہے۔ اور آپ قایل ہیں کہ یہ باتیں قرآن میں ہیں مگر افسوس کہ آپنے اس کا جواب بھی ایک حرف نہ دیا نہ قرآن کا کوئی پارہ سورہ۔ آیتہ لکھی جہاں ان باتوں کی تعلیم معلوم ہوتی ہو۔ تمام خط میں صرف ایک آیتہ ہے جسکا ہماری بحث سے کچھ تعلق نہیں اور جو خود مفتری کے حق اور جہالت کو اُس خط میں ظاہر کر رہی ہے۔

جب آپ کی طرف سے یہ دعوی تھا کہ اسلام میں ایسی تعلیم قرآن میں پائی جاتی ہے تو یہ آپ پر ضروری تھا کہ اُسکا ثبوت میرے استفسار پر دیتے۔ اصل مطلب اور بحث کو غت ربود کرکے دوسرے جھگڑے لے بیٹھنے سے یہی تو بددیانتی ہے اگر آپکے دل میں خوف خدا ہوتا اور حق کی طلب ہوتی تو اُسکا حوالہ دیتے۔ ورنہ اپنی غلطی اور کجی کو قبول کرتے اور پھر بطلب استفادہ کسی سے دریافت کرتے۔ مگر یہ آپ کی طرف سے کوئی بات نہیں بلکہ افترا اور جھوٹ آپ لوگوں کا ہمیشہ سے کام ہے۔ راستبازوں کی توہین سے آپکے کتب خانے بھرے ہیں۔ میرا خط اور آپکا جواب خود اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ آپ کا کہاں تک جھوٹ اور افترا سے پیار اور راستی سے انکار ہے۔ انہی باتوں کی فیصلہ کیلئے ہمارے حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمہ اللہ نے ہر چند دعوۃ کی۔ اشتہار دیئے۔ کتابیں چھاپیں تاہم لوگ طلب حق چھوڑ تاریکی سے نکلنے کی کچھ ہمت باندھ لیں اور جن امراض مہلکہ میں گرفتار ہیں۔ اُن سے نجات پاویں اور خدا کے ستیارتھ پرکاش

یونہی ناحق بوجہ بدگمانی اور استہزا کریں جو اُن کے لئے انجام کار سخت عذاب کا موجب ہے۔ مگر کسی نے طالب حق بنکر اُن کی طرف رُخ نہ کیا۔ بلکہ اندر من مراد آبادی کی درخواست پر دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے انجسال کا ہرجانہ بھی جمع کرا دیا۔ مگر آخر اقرار کرنیکے بعد پھر وہ اپنے قول کے برخلاف منحرف ہوا۔

اسی طرح پنڈت دیانند صاحب اور دیگر مبران اہل غیر مذاہب اسلام کو کہا گیا اگر کسی کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اُن تمام باتوں کو تحقیق کرکے اپنے دوسرے بھائیوں کو اُس سے مستفید ہونیکی وصیت کرتا۔ مگر چونکہ ظلمت اور نور کا جمع ہونا محالات سے ہے اسلئے کسی نے اُس نور کی طرف رُخ نہیں کیا۔ اور ہمیشہ گندی گالیاں چھاپ کر اپنی خبث طینتی کا ثبوت دیتے رہے۔ چنانچہ اُن مخالفوں کو حضرت اقدس اس اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ آپ بعدہ اور سہ بارہ عورکے پڑھیں میں نے اختصار درج کیا ہے

الا ای گرفتہ بر انسرا
کمن خویشتن را بترک حیا

بخاصان حق کینہ ات تا کجا
گہے شرمت آید ز گمہاں خدا

چو بر نیک گوہر گماں بد بری
بدانند مردم کہ بدگوہری

چو گوئی دریاک را بر غبا
غبار دو چشمت شود آشکار

سخنہائے پر محنت و بیمغز و خام
بود بر خبیثاں نشانی تمام

مذانید گفتن سخن جز دروغ
برحق نداند ورو غیر فرغ

نیارید یاد از حق ہیچگوں
پسندد او ذات دنیائے دوں

خدائے کہ جاں بر رہ او فدا۔
نیابی رہش جز بپیمبر مصطفےٰ

ابو احکام کان آفتاب جہاں
کہ روشن شد از وی زمین و زماں

بشر کے بدے از ملک نیکتر
نہ بودے اگر چوں محمد بشر۔

بہ قرآں چرا بر سر کیں دری
نہ دیدی ز قرآں مگر نیکوی

اگر نامدی در جہاں ایں کلام
نماندے بدنیا ز توحید نام

بتوحید راہے از و شد عیاں
تراہم خبر شد کہ ہست آں لگاں

وگرنہ ببیں حال آں ملئے خویش
بانصاف بنگر دراں دین و کیش

بود آں فسر و مایہ بدگوہرے
کہ از منعم خود دنیا بدسرے

ز اندازۂ خویش برتر مبر
پژشکی کمن چوں ندانی ہنر

شد ایں دین بفضل خدا ارجمند
نہ کلک فریب بہت وساوس دبند

درخشد درو نور چوں آفتاب
تو کوری نئے مبنی اش زیں حجاب

بہ ناپاکی دل مشو بدگماں
وگر محنتی ہست بنما عیاں

بشوق دل آویختن را بساز
ہمیں انگبیں قدرت کارساز

گزیں کن ز قوت یکی آہنیں
کہ ما یک سخن نہ ما کنند یک سخن

بامہت فضل خداوند پاک
نباطل پرستاں نداریم باک

دوم اپنے ایک آیت قرآن شریف کی لکھدی ہے۔ ہر ایک شخص جو ادنےٰ سی عقل بھی رکھتا ہے۔ وہ بھی اس امر کو سمجھ سکتا ہے کہ جب بطور اعتراض کسے ایک آیتہ درج کی گئی ہے تو ضرور اسکا ترجمہ درج کر دینا چاہیئے تھا۔ اور جس جگہ یہ تعلیم آپ کو قانون قدرت کے برخلاف

نظر آتی تھی اُسکو ظاہر کرنا چاہئے تھا۔ اب گونگے کی اشارہ تو گونگے کی ماں ہی سمجھے۔ بھلا یہہ کونسی عقل اور دانائی تھی جسے آپ اپنی دانست میں ایک فتح عظیم جان کر تحریر کر بیٹھے۔ کیا دیدۂ عقل کا بند ہونا اور قوت ممیزہ کی آنکھ کا پھوٹنا اور انصاف کو ہاتھ سے دینا کچھ اور ہوتا ہے؟ یا یہی جواب سے سرزد ہوا۔ کیا ابھی آنکھوں کی زردی میں کچھ کسر رہگئی ہے یا مرض تعصب کا غلبہ ثابت نہیں ہو رہا ہے؟ آپ کو واجب تھا کہ اول آیت کا ترجمہ لکھتے۔ پھر جس لفظ پر اعتراض تھا اُس اعتراض کی تفصیل کرتے۔ اگر اور کچھ نہیں ہو سکا تھا اور اندھیرے میں گرے پڑے آپکے کچھ نظر آسکتا تھا تو خبر عربی میں ہی جس حرف پر یا جس لفظ پر آپکو کمی اعداد کی وجہ سے اعتراض نظر آتا تھا تو اُسپر کوئی لکیر یعنے ڈیش ہی دیدیتے تاکہ کوئی مخاطب ایک حکیم کیطرح جو ایک اندھے گونگے اور بہرے مریض کا مطلب صرف اشارہ سے ہی جان سکتا ہے آپ کا مطلب سمجھکر کچھ تو آپ کا مافی الضمیر سمجھ سکتا۔ افسوس کی بات ہے کہ جو دعویٰ نیوگ کی باریکی کا کیا نہ اُسکا کوئی ثبوت دیا۔ جو آیۃ لکھی اوسکو محل اعتراض نہ ثابت کر کے دکھایا۔ میں حیران ہوں کہ آپ کو خط کو کیا سمجھا جاوے۔ نہ یہہ آپ کی طرف سے ابتدائی خط ہے اور نہ جوابی۔ ابتدائی اسلئے نہیں کہ آپنے ایک خط کے جواب میں اپنی دانست میں لکھا ہے۔ اور جوابی اسلئے نہیں کہ اصل بحث کو چھوڑ کر آپ کہیں کے کہیں ٹھوکریں کھائے چلے گئے۔

خیر! اگرچہ یہہ میرے پر فرض نہیں ہے کہ بغیر آپ کا ترجمہ اور اعتراض سُننے میں اس آیت پر کچھ لکھوں مگر تاہم میں اسکے بہت کھلے اور واضح صریح معنے عام فہم درج کر دیتا ہوں تاکہ اُنہیں کے ذریعہ سے آپ کی غلطی آپ پر واضح ہو جائے۔ اور شاید راہ راست نظر آوے۔

اب آیۃ شریف کا ترجمہ سنئے۔ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ ترجمہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں یعنی نسل انسانی کی تولید کا محل ہیں سو تم اپنی کھیتی کی طرف آؤ جہاں سے چاہو یا جس طرح سے چاہو۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ اسمیں محل اعتراض کونسا امر ہے۔ ہر ایک لفظ کا ترجمہ ظاہر ہے۔ بلکہ یہہ آیت اپنے مفہوم ہوائے طریقہ مخصوصہ مجامعت کے باقی ہر ایک قسم کی شہوۃ پرستی بدکاری اور بدافعالی کو خلاف قانون قدرت ثابت کر کے بنی نوع انسان کو ہزاروں قسم کے دُکھوں اور بیماریوں سے نجات کا راستہ بتلا رہی ہے۔ کیونکہ لفظ حرث جس کے معنے کھیتی کے ہیں زمین کے اُس قطعہ مخصوصہ پر بولا جاتا ہے جس کو ہر ایک قسم کی خس و خاشاک سے پاک صاف کر کے قابلیت والی اور زراعت کے لئے طیار کیا جاتا ہے اور اُسمیں تخم ریزی کر کے غلہ کی پیدائش کی امید کی جاتی ہے۔ دوسرے کسی قطعہ زمین پر جسمیں کچھ صفات نہوں لفظ کھیت کا عام بنجاری اور ہندوستانی زبان میں بھی نہیں بولا جاتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو عضو تناسل کو تمثیل کھیتی سے دیگئی تو یہہ اُس عضو مخصوص کے جو منبع نسل انسانی قرار دیگیا ہے دوسری ہر ایک قسم کی ناجائز حرکت سے بنی نوع انسان کو روکا گیا۔ کیونکہ وطی فی الدبر وغیرہ دوسرے جسقدر اسطرح کے افعال خلاف فطرت انسانی ہیں وہ حرث کے نتیجہ کے مفہوم میں ہرگز نہیں آسکتے بلکہ اس لفظ حرث کو استعمال کر کے اللہ تعالےٰ نے سنڈی بازی وغیرہ سے بھی سخت ممانعت کر دی۔ کیونکہ اُن کے رحم بھی منبع نسل انسانی نہیں ہیں بلکہ زمین شور کے حکم میں آجاتے ہیں۔ اور اس جگہ لفظ ارض وغیرہ کا بجائے حرث کے نہیں استعمال کیا جسمیں کسیکو شبہہ پڑتا۔ کیونکہ اگرچہ ایک لحاظ سے حرث بھی زمین ہے اور جسقدر اقسام کے قطعات زمین پہاڑی ریتلے ملائم سخت اور شور ہوتے ہیں وہ سبھی جنسیت کے لحاظ سے زمین ہیں۔ مگر حرث اُسی قطعہ کو کہا جائیگا جو زراعت کے قابل ہو۔ اور باوجود مختلف نام ہونیکے پھر امتیاز نکرنا اور ایک لفظ کے اصل مفہوم کو چھوڑ کر شرارت اور بدذاتی سے دوسرے معنے جو اُسکے مفہوم میں ہرگز آ ہی نہیں سکتے۔ جوڑنے اور خلق اللہ کو دھوکا دینا یہہ خبیثوں اور احمقوں کا کام ہے جن کو راستی اور دیانت سے کوئی کام نہیں اور کیسی ہی کھری چیز اُن کے آگے پھر دہری جاوے اُن کو وہ کھوٹی ہی نظر آتی ہے۔ اور اس قسم کے لوگ ایسے بیحیا ہوتے ہیں کہ اگرچہ کوئی حکیم اُن کو بار بار کے علاج کے لئے بلا دے بھی۔ تو بھی رُخ نہیں کرتے۔ اور نہیں پن پر ہی رہتے ہیں۔

شاید آپکو سمجھنے میں کوئی کسر رہگئی ہو تو میں اُسکو اور واضح کر کے لکھتا ہوں۔ دیکھئے! آپ کی اکثر والدہ۔ بہن بیٹی۔ بیوی وغیرہ ہو ونگی۔ تو اگرچہ یہہ سب بلحاظ نوعیت کے انسان ہیں۔ اور اناث میں داخل ہیں۔ مگر بلحاظ رشتہ کے اور عنوان کے سب الگ الگ حکم رکھتی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے مختلف نام رشتہ داری کے ہیں۔ آپ اپنی بیوی کو بہن یا ماں ہرگز نہ کہینگے۔ اور نہ ماں یا بہن کو بیوی کے حکم میں لینگے پھر اگر آپ کو کوئی شخص آپکی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت بجا لانیکو کہے تو کیا آپ اس دھوکہ میں آکر کہ عورتیں سب ایک ہی ہیں اور امانت کے حکم میں ہیں۔ ماں بہن اور بیوی میں امتیاز نکرینگے؟ اور بجائے بیوی کے ماں یا بہن پر چڑھ جائینگے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ آپ ایسا کرینگے۔ تو پھر جس حالت میں لفظ حرث زمین کے اُس قطعہ پر دلالت کرتا ہے جو خاص پیداوار کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اور اس سے دوسرے معنے خلاف فطرت اور خلاف مفہوم حرث لینے اگر کام ہے تو کسی شرارت کے پتلے ہی کا کام ہے۔ بلکہ اگر خدا کی طرف سے چشم بینا عطا ہوئی تو اس سے قرآن کی عظمت اور شان نظر آتی۔ کہ جسنے ایک لفظ استعمال کر کے دوسری ہر ایک قسم کی بدکاری خلاف فطرت مثلاً لواطت دست زنی سنڈی بازی وغیرہ کی راہ بند کر دی۔ اور جسنے لفظ لفظ میں انسان کو ٹھوکر سے بچایا۔ مگر ہے نصیب اُنکے جنکو یہہ آنکھ عطا ہو۔ مگر اندھے کو روشنی سے کیا کام؟

سوم۔ آپنے چند ایک سوالات دریافت کرنے ہیں۔ سو اول چونکہ آپنے میرے سوالات کا جو پرچہ اول میں آپ کی طرف لکھے گئے تھے جواب نہیں دیا اسلئے میں غلط بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کیا جواب دینے کا یہی طریق ہوتا ہے؟ دوسرے یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے جو آپنے لکھی ہے سلطان القلم اور فخر اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصنیفات میں ان سب کا جواب بطور اصول کے دیدیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں نے صرف آپکی طرف خط واسطے دریافت کرنے حوالجات کے لکھا تھا نہ کہ بحث مباحثہ کے لئے۔ جن حالتوں کہ ایک شخص بقید حیات کل قوم اسلام کی طرف سے امام اور پیشوا ہو کر وکالت کا کام کر رہے اور جسنے اپنی زندگی اور آرام اسی کام کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ کہ ہر ایک دینی صداقت کو قرآن کریم سے حسب مقتضائے فطرت انسانی و قانون قدرت نکالکر اور ثابت کر کے دکھائے تو اب میرے اور آپکے ذرا ذرا تکرار سے کیا فائدہ ہے؟ اگر آپ حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات ایک تحقیق حق کی نظر سے مطالعہ فرمائیے۔ اور راستی کے سچے طالب ہو کر قدم دھریئے تو وہ کتب ہر ایک قسم کے اعتراض کے جواب میں مثل ایک حل کے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالفین کو ایک بڑی مرض یہہ لگی ہے کہ وہ اصل کتاب کو مطالعہ نہیں فرماتے۔ مخالفین جو چند ایک سطور کا اختصار محض بے انصافی سے محل اعتراض بنا کر رجوع کرتے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس سے مدعی کا اصل مدعا نہیں کھلتا۔ اسلئے میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ مرزا صاحب کی کتب جو اُنہوں نے تحقیق حق اور ابطال باطل کے لئے لکھی ہیں۔ ایک سلیم دل سے مطالعہ فرماویں اور فیصلہ کے لئے جو معیار اُن میں بیان کئے گئے ہیں اُنپر غور کریں کہ بچائیں یا نہ۔ پھر اگر بچائیں تو اپنی صلاحیت کے ممبران اعلیٰ سے دریافت کریں کہ آپ اس طریق راست سے کیوں فیصلہ نہیں کرتے۔ تاکہ خدا پاک ہو۔ جب آپ کی جماعت کا کوئی اعلیٰ ممبر فیصلہ کرے تو وہ کل قوم کی طرف سے ہوگا۔ اور در اصل تو حال میں اس امر کا فیصلہ ہو بھی چکا ہے کیونکہ پنڈت لیکھرام کی موت اہل اسلام اور آریہ صاحبان کے مابین ایک فیصلہ ناطق ہے۔ اور پنڈت لیکھرام صاحب نے خود اپنے خط میں تحریر کر دیا تھا کہ اگر آپ کی پیشینگوئی پوری ہو گئی تو یہہ دونوں مذہبوں میں بطور فیصلہ ہوگی۔

لیکن جب یہ پیشینگوئی اسلام کے حق میں بطور فتح و نصرت کے پوری ہو گئی اور لیکھرام صاحب نے اپنی گالیوں کا خمیازہ بھگت لیا تو کسی نے حق کی طرف رجوع نہ کیا۔ اور جھوٹا الزام لگایا کہ مرزا صاحب نے قتل کرا دیا۔ اگر اسکا کوئی ثبوت ہوتا تو آریہ قوم مرزا صاحب کو گرفتار کرا سکتی تھی۔ جب اُن کے پاس کوئی گواہ یا دلائل مرزا صاحب کو مجرم کرنے کے نہ رہے تھے تو تسکین خاطر کے لئے یہہ تدبیر کی گئی تھی۔ مگر اُسپر بھی کوئی نہ نکلا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جب مقدمہ میں کوئی گواہ نہو تو اکثر قسم پر فیصلہ ہوا کرتا ہے۔

اور یہہ آپ کا حق ہرگز نہیں ہے کہ آپ کسی مسئلہ اسلامی پر بلحاظ غلط سمجھنے کے حملہ کریں۔ آپ پر واجب ہے کہ جب کسی آیت قرآن شریف پر اعتراض

یا سمجھ آوے تو مذہب اسلام سے اول اُسکا مطلب دریافت کریں تا کہ لاعلمی میں آپ اُسکا غلط مطلب سمجھ لیویں۔ جیسے کہ آپنے اسی آیت میں کیا۔ جس کی تفسیر میں نے آپ کو بتلائی۔ دیکھئے! حضرت مرزا صاحب نے پیشتر اسکے کہ مسئلہ نیوگ پر قدم اُٹھائے۔ بذریعہ ایک اشتہار کے کل ممبران آریہ سماج سے دریافت کرلیا کہ جو معنے نیوگ کے میں نے تحقیق کئے ہیں اگر وہ نہیں ہیں تو کوئی آریہ بتلائے۔ بعد تحقیق کے پھر آپ نے رسالہ "آریہ دھرم" لکھا۔ اگر آپنے یہہ رسالہ دیکھا ہوتا تو آپکے کل سوالوں کے جواب اسی میں مل جاتے۔ یہہ اسلام کا اخلاق ہے کہ وہ بغیر تحقیق اور دریافت کے کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ دُور کیوں جاؤ؟ اگر اسی آیت کو آپ قرآن میں دیکھتے اور کل رکوع کو پڑھتے تو آپکو بخوبی معلوم ہو جاتا کہ کل مضمون کا سباق سیاق ہرگز خلاف قدرت تعلیم نہیں دیتا اور اس سے قبل اور مابعد کی آیات اس آیت کی تفسیر کر رہی ہیں۔

اب پیشتر اسکے کہ آپ مجھسے کوئی خط و کتابت کریں۔ لازم ہے کہ اول کتاب سیر الطالب کی مطالعہ فرماویں جسکی تفصیل یہہ ہے براہین احمدیہ، سرمہ چشم آریہ، منحۃ حق، آریہ دھرم، استفتاء، اور وہ اشتہارات جو ایکہزار کی موت پر نکلے تھے۔ بعد ازاں بذریعہ اخبار کے اپنی کل سماج سے دریافت کریں کہ آپ فیصلہ شدہ امر کو کیوں قبول نہیں کرتے یا اگر شکوک ہیں تو مدعی کے دعاوی بذریعہ اُن فیصلوں کے کیوں نہیں توڑتے جو وہ پیش کرتا ہے اور حق و باطل میں یاد رہے کہ اس سے بڑھکر فیصلہ کرنیوالی کوئی چیز نہیں جو مرزا صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔

اول یہہ کہ ہر ایک کتاب آسمانی کا اپنی تعلیم میں کامل بہ کل وجوہ اور ہر دینی صداقت پر حاوی اور ہر صورت میں بے نظیر ہونا ضروری ہے۔

دوم یہہ کہ جیسے امراض ہر زمانہ میں ہوتے ہیں تو حکیم بھی ہوتے ہیں پھر سلسلۂ الہام جبکہ انسان کی ہدایت کے لئے ضروری ہے تو وہ کیوں بند کیا گیا؟

سوم۔ جو مذہب سچا ہوتا ہے اُسکی پیروی سے خدا کی رضامندی ہونی چاہیئے۔ اسلئے تم لوگ مرزا صاحب کے مقابلہ پر نکلو۔ اور دُعا کرو جو مذہب سچا ہوگا۔ آخر اُسی کی جیت جاویگی۔

یہہ تمام باتیں آجتک آریہ قوم کے روبرو پیش کی گئیں مگر کسی کو قبول نہ کیا۔ صرف دعوائے بلا دلیل پیش کئے جاتے ہیں کہ جن سے خود ہر بار ملزم ہوئے رہتے ہیں۔

یہہ بہت خوشی کی بات ہوگی کہ آپ پھر اس سلسلۂ تحقیق حق کو ملاکر چھپا یک ممبران سماج کو فیصلہ کے لئے دوبارہ نکالیں۔ جو اُن کا فیصلہ ہو وہ ہمیں اور آپ کو منظور ہونا چاہیئے۔ اور ایسے ہی فیصلہ کا اثر اکثر قوموں اور پبلک پر پڑا کرتا ہے۔ ورنہ میرا یا آپ کا اثر کیا ہے جسے نتائج کریں۔ امید ہے کہ آپ میری اس رائے سے متفق ہوں گے۔ اور بجائے اسکے کہ مجھے کچھ لکھیں اول کتابیں اصل مطالعہ فرمائیے۔ یا اپنی سماج کو بذریعہ کسی اخبار کے تحریک کریئے!

یاد رہے کہ لاہور میں جو جلسہ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء میں ہوا تھا۔ وہی فیصلہ ناطق ہے۔ اور کیا خوب ہو کہ آپ کی تحریک سے کوئی اور سیر فیصلہ ناطق ہو جاوے۔

مرزا صاحب عنقریب ایک کتاب لکھنے والے ہیں جسمیں مخالفین اسلام کے کل اعتراضوں کا جواب دیا جاویگا۔ آپ اپنی سماج کو لکھیں کہ اپنے اعتراض لکھکر روانہ کردے اور آپ بھی اپنے اعتراض معرفت اپنی سماج کے وہیں روانہ فرماویں۔

مسئلہ اہل اسلام کی فہرست مرزا صاحب کے کتاب آریہ دھرم کے صفحہ ۶۳ پر لکھی ہوئی ہے۔ جب آپ اس کتاب کو تحقیق حق کی نظر سے دیکھینگے تو اُس میں خود آپ کو نظر آجاویگی۔ اور اُس میں ہر ایک کتاب کا نام الگ الگ لکھا ہوا ہے۔

بالآخر لالہ صاحب! میں آپکو وصیت کرتا ہوں کہ اس دنیائے چند روزہ کے لئے یہہ عناد اور تعصب اور بخل و کینہ و حسد وغیرہ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں سے رکھنا اچھا نہیں۔ آپ صحت نیت سے طالب حق بن کر حق کی تلاش کریں۔ ہر ایک امر یا تحریر کی رد کا ارادہ دل میں رکھنا اور تحقیق شدہ امر پر ہٹ دھرمی سے بحث کرنا اور لاعلمی کی حالت میں قرآن کی آیات کا غلط مطلب سمجھکر اعتراض کرنا اور اسلام کو مدعیوں سے اُسکے معانی نہ دریافت کرنے اور بلا تحقیق اپنی آبائی تقلید پر جمے رہنا اور داعی الی الحق سے ملکر اُس سے حق نہ دریافت کرنا یہہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ فخر کی بات یہہ ہے کہ ہر ایک امر کو بذات خود تحقیقی نظر سے دیکھا جاوے اور کسی کی خیانت سے بھری ہوئی تحریر یا تحقیق یا تقریر پر اعتبار نہ کیا جاوے جب تک خود اصل کتاب کو نہ مطالعہ کرلیا جاوے۔ پھر اگر اُسمیں حق کا غلبہ معلوم ہو تو ہزاروں دُکھ بھی برداشت کرکے حق کو قبول کیا جاوے اور کوئی دنیاوی ننگ و ناموس بھی قبول حق میں مانع نہو۔ آپ خود ہی انصافاً دل میں فکر کریں کہ اگر آپ کسی چھوٹی سی تفسیر میں ہی اس آیۃ کو جو آپنے لکھی ہے دیکھ لیتے تو کاہیکو اسقدر ہٹ کر کہانی پڑتی؟ معترضین کی کتابوں کو صرف دیکھنے سے یہی نقصان ہے جو آپنے اس آیۃ میں دیکھ لیا ہے لہٰذا آئندہ آپ اس اصول کو چھوڑ دیں اور جب کوئی مقام یا کوئی اعتراض معلوم ہو تو اُس مذہب کے مدعی سے دریافت کرکے رفع شکوک کرلیا کریں۔ آپ مرزا صاحب مدعی اسلام کی اصل کتب اول صحت نیت سے مطالعہ فرماویں۔ پھر جو آپ کو دل میں شکوک رہیں۔ یا اُن کتب کے مقابلہ پر آریہ صاحبوں کی کتب میں غلبۂ دلائل معلوم ہو تو اُن کو مصنف کتب سے دریافت کریں۔ آجکل خط و کتابت پر کوئی روپیہ خرچ نہیں ہوتا۔ آپنے جو سوالات لکھے ہیں اُن کے جوابات اکثر تو کتاب آریہ دھرم میں حضرت مرزا صاحب نے دیدیئے ہوئے ہیں۔ یہہ کوئی نئے سوال نہیں ہیں۔ یہی تو بددیانتی ہے کہ آپ لوگ بغیر ہماری کتب کے مطالعہ کئے بار بار وہی سوال کرتے جاتے ہیں مجھے فرصت نہیں کہ نقل کرکے اگر مناسب جانا گیا تو قادیان سے جو اخبار "الحکم" نکلتا ہے اُسمیں کوئی ہماری جماعت کا اعلیٰ ممبر آپکے سوالات کے جوابات شایع کرادیگا۔

راقم
خاکسار م۔ ا

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

سلامت روی اور حقائق حق مطلوب ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن کجروی اور شرارت مقصود ہو تو کیسی ہی آسان سے آسان اور عمدہ ترین صورت فیصلہ پیش کی جاوے بداندیش مخالف اوس پر نہیں آتے۔ حضرت اقدس نے ہر طرح سے چاہا کہ لیوگ اور دوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور اُس شقاوت اور قہر الٰہی سے محفوظ رہیں جو مامور من اللہ کے انکار سے پیدا ہوتا۔ جب مگر بداندیش مخالفوں نے ہر طریق فیصلہ کو استہزا ہی کی نظر سے دیکھا اور بدظنی سے سب و شتم کا نشانہ بنایا مباہلہ کے لئے بلایا گیا تو مستور الحال اور محجوب الاسم ہو کر گالیوں سے بھرے ہوئے، جھوٹ اور افترا کی نجاست سے لبریز اشتہار شایع کر دئے۔ حال ہی میں ایک اشتہار پہونچا ہے۔ جسمیں گوبطالوی صاحب بڑے نام مشتہر نہیں مگر اونکے الفاظ اور طرز تحریر کو جاننے والے کہہ اُٹھتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ میپوش۔ من انداز قدت را مے شناسم

گالیوں کا جواب دینا ہمارا شعار نہیں عنقریب۔ روح اور راستی سے بھرا ہوا جواب دیا جاوے گا کیونکہ ان لوگوں کی جو مامور من اللہ اور عباد الرحمٰن ہوتے ہیں یہی شان ہے واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔ پبلک خود فیصلہ کرے گی۔

اشٹنٹ سرجن

ہمارے محترم بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور سے وزیر آباد تبدیل ہوئے جس قدر عزت و احترام کے ساتھ آپ کو لاہور میں ریوننگ پارٹی دی گئی اس سے آپکی ہر دلعزیزی ثابت ہوتی ہے ہم مفصل حال اگلے اشو میں درج کریں گے۔

روئداد میونسپل کمیٹی بٹالہ

نقل رزولیوشن نمبر (۱) جلسہ خاص منعقدہ ۳ ستمبر ۹۸ء

مسودہ بائی لاز مرتبہ صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب آج جلسہ خاص میں پڑھا گیا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ بعد تجویز ہونے مسودہ بائی لاز کمیٹی کے بیرون دروازہ ایچسن بمنظوری ۱۵ نومبر ۱۸۹۷ء صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) ایکٹ ۲۰ ۱۸۹۱ء ایک جھٹکا خانہ واسطے ذبح کرنے فروختی ایسے حیوانات کی جنکا ذکر ان بائی لاز میں درج ہے مقرر ہو چکا ہے اسواسطے لفظ جھٹکا خانہ کا بھی بغرض متعلق ہونے ان بائی لاز کے ایزاد ہونا ضروری ہے اور بچے بھیڈ بکری کے بصراحت واسطے رفع حجت بائی لاز میں درج ہونے واجب ہیں اور مکان جھٹکا خانہ کرایہ پر ہے شاید کسی وقت تبدیل کرنا پڑے اسواسطے بائی لاز نمبر (۱) کے اخیر پر عبارت (یا آئندہ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے) ایزاد ہونی ضروری معلوم ہوتی ہے اور ذبح خانہ و جھٹکا خانہ کی صفائی بذمہ کمیٹی ہے ماشکی و خاکروب کمیٹی کا مقرر ہے مالک حیوان قابل ذبح کا کوئی تعلق فضلہ وغیرہ اوٹھانے سے نہیں ہے اسوجہ سے بائی لاز نمبر (۸) کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لہذا قرار پایا کہ کمی و بیشی مذکورہ ضروری کرکے مسودہ حسب ذیل مناسب ہے جو کسی وجہ سے خلاف منشاء گورنمنٹ معلوم نہیں ہوتا اور مسودہ مرتبہ کمیٹی قبل اسکے حسب ضابطہ مشتہر ہو چکا ہے اوسمیں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جسکے مکرر مشتہر کرنے کی ضرورت ہو نقل اس مسودہ کی بمراد منظوری گورنمنٹ بخدمت جناب والاشان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر مرسل ہووے اور گذارش کیا جاوے کہ ہر دو قواعد متعلقہ ذبح خانہ مندرجہ اشتہار نمبر (۳۵۸) مورخہ ۲ جون ۱۸۹۰ء گورنمنٹ پنجاب بدستور قائم ہیں (۱) یہ بائی لاز اوس مذبح و جھٹکا خانہ سے متعلق ہیں جو میونسپل کمیٹی نے اوہری دروازہ ایچسن دروازہ سے باہر بمنظوری صاحب ڈسٹرک مجسٹریٹ زیر دفعہ (۹۸) میونسپل

ایکٹ پنجاب بھیڈوں اور بکرنکوں فروخت [illegible] ذبح کرنیکے واسطے جنمیں بھیڑ اور بکری کے بچے بھی شامل ہیں مقرر کئے ہیں یا
آئینہ ۵ اس مطلب کیواسطے مقرر کرے۔ (۲) ذبح [illegible] کا خانہ [illegible] ذیل پر لکھیں گے۔ من ابتدائے یکم اپریل لغایت ۳۱ ستمبر
نو بجے صبح سے آٹھ بجے صبح تک۔ من ابتدائے یکم اکتوبر لغایت ۳۱ مارچ سات بجے صبح سے نو بجے صبح تک ان گھنٹوں میں ہر ایک شخص زیر
شرائط ان بائی لاز کی بادائے فیس مندرجہ قاعدہ نمبر (۴) ذیل بھیڈ یا بکرا اور اونکے بچے ذبح کر سکتا ہے سوائے اونکی اور کسی قسم کا حیوان
مذبح و جھٹکا خانہ میں ذبح نکیا جاویگا۔ (۳) کوئی شخص سوائے اوقات مندرجہ قاعدہ نمبر (۲) بدون اجازت انسپکٹر کسی حیوان مندرجہ
قاعدہ نمبر (۱) کو کسیوقت ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا۔ (۴) کوئی شخص کسی حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱) کو ذبح کرنیکا مجاز نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ انسپکٹر
یا اور کسی عہدہ دار کو جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو ہر ایک ایسے حیوان کیواسطے ۱ر۶ بائی فیس فی راس پیشگی ادا نکرے۔
(۵) کوئی حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر ۱) ذبح نکیا جاویگا تاوقتیکہ انسپکٹر ذبح خانہ یا دیگر عہدار جو اس مطلب کیواسطے مقرر کیا گیا ہو
اوسے انسانی خوراک کے قابل تسلیم نکر لیوے۔ اور اس غرض کیواسطے مقررہ نشان سے نشاندار نکر دیوے اس بائی لاز کے رو سے انسپکٹر کے فیصلہ کا
اپیل میونسپل کمیٹی میں ہوگا۔ (۶) کوئی شخص بیمار یا خراب صحت والے (حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کو ذبح میں لانے یا ذبح کرنے یا
کرانے کا مجاز نہوگا۔ (۷) بصورت کسی بیمار یا خراب صحت والے حیوان (مندرجہ قاعدہ نمبر (۱)) کے ذبح میں لائے جانے یا ذبح کرنیکی مالک یا
جسکی تفویض میں وہ حیوان ہو بمجرد اسکے کہ اسکو اسکی بیماری یا خراب صحت کی خبر ہو اس امر کی اطلاع انسپکٹر کو دیوے اور اس حکم کی
تعمیل کرے جو وہ اس حیوان کی علیحدگی یا اس لاش کے لیجانے یا تلف کرنیکی بابت دیوے (۸) انسپکٹر یا دیگر عہدہ دار جو اس مطلب کیواسطے
مقرر کیا گیا ہو اسکے فرائض حسب ذیل ہیں۔ (۱) مذبح و جھٹکا خانہ میں ان گھنٹوں کے اثنا میں جو بائی لاز نمبر (۲) میں مقرر ہیں موجود رہے (۲) فیس مقررہ
حسب بائی لاز نمبر ۴ وصول کرے۔ (۳) ذبح کرنیسے پہلے ہر ایک حیوان مندرجہ قاعدہ نمبر ۸ کو ملاحظہ کرے اور انپر جنکو وہ انسانی خوراک کے قابل
سمجھے نشان کرے۔ (۴) تمام ایسے حیوانات یا نعشوں کی نسبت جو انسانی خوراک کے ناقابل ہوں ایسے طریق سے کارروائی کرے جو اسبارہ میں کمیٹی کے
[illegible] عام حکم کے مطابق ضروری متصور ہو۔ (۵) مذبوح بھیڈوں یا بکروں اور اونکے بچوں کی تعداد ایک رجسٹر میں درج کرے اور اسکی رپورٹ بنابر اطلاع روزمرہ
کمیٹی میں بھیجدیوے۔ (۶) ہر ایک روزانہ کام کے اختتام پر دیکھنا کہ مذبح پورا پورا صاف اور بدبو سے پاک ہو گیا ہے اور فضلہ ایسی جگہ گرایا گیا ہے جو کمیٹی نے اس غرض
کیواسطے مقرر کی ہو [illegible] شخص کسی [illegible] ۲ سے نمبر ۸ تک کے خلاف ورزی کرے گا مستوجب

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ٭ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھکر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان مال کی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام کے بہانے بازی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ٭

معیار صداقت :- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ بھرا نہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! اسیہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام ہمدردی ہے ٭

اس خادم الاطبار کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بھدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے منفعت عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) مدت تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں ؎ بر بادہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پسر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاطدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ سوالیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں ٭

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	۲	۱۰	قولنج دوری۔	۱	۱۹	نقرہ۔	۱	۲۸	نل گرتا۔	۱
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	۲	۱۱	سوزاک۔	۱	۲۰	بہگندر۔	۱	۲۹	طول و عرض و عمق و زاید۔	۱
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	۲	۱۲	سرعت۔	۱	۲۱	ناسور۔	۱	۳۰	خضاب سلانہ۔	۱
۴	حمل ۶۔ ۸ ماہ گر جاوے۔	۲	۱۳	جریان۔	۱	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	۱	۳۱	نزلہ و زکام۔	۱
۵	کمزوری۔	۲	۱۴	غلط کاری۔	۱	۲۳	ادہرنگ۔	۲	۳۲	تسہیل و ملاوت۔	۲
۶	مرگی۔	۲	۱۵	گٹھیہ۔	۱	۲۴	ضیق النفس۔	۲	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	۲
۷	تپ دق۔	۲	۱۶	سفیدی آنکھ۔	۱	۲۵	لیپہ۔	۱	۳۴	بخار تجربہ و چوتھائیہ و دوغدانہ۔	۱
۸	ضعف باہ۔	۱	۱۷	ضعف بصر۔	۱	۲۶	آتشک۔	۱	۳۵	ضعف ہضم۔	۱
۹	ضعف جگر۔	۱	۱۸	سبل۔	۱	۲۷	آتشک کل بدن۔	۲	۳۶	سرسام۔	۲

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ٭

جنتر پھول فضل ایزد داور ٭ کیوں ہوں اس سے امراض اکثر

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑدال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ملے - خالص میرہ فی ماشہ ۵ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۴ روپیہ خریداران بذریعہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کی اشتہار دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دُھند - سوزش - ہر قسم جو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئی نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی - ایم ایس بنیاد یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ امرتسر ؛

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جس نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج ساٹھ برس کی عمر کی بیوہ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھ کی پلکوں میں خرخرہ دانے نکلے ہوئے اور پڑدال پڑ گئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھیں اُنہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار اسمی دلائل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پُتلی پر پھولا کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعاگو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی ادویہ اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (میرے کا سرمہ) کا استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا طمع ہو کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بارہ روپیہ طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نہال سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دُھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اکتولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان دُرانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ؛

۷ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اُس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں پانچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدی پریس قادیان میں چھپا ؛

جلد دوم نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No. L 77

البدر

الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم — انی معک یا مسرور — یا بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (عرفانی)

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۸ء مطابق ۹ رجب ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خریدیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمدرد احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل مفت اسودا

اگر کسی قسم کا اندرونی یا کسی قسم کا بیرونی کفارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کیا سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی۔

۲- ریشمی ازار بند۔ پراندے بیج بند وغیرہ۔ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازار بند ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر ۲ روپیہ تک۔ بیج بند ۱ سے ۲ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے۔

۴- دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنی روپیہ کمیشن لیکر روانہ ہو سکیگی۔

ہمدرد بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں بجز باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں

غلام محمد والہ بخش علاقہ بند

مالکان احمدیہ الجنسی

کٹرہ بگھہ سنگھ۔ ہاتھی دروازہ امرتسر۔ (پنجاب)

www.aaiil.org

صحت جسمانی کے طلبگارو! اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول وکمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

سچائی کا امتحان ضرور ہی ہے

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا، خرچ روانگی دوا و درخواست کیساتھ بھیجا کریں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنی ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - اسہال - کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کئی کو دیو کو کافی ہے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی ۲ مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے قیمت فی پڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ خرچ روانگی ۲ مفت

اعجاز مسیح

[illegible] نقصانات [illegible] کی کمزوری اور [illegible] ہو [illegible] تین دفعہ کے استعمال سے [illegible] کا [illegible] درحقیقت [illegible] اور مرد جوان مرد ہو جاتے ہیں قیمت [illegible] روانگی

دوائی آتشک

یہ عجیب الخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے خوبی یہ ہے کہ مونہہ [illegible] سند گوشت پلاؤ - شراب کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے قیمت ۱ خورک عہ و ۲ آنہ

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - سوتیا بند کو کیسے ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ عہ - اطباء و دیگر اصحاب سے پہلی دفعہ لغزش تجربہ فی تولہ عہ

سفوف وہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین ٹکیاں مکفی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی ۲ مفت

عصائے پیری

رعشہ اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - لغو لغو الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہ بے نظیر اور بے ہدف دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ عہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن مدفع ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - قیمت چھ خورک ۲ روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بعضی یا رحمی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ

نوٹ

[illegible] قیمت فی [illegible] بتصدیق [illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوختی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۲ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا قیمت تین روپے

دوائی درد سر

[illegible] قیمت فی [illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد محبت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب شکر وسپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہہ سے آپکو امن میں رکھے اور آپکی عیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے آمین۔ صفحہ ۲۴ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے یہ مقام بین المعنے ہے کوئی عمیق حقیقت نہیں جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔

حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تبھی وہ اس لایق ہوتا ہے کہ معدن معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اول انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اسطرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا و قدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندہ کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اسجگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے صرف اپنے ہی تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر تکلف سے کسی قدر خیال قائم بھی ہو تو وہ بے بقا ہے اور ادنےٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے بلکہ یہ مقام عالی شان اُس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے بات صرف اتنی ہے کہ جب عنایات اللہ کسی کی تکمیل کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکے لمبے قصہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتی ہیں اور وہ بوجہ جو اُس سے اُٹھائے نہیں جاتے دست الٰہی انکو آپ اُٹھا لیتا ہے پس اسی طرح سے جب بذریعہ علوم لدنیہ وکشوف صادقہ والہامات صحیحہ وتائیدات صریحہ انسان پر یہ حقیقت کھلجاتی ہے کہ تمام نفع وضرر خدا کے اختیار میں ہے اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں تو ایک نہایت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے اور مخلوق کو مردہ کیطرح دیکھتا ہے لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے علوم لدنیہ الٰہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ قسم فنا کو ٹھہرایا ہے پس جبکہ فنا کا حاصل ہونا ان علوم حاصل ہونے پر موقوف ہے تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علوم لدنیہ وکشوف صادقہ وتائیدات خاصہ اللہ وتوجہات جلیہ صمدیہ بغیر فنائی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بتوسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنے اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں اُن تمام تائیدات سماویہ کو معاینہ ومشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اُس کے یقین کے کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک وشبہات کی تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ اے کونوا مع الفانین والصادقون ھم الفانون لا غیرھم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں کی اُس کو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اُس کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ نہیں الا ان تدارکہ اللہ برحمتہ۔ دوسری شرط مورد معارف اللہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے یعنے سالک پر لازم ہے کہ اپنے تمام حرکات وسکون وقول وفعل اور امر اور نواہی میں اللہ تعالیٰ کی متابعت اختیار کرے اور کسی حالت میں قال اللہ وقال الرسول سے باہر نہ جائے اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجالاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجایش ہو پس جبکہ کامل طور پر اتباع سنت میسر آجائے گا اور ایک ذرا ہوائے نفس کی پیروی نہیں رہے گی بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جائے گا تو وہ حالت ہے جسکا نام فنا بامر اللہ ہے مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اسکے کبریت احمر کا قدر کریں اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے اور اتباع سنت سے ایک چڑ ہے حالانکہ دوسری فنا کی بجز اسکے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی اللھم اصلح امتہ محمد اللھم ارحم امتہ محمد اللھم انزل برکات محمد وصل علیٰ محمد وبارک وسلم

تیسری شرط معدن معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ رضا بقضا ہو اور قبیلہ نشرل صدر میسر آجائے کہ کچھ ارادات اللہ سالک پر نافذ ہوں عاشق صادق کیطرح اُن سے متلذذ ہو اور انقباض پیدا نہو بلکہ یہانتک موافقت تامہ پیدا ہو جائے کہ اوس محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی مراد معلوم ہو اور اُسکی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دے۔ اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا لازم آتا ہے جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا اور جواب بھی وہی ہے جو پہلے دیا گیا ہے۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بیفائدہ خرخشوں سے دستکش ہو کر اُس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جنکو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے اور یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عین نعمت دنیا کے لئے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اُس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اُس سے حس کرنا حرام ہے لیکن جسکو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اُس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بغیر ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔

یاتی علی امتی زمان یصلون ویصومون و یجتمعون فی المساجد ولیس فیھم مسلم

یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نمازیں بھی پڑھیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے بھی ہوں گے پر اُنمیں سے ایک بھی مسلم نہوگا یعنے مومن حقیقی نہوگا اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین ہی رسم کے طور پر بجا لائیں گے سو اب ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے۔

۶ر ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۳ر ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

التماس - ہمارے معزز ناظرین اور دقیقہ رس معاونین میں ابھی بہت ایسے ہیں جو اپنی عدیم الفرصتی کیوجہ سے (باوجودیکہ الحکم کا دوسرا مالی سال ہی شروع ہو کر تین ہفتہ گذر گیا) ابھی تک سال گذشتہ ہی کی ضروریات کو محسوس نہیں کر سکے اور اسی لئے ترسیل زر چندہ میں تساہل سے کام لیا گیا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ اب تک ایک مہینہ کے اندر پیشگی وصول ہونے والا چندہ مد بقایا میں رہ جاتا ہم نہایت ادب سے ایسے معاونین کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس قومی خادم کی اگر اس ابتدائی حالت میں امداد کو بھول جاویں گے تو اوسکی ترقی میں ایک اٹل پہاڑ آسکتا ہے - امید ہے کہ ہم عنقریب ایسے احباب کی طرف سے سالگذشتہ اور رواں کا چندہ وصول کر سکیں گے؟

"اسلام کا خدا" لیس کمثلہ شیء

ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

"قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرائے میں وجود باری کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریباً کل قوموں نے جس امر میں ٹھوکر کھائی ہے وہ مسئلہ صفات ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ کوئی خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا وہ کیسی ذات ہے اوسکو یعنی اوسکی صفات کو عالم سے اور خود عالم کو کیسی مناسبت ہے اور کیسا تعلق واقع ہوا ہے - انتظام عالم جنیات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات کا خدا چاہتی ہے صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے مذاہب نے بجز اسلام کے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اوسے اور بھی دھندلا کر دیا ہے یہاں تک کہ خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسا ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک طریق کو حیرت میں ڈالدیا (دی تھیوسوفیکل سوسائٹی آریہ) نے یہ غضب ڈھایا کہ ایک خیالی اور مخص وہمی وجود کو ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اوس پاک ذات کو قطعاً معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اوسکی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اصلی تقاضا یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں" وغیرہ اس غلط بیانستان مسٹری (راوز) کو کھولا تو اس مبین کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع - خالق - رزاق - رب - قادر - رحمٰن - رحیم سمیع - بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل شبہات کے مٹانے کو فرمادیا لیس کمثلہ شیء سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اونکا خدا کیسا ہونا چاہیے۔

الوداع زندگانی و ماتم جوانی

اے بہار زندگانی الوداع
اے شباب شادمانی الوداع

اے بیاض صبح پیری السلام
اے شب قدر جوانی الوداع

السلام اے قاصد ملک بقا
الوداع اے عمر فانی الوداع

روز گار ضعف و سستی الصلا
وقت سعی و جانفشانی الوداع

فرصت عشق و جوانی الفراق
دور عیش و کامرانی الوداع

تجھکو سمجھے تھے نعیم جاوداں
اے نعیم جاودانی الوداع

تیرے جانیسے گئیں سب خوبیاں
اے خدا کی مہربانی الوداع

آنگا حالی - کنارہ پر جہاز
الوداع اے زندگانی الوداع

اک نظر ادھر بھی

کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ ربہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا کہ بعض بے سروسامان مسافر جو خالصتہ لوجہ اللہ یہاں قادیاں میں آتے ہیں اون کی زاد راہ کے لئے یا بعض نومسلم اور غریب و مساکین طلباء کے سامان تعلیم یا اور ضروریات کے لئے اپنے احباب کو "اعلام" کے عنوان سے ایک اشتہار دیکر توجہ دلائی جاوے چنانچہ اوس پر اکثر احباب نے اس فنڈ کی ضرورت کو محسوس کر کے مولانا موصوف کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے کام لیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجز چند بزرگوں مثل ڈاکٹر بوڑخاں صاحب یا میاں علی الدین صاحب ٹھیکہ دار مباسہ یا برادرم عطا محمد لقا محمد جنیوٹی کے اکثر توجہ کم ہے - یہ مانا کہ ہماری جماعت کو کثرت کے ساتھ چندوں میں شریک ہونا پڑتا ہے مگر کیا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسکے مقابل میں کچھ تھوڑی چیز ہے - صحابہ کرام کی حالت پر نظر کرو - اور دیکھو کہ اون معدودے چند اشخاص کے حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اشاعت میں یہاں تک نوبت پہونچ جاتی تھی کہ گھر کا کل اثاث البیت تک اوس راہ میں وقف کر دیں -

یہ خوب یاد رہے کہ جب تک کوئی کچھ خدا کے راہ میں نہیں کھوتا کچھ پاتا نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ

زبذل مال و ر راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

پس یہ ایک ضروری امر ہے جو ہمارے ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے اس کے لئے باقاعدہ حساب کے رجسٹر موجود ہیں زر چندہ بھیجنے والے احباب "مولوی حکیم نورالدین قادیاں" کے نام ارسال کریں وہی امین اور مہتمم مصارف ہیں - ہم کو امید ہے کہ ہمارے احباب کامل توجہ فرمائیں گے۔

چھٹی صدی کی اسلامی گھڑی

اندلس کے مشہور سیاح علامہ ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں دمشق کی جامع مسجد کا کچھ حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس جامع مسجد میں مشرقی دروازے کی راہ سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھ کی طرف ایک شہ نشین محراب دار دروازہ کی شکل کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس شہ نشین کے چاروں طرف پیتل کی بارہ محرابیں بنی ہوئی نہیں اُنہیں چھوٹے چھوٹے دروازے نصب تھے۔ پہلے اور آخری دروازے کے اوپر ایک برنجی عقاب کھڑا تھا اون دونوں عقابوں کے سامنے کسیقدر نیچے کی طرف ایک ایک پیالہ برنجی رکھا ہوا تھا ہر گھنٹے کے گزرنے کے بعد دونوں عقاب ایک عجیب ہوش ربا طرز سے گردنیں بڑھا کے پیالے کیطرف جھکتے اور پھر تی سے ایک ایک گولہ اُگلتے تھے۔ دونو جانب کے پیالوں میں اُن لوگوں کے گرتے ہی گھنٹے کی اُس زور کی سُریلی آواز پیدا ہو جاتی تھی کہ ساری مسجد گونج جاتی تھی اور گولے غائب ہو جاتے تھے۔ پیالے میں ایک سوراخ تھا جس سے ہو کے یہ گولے شہ نشین میں پہونچتے تھے اور اُن کے پہونچتے ہی مذکورۂ بالا بارہ دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہو جاتا تھا اسی طرح ہر گھنٹہ پر ایک دروازہ باری باری سے بند ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شام تک سارے دروازے بند ہو جاتے تھے۔ یہ تو دن کے بارہ گھنٹوں کا حساب تھا رات کا وقت بتانے کے لئے ان چھوٹی محرابوں کے اوپر جن میں برنجی دروازے نصب تھے ایک ایک برنجی کمان تھی جسمیں بارہ گول حلقے بنے ہوئے اور ہر حلقے کے مقابلے میں دروازے کی پشت پر ایک شیشہ لگا ہوا اور اس شیشے کے پیچھے ایک خوش نما فانوس رکھا ہوا تھا انمیں ہر فانوس باری باری سے خود پانی سے بھر رہتا تھا اور جو نہیں لبالب پانی سے بھر گیا یکایک شمع روشن ہو جاتی تھی جسکی تیز شعاعیں شیشہ کو منور کرتی ہوئی اُس حلقے کو جگمگا دیتی تھیں۔ اور حلقہ اپنے سُرخ نورانی دائرہ کی وضع سے آنے جانے والوں کو وقت کا پتا دیتا تھا اسی طرح سے شام سے صبح تک باری باری روشن ہوتے ہوتے بارہوں حلقے تک اُٹھتی تھے۔ سیاح مذکور کے لکھا ہے کہ دمشق میں میرے قیام کے زمانے میں اس گھڑی کے درست رکھنے کے لئے گیارہ شخص ملازم تھے اور عرف عام میں یہ گھڑی **دعیکائیہ** کے نام سے مشہور تھی۔ اس سے صاف صاف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ گھڑی کی ایجاد موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ ایجاد اسلام کے عروج کے زمانہ میں ہوئی اور ترقی کی اُس حالت پر پہونچ گئی تھی جسکا ذکر مذکورۂ بالا سیاح نے اوپر کے بیان میں کیا لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اوج و اقتدار کے پستی اور ادبار میں بدل جانے کے ساتھ یہ ایجاد بھی دوسری ایجادوں کے ساتھ خاک میں مل گئی اور نقش بر آب بن گئی ہمیں خود یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں گلستاں کی ایک شرح میں "معتکف بودم در جامع دمشق" کی شرح پر ہماری نظر سے گذرا کہ دمشق کی مسجد جامع میں علاوہ دینی برکتوں کے بناوٹ کی بھی ایک ایسی خوبی تھی کہ تنہائی میں آدمی کی طبیعت نہ اُکتاتی تھی اور ساعت ساعت پاس پاس مختلف تبدیلیاں وقوع میں آنے سے رات اور دن کی گھڑیاں بے معلوم گذر جاتی تھیں اور اس وجہ سے اطراف و جوانب کے آدمی دور دور سے رمضان میں اعتکاف کو وہاں جاتے تھے اس سے کسی قدر مذکورۂ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبلیغ رسالت

نوادر سیاحوں کو مصر کے صحرائے لیبا کے ریگستان میں قاہرہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر قلمی انجیل کا ایک ورق دستیاب ہوا ہے یہ ورق تیسری صدی عیسوی کا قرار دیا گیا اس لئے پہلے یورپ کے مختلف عجائب خانوں میں جو قدیم نسخے انجیل کے رکھے ہوئے ہیں وہ چوتھی صدی عیسوی تک کے ہیں۔ اس لحاظ سے جدید برآمد شدہ ورق انجیل قدیم ترین نسخہ ہے۔

رخصتی جلسہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن کی تبدیلی کی خبر درج کی تھی ۷ نومبر ۱۸۹۸ء کو لاہور میڈیکل کالج کی اسٹنٹ کلاس کے طلباء نے بہ اجازت پرنسپل صاحب بہادر مرزا صاحب موصوف کو ایک ریوننگ پارٹی دینے کا اہتمام کیا۔ جسمیں سینئر کلاس کے تمام طالب علم اور لیڈی سٹوڈنٹ شامل تھے ہندو مسلمان عیسائی ہر قسم کے اصحاب موجود تھے سب سے بڑھ کر مسرت کا مقام یہ ہے کہ اس جلسہ کا اہتمام اور تحریک ہندو طلباء کی طرف سے تھی جس سے مرزا صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی کا پتہ لگتا ہے خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب اور نیری سرجن اور ڈاکٹر اصغر علی صاحب اور ڈاکٹر گدارتا تھ صاحب اور ڈاکٹر گوراندتال صاحب اسٹنٹ کمیل گزیٹر وغیرہ موجود تھے مختلف تقریریں ہوئیں جس میں مرزا یعقوب بیگ کی خدمات اور ہمدردانہ بلکہ برادرانہ سلوک کا ذکر تھا ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بتلایا کہ ہم مرزا یعقوب بیگ کو اوس وقت سے جانتے ہیں جب سے کہ وہ طالب علم تھے بیمار کو پوری توجہ اور ہمدردی سے دیکھتے تھے اور ایسے اخلاق فاضلہ کی ایک طبیب کو ضرورت ہے ہمکو امید ہے کہ یہ ایک نمونہ ہوں گے اور کامیاب ہوں گے" مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سب صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور پھر جلسہ برخواست ہوا۔ مرزا صاحب جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وزیر آباد تبدیل ہوئے ہیں ہمکو امید کامل ہے کہ وزیر آباد کی پبلک کو انکے وجود سے بہت فائدہ پہونچیگا۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں۔ آمین

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک اون اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہم نے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم اون لوگوں کو جو کسی قسم کے اعتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہوں وہ خوشخط لکھکر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اُس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم بنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دہوکا کھایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اُس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجھا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس ططاوس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "دکھانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الٰہی کا جو ایمان سے ہے" ططا دس ۱ باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ انجیل میں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بہائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے متی ۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارک فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! ایسبات کو (کہیں ایسبات ملکۂ انگلستان ہی نہ سمجھ لینا) لوقا ۱ میں ہارون کی بیٹی لکھا ہے لیکن ہارون ایسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس نذار دنیا سے ..... اُٹھ گئے تھے ایسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہوتا ہے پھر اوسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارک فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بہائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بہائی بھی ہوں اور موسیٰ کے بھی؟

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرہائے نسب کرنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الٰہی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکھ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا اور تاریخی قصص کی بحث نکرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تھی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو اون بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو بان زد عام ہونگی) متاثر لوگوں کے لئے ایک ابتلا کا موجب ہوجاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹھایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بہائی اور ایک ہی پشت کے بہائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو عمرات الموت اور عدیم تلوار کو اخو لقمۃ بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بھی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کے لئے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا حلیف فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ھاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قریش ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند۔ سلامتی کا شہزادہ ۴ غور کرو!! اور پھر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور اونکے محاورہ پر نازل ہوا اور اوسمیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو الی ثمود اخاھم صالحا پارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶

الی عاد اخاھم ھودا " رکوع ۵

پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کھائی یا الٰہی تربیت سے بے نصیب ...

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سیزدہم

سورۃ البقرہ بقیہ رکوع (۳)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ ترجمہ

لا ریب اللہ نہیں رکتا مثال بیان کرنے سے بعض نعمائے جنت کے یا جو اُن بعض سے بوتر ہیں۔ پس مومن تو جانتے ہیں کہ بیشک حق ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ مگر ناشکر گذار کافر (سن کر) کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس بیان مثل سے کیا فائدہ ملحوظ رکھا ہے (یہہ نادان جان رکھیں کہ اس سے غرض یہہ ہی ہے) کہ اکثر ہلاک ہو رہے ہیں اور بہت ہیں جو کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہلاکت کے فرزند تو وہی ہیں جو فاسق ہیں وہ کون؟ جنہوں نے عہد اللہ (شریعت اللہ) کو بعد اسکے مضبوط و مستحکم عہد کے توڑ ڈالا اور جو ان طیبہ چیزوں سے قطعی تعلق کرتے ہیں جنکے ساتھ تعلق پیدا کرنیکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے (اور پھر اسی پر بس نہیں کرتے) بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں۔ پس یہی تو وہ فاسق ہیں جو ہر طرح سے نقصان میں ہیں۔ حیرت ہے تم کیونکر اور کس موہنہ سے اللہ کا انکار کرتے ہو جبکہ تم بے نابود سے بود کیا۔ تم کو پھر نابود کریگا اور پھر زندہ کریگا۔ آخر اُسی کی طرف تمنے جانا ہے۔ (اگر اس سے بھی وجود باری کا پتا نہیں لگا سکتے) تو دیکھو جسقدر اشیاء فی الارض ہیں وہ کیا سب اپنی ذات میں کسی صانع کا پتا نہیں دیتیں؟ وہ وہی اللہ تو ہے جسنے اُن کو بنایا ہے۔ اور پھر ہر واحد اُنہیں سے تمہارے کام میں لگی ہے۔ پھر قصد کیا آسمانوں کی طرف اور سات آسمان بنائے۔ اور وہ ہر شے کا عالم کل ہے۔

لا یستحیی مصدر استحیا سے ہے جسکے معنے باقی رکھنا ہیں۔

ان یضرب مثلاً ضرب المثل کے معنے ہیں ذکر کرنے اور بیان کرنیکے عمدہ بات کہنا۔

بعوضہ سے کیا مراد ہے؟ بعوضہ۔ مچھر کو بھی کہتے ہیں۔ اور بعض کے معنوں میں بھی ہے۔ اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں بلکہ آخری معنے زیادہ لطیف معلوم دیتے ہیں۔

اوپر چونکہ اللہ تعالےٰ نے نعمائے جنت کا ذکر کیا ہے۔ اسلئے بعوضہ کے معنی بعض قرینہ سے بہت ہی خوبصورت نظر آتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے بعض ادنےٰ ادنےٰ نعمائے جنت کا بھی ذکر کیا ہے اور بعض اعلےٰ ترین کا بھی۔

اس آیۃ میں بعوضہ سے مراد اگر مچھر لیا جاوے تو ناظرین کو پچھلے رکوع میں منافقوں کی مثال اول پر غور کرنا ضروری ہے۔ جہاں بیان فرمایا ہے مثلھم کمثل الذی استوقد نارا الی الآیۃ

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آگ جلائی جاتی ہے تو اُسکی گرمی اور دھوئیں سے گرداگرد کے مچھر وغیرہ سب اُڑ جاتے ہیں۔ سو یہ ایک پیشینگوئی ہے جو مدینہ طیبہ کے ابتدا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہونیوالی تھی۔ یعنے ابتدا میں بعض منافق طبع لوگ بھی شامل ہو گئے تھے۔ لیکن جب وہ نور کامل طور پر چمکا تو سب پراگندہ اور منتشر ہو گئے۔

قرآن کریم چونکہ کوئی تاریخی قصہ بیان نہیں کرتا۔ اسلئے منافقوں کی ان باتوں کا جواب دیتا ہے جو وہ منافقانہ دل سے اور گروہ جمع ہوتے ہیں اور اپنی ریشہ دوانیوں اور چالاکیوں پر ناز کرتے ہیں۔ یا پھر یہہ کہ یہہ ھباءً منثورا کیے جاوینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور بعوضہ سے مراد بعض نعمائے جنت لیں جو زیادہ سستا ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض چھوٹی چھوٹی نعمائے جنت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض بڑی نعمتوں کا بھی۔ جیسے رضائے الٰہی کا ذکر۔ اسکو ان کو مومن تو پکار اُٹھتے ہیں کہ لاریب وہ حق ہے اور ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے۔ لیکن بد باطن کافر کہتے ہیں کہ بھلا ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

ترتیب آیۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فاما الذین منوا فیعلمون انہ الحق من ربھم میں یعلمون اور ربھم کے الفاظ ایک خاص مناسبت رکھتے ہیں۔ اور پھر یعلمون مضارع کا صیغہ بولنے میں بھی ایک خاص امر مرکوز ہے۔

فاما میں ف ترتیب کے لئے ہے اور اما معنے شرط کی رکھتا ہے اور موجودہ صریحہ یا مقدرہ کی تصریح کرتا ہے۔

انہ کی ضمیر مثلاً کی طرف راجع ہے۔

الحق ضد ہے باطل کی اور حق یحق دونوں طرح پر ضرب یضرب اور نصر ینصر سے آتا ہے۔ حق کے معنے مطابقت اور موافقت کے ہوتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں یہہ لفظ اسلام۔ قرآن۔ انجام۔ موت۔ اور قیامت اور مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے۔

بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کی ترتیب سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں اُنکو یہاں بیان کریں۔

ہمنے پچھلے نمبر دہم میں ایمان اور اُسکے مراتب پر بحث کی ہے۔ ایمان کے بعد یہ علم پیدا ہوتا ہے اور اسی لیے انہ الحق جاننے کے لئے پہلے مومن ہونا ضروری ہے۔ مومنوں کو چونکہ اس دنیا میں نصرتوں اور کامیابیوں اور ہر طرح کی خوشیوں کا معاینہ اپنی ذات پر کرلینا تھا۔ بعوضہ کی مثال منکر یعنے بعض نعمائے جنت کی تذکرہ پر ان کو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی بلکہ انہوں نے اُسکو امر حق مان لیا۔ یا یوں کہو کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی پشتہ صفت ھباءً منثورا ہونیکی پیشینگوئی کی تو انہوں نے اُسکو مان لیا۔ اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں طرح انہوں نے اُسکو بذریعہ علم حق پالیا۔ مضارع کا صیغہ یعلمون میں اشارت کر رہا ہے اُس زمانہ کی طرف جو ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برگزیدہ جماعت صحابہ پر آنے والا تھا۔ یعلمون کے بعد من ربھم میں یہہ لطیفہ ہے کہ رب ربوبیت ہی کا خاصہ اور تقاضا ہے کہ وہ تربیت کو مکمل کرتی ہے اور کمال تک پہنچاتی ہے۔ پس وہ نعمائے جنت جو مثالی طور پر جملہ ذرات اور جیتوں اور سیتوں کے بقا کا ملک فتح کرنیکے لیں اُن کے کمال کا علم اُن کو ہو گیا۔ کہ جنت اعلیٰ میں اُس سے بھی برتر اور اعلیٰ معنوں میں ملینگی۔

واما الذین کفروا فیقولون - اور کافر خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کرنے والے پکار اُٹھتے ہیں۔ کفروا کے لیے فیقولون فرمایا نہ یعلمون۔ اسلئے کہ علم اپنے مراتب کمال کو لازم طور پر چاہتا ہے اور اُسپر آثار مترتب ہوتے ہیں۔ کفر یا انعام اللہ کی بیقدری سے قوےٰ ضعیف اور مسلوب ہو جاتے ہیں اور اُنمیں ترقی کا مادہ نہیں رہتا۔ اسلیے فیقولون فرمایا۔ علاوہ ازیں کفار کے قول کو یوں فرمایا ہے ماذا اراد اللہ بھذا مثلاً۔ بھلا اللہ نے ایسی مثالوں کے بیان سے کیا چاہا ہے۔ بطریق استفہام فرمایا جو عدم علم یا انکار پر ہوتا ہے۔ اور ہر دو صورت میں جہالت لازم ہے۔ پس مومنوں کو تو ایک درجہ علم کا حاصل ہو چکا ہوتا ہے اسلئے وہاں یعلمون ارشاد کیا۔ اس مقام پر کفار چونکہ جاہل مطلق ہوتے ہیں اسلئے اظہار جہالت کے لئے اُن کے قول کو باستفہام بیان کر دیا۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا - اکثر الناس ہیں جو اس سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور اکثر الناس ہیں جو ہدایت پا رہے ہیں۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا - اس آیت پر بہت سے شکوک اور اوہام پیش کیے جاتے ہیں۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہدایت اور

صفات پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر بحث کریں اور یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اسلئے اگلے نمبر کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ ہاں اسکے صاف اور کھلے کھلے معنے یہاں بھی بیان کر دینے مناسب ہیں۔

چونکہ یہ مثل بعوضہ ہر صورت ایک پیشینگوئی پر مشتمل ہے اسلئے مولیٰ تعالیٰ نے ما ذا اراد اللہ بھذا مثلا کہنے والوں کو کھلے کھلے طور پر بتلا دیا کہ یہ مثل ایک آنے والے واقعہ کی خبر ہے جس میں فاسق لوگ ہلاک ہو جائینگے۔ اور مومن کامیاب!! سو ایسا ہی ہوا۔

ایڈیٹوریل

عبد الرحمٰن

(نمبر اول)

رحمٰن کیا ہے؟ یہ امر ہر ایک دانشمند اور روشن رائے فرزانہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وسیع سلسلۂ کائنات میں جاندار مخلوق کے بقاء وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت کا فیضان ہی کام کر رہا ہے۔ اس صفت کو (جسمیں ایک خصوصیت کا رنگ لیئے ہوئے عمومیت پائی جاتی ہے)۔ رحمانیت کہتے ہیں۔

اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ بدون کسی عمل نیک و بد کی جزا کے اور بلا کسی قسم کے استحقاق کے ہر ایک ذی روح ہستی کی ضروریات اُسکی ہستی سے پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسمیں کافر کے کفر۔ مومن کے ایمان۔ فاسق کے فسق۔ زندیق کے زندقہ۔ عابد کی عبادت۔ زاہد کی ریاضت۔ چور کی چوری۔ صالح کی نیک کرداری کی کچھ پروا نہیں کی جاتی۔

جسطرح سے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ہونے میں کوئی غرض خاص مقصود نہیں ہے۔ اسیطرح سے اُسنے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اسکے کہ وہ اسکو مانتا ہے یا نہیں۔ کس مذہب یا فرقہ کا ہے۔ دوست ہے یا دشمن ہے۔ انسان اور حیوانات کی لئے اُنکی ضروریات کا تعہد کیا ہے۔ اور وسیع دسترخوان بچھا دیا جسکے لئے یہ کہنا سزاوار ہے۔ ع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

کوئی نادان اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار کرے تو کرے مگر سلیم الفطرت۔ پُرغور طبیعت کے انسان کو بلا تکلف ماننا پڑتا ہے کہ وہ زمین و آسمان اور ما فی السموات والارض پر ذرا بھی غور کرتا ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ اجمار و اشجار۔ جاندار اشیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مسخر کر دیئے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم "عبد الرحمٰن" پر مجوزہ مضمون لکھیں یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایجاز و اختصار کے طریق پر چند مشہور مذاہب کے ساتھ اسلام کا اس صفت میں مقابلہ کر دکھائیں۔ تاکہ ہمارے پڑھنے والے جہاں ایک طرف عبد الرحمٰن بننے کی کوشش کرنا چاہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی انکے ذہن نشین ہو جاوے کہ حقیقی اور سچی راہ اس مرتبہ کے حصول کی اسلام اور صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے۔ کیونکہ جو لوگ رحمانیت کے مفہوم کو سمجھتے اور مانتے ہی نہیں وہ اسکی ماہیت اور کیفیت اُسکے اثرات اور نتائج سے مستفید ہونیکی کوئی سبیل بتلا ہی نہیں سکتے۔

اسلام اور رحمٰن } ابتدائے مضمون میں جو کچھ صفت رحمانیت کا تقاضا ہمنے بیان کیا ہے وہ ایسا عام اور بدیہی ہے کہ ہر ایک غور کرنے والا انسان اسکو مان لیگا کیونکہ قانون قدرت کی وسیع عملی اور کھلی ہوئی کتاب میں یہ مضمون بڑے جلی حروف میں مرتسم نظر آتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ہم اسلام اور رحمٰن کے تحت میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کا منشاء بھی رحمانیت کی صفت کے اظہار کا وہی ہے۔ جو ہم قدرت کی کھلی ہوئی کتاب میں پاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ کیا اسلام نے بھی اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی صفت کو بیان کیا ہے جس کے فیض سے جاندار مخلوق اپنی ہر ایک قسم کی ضرورت کو پا سکتی ہے۔

ہم جواب میں کہینگے **ہاں! بیشک!!**

لاریب قرآن کریم نے الرحمٰن کی نسبت سوال کرنے والوں کو خود جواب دیا ہے۔ یا یہ کہو کہ الرحمٰن کے معنے خود بتلائے ہیں۔

چنانچہ فرمایا واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔ (الی الآیۃ)۔ یعنے جب کافروں بیدینوں۔ اور دھریوں سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کی فرمانبرداری کرو۔ تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ جس کے سجدہ اور اطاعت کے لئے ہم کو حکم دیتے ہو۔ یہ پھر جواباً ارشاد فرمایا کہ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت ہے اور (وہ وہ چشمۂ خیرات و بھی ہے) جس نے آسمان میں برج بنائے اور اُنمیں شمس و قمر کو رکھا۔ جو عامہ مخلوق کو بلا تفریق مومن و کافر روشنی پہنچاتے ہیں۔ اور پھلوں کو پکاتے اور بہت سے مفاد پہنچاتے ہیں) الی آخر۔

اب اس آیت میں ما الرحمٰن کا جواب کیسا لطیف دیا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ اجرام فلکی و اجسام ارضی تمہاری کسی سعی کے بغیر اور بدون خواہش و دعا کے عام جانداروں کے لئے مایۂ حیات ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے مختلف مقامات پر اس صفت کی تشریح فرمائی ہے۔

پھر ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہ پرندے جو جو آسمان میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ کیونکر گرنے سے بچ رہتے ہیں؟ وہاں جواب دیا ہے ما یمسکھن الا الرحمٰن

الغرض اسلام نے اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اظہار اسی طرح کیا ہے جو قدرت کی کھلی ہوئی اور کتاب مکنون میں ہم اسکی تشریح پاتے ہیں۔

برہمو سماج اور رحمٰن } برہمو سماج اس امر کی تو قائل ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان اور تمام ذی روح کی وہ ضروریات جو اُنکے بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں بہم پہنچایا ہے۔ مگر وہ اس صفت کو اسکے ساتھ ہی ادھورا اور ناقص بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ الرحمٰن کی صفت ہر ایک جاندار مخلوق کی تمام ضروریات کی متکفل ہے مگر برہمو سماج کی رو سے انسان کی روحانی ضروریات کا محتاج اللہ تعالیٰ نے الہام نہیں کیا تھا۔ اور انسان کی حقیقی تربیت کی پروا نہیں کی۔

اس مادی اور غدار دنیا کے لئے تو سب کچھ کیا۔ مگر حقیقی عالم کی آسائش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی ہے۔ انسان کو بے دست و پا چھوڑ دیا پس اب غور کرو بدھ و آریہ کہاں خدا تعالیٰ کو رحمان مانتا ہے؟

آریہ اور رحمٰن } آریہ مذہب جو بقول دیانند اور اُسکے متبعین کے ویدک دھرم ہے۔ خدا تعالیٰ کو رحمٰن نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے خیال میں آریہ مذہب از نیکسٹ تو دی اے کھیسٹ یعنے آریہ دھرم کا بھائی ہے خدا تعالیٰ کو تمام صفات سے معطل اور بیکار مانتا آریہ دھرم ہے۔ گو لفظوں میں کل صفات قائم رکھی ہوں۔ مگر اعتقاداً و عملاً خدا تعالیٰ کو ان سے معطل مانا جاتا ہے۔ ہماری غرض اس مقام پر صرف صفت رحمانیت کا مقابلہ کرنا ہے۔

آریہ اس امر کو بتلاتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق جو کچھ دنیا میں پاتے ہیں وہ اُن کی اپنی ہی کوششوں اور عملوں کا نتیجہ ہے تو رحمانیت کہاں رہی؟ غرض یہہ لوگ ہی قانون قدرت کے بڑے مقتدی بنکر کتاب مکنون (قدرت) سے منکر ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کو رحمان نہیں مانتے۔ پھر عبدالرحمٰن بننے کے وسایل اور طرق اُن کے ہاں کیونکر ہو سکتے ہیں؟

عیسائی اور رحمانیت عیسائی مذہب تو بجائے خود ایک طرفہ معجون ہے جنہوں نے اضداد عالم کو یکجا جمع کر دکھایا ہے اون کے نزدیک **مسیح ابن مریم** باوجود مخلوق ہونے کے خالق۔ باوجود حادث ہونیکے قدیم۔ باوجود ماتحت اور محکوم ہونے کے خود قادر مطلق ہے معاذ اللہ منہا۔

الغرض اُن کے نزدیک حقیقی خدا کا پتا ہی نہیں ملتا تو اُسکو رحمٰن ماننا تو کارے دارد

اب اس مختصر سی مقابلہ سے واضح ہو گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو عام فطرت کے مخالف نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جس کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ

ان الدین عند اللہ الاسلام

خدا تعالےٰ کی صفات مظہر ہوتے ہیں اس امر کے بیان کے بعد کہ رحمان کسے کہتے ہیں۔ اور یہہ ظاہر کر دینے پر کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو عموماً اپنے اصلی معنوں میں بیان کرتا ہے۔ ہم نفس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے ایک اور امر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور عجیب عجیب رنگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ یہہ اطلال **انسان** ہی پر اتم طور کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات ارضی میں **انسان ہی جامعیت کا شرف رکھتا ہے**۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم

اسی شاہد ہے۔ اور اسی بنا پر تخلقوا باخلاق اللہ مقولہ مشہور ہے۔

پس یہہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بہت ساری صفات کا ظہور انسانوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ایک موہوم اور فرضی ہو جاتا ہے۔ اُس کا رسوخ اور تکمیل اُس مظہر کو دیکھکر ہوتی ہے۔

اور جوں جوں انسان ایمان میں بالغ اور کامل ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے اُسکا تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے اور اُس کا قلب ایک آئینہ مصفا ہو جاتا ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائے تام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ عبد مومن کہلا کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کے قوےٰ اور جوارح اللہ تعالےٰ کے قوےٰ اور جوارح کہلاتے ہیں۔ اور یہہ کمال سلوک کا درجہ ہوتا ہے جبکہ بشریت کا تمام رنگ ربانی رنگ کے نیچے متواری ہو جاتا ہے۔ پس اُس حالت میں وہ خدا تعالےٰ کی صفات کی مظہر ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اقتداری معجزات ظہور پاتے ہیں۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو **صوفی ازم** کی اصطلاح میں **فنا** کہلاتا ہے

الغرض یہہ بات سمجھ میں آجانی بہت آسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار دنیا میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ہم اس مضمون میں **عبدالرحمٰن** کی حقیقت بتلانا چاہتے ہیں۔

اسلئے قرآن کریم پر غور کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن کی کیا تعریف کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن عباد الرحمٰن کی تعریف قرآن کریم نے سورہ الفرقان کے آخر میں منکران رحمٰن کا جواب دیتے وقت جو بیان فرمائی ہے پہلے اُسکو درج کرتے ہیں۔

توضیح مطلب کی خاطر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اس مقام سے درج کریں جہانکہ مخالفین الرحمٰن کی بابت اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ عباد الرحمٰن کے ذکر سے اس موقع پر بجز اسکے اللہ تعالےٰ کی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُن کو متلانا چاہتا ہے کہ اگر تم خلق السموات والارض وما فی السموات والارض پر غور کرکے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور رحمٰن کی فلسفی نہیں سمجھ سکتے تو پھر تم اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان عبدالرحمٰن کو دیکھو۔ ہم اس تشریح کو اپنے موقع پر بیان کرینگے۔ اب قرآن شریف سے یہہ فقرہ درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔

اور جب کافروں بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا وجود اور اُسکی ضروریات بدون تمہارے عمل بلا تمہاری درخواست کے جس خدا نے بنائی ہیں اُسکی اطاعت کرو۔ تو وہ اُس نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے۔ جسکو سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے (اُنکو بطور جواب کہدو) رحمٰن وہی مبارک ذات تو ہے جس نے آسمان بنایا۔ اور پھر آسمان میں برج بنائے پھر چاند اور سورج کو بنایا جو بلا تفریق مومن اور کافر کے ہر ایک کو اپنا فیض پہنچاتے ہیں۔ اُنکی روشنی سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا اور اپنی ضروریات کا بڑا حصہ اُن سے پاتا ہے۔ اور وہ رحمٰن وہی ہے

وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔

اور وہ رحمٰن وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ہر ایک جیتی جان کے فائدہ کے لیئے بنایا (دن کو اپنی معیشت کے لئے کام کریں اور رات کو آرام کریں) جو ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے۔ اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ (**دن اور رات**) یہہ ایک جدا مضمون ہے کہ ان سے کیا فواید حاصل ہوتے ہیں؟ اور قرآن نے ان کو کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عطائے توفیق پر کبھی لکھا جاویگا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

اور اگر اس سے بھی نہیں سمجھ سکتے تو دیکھو ہم اپنے مظہر بتلاتے ہیں۔ اُنکو دیکھکر تم رحمٰن کی حقیقت سمجھ سکتے ہو۔ وہ کون۔ عباد الرحمٰن!

عبدالرحمٰن کی پہلی صفت وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما۔ اور رحمان کے حقیقی پرستاروں کو دیکھو کہ وہ زمین پر بُردباری۔ اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سُستی کی۔ اور جب جاہل اُنسے

سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے اُن کا معاوضہ کرتے ہیں - یعنے تشبیہ باخلاق ربانی کرتے ہیں .

اس آیت میں عباد الرحمٰن کی صفت اول بیان کی گئی ہے - جسپر غور کرنا ضروری اور لازمی امر ہے .

اللہ تعالےٰ بلا تفریق نیک و بد کافر و مومن کی ہر ایک ضروریات کا کفیل ہے - جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے - دیکھو ایک دہریہ خدا کی ذات و صفات سے منکر - اسکو گنگ اور کلام کرنے سے عاری سمجھنے والا برہمو - بالکل معطل اور بیکار ہستی سمجھنے والا آریہ - اور ایک ضعیف اور عاجز انسان کو خدا ماننے والا عیسائی - اور رب النوع ماننے والا مشرک اور اسکو کامل - اکمل - قادر مطلق - تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ماننے والا مسلمان ہر ایک اپنی ضروریات کو جو لوازم زندگی کہلاتے ہیں بلا تفاوت موجود پاتا ہے - ہوا ہے تو سب کے لئے برابر - پانی ہے تو سب کے واسطے یکساں - آفتاب و ماہتاب اور اور اجرام سماوی و اجسام ارضی اگر مسخر ہیں تو سب کے لئے - ٹھیک اسیطرح وہ عبد مومن جو عبد رحمٰن کا خطاب پاتا ہے - اس ارض اللہ پر سکینت کی چال چلتا ہے - عام اخلاق میں وہ کافر و مومن عالم و جاہل سے یکساں پیش آتا ہے -

اس ترکیب میں غور کرنی چاہیئے کہ یہاں کیا تعلیم دینا مقصود ہے ؟ اور عباد کی طرف نسبت کرنیسے کیا غرض ملحوظ ہے ؟ اسمیں اولاً تو اُس رحمانیت کی صفت کا ثبوت مقصود ہے جس سے بیدین منکر ہیں - اور جو انسان کے حسن عمل سے الگ ہے - اور جو خدا تعالیٰ کے ذاتی فضل کی بنا پر قایم ہے - ثانیاً یہ بتلانا مدنظر ہے کہ عبد الرحمٰن ہونیکے لئے ضروری ہے کہ اُسمیں عام ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ کل جیتی جان کے لئے ایک ایسا جوش ہو جو کسی تحریک پر مبنی نہو -

ان الفاظ کی ترکیب بتلاتی ہے کہ اعمال اور افعال ہی پر فضل و غضب کی بنا نہو - اگر اعمال ہی غضب اور فضل کو کھینچتے تو غور کرو کہ کیا اس دنیا کی خوبصورتی ظاہر ہو سکتی ؟ ایک بچہ جو ابھی عمل کرنیکی طاقت ہی نہیں رکھتا وہ کیونکر پرورش پا سکتا - اور انسانی زندگی کا مدار جن چیزوں پر ہے وہ کہاں سے اور کیونکر بہم پہنچ سکتیں ؟ اور خطاکار اور بیباک انسان کیونکر زندہ رہ سکتے ؟ حیوانات کیوں کر ہو سکتے ؟ غرض جیتی جان کی تکمیل کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے - رحم بلا مبادلہ یا رحم بلا معاوضہ جو کہا جاتا ہے - وہ یہی رحمانیت کی صفت ہے .

پس مقدم یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مکافات اور جزا کے ہی طور پر نیکی نکرے - بلکہ اُس جوش اور ہمدردی سے بھی کرے جو رحمانیت کی صفت کا منشا ہے - اسی وقت وہ عبد الرحمٰن کہلانے کا مستحق ہوگا - کیونکہ اگر مکافات کے طور پر نیکی کی جاوے تو نیکی کرنے والا - یا عارضی طور پر اُس نیکی کو دیکھنے والا اُسکی کچھ قدر سمجھے تو سمجھے - لیکن جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے وہ اُسکا قدر اور ثنا خواں نہیں ہو سکتا پس جیسے ہم خدا تعالےٰ سے اپنی ضروریات کو ضرورت پیدا ہونے سے پیشتر اُسے بدون سوال یا بدون کسی عمل حسنہ کے پاتے ہیں - اُسی طرح چاہیئے کہ ہمارا سلوک بنی نوع انسان یا ہر ایک جیتی جان سے بصورت سوال ہی نہو - بلکہ خود اُن کی احتیاجوں کو دیکھکر اُن تمام امور میں اپنی سچی ہمدردی اور بیغرضانہ جوش سے خالصاً للہ ایک دوسرے کی مدد کرے .

عباد الرحمٰن میں اللہ تعالےٰ عباد کو رحمٰن کی طرف مضاف کرکے دکھانا چاہتا ہے کہ وہ رحمٰن کی صفت کا مظہر ہو جاویں - اور یہ اُسی حالت میں ہوگا کہ جب پہلے ماد شما اور دوست و دشمن کی تفریق اٹھا دی جاویگی .

کیا دنیا کی کوئی کتاب بجز قرآن ایسی عظیم الشان تعلیم پیش کر سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں !!

ہم نے غور کیا کہ یہاں پر انکساری اور بُردباری کو مقدم کیوں کیا ہے ؟ - حالانکہ دوسری صفات بھی تو اُسکے ساتھ آتی ہیں .

تو معلوم ہوا کہ انکساری ایک ایسی چیز ہے جو دوست اور دشمن کی تمیز کو اُٹھا دیتی ہے - اور یہ ایمان کی پہلی سیڑھی ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کو واجب الوجود اور معبود ہستی مان لیتا ہے تو اُسکے بالمقابل اپنے آپکو ایک عبد ضعیف ماننا اُسے لازم ہو جاتا ہے .

(باقی دوسرے نمبر میں)

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمان)

دنیا اور اوسکی لذات کی گہری فلاسفی یہی ہے کہ وہ پھر پھر کر آتی ہیں اور اونمیں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی بلکہ یوں فنا ہو اون کو خط حاصل کرنیوالی طاقتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور اصلی ذریعہ کی خوبی کم ہو رہی ہے - ہاں روحانی دنیا کی لذات ایسی ہیں کہ ہر آن نئی اور انکا لطف اور سرور ہر وقت پہلے سے متغایر اور بڑھ کر ہے پس مبارک ہے وہ انسان جو روحانی لذات کا شیدا بنتا ہے

(حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ)

تقویٰ کی بابت کسی انسان کا دعویٰ کارآمد نہیں ہو سکتا - تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور دل اور اوسکی باریک در باریک تہوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ ہی متقی کو جانتا ہے جسکے ساتھ نشانات اتقا نہوں اوسکا دعویٰ کیا فایدہ پہونچا سکتا ہے (ایضاً)

حیوان مرتا ہے تو اوسکے جسم اور اجزا سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر انسان مرتا ہے تو اوسکا جسم وغیرہ کچھ کام نہیں دے سکتا پس ضروری ہے کہ ؎

خیرے کن اے فلاں غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(ایک مہاتما)

انسان کا ہر عضو قیمتی ہے اور اوس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں بشرطیکہ انسان اُنسے کام لینا چاہے

احمق کا دل منہ میں ہوتا ہے اور دانشمند کی زبان دل میں (پرانی ضرب المثل)

دنیا میں بے وارث جانا بھی نامرادی ہے ہماری آرزو یہی ہے کہ ہماری جماعت روحانی ترقی کرے کیونکہ صرف مال و زر اور اولاد ہی زندہ یادگار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقیات الصالحات کچھ اور ہے (کلام امام الزمان)

انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے بصیرت چاہے جو سوراخ کہ آگے کو گذرنے والی ہوتی ہے (ایضاً)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ٭ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ٭ اعنی ہے حق میں ہر بشر کے پسر ٭ لعل و دُرِّ یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت :- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام کے بازی کے کام کے مرد میدان بن کر آئیں۔ شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ٭

معیار صداقت :- باشرطیہ معالجہ صرف قیمت بدوا کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کی ہر ہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ بھرانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! جیسے دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ٭

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دوچند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا بیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا ہی بذریعہ رسید واپس لے (۵) خود تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت ولادت فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منقد نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں ہے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاطدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مایوسین کی زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ٭

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہو۔	۲	۱۰	تورنج ذکری۔	۱	۱۹	لقوہ۔	۲	۲۸	نکسیر آنا۔	۱
۲	جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔	۱	۱۱	سوزاک۔	۱	۲۰	بھگندر۔	۲	۲۹	طول و عرض و عمق و زاید۔	۱
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	۱	۱۲	سرعت۔	۱	۲۱	ناسور۔	۲	۳۰	خضاب سالانہ۔	۲
۴	حبکا حمل ۶۔ ۷۔ ۸ ماہ گر جاوے۔	۱	۱۳	جریان۔	۱	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	۱	۳۱	نزلہ و زکام۔	۲
۵	کمزوری۔	۲	۱۴	غلط کاری۔	۱	۲۳	ادھرنگ۔	۲	۳۲	تسہیل دلادت۔	۲
۶	مرگی۔	۱	۱۵	گٹھیہ۔	۱	۲۴	ضیق النفس۔	۲	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	۲
۷	تپ دق۔	۲	۱۶	سفیدی آنکھ۔	۱	۲۵	پیسہ۔	۱	۳۴	نجار تجدد چو نہایۂ دعفاء۔	۱
۸	ضعف باہ۔	۱	۱۷	ضعف بصر۔	۲	۲۶	آتشک۔	۱	۳۵	ضعف ہضم	۱
۹	ضعف جگر۔	۲	۱۸	سبل۔	۲	۲۷	آتشک کل بدن۔	۲	۳۶	سرسام	۲

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کموں ٭

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی
تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دُھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیا بند
نافذ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ
جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں
قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ملے - خالص میرہ فی ماشہ عہ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ روپیہ
خریدار بذریعہ ڈاک خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کی تشہیر دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بے حد مفید ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دُھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ امرتسر ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے سرمہ کو فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ ہم مریضہ پر ۴ سال سے لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرخرہ دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھیں اُنمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار کی دو لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب مُیلی پر پھولا لیکے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا زدہ پوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے اپنی اور دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم میرے کو سرمہ کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا مطمئن ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بارہ روپیہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ ۔

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دُھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - اکنوں سفید سرمہ بدر یہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں ۔

دستخط سردار صالح محمد خاں دُرّانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔

۶ مارچ ۱۸۹۰ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں مارچ ۱۸۹۰ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدی پریس قادیان میں چھپا ۔

Registered No L 77

(پتہ پاش برادر مدار از کس پاک اسوری)

(پتہ پاش برادر مدار از کس پاک اسوری)

الحکم

بالقلم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۳۸ | قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۸ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۲ رجب ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلی پیغامیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۸ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خواہش مند موجود ہوا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ اسکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو۔ یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱۔ زیورات چاندی و سونا ہر قسم۔ صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی۔

۲۔ ریشمی ازار بند۔ پراندے بیج بند وغیرہ۔ ہر قسم اور ہر قیمت کے۔ ازار بند ۸ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ پراندے ۴ سے لیکر صہ روپیہ تک۔ بیج بند ۱ سے ۲ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک

۳۔ زیورات میں ڈورے جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے۔

۴۔ دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵۔ ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہو سکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں بھی باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر کریں ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں

غلام محمد والی بخش علاقہ بند

مکان احمد بدر الجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر** (پنجاب)

www.aaiil.org

صحت جسمانی کے طلبگار روا اسکو پڑھیں اور ایک دفعہ شرط آزمائش

سچائی کا فیصلہ

نوٹ

[illegible] ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔
[illegible] قیمت علاوہ پارسل
وکمیشن ڈاک [illegible] خریدار
[illegible] مشتہر مندرجہ ذیل
[illegible] پر آنی چاہئیں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دوا اور درخواست کیساتھ روانہ کریں۔ اقرار قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

[illegible] کا امتحان ضروری ہے

[illegible] استعمال حسب ہدایت فائدہ نہ ہو [illegible] قیمت واپس لیجئے یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - اسہال - کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کوئی ڈاکٹر کو کافی ہو غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف [illegible] خرچ روانگی

خارش کی جلدی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے جلد کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے قیمت فی پڑیہ ۱۲ اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲ خرچ روانگی پر مفت

اخبار نمبر

[illegible] نقصانات جو جوانی کی غلطی کا [illegible] ہو کر نامرد [illegible] استعمال سے [illegible] قیمت [illegible]

دوائی آتشک

[illegible] دوائی اس [illegible] ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے - خوبی یہ ہے [illegible] اگوشت پلاؤ - شراب [illegible] اسکی یہی اعجاز ہے قیمت [illegible] ۱۲ آنہ

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند - غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - سونیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ [illegible] - اطباء و دیگر [illegible] پہلی دفعہ [illegible] تجربہ فی تولہ [illegible]

سفوف درہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین ٹکیاں کھانی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھا ہوتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے ۱۲ خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

رعشہ اور حرارت کو مفید - قوت باہ کے واسطے اصلاح لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی - لغو لفظی الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

[illegible] بے نظیر اور تیر بہدف دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - قیمت چھ خوراک ۱۲ روپیہ

جادوئی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بھی یا رحمی درد ہو نے الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ

نوٹ

[illegible] قیمت فی پڑیہ [illegible] بتصدیق [illegible] ۱۲ [illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۱۲ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت [illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۲ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بیجا نہ ہوگا قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بقلم منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خانصاحب محمد علی صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی بسبب علیل ہونے اور ضعف بہت تھا مگر میں نے چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اُسکو قال اللہ وقال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے۔

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ سلسلہ ائمہ و مجددین و اولیاء و علماء ربانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں سے بجز رسول مقبول کے کم جو فضائل و کمالات میں مثیل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ ہاں اور بھی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ مثیل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہ فضیلت جو اُنہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کرکے تمام ملک میں رواج دیا۔ اور اسلام کی صداقت اپنے خون سے مُہر کرکے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہ اُن کی یہ فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پا سکتے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے اور اب بھی خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ کمالات نبوت و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پائیگا زندہ اسلام ہی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ آیات و خلافت و صداقت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی جان اُنکے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کو دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی یہ دعا ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑھنا چاہیئے اس آیت کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوی القربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جس کو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر اب تک چھپا بیٹھا ہے یہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں چوتھے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اسقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا سی کمالات ایمانیہ میں اُنکو کم سمجھینگے تو یہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں۔ اور اُسکو بصد محبت حفظ کر لیتے ہیں یہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بھی بمشکل ہے۔ ہمارا کیا سبب ہے یہی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر خفیف دیکھنے سے سلسلہ ایمان کا گھٹاتا ہے۔ والعاقل یکفیہ الاشارۃ۔ پانچویں بیعت کرنے کے لئے یہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک ہماری مقصد یہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈرکر ہر ایک طریق ناانصافی کا چھوڑ دیوے۔ جو شخص عملاً انصافی پر جمارہنا چاہتا ہے وہ دراصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافرخانہ میں صرف تھوڑے عرصہ کیلئے آئے ہیں۔ اور اسغرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کرکے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اظہار کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہیئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مسلمہ کو رُو سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو ہماری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک ناکارہ دنیا کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ مگر یہ ایک شخصی ابتلا ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلا کو اُس سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے۔ اللہ جلشانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی چچا زندہ نہیں ہے۔ البتہ لوگ سے بندہ

رہے ہیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد سو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے مدارج اُن کے اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ نخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت رکھتا ہے اُسکو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اُسنے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اُسکو نہ دیوے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ کسی رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کسی ذرا سے رشتہ سے جو نوحا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہ رشتہ اُنہیں کچھ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن حسین اُن لوگوں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اُن کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا۔ اسی وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا خلق کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات منزل میں۔ اُن بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص اُن کے احسانات کا منکر ہو وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کئے جائیں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شاہد ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر پُر معنی کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا اُن دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرطہ جسکے پیرایوں میں سچے مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اسی بات کا فیصلہ کہ اُنمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اُن بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ موت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی نافرمانی سے بکلی دست بردار ہو جاوے۔ کیونکہ بیعت راستی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اُسی راہ پر قائم رہنا ہے کہ جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎

ہر کجا شمع صداقت یافتی پروانہ باش!
گر خردمندی بسے راہ ہدا دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کی رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسئلہ وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ باعث نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام و نشان نہیں

(۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ فسقوں کے چاہنے والے وہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی و محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اُس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اُسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل حاجات ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اُسکی برکت اور صحبت سے عبادت نفسانی کم ہوتے ہوتے اور ذوق و محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے ذریعے سے اُس پر ظاہر کرتا جاتا ہے کہ یہ شخص محبوبان درگاہ میں سے ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے۔ کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جاتی ہے تو اُسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ بیشتر آزمایش صدق کے اور محققین حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسی کو کافر اور کسی کو بیدین کہہ دیتے ہیں۔ اور محققین اُسکی ذرا پروا نہیں کرتے اگر ہم صدیقی اور فاروقی نبوت کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت کی وجہ سے کربلا کے میدان میں مارے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیادار کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق شیخوں کے ہاتھ پر جو بزعم اُن کے مرتد ہو گئے تھے۔ اور بقول اُن کے صرف صوری بادشاہوں سے تھے بیعت کر لی۔ اور بیٹے نے منشاء اپنے باپ کے طریق پر اعراض کر کے ایک فاسق کی بیعت بھی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ اُن کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو صوفی کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر میدان میں جان فدا کرنیکے لئے حاضر ہوئے اُن سے بقول آپکے لاپرواہی تو آپکا طرز ہے۔ یہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دارالعمل ہے۔ اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے۔ پس جس کے دل میں امام حسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہو۔ اُسکو چاہیئے کہ اُنکی خدمات شایستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر اُن کی خدمات یہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسی کو افضل ٹھہرایا جاوے۔ اور یہ خیال کرنا کہ اُن کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے کس کی ہم پرستش کریں۔ یہ آیت کہ یہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ مجھے اللہ جلشانہ نے کھول دیا ہے کہ اُس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگوں پر یہ بھی دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیا کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے۔ مگر یہ خیال کہ کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسی کی نسبت پیدا کی جاوے اسکا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمایش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر زمان سے بے تکلف ارادتمندوں کا پیرایہ بھی بھی لیتا ہے۔ پھر عنایت الٰہی سے مشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر رذائل سے اُنہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کو دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اُسکے درپے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ اصل یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہے کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اُس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی اُن کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیائے اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن غیر حد تک کہ پورا دوست

یا پورا دشمن ہو۔ ان انوار کے مشاہدات سے بالضرور ہوتا ہے۔ اس عاجز نے جو سو ہزار اشتہارات کہ بہت تمامی کے لئے شائع کئے تھا اور یہ شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک دس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اسکا ہر جہ دیا جائیگا۔ اس اشتہار سے اللہ جلشانہ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے ہر شخص آکر ایک دن تک بیٹھیگا تو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۲) ہمیں شک نہیں ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن کامل۔ تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اس کو آپ بجا لا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اب تک عقیدہ یہ ہے کہ [illegible] کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ حالانکہ یہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے [illegible] کے درجہ کے مقابل بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں۔ بلکہ اصحاب کبار کی محبت اُن کا فخر اور اُنکی ترقی ایمانی کا موجب ہے۔ قرآن شریف میں [illegible] صدیق [illegible] طور پر کسی امت کا ذکر نہیں۔ اور یہ بھی [illegible] عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر امت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں مثیل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور جب شکر کے ارادہ سے اسبات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ ان اماموں کے درجہ کے موافق ایک میں بھی ہوں۔ اور اس سے زیادہ بھی مجھ پر الہامات الٰہی ہیں جنکو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانہ کی خلقت سمجھ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں راستی پر نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار دکھلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم بندوں کے لئے دکھلاتا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹھاویں اور مقابلہ کرادیں تا ع

یا بیہ رو خود مرگ در دو غش باشد

(۱) موافق شرائط مطبوعہ کی تحریر بہت ہی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کرونگا والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ یہ چند سطر نصیحت کی راہ سے لکھی گئیں ہے

گر نہ پذیرد نصیحت کس ✤ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

(نمبر چہاردہم)

سورۃ البقرہ۔ بقیہ رکوع (۳) ✤

پچھلے نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا پر ان خیالات کو مدنظر رکھکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جو بعض لوگ اپنے قصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکھکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلہ تقدیر پر اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اختصار ضمناً گفتگو کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الی الآیۃ۔ اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیۃ شریف کے ترجمہ میں کر دکھائینگے۔ مسئلہ تقدیر جسکے مسلمان قائل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہیئے اسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹھہرانے کے ہیں جیسے فرمایا۔ وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا۔ اور یہ بات بھی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکھتی ہے۔ اور اس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا پس مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اس مبارک اصول کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چھوڑ کر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی بتلائے کہ اس اصول میں بجز خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بھلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سلسلہ پر گفتگو کریں۔

یضل بہ کثیرا۔ ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کثیرا آئے ہیں۔ الضلال۔ الہلاک۔ الابطال۔۔۔۔۔ الامتحان۔ الاضمحلال وغیرہ۔

ضلال کے معنے وہ نتیجہ بد ہی ہے جو بد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور تو بیگانہ مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔

ہدیٰ جو ہدایت سے ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے صدور افعال فطری کو بھی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ کو بھی ہدایت کہتے ہیں۔ اور اسلام کی طرف لانے کو بھی ہدایت کہتے ہیں۔ اور جنت کو بھی ہدایت کہتے ہیں۔ اور پہنچانے کا نام بھی ہدایت ہے۔

اب یہ امر صاف اور واضح ہے کہ یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا سے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمان آئندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بھی صراحت سے مفہوم سمجھ میں آسکتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے نمبر سیزدہم میں بیان کیا ہے یہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار پر بڑے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہ ہلاکت اور یہ تباہی فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتھوں سے اُنپر آنے والی ہے۔ فاسق کون؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو اُن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔

عہد اللہ۔ عہد اللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہ لفظ فطرت صحیحہ۔ عقل سلیم اور کتب الٰہیہ پر بھی بولا جاتا ہے

میثاقہ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہد اللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق بھی ہے جو اہل کتاب لے کیا تھا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل الی الآیۃ۔

الغرض اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود اُنکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی الٰہیہ کو فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پھر بھی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ اسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کو خلاف شرائع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور اُن کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

امر اللہ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورین اللہ اور صلحاء اور علی الخصوص سید الاصفیاء خیر الاتقیاء جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونے تک اول عہد اللہ کو توڑا۔ تو پھر یہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے بیجا دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پھر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہاں تک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون

اللہ تعالےٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو۔ تم کو نابود سے بود کیا۔ پہر تمکو موت دیگا۔ پہر زندہ کریگا آخر وہی مرجع اور مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی ہستی پر پہر ایک لطیف دلیل دی ہے کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیاۃ سند جسمیں ذیل معنوں میں آتا ہے۔ (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعے سے نباتات اور جانداز بڑہتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا فقد کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اور موت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بہی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم عنوان الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اُس خدا کا تم انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مردہ تہے۔ پہر زندہ کیا۔ جاہل تہے۔ عالم بنایا۔ اور پہر مر کر حشر میں اُٹہوگے۔

اور پہر اسکو موکد کر کے یوں فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جو کچہہ زمین ہے سب کچہ پیدا کیا۔ اور پہر ہر چیز سے ہم فائدہ اُٹہاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسان نہ ہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر

بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے بنا کر اُڑایا کرتے تہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو کچہہ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خلق کل شیء) یہہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پہر وہ نئی زمین۔ نیا آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں۔ سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات

اس آیت پر دو اعتراض کئے گئے ہیں۔ اول تو یہہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی وجود بہی رکہتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں

امر اول کا جواب ہم اسی کو ع کے شروع میں کسیقدر وضاحت سے لکہہ گئے ہیں۔ اسلیئے یہاں اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سموات کا ثبوت

(۱) دیکہو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح نسبتاً لطیف ہوتی جاتی ہے۔ پہر اگر اسی طرح پر آسمان کے طبقے ہوں تو کیا ہرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ آخیر سنہ ۱۸۰۱ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ تارے چہ قسم کے ہیں۔ پس یہہ سارا نظام ایک لفظ موہومہ کی طرف جا رہا ہے۔ اور اُس سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۲) اور معلوم کے متعلق بہی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتی ہیں

(۱) عالم انسانی۔ (۲) عالم رویا یا مثال۔ (۳) عالم ارواح۔ (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم دوزخ (۷) عالم جنت۔

(۳) جغرافیکل تحقیقات سے بہی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دیئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بہی سات ہی حصوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ہے ثابت کی ہے۔ جس کو ہم **تصدیق براہین احمدیہ** سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے اُس مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے۔ ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہے اُن کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں تارے لیئے کہانے کا سامان رکہا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اُڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کہیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الی الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں تارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الی الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں تارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً وزینّاھا للناظرین۔

ہفتم وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے۔ ان مشہود تاروں سے اوپر بہی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السموٰت والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہہ تقسیم سبع سموات کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی بتلائے اسمیں کیا ہرج لازم آتا ہے

وھو بکل خلق علیم

اور وہ اللہ ہر چیز کا عالم کامل رکہتا ہے۔

یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سے یہہ امر معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ھو الذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اُسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کا اُس کے خلق پر قادر کر دیتا ہے یا یہہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق بہی اُسکا عالم کل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کا علم کامل رکہتا ہے لہٰذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔

وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اسمقام پر قرآن کریم کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکہیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی تبدیل کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قایم رکہتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالےٰ کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالےٰ کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ہو بکل شیء علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اُس سے فائدہ اُٹہانا چاہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو اپنے کلام پاک کی سمجہہ عطا فرماوے۔ اور پہر سمجہہ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔ آمین

ایڈیٹوریل

عبد الرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچہلے نمبر میں عباد الرحمٰن کی صفت اول سے بحث شروع کی ہے اور وہ یہہ ہے **یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً** کسی حد تک اس آیت کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اُسے دکہانا چاہتے ہیں۔ یہہ آیت دو ٹکڑوں میں منقسم ہے یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے

ھوناً کا لفظ ہی سستی اور کمزوری کے خلاف ہے بلکہ ہمنے اس آیت کا ترجمہ بہی یہہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بُردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سستی کی

اصل یہہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ اس انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین اُن تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلا کر اُسکے جگر کو پہاڑ کر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پہل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ اس نسبت

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کھیت ہو۔ اُسے کہو اُجاڑ دے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایہ عاطفت میں آکر اُسکا مظہر ہونا چاہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضرور ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و نقل جمع کرکے لفظ ھونا میں بھر دیئے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کیلئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ یمشون علے الارض ہونا سے یہہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکھتا ہے۔ زمین اور اُسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکھو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہہ راز اور بھی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو جامعدا کا نتیجہ بتلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلد باز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے عام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو با صبر دا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس صبر دا سے مراد و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر بحیثیت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علے الارض ہونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی چال چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور اسطرح پر اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہ اللہ تعالےٰ کو یہہ بھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بھی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہہ بھی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالےٰ رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بھی اپنے اس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکھتا۔ جو اُسکی حضور بے ادبیاں اور بنوخیالی کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تضحیک اور توہین اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ رکھے جو اُسکے ثنا خواں یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تسلیم دینے سے یہہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پر آکر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمٰن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہیئے۔ اور یہی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وانک لعلےٰ خلق عظیم۔

و اذا خاطبھم میں غور کرنے سے یہہ بھی پتا لگتا ہے کہ وہ بیمحل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُن کو مخاطب کرتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اثر ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی جہالت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ ٹھکنے والی قوم۔ اپنی بات پر ہٹ کرنے والا گروہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہو گیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ رہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائٹی ایسا ہی بنا دیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت } اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجدوں اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہہ ہے کہ رب کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی بات یہہ ہے کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا اثر دل پر نہ ہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنیکے لئے ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اٹھکر دوسرے دلوں کو فیض پہنچا سکے۔ پانے کے لئے جب تک اللہ تعالےٰ کو ربوبیت تامہ سے متصف نہ مانینگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پا سکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالےٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوائے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہو جائیگا اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ کسی شے یا نتیجہ شے کو مکمل کر دے۔ اب اگر بدقسمت انسان سستی اور کاہلی کا شکار ہوتا ہے تو اُسکا انکار رفتہ ہو جانا بھی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اُسکے لئے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں کو سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کو دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبھی وہ سحرات شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی قیام میں کھڑے ہو ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیہ کاری اور فسق کی رات چھا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن باوصفیکہ رات کی طرح عام ہوا سستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسطرح سے اُن کی زندگی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یادداشت

ہم نے اس پیشتر بھی اپنے ناظرین اخبار کو توجہ دلائی تھی کہ اخبار الحکم کے ساتھ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت منیجر۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک و منیجر اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جو قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زر چندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہیئے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکھتے ہیں جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرانی اوقات میں بڑا ہرج ہوتا ہے۔ لہٰذا

آیندہ کے لئے ہمیشہ اسی امر کو ملحوظ رکھا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زر چندہ اخبار کے لئے ہماری ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دارالامان

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہوگیا ہے مگر چونکہ رپورٹ مذکور میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ یہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بینظیر اور اور افضل ترین جلسہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ باوصفیکہ پوری ایک سال کے وقفہ سے شایع ہوتی ہے مگر ابھی تک ہی وہ گل لالہ کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے۔ اور آیندہ کرتی رہیگی۔ اسلئے کہ اسمیں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطائف اور حقایق قرآنی کا بے نظیر گلدستہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرز پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر باایں ہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہ سالانہ تحفہ ایک بینظیر تحفہ ہوگا۔ جو عنقریب ایکہفتہ تک بالکل مکمل طیار ہو جائیگا۔ اس رپورٹ کے مکمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے دلائی تھی۔ اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی انہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت صحت میں مدد دی جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے اسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو ان کے ہمارے گرامی کی محاذ میں درج ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور ہمارے بھی معاونین جیسا کہ انہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ دری امداد سے ہم کو شکر گذاری کا موقع دینگے۔ ان احباب کے لئے ہم زیادہ شکر گذار ہیں جنہوں نے بطور امانت پہلے سے کچھ رقم بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی۔ انکی مرسلہ رقم بھی انکے اسماء گرامی کے سامنے درج ہے۔ رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

(۱) انٹروڈکشن (حضرت اقدس کے مشن کے پچھلے سترہ سالوں پر مفصل ریویو جسمیں آپ کی بینظیر کامیابیوں نے نئی طرز پر آپ کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ۱۸۹۷ء میں مشن کی مفصل رپورٹ)

(۲) حضرت اقدس کی پہلی اور دوسری تقریر۔

(۳) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی پہلی تقریر۔

(۴) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دوسری تقریر۔

(۵) حضرت اقدس کی تیسری تقریر۔

(۶) عالیجناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر۔

(۷) مولوی ابویوسف مبارک علی صاحب کا فارسی قصیدہ

(۸) مولوی قایم الدین صاحب بی۔ اے سیالکوٹی کا عربی قصیدہ

(۹) فہرست حاضرین جلسہ۔

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسر مال کوہاٹ۔ ۵۰ جلد (آٹھ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور ..... ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار مالیر کوٹلہ ..... ۱۰۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم ..... ۵۰ جلد (پانچ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ ..... ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ ..... ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادر بخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودیانہ ..... ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں ..... ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودھری رستم علی خاں صاحب کمپوٹ انسپکٹر ..... ۱۰۰ روپیہ کی جسقدر جلدیں چاہیں۔ (روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی ..... ۵۰ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کمپاؤنڈر میر شلہ ..... ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر بلدی دواب۔ امرتسر ..... ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نبی بیگ صاحب پنشنر ضلعدار پیس کلانور ..... چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء تک انشاء اللہ بالکل تیار ہو جاویگی۔ اور جلسہ میں معاونین کو دیجاویگی۔ جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے ان کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کر دیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں قیمت رپورٹ کے متعلق ہم اگلے اشتہار میں فیصلہ کر دینگے۔

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اسکے مضامین اور اسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ نظر ناظرین نے جس مسرت اور دلی خلوص سے کیا ہے۔ وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایہ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات سے پورا نہیں کر سکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکر گذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض انکی حسن ظنی ہے اور قدر دانی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہم نے کچھ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر چند ہی روز کی توجہ کے بعد ان پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خود بخود متوجہ کر سکے۔ اسلئے ہمنے پھر تحریک نہیں کی۔ مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم پھر توجہ دلائیں۔ اسلئے ہم سردست کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ اور کسی مناسب موقع پر جبکہ سب احباب جمع ہوں۔ اس سوال کو اٹھائینگے۔ فی الحال ہم اپنے کرموں کے خط کا ایک حصہ بعض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں۔ ناظرین اسپر توجہ فرمادیں۔ اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرمادیں دھوھذا

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور اسکا مقصد سوداگری یا دوکانداری بھی عام اخباروں کی طرح نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شایع ہوتا ہے ..... میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر شایع کرنے کا احسن انتظام کریں۔ اور خوشخط کاتب پیدا کرکے عمدہ جلی قلم سے لکھائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہ پرچہ اپنی رنگت میں لگانہ ہے ویسا ہی یہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے .....

یہ گوہر بے بہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے۔ اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہیئے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کرا کر اپنی آیندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں۔ اب بھی یہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان و شوکت نہیں۔ تین روپے کی عوض آپ چھ روپے قیمت کر سکتے ہیں۔ مگر کاغذ اور چھپائی اعلےٰ درجہ کی ہو۔ اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپ کو کسیطرح کا خیال ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے۔ اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں۔ اور ان میں سب سے اول میں ہوں ..... الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاؤنی میانمیر

ایڈیٹر: - ہمارے مخدوم شیخ صاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکا اندازہ آپکو خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے ملتا ہے جو اپنے الحکم کی امداد میں ظاہر کی - یعنے دو خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے - اور ٹریکٹ سیریز کی ۵۰ کاپیاں خرید کرنے کا ارشاد فرمایا - جزاھم اللہ احسن الجزاء -

ہم شیخ صاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں - اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو - جیسا کہ اُسکا نام لوگوں سے ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بیشتر خواہیں دیکھی ہیں - ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو - ہم اپنے قدردان ناظرین سے ناامید نہیں اُن کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لیے اُنکے وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں - اور اگر ہم کو خودستائی کا خیال نہوتا تو اُن سب کو "الحکم کی نسبت قومی آواز" کے عنوان سے چھاپ دیتے - اگر شیخ صاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے - تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاء اللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے - بہر لحظ ہم اپنے قدردانوں کی رائوں کے منتظر ہیں - ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ العزیز ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اُس نمونہ پر شائع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں - اسلئے ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالےٰ قابل دید ہوگا ۔

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیننگ ڈویزن میں اہل اسلام سب آرڈینیس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو اب سنو ایام پہلے آ ہینگے
وصل کی گھات ہمیں آپ ہی بتلا دینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویزن میں کیا - یہ ہے کہ جب اُنہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا - اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے مبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں - تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا - اور اُنہوں نے اپنی محنتوں اور کوششوں سے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ کو اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تھے - اور با اختیار صاحبوں کو بتلایا کہ اُن اختیارات پر پہونچنا نہ چاہیئے - تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے - اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویزن میں پہونچ گئی - چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپسمیں سخت دشمن تھے - اب دوست اور بھائی ہیں - اور ایکدوسرے کی ترقی اختیارات و عزت و مال کے خواہاں ہیں - ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ صاحب اکثر ڈی ڈیٹوں کو شہر مباسہ جانے سے روکتے ہیں - اس خیال پر کہ وہاں جاکر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں -

تو یہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویزن کے اہل اسلام کو ایک لعنت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا - اور جس ذریعے سے یہ حاصل ہوا اُسکی قدرشناسی کے لئے ہمنے چاہا کہ یہ مضمون لکھیں تا ہمارے قومی بھائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں - اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھ کی گئی - ورنہ قریب تھا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کیے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا - اور یہی وہ سلسلہ حملیات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بھائیوں کو اللہ تعالےٰ کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے - اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تھے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تھے - بلکہ اسکے لیکچر بھی مدرسوں میں دیئے تھے - مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تھے - اور وہ راہیں ہم پر نہیں کھلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے - بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راہ سے بے راہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بھول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے - اور قریب تھا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے - مگر ہماری دستگیری کی گئی - اور ہمارا ہاتھ پکڑ کر نکالا گیا - پھر ہمارے قومی بھائی یہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انہیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے اُنہوں نے اوسکا پھل کھایا - اور جنہوں نے انکار کیا - اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھ گیا اُسی کے مقلد بنے رہے - وہ ابھی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے بھی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں اور بعض ہمارے اہل وطن ہیں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں - اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد مولوی نور الدین صاحب قادیانی کے ساتھ تعلق بیعت رکھتے ہیں - اسلئے ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بھائیوں کو اُن انعام الٰہی سے خبر دیجائے جو اس زمانہ میں نازل ہوئے ہیں - اور اُن کی فلسفی سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت ربانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال مقال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے - اور زمانہ اپنے سرد و گرم چکھا کر زبان حال سے اُنہیں اللہ تعالےٰ کے لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لئے بیان کر رہا ہے - یہ دستگیری جو وقت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے - اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے - اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے - اور جگہہ خالی پاکر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کو کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوائے منتشر ہو جاتے ہیں - اور بے ایمانی اور دغابازی مخش وغیرہ جگہہ خالی پاکر اُسکے دل میں گھر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دینے کے لئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے - جو اُن کو اُنکے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں - فاقہ اور بھوک کے عذاب سے بچنے کے لئے ہنر سکھاتے ہیں تعلیم دیتے ہیں - دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے بتلاتے ہیں - اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لئے - اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک سلسلہ روحانی معلمین کا بھی رکھا ہے جو روح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کرکے اس قابل بنانے میں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیض پاسکے - اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تھا اسلئے اُسکا سلسلہ ہمنے عام مخلوقات پر نہیں چھوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم پیدا ہوتے ہیں کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں - بلکہ اس سلسلہ نجات کا وہ خود ضامن ہوا - اور جس کتاب کو اتباع پر نجات منحصر تھی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں بھیجتا رہتا ہے جو کہ لوگوں کو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا رنگ و ڈھنگ بتلاتے رہتے ہیں

کوئی زمانہ اور صدی ان معلموں سے خالی نہیں رہا۔ اور نہ یہ چودھویں صدی خالی ہے۔

غرضکہ بادشاہ محمد صاحب کی تشریف آوری میں مسلمانان سرفینگ ڈویژن کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرنے کے لئے دل ہو۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس محکمہ کے مسلمان سب آڈری نیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھا کر ضرور اسکی قدردانی کرینگے۔ اور اگرچہ یہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کر دینے کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم اس بات کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس دھی میل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر نہیں بس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوسری قومیں بھی موجود ہیں۔ بلکہ اسکی نظیریں اس سے بڑھکر ہیں۔ اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اُس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپس میں ایسے ہی مل بیٹھنا جیسے کہ مُردار پر بہت سارے گدھ جمع ہو جایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اُس میں عیسائی اور یہودی کچھ کم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے مخاطب احباب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو اُن کی دولتمندی کی دھجیوں سے یا اون کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے اُن کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کر لیتے ہوں۔ اور جب تک ہم وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کر کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جسکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ یہی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام غیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کے لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں۔ جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں۔

تو ایسا نادان وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عزو جاہ میں رات دن صرف کر دینا ہی فخر اسلام جانتا ہو۔ دنیا کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران ہر ولایت میں گذرے۔ کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑھائی۔ اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگزاری سے۔ اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکمرانی کے صراط مستقیم دکھلانے میں پیچھے رہ گیا ہو۔ اگرچہ مثل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو یہی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی۔ مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا۔ اسکی نظیریں دوسری قوموں میں کم ملینگی۔ مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرۃ عمرؓ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پھر اپنا گذارہ انیسیں تہاب کر کرنا اور سو۔ (باقی آئندہ)

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء پر ایک غور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اوس گرامیقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب مدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کر چکے ہیں۔ اوس پر ہم کوئی نوٹ کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ سمجھکر یہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض اون آگے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی حیثیت سے اور گورنمنٹ کے ساتھ خیر خواہی کی حیثیت سے دیکھی جاتی ہیں اور اس میں پبلک نوٹ کر کے کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ایسے شخص کی نسبت برے خیال پیدا کرنیکا موقع دیا جائے جو اپنی بے لوث خدمتگزاری میں ایک پہلوی اور اپنے وفادار اور فرمان پذیر اور گورنمنٹ عالیہ کے ممتاز اور معزز خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے ممتاز ہے۔ اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر ہی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اوس خوفناک ٹریجڈی کو بند کیا جاوے جسپر باہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل میں گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعت السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ خوب کر سکتے ہیں کہ اونمیں طرز بیان کس قسم کا ہے۔ ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اوسکی نظر سے بھی وہ رسائل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوئے ہیں۔ مستحق نہ تو خود وہ اشتہار ہی شاید ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا۔

چونکہ اکثر اخبارات و اشتہارات میں اون لوگوں نے خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی نے اور جنکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذمہ دار ممبر نے مسٹر ڈیوی کے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کو لکھا ہے کہ

I consider sufficient evidence has been ... garding the hostility of the witness to the Mirza etc.

یقین سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت ملی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اکثر مضامین اسی طور پر شایع کئے جاتے ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو لکھا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر و مہم عظیم ہے لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں۔

اولاً۔ اشتہار مذکور کی اشاعت سے جو مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی موقع مقصود نہیں بلکہ جناب مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض خود گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں بھی شایع ہو چکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر ممبر زکن کو معلوم ہے۔

ثانیاً۔ مرزا صاحب موصوف نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا ہے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کی خیال سے شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ دوسیں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے خدا ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور رجھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بارہا مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوسنے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میری ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میری مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار دے اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے صنم میری جان نفسوں کے دیکھنے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری نظر میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری ذلیل کرنیکے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار دے اور دنیا میں رسوا کر۔ اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو ان کو ذلیل اور رسوا کر اور حضرت علیم اللہ کا مصداق کر آمین ثم آمین۔ اب اسمیں ہر دو فریق کیلئے واقعی اور سچی ذلت کی دعا کی گئی ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی آپ کو باہر رکھا ہے۔ انکو دونو فریق خواہی فیصلہ کے نیچے میں ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں سطر میں صراحت کر دی ہے۔

رابعاً۔ اون اشتہارات میں جو جناب مرزا صاحب کے اپنی اس دعا کا بعد ذلت اور خواری کا ذکر کر اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کر موجود ہے جو فرقان نور طلب ہے بلکہ جزاء سیئۃ بمثلہا ترھقھم الذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں سوچتے ہیں اوسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہم کو بتلا سکتے ہیں اور اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتے پھر وہ کیوں جزاء سیئۃ بمثلہا پر غور نہیں کرتے۔

ثالثاً و آخراً۔ ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ موجودہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں

---

* دراصل جو گورنمنٹ کو اونپر بحیثیت اپنے عہدہ دار اور ملازم ہونے کے ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے اون حقوق کی خود نگہداشت کرے جو ہمارے مخالف حکام کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی عداوت کو گورنمنٹ کو بدمعنی جھلیو نہیں

† ہم اپنا اپنی دانشمندی سمجھتے ہیں۔ اگر مناسب ہوا تو آئندہ اس مضمون پر اور کچھ لکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

ہم لائے ہیں آج لعل و گہر ✤ نہ ہے کوئی لاولد مضطر ✤ اعنی ہے حق میں ہر بشر کر پسر ✤ لعل و دُرِّ یتیم سے بہتر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت: ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں جنسِ خوبی عام اور سچائی کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ✤

معیار صداقت: بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اسپر بھی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھ دیوے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ بھی۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ماتھے سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ✤

اس خادم الاطباء کو ۲۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر منبر اول۔ کم مقدار والے صرف خرچ مندرجہ سے۔ اور (۲) تو لنگر عمدہ دار خرچ و چند سے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی کیواہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر لیدیر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نذر تصفیہ شدہ کو جس معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد بقبول۔ فضل خداداد کی منادی طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرلو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گہر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گہر نہیں۔ سو برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پتھر ہے کہ جس کا پیسہ نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاطدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن مائوں کی زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ لفافہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنیٰ ہیں ✤

نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت	نمبر	نام مرض	قیمت
۱	جس کے اولاد نہ ہو۔	۹	۶	توالیج قوری۔	۵	۱۹	لقوہ۔	۵	۲۸	نل کا ترنا۔	۵
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	۵	۱۱	سوزاک۔	۵	۲۰	بھگندر۔	۵	۲۹	طول و عرض و عمق و دلید۔	۵
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	۵	۱۲	سرعت۔	۵	۲۱	ناسور۔	۵	۳۰	خضاب سالانہ۔	۵
۴	حمل کا حمل ۶۔ ۸ ماہ گر جاوے۔	۵	۱۳	جریان۔	۵	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	۵	۳۱	تزلزل کام۔	۵
۵	کزوری۔	۹	۱۴	غلط کاری۔	۵	۲۳	اورینگ۔	۹	۳۲	تسہیل طلاوت۔	۹
۶	مرگی۔	۵	۱۵	گٹھیہ۔	۵	۲۴	ضیق النفس۔	۹	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	۹
۷	تپ دق۔	۹	۱۶	سفیدی آنکھ۔	۵	۲۵	پیسہ۔	۵	۳۴	بخار مجرب چوتھیائی معتاد۔	۵
۸	ضعف بلہ۔	۵	۱۷	ضعف بصر۔	۵	۲۶	آتشک۔	۵	۳۵	ضعف ہضم۔	۵
۹	ضعف جگر۔	۵	۱۸	سبل۔	۵	۲۷	آتشک کل بدن۔	۹	۳۶	سرسام۔	۹

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی گوموں ✤

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ سرجن کیپٹن میجر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی
تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑ - ڈال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند
نافہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ
جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں
قیمت فی تولہ دو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ملے - - خالص نیمہ فی ماشہ ۱۰ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲
خریدار کو ہمیشہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ دیں اعلیٰ درجہ کے سرمہ کو اشتہار دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر سیا سنگھ اہلو والیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار سیا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص فصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جو کچھ آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا ورم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - سفر میں جہاں ایک ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سائکلے صاحب بہادر ایم بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ و انگلینڈ امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار سیا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے اس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۲۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خرخرہ والی نکلے ہوئے اور پڑ ڈال پڑ ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں آنکھوں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب سیا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم اشتیاق انتخاب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی دو سال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولا ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا پوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بعد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو اپنی اشیاء اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے کہ جو وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (میرے کا سرمہ) کا استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بالقیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر ایس سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈہ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من امیری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - انجنولہ سفید سرمہ بدر تولہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان +

در مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص تمہارے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی جعلی ثابت کر دے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں بتاریخ سنہ ۱۹۰۸ء کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدی پریس قادیان میں چھپا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No L 77

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب)

بدر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم — یعذر وا بما لا نفسہم حتی یغیروا ما بانفسہم

نمبر ۳۰ — قادیان دارالامن و الامان - مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۱۶ھ — جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو - اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں - چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ لطیف جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں - یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں - اور اگر ہم سے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں - اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۴۰ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے - اور ہم ہفتہ وار اور ماہانہ ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں - اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد ارسال کیا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے - اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے - اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا - بلکہ اسی ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں - اگر ہماری احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے - مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو ؛

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل مفت اسودا

اگر کسی قسم کا نقص ہو - یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو - فوراً واپس کرو اس شرط پر خوش معاملگی اور کیا اسودا کیا ہوگا ؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری موقف مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم - صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی ؛

۲- ریشمی بازبند - پراندے بیج بند وغیرہ - ہر قسم اور ہر قیمت کی - آنا بند ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک - پراندے ۴ سے لیکر ۵ روپیہ تک - بیج بند ۱ روپیہ سے لیکر ۵ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیئے جاوینگے ؛

۴- درزیائی کا ہر ایک قسم کا کام -

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنی روپیہ کمیشن سے لو روانہ ہو سکیگی -

بہدے بہائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں بھی باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے - درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو - درخواستیں اس پتہ پر آئیں -

غلام محمد والہ بخش علاقہ بند

مالکان الحمد یہ الجنسی

کٹرہ باگھ سنگھ - ہاتھی دروازہ **امرت سر** - پنجاب

www.aaiil.org

صحت جسمانی کے طلبگارو! اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

سچائی کا فیصلہ

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ فرمائشوں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول وکیشن ڈاک بذمہ خریدار رہے۔ خط و کتابت بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر کرنی چاہئیں۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی دوا اور درخواست کیساتھ بھیجیں۔ امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

سچائی کا امتحان ضروری ہے

پہلے آزما لو تو خود پڑھو اور استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنی ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - اسہال - کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے۔ قیمت فی بوتل جو کئی کو دینے کو کافی ہے غربا کو بقید عمر خرچ روانگی

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے خارش کا کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو کا اثر کو تصدیق کرنا پڑتا ہے قیمت فی بوتل عمدہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے مفت

۲ خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible]

دوائی آتشک

[illegible] دوائی اس شدید مرض کو [illegible] میں دور کرتی ہے۔ خوبی یہ ہے کہ [illegible] مسدا گوشت پلاؤ۔ شراب کے عادی کو [illegible] قیمت [illegible]

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی پیلا۔ موتیا بند کو کبیر ہے۔ چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی شیشہ عمدہ۔ اطباء و دیگر احباب کے پہلی دفعہ لیتے تجربہ فی شیشہ عمدہ

سفوف دہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے [illegible] ایک دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل علاج [illegible] ہوتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غربا کو [illegible] کسی معزز کے ۲ خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

[illegible] اور بیماریوں کو مفید۔ قوت باہ کے واسطے [illegible] علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ [illegible] کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے۔

قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

بے نظیر اور تیر بہدف دوائی ہے۔ سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے۔ قیمت چھ خوراک کا پیکٹ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں جلنی یا ریحی درد ہو فی الفور ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی گولی ۲ فی درجن ایک روپیہ

نوٹ

[illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ سوئی سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۲۱ دن میں خانہ کلی ہو جاتا ہے قیمت [illegible]

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۲ دن میں خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسکو اکسیر کہا جاتا ہے

قیمت تین روپیہ

دوائی [illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

واجب بیان

دہم ہفتہ شم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(۱) [illegible] کے وقت دنیا کا آغاز ہے یا پہلے سے ہے اور اگر پہلے سے ہے تو اس وقت پر کس قسم کی مخلوقات تھی۔

(۲) موافق روایت مشہورہ کے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں آیا وہ اسی سات ہزار برس کے اندر گذرے یا اس سے قبل بھی کچھ ظہور میں آئے؟

(۳) جبکہ خدا تعالیٰ کے لئے عالم الغیب ہے تو پھر کیا وجہ کہ اُسنے حاکم بازاری کی مانند جو کہ ناقص العقل اور امور غیب سے ناواقف ہوتے ہیں مختلف اوقات میں مختلف احکام مثل زبور و توریت و انجیل و قرآن شریف کے جو اکثر احکامات میں ایکدوسرے کے مخالف ہیں نازل فرمائے۔ ایک ایسی کتاب جامع ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہ فرمائی تاکہ جس کے احکام ہدایت ابدی پر مشتمل ہوتے۔ اور اسمیں تغیر و تبدل کو دخل نہ ہوتا۔ جیسا کہ وید ہے فریق ثانی قرآن مجید میں اکثر جگہ ناسخ و منسوخ موجود ہے۔ خیر کتاب آسمانی ہے اس نقص سے منزہ و مبرا نہیں۔

(۴) حقیقی خدا تعالیٰ نے کیوں کلام اللہ کی اکثر سورتوں میں اکثر اشیاء کی قسم کھائی ہے؟ حالانکہ کتب اخلاق میں مندرج ہے کہ جس شخص کا کذب ہوتا ہے وہ اکثر قسمیں جھوٹی کھا کر دوسرے شخص کو یقین دلایا کرتا ہے۔ پس آپ بتلائیے کہ اُس قادر مطلق کو کیا ضرور تھا کہ جو اُسنے اسقدر قسموں کا بار اپنے اوپر لیا جس کو عقل سلیم باور نہیں کر سکتی۔

(۵) سورۂ رحمان میں جو یہ فقرہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بار بار واقع ہوا ہے مخل فصاحت ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ کتاب گلستان میں لکھتے ہیں (حکایت) سحبان وائل را در فصاحت بیبلغا [illegible] گفت کہ اے پیر جمعے سخن گفتے کہ لفظ مکرر نشدے۔ اگر [illegible] اتفاق افتادے بعبارت دیگر بگفتے۔ پس [illegible] فرمائیے کہ اس صورت میں سخن سحبان کا مرتبہ سحبان کے کلام سے بڑھا جاتا ہے۔ اور مصحف مجید کی فصاحت مخالف پایہ [illegible] ساقط ہوئی جاتی ہے۔

(۶) بعض تفاسیر میں مرقوم ہے کہ زمانہ سلف میں کل مخلوق کی زبان سریانی تھی۔ جب سو قصر نمرود گرا تو پھر کئی آدمیوں کی مختلف زبانیں مخوس ہو گئیں۔ اور [illegible] زبان عربی ہی اس تعلیم کو ظہور میں آئی۔ لہٰذا زبان عربی مخوس زبانوں کے زمرہ میں شمار ہوگی۔

(۷) بڑے افسوس کی بات ہے کہ پیغمبر آخر الزمان خاتم المرسلین اور محبوب رب العالمین کہلاتے تھے۔ صرف تریسٹھ برس دنیا میں زندہ رہے۔ اور فقط تیئیس سال ایفائے رسالت کی۔ اسقدر مدت قلیل میں مخلوق کیا ہدایت کامل پا سکتی ہے۔ اور کیا راہ راست تلاش کر سکتی ہے۔ حالانکہ خود حضرت نے فرمایا کہ میری اُمت کے تہتر فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔ باقی کل فرقے جہنمی ہیں۔ تو اب غور کیجئے کہ فقط ایک فرقہ کی نجات خاتم النبیین ہونیکا باعث ہے یا کیا؟

(۸) مسلمان لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہمارے پیغمبر ہماری شفاعت فرمائینگے۔ اگر فرقہ ناجیہ کی شفاعت ہوئی تو محض بے سود ہے۔ کیونکہ وہ خود مستوجب نعیم بہشت ہیں۔ اور اگر گنہگاروں کی شفاعت ہوئی تو خلاف عدل و داد کے وقوع میں آیا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جناب من! آپ کا خط بحضور حضرت میرزا صاحب سنایا گیا۔ تو آپنے اُسپر ایک بڑی تقریر فرما کر بیان کیا کہ لوگ آجکل اس منشا سے بالکل بیخبر ہو گئے ہیں۔ جسکے لئے انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ مثلاً بہشت خونی اور سنگ مثانہ کے مریض جو صاف خط پیش کرتے ہیں۔ اور حتمی صحت چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ مقدرانہ دعوے صحت کسی مریض کا ایک دعوے مشرکانہ ہے جو توحید الٰہی سے بالکل دور ہے۔ ایک موحد انسان کا یہ کام نہیں ہوتا ہے کہ کسی بیمار کے لئے جناب الٰہی میں دعا کرے۔ اور متقی انسان کی نسبت لفظ ظن غالب بولا جا سکتا ہے کہ اسکی دعا قبول ہو۔ یا کہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دعا کی تاثیر اظہار دیدے کہ یہ دعا قبول ہوگی یا نہیں یا یہ بیمار فلاں تدبیر کرے۔ مگر یہ دعوے قطعی نہیں ہو سکتا کہ بیمار میں ہی [illegible] ضرور اچھا ہو جائیگا۔ اہل اللہ کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں۔ اور [illegible] وقت اطلاع بھی ہے۔ مگر علم الٰہی اور علم غیب اور [illegible] نہیں ہوتا۔

کسی خلق ایک مقدرانہ دعوے اللہ تعالیٰ کو ماننے والا نہیں کر سکتا۔ پھر مرزا صاحب صحت کلی کا وعدہ اور دعوے کس طرح کریں۔ ایسے دعاوی شریروں۔ دکانداروں۔ فریبی صفتوں کا کام ہے۔

باقی سوالات کی نسبت فرمایا کہ ایک ایک سوال ایک رسالہ چاہتا ہے۔ غور کرو صرف ایک بحث سرمہ چشم آریہ میں ہے کسقدر کتاب لکھی گئی۔ کوئی آریہ یا برہمو یا فلسفی ایک عظیم الشان بات پیش کرے۔ اور اُسکے فیصلہ کے بعد اپنے باقی سوالات کا جواب اجمالی طور پر کچھ لے تو آسانی سے بحث طے ہو سکتی ہے والا صرف سوال کرتے جانا تو ایک سہل امر ہے۔ اور اس میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔ اور شخصی سوالات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔

خاکسار راقم آپ کی ضیافت طبع کے لئے مختصراً جواب عرض کرتا ہے۔ اگر پسند آویں تو بہتر والا کالائے بدبریش خاوند۔

سوال اول۔ دنیا کا آغاز آدم علیہ السلام سے نہیں اور مرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اُس سے پہلے بھی تھی۔ آثار صحیحہ میں چند قوموں کا نام بھی لیا ہے۔ جن۔ طم۔ رم۔

سوال دوم۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ مگر حسب ضرورت اور بلحاظ حالات آدمیوں کے شرائع نازل فرماتا ہے۔ بضرورت وقت اور شریعت کا قبل از وقت نازل فرمانا لغو ہوتا ہے۔ وید کو پیش کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ آریہ کہتے ہیں کہ وید کو نازل ہوئے تریسٹھ ارب کا زمانہ ہو چکا ہے مگر آجتک پتہ نہیں لگتا کہ وید کہنا کیا ہے۔ جب اسکا منشا ہی کسیکو معلوم نہیں تو اُسکا آنا ہی نہ آنے کے برابر ہے۔ تمام گذشتہ زمانہ سے لیکر آجتک کوئی ظاہر نہیں کر سکا کہ اصل منشا وید کا کیا ہے دو ارب برس کے بعد دیانند نے چاہا کہ اسکی شرح کریں مگر وہ بھی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے چل دیئے۔ اور سناتن والے اور آریہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اصل مطلب کسی نے سمجھا۔ گوشت خور اور گوشت خوری کے منکر اور بت پرست اور بت پرستی کے منکر دونوں وید کو پیش کرتے ہیں جس سے طالب حق حیران رہجاتا ہے کہ بات کیا ہے۔ اصلی اسلامی تعلیم میں سنی شیعہ خوارج کا وہ اختلاف نہیں جو اوپر اصول تعلیم میں ہے۔ قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ موجود نہیں۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے یا اُسکے رسول نے فرمایا ہو کہ فلاں آیت موجود فی القرآن منسوخ ہے۔

سوال سوم۔ اقسام [illegible] پر مفصل بحث۔ آیت کمالات اسلام اور تصدیق میں موجود ہے۔ [illegible]

دل چہارم۔ اللہ تعالےٰ نبیا اور رسولوں کو ہمیشہ بھیجتا رہا ہے اُن کی تعداد کسی صحیح حدیث اور کسی کتاب میں نہیں۔ اور نہ یہہ امر صحیح طور پر ثابت ہے کہ وہ جو کہا گیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ کہاں کہاں اور کب ہوئے۔ یہہ بحث خالی از فائدہ ہے۔

سوال پنجم۔ ابتدا میں کیا زبان تھی۔ ہمارا اپنا عقیدہ یہہ ہے کہ وہ زبان عربی تھی۔ اسپر متن الرحمن لکھا گیا ہے۔ اور یہہ بحث بہت لمبی ہے۔ ہمارا ہرگز خیال نہیں کہ وہ سریانی زبان تھی سریانی زبان سیریاکی زبان ہے۔ اور وہ ایک شہر ہے۔ بگڑی عربی کا۔ مگر یہہ مضمون بہت طول ہے۔ کیونکہ اسیاد عوی ہر ایک شخص رکھتا ہے کہ ہماری مقدس زبان سب السنہ کی اُم ہے۔ انڈو یورپین اور سامی زبان دونوں کو محققان یورپ نے پورا نا مانا ہے۔ اور اتک حیران ہیں کہ ام الالسنہ ان دونوں کی کون ہے۔ اور کیا کیا وسائط ہیں جن سے یقین ہو سکتا ہے کہ فلاں زبان ام الالسنہ ہے۔ اس پر ایک کتاب اور بہت سے نقشجات یہاں تیار ہوئے ہیں جنمیں مستحکم دلایل سے دکھایا گیا ہے کہ کس طرح عربی سے لفظ مختلف ملکوں میں گئے ہیں اور اُن میں کیا تغیرات پیدا ہوئے ہیں۔

سوال ششم۔ آریہ افسوس کرتا ہے کہ نبی کریم کی عمر (۶۳ برس) کم ہے اتنے عرصہ میں کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ تعجب! تعجب! تعجب!! وہ کہتا ہے ویدپر افسوس نہیں کرتا کہ اُسنے دو ارب برس میں کسقدر ہدایت کو پھیلایا۔ آریہ دست کے شودر ولیش ابتک دیانند کے زمانہ تک محروم ہیں۔ دیانند نے بہت عمر پائی یا نہ پائی اگر پائی تو کیا محمد الرسول اللہ سے زیادہ مخلوق کو ہدایت یاب کیا یا نہ کیا۔ اگر نکیا تو افسوس ایسے انسان نے کچھہ عمر نہ پائی۔ اگر کیا تو آریہ لوگ ذرا شرم سے بتاویں کہ آریہ وید دونوں کی تعداد کیا ہے۔ اور محمدیوں قرآن دونوں کی تعداد کتنی ہے۔ شرم!

سوال ہفتم۔ فرقہ ناجیہ کی شفاعت۔ ترقی مدارج کے لئے اور فرقہ غیر ناجیہ کی شفاعت کمی عذاب اور کمی زمانہ عذاب کی لئے شفاعت کا ثبوت خونیچہ میں موجود ہے۔ شفاعت کی مثل بعینہ ادویہ کے ناقع کی مانند ہے۔ اگر کوئی آریہ کسیطرح سوال کرے کہ امراض کا علاج کرنا غلط ہے۔ کیونکہ ہماری اعمال بد کا نتیجہ ہے۔ پھر جو لوگ اعمال بد کا ارتکاب نہیں کرتے اُنکے لئے تو مرض نہیں اسکی پس دوا اُن کے لئے بے سود ہے۔ اور اگر اعمال بد کے مرتکب ہیں تو اُن کی اگر دوائی کریں تو یہہ سزا دادار کے عدل کے خلاف ہے۔ پس علم طب باطل ہوا۔ اور آیورویدغلط ہے۔ غور کرو ایک فلسفہ ہے۔ ایک عمل۔ کہ یہ غور کرے۔ اور پھر شرم!

سوال ہشتم۔ آپ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر بھی ہیں۔ کیونکہ طلیق تخلص ہے۔ آپ نے کسی فصیح و بلیغ کو ایک مصرع پر تضمین کرتے سنا یا نہیں سنا۔ اور اس تکرار مصرع پر فصحا و بلغا کو اعتراض کرتے سنا یا نہیں سنا؟ نیز وید میں اگنی کی مہماں اور اگنی شبد کا تکرار آپنے نہیں سنا تو کسی وید خواندہ آریہ سے دریافت فرماویں کہ رگ وید میں کسقدر اس لفظ کا تکرار ہے۔ اور پھر قول سوامی دیانند کا جواب نہیں

الحکم - جوابات مندرجہ بالا نہایت ہی مختصر طور پر لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ ایک معمولی خط اُس شرح و بسط کا متحمل نہیں ہو سکتا جو ایک رسالہ کو چاہتی ہے۔ چونکہ ان سوالات میں نمبر ۳-۴-۵ کسیقدر تفصیل طلب ہیں۔ اسلئے ہم ان پر اگلے اشیو میں سلسلہ وار مبسوط جواب بھی لکھینگے۔ گو مندرجہ بالا جوابات بطور اصول ایک منصف مزاج کے لئے کافی ہیں

(ایڈیٹر)

ایڈیٹوریل ریفلیکشن

اعلام } اسید کی جاتی تھی کہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا "الحکم" اُس ترتیب اور صورت میں بطور نمونہ شایع ہوگا جو ہمارے مخدوم شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیر کی تجویز پر عملدرآمد ہونیکی صورت میں سردست ممکن ہو سکتی تھی۔ مگر ہماری اتفاقی سفر نے اجازت ندی کہ ہم ایسا کر سکیں۔ علاوہ ازیں سال رواں کے اختتام میں صرف ایک ہی ہفتہ رہگیا ہے۔ اور وہ بھی مصروفیت کا مل کا۔ اسلئے آئندہ سال کا پہلا نمبر ہم موعودہ نمبر کی شکل میں شایع کرینگے۔

ایک ہفتہ کی رخصت } "الحکم" اپنے محترم ناظرین سے امید کرتا ہے کہ وہ اپنے خادم کو ایک سال کی دماغی محنت اور مصروفیت کے بعد ایک ہفتہ کی فرصت ایام کرسمس میں عطا فرماوینگے۔ تاکہ وہ تازہ دم ہو کر اگلے والے سال بھر کی منزل کے لئے کمربستہ ہو جاوے اور اپنے فرض منصبی کو زیادہ خوبی اور عمدگی کے ساتھہ سرانجام دینے کے قابل ہو سکے۔ کیونکہ سال کے اخیر پر مصروفیت بہت بڑھجاتی ہے۔ اور درستی کاغذات و رجسٹر جات وغیرہ کے لئے بہت وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا الحکم سال رواں کو ایڈیو (الوداع) کہتا ہے۔ اور اس سال کا یہی آخری نمبر سمجھا جاویگا۔ ہم اس ہفتہ کی رخصت اور فرصت کی تلافی میں انشاء اللہ جنوری ۱۸۹۹ء کا پہلا نمبر پڑھنے کے پورے ۱۶ صفحوں پر شایع کرینگے۔ تاکہ وہ کمی پوری ہو جاوے۔

ناظرین سے التماس } ہمارے محترم ناظرین لوائے زر چندہ کی طرف توجہ کریں۔ کیونکہ اخبار کے مالی سال میں سے دو ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ یہہ کوئی ضروری بات نہ سمجھی جاوے کہ بار بار کے تقاضاؤں کے بدون قیمت دینا دانشمندی نہیں ہم کو اپنے معاونین اور دست و بازو قدردانوں سے امید ہے کہ وہ اپنی قدر کے موافق نہ ہماری خدمت و حیثیت کے موافق قدردانی فرمائینگے۔

ہمارا سفر } باوصفیکہ ہم رپورٹ کی انطباع میں حد سے زیادہ مصروف تھے۔ لیکن ایک **دینی خدمت** کے جوش نے ہم کو نہ تو ناظرین اخبار کی شکایتوں کی پرواہ کرنے دی۔ اور نہ دوسرے اہم امور کے سرانجام دینے کا خیال پیدا ہونے دیا۔ اور ان سب باتوں پر مقدم اور ضروری کام وہی سمجھہ میں آیا جسکے لئے ہمنے یہہ سفر کیا۔ دوران قیام امرت سر میں ہم کو ریاست فرید کوٹ کی جلسہ عطائے اختیارات کی حالات معلوم ہوئے۔ اسلئے ہم نے اپنی اُن ضرورتوں کو جو اس دینی خدمت سے وابستہ ہیں پیش نظر رکھکر ریاست مذکور میں جانا چاہا چنانچہ آج ہم ریاست کی خاص **راجدھانی** ہی سے یہہ سطریں لکھہ رہے ہیں۔

ہم کو ایک عرصہ سے معلوم تھا کہ ریاست فرید کوٹ میں مسلمانوں کی بدقسمتی یا کمزوری سے اذان کے علی رؤس الاشہاد کہنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ دیگر جرائم کی طرح یہہ بھی ایک جرم سمجھا جاتا ہے یہیں تک نہیں بلکہ بعض مسجدوں پر گیارہ گیارہ روپے جرمانہ بھی ہو چکا۔ اور بعض بدقسمت مسلمان محض اس جرم میں کہ اُنہوں نے باآواز بلند اللہ اکبر کیوں پکارا معتوب بھی ہوئے۔ بہرحال یہہ حال ہے۔ ہم اسکو نہ تو ابھی مہاراجہ سابق کے تعصب مذہبی کا نتیجہ کہہ سکتے ہیں۔ نہ اہلکاروں کی ہوشیاری اور بیجا پاسداری کا نمونہ۔ کیونکہ ان امور کے اظہار کے لئے ہم دوسرے وقت کے منتظر ہیں۔ فی الحال ہمنے ارادہ کیا ہے کہ پردیسی مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مہاراجہ حال کی خدمت میں جو ۱۶ دسمبر سے باختیار کلی فرماں روا ہوئے ہیں اس امر کی درخواست کے لئے حاضر ہو کہ وہ اپنے اس حصول اختیار کی تقریب کی دائمی یادگار کے طور پر فرید کوٹ کے غریب مسلمانوں کو اس آزادی روشنی۔ اور تہذیب کے زمانہ میں پوری آزادی سے فرائض مذہبی کے ادا کرنے کی اجازت دیں۔ ہم کو بظاہر تو ایسی ہی امید ہے کہ وہ اپنی غریب رعایا کی درد دل کو سنینگے۔ اور اُن کی دعائیں لینگے۔ ہم مفصل بیان اس

مخمس

بر قصیدہ جناب منشی سید شکیل احمد صاحب سہسوانی از خاکسار حافظ محمد مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری

اللہ اللہ یہہ کیا ظلم کیا جاتا ہے - جو ہیں دیندار اُنہیں بے دین کہا جاتا ہے
دل مسلمانوں کا اس غم سے پہٹا جاتا ہے دین احمد کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے
قہر ہے ای مرے اللہ یہہ ہوتا کیا ہے؟

جو کہ اسلام کے ہیں صبح و مسا خیر طلب ہر طرح تابع فرمان شہنشاہ عرب
اُن کو کافر یہہ کہیں ہائے ستم ہائے غضب دیکھتے ہیں جو دکھاتا ہے تو ہم کو یارب
سنتے ہیں تو جو سناتا ہے بس اپنا کیا ہے

مولوی کوئی کہے یا کوئی کچھہ نذر کرے لوگ نکلے ہیں اسی دین میں بہن کر جُبّے
دین و ایمان سے کیا کام رہے یا نہ رہے فکر بدعتیوں کو بس یہہ ہے کہ ہر پہلو سے
مال دنیا کا ملے دولت عقبا کیا ہے؟

اب مخالف ہیں وہی جو نظر آتے تھے رفیق سخت بدخلق ہیں وہ ہم جنہیں سمجھے تھے خلیق
بد لیاقت وہی نکلے ہیں جو جنتے تھے لئیق حائل منزل مقصود ہیں قطاع طریق
لفظ ایماں کے تحفظ کا طریقا کیا ہے؟

جو قوی ہے اوسے سمجھے ہیں یہہ نادان ضعیف ہوتا جاتا ہے اسی وجہہ سے ایمان ضعیف
کیوں نہ بدعتی کہیں پھر اُسے ہر کان ضعیف مضمحل ملت بیضا ہے مسلمان ضعیف
ملحدوں کی جو بن آئے تو اچنبھا کیا ہے -

ہائے اس حد کو مسلمانوں کی پہنچی نوبت چھوڑ دی پیروی قول شفیع امت
کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے نہیں کی نعت شغل یاروں کا ہے تحریف کتاب و سنت
دین جاتا ہے تو جائے اُنہیں پروا کیا ہے

جو کہ بنتے ہیں موحد یہہ اُنہیں کا ہے خیال آکے مُردوں کو جلائیگا مسیح الدجال
اس عقیدہ کے مخالف کو وہ کہتے ہیں ضلال عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجھہ پر سب حال
کیا کہوں ملت اسلام کا نقشا کیا ہے -

زندہ گر دانتے ہیں حضرت عیسیٰ کو ابھی اللہ اللہ یہہ حق پوشی رہے بے ادبی
اس عقیدہ سے جو روکے اُسے کہتے ہیں شقی عافیت تنگ ہے بدعتیوں سے دیندار رنگی
قایم اب تک ہے یہہ دنیا سبب اسکا کیا ہے -

زندہ عیسیٰ کو بتانے سے فضیلت ہے غرض شیخ بطال میں ہر طرح بطالت ہے غرض
فتوے کفر سے اُنکی یہی نیت ہے غرض صرف تحصیل زر و مال و وجاہت ہے غرض
اور اس دعوے باطل کا نتیجا کیا ہے

دیکھے اک مومن کامل پہ گواہی جھوٹی زک پہ زک اور اذیت پہ اذیت پائی
باز آیا نہ مگر مولوی بطالی حوصلہ اُس کا بمعنی یہی کہتا ہے ابھی
دیکھتے جائیں ابھی آپنے دیکھا کیا ہے -

جبکہ قرآن سے ثابت ہے وفات عیسا اور حضرت نے بھی ارشاد یہی فرمایا

منصفی شرط ہے پہر تو نے یہہ کس منہہ سے کہا قادیانی نے نیا فتنہ کیا ہے برپا
میں مسیحا ہوں وہ کہتا ہے مسیحا کیا ہے -

ہے ہمیں مخبر صادق نے خبردار کیا یعنے عیسا ہے امام ایک اسی امت کا
پہر یہہ کس واسطے کہتا ہے تو ای بادہ سرا یکقلم زندگی و رفع و نزول عیسا
سب کا منکر ہے اس آفت کا ٹھکانا کیا ہے

ذکر دجال لعین و اقعہ قحط و بلا حالت زلزلہ ارض و نشانات سما
کینہ و بغض و نفاق حضرات علما حار و ہنگام و علامات نزول عیسا
سب احادیث میں مرقوم ہیں جھوٹا کیا ہے

سہسوانی کی ذرا بادہ سرائی تو سنو اُسکا دعوے ہے کہ زندہ ہیں مسیح خوشخو
اور کہتا ہے کہ اُترینگے وہی اسے لوگو! کوئی انصاف سے دیکھے اگر اس نامہ کو
ابھی کھل جائے وہ سچا ہے کہ جھوٹا کیا ہے

مرحبا صل علی صل علی صل علی حضرت عیسی موعود ہوئے جلوہ نما
ہائے بیدین سمجھتے ہیں اُنہیں بادہ سرا نفخ میں سور کے یا لب ہے تامل کیسا
اب قیامت کے بپا ہونے میں دقفا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کافر ہے یہہ بے شبہ و شک حضرت مہدی موعود کی کرتے ہیں ہتک
کیا عجب ہے جو کہیں سنکے اسے حور و ملک ٹوٹ پڑتا نہیں کس واسطے یارب یہہ فلک
کیوں زمیں شق نہیں ہوتی یہہ تماشا کیا ہے

مہدی و عیسے موعود نمودار ہوئے مرحبا دین کی تائید میں کیا کام کیے
حیف اُس شخص کی حالت پہ جو پہر بھی یہہ کہے کیسے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوئے
دیر عیسے کے اُترنے میں خدایا کیا ہے

پہلے دو چار کو مہدی نے بنایا بسمل پہر کیا تیغ براہین سے جہاں کو گھایل
اب تو مشاد بھی کہنے لگے ہو ہو کے خجل کی ہے کیا جلد ترقی پہ ترقی حاصل
واہ اسے ہمت عالی ترا کہنا کیا ہے؟

شک نہیں اسمیں وہ ہے ملہم باصدق و صفا مہدی و عیسے موعود بھی بفضل خدا
تو مگر حشر میں اس کہنے کا پائیگا مزا پہلے ملا تھا - پہر الہامی بنا - پہر عیسا
قابل دید تماشا ہے یہہ مرزا کیا ہے؟

ہر طرح ہوگیا یہہ مسئلہ ثابت بدلیل کہ یہی عیسے امت ہیں باوصاف جمیل
پہر خدا جانے یہہ کس برتے پہ کہتا ہے شکیل نہ سمجھہ بیٹھنا اس کو کہیں عیسی کا مثیل
دیکھو قرآن و احادیث کا منشا کیا ہے؟

قول مہدی جسے سمجھا ہے تو ای شیخ قبیح وہ تو انجیل کے اک قول کی ہے نقل صحیح
تو نے پہر کسلیے باندھا ہے یہہ بہتان صریح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے ہیں مسیح
ہوئے بے باپ کو پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

مہدی پاک کی موجود ہے تصنیف فصیح دیکھہ لیگا جو کوئی شخص اسے بالتصریح
تیرے اُس کذب کو کیا خاک وہ سمجھیگا صحیح صاف کہتا ہے کہ نجار کے بیٹے ہیں مسیح
ہوئے بے باپ کو پیدا یہہ عقیدا کیا ہے؟

حی و قیوم مسیحا کو سمجھتا ہے تو آہ! اور کہتا ہے ہوئے خوف رسول ذیجاہ
کیوں نہ اس قول سے مومن کو ہو سچ جانکاہ کی ہے وہ ہرزہ درائی کہ عیاذ باللہ

[illegible] ہوا دل [illegible] کیا ہے۔

شیخ جی! اب تو خدا کے [illegible] ذرا — کچھ لو ضد کا تمہارے یہ نتیجہ نکلا
یعنے کہنے لگے عیسائی بھی [illegible] — ہوا قرآن سے اثبات حیاتِ عیسا

یہ کرامت ہے کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

زندہ اب حضرت عیسا کو سمجھنا نہ کوئی — یاد رکھنا اسے سب راہ یہی ہے سیدھی
لاکھ بہکائے تمہیں مولوی بطالی — مومنو! ابلہ فریبی میں نہ آنا اُس کی

ایک ہی فتنہ ہے فتنہ اُسے سمجھا کیا ہے؟

آجکل فکر میں دجال لعیں ہے ہراں — چاہیے پیروی مہدی باعزت و شان
اور پھر یہ بھی رہے صبح و مسا ورد زباں — یارب! اس دورِ پُرآشوب میں قایم رکھیں

تو ہی رکھے تو رہے ورنہ بھروسا کیا ہے۔

مہدیٔ پاک سے جلتا ہے کوئی ناہنجار — اور کرتا ہے کوئی کفر کے فتوے تیار
سارے عالم میں تہلکہ ہے خدائے غفار — رات دن فتنوں کی بارش کیطرح ہے لو چہار

گر نہو تیری حمایت تو ٹھکانا کیا ہے؟

مہدیٔ پاک پہ ہو فضل خدائے بیچوں — وہ مضامین لکھے جن پہ ہوا دل مفتوں
کیوں نہ سیراب ہوں ابلشہ لبانِ مخزوں — موجزن اسمیں ہیں حقیقت حق کے مضموں

یہ رسالہ ہے خدا جانے کہ دریا کیا ہے۔

واہ کیا خوب مضامین پسندیدہ لکھے — طالب صدق نہیں دیکھکے مسرور ہوئے
ستھرا نی بھی اسے دیکھکے انصاف کرے — رہنما ہے یہ کتاب اہل سعادت کیلئے

جو ازل کے ہیں شقی تذکرہ اُن کا کیا ہے

راستی سے جنہیں نفرت ہے ہوئے وہ مخذول — کینہ و بغض و عداوت لئے کیا اُنکو ملول
اُن کے سینوں میں ہوا اُن کی تمناؤں کا خول — کٹ گئے دشمن دیں دیکھکے اسکے مضمون

سیف مسلول کہوں اسکو تو بیجا کیا ہے۔

ہوگیا دشمن مختار زمانہ یارب! — تو اسے دامنِ رحمت میں چھپانا یارب!
روز بد پھر محمدؐ نہ دکھانا یارب! — آخری وقت کی فتنوں سے بچانا یارب!

ہے یہی دل کی مراد اور تمنا کیا ہے

وصیت الحق

ذیل میں ہم حضرت اقدس امام حجۃ الاسلام جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے وہ گرامی قدر وصایا درج کرتے ہیں جو راز حقیقت کے نام سے ایک رسالہ کی صورت میں ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو اپنے شایع فرمائے ہیں۔ جسکا ایک حصہ ہم گذشتہ نمبر میں درج کر آئے ہیں۔ وھوھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ

[illegible] آں فرومایہ شناد — کہ از بہر دنیا دھد دیں بباد

[illegible] لئے خصوصاً یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کو نیچے کو منتظر رہیں کہ

جو ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنۃ۔ اور اُسکے دو رفیقوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے۔ جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوے پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں۔ اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ لٹھ بٹا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں۔ مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیکبختی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوے اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی۔ اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جبتک انسان عدالت کے کمرے سے باہر ہے اگرچہ اُس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اُس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اسلئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو۔ اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقوے اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُسکے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو۔ کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے۔ اور بہت ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث و مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث و مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں ضرور ہے کہ نیک عملی اور راستبازی اور تقوے میں آگے قدم رکھو کہ خدا اُن کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضایع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقوے کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُن کو ہلاک کرے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو معہ اُسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں۔ اور نہ صرف ہلاک۔ بلکہ اُن کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنے صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے۔ یعنے اُسکا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے۔ اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسلئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بدمنصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا۔ تا اس سے وہ نالایق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاکدل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے۔ بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جسکا دل پاک نہیں ہے۔ اور جب کہ مفہوم لعنت کا یہ ہے وہ خدا سے بیزار اور اللہ اُس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدبخت یہودیوں کو اس راہ سے ناکام اور نامراد کیا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اُس کو ایک سو بیس برس تک زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالےٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔ اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے۔ خدا تعالےٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا۔ اور سرینگر خان یار کے محلہ میں بابسٹر از نام دفن کیئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزاسپ تبرک اللہ۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے

انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا۔ مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کی میادی اپنے اندر رکھتی تھی۔

سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور حضومت کو انتہا تک پہنچا لیتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالےٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اُسکے لئے مدد نازل ہوتی ہے۔ اور اسطرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولا نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور اُن دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا۔ اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے۔ تو پھر کیا چیز تھی جسنے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اُسپر قدم مارو!! اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالےٰ تمہاری مدد کریگا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے۔ جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا۔ اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو۔ اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو۔ جن کو اُسنے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُسکے لب جھوٹھ سے۔ اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا۔ وہ اس جماعت سے کاٹا جائیگا۔

اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو۔ اور اپنے اندر دوئی کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو۔ مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز ہی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ۔ اور اُسکے لئے محو ہو جاؤ۔ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھلو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔

تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں۔ اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے۔ جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کیجاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُن کو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی اُنکا نام رکھا جاتا ہے۔ اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالےٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھا دے۔ تب یکدفعہ اُن کا دل دُکھتا اور اُنکا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالےٰ کے آستانہ پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں۔ اور اُن کی دردمندانہ دُعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے۔ اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بال کے نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہہ بہ تہہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں۔ اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اسجگہہ یہہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرات سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۱۲ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی۔ اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالمحسن تبتی کے لکھا گیا تھا۔ یہہ لوگ خاموش رہتے۔ کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہہ لفظ تھے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک اثبات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اُس کو ذلیل اور رسوا کریگا۔ اور یہہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا۔ جو خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعے سے قایم کیا تھا۔ اور چاہیئے تھا کہ یہہ لوگ اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد چپ ہو جاتے اور ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے مگر افسوس کہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ مرزائی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں وہی گند پھر پھر دیا جو ہمیشہ اُسکا خاصہ ہے۔ اور سراسر جھوٹھ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنے اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اسکے جواب میں بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اسکے جواب میں بھی بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچھہ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ اور سُنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اُسکے دل پر خدا کی مُہر لگجاتی ہے۔ اُس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی تھی۔ اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الےٰ الحق کی حالت میں مرنے سے بچ جائیگا۔ اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے۔ اپنی سراسیمگی سے۔ اپنے خوف سے۔ اپنے قسم نہ کھانے سے۔ اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اُسکا دل عیسائی مذہب پر قایم نہ رہا۔ اور اسلام کی عظمت اُسکے دل میں بیٹھہ گئی۔ اور کچھہ بعید نہ تھا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا۔ اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہہ سے مرتد ہوا تھا۔ اسلامی چاشنی رکھتا تھا۔ اسی وجہہ سے اُس کو پوری طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہٰذا اُس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جبکہ اُسنے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی۔ اور چور کیطرح ڈرتا رہا۔ اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ اُن کاموں کے لئے آمادہ نہوا تو کیا اُسکی یہہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں۔ چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے کی گئی تھی جسکے سننے سے اُسیوقت اُسکا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ جس کے ساتھہ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ پس اسکا رعب ایسے دلوں پر

جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں۔ کیونکر نہوتا۔ پہر جبکہ یہہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا۔ اپنی اندرونی بیقراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا۔ اور پہر بعد میعاد قسم نہ کہانے اور بالش نکرنے سے اوس تغیر کی حالت کو اور بہی یقین تک پہنچایا۔ اور پہر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چہہ ماہ کے اندر مر بہی گیا۔ تو کیا یہہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو اس یقین سے نہیں بہرتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹہا کر زندہ رہا۔ اور پہر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفائے شہادت کی وجہ سے مرگیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مر چکا۔ مگر جس شخص کے ساتھ اُسنے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تہا۔ وہ تو ابتک زندہ موجود ہے جو اب یہہ مضمون لکھ رہا ہے۔

اے حیا و شرم سے دور رہنے والو! ذرا اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مرگیا؟ ہم نے تو اُسکی زندگی میں یہہ بہی لکہدیا تہا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا۔ ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکھونگا۔ سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈہونڈہ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تہا۔ اور عرصہ تیس برس سے مجھسے واقفیت رکہتا تہا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ ۳۰ برس تک اور زندہ رہ سکتا تہا۔ بس یہہ کیا باعث ہوا کہ وہ اُنہیں دنوں میں جبکہ اُسنے عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چہپایا۔ خدا کے الہام کے موافق فوت ہوگیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پہر اُسکا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تہا۔ اس لئے اُسنے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے سے یعنے پنڈت لیکہرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تہی۔ کہ اسمیں قبل از وقت یعنے پانچ برس پہلے تبلایا گیا تہا کہ لیکہرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ قبل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں۔ اس پیشگوئی کو بہی قبول نکیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے۔ یہہ سب سے انکار کرتے ہیں اب یہہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے۔

چاہیئے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جہوٹوں۔ کذابوں۔ دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکہا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہہ معاملہ آسمان پر ہے۔ زمین پر چلانے سے کچہہ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اُسکے سامنے ہیں۔ اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اُس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے؟

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

(۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء)

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد

از قادیان

منقولات

شراب خوری

دانا ؤں نے ہر ایک زمانہ میں مانا اور ظاہر کیا ہے کہ کل مسکرات آدمی کی اندرونی بیرونی حالت اور طاقت کے لئے ایسی مضر ہیں کہ اُن کے برابر ضرر دینے والی اور چیز نہیں ہے۔

مسکرات میں سے خصوصاً شراب نہایت ہی نقصان دینے والی ہے صحت کو لگاڑتی ہے۔ روپیہ کو بیجا اور بے محل صرف کراتی ہے۔ ہزارہا قسم کی برائیوں کا مرتکب کرا کے آخر کار مفلس۔ نادار اور بعزت و حقیر بنا دیتی ہے اور کسی کام کا نہیں چہوڑتی۔ دانایان مغرب بہی باوجودیکہ اُن کے ممالک میں اسنے زیادہ رواج پایا ہوا ہے۔ اسکی مضرت اور بدی کے قایل ہیں۔ چیف جسٹس کا قول ہے "مسکرات میں شراب سارے گناہوں کی سردار ہے" ایک اور صاحب فرماتے ہیں "شراب سب گناہوں کی جڑ ہے"

مذہب جس نے بنی آدم کو سیدہا کرنے میں کل انسانی اور قدرتی اسباب سے بڑھ کر زور دلایا ہے۔ ہر ایک ملک اور ہر ایک طبقہ اور گروہ میں ظہور پکڑ کر اس ناپاک چیز کی ناپاکی اور مضرت بیان کرتا ہے۔

حضرات انبیاء نے کہولکر اسکے نقصانوں اور برائیوں کا اظہار فرمایا ہے۔ یہانتک کہ اسکے لئے اُمّ الخبائث کا قبیح لقب تجویز فرما دیا۔ وقت کے حکماء اور اطباء نے بہی بنی نوع کی بہلائی اور رہنمائی کے لئے اس نابکار کا مضر صحت ہونا دلایل کے ساتہہ ثابت کیا ہے۔ اور اس مضمون پر مستقل تصنیفیں لکہی ہیں۔

اور اسکے ثبوت اس کی برائی کا یہہ ہے کہ کسی شخص کے کیرکٹر میں اگر شراب خوری کے عیب کا اشارہ بہی ہو جاتا ہے تو اسکا وقار اور اعتبار بجنسہ نہیں رہتا۔ اپنے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ اور قریب بعید بچاتے ہیں۔ والدین اور اولاد سے زیادہ ہمدرد۔ زیادہ غمخوار۔ اور زیادہ خیر اندیش کوئی اور نہیں ہوتا۔ لیکن دیکہا جاتا ہے کہ اگر کسی کی نسبت شراب خوری کی جہوٹی یا سچی شہرت ہو جاتی ہے تو اُسکے والدین اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جابجا شکایت کرنے لگجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا لڑکا نالایق نکلا۔ دین دنیا کا نہیں رہا۔ اُسکی اولاد پکار پکار کر کہنے لگجاتی ہے کہ ہمارا باپ مال و دولت کلالوں کو دے رہا ہے وہ ہمارے لئے کچہہ نہیں چہوڑیگا۔ اور دیکہو کہ اُسنے ہماری جدی جائداد شراب خوری میں کہو دی ہے۔

ملازمت پیشہ گروہ میں اگر کوئی شراب خور ہوتا ہے۔ تو جس صیغہ یا محکمہ میں اُسکا تعلق ہوتا ہے۔ اُسکے افسر کی نظروں میں حقیر۔ ذلیل اور بے اعتبار۔ ماتحتوں میں بے رعب اور خوار ہو جاتا ہے۔

خصوصاً جن لوگوں کا تعلق دیہی ملازمت سے ہے چونکہ زمینداروں کی کہلی اور آنا دزندگی میں اُن کا دخل ہوتا ہے۔ وقت بے وقت اُن کی آبادیوں میں آنا جانا رہتا ہے زمیندار اُس کی جہوٹی یا سچی شہرت کے سبب اُس سے اپنی عزت و آبرو کی نگاہ رکہنے میں غیر معمولی اور احتیاط عمل میں لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اس سبب سے اُن غریبوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے

اگرچہ شراب خوری کی مضرت انسانی قوتوں پر ہر ایک فرد بشر کی ذات کے لئے۔ اُس کی صحت کے لئے۔ اور قوت دماغیہ کے لئے۔ تو سب میں یکساں ہے۔ لیکن ملازمان دیہی۔ اور اُن کے افسران یعنے پٹواریوں اور قانونگویوں میں اگر کسی کو یہہ عادت ہو جاوے تو اُس کو دہرا ضرر

پیدا ہوتا ہے۔ ایک تو خاص شرائط کی صحت اور عزت کی کمی یا بعض موقع پر بالکل زوال۔ دوم غریب زمینداروں کو غیر معمولی اور ناواجب تکلیف۔ اول تو غریب لوگ شکایت ہی بہت کم کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ باتوں سے بات نکلتی ہے۔ اور بات سے ہی بات شہرت پاتی ہے۔ پٹواریوں اور قانون گویوں کو ہمیشہ اپنا رویہ اور طریق اور چال چلن سیدھا رکھنا خود اُن کے لئے بھی بہ نسبت اور عہدہ داروں کے زیادہ ضروری ہے۔ وہ دن رات خدا کی غریب مخلوق۔ اور قیصر و ہند کی بے بس کسان رعیت میں رہتے ہیں۔ اگر غیرت انسانی اور حیا و شرم کے سبب سے بیچارے غیر معمولی تکلیف ہو تو مارے خوف کے اُف نہیں کر سکتے دم بخود ہو کر تکلیف اٹھائے جاتے ہیں کہ مبادا ہم پر وہ ناراض ہوں اور اس سے زیادہ مضرت پہنچا دیویں۔

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

نرمی اور ملاطفت

نرمی اور ملاطفت خواص انسانی میں ایک قابل تعریف اور لائق عمل وصف ہے۔

نرمی کرنے والا اور ملاطفت سے پیش آنے والا شخص سمجھداروں اور بے سمجھوں سب قسم کے آدمیوں میں عزت پاتا ہے۔ اوروں کے دل خوش کرتا ہے۔ آپ کامیاب اور معزز رہتا ہے۔ طبقات انسانی میں ہر طبقہ کو دانا دوں نے ہر ایک ہر قوم و ملت میں لطیف سی لطیف مثالوں میں نرمی اور ملاطفت سے برتاؤ کرنے کی بیش قیمت نصیحتیں بنائے جنس کے لئے مہیا کی ہیں۔ جلدوں کی جلدیں دفتروں کے دفتر چھوڑ گئے ہیں۔ اور دن رات کی چلتی ہوئی واقعات ہر وقت اُن کے ثبوت کی نئی سے نئی دلیلیں پیدا کر رہے ہیں۔ آنکھیں ہوں تو دیکھیں۔

قدرت نے دنیا کے قیام کا خوشنما زنجیر مضبوط اور نہ ٹوٹنے والی کڑیوں سے تیار کیا ہے۔ جن کے جوڑوں پر نرمی کے مستحکم پیوند ہیں۔ ہر ایک کڑی تیز آگ کا سخت تاؤ سہہ کر اپنے پیوند کی جگہ نرم کر لے تو جوڑ میل کے لائق بنکر زنجیر کی اور کڑیوں میں سے ایک کڑی بنتی ہے۔ نہ صرف وہ خود کڑیوں کی لڑی میں شمار ہوتی ہے۔ بلکہ اُس کی زنجیر بننے کو بھی پورا کرتی ہے۔

آدم کی اولاد مثال میں اُس زنجیر کی کڑیاں ہیں ہر ایک کڑی تاؤ کی سختی سہکر نرم ہو کر زنجیر میں شامل ہوتی ہے۔

پس جس میں نرمی نہیں وہ انسانی سلسلہ میں آنے کے لائق نہیں۔ اسی ناقابلیت پر بس نہیں۔ وہ طبعی اور قدرتی سخت گیر قانون کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہے۔ اُسنے قدرت کی زنجیر کے پورا ہونے میں مزاحمت کی۔ اسلئے قدرت کا زبردست حاکم اُسپر اپنا اختیار نافذ کر کے خود نرم کرتا ہے۔ لیکن تھوڑی سی ندامت کا نہ مٹنے والا داغ اُسکے وجود سے وہ بھی نہیں مٹا سکتا

لکھے پڑھے آدمیوں میں علی العموم بہ نسبت اَن پڑھوں کے نرمی اضافتہً زیادہ ہوتی ہے۔ بہ نسبت اَن پڑھ لوگوں کے پڑھے لکھے لوگوں پر علی خواص انسانی کا برتاؤ اضافتاً بھی زیادہ لازم ہے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ زیادہ وقت اُن کا اُن پڑھوں میں گذرے۔ اور زندگی کاٹنے کے دھندوں میں انہیں سے پالا پڑتا ہو۔

معاملات میں اَن پڑھ آدمی کو باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ مگر وہ باتوں کی سختی نرمی میں تمیز نہیں کر سکتا اُن کے سخت اور نرم اثر کو وزن کرنا نہیں جانتا۔ اسلئے اُن کا انداز سنبھالنے سے قاصر ہے۔ اگر پڑھا لکھا آدمی بھی ویسا ہی ہو جاوے تو پھر کیا؟ وہی بات بجا ہے کہ ؎

اگر از ہر دو جانب جاہلاں اند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

پس لکھے پڑھے لوگوں کو ایسی حالتوں زیادہ بُردبار زیادہ متحمل اور زیادہ نرم ہونا چاہئے۔

(پٹوار گزٹ فیروزپور)

اسلامی دُنیا

قسطنطنیہ کے سلطانی مکتب طبیہ کی اصلاح اور ترقی کی تدبیر بتانے کے لئے پچھلے دنوں جرمنی کا جو ایک مشہور پروفیسر بلایا گیا تھا۔ اُسنے مفصل رپورٹ بارگاہ سلطانی میں پیش کر دی ہے۔ اگر ان تدابیر پر عمل کیا گیا تو قسطنطنیہ کا میڈیکل کالج دنیا کے کسی طبی کالج سے کم نہیں رہجائیگا۔

قسطنطنیہ کے مذہبی مدارس کے طلبا حسب معمول شعبان رمضان اور شوال کے مہینوں میں مفصلاً میں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے سلطان المعظم کی جیب خاص کے صرف سے مختلف صوبجات کو روانہ ہو گئے ہیں۔

بغداد کے استہ کی خانہ بدوش عربوں کی یورشوں سے مزید حفاظت کے لئے وادئ فرات میں متعدد جدید فوجی چوکیاں قایم کئے جانے کا حکم صادر ہوا ہے

الیتاسئے کوچک کے قصبہ بالطین میں نومبر کے تیسرے ہفتہ میں تین جوامع اور مدارس۔ چار تجارتی گوداموں۔ پچھ سرائیں۔ بارہ ہوٹلیں۔ تیس مہتمم خانے اور قراتخانے اور ۳۳۰ دوکانیں جل گئیں۔ اسی ہفتے الیتاسئے کوچک کے قصبہ بالیکسر میں جو پچھلے برس متواتر زلزلوں سے تقریباً منہدم ہو گیا تھا۔ باقیماندہ مکان آگ سے جل گئے۔ ۱۶۰ مکان اور ۱۰۰ دوکانیں خاکستر ہوئیں جس سے تخمیناً ۵ لاکھ روپے کا نقصان ہوا آگ پہلے ایک عیسائی کی دوکان سے شروع ہوئی۔ مسلمانوں کے صرف دس مکان ہیں۔ باقی عیسائیوں کے تھے۔ دیگر کئی شہروں میں بھی آتشزدگی سے بہت نقصان ہوا ہے۔

ٹائمز بیروت میونسپلٹی کے متعلق یہ مضحکہ خیز خبر شایع کرتا ہے کہ اُسنے سال آئندہ (۱۹۳۹ء) کی بھی تمام آمدنی اور مواجب قیصر کے استقبال کی تیاریوں میں صرف کر دیئے چنانچہ اب اُسے اخراجات متداولہ کے لئے اُس سے اگلے سال یعنے سنہ ۱۹۴۰ء کے ٹیکس باشندوں سے وصول کرنے پڑینگے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ چونگی کا محصول جس کی آمدنی عموماً دیگر سب محاصل سے زیادہ ہوتی ہے کسطرح پہلے سے وصول کر لیا گیا؟ اگر ٹائمز یہ عقدہ کشائی کر دیتا تو ہندوستان کے اکثر ممتاز ترین شہر کی میونسپلٹیاں اُس کی نہایت مشکور ہوتیں۔ ٹائمز کے اس قابل شرم استہزاء کے مقابلہ پر ناظرین یہ سنکر غالباً متعجب اور مسرور ہونگے کہ اسی شہر میں جس کی میونسپلٹی کو ایسے اضافت بتایا گیا ہے عنقریب ایک صنعتی مدرسہ بڑی ہمایت پر قائم کیا جانے والا ہے۔ ویسا مدرسہ نہیں جیسا کہ لاہور میں آرٹس سکول کے نام سے مشہور ہے بلکہ ایسا مدرسہ جس میں صنعت و حرفت کی تمام مشہور اور ضروری اقسام کی کامل العیار تعلیم دیجاویگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس مدرسہ کے خرچ کا بہت سا حصہ بھی میونسپلٹی دیگی۔

عبداللہ تعالیشی کی نسبت عام افواہ یہی ہے کہ وہ

دوفان کے علاقہ میں مقیم ہے۔ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ اگر اُسنے سردار کچنر کی واپسی تک اطاعت قبول نہ کی یا پکڑا نہ گیا تو سردار خرطوم پہنچکر اُسکی گرفتاری کے لئے فوج روانہ کرینگے۔

برازیل میں شام سے کثیر عیسائی اور مسلمان کسب معاش کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اُن کی مدت سے آرزو تھی کہ سلطان المعظم اپنی رعیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے وہاں ترکی قونصل مقرر فرمائیں۔ یہہ درخواست منظور ہوگئی ہے اور ایک عیسائی شامی برازیل کے دار الخلافہ راؤڈی جنیرو میں اگست گذشتہ سے قونصل مقرر کیا گیا ہے۔ جسے کل معزز شامیوں نے جلسہ دعوت میں مدعو کیا۔ اور اُس موقع پر مہمان اور میزبانوں نے جلالتمآب سلطان المعظم کے حسن اخلاق اور نوازشات کا ذکر جمیل کرکے اُن کی صحت کا جام نوش کیا۔ صوبجات متحدہ امریکہ میں بھی شامی کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان شامیوں کی تعلیم و تربیت اور شائستگی کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ گو کل عالم امریکہ میں شامی آبادکاروں کی تعداد بیس پچیس ہزار سے متجاوز نہیں۔ مگر اُن کے دو اخبار روزانہ اور چار پانچ ہفتہ وار چھپتے ہیں۔ شامیوں کی مادری زبان عربی ہے۔ اور یہہ کل اخبار عربی زبان میں ٹائپ کے حروف میں چھپتے ہیں۔ ایک روزانہ موسومہ اصمعی برازیل کے قصبہ سانپالو سے اور دوسرا روزانہ اخبار الکوکب نیویارک سے شایع ہوتا ہے اسکے مقابلہ پر حالانکہ امریکہ اور اُسکے جزایر میں کم از کم پچاس ساٹھہ ہزار ہندوستانی آباد ہیں۔ مگر اُن کا ایک بھی اخبار اُردو یا بنگالی یا کسی اور ہندی زبان میں شایع نہیں ہوتا۔ اس سے دونوں کی شائستگی اور تمدن کی نسبتی حالت معلوم ہوسکتی ہے۔

موردہ لی زادہ جمال بک نے ایشیائے کوچک کے ایک ضلع کے جنگلی اشجار زیتون کو پیوند لگانے اور روغن زیت نکالنے کیلئے کارخانے کھولنے کا امتیاز ملنے کی درخواست کی ہے۔ ایشیائے کوچک کے اکثر جنگلوں میں بیشمار درخت زیتون کے موجود ہیں جنکو اگر پیوندی کردیا جائے تو ظاہر ہے کہ اُن کی پیداوار نہ فقط عمدہ ہی ہوجائیگی۔ بلکہ پہلے کی نسبت بدرجہا زیادہ ہوجائیگی اور اسطرح سے ملک کی صنعت و پیداوار میں نمایانہ ہونے کے ساتھہ ہی سرکاری محاصل میں بھی بیش بہا اضافہ ہوسکیگا۔ وزارت تجارت و جنگلات اس تجویز پر غور کررہی ہے۔

جریدہ روزگار لکھتا ہے "ہمنے سنا ہے کہ جہاں ہر جماعت اور ہر رتبہ کے لوگوں کی طرف سے سالگرہ مبارک حضور نظام کی جشن ہو رہے ہیں۔ شہر کے مولویوں اور واعظوں نے بھی ایک جلسہ کرنا چاہا ہے۔ خدا سچ کرے۔ اور اس جلسہ میں علماء کی طرف سے ایک ایڈریس پیش ہوگا۔ اور خطبہ پڑھا جائیگا۔ یہہ جلسہ اپنی نظیر آپ ہوگا۔ خبر ہے کہ عید الفطر کے دن عیدگاہ میں یہہ جلسہ ہوگا۔ میدان میں سب خیمے اور شامیانے لگائے جائینگے سارے امراء اور اعیان دولت اسمیں مدعو ہونگے۔ شہر کے سارے مسلمان جمع ہونگے۔ اعلیحضرت حضور نظام جلوس کی سواری میں رونق افروز عیدگاہ ہونگے۔ جلوس میں سارے عرب رجز پڑھتے رہینگے۔ سارے جمعدار ہمراہ رکاب رہینگے۔ افواج باقاعدہ محلسرائے شاہی سے عیدگاہ تک سڑک کی دورویہ صف کشیدہ رہینگی۔ جب اعلیحضرت عیدگاہ میں جلوہ افروز ہوکر اذن دینگے تو نماز پڑھائی جائیگی خطبہ خاص ہمارے ظل اللہ کا اُس روز پڑھا جائیگا۔ خطبہ کے بعد سارے علماء کا سلام ہوگا۔ پھر امراء و اعزا کا سلام ہوگا۔ سب کے سب صف بستہ ایستادہ ہوجائینگے۔ شیخ الشیوخ ایڈریس قرأت فرمائینگے۔ جسمیں توجہ خسروانہ کو اصلاح امور شرعیہ مذہبی کیطرف معطوف و ملتفت کرایا جائیگا اور شرعیوں کی رونق اُن کے انتظام سے ہوئی ہے۔ اس شرع کی رونق بڑھائی جاوے۔ عدالت میں اگر مستعدین۔ عدل گستر جج بصرف زر کثیر مقرر کئے گئے ہیں تو مساجد کے لئے بھی اعلےٰ درجہ کے عالم خطیب و امام مقرر ہوں۔ جو بعد نماز جمعہ وعظ بھی کیا کریں۔ مسلمانوں کو صوم و صلوٰۃ کا پابند کرائیں۔ امیر و غریب سب مساجد کو معمور رکھیں۔ میلوں اور عرسوں کی بجائے عیدگاہوں میں میلے جائیں۔ تاکہ حضرت ظلسبحانی بھی ان میلوں میں ضرور تشریف لایا کریں۔ اور انسان کی مہابت معلوم ہو امیر و غریب کا اتفاق اور اخوت معلوم ہو۔ اسلامی برتری کا اظہار ہو۔ غرضکہ یہہ ہو تو ایک فال نیک ہے۔ اسلام کی ترقی کی نشانی ہے۔ سارے امراء اور اعزا کو ابھی سے ضرور لازم ہے کہ عیدگاہ کے میدان میں خیمہ استادہ کرنیکا بندوبست کریں۔ میدان صاف کرائیں۔ ایسا جلسہ خواب میں بھی کب نصیب ہوسکتا ہے۔ یہہ جلوس شاہانہ اور یہہ رونق اسلامیہ جس کے ملاحظہ کے لئے یقین ہے سارا شہر ٹوٹ پڑیگا۔ اور ہم کو گمان غالب ہے کہ سارے جلسے اس خورشید دار جلسہ کے روبرو ذرہ وار ہوجائینگے اور پھر نہ کوئی جلسہ نہ کوئی میلہ۔ نہ کوئی عرس مزا دیگا۔ یہہ وہ اسلامی جلسہ ہے جسکے لئے ہزاروں مسلمانوں نے چشم براہ منتظر و نگراں رہ رہکر اپنی عمریں ختم کیں۔ مگر نہ نصیب ہوا۔ اس میلے کے مسلمانوں کا نصیبا جاگا ہے کہ اُن کو اس پُرشان و شوکت جلسہ کے دیکھنے کا موقع ملیگا۔ مسلمانو! اُٹھو!! چلو!!! اس میلے کو جماؤ! اسلام کی رونق بڑھاؤ!! حضرات علماء و مشائخین! ایجئے آپ کی آرزوؤں کے دن پورے ہونیوالے ہیں۔ خاموش نہ رہیئے اس میلہ کی رونق بڑھانے میں سعی فرمایئے۔ واہ کیا خوب میلہ ہے۔ ہم ضرور ہم ثواب کا حکم رکھتا ہے۔ کون ہے جو کہے کہ اسمیں فضول خرچی ہے؟ کون ہے جو کہے بے سود ہے؟ کون ہے جو اس میلہ کا دل سے طالب نہو۔ بازار گرم ہونیوالا ہے کوڑیوں کے مول آخرت کا سودا خرید کیجئے!!!

اسی اخبار سے ہمیں یہہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ہے کہ اعلیحضرت نظام نے چونکہ تاریخ رونق افروزی مقرر نہیں فرمائی تھی۔ اسلئے وزیر اعظم کی طرف سے جشن سالگرہ کے متعلق جو تیاریاں ہو رہی ہیں وہ ملتوی کردیگئی ہیں۔ خوشی اسلئے نہیں ہوئی کہ جلسہ ملتوی ہوگیا ہے۔ بلکہ اسبات کا کسی قدر افسوس بھی ہے کہ مدار المہام اپنے آقائے نامدار کو دعوت دینے کے فخر سے محروم رہے ہیں۔ مگر یہہ واقعی خوشی کا مقام ہے کہ ایک مسلمان کا کئی ہزار روپیہ فضول آتشبازیوں اور چراغاں وغیرہ پر خرچ ہونے سے محفوظ رہا ہے۔ بلکہ وہ کسی اور ایسے ہی یا اس سے بدتر فضول کام پر پھر ضائع نہ کیا جائے۔

موصل کے کاشتکاروں کو بالجالی کے حکم سے بغداد سے ۲ لاکھہ اوقیہ اور صوبجات دیاربکر اور معمورۃ العزیز سے چھہ لاکھہ اوقیہ گندم تخم ریزی کے لئے بھیجی گئی ہے۔ یہہ غلہ اُن کو قرض دیا گیا ہے۔ ۱ اوقیہ وزن میں سوا سیر کے برابر ہوتا ہے۔

سلطان زنجبار نے نومبر کے آخری ہفتہ میں لاموں اور موباسا کا دورہ کیا۔

معذرت

ہمارے اتفاقی سفر اور کاتب کی ناگہانی اعتلال خراب سے الحکم کے اس نمبر کی اشاعت میں غیر معمولی دیر ہوگئی ناظرین معاف فرمائیں